مصنفہ

مولانا محمد حنیف گنگوہی

فاضل دیوبند

مصنفہ
مولانا محمد حنیف گنگوہی
فاضل دیوبند

طبع ۱۹۹۷ء ـــــ جملہ حقوق محفوظ بحق ناشر

فہرست کتب جو بوقت شرح زیر مطالعہ رہی ہیں

نام کتاب	جلد	مصنف	نام کتاب	جلد	مصنف
البیان والتبیین	۳	ابو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ	قاموس	۲	مجد الدین فیروز آبادی
العقد الفرید	۳	شہاب الدین احمد معروف بابن عبد ربہ	مصباح اللغات	۱	ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاوی
شذرات الذہب	۱۲	ابو الفلاح عبد الحی بن العماد	جامع ترمذی	۲	ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی۔
الاغانی	۲۰	ابو الفرج اصبہانی	سنن کبریٰ	۱۰	امام احمد بن شعیب نسائی
تاریخ ابن خلکان	۲	قاضی احمد الشہیر بابن خلکان	زاد المعاد	۲	ابن القیم الجوزی
فوات الوفیات	"	محمد بن شاکر بن احمد الکتبی	مشکوٰۃ	۲	ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ خطیب
تاریخ ابن عساکر	۹	علی بن ابی محمد معروف بابن عساکر	طبرانی		حافظ طبرانی
تاریخ کامل	۱۲	ابن الاثیر الجزری	الحلیہ	۱	حافظ ابو نعیم اصفہانی
البدایہ والنہایہ	۱۵	حافظ عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر	ترغیب و ترہیب	۴	زکی الدین منذری
تہذیب التہذیب	۱۴	حافظ ابن حجر عسقلانی	زواجر		حافظ ابن حجر مکی
تذکرۃ الحفاظ	۴	حافظ شمس الدین ذہبی	شیخ زادہ	۴	محمد محی الدین المعروف بشیخ زادہ
دائرۃ المعارف	۱۱	معلم بطرس بستانی	قصص القرآن	۴	مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی
الجواہر المضیئۃ	۲	ابو محمد محی الدین عبد القادر قرشی	تاریخ اسلام	۱	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی
المستطرفہ	۱	محمد بن جعفر کتانی	تاریخ امت	۶	محمد اسلم جیراجپوری
معجم الشعراء	۱	ابو عبد اللہ بن عمر مرزبانی متوفی ۳۸۴ھ	تذکرۃ الاولیاء	۱	شیخ فرید الدین عطار
الشعر والشعراء	۱	ابن قتیبہ ابو محمد عبد اللہ	تذکرۃ الاعزاز	۱	مولانا انظر شاہ صاحب کشمیری
ہدیۃ المزجاۃ	۱	مولانا محمد عنایت اللہ لکھنوی	تسہیل الدراسہ	۱	مولانا ذو الفقار علی دیوبندی
شرح ابن عبدون	۱	ابو القاسم عبد الملک معروف بابن عبدون	تسہیل البیان	۱	" " "
درۃ الغواص	۱	ابو محمد قاسم بن علی حریری			
رنات المثانی	جز ثالث	لویس معلوف یسوعی			
منجد	۱	فردینار توتل یسوعی			

انتساب

نیل الامانی شرح اردو مختصر المعانی کی طرح میں اپنی اس بضاعت مزجاۃ کو بھی مادرِ علمی دار العلوم دیوبند کی طرف منسوب کرتا ہوں جس کے دامنِ تربیت سے ہزارہا فیضیاب افرادِ انسانی اقلیم شہرت وعظمت کے تاجدار بن چکے ہیں اور مجھ حقیر وناچیز کی یہ علمی کاوش بھی اسی کی رہینِ منّت ہے۔ (دام اللہ فیوضہا الی یوم الدین)

محمد حنیف غفرلہٗ گنگوہی

(۱۶ر ربیع الثانی ۱۳۸۶ھ)

فہرست مضامین مقدمہ تحفۃ الادب شرح نفحۃ العرب

دیباچہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ ابلغَ ماتقعقع بہ بوارقُ الکتُب ۞ واَطیبَ ماتورّخ بہ مفارقُ الخُطَب ۞ احسنَ زینۃٍ تحلت بہا وجناتُ الطروس ۞ واَحسنَ تحیۃٍ لنفائس النفوس ۞ حمدُ اللہ تعالیٰ علی نِعَمِہِ التی لاتُبدأ الی جودِہا اَعۡمام ۞ ولایُقارِبُ حسنَ مواقِعِہا تبسّمُ زہرٍ من ثغرِ اکمام ۞ واکملَ ماوَشّاہ البنانُ من عَزۡرِ البیان ۞ وَاجملَ ماانشاہ الانسانُ من دُرَرِ اللسان ۞ صَلَوٰاتُ اللہ تعالیٰ علی مَن یقیفُ نسانُ القلم عن نشرِ صفاتہ ۞ وتجفُّ اَفواہُ المحابر عن حصرِ سماتہ ۞ اما بعد

علوم عربیہ میں علم ادب کا جو مقام ہے وہ علوم دینیہ کے ماسوا کسی علم کو حاصل نہیں اس واسطے کہ فہم کلام الٰہی اور احادیث نبوی پر آگہی کا وسیلہ عربی علم ادب ہے۔ جس قدر آدمی علم ادب میں خام ہوگا اتنا ہی وہ وجوہ اعجاز کے ادراک میں بے بہرہ ہوگا۔

حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے۔

علیکم بدیوانکم شعر الجاہلیۃ لاتضلوا فان فیہ تفسیر کتابکم ومعانی کلامکم اھ (حاشیہ جمل)

اپنے اوپر جاہلی اشعار لازم کر لو، بھٹکو گے نہیں کیوں کہ اس میں تمہاری کتاب کی تفسیر اور تمہارے کلام کے معانی ہیں۔

قال الشاعر ؎ لکلِّ شیٍٔ زینۃٌ فی الوریٰ ۞ وزینۃُ المرءِ تمام الادب ۞

قد یشرف المرءُ باٰدابہ ۞ فینا وان کان وضیعَ النسب ۞ [ع]

ادب عربی کے ابتدائی اور متوسط درجے کے لئے "نفحۃ العرب" مؤلفہ ادیب کامل حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کے حسن انتخاب کا بہترین مجموعہ ہے جس میں ادبی محاسن کے ساتھ ساتھ اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ سیر نبویہ، سیر صحابہؓ، عشرہ مبشرہ وغیرہ کے مبارک عنوانات ادبی قابلیت پیدا کرنے کے ساتھ پاکیزہ اخلاق بلند معیار خصائل اور اسلامی مذہبی جذبات کے محرک ہیں جس سے اسلامی روایات کی عظمت، مسلمانوں کے کارنامے ابتدا سے ہی پڑھنے والوں کے ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ آج کے علمی انحطاطی دور میں علوم عربیہ کے ساتھ جو اعتناء ہے اس کا عالم یہ ہے کہ عربی کتاب ہاتھ میں آنے سے پیشتر ہی اُردو حواشی و شروحات کا تصور قائم ہو جاتا ہے اور میزان پڑھنے والا بھی اُردو شرح کا متلاشی رہتا ہے اسلئے ضرورت تھی اس بات کی کہ کتاب مذکور کی اُردو میں ایسی شرح کی جائے جس میں ادبی ضروریات کو ملحوظ رکھتے ہوئے کتاب کا مفید حل ہو۔ میں علمی ماحول کا گویا ایک حقیر ذرہ ہوں جس کا مطالعہ نہایت محدود بالخصوص عربی ادب سے بالکل تہی مایہ ہے لیکن مجھے تونہالان قوم کی علمی ترقیات سے طبعی لگاؤ ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میرے ہونہار عزیز طلباء آسمان علم وفضل پر مہر تاباں بنکر نمودار ہوں۔ نیل الامانی شرح اُردو مختصر المعانی اور پیش نظر علمی کاوش میرے اسی احساس کا نمونہ ہے۔ واللہ الموفق۔

(محمد حنیف گنگوہی)

ع مخلوق میں ہر چیز کے لئے ایک زینت ہے اور آدمی کی زینت کمال ادب ہے آدمی اپنے آداب کے سبب ہمارے درمیان ذی شرف ہو جاتا ہے اگرچہ معمولی نسب والا ہو۔

مقدمہ

ادب کی تاریخی، لغوی، اصطلاحی ماہیت

عربی ادب کا اجمالی تصور ادب اظہار کا ایک ڈھنگ ہے جو ادیب کے احساس کی نمائندگی بھی کرتا ہے اور حسن، لطافت اور رنگینی کو اثر اندازی کی طاقت بھی دیتا ہے۔ ادب نفس انسانی میں شائستگی، افکار و خیالات میں روشنی، احساسات میں نزاکت، زبان میں سلاست اور روز پیدا کرتا ہے۔ ادب کا اطلاق ان تصانیف پر بھی ہوتا ہے جو کسی علمی یا ادبی تحقیق کا نتیجہ ہوں اور ان کتابوں پر بھی جو فکر و فن میں باہمی تاثر اور انشاء و اسلوب نگارش کی بہترین مثال تصور کی جاتی ہیں۔

عربی ادب کی تاریخ ادب کی ابتدائی تاریخ اور آغاز کے بارے میں کوئی نص صریح یا برہان قاطع ایسی نہیں ہے جو اس کلمے کی تاریخی حیثیت سے بحث کرے۔ یہ ایک سلسلہ نسب ہے جس کی مبتدا کا سراغ نہیں ملتا۔ سامی زبانوں میں عربوں کی جاہلی شاعری میں، البتہ جاہلی کی تاریخوں میں کچھ اقوال ایسے ملتے ہیں، جن کے مطالعہ سے اس سلسلہ میں مدد ملتی ہے مثلاً شاہ حیرہ نعمان بن منذر نے کسریٰ کے نام ایک خط میں تحریر کیا تھا

وَقَدْ اَوْفَدْتُ اَيُّهَا الْمَلِكُ رَهْطًا مِنَ الْعَرَبِ لَهُمْ فَضْلٌ فِي اَحْسَابِهِمْ وَاَنْسَابِهِمْ وَعُقُولِهِمْ وَآدَابِهِمْ — اے بادشاہ! میں عرب کے ایک گروہ کو آپ کے پاس وفد بنا کر بھیج رہا ہوں جو حسب نسب میں فضیلت رکھتے ہیں یہ لوگ دانشور اور صاحب اخلاق و آداب ہیں۔

اسی طرح علقمہ بن علاثہ نے کسریٰ کے سامنے کہا تھا:

فَلَيْسَ مَنْ حَضَرَكَ مِنَّا بِاَفْضَلَ مِمَّنْ عَزَبَ عَنْكَ بَلْ لَوْ قِسْتَ كُلَّ رَجُلٍ مِنْهُمْ وَعَلِمْتَ مِنْهُمْ مَا عَلِمْنَا لَوَجَدْتَ لَهُ فِي آبَائِهِ اَنْدَادًا وَاَكْفَاءً كُلُّهُمْ اِلَى الْفَضْلِ مَنْسُوبٌ وَبِالشَّرَفِ وَالسُّؤْدُدِ مَوْصُوفٌ وَبِالرَّاْيِ الْفَاضِلِ وَالْاَدَبِ مَعْرُوفٌ — ہم جو لوگ آپ کے پاس آئے ان کو ان لوگوں پر فضیلت حاصل نہیں ہے، جو نہیں آئے۔ اگر آپ ان کا باہم موازنہ کریں اور جتنا ہم کو ان کے بارے میں علم ہے، اتنا آپ بھی جان لیں تو آپ ان کو ہمارے ہمسر اور ہم مرتبہ پائیں گے وہ صاحب فضل و شرف ہیں ان میں سیادت ہے اور وہ اصابت رائے سے موصوف اور ادب سے آراستہ ہیں

ان اقوال سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ ادب عرب نژاد ہے دخیل نہیں ہے۔

بعض محققین (جرجی زیدان اور زیات وغیرہما) کا خیال ہے کہ یہ لفظ عربی اور دوسری سامی زبانوں میں سمیریوں کی زبان سے آیا ہے جو قدیم زمانہ میں جنوبی عراق میں آباد تھے۔ ان سے حملہ آوروں (سامیوں) نے اس لفظ کو اڑا لیا۔ سمیریوں کے یہاں اس لفظ کے معنی انسان تھے۔ سامی زبانوں میں یہ لفظ ادب سے اُدم اور ادم سے آدم ہو گیا۔ لیکن عربوں نے اس لفظ کو اپنی اصلی حالت میں محفوظ رکھا۔ انہوں نے اس لفظ کو آدمیت یا انسانیت کے معنی میں استعمال کیا اور لازم بول کر ملزوم مراد لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ سے عربی زبان میں لفظ ادب کے وجود کی تائید ہوتی ہے۔ مشہور حدیث ہے:

اَدَّبَنِيْ رَبِّيْ فَاَحْسَنَ تَادِيْبِيْ — میرے پروردگار نے میری تربیت کی اور خوبی سے کی

حضرت عبداللہ بن مسعود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَادُبَةُ اللّٰهِ فِي الْاَرْضِ فَتَعَلَّمُوْا مِنْ مَادُبَتِهٖ — بیشک قرآن اس دنیا میں ایک خوانِ الٰہی ہے پس اس سے تم لوگ استفادہ کرو

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لفظ عہد رسالت، عہد صحابہ اور خود ایام جاہلیت میں جانا پہچانا تھا۔

پہلی صدی ہجری لفظ ادب کی اصل تاریخ بنی امیہ سے شروع ہوتی ہے۔ انہی کے زمانے میں یہ لفظ رائج اور شائع ہوا۔ اسی زمانہ سے

اس لفظ کا استعمال سب سے پہلے تعلیم و تربیت کے معنے میں ہوا۔ عہد بنی امیہ میں اساتذہ کی ایک ایسی جماعت تھی جو امرا کے لڑکوں کو تعلیم و تربیت دینے پر مامور تھی۔ اس جماعت اور اشعار کے راویوں اور تاریخی واقعات بیان کرنے والوں کو "مؤدب" کہا جاتا تھا۔ اس جماعت "مؤدبین" میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔

(۱) ابو معبد الجہنی (۲) عامر الشعبی۔ دونوں خلیفہ عبد الملک بن مروان کے لڑکوں کو تعلیم دیتے تھے۔

(۳) صالح بن کیسان: خلیفہ عمر بن عبد العزیز کے لڑکوں کا مؤدب تھا۔

(۴) جعد بن درہم: خلیفہ مروان بن محمد کا مؤدب تھا۔

اس دور کی تحریروں میں جا بجا لفظ ادب کا تذکرہ ملتا ہے۔ زیاد بن ابیہ اپنے خطبہ "البترا" میں کہتا ہے

فَادْعُوا اللّٰہَ بِالصَّلَاحِ لِأَئِمَّتِکُمْ فَإِنَّہُمْ سَاسَتُکُمْ الْمُؤَدِّبُوْنَ لَکُمْ أَمَا وَاللّٰہِ لَأُؤَدِّبَنَّکُمْ بِغَیْرِ ہٰذَا الأَدَبِ أَوْ لَتَسْتَقِیْمُنَّ۔

تم خدا سے اپنے آئمہ کے لئے راستی اور بہتری کی دعا کرو، کیونکہ وہ تمہارا انتظام کرنے والے اور سکھانے والے ہیں، بخدا تم کو اس طرز ادب کے سوا ادب سکھاؤں گا۔ ورنہ تم اپنی روش درست کرو۔

کسی فراری شاعر نے لفظ ادب کو اپنے شعر میں اس طرح استعمال کیا ہے

کَذَاکَ أُدِّبْتُ حَتّٰی صَارَ مِنْ خُلُقِیْ ✺ إِنِّیْ وَجَدْتُ مِلَاکَ الشِّیْمَۃِ الأَدَبَا

میری تہذیب و تربیت اس طرح کی گئی ہے کہ ادب میری سرشت بن گئی ہے اور میں نے اپنی خصلت کا مدار ادب کو بنایا ہے بنی امیہ کے زمانہ میں اس لفظ کا اطلاق اس قسم کے علوم پر ہوتا تھا، جن کا مذہب اور دینیات سے کوئی تعلق نہ ہو۔ جیسے شاعری، کہانی، انساب، ایام عرب اخبار و احوال، شرافت اور حسن و اخلاق بھی اس سے مراد لئے جاتے تھے۔ پھر جب لغت مدون ہوا تو وہ بھی ادب میں شامل ہو گیا۔

صاحب لسان العرب نے مادۂ ادب سے بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ادب دو ہی چیزوں کا نام ہے، ایک تہذیب نفس اور دوسرے تعلیم شعر و نثر۔ پہلی صدی ہجری سے اب تک مادۂ ادب انہی دو معنوں پر دلالت کرتا رہا ہے۔

بنی امیہ کے عہد سے ہی ادیب یا مؤدب، شاعر اور نثر نگار کے درمیان فرق قائم ہوا، جس شخص پر ادب اور اس کی تعلیم کا غلبہ ہوتا تھا اس کو ادیب کہتے تھے اور جس کا رجحان شاعری کی طرف ہوتا تھا وہ شاعر کہلاتا تھا۔

دوسری صدی ہجری دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں جب عربی علوم، لغت، نحو، صرف کا نشو و نما ہوا تو ان نامون نے اصطلاحی شکل اختیار کر لی اور یہ علوم ادب تعلیمی میں داخل ہو گئے۔ ادب تعلیمی کا مفہوم وسیع ہو گیا۔ لفظ ادب کا اطلاق نثر و نظم، انساب، اخبار، لغت، نحو، صرف اور نقد پر ہونے لگا۔ لیکن یہ حالت زیادہ دنوں قائم نہ رہ سکی۔

تیسری صدی ہجری تیسری صدی ہجری میں ادب پھر اپنے اسی مفہوم کی طرف لوٹ گیا جو پہلی صدی ہجری میں تھا یعنی ادب فنی اور تہذیب نفس کے معنی دینے لگا، اس تعریف میں شعر و نثر اور ان سے متعلقہ علوم اخبار، انساب، ایام عرب اور احکام نقد داخل ہیں، البتہ اس میں فنی نثر اور ادبی تنقید کا اضافہ ہو گیا۔

اس صدی میں اعلیٰ ادب تصنیف ہوا۔ جاحظ (متوفی ۲۵۵ھ) کی "البیان والتبیین"، ابن قتیبہ (متوفی ۲۷۶ھ) کی "الشعر والشعراء" اور "الکامل" للمبرد (متوفی ۲۸۵ھ) جو عربی ادبیات میں امہات الکتب تسلیم کی جاتی ہیں اسی زمانہ میں لکھی گئیں۔ اس صدی میں لفظ ادب کے تہذیب نفس والے معنی میں وسعت پیدا ہوئی اور اس موضوع پر کچھ کتابیں بھی تصنیف کی گئیں — ابو العباس سرخسی (متوفی ۲۸۶ھ) کی "ادب النفس"

کشاجم شاعر (متوفی ۳۵۰ھ) کی آداب الندیم، صحیح بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) کا باب الادب، حماسہ ابی تمام (متوفی ۲۳۱ھ) کا باب الادب اس سلسلہ کی اہم کتابیں اور اجزاء ہیں۔

چوتھی صدی ہجری چوتھی صدی میں لغت، نحو اور صرف ادب سے الگ ہو گئے، نقد، بلاغت اور بدیع ادب میں شامل ہو گئے، شعر و ادب میں تنقیدی اور فنی زاویہ نگاہ سے بحثیں ہوئیں۔ بحتری، ابو تمام کے ادبی معرکوں اور بعد میں متبنی کے مخالفین اور موافقین کے مباحث نے فن نقد کا فائدہ پہنچایا۔ آمدی (متوفی ۳۷۰ھ) نے اپنے موازنہ بین الطائیین اور ابوالحسن جرجانی (متوفی ۳۹۲ھ) نے "الرساطۃ بین المتبنی و خصومہ" انہی واقعات سے متأثر ہو کر تصنیف کیں۔ اس طرح تنقید نے مستقل فن کی حیثیت اختیار کرنا شروع کی اور اس کا شمار علیحدہ ایک عام اور ادبی فن میں ہونے لگا۔

اس صدی میں بھی کتابوں نے فن نقد کو فروغ دیا اور اس کو مستقل ایک فن کا درجہ دیا ان میں قدامہ بن جعفر (متوفی ۳۳۷ھ) کی نقد الشعر" اور نقد النثر کے نام سرفہرست ہیں۔ قدامہ نے سب سے پہلے عربی نقد کے اصول استخراج کئے، ان کے بعد ابوہلال العسکری (متوفی ۳۹۵ھ) نے الصناعتین" میں انہی کے نقش قدم کی پیروی۔ ابوالفرج الاصبہانی (متوفی ۳۵۶ھ) کی الاغانی اور ابن عبد ربہ (متوفی ۳۲۸ھ) کی العقد الفرید کے نام بھی اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔

پانچویں صدی ہجری پانچویں صدی ہجری کے اختتام تک اہم ادبی علوم نے مستقل علوم کی حیثیت اختیار کرلی۔ شاید اسی وجہ سے زیات نے لکھا ہے کہ عہد اخوان الصفا کے بعد لفظ ادب کا اطلاق فنون صنعت و حرفت اور تمام غیر شرعی علوم پر نہیں رہا۔ لیکن عربی زبان کے علوم جیسے معانی، بیان، صرف، نحو اس کے دائرہ میں داخل رہے، ادبی علوم سے مراد کیا ہے؟ وہ کون سے علوم ہیں جو ادب کی تعریف میں شامل ہیں؟ اس بارے میں علماء کا سخت اختلاف ہے۔ انباری نے علم ادب کی آٹھ قسمیں ذکر کی ہیں۔ زمخشری و جرجانی کے نزدیک علم بارہ ہیں۔ آٹھ اصول (لغت، صرف، اشتقاق، نحو، معانی، بیان، عروض، قافیہ) اور چار فروع (رسم الخط، قرض الشعر، انشاء نثر، محاضرات)، سکاکی (متوفی ۶۲۶ھ) نے مفتاح العلوم" یاقوت حموی (متوفی ۶۲۶ھ) نے معجم الادباء اور شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) نے مقدمہ شرح المفتاح میں ان ادبی علوم سے بحث کی ہے۔

ادب کی لغوی تحقیق لسان العرب میں ادب کے لغوی معنی دعوت (بلانا) ہے۔ وہ کھانا جس کی طرف لوگوں کو بلایا جاتا ہے، اس کو "مدعاۃ" اور "مادبۃ" کہتے ہیں وہ لٹریچر جس سے ادیب متأدب ہوتا ہے اسکو ادب اس لئے کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کو اچھائیوں کی طرف بلاتا ہے اور برائیوں سے روکتا ہے۔ "المحیط" میں الادب (متحرک الاوسط) کے معنی لطافت طبع اور خوش اطواری کے ہیں۔ أدبہ، علمہ، سکھایا، تأدب تعلم بہ، سیکھا، الأدب (بسکون العین) کے معنے تعجب کے ہیں، جیسا کہ الادبۃ (بالضم) کے معنے تعجب اور پسندیدگی کے ہیں اور أدب البحر کے معنے پانی کی زیادتی ہے۔

ادب کی اصطلاحی تعریف ادب اصطلاحی وہ علم ہے جس کی نگہداشت حدود اور رعایت کرنے سے کلام کی لفظی و کتابی غلطیوں سے بچ سکیں۔ لفظ یا کتابت کی اغلاط سے جو خرابی زبان میں محاورہ کی حیثیت سے واقع ہوتی ہے اس سے حفظ و نگہداشت اس علم کے ذریعے سے کی جاتی ہے یا وہ لوگوں کو مہذب اور شائستہ بناتا ہے اور ناشائستہ باتوں سے روکتا ہے اس لئے اس علم کا نام ادب رکھا گیا۔

علم ادب کا موضوع ہر علم کا ایک موضوع ہوتا ہے، جس میں اس کے عوارض ذاتیہ کے سلب و ثبوت سے بحث کی جاتی ہے، جیسے طب کا موضوع جسم انسانی ہے، اس حیثیت سے کہ امراض جسم انسانی کو لاحق ہوتی ہیں اور علاج کے ذریعہ ان کا تدارک کیا جاتا ہے۔ اسی طرح نحو کا موضوع کلمہ ہے۔ علم نحو کلمے کے ان عوارض و احوال سے بحث کرتا ہے جو اس کے معرب و مبنی ہونے کی حیثیت سے پیش آتے ہیں لیکن ظاہر ہے کہ موضوع اسی علم کا متعین ہو سکتا ہے، جس کی تمام قسموں کے موضوعات باوجود تباین صنفی یا نوعی کے کسی ایک جنس قریب اعم مطلق کے تحت میں داخل ہوں اور جس علم کی تمام قسموں کے موضوعات کسی ایک جنس قریب اعم مطلق کے تحت میں داخل نہ ہوں، اس کے لئے کوئی موضوع متعین نہیں کیا جا سکتا۔ علم ادب بھی ایسا ہی ہے کہ اس کے اقسام کے موضوعات کسی ایک جنس کے تحت میں داخل نہیں اس لئے محققین نے کہا ہے کہ اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے۔ ابن خلدون نے ادب کے موضوع سے انکار کرتے ہوئے لکھا ہے،

ھذا العلم لا موضوع لہ ینظر فی اثبات عوارضہ ونفیھا۔ علم ادب کا کوئی موضوع نہیں جس کے احوال سے اثبات و نفی میں بحث کی جائے، اسی کو صاحب کتاب ادیب کامل حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم نے حق قرار دیا ہے۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ اس کا موضوع طبیعت یا فطرت ہے۔ طبیعت یا فطرت سے مراد واردات (داخلیت) اور تأثرات (خارجیت) ہیں جس سے انسان اس مادی دنیا میں متصادم ہوتا ہے۔ انسان خارجی حقائق کا مظہر ہے اور طبیعت داخلی کیفیات کی، ان پر تنقید و تبصرہ فطرت انسانی کا تقاضہ ہے۔ داخلی یا خارجی عوامل کی ترجمانی کا نام طبیعت یا فطرت ہے۔ یہی ادب کا موضوع ہے۔

غایت علم ادب مافی الضمیر کو پورے طور سے نہایت دلچسپ اور مؤثر پیرایہ سے دوسرے کے ذہن نشین کر دینا علم ادب کی غایت ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ عربی ادب کا یہ بھی فائدہ ہے کہ قرآن و حدیث کو اس کے اعجاز لفظی و معنوی سے کامل طور متاثر ہو کر اس کے مضامین کو سمجھنا اور سمجھانا۔

تذکرۃ الاعزاز

نام و نسب اور آبائی وطن محمد اعزاز علی نام اور لقب اعزاز العلماء ہے۔ نسب نامہ یہ ہے۔ اعزاز علی بن محمد مزمل علی بن حسن علی بن خیر اللہ الخ۔ آبائی وطن مراد آباد کے مضافات میں ایک مشہور قصبہ امروہہ ہے۔ آپ قبیلہ کمبوہ سے ہیں جو ہندوستان کا ایک مشہور قبیلہ ہے آپ کے آباؤ اجداد شاہی لشکر میں بلند مناصب اور اونچے عہدوں پر فائز تھے۔ آپ کی پیدائش ہندوستان کے مشہور شہر بدایوں میں ۱۳۰۰ھ میں بروز بدھ شمس کے وقت ہوئی اور نانا جان نے "اعزاز علی" نام تجویز کیا۔

تحصیل علوم ابتداء میں آپ نے قطب الدین نامی شخص کے پاس قرآن شریف کے دو ثلث ناظرہ پڑھے۔ اس کے بعد حافظ شرف الدین کی نگرانی میں تمام کلام اللہ حفظ کیا اور اردو کی معمولی سی تعلیم کے بعد فارسی کی تعلیم اپنے والد مرحوم سے حاصل کی۔ اس کے بعد مقام تلہر کے مشہور مدرسہ گلشن فیض میں مولانا مقصود علی خان صاحب صدر مدرس مدرسہ کے پاس عربی درس نظامی کی ابتدائی کتابیں شرح ملا جامی تک پڑھیں، پھر شاہجہاں پور کی مشہور دینی درسگاہ "عین العلم" میں داخلہ لیا جو مولانا عبدالحق صاحب کا قائم کیا ہوا تھا۔ یہاں آپ نے حضرت مولانا قاری بشیر احمد صاحب سے درس نظامی کی اکثر کتابوں کے علاوہ ملا جامی اور کنز الدقائق اور حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ صاحب سے فارسی کی بعض کتب کے علاوہ فقہ کی مشہور کتاب شرح وقایہ پڑھی۔

دار العلوم دیوبند میں عین العلم میں درس نظامی کی جب متوسط درجہ کی کتابوں سے فارغ ہو گئے تو مولانا بشیر احمد اور مفتی کفایت اللہ صاحب

لے معارف جلد ۹۶ از مقالہ مولانا وقار احمد صاحب رضوی (بحذف و زیادۃ و تغیر)

کے اصرار پر ہندوستان کی مرکزی درسگاہ دارالعلوم دیوبند پہنچ کر امتحان داخلہ میں کامیاب ہونے کے بعد مولانا حافظ احمد صاحب مہتمم دارالعلوم سے جلالین اور دارالعلوم کے مشہور منطقی و فلسفی حضرت مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری سے میر قطبی اور اس کے علاوہ دوسرے اساتذہ سے بعض کتابیں شروع کیں دارالعلوم میں آئے ہوئے ابھی ایک سال کا عرصہ بھی نہ گذرا تھا کہ مولانا نے اپنی ہمشیرہ سے جو اس وقت میرٹھ میں تھیں ملاقات کے خیال سے میرٹھ کا سفر کیا۔ یہاں مولانا عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مُصر ہوئے کہ ایک دو سال میرٹھ مدرسہ میں تعلیم حاصل کرو۔ اس کے بعد دورہ حدیث شریف کی شرکت کے لئے دیوبند چلے جانا۔ مولانا میرٹھی صاحب سے خصوصی تعلق اور گہرے مراسم کی وجہ سے آپ نے عارضی طور پر دیوبند کا قیام ترک کیا اور میرٹھ کی مشہور درسگاہ مدرسہ قومی خیر نگر میں داخلہ کرا لیا۔ یہاں آپ نے مولانا عاشق الٰہی صاحب سے اصول و عروض کی بعض کتابیں اور مولانا عبدالمومن صاحب دیوبندی صدر مدرس مدرسہ سے عقائد، منقولات اور فلسفہ کی اکثر و بیشتر کتابیں پڑھنے کے علاوہ صحاح ستہ میں بخاری شریف کے علاوہ سب کتابیں ختم کیں۔ اس حد تک تکمیل کر چکنے کے بعد مولانا عاشق الٰہی صاحب کی اجازت سے دیوبند میں دوبارہ حاضری ہوئی اور حضرت مولانا شیخ الہند صاحب سے صحیح بخاری، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد کے علاوہ ہدایہ اخیرین، بیضاوی اور توضیح و تلویح پڑھی۔ اس کے علاوہ فنون کی بعض کتابیں دارالعلوم کے معقولی استاد مولانا غلام رسول خان صاحب ہزاروی سے اور فتویٰ نویسی کا کام حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمان صاحب سے سیکھا اور ادب کی اکثر کتابوں کی تعلیم مولانا معزالدین صاحب سے حاصل کی۔

بھاگلپور میں درس و تدریس

دارالعلوم سے فراغت کے بعد حضرت شیخ الہند صاحب نے مولانا کی صلاحیتوں کو پاکر مدرسہ نعمانیہ واقع پوربنی مضافات بھاگلپور میں تدریس کا حکم فرمایا۔ آپ وہاں پہنچے اور مخلصانہ جد و جہد، مسلسل سعی و کوشش کی وجہ سے اس غیر آباد و نامانوس علاقہ میں قال اللہ وقال الرسول کا غلغلہ کچھ اس طرح بلند ہوا کہ طلباء کی ایک بڑی جماعت بہار اور اس کے قرب و جوار کے دوسرے علاقوں سے جوق در جوق نعمانیہ مدرسہ میں پہنچنے لگی۔ مدرسہ کی تعلیم آپ کی وجہ سے نہایت ٹھوس ہونے لگی اور یہاں سے فارغ طلباء ذی استعداد ہونے کی بناء پر امتیازی نظروں سے دیکھے جانے لگے

مدرسہ نعمانیہ سے ترک تعلق اور افضل المدارس شاہجہانپور میں مدرسی

اسی دوران میں مدرسہ مذکور کا آخری جلسہ ہوا جس میں علماء دیوبند کے علاوہ پوربی کے بعض شدید و سرگرم کے اصرار پر بعض بریلوی علماء کو بھی شریک کیا گیا۔ جلسہ شروع ہوا تو سوچی سمجھی اسکیم کے مطابق اختلافی مسائل کو چھیڑ کر مناظرہ کی خطرناک صورت پیدا کر دی گئی اور اس قدر ہیجان برپا کیا گیا کہ صورت حال زیادہ سے زیادہ خراب ہوتی چلی گئی حتیٰ کہ اصلاح کی کوشش بھی کامیاب نہ ہو سکی۔ اس سے آپ مدرسہ نعمانیہ سے مستعفی ہو کر شاہجہانپور واپس آگئے اور یہاں والد صاحب کے اصرار پر مدرسہ افضل المدارس سے اپنا تدریسی سلسلہ قائم کر لیا۔

اس مدرسہ کا نہ کوئی وقف تھا اور نہ عام چندہ صرف ایک باہمت انسان کی توجہ سے چل رہا تھا۔ کچھ عرصہ کے بعد ان صاحب کا انتقال ہو گیا اور مدرسہ کی حالت دگرگوں ہو گئی اور اس عرصہ میں کئی ماہ ایسے گزرے کہ مولانا اپنی قلیل تنخواہ بھی نہ لے سکے اور حسبۃً للہ حالات کی ناسازگاری کے باوجود کام کرتے رہے اور بالآخر سخت مجبور ہو کر مولانا نے مدرسہ سے سبکدوشی اختیار کر لی۔ اس مدرسہ میں مولانا کی مدت تدریس تین سال ہے

بحیثیت مدرس دارالعلوم دیوبند میں

افضل المدارس سے علیحدگی کے بعد مشفق استاد حضرت مولانا محمد سہول صاحب بھاگلپوری کی سعی و کوشش سے ۱۳۴۳ھ کے اوائل میں دارالعلوم دیوبند کی منتظمہ کمیٹی نے مولانا کا تقرر پچیس روپے کے مشاہرہ پر کر دیا۔ ابھی آپ شاہجہانپور ہی میں تھے کہ اہتمام دارالعلوم کی جانب سے تقرر کا اطلاع نامہ مولانا کو پہنچا۔ آپ نے دارالعلوم کی تدریس کو دین کی نہایت اہم خدمت تصور کر کے دیوبند آنے کا ارادہ فرمایا۔ آپ تشریف لائے اور دارالعلوم کے ابتدائی مدرس مقرر کئے گئے، اور علم الصیغہ، مفید الطالبین، نور الایضاح وغیرہ کتابیں تدریس کے لئے دی گئیں۔

ریاست حیدر آباد میں

آپ دارالعلوم میں بسلسلہ تدریس مشغول رہے، شب و روز کی جد و جہد اور بعض اکابر اساتذہ کی توجہ سے مولانا کا شمار دارالعلوم کے ممتاز اساتذہ میں ہونے لگا۔ علمی استعداد پر اعتماد کرتے ہوئے مجلس علمیہ نے درمیانی درجہ کی کتابیں بھی تدریس کے لئے آپ کے یہاں بھیجدیں۔ اسی دوران میں ریاست حیدر آباد کی جانب سے مولانا حافظ احمد صاحب کو ریاست کا مفتی اعظم بنا کر بلایا گیا۔ چونکہ حافظ صاحب اپنی ضعیف العمری کی وجہ سے امور متعلقہ کے انجام دینے سے معذور تھے، اس لئے حافظ صاحب نے آپ کو اپنے ہمراہ جانے کے لئے فرمایا اور تقریباً نو سال دارالعلوم میں تدریس کے بعد ۱۳۲۲ھ میں آپ کو دارالعلوم چھوڑنا پڑا۔

آپ کو حیدر آباد میں خدمات انجام دیتے ہوئے ابھی ایک ہی سال کا عرصہ ہوا تھا کہ سنہ ۱۳۳۰ھ میں مولانا حافظ احمد صاحب کو جبکہ وہ حیدر آباد سے دیوبند کا سفر کر رہے تھے، جان، جان آفریں کے سپرد کر دینا پڑی۔ ادھر دارالعلوم کے شعبۂ افتاء میں مفتی عزیز الرحمان صاحب کی علیحدگی کی وجہ سے کسی مناسب آدمی کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس پر ۱۳۴۴ھ کی مجلس شوریٰ نے وانتظامی کمیٹی میں مولانا حبیب الرحمن عثمانی نے اس خدمت کے لئے آپ کا نام پیش کیا اور کمیٹی کے ہر رکن نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور حیدر آباد میں مولانا کو اس تقرری کی اطلاع کر دی گئی۔ آپ ۱۳۴۴ھ میں حیدر آباد سے دیوبند تشریف لائے اور تا دم آخر دارالعلوم میں خدمات انجام دیتے رہے۔

درسی خصوصیات

آج دنیائے علم میں ایسے فاضل اساتذہ موجود ہیں جو ہر فن کی آخری کتاب منتہی طلباء کو پڑھا دیں۔ لیکن یہ بہت مشکل ہے کہ وہ مبتدی طلباء کو ابتدائی اسباق پڑھائیں اور ان کی استعداد کے مطابق حق ادا کر سکیں۔ حضرت مولانا کی یہ نمایاں خصوصیت تھی کہ آپ جس وقت دیوان متنبی، حماسہ، بیضاوی، ہدایہ اخیرین، ابوداؤد شریف وغیرہ کا درس دیتے ہوتے تھے۔ انہی ایام میں آپ کے یہاں میزان المنطق، ملا جامی، نفحۃ العرب، مفید الطالبین، الملتقی الابحر کا درس بھی ہوتا تھا

جس طرح حضرت شاہ انور صاحبؒ نے درس حدیث میں اپنے تبحر علمی، وسعت مطالعہ، خداداد ذہانت، ممتاز قوت حافظہ کی وجہ سے ایک ایسی نمایاں خصوصیت پیدا کی کہ دارالعلوم کی سابقہ تاریخ اس سے قطعاً خالی تھی۔ اسی طرح حضرت مولانا نے ادب کی کتابوں کے پڑھانے میں بیان لغت، ترکیب نحوی، علم صرف، علم معانی و علم بیان کا ایسا کامیاب اضافہ فرمایا جو پہلے کسی کے درس میں نہ تھا۔ لوگ آپ کو شیخ الادب کہتے ہیں لیکن آپ بنا بر مناسبت طبعی فن فقہ پر جس حد تک قادر یافتہ تھے، اس کی نظیر مشکل سے ملے گی۔ مسائل فقہ میں ایسی موشگافیاں کرتے تھے کہ عقل حیران رہ جاتی تھی۔ ہدایہ اخیرین جو علم فقہ میں چوٹی کی کتاب ہے حضرت مولانا اس کا درس تقریباً چالیس سال تک نہایت کامیابی کے ساتھ اس طرح دیتے رہے کہ مسئلہ کو اس طرح سمجھا کر ہر اشکال کو رفع کرتے ہوئے فن کی گہری باتیں بھی ساتھ ساتھ حل کرتے چلے جاتے تھے۔ مشکوٰۃ شریف کے درس میں معاملات کی تشریح، مسائل کی تفصیل، فقہی عبارتوں کی تنقیح آپ کی امتیازی خصوصیت تھی۔ حدیث کی اہم کتاب ابوداؤد شریف کے درس میں بھی روایت کے اعتبار سے حدیث کا کوئی گوشہ تشنہ نہیں رہتا تھا۔ سند کے جھگڑے، ابوداؤد کی اپنی تحقیق اور دیگر مجمل مقصد اس طرح حل ہوتے تھے کہ عام طلباء ان کو سہل اور عام فہم سمجھنے لگتے تھے۔ حضرت شاہ صاحبؒ کے زمانے سے آپ کے یہاں شمائل ترمذی ہوتی تھی جس میں حدیثی نکات کے ساتھ حل لغت، ترکیب نحوی، بامحاورہ ترجمہ، تدافع حدیث علی وجہ الاتم ہوتا تھا۔

وقت کی پابندی

وقت کی پابندی جو درس کے لئے اور طلباء و علم کے لئے ایک ضروری امر ہے مولانا کا طغرائے امتیاز ہے۔ موسم سرما ہو یا گرمی جاڑہ ہو یا موسم برسات، بیماری ہو یا تندرستی، شادی ہو یا غم، بہرحال مولانا کا یہ اصول تھا کہ سبق ہونا چاہئے۔ کمرہ میں گھڑی موجود تھی۔ وقت سے کم از کم ایک منٹ قبل بغل میں کتاب دبائی، کمرہ کو مقفل کیا اور گھنٹہ بجانے والا ابھی گھنٹہ بجانے سے فارغ بھی نہیں ہوا کہ آپ درسگاہ پہنچ گئے اور سبق شروع ہو گیا۔ ادھر گھنٹہ بجا اور مولانا کی کتاب بند ہو گئی۔

تعلیقات و تالیفات دنیائے علم پر آپ کا مزید اور گراں قدر احسان یہ ہے کہ آپ نے درس نظامی کی ادق اور اصعب کتابوں کے بڑی کاوش و تحقیق کے بعد حواشی لکھے اور اپنے طویل تدریسی تجربہ کی بنا پر ہر حیثیت سے ان کو سہل اور عام فہم کردیا جن کی فہرست درج ذیل ہے۔

حاشیہ نور الایضاح فارسی، حاشیہ نور الایضاح عربی۔ حاشیہ دیوان حماسہ، حاشیہ کنز الدقائق۔ حاشیہ دیوان متنبی عربی اردو، ترجمہ دیوان متنبی۔ حاشیہ شرح نقایہ۔ حاشیہ مفید الطالبین (مختصر و مطول) نفحۃ العرب، حاشیہ نفحۃ العرب۔

آپ کے مشہور تلامذہ مولانا کے تلامذہ کی تعداد پانچ چھ ہزار سے کم نہیں ہے۔ جنکی تفصیل اس مختصر مقدمہ میں ناممکن ہے۔ چند مخصوص اور ممتاز شاگردوں کے نام یہ ہیں۔

مولانا حفظ الرحمن صاحب سیوہاروی، مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی۔ مولانا عتیق الرحمن صاحب عثمانی۔ مولانا محمد میاں صاحب۔ ڈاکٹر مصطفےٰ حسن صاحب کاکوری، مفتی محمود حسن صاحب نانوتوی، مولانا منظور احمد صاحب نعمانی، مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی۔ مولانا نسیم احمد صاحب فریدی، قاضی زین العابدین صاحب سجاد میرٹھی، حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند، مولانا فخر الدین صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا معراج الحق صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند، مولانا عبدالاحد صاحب مدرس دارالعلوم، مولوی سید حسن صاحب۔

شعر و شاعری اکابر اساتذہ دارالعلوم دیوبند کے اکثر و بیشتر افراد شاعری کے اچھے خاصے مذاق سے بہرہ ور رہے ہیں۔ اسی جماعت کے ایک ممتاز رکن حضرت مولانا اعزاز علی صاحب بھی تھے جن کی شاعری اردو عربی دو حصوں میں منقسم ہے۔ مولانا نے فارسی میں کبھی طبع آزمائی نہیں فرمائی۔ حالانکہ فارسی کا ذوق بھی مولانا کو عربی سے کم نہیں تھا۔ عربی میں آپ نے اس وقت سے کہنا شروع کیا تھا جب آپ دیوبند سے فارغ ہوچکے تھے۔ لیکن اردو میں آپ نہایت کم سنی اور خورد سالگی سے کہتے چلے آئے ہیں۔ آپکے بعض عربی قصائد کتاب کے آخر میں درج ہیں، جن سے قارئین حضرات عربی سخن سنجی کی مہارت کا بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اردو کلام کا مختصر انتخاب پیش خدمت ہے۔

(۱)

مانا کہ تاکنا مرا فسق و فجور تھا ÷ زلفوں کا دام تم کو بچھانا ضرور تھا ÷ افسوس ہے کہ "تو" کے بھی قابل نہیں رہا ÷ جو آپ کی زبان پہ کل تک حضور تھا ÷ کس نے کہا کہ داد تی غربت میں ان سے تھے جدا ÷ دل سے بہت قریب تھا گو جسم دور تھا ÷ اس دل میں حسرتوں کے سوا کچھ نہیں رہا ÷ جو دل کہ تم کو دیکھ کے وقف سرور تھا ÷ ہلچل زمیں پہ مچ گئی افلاک ہل گئے ÷ یارب کسی کی آہ تھی یا نفخ صور تھا ÷ عفو اور صفح سے نہ لیا آپ نے بھی کام ÷ مانا کہ عشق آپ سے میرا قصور تھا ÷

تیری نشیلی آنکھ نے بے خود بنادیا ÷ اعزاز ورنہ صاحب عقل و شعور تھا

(۲)

کچھ ہوش اے ساقی فرزانہ کسی کا ÷ لبریز ہوا جاتا ہے پیمانہ کسی کا ÷ ہم آپ سے جاتے رہے سنتے ہوئے جسکو ÷ افسوس تھا الٰہی کہ وہ افسانہ کسی کا ÷ اعزاز ترا حال سنادے کوئی اسکو ÷ ہم دیکھتے ہیں حوصلہ ایسا نہ کسی کا۔

(۳)

پہنچا جو میں بولے کہ وہ پھر آگیا ظالم ÷ درباں اسے کس لئے روکا نہیں کرتے

دل چھین لیا جان کا بھی اب ہے ارادہ ÷ بیکس کو تو یوں چھوڑ بھی لوٹا نہیں کرتے

(۴)

دل ہی نہیں وہ دل کہ تری جس میں جا نہیں ؛ سر ہی نہیں وہ جس میں کہ سودا ترا نہیں ؛ اے غیرت مسیح! تو اپنے مریض کو ؛ جا دیکھ تو کہ اس میں کچھ اب ہے بھی یا نہیں ؛ حُسنِ بیان میں نہیں اعزاز کا نظیر ؛ آصف سا ملک میں کوئی فرماں روا نہیں

(۵)

ہر ایک رند نماز اُن کے پیچھے پڑھ لیتا ؛ شیوخ وعظ اگر بادہ سے وضو کرتے ؛ خطیب ہونے کا اپنے انھیں مزہ آتا ؛ مشافہاً جو کبھی مجھ سے گفتگو کرتے ؛ دیارِ غیر میں گمنام ہو کے ہیں جو مردوں ؛ خدا کرے وہ پھریں میری جستجو کرتے ؛ یہ دل کی دل میں تمنا رہی کہ وہ مجھ کو ؛ کبھی رقیب کی نظروں میں سُرخرو کرتے ؛ حریم کعبہ میں میں چیخ چیخ کر رو دیا ؛ ملائکہ ہے اعلانِ الفتوا کرتے ؛ مقدرات سے مجبور ہو گیا ورنہ ؛ مجال اُن کی تھی وہ مجھسے تم "سے" تو "کرتے۔

(۶)

انقلاب چمن دہر کی دیکھی تکمیل ؛ آج قارون بھی کہہ دیتا ہے حاتم کو بخیل ؛ بو حنیفہ کو کہے طفل دبستاں جاہل ؛ مہر تاباں کو دکھانے لگی مشعل قندیل ؛ شرک اسلام کو کہنے لگے اہلِ تثلیث ؛ "لوح محفوظ" کو کہتا ہے محرّف انجیل ؛ سامری موسیٰ عمراں کو کہے جادوگر ؛ شیخ کی کرتے ہیں اسکول کے بچّے تجہیل ؛ شیر اور بھیڑ کی یکجائی پہ حیرت کیوں ہو۔ ایک ہی کانٹے میں تلنے لگے موزون و کبیل ؛ صاحب طبل و علَم نانِ جویں کے محتاج ؛ ٹھوکریں کھاتے جو پھرتے تھے وہ لیتے ہیں خراج

ہمارے ایک دوست نے مولانا کو لکھ کر بھیجا کہ یہاں فلاں تاریخ میں ایک مشاعرہ ہے۔ اس میں ہم بھی اشعار پڑھنا چاہتے ہیں تم خود یا کسی صاحب سے کچھ اشعار لکھوا کر بھیجو۔ آپ نے چند طلبا سے جو شعر کہتے تھے فرمائش کی لیکن کسی نے تعمیل نہ کی تو آپ نے ارتجالاً یہ چند اشعار کہے۔

(۷)

ترے ہجر میں ہوں میں نوحہ زن، میں اور یہ شبِ تار ہے
جو انیس ہے تری یاد ہے، جو رفیق ہے دلِ زار ہے

کوئی سیر باغ میں مست ہے، کوئی ہے وطن میں بصد خوشی
مرے دل کو چین ہو کس طرح نہ بہار ہے نہ بہار ہے

مرے پاس ہووے جو مال و زر تو ہو خوفِ سارق و راہزن
مجھے بیش و کم سے غرض نہیں، نہ شراب ہے نہ خمار ہے

جہاں تھے حسینوں کے قہقہے، جہاں بلبلوں کے تھے چہچہے
نہ مکان ہے نہ مکین ہے، نہ وہ رس ہے نہ دار ہے

وہ ہماری وضع میں تھی کشش، جو نماز میں بھی نہیں ہے اب
نہیں کچھ عجیب یہ رنگ ہے، وہ چڑھاؤ تھا یہ اُتار ہے

عادات واخلاق اک پایہ کے عالم اور فقیہہ ہونے کے باوصف ان کے مزاج میں انکساری، فروتنی اور تواضع حد سے زیادہ تھی جو مولانا کے لئے دلیل کمال ہے ؎

فروتنی است دلیل رسیدگانِ کمال ❋ کہ چوں بمنزل رسد پیادہ سوار

اس انکساری اور تواضع ہی کا نتیجہ ہے کہ آپ شہرت سے حد درجہ نفور رہتے تھے یہاں تک کہ عام مجلسوں میں جب کبھی آپ کی تلاش ہوتی تو آپ سب سے الگ ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے پائے جاتے۔ خمول و گمنامی کو مولانا نے جلوت و مجلس آرائی کی بخشی ہوئی شہرتوں پر ہمیشہ ترجیح دی ہے۔ وہ خود کہتے ہیں ؎

حُمُولِیْ اُحِبُّ الْحَالَاتِ عِنْدِیْ ❋ وَاِعْزَازِیْ لَکُمْ فِیْہِ فَارِیْ

استغناء و خودداری اہل علم و فضل کے مزاج کے بالکل برعکس مولانا میں بے نیازی، توکل حد درجہ تھا۔ ہندوستان کی متعدد یونیورسٹیوں نے گرانقدر مشاہروں پر مولانا کو بار بار اپنے یہاں بلایا۔ لیکن مولانا نے دارالعلوم کی قلیل تنخواہ کو چھوڑ کر گرانقدر مشاہرہ پر جانا گوارا نہیں فرمایا۔ وہ کسی کے سامنے اپنی ضروریات کا اظہار کریں، یہ تو بڑی بات ہے۔ لوگوں کے پیش کردہ تحائف و ہدایا کے لینے میں بھی مولانا تامل فرماتے تھے۔ غالباً کہنے والے نے مولانا ہی کے بارے میں کہا ہے ؎

آگے کسی کے کیوں کریں دستِ طمع دراز ❋ وہ ہاتھ سوگیا ہے سرہانے دھرے دھرے

زہد و ورع علمی اشتغال و انہماک کی وجہ سے گو عبادت و ریاضت میں ان کی مشغولیت زیادہ نہیں تھی، لیکن اس کے باوجود وہ روشن ضمیر بھی تھے۔ غالباً حضرت گنگوہی قدس سرہ سے ان کو شرفِ بیعت حاصل تھا اور حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ سے اجازت و خلافت۔

سادگی مزاج مولانا مزاج کے بھی بہت سادہ واقع ہوئے تھے۔ مزاج کی سادگی ان کے لباس سے نمایاں تھی۔ عام علماء کی طرح عبا و قبا و جبہ و دستار مولانا کا لباس نہ تھا۔ ان کے جسم پر کھادی کا ایک لمبا سا کرتہ۔ معمولی کھدر کا پائجامہ، سر پہ دو پلی ٹوپی، پاؤں میں نہایت معمولی قیمت کا جوتہ مولانا کا لباس تھا۔ زرق و برق پوشاک، قیمتی ملبوس مولانا کے جسم پر کبھی نہیں دیکھا گیا۔ جسم کی آرائش و زیبائش ان کے ہاں پسندیدہ نہیں تھی۔ لیکن اس کے باوجود مزاج میں نہایت نفاست تھی۔

حلیہ قدرت نے حسن سیرت کے ساتھ آپ کو حسن صورت سے بھی نوازا تھا۔ قوی الجثہ، متوسط قد و قامت، دوہرا بدن، صاف رنگ شاداب چہرہ، آنکھوں میں ایک خاص چمک، چہرہ سے جلال و عظمت کے آثار نمایاں تھے۔ [1]

وفات حسرت آیات آپ نے ۱۲ رجب بروز منگل بوقت صبح صادق ۱۳۷۴ھ میں وفات پائی اور مدرسہ دارالعلوم کے متصل قطعہ پاکیزگان میں جگہ پائی جہاں دیگر اسلاف امت و سلاطین علوم دین آرام فرما ہیں ؎

سنہ تھا چودہ سو چوہتر صدی تھی چودھویں تیرہ رجب
جب ہوئے اوجھل ہماری آنکھوں سے شیخ الادب

---

[1] مصنف علام کے حالات تذکرۃ الاعزاز مصنفہ حضرت مولانا سید انظر شاہ صاحب کشمیری سے ماخوذ ہیں۔ ۱۲

صاحب کتاب حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحب مرحوم کی عادت تھی کہ آپ طلباء سے ایسے الفاظ دریافت فرمایا کرتے تھے جو اُردو زبان کے ہیں یا عام طور سے اُردو میں استعمال ہوتے ہیں اور وہی بعینہٖ عربی کے معنے بن سکتے ہیں۔ مؤلف کے ذوق اور طلباء کی تفریح خاطر کے لئے چند الفاظ بطور نمونہ پیش کئے جاتے ہیں:

الفاظ	اُردو زبان	عربی زبان
	معنی	معنی
آج	آج کا دن	جیم پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے اَجَّ۔ الماء کھاری ہونا۔
آرام	راحت	اِرَم کی جمع ہے۔ میدان میں رہنمائی کے لئے نصب کئے ہوئے پتھر۔
آسیہ	عورت کا نام	ستون۔ اس کی جمع اَوَاسِی ہے۔
آم	مشہور پھل ہے	اَمِ (ن) اُوَامًا سخت پیاسا ہونا۔
آلو	مشہور ترکاری	اَلَوْ سے ماضی متکلم ہے بمعنی کوتاہی کرنا۔
بادل	بمعنی اَبر	ہنسلی اور گردن کے درمیان کا فاصلہ۔
بالغ	مشہور و معروف ہے	بالغ صیغہ صفت ہے۔ بلغ (س) بلغًا پرانا ہونا۔ ایک مچھلی کو بھی کہتے ہیں۔
بتی	بٹی ہوئی روئی جو چراغ میں ڈالتے ہیں	موٹا کپڑا بُننے والا یا بیچنے والا۔
بسبس	کسی امر کے پورا ہو جانے پر روکنے کیلئے بولتے ہیں	جنگل بیابان
بلی	مشہور جانور ہے	دور کی غیر معلوم جگہ۔
باجہ	گانے بجانے کا آلہ	اختلاط
تخم	بیج	ملک کی سرحد۔
تالی	کنجی۔ چابی	اسم فاعل ہے۔ پیچھے چلنے والا۔
تیار	آمادہ	جوش مارنیوالے سمندر کی لہر۔ مبالغہ ہے تَارَ (ن) تَیْرًا تا۔ البحر جوش مارنا۔
تیر	مشہور ہتھیار ہے۔	تکبر و غرور۔
جال	شکار پھانسنے کا آلہ	قبر یا کنویں کی دیوار۔
جہاز	مشہور سواری ہے	ضروری ساز و سامان جمع اجہزہ
دُر دُر	تو بیخ کے ساتھ منع کرنے وقت بولتے ہیں	بچے کے دانت نکلنے کی جگہ۔
ادرک	مشہور ہے	کاف پر حرکت پڑھنے سے باب افعال کی ماضی کا واحد غائب۔ ادرک الشئ وقت پر پہنچا۔
دلی	دہلی (مشہور شہر ہے)	دَلْوٌ کی جمع ہے بمعنی ڈول۔
دُم	پونچھ	دُمْ یدُومُ سے امر حاضر کا صیغہ ہے۔

دُوَرٌ	ابید	دَارٌ کی جمع ہے بمعنی گھر۔
دَہی	جما ہوا دودھ	عقلمند
رَابٌ	میٹھا جو ابھی شیرہ سے جدا نہ کیا گیا ہو	سوتیلا باپ
رَسّی	گٹھڑی وغیرہ باندھنے کا آلہ	پرانے کنوئیں والا۔ یاء نسبتی ہے۔
رَال	تھوک جو چھوٹے بچے کے منہ سے بہے	بچۂ شتر مرغ جمع اروال، رِئَال۔
رَائی	ایک مشہور دانہ ہے۔	رائی برأی رویۃ سے اسم فاعل ہے بمعنی دیکھنے والا،
راز	بھید	معماروں کا سردار (اصل میں رائز تھا)
رُوس	مشہور ملک ہے۔	راس کی جمع ہے بمعنی سر۔
رَوم		کان کی لَو۔
ران	ایک عضو ہے (گھٹنے سے اوپر کا حصہ)	موزہ کی طرح ایک قسم کا جوتہ۔
زَردہ	مشہور عمدہ کھانا ہے۔	ایک مرتبہ نگلنے کی مقدار
زِیرہ	ایک مصالحہ ہے۔	ملاقات کی ہیئت، کتان کا ٹکڑا۔
سات	۷ کا عدد	چھٹا
سالی	بیوی کی بہن۔	سلا (ن، س) سَلْواً، سُلُوّاً، سِلِیّاً، سِلوانًا سے اسم فاعل ہے بمعنی بے غم اور دوستی چھوڑ دینے والا۔
سَجَایا	خوشنما بنایا۔	جمع سجیہ۔ خصلت، عادت
شاخ	ٹہنی۔	شاء پر زبر پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے بمعنی بوڑھا ہوا۔
شادی	خوشی	عربی میں شدا (ن) شدواً سے اسم فاعل ہے بمعنی مغنی یعنی گویا۔
شِیراز	ملک شیراز	وہ دہی جس سے پانی نکال دیا گیا ہو۔
شرم	حیا۔ غیرت	مصدر ہے بمعنی پھاڑنا، کھاری سمندر کے پانی کا گہرا حصہ
شِملہ	مشہور پہاڑ ہے	لپٹنے کی ہیئت۔
صُراحی	پانی کی تھلیا	واضح۔ ظاہر
قَالِین	بیش قیمت ریشمی فرش	حالت جری میں جمع کا صیغہ ہے۔ بغض رکھنے والے۔
کالا	سیاہ	کال (ض) کیلاً، مکالاً، مکیلاً سے ماضی کا تثنیہ غائب ہے بمعنی کھانیکا اندازہ کرنا او
کدو	مشہور ترکاری	کادَ یکادُ سے امر کا جمع حاضر ہے۔ قریب ہونا۔
کلی	پھول جو ابھی کھلا نہ ہو	درد گردہ والا
کُودی	چلانگنا	اسم تفضیل کا مؤنث ہے
کمتر	ادنیٰ۔ کم درجہ	راء پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے چھوٹے چھوٹے قدم سے چلنا۔
کار	مشہور سواری	علم سے بھرا ہوا جہاز۔ جمع کارات
کانی	یک چشم عورت	اسم فاعل ہے، کنایہ کرنے والا۔ کنیت رکھنے والا۔

کُوّی	مشہور پرندہ ہے	(نی وارہ کُوئی) روشن دان بنانا۔
کَیِّسِیْ	استفہام کے لئے ہے	کَیِّس کی جمع ہے۔ دانا۔ زیرک
مُرغ	مشہور ومعروف جانور ہے	مُرغا، مونث اُمُرغ کی جمع ہے۔ افعال رذیلہ میں آلودہ
مُرغی		مبہم گفتگو
ململ	ایک قسم کا کپڑا ہے۔	لام پر حرکت پڑھنے سے ماضی کا واحد غائب ہے۔ تیز دوڑنا۔
مَیْدِیْ	گیہوں کا باریک پسا ہوا آٹا۔	بمعنی من اجل فعلہ مَیْدِیْ ذلک "اس نے اسکو اسکی وجہ سے کیا" دلری بلیدی کا دارہ میرا مکان اسکے مکان کے مقابل ہے
نَاقِی	بال بر	ناقی نیا ئی سے اسم فاعل ہے دور ہونا۔
نَاقِیْ	نواسا	ہر بلند چیز۔
نَرْمِیْ	آہستگی۔ دھیماپن	رمی یرمی سے مضارع کا جمع متکلم ہے۔ پھینکنا۔

دنیائے اَدب کی مشہور ترین کتاب نفحۃ العرب

حضرت مولانا کی مشہور ومعروف تالیف ہے جس نے جدید تالیفات میں اپنے لئے ایک خاص مقام پیدا کیا ہے اور ارباب ادب میں اس تالیف کو پسندیدگی اور قدر کی نظروں سے دیکھا گیا ہے۔ فن ادب کی یہ ایک جامع کتاب ہے جس میں مولف ممدوح نے کوشش کی ہے کہ اس کے ذریعہ سے طلباء میں اسلامی غیرت وحمیت، ادبی دلچسپی، علو ہمت اور علوم عربیہ کی قوت واستعداد پیدا کیجائے۔ نیز مسائل مبہمہ کی تسہیل، اخلاق فاضلہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ مضامین ایسے شگفتہ اور جاذب ہوں کہ ان کو محبت کے ساتھ یاد کرنے میں طلباء کے اذہان کو نہ تعب ہو اور نہ تشویش۔ حضرت مولانا کی یہ تالیف دارالعلوم کے علاوہ اکثر مدارس میں داخل نصاب ہے۔ طلباء کی ادبی استعداد کو جس قدر جلا اس کتاب نے پہنچایا ہے آج تک کسی اور کتاب نے نہیں پہنچایا۔ یہی وجہ ہے کہ اکابر علماء نے بھی اس تالیف کو بیحد پسند فرمایا ہے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک مکتوب گرامی میں حضرت مولانا اعزاز علی صاحب کو تحریر فرمایا تھا ؎ زدستِ کوتہ خود زیر بارم ✿ کہ از بالا بلنداں شرمسارم

ایک شرمساری تو کتاب کی رسید عرض نہ کرنے کی۔ دوسری شرم ساری علمی سرمایہ کی کمی سے اس کی مدح سے قاصر رہنے کی اس میں کسی قدر ضعف ہمت کا بھی دخل ہوا اجمالاً اتنا عرض کرنے کی جسارت کرتا ہوں کہ اپنی شانِ خاص میں دوسرے منتخبات سے ممتاز ہے۔ اگر میں درس وتدریس سے قاصر نہ ہوتا تو اپنے متعلقین کو ضرور پڑھاتا۔ باوجود فقدان ہمت کے آنے کے وقت سے ایک معتدبہ وقت تک میری دلچوئی پر رکھی رہی۔ ذرا وقت ملتا تھا تو اس سے مستفید ہوتا۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی (نور اللہ مرقدہٗ) کی رائے نفحۃ العرب کے متعلق یہ تھی۔ ادب عربی کے ابتدائی اور متوسط درجہ کے لئے آج تک کوئی ایسی کتاب موجود نہ تھی جس میں ادبی محاسن کے ساتھ ساتھ اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی حیثیت کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو اس کتاب میں ان مواد کے جمع کرنے میں مؤلف نے اپنے جس حُسنِ انتخاب کا ثبوت دیا ہے وہ ادبی نصاب کی عام کوتاہیوں کے مقابلہ میں قابل حمد تحسین وتہنیت ہے،

سِیَرِ نبویہ علیہ التحیۃ والتسلیم سِیَرِ صحابۂ کرام، عشرۂ مبشرہ وغیرہا کے مبارک عنوانات، ادبی قابلیت پیدا کرنے کے ساتھ پاکیزہ اخلاق، بلند معیار خصائل اور اسلامی مذہبی جذبات کے داعی و محرک ہیں میرے نزدیک ہندوستان کے کسی اسلامی دینی مدرسہ کا اس کے درس سے خالی رہنا ایک مفید شئی سے محروم رہنا ہے اور اس کے تعلیمی نصاب میں کوتاہی کی دلیل ہے۔"

غرضیکہ عربی ادب کا یہ بہترین گلدستہ اور ادیب وقت کے حُسنِ انتخاب کا بہترین نمونہ ہے جو نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ کتب متقدمین سے منتخب کیا گیا ہے۔ میں نے راتوں کو جاگ جاگ کر بڑی کاوش اور نہایت عرق ریزی کیساتھ مضامین کتاب کے ماخذ کا سُراغ لگایا ہے جو درج ذیل ہے۔

فہرست ماخذ مضامین کتاب نفحۃ العرب

نمبر شمار	عنوان اور مضمون	صفحات	ماخذ مع صفحات ومجلدات	نام مصنف
۱	السیف بالساعد لا الساعد بالسیف	۴۱	العقد الفرید ص۵ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبد ربہ اندلسی
۲	قال المامون لابی علی المنقری الخ	۴۴	" " ص۲۲۴ ج ۱	" " "
۳	ودخل علی الولید الخ	"	" " "	" " "
۴	صحبۃ الاحداث	۵۵	شذرات الذہب ص۱۹۲ ج ۲	ابو الفلاح عبد الحی بن العماد متوفی ۱۰۸۹ھ
۵	طول الامل	۵۸	" ص۸ ج ۵	" " "
۶	نصیحۃ السلطان ولزوم طاعتہ	۵۹	العقد الفرید ص۴ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبد ربہ
۷	ولما حج سلیمان تاذی بحر مکۃ الخ	۶۲	" ص۲۷۵ ج ۳	" " "
۸	روی العتبی عن ابیہ الخ	۶۳	" ص۲۶۱ ج ۲	" " "
۱۹	استناع الاغتیاب	۶۷	" ص۲۸۱ ج ۱	" " "
۱۰	التضمین العجیب	۷۵	شذرات الذہب ص۳۴۷ ج ۴	ابو الفلاح عبد الحی بن العماد
۱۱	شوم الدار	۷۹	وفیات الاعیان ص۴۵ ج ۱	قاضی شمس الدین احمد بن محمد معروف بابن خلکان
۱۲	کتب زیاد الی معاویۃ الخ	۸۴	العقد الفرید ص۲۹ ج ۱ و ص۵ ج ۳	شہاب الدین احمد معروف بابن عبد ربہ
۱۳	عرض الحدیث علی کتاب اللہ	۸۴	" ص۱۹ ج ۱	" " "
۱۴	وأد البنات	۸۶	الاغانی	ابو الفرج علی بن حسین اصبہانی
۱۵	الفصل بین التانیث اللفظی الخ	۸۸	روح البیان ص۸۸۹ ج ۲ و ص۸۸۸ ج ۳	شیخ اسماعیل حقی آفندی
۱۶	الکنایۃ تا "انشاء اللہ تعالیٰ"	۸۹	العقد الفرید ص۲۳۰ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبد ربہ
۱۷	الابرام	۹۴	" ص۱۶۹ ج ۱	" " "

نمبر شمار	عنوان اور مضمون	صفحات	ماخذ مع صفحات و مجلدات	نام مصنف
۴۷	منع المستجیر	۱۸۰	العقد الفرید ص ۳۹ و ص ۴۰ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۴۸	صیانۃ الملوک رعایاہم	۱۸۲	الاغانی	ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی
۴۹	دجاء اعرابی الی سلیمان تا الا علیک"	۱۸۵	العقد الفرید ص ۲۹ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۵۰	دقال عبداللہ بن عباس تا ولکن بک	۱۸۷	〃 ص ۲۷۶ ج ۱	〃 〃 〃
۵۱	وکتبت عائشۃ تا "والسلام"	〃	جامع ترمذی	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی
۵۲	دخرج الزہری تا "فاستوص بہ خیرا"	〃	العقد الفرید ص ۱۹ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۵۳	الاعتیاب و تعظیمہ	۲۰۱	〃 ص ۱۷۹ ج ۱	〃 〃 〃
۵۴	عزۃ دینیۃ تفوق عزۃ دنیویۃ	۲۰۲	تاریخ ابن عساکر	علی بن ابی محمد معروف بابن عساکر
۵۵	مناظرۃ ابن عباسؓ	۲۰۶	سنن کبریٰ	ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی
۵۶	المناظرۃ بین عمر بن عبدالعزیز	۲۱۵	العقد الفرید ص ۲۰۱ و ص ۲۰۲ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۵۷	نبذۃ من ذکاوۃ العرب	۲۲۳	الاغانی	ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی
۵۸	العدالۃ الفاروقیۃ	۲۲۷	العقد الفرید ص ۱۰۶ و ص ۱۰۷ و ص ۱۰۸ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۵۹	صون اللسان عما یؤل الیہ	۲۶۱	العقد الفرید ص ۲۲۱ ج ۱	〃 〃 〃
۶۰	کان الاوقص المخزومیؒ	۲۶۳	〃 ص ۲۹۷ ج ۱	〃 〃 〃
۶۱	العفو عن المذنبین	۲۷۳	روح البیان ص ۶۴۳ ج ۲	شیخ اسماعیل حقی آفندی
۶۲	مدح الجبین الخ	۲۷۶	العقد الفرید ص ۴۲ ج ۱	شہاب الدین احمد معروف بابن عبدربہ
۶۳	الحذاقۃ فی الرمی الخ	۲۷۷	〃 ص ۵۲ ج ۱	〃 〃 〃
۶۴	الباحث عن حتفہ بظلفہ الخ	۲۷۹	ص ۵۱ ج ۱	〃 〃 〃
۶۵	اخلاف الوعد الخ	۲۸۰	ص ۶۹ ج ۱	〃 〃 〃
۶۶	حسن الجوار الخ	۲۸۱	ص ۷۳ ج ۱	〃 〃 〃
۶۷	حلم الحجاج الخ	〃	ص ۱۳۴ ج ۱	〃 〃 〃
۶۸	البادر بامرہ الخ	۲۸۲	ص ۱۵۶ ج ۱	〃 〃 〃
۶۹	تعظیم الصحبۃ النبویۃ الخ	۲۸۳	العقد الفرید ص ۱۸۵ ج ۱	〃 〃 〃
۷۰	ثمرۃ السب الخ	〃	〃 ص ۱۶۴ ج ۱	〃 〃 〃
۷۱	المحسود لا یرضی الشتی	۲۸۴	〃 ص ۱۶۶ ج ۱	〃 〃 〃
۷۲	العقوق	۲۸۵	زواجر	حافظ ابن حجر عسقلانی

مسامحات حواشی نفحۃ العرب

اس میں کوئی شک نہیں کہ جس طرح کتاب نفحۃ العرب ادبی خوبیوں کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ اسی طرح اس کا حاشیہ جو خود مولانا کی طرف منسوب ہے حل مطالب میں نہایت کامیاب اور "تصنیف نیکو کند بیاں" کا آئینہ دار ہے مگر اس خوبی کے ساتھ ساتھ مسامحات سے خالی نہیں اور بعض بعض جگہ تو ناقلین کی دست برد اور ناسخین کی بد احتیاطی نے اس کے معیار ہی کو داغدار بنا دیا حتیٰ کہ بعض مقامات کو دیکھنے سے انتساب الی صاحب الکتاب بھی مشکوک ہو جاتا ہے اگر کسی کتاب پر قلم اٹھانے والے کے لئے بے کم وکاست جملہ امور پر روشنی ڈالنا ضروری ہے تو خوبیوں کے اظہار کے ساتھ ساتھ خامیوں کی نشاندہی اور حتی الوسع اس کا ازالہ بھی اولین فرض ہے۔ (۱) صہ۱ حاشیہ لے صحابہ کرام میں مکثرین فی الحدیث چھ حضرات ہیں۔ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، جابر بن عبداللہ، انس بن مالک، ابوہریرہ، عائشہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) حاشیہ میں بجائے ابوہریرہ کے عبداللہ بن عباس کو مکرر شمار کیا گیا ہے۔ (۲) صہ۲۲ حاشیہ ۳ "عوذ" نہ تعوید سے مخاطب کا صیغہ ہے اور حاشیہ میں صیغہ متکلم قرار دیا گیا ہے جو صریح غلطی ہے۔ (۳) صہ۲۲ پر "المعدۃ بیت الادواء اھ" کو بطریق رفع حضور صلعم کی طرف منسوب کیا گیا ہے، حالانکہ یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب (یا کسی اور) کا کلام ہے نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قال السخاوی سے فی "المقاصد الحسنۃ" "لا یصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب او غیرہ" وقال ابن القیم الجوزی فی "زاد المعاد" واما الحدیث الدائر علی السنۃ کثیر من الناس "الحمیۃ راس الدواء والمعدۃ بیت الداء وعودوا کل جسم ما اعتاد" فہذا الحدیث انما ہو من کلام الحارث بن کلدۃ طبیب العرب لا یصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قالہ غیر واحد من ائمۃ الحدیث انتہی۔ پس صاحب کتاب کے لئے ضروری تھا کہ وہ اس حدیث پر کلام کرے، جبکہ صاحب کتاب نے صہ۴۴ پر "قلت الصواب ان ابا سالم یدرک زمان المہدی اھ" سے ایک معمولی سی تاریخی غلطی پر بھی صراحت کیساتھ متن میں تنبیہ کی ہے۔ (۴) صہ۶۳ حاشیہ ۷ مرت ترجمۃ ماضی کے صیغے سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ ترجمہ پہلے گذر چکا حالانکہ ترجمہ صہ۹۷ پر درج ہے (۵) صہ۲۹ حاشیہ ۵ مختار بن ابی عبید اور حاشیہ میں ابن عبیدہ لکھا ہے، دونوں جگہ غلط ہے صحیح مختار بن ابی عبید ہے (۶) صہ۳۱ حاشیہ ۸ "وسماہ قوم الملیح بتقدیم المیم اھ" علامہ تفتازانی نے مختصر میں کہا ہے کہ تملیح اور شئی ہے اور تلمیح اور، ان دونوں میں مساوات خیال کرنا قطب الدین شیرازی صاحب مفتاح کی غلطی ہے اور پھر یہ غلطی لگاتار ہوتی رہی یہاں تک عدم امتیاز کی بناء پر اس کو مذہب تصور کر لیا گیا (۷) صہ۱۱ حاشیہ ۸ "النجابۃ" عنوان کے ذیل میں یزیدی (مؤدب مامون) کا ذکر آیا ہے۔ یہ یزیدی کون ہے؟ حاشیہ میں لکھا ہے، "لعلہ ہو ابو عبداللہ بن العباس بن محمد بن ابی محمد الیزیدی" یزیدی کا ذکر صہ۲ پر عنوان "لا یضیع اجر من عارلکہ" کے ذیل میں بھی آیا ہے وہاں حاشیہ میں مرقوم ہے "ہو ابو عبداللہ محمد بن یحییٰ بن مبارک الیزیدی" متذکرہ بالا عبارت کئی وجوہ سے محل نظر ہے۔ صہ۱: اس میں مامون کے معلم کی کنیت ابو عبداللہ قرار دی گئی ہے حالانکہ اس کی کنیت ابو محمد ہے نہ کہ ابو عبداللہ۔ اسی قصہ میں مامون کا قول "انا لکہ یا ابا محمد" موجود ہے جس پر بین السطور مرقوم ہے "کنیۃ الیزیدی" صہ۲: مامون کا معلم ابو محمد یزیدی کا پڑپوتا مانا ہے، حالانکہ معلم خود ابو محمد یزیدی ہے نہ کہ پڑپوتا۔ اس واسطے کہ ہارون الرشید کے یہاں دو معلم تھے۔ ایک امام کسائی جو امین کو قراءۃ پڑھاتے تھے اور دوسرے ابو محمد یزیدی جو مامون کو ادب سکھاتے تھے۔ صاحب منجد نے یحییٰ کے متعلق (جس کی کنیت ابو محمد ہے) لکھا ہے "ناظر الکسائی فی مجلس الرشید وادب المامون" دائرۃ المعارف (انسائیکلوپیڈیا) میں بھی یہی بتایا گیا ہے اس کو ذرا وضاحت کے ساتھ یوں سمجھو کہ ابو محمد یزیدی کے پانچ صاحبزادے تھے۔ ابو عبداللہ محمد بن ابی محمد، ابو اسحاق ابراہیم بن ابی محمد، ابو القاسم عبیداللہ بن ابی محمد، ابو علی اسماعیل بن ابی محمد، ابو عبدالرحمٰن بن ابی محمد۔

ابو عبداللہ محمد بھی اپنے والد ابو محمد یزیدی کی طرح ادب اور نحو کے امام تھے۔ حاصل یہ کہ مامون کا معلم ابو محمد یحییٰ

بن مبارک بن مغیرہ یزیدی عدوی سے نہ کہ ابو عبداللہ ابن العباس اھ ۔ رہا یزیدی وہ جس کا صفحہ یہ ذکر ہے ۔ سو غالباً وہ ابو عبداللہ محمد بن ابی محمد یحییٰ بن مبارک ہے ۔ صفحہ کی عبارت " ذکرہ صاحب الاغانی فی من ذکرہ من ولد ابی محمد الیزیدی کے موافق بھی یہی ہے

(۸) صفحہ حاشیہ ۹ : الغوائک کثیرۃ ولعل ہٰذہ عاتکہ بنت زید بن عمرو بن نفیل الخ شہاب الدین احمد نے العقد الفرید ص ۲۳۵ میں کہا ہے :

" وکان لمعاویۃ بن ابی سفیان بن حرب بن امیہ بنت یقال لہا عاتکہ تزوجہا یزید بن عبدالملک وفیہا یقول الشاعر ۔

یَا بَیْتَ عَاتِکَۃَ الَّتِیْ اَتَعَزَّلُ ❁ حَذَرَ الْعِدَا وَبِہِ الْفُؤَادُ مُوَکَّلُ

پس ولعل ہٰذہ عاتکہ بنت زید الخ کے کیا معنی ؟ تأمل

(۹) صفحہ پر امام شعبی کا ترجمہ لکھا گیا ہے حالانکہ ان کا ذکر اس سے قبل کئی جگہ آچکا ہے (یعنی صفحہ ، صفحہ ۴۴ ، صفحہ ۴۵ پر)

(۱۰) صفحہ ۶۶ عبارت " وکلہم ولد وا قبل علی وہو اکبرہم " میں وہو اکبر سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ ابو طالب کی اولاد میں سب سے بڑے حضرت علی رہیں ۔ حاشیہ ۵ کی عبارت " ای علی اکبر اولاد ابی طالب " بھی اسی کی تائید کر رہی ہے ۔ حالانکہ اس سے قبل تصریح کی گئی ہے کہ طالب حضرت عقیل سے دس سال اور حضرت عقیل حضرت جعفر سے دس سال بڑے تھے اور ان سب کی پیدائش حضرت علی سے پیشتر ہے اور واقعہ بھی یہی ہے کہ حضرت علی سے حضرت عقیل بیس سال اور حضرت جعفر دس سال بڑے تھے پھر " وہو اکبرہم " چہ معنی دارد ؟ اس کی تاویل صرف یہی ہو سکتی ہے کہ " وہو اکبرہم " بلحاظ علم وفضل اور علو مرتبہ ہے نہ کہ بلحاظ عمر ۔ صفحہ ۱۱ عنوان " ان الحکم الا للہ " اور صفحہ ۱۶ عنوان " من اطاع اللہ ۔ اطاعہ کل شیٔ " کے ذیل میں ایک ہی مضمون کو مکرر ذکر کیا گیا ہے جو ادبی اسلوب نگارش کے خلاف ہے ۔

(۱۱) صفحہ ۱۳۳ حاشیہ ۲ کا سیجیٔ کے بجائے کما مر ہونا چاہئے کیونکہ اس غزوہ کا واقعہ صفحہ ۱۱ پر گذر رہا ہے ۔

۱۲ :۔ صفحہ ۱۴۴ پر عبارت " وکانت وفاتہا فی شوال بعد بعثہ بثلاث سنین " میں لفظ ثلث غلط ہے ۔ کیونکہ حضرت خدیجہؓ کا سنہ وفات سنہ ۱۰ نبوی ہے جیساکہ خود صاحب کتاب نے عنوان " موت ابی طالب وخدیجۃ " کے ذیل میں لکھا ہے ۔

۱۴ :۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں تین صاحبزادے تھے ، حضرت قاسم حضرت ابراہیم اور حضرت عبداللہ صاحب کتاب نے اسی صفحہ پر طیب اور طاہر کو دو فرزند شمار کیا ہے لیکن ارباب سیر کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ طیب اور طاہر حضرت عبداللہ ہی کا لقب تھا ۔

۱۵ :۔ صفحہ ۱۵۱ حاشیہ ۲۳ میں عبارت " استخر نفسک عن ہذہ الابل " کا مطلب " یقول اختر لنفسک جملا ونا قۃ من الابل وعلینا بقیتہا غلط ہے کما لا یخفی ۔

فہرست اسماء رجال جنکے تراجم شرح میں موقع بموقع درج ہیں

بعض اصحابِ تاریخ کا مختصر تعارف

(جن کے بارے میں صاحبِ کتاب نے سکوت یا لاعلمی کا اظہار کیا ہے)

(الف)

(۱) شیخ ابوعثمان حیری ص ۱۳۳

قال الشیخ" یہ شیخ مشہور عالم زاہد بن سکنا ما لیرۃ "ص۶۲ حاشیہ ۵ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطبِ وقت، خراسان میں بڑے با وقعت اور علم طریقت و شریعت کے ماہر تھے۔ آپ کے ہمعصر اہل طریقت کا قول ہے — کہ دنیا میں تین مرد ہیں۔ نیشاپور میں عثمان (ابوعثمان) حیری۔ بغداد میں جنید، شام میں ابوعبداللہ جلاء۔ عبداللہ ابن رازی فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جنید، رویم، یوسف بن حسین، محمد بن فضل، ابوعلی جرجانی وغیرہ کو دیکھا، لیکن حضرت عثمان (ابوعثمان) حیری کو سب سے زیادہ خداشناس پایا آپ ہی کی ذات سے خراسان میں تصوف کا چرچا ہوا ہے۔ حضرت یحییٰ بن معاذ، حضرت شجاع کرمانی، ابوحفص عمر حداد آپ کے شیوخ طریقت ہیں۔ (تذکرۃ الاولیاء)

(۲) احمد بن ابی خالد ص ۱۶۹

یہ ادب و کتابت میں بہت نامور، نہایت نیک مخلص اور دانشمند شامی غلام تھا جس قدر خلیفہ مامون کا خیرخواہ تھا اسی قدر رعایا کا ہمدرد تھا۔ تاریخ اس کا صرف ایک عیب دکھاتی ہے اور وہ یہ کہ یہ کھانے کا سخت حریص تھا۔ ۲۱۱ھ میں اس نے وفات پائی اور مامون خود اس کے جنازہ میں شریک ہوا، دعا کی اور دفن کے بعد اس کی تعریف کی۔ (تاریخ امت)

(۳) حافظ ابن تیمیہ ص ۶۴

شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن شہاب الدین عبدالحلیم بن مجدالدین عبدالسلام ابن عبداللہ بن ابی القاسم مولود ماہ ربیع الاول ۶۶۱ھ مشہور حافظ و ناقد حدیث صاحب تصانیف کثیرہ، عابد و زاہد ہیں۔ دمشق اور مصر میں عرصہ تک درس حدیث میں مشغول رہے۔ بارہا آپ کو

امتحان کیا گیا اور طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی گئیں، مصر، قاہرہ، اسکندریہ، دمشق کے قلعوں میں آپ کو قید رکھا گیا۔ آپ نے ۲۰ ذیقعدہ ۷۲۸ھ میں قید خانہ ہی میں وفات پائی اور اب آپ اپنے بھائی شرف الدین عبداللہ کے پہلو میں آرام فرما ہیں۔ (تذکرۃ الحفاظ ص۳۰۴ ج۴)

(ب) (۴) شوذب خارجی ص۲۱۷

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمۃ" ص۲۴۱ حاشیہ ۵۔ اس کا نام بسطام ہے اور شوذب لقب ہے۔ نہایت فسادی شخص تھا جب مسلمہ بن عبدالملک کوفہ آیا تو اہل کوفہ نے اس سے شوذب کی شکایت کی۔ مسلمہ نے مشہور شہسوار سعید بن عمرو حرشی کو دس ہزار سپاہیوں کے ساتھ شوذب کے پاس بھیجا۔ اس وقت وہ اپنے مکان میں تھا۔ لشکر کی اس کثیر تعداد کو دیکھ کر شوذب گھبرا گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ جو شخص متمنی شہادت ہے سو اس کے لئے شہادت کا موقع آپہنچا اور جو دنیا کا خواہشمند ہے۔ سو یاد رہے کہ دنیا ختم ہو چکی۔ بغرض یہ کہ سعید بن عمرو کے لشکر نے شوذب کو اور اس کے اصحاب کو پیس کر رکھ دیا۔ تاریخ کامل ص۱۶ ج۴

(ج) (۵) جعفر طیار ص۲۴۳

جعفر طیار بن ابی طالب ہاشمی مشہور جلیل القدر صحابی، حضور انورؐ کے محبوب چچا زاد بھائی حضرت علیؓ کے برادر بزرگ صاحب فضائل کثیرہ اور قدیم الاسلام ہیں (دیکھو الھدیۃ المزجاۃ ص۲۲)

(ح) (۶) حرث بن کلدہ ص۱۶۱

حرث بن کلدہ بن علاج بن ابی سلمہ بن عبدالعزیز بن غیرہ بن عوف بن ثقیف۔ جاہلی دور کا مشہور طبیب ہے۔ اس کا نظریہ تھا کہ ہر مرض کی دوا بھوکا رہنا ہے۔ حضور صلعم نے حضرت سعد بن وقاص کے علاج کے لئے بلایا تو اس نے شراب تمر دوا تجویز کی (من اشعارہ)

وَاَمَّا اِذَا اسْتَغْنَیْتُمْ فَعَدُوُّکُمْ ✺ وَاُدْعٰی اِذَا مَا بَتَّ مُلْکُکُمْ نَوَائِبُہ

فَاِنْ یَکُ خَیْرٌ فَالْبَعِیْدُ یَنَالُہٗ ✺ وَاِنْ یَکُ شَرٌّ فَابْنُ عَمِّکَ ضَارِبُہٗ (معجم الشعراء ص۱۶۲ ج۱، منجد ص۱۵۶ ج۲)

(۷) حماد بن زید ص۹۱

حماد بن زید ۱۷۹ھ امام کبیر، محدث شہیر امام اعظم کے شاگرد رشید ہیں۔ ابن مہدی کا قول ہے کہ اپنے زمانہ میں آئمۃ الناس چار تھے۔ سفیان ثوری کوفہ میں، اوزاعی شام میں اور حماد بن زید بصرہ میں۔ خالد بن خداش کا قول ہے کہ حماد عقلاء اور ذوی الالباب میں سے تھے۔ یزید بن زریع نے موت پر کہا کہ سید المسلمین کی موت ہوئی (تہذیب ص۹ ج۳، جواہر ص۲۱ ج۱، ص۲۲۵ ج۱)

(۸) حکیم بن حزام ص

حکیم بن حزام بن خویلد قریشی صحابی حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے ہیں۔ اصحاب فیل کے واقعہ سے تیرہ سال قبل پیدا ہوئے اور ایک سو بیس برس کی عمر میں ۵۴ھ میں یا اس کے بعد مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ایام جاہلیت اور اسلام میں معززین قریش میں سمجھے جاتے تھے۔ نہایت عاقل، سخی اور نسب کے بڑے واقف کار تھے۔ (الھدیۃ المزجاۃ ص۳۲)

(س) (۹) رویم ص۴۲

ان کی کنیت ابوالحسن ہے اور نام رویم والد کا نام یزید ہے۔ آپ عالم بالقرآن، واقف اسرار و مشائخ کبار میں سے تھے۔ حضرت عبداللہ خفیف آپ سے وصیت کے طالب ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جان نثار کر دے۔ اگر یہ نہ ہو سکے تو اقوال صوفیہ پر عمل نہ کر۔ آپ فرماتے ہیں کہ ایک بار دوپہر کو بغداد کے بازار میں مجھے پیاس معلوم ہوئی۔ ایک گھر سے پانی مانگا۔ لڑکا پانی لایا میں نے پی لیا۔ اس نے کہا دیکھو صوفی نے دن میں پانی پی لیا۔ اس روز سے میں نے کبھی دن میں پانی نہیں پیا۔ آپ نے عین شباب میں ۳۰۳ھ میں وفات پائی (تذکرۃ الاولیاء و ہامش الکامل ص۱۵۳)

(ز)

(۱۰) زیاد ص۳۶

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمتہ مع بذلنا وسعنا" ص۵ حاشیہ ۳ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور نام زیاد، والد کا نام عبد الرحمان ہے اور شبطون کے ساتھ مشہور ہیں۔ صاحب نفح الطیب نے کہا ہے کہ اندلس میں سب سے پہلے امام مالک کے مذہب کو انہیں نے داخل کیا ہے۔ اس سے قبل اہل اندلس مذہب اوزاعی کے متبع تھے۔ امیر ہشام نے ان کو قرطبہ کا قاضی بنانا چاہا تو یہ جان بچاکر بھاگ گئے۔ امیر ہشام نے کہا کاش تمام لوگ زیاد کی طرح ہوتے۔ ان کی وفات ۲۰۲ھ یا ۱۹۳ھ یا ۱۹۴ھ یا ۱۹۹ھ میں ہوئی (دائرۃ المعارف [انسائیکلو پیڈیا] ص۲۱۲/۹)

(س)

(۱۱) ابو النضر سالم ص۲۶

ابو النضر سالم بن ابی امیہ مولی عمرو بن عبید اللہ تیمی متوفی ۱۲۹ھ ثقات تابعین اور جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔ اکابر ائمہ دین نے ان سے احادیث روایت کی ہیں تمام کتب میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ سفیان بن عیینہ ان کے فضل و عقل اور عبادت کی بہت تعریف کرتے تھے (الهدیۃ الرجاۃ ص۵۳)

(۱۲) ابن دارہ شاعر ص۱۵

قال الشیخ "نام شاعر یست کہ از ولاد ران عرب بود" ص۴ حاشیہ ۱۰ اس کا نام سالم ہے اور باپ کا نام مسافر۔ دارہ اس کی ماں کا نام ہے جو قبیلہ بنی اسد سے تھی۔ دارہ چونکہ انتہائی جمیلہ تھی اس لئے " دارۃ القمر " سے تشبیہ دے کر اس کا نام دارہ رکھ دیا گیا۔ سالم بن مسافر اسی کی طرف منسوب ہے۔ ابن دارہ عدی بن حاتم کا بڑا مداح تھا۔ ایک مرتبہ اس نے عدی کی تعریف کی ؎

تَحِنُّ قَلُوصِی فِی مَعَدٍّ وَإِنَّمَا ... تُلَاقِی الرَّبِیعَ فِی دِیَارِ بَنِی ثُعَلِ ❊ وَأَبْقَی اللَّیَالِی مِنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ ... حُسَامًا کَلَوْنِ الْمِلْحِ سُلَّ مِنَ الْخِلَلِ

أَبُوکَ جَوَادٌ لَا یُشَقُّ غُبَارُهُ ... وَأَنْتَ جَوَادٌ مَا تُعَذِّرُ بِالْعِلَلِ ❊ فَإِنْ تَتَّقُوا شَرًّا فَمِثْلُکُمُ اتَّقَی ... وَإِنْ تَفْعَلُوا خَیْرًا فَمِثْلُکُمُ فَعَلْ

عدی نے کہا بس بس۔ میرے پاس صرف ایک ہزار ضائنہ۔ دو ہزار درہم۔ تین غلام اور ایک گھوڑا ہے، اس سے زیادہ مال نہیں ہے۔ ابن دارہ نے کسی موقعہ پر ثابت بن رافع فزاری کی ہجو میں یہ شعر کہہ دیا ؎

لَا تَأْمَنَنَّ فَزَارِیًّا خَلَوْتَ بِهِ ❊ عَلَی قَلُوصِکَ وَاکْتُبْهَا بِأَسْیَارِ

ثابت بن رافع نے غیظ و غضب میں زمیل بن عبد مناف کے ہاتھوں اسے قتل کرادیا (الشعر والشعراء لابن قتیبہ ص۱۴۹)

(ط)

(۱۳) طاشتکین ص۵۸

قال الشیخ "علم امیر من امراء بغداد" ص۲۶ بین السطور۔ طاشتکین عراقی امیر حاج، م ۶۰۲ھ کا لقب مجیر الدین ہے۔ اس نے اپنی زندگی میں ۲۶ حج کئے ہیں نہایت بہادر، سخی۔ بردبار اور کم گو شخص تھا ایک ایک ہفتہ گذر جاتا تھا کہ یہ بات نہیں کرتا تھا ایک مرتبہ کسی نے اس سے استغاثہ کیا اس نے بات نہیں کی اس نے کہا۔ خدا نے حضرت موسیٰ سے بات کی ہے۔ اس نے کہا تو موسیٰ تو نہیں نے۔ اس نے کہا تو خدا نہیں ہے۔ بس طاشتکین نے اس کی فریاد رسی کی (شذرات الذہب ج۵)

(۱۴) طویس مغنی ص۵۲

یہ ایک مشہور ڈوم اور گویا تھا جو بعنوائے قول مشہور "برعکس نہند نام زنگی کا فور" انتہائی بدصورت ڈیل ڈول کریہہ الاعضاء اور آنکھ سے کانا تھا۔ اس کے نام اور کنیت میں شدید اختلاف ہے۔ حافظ ابن قتیبہ نے کتاب المعارف میں حضرت عامر بن عبد اللہ صحابی کے مناقب کے ذیل میں اس کا نام عبد الملک اور کنیت ابو عبد المنعم بتائی ہے۔ ابو الفرج اصبہانی نے کتاب "الاغانی" میں اس کا نام عیسیٰ بن عبد اللہ اور لقب طویس بتایا ہے۔ ابو القاسم عبد الملک معروف با بن بدرون نے شرح قصیدہ ابن عبدون میں اس کی کنیت ابو النعیم

مانی ہے۔ علامہ جوہری نے صحاح میں کہا ہے کہ اصل میں اس کا نام طاؤس ہے مگر جب یہ ہیجڑا ہو گیا تو لوگوں نے طویس کر دیا۔ طویس جس طرح گلنے میں ضرب المثل ہے اسی طرح نحوست و بدبختی میں بھی ضرب المثل ہے۔ اس کا انتقال بعمر بیاسی سال ۹۲ھ میں "سویدا" مقام میں ہوا ہے۔ یاقوت حموی نے کتاب "المشترک" میں ذکر کیا ہے کہ اس کی قبر "سقیا الجزل" میں ہے۔ لیکن سقیا الجزل کہاں ہے یہ ذکر نہیں کیا۔ وذکر العلامۃ ابوالقاسم الصوت الذی غنی بہ دہر ہذا ؎

قد براني الشوق حتى ٭ كدت من شوقي اموت

(۱۵) سہیلی ص۱۷۲

قال الشیخ "لم یتیسر لنا ترجمۃ" ص۸۹ حاشیہ ۳۔ اس کا نام عبدالرحمن ہے اور والد کا نام عبداللہ ہے۔ پورا نسب یوں ہے:۔ عبدالرحمن بن عبداللہ بن احمد بن حسین بن سعدون۔ ان کی تین کنیتیں ہیں۔ ابوالقاسم۔ ابوزید۔ ابوالحسن۔ سہیل مالقہ کے قریب ایک بستی ہے جو سہیل ستارہ کے نام سے موسوم ہے۔ کیونکہ یہ ستارہ سوائے اس پہاڑی کے جو اس بستی کے قریب ہے۔ بلاد اندلس میں کسی اور جگہ سے دکھائی نہیں دیتا۔ علامہ سہیلی تقریباً ۵۰۸ھ میں سہیل بستی میں پیدا ہوئے اور ابوداؤد سلیمان بن یحییٰ ابوعبداللہ بن معمر قاضی ابوبکر بن العربی شریح بن محمد وغیرہم سے تحصیل علم کی۔ آپ کی مشہور و معروف کتاب الروض الانف " شرح سیرت ابن ہشام چار جلدوں میں ہے۔ موصوف نے ذکر کیا ہے کہ میں نے اس کی تالیف ایک سو بیس کتابوں سے کی ہے۔ اس کے علاوہ نتائج النظر، کتاب الاعلام بما ابہم فی القرآن من الاسماء الاعلام، کتاب الفرائض، مسئلہ رؤیۃ اللہ تعالیٰ۔ مسئلہ رؤیۃ النبی ، مسئلۃ السر فی عور الدجال بھی آپ ہی کی تصانیف ہیں اور یہ سب اس وقت ہے جبکہ سترہ سال کی عمر میں آپ کی بینائی ختم ہو چکی تھی۔ ۲۵ر شعبان ۵۸۱ھ میں آپ کی وفات ہوئی ہے صاحب نفح الطیب نے بیان کیا ہے کہ میں نے بارہا ان کی قبر کی زیارت کی ہے (تذکرۃ الحفاظ ص۱۴۳ و استطرفہ ص۹)

(۱۶) عبداللہ بن سوار ص۱۶۴

قال الشیخ " لا ندری من ہو" ص۹۴ حاشیہ ۱۔ یہ عبداللہ بن سوار عبدی ہے جو ثغر سندھ پر معاویہؓ کا عامل تھا۔ ابن خلدون نے ذکر کیا ہے کہ اس نے اہل قیقان سے جنگ لڑی اور مال غنیمت حاصل کر کے معاویہ کے پاس آیا اور مال غنیمت سے حاصل کردہ گھوڑے اس کو ہدیہ کر کے پھر واپس ہوا اہل قیقان نے ترک کی مدد حاصل کر کے اسکو قتل کر دیا۔ وکان کریما فی الغایۃ لم یکن احد سواہ یوقد النار فی عسکرہ۔ (دائرۃ المعارف ص۵)

(۱۷) العرجی ص۱۵۹

قال الشیخ " العرجی منزلے ست براہ مکہ معظمہ و از آں منزل ست عبداللہ بن عمرو بن عثمان العرجی شاعر" ص۹۵ حاشیہ ۵ یہ بنی امیہ کا بہت بڑا شاعر تھا۔ ابراہیم بن ہشام مخزومی کی بہت ہجو کرتا تھا ایک مرتبہ اس نے پکڑ کر اس کو قید کر دیا۔ نو سال تک قید رہا۔ بالآخر وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ قال العرجی وہو محبوس ؎

کأنی لم اکن فیہم وسیطا ٭ ولم تک نسبتی فی آل عمرو

أضاعوني وأيّ فتى أضاعوا ٭ ليوم كريهة وسداد ثغر

(الشعر والشعراء ص۲۲۴)

(۱۸) عبید بن شریہ ص۱۳۰

مسکوت عنہ ہے۔ عبید بن شریہ جرہمی وہی ہے جو عربی نثر کا ماہر مؤلف تھا جس نے ۶۸۰ء میں معاویہ کے لئے اخبار الیمن و شعرائہا و انسابہا تالیف کی تھی جس کے مخطوطے یمن میں موجود ہیں امیر معاویہ نے اس کو صنعاء یمن سے بلوایا اور متقدمین ملوک عرب و عجم کے حالات دریافت کئے جب اس نے امیر معاویہ کے سوالات کا صحیح صحیح جواب دیا تو معاویہ نے

اس کو ان کے حالات و اخبار مدون کرنے کا حکم کیا (منجد ص۴۴۲، حاشیہ حسن سندوبی بر البیان والتبیین ص۲۵۱)

(۱۹) عدی بن حاتم ص۱۵۱

عدی بن حاتم بن عبداللہ بن سعد بن حشرج بن امرء القیس ابوطریف صحابی ہیں۔ ۹ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زمانہ ردت میں انہوں نے اپنی قوم کو فتنۂ ارتداد سے روکے رکھا اور اپنی قوم کا حال اور زکوٰۃ کا مال لے کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس سے صحابہ بہت خوش ہوئے۔ یہ اپنے نامور والد حاتم کی طرح نہایت سخی اور جواد تھے۔ حضور صلعم کے بعد خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مصروف رہے۔ انہوں نے ایک سو بیس برس کی عمر میں ۶۸ھ میں یا اس کے بعد وفات پائی۔ ان کی سخاوت کے دلچسپ قصوں میں سے جو بروایت معتبر مذکور ہیں ایک یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی ضرورت سے اشعث بن قیس نے ان سے حاتم کی دیگیں عاریۃً منگوائیں۔ انہوں نے دیگوں کو غلہ یا چاندی سے پُر کر کے بھیجدیا۔ اشعث بن قیس نے کہلایا کہ میں نے خالی دیگیں مانگی تھیں۔ عدی نے کہا کہ میں خالی دیگیں نہیں دیا کرتا ہوں۔

(تہذیب التہذیب ص۱۶۶، الہدیۃ المزجاۃ ص۱۱)

(۲۰) شیخ ابوحفص عمر حداد ص۱۳۳

قال الشیخ "انا نظن انہ ابوحفص عمر النیسابوری اھ" ص۶۲ حاشیہ ۵ صاحب تذکرۃ الاولیاء نے ان کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ قطب عالم شیخ اکرم تھے۔ حضرت ابوعثمان حیری آپ کے مرید ہیں۔ حضرت شاہ شجاع کرمانی آپ کی ملاقات کو آئے اور آپ کے ہمراہ بغداد جا کر مشائخ کاملین کی ملاقات سے بہرہ اندوز ہوئے۔ حضرت جنید بغدادی، حضرت شبلی، حضرت ممشاد، ابوتراب نخشبی آپ کا بہت اکرام کرتے تھے۔ آپ ایک دینار روز کماتے تھے اور درویشوں کو دے دیا کرتے یا بیوہ عورتوں کے گھر میں پھینک آتے، اس طرح کہ کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ دینار کون پھینک گیا، حضرت عبداللہ سلمی نے وصیت کی تھی کہ میرا سر حضرت ابوحفص کے قدموں پر رکھنا۔ آپ نے ۲۶۵ھ میں وفات پائی ہے (تذکرۃ الاولیاء)

(۲۱) علی بن حسین بن واقد ص۶۵

علی بن حسین بن واقد مروزی مولود ۱۳۵ھ متوفی ۲۱۱ھ یا ۲۱۲ھ ضعیف محدثین میں سے ہیں۔ ابن حبان نے امام بخاری سے نقل کیا ہے کہ میں صبح و شام ان کے پاس کو گذرتا تھا؛ اور ان سے کوئی روایت نہیں لکھتا تھا، انہوں نے اپنے والد ہشام بن سعد، نوح بن ابی مریم۔ ابن المبارک، خارجہ بن مصعب، ابوحمزہ کسائی سے روایت کی ہے۔ (تہذیب التہذیب ص۳۰۸ ج۷)

(۲۲) کثیر حضرمی ص۶۷

(ل) ممکن ہے کہ یہ کثیر بن مرہ حضرمی ہوں، جن کی کنیت ابوشجرہ یا ابوالقاسم ہے۔ ابن سعد نے ان کو تابعین شام کے دوسرے طبقہ میں ذکر کیا ہے۔ ابن سعد، عجلی، نسائی وغیرہم نے ان کی توثیق کی ہے۔ حضرت معاذ بن جبل۔ عمر بن الخطاب، عبادہ بن الصامت ابوالدرداء، تمیم داری، عقبہ بن عامر، ابوہریرہ سے انہوں نے روایت کی ہے (تہذیب التہذیب ص۴۲۹ ج۸)

(م) (۲۳) محرز مولی ابی ہریرہ ص۱۵۱

محرز بن جعفر حجازی منصوری شاعر ہے۔ علامہ مرزبانی نے عبدالعزیز بن محمد کے مرثیہ میں اس کے یہ اشعار نقل کئے ہیں

لا نوم نارق فلی التہاما ۞ ان الرزیۃ ما رزئنا العاما ۞ لو رد ذو شفق حمام منیۃ ۞ لرددت عن عبدالعزیز حمایا ۞

فلا یکینک ما دعت قمریۃ ۞ تدعو علی فنن الغصن حماما

(معجم الشعراء ص۴۷۸)

(۲۴) ابن الصائغ صـ۸۶

قال الشیخ "ہو مکلم بعض شعراء العرب" صـ۱۳ بین السطور۔ اس کا نام محمد ہے اور کنیت ابوبکر اور ابن باجہ کے ساتھ مشہور ہے۔ سرقسطہ میں پیدا ہوا پھر وہاں سے فارس کی طرف منتقل ہو گیا تھا۔ تدبیر المتوحد، شرح ارسطو وغیرہ اسی کی ہے۔ یہ فلاسفہ کا بڑا حامی تھا اور الحاد کے ساتھ متہم فتح بن خاقان نے اس کی ایسی ہجو کی ہے کہ شاید ہی کسی نے آج تک کسی کی ایسی ہجو کی ہو (دیکھو شرح صـ ۱۱۰ شذرات الذہب صـ۱۳ و مبتدع صـ۳)

(۲۵) مختار بن ابی عبید صـ۸

صـ۲ حاشیہ ۵ میں ان کو مختار بن ابی عبیدہ کہا ہے۔ صحیح مختار بن ابو عبید ہے۔ یہ سنہ ھ ہجری میں پیدا ہوا تھا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہو سکا۔ یہ شرار تابعین میں سے ہے یہاں تک کہ اس نے نبوت کا بھی دعویٰ کیا ہے حضرت عبداللہ بن زبیر نے اپنے بھائی مصعب کے لشکر دے کر بھیجا۔ انہوں نے کوفہ کے قریب ۶۷ھ میں اس کو قتل کر دیا (اکمال صـ۱)

(۲۶) ابو بلال خارجی صـ۲۷

قال الشیخ "لم نقف علی ترجمتہ" صـ۱۲ حاشیہ ۵ ابو بلال خارجی حنظلی تمیمی کا نام مرداس ہے اور اس کی ماں کا نام اُدَیّہ ہے۔ باپ کا نام حُدیر یا صدیر ہے۔ یہ خارجیوں میں بڑا عابد زاہد، مجتہد اور عظیم المرتبہ تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ رہا ہے۔

ابن زیاد نے اولاً اس کو قید کیا پھر اس کو اور اس کے بھائی عروہ بن ادیہ کو دیگر خوارج کے ساتھ قتل کرا دیا تھا۔ ایک مرتبہ یہ ایک اونٹ کے پاس کو گذرا جس پر قطران ملا ہوا تھا دیکھتے ہی بیہوش ہو گیا اور جب افاقہ ہوا تو اس نے یہ آیت پڑھی۔ سرابیلہم من قطران وتغشیٰ وجوہہم النار" جب معاویہ نے عبیداللہ بن زیاد کو بصرہ کا والی بنایا تو اس نے اس سے بغاوت کی کیونکہ بلحاظ خارجیہ کے ساتھ جو ظلم وستم ہوا تھا اس پر یہ صبر نہ کر سکا چنانچہ اس نے اپنے لوگوں میں عام اعلان کیا کہ بخدا! ہم ان ظالموں کے درمیان ہرگز نہیں رہ سکتے یہ کہہ کر بغاوت شروع کر دی اور یہ شعر پڑھنے لگا ۔ ابعد ابن وہب ذی النزاہۃ والتقی ، ومن خاض فی تلک الحروب المہالکا، احب بقاء او ارجی سلامۃ ، وقد قتلوا زید بن حصن ومالکا، فیارب سلم نیتی وبصیرتی ، وہب لی التقی حتی الاقی اولئکا، اس پر ابن زیاد نے اسلم بن زرعہ کی سپہ سالاری میں مقابلہ کے لئے دو ہزار کا لشکر بھیجا جنکو ابو بلال اور اس کے ساتھیوں نے شکست دیدی حالانکہ یہ لوگ صرف چالیس آدمی تھے، اس کے بعد ابن زیاد نے عباد بن علقمہ مازنی کی سپہ سالاری میں ایک بہت بڑا لشکر بھیجا اور گھمسان کی لڑائی ہوئی، جب نماز کا وقت آیا تو ابو بلال نے نماز پڑھنے کی مہلت چاہی لیکن جب یہ لوگ نماز پڑھنے میں مشغول ہوئے تو عباد اپنے لشکر کے ساتھ ان پر ٹوٹ پڑا اور سب کو قتل کر ڈالا، وقد رثاہ عمران بن حطان بقولہ ۔ یا عین بکی لمرداس ومصرعہ ، یا رب مرداس اجعلنی کمرداس، ترکتنی ہائما ابکی لمرزئتی ، فی منزل موحش من بعد ایناس، انکرت بعدک من قد کنت اعرفہ ، ما الناس بعدک یا مرداس بالناس، اما شربت بکاس دار اولہا ، علی القرون فذاقوا جرعۃ الکاس فکل من لم یذقہا شارب عجلا، منہا بانفاس ورد بعد انفاس (دائرۃ المعارف صـ۴۹/۲، حاشیہ حسن سندوبی بر "البیان والتبیین صـ۲/۵)

(۲۷) ابو برزہ صـ۲۲

(ن)

ابو برزہ نضلہ بن عبید اسلمی صحابی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متعدد غزوات میں شریک رہے۔ وفات شریف کے بعد یہ بصرہ چلے گئے اور خلفاء راشدین کے زمانہ میں بھی جہاد میں مصروف رہے یہاں تک کہ خراسان پر جہاد کیا اور مرو یا بصرہ میں ۶۵ھ یا اس سے قبل وفات پائی (الہدایۃ المرجاۃ)

(۲۸) ہشام بن عبدالحکم ص۱۱۱

(ہ)

قال الشیخ "لم اقف علی ترجمتہ" ص۲۴۰ حاشیہ ۱۵۔ اس کی کنیت ابومحمد ہے اور نام ہشام۔ یہ کبار شیعہ میں سے تھا۔ اس نے کوفہ میں نشو ونما پایا اس کے بعد بغداد چلا آیا اور یحییٰ بن خالد برمکی اور ہارون الرشید کی قربت حاصل کی۔ اس کی کچھ تالیفات بھی ہیں جو سب مفقود ہیں (منجد ص۵۵۲)

(۲۹) ہشام ابن الکلبی ص۱۱۱

یہ محمد بن السائب الکلبی (صاحب کتب کثیرہ اور مشہور اخباری) کا بیٹا ہے، یہ دونوں باپ بیٹے مشہور اخباری اور راوی انساب تھے، امام جاحظ البیان والتبیین ص۲۵۷/۱ پر کہتے ہیں" ومن نسابی کلب۔ محمد بن السائب، وہشام بن محمد بن السائب اور ص۲۸۱/۱ پر لکھتے ہیں" ومنہم من الرواۃ والنسابین والعلماء۔ شرقی بن القطامی الکلبی، ومحمد بن السائب الکلبی، وعبداللہ بن عیاش الہمدانی، وہشام بن السائب الکلبی اھ" کتاب الاصنام اور دیگر کتب جیدہ اسکی ہیں، امام جاحظ نے ص۱۲۳/۱ پر ابو یعقوب خزیمی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین آدمیوں جیسا کوئی نہیں دیکھا کہ وہ خود تو دوسروں کو کھا جانے والے تھے لیکن تین آدمیوں کو دیکھ کر اس طرح پگھل جاتے تھے جیسے پانی میں نمک یا آگ میں رانگ، ہشام بن الکلبی، ہیثم بن عدی، کو دیکھ کر اور ہیثم بن عدی، موسیٰ ضبی کو دیکھ کر اور ابوالحسن علی بن عبداللہ بن سیف علّویہ، ابوالمہنا مخارق مغنی کو دیکھ کر:۔ (البیان والتبیین مع حاشیہ حسن سندوبی)

(۳۰) ہیثم بن عدی ص۹۴

قال الشیخ "لم اطلع علی ترجمتہ" ص۱۴۴ حاشیہ ۷۔ ابوعبدالرحمٰن ہیثم بن عدی طائی کوفی مولود ۱۳۰ھ متوفی ۲۰۹ھ مشہور مؤرخ اور اخباری شخص ہے اور خارجیوں کا ہمنوا ہے، مجالد۔ ابن اسحاق وغیرہ سے روایت کرتا ہے مگر حدیث میں ضعیف ہے قال ابوداؤد السجستانی "کذاب" اس نے بنوالحارث بن کعب کی ایک عورت کے ساتھ شادی کرلی تھی، بنوالحارث کے معزز لوگ ہارون الرشید کے پاس آئے اور انھوں نے تفریق کا مطالبہ کیا ہارون الرشید نے کہا کہ یہ وہی شخص تو ہے جس کی بابت شاعر نے کہا ہے ؎ اذا نسبت عدیا فی بنی ثعل × فقدم الدال قبل العین فی النسب، لوگوں نے کہا: جی حضور! یہ وہی شخص ہے اور شاعر ذہل بن ثعلبہ شیبانی کوفی ہے، اس پر ہارون نے اپنے قائدین میں سے داؤد بن یزید کو حکم کیا کہ ان میں تفریق کرادو، پس لوگوں نے اس کو پکڑ کر خوب پیٹا یہاں تک کہ اس نے بیوی کو طلاق دیدی وفی ذلک یقول علی بن جبلۃ العکوک ؎ للہیثم بن عدی نسبۃ جمعت × آباءہ فاراحنا من العدد اعد دعدیا فلوم البقاء لہ، ما عمر الناس لم ینقص ولم یزد، نفسی فداء بنی عبدالمدان وقد × تلوہ للوجہ واستعلوہ بالعمد حتی ازالوہ کرہا عن کریمتہم × وعرفوہ بذل ابن اصل عدی ابا ابن الخبیثۃ من اہجو فافقہ × اذا ہجوت رمانی الی احد رشذرات الذہب ص۱۹۲/۲ وتاریخ کامل ص۲۰۳/۵ وحاشیہ حسن سندوبی بر" البیان والتبیین" ص۱۲/۲ و ص۱۸۷/۲)

(۳۱) ابومحمد یحییٰ بن مبارک یزیدی ص۱۰۲

(ی)

یہ یزید بن منصور حمیری کے لڑکے کو پڑھاتے تھے، اس لئے ان کو یزیدی کہتے ہیں۔ یزیدی، نحوی، لغوی، قاری شاعر ابوعمرو ابن العلاء خلیل جعفری

وغیرہ کے شاگرد تھے۔ ایک روز یزیدی خلیل کی ملاقات کو آئے۔ خلیل اپنی گدی پر بیٹھے ہوئے تھے، مگر گدی ایسی نہ تھی جس پر دو آدمی آسائش سے بیٹھ سکیں۔ اس پر بھی خلیل فرطِ محبت میں گدی سے سرک گئے۔ یزیدی نے پاس ادب سے عذر کیا کہ آپ کو تکلیف ہوگی۔ خلیل نے مسکرا کر کہا، بیٹھو کہیں دوستوں میں بھی جگہ تنگ ہوتی ہے۔ خلیل ایسے شخص نہ تھے جو ہر کس و ناکس کو اپنی گدی پر بٹھائیں، مگر یزیدی ایسے رتبہ کے شاگرد تھے جن کے لئے خلیل مسند سے سرک گئے۔ ایک روز ایک خوبصورت خوش آواز عورت مامون کے پاس اشعار پڑھ رہی تھی۔ جب خوبصورتی و خوش آوازی جمع ہوتے ہیں تو سننے والوں کے دل سے اس کی کیفیت پوچھئے ؎

خوبیٔ روئے و خوبیٔ آواز ✽ می برد ہر یکے بہ تنہا دل
چوں شود ہر دو جمع در یکجا ✽ کار صاحب دلاں بود مشکل

مامون از خود رفتہ ہو کر چیخ اٹھا پھر سنبھل کر کہنے لگا: کیوں استاد کیا سماں ہے۔ کیا دنیا کی کوئی چیز اس سے بہتر ہو سکتی ہے؟ یزیدی نے کہا ہاں شکر نعمت میں ایسی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھ کر نعمت میں مزہ نہیں ملتا۔ مامون نے کہا سچ ہے ابھی ایک لاکھ درہم اہل حاجات کو خیرات کئے جائیں۔ یزیدی نے قریب ایک سو سال کی عمر میں سنہ ۲۰۲ھ میں وفات پائی۔ کتاب النوادر، جامع شعر و ادب، کتاب النقط وغیرہ آپ کی تصانیف ہیں۔

(۳۲) شیخ یوسف ص۱۳۳

قال الشیخ "لم نطلع علی ترجمتہ" ص۶۲ حاشیہ ۱۱۔ شیخ یوسف بن حسین نہایت حسین اور بڑے باکمال اولیاء میں سے ہیں۔ حضرت ذوالنون سے آپ بیعت ہیں اور ابو تراب، ابو سعید خزار جیسے مشائخ سے فیض صحبت رکھتے ہیں۔ حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں نے ایک بار خواب میں غیبی آواز سنی کہ یوسف بن حسین سے کہہ دو کہ تو راندۂ درگاہ ہے۔ خواب سے بیدار ہوا تو ان سے بیان کرتے ہوئے شرم آئی۔ تیسری بار خواب میں کہا گیا کہ اگر تو نے ان سے نہ کہا تو تجھ کو ایسی سزا ملے گی کہ زندگی بھر تکلیف میں مبتلا رہے گا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ نے فرمایا کوئی شعر سنا۔ میں نے شعر پڑھا تو آپ کی آنکھوں سے خون کے آنسو بہنے لگے اور فرمایا کہ لوگ میرے سامنے قرآن پڑھ رہے تھے مگر مجھے رقت نہ ہوئی اور اس شعر نے مجھے بے قرار کر دیا لوگ مجھے زندیق کہتے ہیں، سچ ہے اور خطاب باری "راندۂ درگاہ ہے" میرے حق میں درست ہے۔ مجھے اس سے بڑا تعجب ہوا۔ اور اسی پریشانی میں صحرا کی طرف نکل گیا۔ راستے میں حضرت خضرؑ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے فرمایا کہ یوسف بن حسین تیغ عشق الٰہی کے گھائل ہیں اور علیین ان کی جگہ ہے۔ اللہ کی راہ میں ایسا مرتبہ حاصل کرنا چاہئے کہ اگر تنزل بھی ہو تو علیین ہو۔ نزع کے وقت آپ نے فرمایا، اے اللہ میں نے خلق کو قولاً اور نفس کو فعلاً نصیحت کی۔ میرے نفس کی خیانت کو خلق کی نصیحت کے عوض میں معاف کر دے (تذکرۃ الاولیاء میں ان کے ساتھ ابو عثمان حیری کی فریفتگی کا قصہ بھی مذکور ہے)

فہرست اصحاب تاریخ جن کے حالات شارح کتاب کو بھی معلوم نہ ہو سکے

اسماء	صفحات	اسماء	صفحات	اسماء	صفحات
ابراہیم بن حبیب)	۲۷۴	ابوالعباس کندی	۵۷	ابو نقیص مخزومی	۲۶۳
ابراہیم بن عبداللہ خراسانی	۵۴	ابوالعاص	۹۸	ایاس بن قبیصہ	۱۰۲
ابن السری	۹۰	ابوالقاسم بن الارزق	۱۹۹	ر	
ابن عامر	۱۵۴	ابو لؤلؤ	۲۵۶	ربیع الحاجب	۱۶۴
ابوایوب سجستانی	۲۸۳	ابوالکنود بکری	۱۱۱	خ	
ابوایوب مرزبانی	۱۲۰	ابی بن خلف		خلیل بن احمد	۱۰۶
ابوالمبتری	۱۵۰	اسلم بن زرعہ	۲۷۶	س	
				[illegible]	۱۰۱

فہرست مضامین کتاب نفحۃ العرب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدًا للقادرِ جعل علمَ الادبِ شمسًا منیرۃً آمنۃً من الافولِ والکسوفِ وقمرًا مضیئًا لا یدرکہ المحاقُ ولا الخسوفُ وفلکًا بریئًا من الخرقِ والالتئامِ وارضًا تربّی اھلھا وتصونھم من قطوبِ الانامِ وخطوبِ الایامِ

حل لغات حمدًا مفعول مطلق ہے جس کا عامل محذوف ہے کیونکہ جب مصدر فاعل یا مفعول کی طرف بواسطہ جار یا بلا واسطہ جار مضاف ہوتا ہے تو اس کا عامل وجوبا محذوف ہوتا ہے۔ یہاں حمدًا اپنے مفعول کی طرف بواسطہ لام مضاف ہے لہٰذا عامل حذف کر دیا گیا ای نحمد حمدا (س) محمدًا، محمدۃ فضیلت کی بنا پر تعریف کرنا ص حامد، محمد بہت عمدہ خصلتوں والا۔ قادر صیغہ صفت ہے، قدر (ن ض س) قدرًا، قدرۃ، مقدرۃ قوی ہونا (ض) قدرًا — الشیٔ اندازہ کرنا، لامر تدبیر کرنا جعل سے خطوب الایام تک پورا کلام قادر کی صفت ہے اور جعل بمعنی صیّر ہے۔ علم الادب اس کا مفعول اول ہے اور شمسًا مفعول ثانی اور اگر جعل بمعنی خلق ہو تو پھر شمسًا حال ہو کر منصوب ہوگا، شمس آفتاب ج شموس۔ شمس (ن) شموسًا باز رہنا۔ انکار کرنا (ن، ض، س) شمسًا — الیوم دھوپ والا ہونا۔ منیرۃ من انار الشیٔ انارۃ روشن ہونا۔ روشن کرنا (لازم ومتعدی) آمنۃ امن سے صیغہ صفت مؤنث ہے (س) امنًا، امانًا مطمئن ہونا۔ محفوظ ہونا۔ الافول افل (ض ن س) افولًا — القمر غائب ہونا۔ الکسوف (ض) کسفت الشمس آفتاب میں گہن لگنا۔ قمرًا تین رات کے بعد آخر ماہ تک چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس سے پہلے ہلال اور چودھویں کے چاند کو بدر ج اقمار۔ مضیئًا چمکدار۔ اضاء اضاءۃ۔ البیت وضاء یضوء ضوءًا، ضیاء — القمر روشن ہونا۔ المحاق محق (ف) محقًا — الشیٔ باطل کرنا محاق مہینہ کی آخری رات آخری تین ایام الخسوف (ض) القمر گہن لگنا۔ المکان دھنس جانا۔ فلکًا آسمان ج فلک افلاک والفلک من کل شیٔ گول اور بڑا ہونا۔ الخرق (ن ض) الثوب پھاڑنا۔ بے سوچے سمجھے کسی چیز کو توڑ کر خراب کر دینا۔ الالتئام التئم الشیٔ ملنا۔ ارضًا زمین ج آرامن، اردض، ارض (ن ک) اریضًا، ارافۃ۔ المکان سرسبز خوش منظر ہونا (ف) اریض (س) ارضا دیمک خوردہ ہونا۔ تربّی تربیۃ غذا دینا، پرورش کرنا۔ تصونھم (ن) صونًا۔ صیانۃ حفاظت کرنا۔ قطوب ترش روئی (ن، ض) انام، انیم مخلوق (انیم کا استعمال صرف اشعار میں ہوتا ہے) خطوب۔ جمع خطب حالت معاملہ عموما برے اور ناپسندیدہ معاملہ میں مستعمل ہوتا ہے۔

تشریح ہم اس قادر مطلق کی تعریف کرتے ہیں جس نے علم ادب کو روشن آفتاب بنا دیا ہے جو غروب وکسوف سے محفوظ ہے اور چمکتا چاند بنا دیا جس کو تاریکی وبے نوری نہیں پاتی اور ایسا آسمان بنا دیا جو شگاف وپیوند سے پاک ہے اور ایسی زمین جو اہلِ زمین کو غذا بخشتی ہے اور مخلوق کی ترش روئی اور گردش ایام سے حفاظت کرتی ہے۔

فائدہ مصنفؒ نے اپنی کتاب کو تسمیہ وتحمید ہر دو کے ساتھ شروع کیا ہے جس میں کلام الٰہی کی اقتدا ہے کہ اس کا آغاز ہر دو کے ساتھ ہے، نیز اس میں حدیث کی بھی اتباع ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے "کلُّ امرٍ ذی بالٍ لم یُبدأ ببسم اللہ وفی روایۃ بحمد اللہ الخ" جو مہتم بالشان کام اللہ کے نام سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔

عہ اخرجہ عبد المدنی وابن مسعود والرہاوی وعند النسائی وابی داؤد والخطیب البغدادی۔

وَصَلٰوۃٌ عَلٰی فَصِیْحٍ بَلِیْغٍ اَدِیْبٍ کَاَنَّہٗ فَحْوٰی قَوْلِ اَبِی الطَّیِّبِ فِیْ مَمْدُوْحِہٖ؎

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ نَاطِقٌ فِیْ لَفْظِہٖ ❊ ثَمَنٌ تُبَاعُ بِہِ الْقُلُوْبُ وَتُشْتَرٰی

جَاءَ بِالْبَیِّنَاتِ الْوَاضِحَۃِ الْبَادِیَۃِ، حِیْنَ دَھَمَتِ الدُّنْیَا مَصَائِبُ الْکُفْرِ السُّوْدِ الدَّاھِیَۃُ وَاَتٰی بِالْبَرَاھِیْنِ الْقَاطِعَۃِ وَالْحُجَجِ الرَّاجِحَۃِ، وَحَمٰی حِمَی الدِّیْنِ وَمَحَا اٰثَارَ جُمُوْعٍ لِاَنْیَابِھَا غَیْظًا عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ حَارِجَۃٍ، وَبِمَکَائِدِھَا الَّتِیْ تُزِیْلُ الْجِبَالَ الرَّاسِیَاتِ لِاَفْئِدَتِھِمْ جَارِحَۃٍ،

حلِ لغات وصلوٰۃٌ حمدًا پر معطوف ہے اور عامل محذوف ای نصلی صلوٰۃ درود بھیجنا ص فصیح خوش بیان ج فصحاء فصح (ک) فصاحۃ فصیح ہونا۔ الاعجمی عربی میں گفتگو کرنا۔ بلیغ ص ج بلغاء بلغ (ک) بلاغۃ بلیغ ہونا۔ فحوی مضمون کلام، فحا (ن) فحوًا اپنے کلام سے کسی مضمون کی طرف اشارہ کرنا۔ بابی میں بار تفدیہ کی ہے اور جار مجرور محذوف یعنی مفدی کے متعلق ہے جو ناطق کی خبر مقدم ہے۔ لفظہ مصدر بمعنی ملفوظ خبر مقدم ہے۔ ثمن، مبتدا مؤخر موصوف ہے۔ تباع جملہ صفت ہے۔ البینات جمع بینۃ دلیل، مراد معجزہ بان (ض) بیانًا، تبیانًا ظاہر ہونا ص بیّن ج ابیناء، اُبیان۔ الواضحۃ (ض) ضِحۃ وضوحًا۔ الامرُ ظاہر ہونا ص واضح البادیۃ ظاہر، بدا (ن) بُدوًّا بداءً ظاہر ہونا ص بادٍ ج بادون، بُدّی دھمت (س، ف) دہمًا۔ الامرُ اچانک آپڑنا۔ الداھیۃ، سخت مصیبت بڑا معاملہ ج دواہی، دواہی الدہر حوادث زمانہ، البراھین جمع برہان دلیل۔ الحجج جمع حجت بمعنی دلیل حج (ن) حجا۔ دلیل میں غالب آنا۔ الاماکن زیارت کرنا ص حاج ج حجیج، حجاج احتج دعوی کرنا، دلیل پیش کرنا، حجۃ سال ج حجج۔ الراجحۃ رجح (ف ن ض) رجحانًا۔ رجوحًا۔ الرائی غالب ہونا۔ حمی (ض) حمیًا، حمایۃ۔ الشئ روکنا، بچانا ص حامی ج حماۃ۔ حِمی چراگاہ، ہر وہ چیز جس کی حفاظت کی جائے۔ محا (ن) محوًا۔ الشئ مٹانا۔ اثار جمع اثر نشان۔ جموع جمع جمع بمعنی جماعت۔ انیاب جمع ناب بمعنی دانت۔ حارجۃ اسم فاعل ہے حرج (ن) حرجًا۔ انیابہ غصہ سے دانت پیسنا۔ جموع موصوف ہے اور حارجہ صفت لانیابہا حارجہ کا مفعول بہ ہے اور لام برائے تقویت عامل ہے۔ مکاید، جمع مکیدۃ بمعنی مکر، دھوکہ، خباثت۔ راسیات۔ جمع راسیۃ ثابت در اسخ رسا (ن) رسوًا، رُسُوًّا، ٹھہرنا ثابت ہونا۔ لافئدتھم جمع فؤاد بمعنی دل، فادہ (ف) فادًا دل پر مارنا (س) فأدًا دل کی بیماری والا ہونا۔ جارحۃ جموع کی صفت ہونے کی وجہ سے مجرور ہے جرح (ف) جرحًا — زخمی کرنا۔ بلسانہ عیب لگانا (س) جرحًا زخمی ہونا جرح زخم ج جروح۔

تشریح اور درود بھیجتے ہیں ایسی فصیح و بلیغ پاک ذات پر جو ابوالطیب کے شعر؎

بِاَبِیْ وَاُمِّیْ نَاطِقٌ فِیْ لَفْظِہٖ ❊ ثَمَنٌ تُبَاعُ بِہِ الْقُلُوْبُ وَتُشْتَرٰی

میرے ماں باپ اس پر قربان جسکی گفتگو ایک قیمت ہے کہ اس سے دلوں کی خرید و فروخت ہوتی ہے —— کی صحیح مصداق ہے جس نے اسوقت میں روشن و نمایاں معجزات پیش کئے جبکہ تمام عالم پر انواع کفر کی تاریکیاں چھائی ہوئی تھیں، آپ نے دین کی حفاظت کی اور ایسی جماعتوں کے نشانات کو مٹا دیا جو مسلمانوں پر غصہ کی وجہ سے دانت پیسنے والی اور ان کے دلوں کو زخمی کرنے والی تھیں، اپنی ایسی تدبیروں کے ذریعہ سے جو مضبوط پہاڑوں کو بھی اپنی جگہ سے ہلا دیتی تھیں۔[1]

[1] ابوالطیب کے حالات کے لئے ہماری کتاب "ظفر المحصلین باحوال المصنفین" دیکھئے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مَنْبَعِ الْعُلُوْمِ لَاسِیَّمَا الْعُلُوْمُ الْعَرَبِیَّۃِ الْاَدَبِیَّۃِ وَعَلٰی مَنْ حَذٰی حَذْوَہٗ مِنْ ذُرِّیَّاتِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ، وَصَحَابَتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ

اَمَّا بَعْدُ فَلَقَدْ رَاَیْتُ طِبَاعَ الْمُسْتَفِیْدِیْنَ مَائِلَۃً اِلٰی رِسَالَۃٍ تُھَذِّبُ الْاَخْلَاقَ کَاَنَّ قُلُوْبَھُمْ قُلُوْبُ اُوْلِی الْاِمْلَاقِ وَاَلْسِنَۃَ الطَّاعِنِیْنَ فِیْ عِلْمِ الْاَدَبِ مُتَفَوِّھَۃً بِاَنَّ عِلْمَ الْاَدَبِ عِلْمٌ یُفْسِدُ الْعُقُوْلَ وَیَفْتِکُ بِالْاَلْبَابِ مُسْتَدِلِّیْنَ بِقَوْلِ الْمَلِکِ الضِّلِّیْلِ ؎ فَمِثْلُکِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ الخ وَبِقَوْلِ الْمُتَنَبِّیْ ؎ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّۃَ الخ وَغَیْرَ ذٰلِکَ -

---

حل لغات اللّٰھم بصریوں کے نزدیک اسکی اصل یا اللہ ہے حرف ندا کو حذف کر کے میم مشدد لے آئے، اور یہ لفظ اللہ ہی کے ساتھ خاص ہے فلا یقال زیدم، عمروم، وقال الکوفیون اصلہ یا اللہ اُمنا بخیرلے اقصدنا بخیر۔ منبع چشمہ ج منابع، نبع (ن س ک) نَبْعًا، نُبُوعًا۔ الماءُ چشمہ سے نکلنا۔ لاسیما۔ سِیّ اور ما زائدہ یا موصولہ یا موصوفہ سے مرکب ہے سِیّ بمعنی برابر یقال ہما سیان وہ دونوں ایک جیسے ہیں، لاسیما کی یا میں تشدید وتخفیف دونوں لغتیں ہیں، کبھی لا کو حذف بھی کر دیتے ہیں۔ مگر یہ لغت ضعیف ہے۔ لاسیما نحاۃ کے یہاں کلمہ استثناء شمار ہوتا ہے اور اس کا استعمال اکثر واؤ کے ساتھ ہوتا ہے، نیز عام طور سے خصوصًا کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، اس کے مابعد میں رفع، نصب، جر تینوں جائز ہیں، رفع مبتدا یا مبتدا محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے اور نصب استثناء کی وجہ سے اور جر اضافت کی وجہ سے۔ ملا جلال نے امرئ القیس کے قول "ولاسیما یوم بدارۃ جلجل" کو تینوں طریقوں سے روایت کیا ہے۔ علامہ رضی کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ رفع قلیل ہے وصرح صاحب الایضاح ان نصب الاسم بعد لاسیما لیس بقیاس۔ حذا (ن) حذوًا ــــ ہٗ پیروی کرنا، صحابتہ صحب (س) صُحبۃً ساتھی ہونا، صاحب ساتھی۔ مالک ج صَحْب، اَصْحَاب، صِحَابَۃ، صُحْبَان، بجمع اصاحیب، صحابہ وہ حضرات جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار سے بحالت ایمان مشرف ہوئے ہوں اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔ طباع جمع طبع بمعنی طبیعت۔ الاخلاق جمع خلق طبعی خصلت۔ الاملاق۔ املق الرجلُ محتاج ہونا، ملق (س) مَلَقًا ـ ہٗ ـ لہٗ چاپلوسی اور خوشامد کرنا۔ السنۃ جمع لسان، زبان، لسن (ن) لَسْنًا تیز زبان والا ہونا (س) لَسَنًا فصیح وبلیغ ہونا۔ الطاعنین۔ طعن (ن ف) طَعْنًا ـ فی الرجل عیب لگانا۔ متفوھۃً فاہ (ن) فوہًا وتفوہ۔ بکلمۃ بولنا۔ یفتک (ن ض) فَتْکًا فتوکًا۔ بفلان اچانک پکڑنا، قتل کرنا الرجلُ دلیر ہونا۔

تشریح سوخدایا تا روز جزا رحمت کاملہ نازل فرما جملہ علوم بالخصوص علوم عربیہ ادبیہ کے سرچشمہ پر (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر) اور ان لوگوں پر جو آپ کے پیرو ہیں، آپ کی اولاد، ازواج، اصحابؓ اور آپ کے جملہ متبعین میں سے۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد پس بیشک میں نے مستفیدین کی طبیعتیں ایسے رسالہ کی طرف مائل دیکھیں جو اخلاق کو پاکیزہ بنائے گویا ان کے دل حاجتمندوں کے سے دل ہیں، اور ملک الضلیل (امرئ القیس) کے قول

؎ فَمِثْلُکِ حُبْلٰی قَدْ طَرَقْتُ وَمُرْضِعٍ ٭ فَاَلْھَیْتُھَا عَنْ ذِیْ تَمَائِمَ مُحْوِلِ ٭ میں تجھ جیسی بہت سی حاملہ اور دودھ پلانے والیوں کے پاس آیا، پس میں نے ان کو اپنی طرف مشغول کر لیا تعویذ والے سے۔ اور متنبی کے قول ؎

؎ ٭ مَا اَنْصَفَ الْقَوْمُ ضَبَّۃَ ٭ وَاُمَّہُ الطُّرْطُبَّۃَ ٭ (قوم نے ضبہ کا انصاف نہ کیا اور نہ اس کی ماں دراز اور ڈھیلی پستان کا) سے دلیل لا کر علم وادب میں طعن کرنے والوں کی زبانوں کو بولتے ہوئے پایا کہ علم ادب عقلوں کو خراب اور دانائی کو ختم کر دینے والا علم ہے ۱۲

وھؤلاءِ الشرذمةُ القليلةُ ضَفادعُ حياضٍ لم يَرِدِ الا الماءَ الواصِلَ الی الکعبِ فلومُ الخُفّاش لا یضرّ الشمسَ وعواءُ الکلبِ لا یُظلِمُ البدرَ ولمّا کان سھرُ اللیالی مما جُبِلَ علیہ عطشیٰ العلومِ وحیاریٰ میادینِ الکمالِ سھرتُ لیالیاً لا نومَ فیھا الّا حذ وحذ وھم واُحشَرَ معھم یومَ لا ظلَّ فیہ الّا ظلّ قادرٍ جبارٍ واقتبستُ من کتبِ المتقدمین نوادرَ اردتُ ان اَعرِضَھا علی اخوانی من طلبۃ العلمِ وما قصدتُ بھٰذہ الاوراقِ الّا تطھیرَ الاخلاقِ ولم اُرِد بھٰذہ الحکایاتِ والامثالِ الّا تحصیلَ الفضائلِ فانّ الصبیانَ الواحُ قلوبِھم اشدُّ قبولاً لما نُقِشَ علیھا وانّی مع اعترافی بقصورِ العلمِ وضیقِ الباعِ اجتھدتُ کلَّ الاجتھادِ فی تحلیۃِ البیانِ وتجلیۃِ التبیانِ فھاھی فرائدُ حقرتِ الیواقیتَ واللآلی ولن تجدَ مثلَھا علی مرِّ الایامِ واللیالی

حل لغات الشرذمۃ لوگوں کی قلیل جماعت ج شراذم شراذیم۔ ضفادع جمع ضفدع مینڈک۔ حیاض جمع حوض۔ لم تَرِد (ض) ورود الماء پانی پر آنا ص وارد۔ لوم (ن) لوماً، ملاماً، ملامۃً ملامت کرنا ص لائم ج لوام۔ الخفاش چمگادڑ ج خفافیش خفش (س) خفشاً پیدائشی کمزور نظر والا ہونا، تنگ آنکھ والا ہونا ص خفش، اخفش۔ عواء عوی (ض) عواءً، عوۃً۔ الکلب بھونکنا۔ الکلب کتا ج کلاب ج اکالب۔ کلب (س) کلباً پیاسا ہونا۔ الکلب دیوانہ ہونا۔ الرجل حریص ہونا۔ سھر (س) سَہَراً ساری رات بیدار رہنا ساہرہ خوفناک جنگل۔ لا نوم نام ینام ناماً اونگھنا یا سونا ص نائم ج نیام نوّم۔ عطشیٰ جمع عطشان پیاسا۔ عطش (س) عطشاً پیاسا ہونا ص عطشان ج عطاش۔ حیاریٰ جمع حیران۔ میادین جمع میدان۔ احشر مضارع متکلم ہے حشر (ن ض) حشراً۔ الناس جمع کرنا۔ اقتبست۔ العلم استفادہ کرنا۔ ہ ناراً کسی سے آگ لینا قبس چنگاری۔ اخوان جمع اخ۔ قصدت (ض) قصداً ارادہ کرنا۔ الیہ متوجہ ہونا۔ ہ کسی کے پاس جانا، قصیدہ لکھنا۔ الشاعر قصائد بنانا۔ قصیدہ سات یا دس اشعار سے زائد نظم ج قصائد قصید۔ الصبیان جمع صبی بچہ صبا (ن) صبواً، صباءً بچپنے کی طرف مائل ہونا ج اصبیہ، صبیۃ۔ الواح جمع لوح تختی۔ قصور (ن) ناقص ہونا عاجز ہونا۔ الباع دونوں ہاتھوں کی پھیلانے کی مقدار۔ فرائد جمع فریدۃ یکتا موتی۔ الیواقیت جمع یاقوت۔ اللآلی جمع لؤلؤ موتی۔

تشریح حالانکہ اہل ادب کی یہ مختصر سی جماعت حوض کے مینڈکوں کی طرح ہے جو ٹخنوں پانی سے آگے نہ بڑھے پس چمگادڑ کا آفتاب کو ملامت کرنا نقصان نہیں پہنچاتا اور کتے کا بھونکنا ماہتاب کو تاریک نہیں بناتا (سے مہ نور می فشاند وسگ بانگ می کند ہ سگ را برسرشتم نو با ماہتاب چہ نسبت) اور جب راتوں میں جاگنا تشنگان علوم اور میدان کمال کے حیران و سرگرداں پھرنے والوں کی جبلت و فطرت ہے تو میں بھی بہتیری راتوں جاگتا رہا جن میں نیند کا نام تک نہ تھا تاکہ میں بھی انکے نقش قدم پر گام زن ہو سکوں اور اس دن ان کے ساتھ جمع ہو سکوں جس دن خدائے قادر و جبار کی رحمت کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا میں نے پہلے بزرگوں کی کتابوں سے کچھ نوادرات حاصل کئے ہیں جنکو میں اپنے اہل علم بھائیوں کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اور ان اوراق سے میرا مقصد صرف پاکیزگی اخلاق ہے اور ان حکایتوں اور کہاوتوں کے پیش کرنے سے مقصد صرف تحصیل فضائل ہے، کیونکہ بچوں کے دلوں کی تختیوں پر جو نقش کر دیا جائے وہ اسکو بہت جلد قبول کر لیتی ہیں اور میں نے اپنی علمی کم مائیگی اور تنگی اسباب کے اعتراف کے باوجود خوش بیانی اور فصاحت کلامی کے مزین اور روشن کرنے میں پوری پوری کوشش کی ہے سو آگاہ رہو کہ یہ علمی جواہر پارے ہیں جنکے سامنے موتی اور یاقوت بھی ہیچ ہیں اور انکا مثل زمانہ کے دراز ہونے کے گزر جانے پر بھی تو نہ پا سکیگا

وسمّيتہا "نفحۃ العرب" وجعلتہا علی بابین الاول المنثور والثانی المنظوم فان ھبت علیہا قبول القبول واقبلت الیہا قلوب الفحول فھو بمحاسن اخلاقھم خلیق وان عصفت علیہا صراصر الرد والنکیر فھو بمن جاء بہا جدیر۔ واللہ اسأل سوال متضرع خاضع خاشع ان ینفعھم فی الاولی والاخرۃ اللھم امین

وانا عبدہ

المستکفی بکفایۃ اللہ محمد اعزاز علی غفرلہ من سکناء امروھہ من مضافات امراد اباد (بلدۃ شہیرۃ فی الھند)

حل لغات سُمّیت ماضی مجہول ہے، چونکہ اس کتاب کا نام سیدی وسندی شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ نے تجویز فرمایا تھا اس لئے مصنف علام نے فعل مجہول سے تعبیر کیا ہے[1] ھبت (ن) ہبوباً۔ الریح ہوا کا چلنا۔ قبول القبول پہلا قبول بمعنی پروا ہوا اقبلت (ن) قبولاً۔ ریح القبول پروا ہوا کا چلنا ثانی قبول بمعنی قبول کرنا (س) قبولاً۔ الشئ قبول کرنا۔ الفحول صاحب فضیلت عصفت (ض) عصفاً عصوفاً۔ الریح ہوا کا تیز چلنا۔ صراصر جمع صرصر سخت ٹھنڈی ہوا، آندھی۔ متضرع تضرع الی اللہ عاجزی کے ساتھ دعاء کرنا۔ ضرع (ف، ک) ضراعۃ (س) ضرعاً کمزور ہونا۔ الیہ فروتنی کرنا ص ضارع وضرع ج ضروع وضرعۃ خاضع (ف) خضعاً خضوعاً عاجزی کرنا ص خاضع جمع خضع۔

تشریح اور اس کتاب کو "نفحۃ العرب" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے جس کو میں نے دو بابوں پر منقسم کیا ہے پہلا باب منثور ہے، دوسرا باب منظوم، کیونکہ ؎

سخنہا ابدستور خرد مند ٭ زنظم ونثر باید داد پیوند۔ کہ گاہے طبع زیں آرام یابد ٭ زمانے زاں دگر ہم کام یابد

پس اگر اس کتاب پر قبولیت کی ہوائیں چل جائیں اور باکمال حضرات کے قلوب اس کی طرف متوجہ ہو جائیں تو یہ چیز ان کے حسن واخلاق کے لائق تر ہے اور اگر اس پر رد اور انکار کی آندھیاں چل پڑیں تو یہ اس شخص کی نسبت جو اس کو لایا ہے مناسب ہے، اور میں عاجزی وانکساری اور خشوع وخضوع کے ساتھ اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں اس بات کا کہ وہ اس کتاب سے لوگوں کو بھی اور مجھ کو بھی دنیا وآخرت میں نفع پہنچائے (آمین) ۱۲

محمد حنیف غفرلہ گنگوہی

---

[1] خود مصنف نے اس کا نام "خبز الشعیر" (جو کی روٹی) رکھا تھا، اللہ اللہ سادگی کی حد ہوگی ۱۲

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الباب الاوّل فی النثر

السّیف بالسّاعد لا السّاعد بالسّیف

تلوار (کی خوبی) بازو سے ہے نہ کہ بازو (کی قوت) تلوار سے

مطلب یہ ہے کہ اگر قوت بازو ہے تو تلوار کا جوہر نمایاں ہوگا ورنہ تنہا شمشیر براں کس کام کی ع دست نادر باید نہ شمشیر آبدار۔

گر انگشت سلیمانی نباشد ۔ چہ خاصیت دہد نقش نگینہ

قال العتبی بعث عمر بن الخطاب الی عمرو بن معدیکرب ان یبعث الیہ بسیفہ المعروف بالصمصامۃ فبعث بہ الیہ فلما ضرب بہ وجدہ دون ما کان یبلغہ عنہ فکتب الیہ فی ذلک فردّ علیہ انما بعثت الی امیر المؤمنین بالسیف ولم ابعث بالساعد الذی یضرب بہ

حل لغات سیف تلوار جمع اسیاف، سیوف، ساف (ض) سَیفاً تلوار سے مارنا۔ ساعد بازو۔ کہا جاتا ہے "شدّ اللہ مسلی ساعدک" اللہ تعالیٰ تمہارے بازو کو مضبوط کریں، جمع سواعد۔ قال (ن) قولاً، قالۃ، قیلاً، کہنا، بیان کرنا ص قائل جمع قوّل (ض) قیلولۃً دوپہر کو آرام کرنا ومنہ المثل "اذا قال الرجل تحت الشجرۃ انقص وضوئہ" العتبی " ابو عبد الرحمٰن محمد بن عبید اللہ متوفی سنہ ۲۲۸ھ مشہور ادیب اور فصیح و بلیغ شاعر تھے، کتاب الخیل، کتاب اشعار الاعاریب "کتاب الاخلاق وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ بعث (ف) بعثاً بھیجنا، بَعث فوج جمع بُعوث ـــ المیت دوبارہ زندہ کرنا، یوم البعث روز قیامت۔ عمر بن الخطاب خلفاء اربعہ میں سے مشہور جلیل القدر صحابی ہیں آپنے تریسٹھ سال کی عمر میں ابو لؤلؤ مجوسی کے ہاتھ سے شہادت پائی۔ عمرو بن معدیکرب ابو ثور بن عبد اللہ زبیدی، سادات اہل یمن سے ایک صحابی ہیں مشہور شاعر بھی تھے اور جانباز بھی۔ صمصامہ۔ وہ تلوار جس کی دھار نہ مڑے۔ دون گھٹیا، کم رتبہ، ردّ علیہ جواب دیا۔

تشریح فاضل عتبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عمروؓ بن معدیکرب کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس کے پاس (یعنی میرے پاس) اپنی وہ تلوار بھیج دے جو صمصامہ کے نام سے مشہور ہے۔ حضرت عمروؓ نے وہ تلوار حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دی، جب آپنے تلوار چلائی تو اس کو اس مرتبہ سے کم پایا جسکی خبر آپ کو اس تلوار کے بارے میں پہنچی تھی پس آپنے اس سلسلہ میں حضرت عمروؓ کے پاس خط لکھا (کہ میں نے تمہاری تلوار کو جیسا سنا تھا ویسا نہیں پایا) حضرت عمروؓ نے جواب دیا کہ میں نے امیر المؤمنین کے پاس صرف تلوار بھیجی ہے وہ بازو نہیں بھیجا جس سے یہ تلوار چلائی جاتی ہے ۱۲

(فائدہ اولیٰ) منقول ہے کہ جنگ قادسیہ میں شاہ فارس یزدجرد نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے رستم

کو آگے بڑھایا تھا، اس کے مقابلہ کے لئے حضرت عمرو بن معدیکرب رضؓ نکلے، رستم ایک بہت بڑے ہاتھی پر سوار تھا حضرت عمرو نے ایک ہی وار میں ہاتھی کی چاروں ٹانگیں صاف کر دیں، رستم ہاتھی کی پشت سے نیچے گرا اور ہاتھی رستم کے اوپر گر پڑا یہاں تک کہ رستم کو قتل کر دیا گیا اور فارسیوں کو شکست ہو گئی علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری صاحب کتاب حیوۃ الحیوان اس قصہ کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں وہذہ الضربۃ لم یسمع بمثلہا فی الجاہلیۃ ولا فی الاسلام

(فائدہ ثانیہ) علامہ سہیلی نے ذکر کیا ہے کہ کعبہ کے قریب جرہم وغیرہ کے دفینہ سے ایک لوہے کا ٹکڑا برآمد ہوا تھا حضرت عمرو بن معدیکرب رضؓ کی تلوار صمصامہ اور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار ذوالفقار اسی لوہے کی بنی ہوتی تھی، یہ تلوار دراصل شاہ یمن عمرو بن ذی قیعان کی تھی دفیہ یقول عمرو ؎ وسیف لابن ذی قیعان عندی تخیر نصلہ من عہد عاد، آپ کو حضرت خالد بن سعید بن العاص بن امیہ نے عطا کی تھی جو آپ کی اولاد کے پاس رہی یہاں تک کہ ان سے خلیفہ مہدی نے اسی ہزار درہم کے عوض میں خرید لیا، اس کے بعد بطریق وراثت منتقل ہوتی رہی یہاں تک کہ آخر میں واثق باللہ کے پاس پہنچی اس نے اس کو صیقل کرانا چاہا تو خراب ہو گئی، کہتے ہیں کہ شاہ روم کی طرف سے ہارون الرشید کے یہاں بطور ہدیہ کچھ تلواریں آئیں، ہارون الرشید نے صمصامہ تلوار منگوائی اور رومی قاصد کے سامنے ان کی ایک ایک تلوار کو صمصامہ پر مارا، پھر قاصد کو صمصامہ تلوار دکھائی اس نے دیکھا کہ صمصامہ کی دھار میں ایک بھی نشان نہیں تھا۔ ؎ تیغے کہ آسمانش از فیض خود دہد آب × تنہا جہاں بگیرد بے منت سپاہی (حافظ)

الکفُّ عن الدّنیا
دنیا سے اعراض

کان ببغداد رجل متعبّد اسمہ رُوَیم فعُرِضَ علیہ القضاء فتولّاہ فلقیہ الجنید یومًا فقال من اراد ان یستودع سرّہ من لا یفشیہ فعلیہ برُوَیم فانّہ کتم حبّ الدنیا اربعین سنۃ حتی قدر علیہ

حل لغات الکف (ن) کفا عن الامر باز رہنا ـــ و عن الامر باز رکھنا۔ کفٌّ ہتھیلی ج اَکُفّ۔ کُفَّ بصرہ اندھا ہونا مکفوف اندھا ج مکافیف۔ الدنیا ج دُنیٰ، دنی (س) دناءۃ کمینہ ہونا ص دنی ج ادنیاء، دنا (ن) دُنُوًّا قریب ہونا بغداد ایک مشہور شہر ہے جس کا نام مدینۃ السلام ہے۔ متعبد عبد (ن) عبادۃً، عبودیۃً عاجزی اور پرستش کرنا تعبد عبادت کے لئے علیحدہ ہونا، متعبد اسی سے اسم فاعل ہے۔ رُوَیم دیکھو مقدمہ ۲۶۔ فعرض (ض) عرضاً پیش کرنا۔ فتولاہ تولیا ذمہ داری لینا کسی کام کے لئے تیار ہونا۔ التولیۃ والی بنانا۔ فلقیہ (س) لقاء ملاقات کرنا۔ الجنید شیخ وقت، عارف طریقت ابوالقاسم جنید بن محمد قواریری متوفی ۲۹۷ھ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سب سے پہلے لوگوں کو علم اشارہ سے آپ ہی نے واقف کیا، آپ حضرت سری سقطیؒ کے بھانجے اور مرید ہیں، کسی نے حضرت سری سقطیؒ سے پوچھا: کیا مرید کا مرتبہ پیر سے زائد بھی ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں آگاہ ہو کہ جنید کو میرا مرید ہے مگر مرتبہ میں مجھ سے زائد ہے۔ ان یستودع ـــ مالاً کسی کو بطور امانت مال دینا۔ سر بھید ج اسرار تقال صدور الاحرار قبور الاسرار ۔ کے سینے بھید کے لئے قبریں ہیں۔ لا یفشیہ افشاءً بھید ظاہر کرنا۔ کتم (ن) کتمانا پوشیدہ رکھنا، چھپانا

تشریح بغداد کے شہر میں ایک شخص عبادت گزار تھا جس کا نام رُویم تھا، اس پر عہدہ قضا پیش کیا گیا تو اس نے اس عہدہ کو قبول کر لیا، ایک روز حضرت جنید بغدادیؒ نے اس سے ملاقات کی اور کہا: جو شخص اپنا راز کسی ایسے شخص کے پاس رکھنا چاہے جو اس کو کسی پر ظاہر نہ کرے تو اس کو چاہیئے کہ وہ رویم کو لازم قرار دے کیونکہ وہ دنیا کی محبت چالیس سال تک چھپاتا رہا یہاں تک کہ اس پر قابو پا لیا۔

(تنبیہ) حضرت رویم نے آخر عمر میں دنیا داروں کا لباس اختیار کیا اور منصب قضا اپنے ذمہ لیا اس پر حضرت جنیدؒ نے عارفانہ طنز کیا ہے مگر حضرت رویمؒ کا مقصد طلب دُنیا نہ تھا بلکہ اس سے آپ کی غرض یہ تھی کہ خود لوگوں کے لئے نمونہ بن جائیں، خود حضرت جنیدؒ فرماتے ہیں کہ "ہم لوگ فارغ مشغول ہیں اور رویمؒ مشغول فارغ"۔

دردے کہ من از عشق تو دارم حالی ÷ دل داند و من دانم و من دانم و دل

اعجوبہ

تعجب خیز بات

قرأ بعض المغفلين في بيوت بالرفع فقال له شخص يا أخي انما القراءة في بيوت بالجر فقال يا مغفل اذا كان الله سبحانه وتعالى قال في بيوت اذن الله ان ترفع تجرها انت لماذا؟

حل لغات اعجوبہ تعجب خیز بات ج اعاجیب۔ قرأ (ف) قراءة پڑھنا۔ المغفلين جمع مغفل ناسمجھ۔

تشریح ایک ناسمجھ نے آیت "فِي بُيُوتٍ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُرْفَعَ الخ" میں لفظ بیوت کو رفع کے ساتھ پڑھا، ایک شخص نے اس سے کہا بھائی لفظ بیوت میں قراءت جر کے ساتھ ہے، تو وہ ناسمجھ بولا، او بیوقوف جب خدا نے فی بیوت اذن اللہ ان ترفع فرمایا ہے تو تو جر کیوں دیتا ہے؟

(توضیح) رفع کے دو معنی ہیں ایک رفع الکلمۃ (ف) بمعنی کلمہ کو پیش دینا، دوسرے رفع (ف) رفعاً بمعنی بلند کرنا، آیت میں ان ترفع کے معنی پیش دینا نہیں بلکہ بلند کرنا ہے۔ نیز بیوت سے مراد لفظ بیوت نہیں بلکہ اس سے مراد مساجد ہیں وہ یہ سمجھا کہ یہاں رفع کے معنی پیش دینا اور بیوت سے مراد لفظ بیوت ہے جس میں رفع کی اجازت دی جا رہی ہے، آیت کا ترجمہ یہ ہے "وہ ایسے گھروں میں جا کر عبادت کرتے ہیں جن کی نسبت اللہ نے حکم دیا ہے کہ ان کا ادب کیا جائے اور ان میں اللہ کا نام لیا جائے"۔ ۱۲

وَحَكَى الْعَسْكَرِيُّ فِي كِتَابِ التَّصْحِيفِ أَنَّهُ قِيلَ لِبَعْضِهِمْ، مَا فَعَلَ أَبُوكَ بِحِمَارِهِ؟ فَقَالَ بَاعِهِ (مَكَانَ بَاعَهُ) فَقِيلَ لَهُ، لِمَ قُلْتَ بَاعِهِ؟ قَالَ، فَلِمَ قُلْتَ أَنْتَ بِحِمَارِهِ؟ فَقَالَ، أَنَا جَرَرْتُهُ بِالْبَاءِ، فَقَالَ فَلِمَ تَجُرُّ بَاءُكَ؟ وَبَائِي لَا تَجُرُّ، وَمِثْلُهُ مِنَ الْقِيَاسِ الْفَاسِدِ مَا حَكَاهُ أَبُو بَكْرٍ التَّارِيخِيُّ فِي كِتَابِ أَخْبَارِ النَّحْوِيِّينَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِسَمَّاكٍ بِالْبَصْرَةِ، بِكَمْ هٰذِهِ السَّمَكَةُ؟ فَقَالَ بِدِرْهَمَانِ (مَكَانَ بِدِرْهَمَيْنِ)، فَضَحِكَ الرَّجُلُ، فَقَالَ السَّمَّاكُ، أَنْتَ أَحْمَقُ سَمِعْتُ سِيبَوَيْهِ يَقُولُ ثَمَنُهَا دِرْهَمَانِ، وَقُلْتُ يَوْمًا، تَرِدُ الْجُمْلَةُ الْاِسْمِيَّةُ الْحَالِيَّةُ بِغَيْرِ وَاوٍ فِي فَصِيحِ الْكَلَامِ

خلافًا للزمخشري كقوله تعالى وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ فقال بعض من حضر، هذه الواو في أولها، وقلت يومًا، الفقهاء يلحنون في قولهم البائع بغير همزة، فقال قائل قد قال الله تعالى فبايعهن وقال المأمون لأبي علي المعروف بأبي يعلى المنقري بلغني أنك أمي، وأنك لا تقيم الشعر، وأنك تلحن في كلامك، فقال، يا أمير المؤمنين، أما اللحن فربما سبقني لساني بالشيء منه، وأما الأمية وكسر الشعر فقد كان النبي صلى الله عليه وسلم أميًا وكان لا ينشد الشعر، فقال المأمون، سألتك عن ثلاث عيوب فيك، فزدتني عيبًا رابعًا، وهو الجهل، يا جاهل إن ذلك في النبي صلى الله عليه وسلم فضيلة، وفيك وفي أمثالك نقيصة وإنما منع ذلك النبي صلى الله عليه وسلم لنفي الظنة عنه لا لعيب في الشعر والكتاب وقد قال تبارك وتعالى وَمَا كُنتَ تَتْلُو مِن قَبْلِهِ مِن كِتَابٍ وَلَا تَخُطُّهُ بِيَمِينِكَ إِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُونَ ؁

وكان عمر بن عبد العزيز جالسًا عند الوليد بن عبد الملك، وكان الوليد لحانًا، فقال: ادع لي صالح، فقال الغلام: يا صالحا؛ قال له الوليد انقص ألفًا، فقال عمر: وأنت يا أمير المؤمنين فزد ألفًا ودخل على الوليد بن عبد الملك رجل من أشراف قريش، فقال له الوليد، من ختنك؛ قال له: فلان اليهودي، فقال: ما تقول! ويحك، قال لعلك أن تسأل عن ختني، يا أمير المؤمنين! هو فلان بن فلان ؁

تشریح ‏ امام عسکری نے کتاب التصحیف میں ذکر کیا ہے کہ ایک آدمی سے کہا گیا: "ما فعل ابوک بحمارہ" (تیرے باپ نے اپنے گدھے کا کیا کیا؟)، اس نے کہا: باعہ (اس کو فروخت کردیا)، حالانکہ اس کو "باعہ" کہنا چاہیئے تھا، اس سے پوچھا گیا کہ تونے باعہ کیوں کہا؟ اس نے کہا، تونے "بحمارہ" کیوں کہا؟ اس نے کہا میں نے تو بارحرف جار کی وجہ سے حمار کو مجرور بولا ہے: اس نے کہا: جب میری بار جر نہیں دیتی تو تیری بار کیوں جر دیتی ہے؟ گویا اس بیوقوف نے 'باعہ' میں بار حرف اصلی کو بھی حرف جر سمجھا۔

اسی کے مثل (خطیب بغدادی) ابوبکر (بن علی بن ثابت متوفی ۴۶۳ھ) نے اخبار النحویین میں حکایت بیان کی ہے کہ ایک شخص نے بصرہ مقام میں ایک ماہی فروش سے کہا: 'بکم ہذہ السمکۃ' (یہ مچھلی کتنے کی ہے) ماہی فروش نے کہا: بدرہمان (دو درہم کی)، اس کو بدرہمین کہنا چاہیئے تھا (کیونکہ بار حرف جار ہے)، ماہی فروش کے اس جواب پر سائل ہنس پڑا۔ ماہی فروش نے غصہ ہوکر کہا تو بیوقوف ہے (جو اس جملے پر ہنستا ہے)، میں نے تو خود سیبویہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے "ثمنہا درہمان"۔

ایک روز میں نے (کسی مسئلہ کی تقریر کرتے ہوئے) کہا کہ جملہ اسمیہ حالیہ واو کے بغیر بھی فصیح کلام میں آتا ہے۔ علامہ زمخشری کا اس میں اختلاف ہے، جیسے خداوند تعالیٰ کا ارشاد "وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ تَرَى الَّذِينَ كَذَبُوا عَلَى اللهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ" (اور قیامت کے دن تو دیکھے گا ان کو جو جھوٹ بولتے ہیں اللہ پر کہ ان کے منہ ہوں گے سیاہ) اس پر حاضرین میں سے کسی نے کہا "ہذہ الواو فی اولہا" (اس کے شروع میں تو واو موجود ہے)

ایک مرتبہ میں نے کہا: فقہاء "البائع" کو جو بغیر ہمزہ پڑھتے ہیں اس میں یہ لوگ غلطی کرتے ہیں کیونکہ بائع ہمزہ کے ساتھ ہے ایک صاحب بولے: خداوند تعالیٰ نے بھی تو "فبایعہن" بغیر ہمزہ کہا ہے"

خلیفہ مامون نے ابوعلی سے جو ابویعلیٰ منقری کے نام سے مشہور ہے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو ان پڑھ ہے شعر نہیں کہہ سکتا اور گفتگو میں بھی غلطی کرتا ہے، ابوعلی نے کہا: اے امیرالمومنین! گفتگو کے اندر تو کبھی کبھی سبقت لسانی کی وجہ سے غلطی ہو جاتی ہے، رہا ان پڑھ ہونا اور شعر نہ کہنا سو (یہ کوئی عیب کی بات نہیں کیونکہ) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اُمی تھے اور شعر نہیں کہتے تھے مامون نے کہا میں نے تو تجھ سے تیرے تین عیب دریافت کئے تھے تو نے چوتھا عیب (یعنی جہالت و نادانی) اور اضافہ کر دیا اے نادان حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمی ہونا اور شعر نہ کہنا فضیلت ہے اور تجھ جیسے کے اندر یہ چیز نقص اور عیب ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شعر گوئی سے منع فرمایا گیا ہے وہ تو صرف آپ سے تہمت دُور کرنے کی وجہ سے ہے نہ اس وجہ سے کہ لکھنے پڑھنے اور شعر کہنے میں کوئی عیب ہے، اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے "وما کنت تتلو الخ (اور تو پڑھتا نہ تھا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تھا اپنے داہنے ہاتھ سے تب تو البتہ شبہ میں پڑتے یہ جھوٹے)، حضرت عمر بن عبدالعزیز ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ولید دوران گفتگو میں غلطی بہت کرتا تھا چنانچہ اس نے کہا: ادع لی صالح (حالانکہ اس کو "ادع لی صالحًا" کہنا چاہیئے تھا) ایک لڑکے نے کہا "یا صالحًا" ولید نے کہا اس کا الف گرا دے (کیونکہ یا صالح منادی مفرد معرفہ ہے جو مبنی بر ضم ہوتا ہے)، لڑکے نے کہا: اے امیرالمومنین آپ اپنے کلام میں الف زائد کیجئے، کیونکہ ادع لی صالحا میں صالح منقول ہے)۔

ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس اشراف قریش میں سے ایک شخص آیا ولید نے اس سے کہا "من ختنک" (تیری ختنہ کس نے کی ہے حالانکہ اس کا مقصد یہ تھا کہ تیرا داماد کون ہے) اس نے کہا فلاں یہودی نے۔ ولید نے کہا: تیرا بُرا ہو کیا کہہ رہا ہے؟ اس نے کہا شاید آپ میرے داماد کو دریافت کر رہے ہیں، اے امیرالمؤمنین میرا داماد فلاں بن فلاں ہے۔

مسئلة

تقول: أكلتُ السمكةَ حتى رأسِها (برفع السين ونصبها وجرّها) أما الرفع: فبأن تكونَ حتى للابتداء ويكونَ الخبر محذوفًا بقرينةِ أكلتُ هو مأكولٌ وأما النصبُ: فبأن تكونَ حتى للعطف وهو ظاهرٌ والثالث أظهر وكان الفراء يقول: أموتُ وفي قلبي من حتى لأنها ترفعُ وتنصِبُ وتجرُّ.

حل لغات أكلت (ن)، أكلًا، ماكلًا کھانا۔ السمکۃ: مچھلی ج سماک سمک (ن)، سُمکًا (ک)، سَماکۃً: بلند ہونا۔ رأسها: سر ج أرؤس، رُؤوس۔ فراء: مشہور نحوی کا لقب ہے جس کا نام یحییٰ اور باپ کا نام زیاد ہے اور کنیت ابوزکریا۔ یہ تعجب خیز و حیرت انگیز گفتگو کرتا تھا اس لئے اس کا لقب فراء ہو گیا، اہل لغت کے ہاں یہ معلم اوّل شمار ہوتا ہے، اس نے فن ادب میں ایک کتاب "کتاب المعانی" لکھی ہے جس کے املاء کے وقت حاضرین اس کثرت سے تھے کہ صرف قاضیوں کو گنا تو اسی تھے۔

تشریح کہے گا تو "اکلتُ السمکۃَ حتی رأسِہا" کھا لیا میں نے مچھلی کو یہاں تک کہ اس کے سر کو بھی سین کے رفع، نصب، جر تینوں کے ساتھ رفع کی صورت میں حتی ابتدائیہ ہوگا اور اسکی خبر "ماکولٌ" (بقرینہ اکلت) محذوف ہوگی اے حتی رأسُہا ماکولٌ بصورت نصب عاطفہ ہوگا جو ظاہر ہے، جر کی صورت میں حتی جارہ ہوگا اور یہ اظہر من الشمس ہے۔ فراء کہا کرتا تھا کہ عمر گزر گئی مگر حتی کے بارے میں کوئی قطعی بات نہ پاسکا یہاں تک کہ مجھے یقین ہو گیا کہ، میں مر جاؤں گا اور میرے قلب میں حتی کے متعلق تردد ہی رہیگا کیونکہ یہ رفع بھی دیتا ہے اور نصب بھی اور جر بھی۔

فائدہ: لفظ حتی بقول فراء عجب چوں چوں کا مربہ ہے، عمل کی تین ہی صورتیں ہیں، رفع، نصب، جر، حتی کا مابعد مرفوع، منصوب

مجرور تینوں طرح آتا ہے گویا حتیٰ رافع بھی ہے ناصب بھی ہے، جار بھی ہے بصورت رفع حتیٰ ابتدائیہ ہوتا ہے جس کے بعد از سر نو جملہ کا آغاز ہوتا ہے، حتیٰ ابتدائیہ جملہ اسمیہ فعلیہ مضارعیہ، ماضویہ تینوں پر داخل ہوتا ہے جیسے گذشتہ مثال میں حتیٰ رأسہا ای ماکول، ثانی جیسے قول باری تعالیٰ حتیٰ یقولُ الرسولُ برفع یقول علی قراءۃ نافع، ثالث جیسے آیت "حتیٰ عفوا" ابن مالک نے دعویٰ کیا ہے کہ ان آیات میں حتیٰ حرف جر ہے اور اِذا اور اَنْ جوان میں مضمر ہے وہ مجرور ہے، مگر اکثر علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے، دوسری صورت عطف کی ہے، حتیٰ عاطفہ بھی ہوتا ہے۔ جلال الدین سیوطیؒ نے کہا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ کہیں قرآن میں بھی استعمال ہوا ہے کیونکہ حتیٰ کے ساتھ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی وجہ سے نحویان کوفہ نے اس کا انکار کردیا، حتیٰ عاطفہ بمنزلہ واؤ عاطفہ کے ہوتا ہے لیکن تین اعتبار سے فرق ہے، پہلا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے معطوف کے لئے تین شرطیں ہیں اوّل یہ کہ وہ اسم ظاہر ہو مضمر نہ ہو دوم یہ کہ اس کا ماقبل جمع ہو اور معطوف اس کا بعض ہو، یا حتیٰ کا معطوف کل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو والاول کقولک قَدِمَ الحاجُّ حتّی المُشاۃُ والثانی کقولک اَکَلْتُ السَّمَکَۃَ حتّی رَأسَہا والثالث کقولک اَعْجَبَتْنِی الجاریۃُ حتّی حَدِیثُہا ان تینوں شرطوں کو یوں تعبیر کردو کہ حتیٰ وہیں داخل ہوسکتا ہے جہاں استثناء کرنا صحیح ہو جہاں استثناء صحیح نہ ہوگا وہاں حتیٰ کا آنا بھی صحیح نہ ہوگا،

سوم یہ کہ حتیٰ کا معطوف اپنے ماقبل کے لئے غایت ہوتا ہے، اِمّا فِی زِیادَۃٍ اَوْ نَقْصٍ فالاَوَّلُ نَحْوُ مَاتَ النّاسُ حتّی الاَنْبِیاءُ والثانی نحو زارَکَ النّاسُ حتّی الحَجّامُونَ وَقَدِ اجْتَمَعا فِی قولِ شعر ؎

فَہَزَمْنَاکُمْ حَتّی الکُماۃَ فَاَنْتُمُ ٭ تَہابُونَنا حَتّی بَنِینا الاَصاغِرا ٭

دوسرا فرق یہ ہے کہ حتیٰ کے ذریعے جملے کا عطف نہیں ہوتا کیونکہ حتیٰ کے معطوف کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ اپنے ماقبل کا جزء ہو یا مثل جزء ہو (کما قدمناہ) وَلَا یَتَاتّٰی ذٰلِکَ اِلّا فِی المُفْرَداتِ، تیسرا فرق یہ ہے کہ جب حتیٰ کے ذریعے سے کسی مجرور پر عطف کیا جائے گا تو جار کا اعادہ ضروری ہوگا فتقول مَرَرْتُ بِالقَوْمِ حتّی بِزَیْدٍ، تیسری حالت جر کی ہے، حتیٰ جارہ تین معنی کے لئے آتا ہے ۱ مرادف الیٰ جیسے آیت لَنْ نَبْرَحَ عَلَیْہِ عاکِفِینَ حَتّی یَرْجِعَ اِلَیْنا مُوسٰی" یعنی موسیٰؑ کے واپس آنے تک ۲ مرادف کَیْ جیسے آیت" وَلا یَزالُونَ یُقاتِلُونَکُمْ حَتّی یَرُدُّوکُمْ ۳ مرادف اِلّا جیسے آیت وَما یُعَلِّمانِ مِنْ اَحَدٍ حَتّی یَقُولا" ۱۲

انفٌ فی الماءِ واستٌ فی السماءِ

ناک پانی میں اور سُرین آسمان میں،

یہ ایک کہاوت ہے جو ایسے شخص کے لئے بولی جاتی ہے جو ذی وقار نہ ہو اور اپنے آپ کو صاحب عزت خیال کرتا ہو جیسے ہمارے یہاں کہا جاتا ہے" رہیں جھونپڑوں میں اور خواب دیکھیں محلوں کے" ؎

کیوں ہنسی آئے نہ مجھ کو ایسے خیال خام پر
دیکھتے ہیں جھونپڑی میں بیٹھ کے محلوں کے خواب

سَمِعَ المامونُ یوماً بعضَ الکنّافینَ وھو یقولُ وکان مارًّا فی موکبِہ لقد سَقَطَ ھٰذا من عینی من حینَ غدرَ باخیہ فقال المامونُ ھل لی من یشفعُ لی عندَ الرئیسِ لاَرْتَفِعَ الی عینِہ بعدَ سقوطی

حل لغات انف: ناک ج انوف، ہر چیز کی ابتداء یقالُ مَاتَ حَتْفَ اَنْفِہٖ وہ اپنی طبعی موت مرا۔ الماء: پانی (اس کی اصل مَوَہٌ ہے) ج میاہ، امواہ، ماہَ (ن) مَوْہاً پانی پلانا۔ است: سرین۔ السماء: آسمان ج سماوات، سما (ن) سُمُوّاً بلند ہونا المامون،

ابو العباس عبد اللہ بن ہارون الرشید، اس کی ولادت ۱۷۰ھ میں اسی دن ہوئی جس دن ہارون خلیفہ ہوا، جب اس کا سن تیرہ سال کا ہوا تو اس نے امین کے بعد اسکی ولی عہدی کا فرمان لکھا اور اس کو خراسان کا مستقل امیر بنا دیا۔ مامون تمام خلفاء عباسیہ میں علم وعفو میں بے نظیر تھا۔ فضل بن ربیع جوان تمام لڑائیوں کا بانی تھا جو امین کے ساتھ ہوئی تھیں، اس نے اس کو بھی بخش دیا تھا۔ علم سے بہت دلچسپی تھی اس لئے ہمیشہ اہل علم کی ایک جماعت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور ان سے علمی بحثیں کرتا تھا ۴۸ سال کی عمر میں ۲۱۸ھ میں وفات پائی اور طرطوس میں مدفون ہوا۔ مدت خلافت بیس سال پانچ ماہ تین دن رہی۔ الکنافین :۔ اے اصحاب الکنائف، بھنگی، کنف (ن) کنفاً۔ الشیٔ حفاظت کرنا ۔ الدار گھر میں پائخانہ بنانا، کنیف پائخانہ ج کُنُفٌ وھو یقول ھو کا مرجع بعض ہے، وکان جملہ حالیہ ہے اور کان کی ضمیر مامون کی طرف راجع ہے۔ مارًا صیغہ صفت ہے۔ مر (ن) مرورًا گزرنا۔ فی مرکبہ سواری ج مراکب، رکب (س) رکوبًا سوار ہونا ص راکب ج رکبان۔ سقط وھو یقول کا مقولہ ہے (ن)، سقوطًا گرنا ۔ من عینی میری نظروں سے گر گیا یعنی حقیر ہوگیا، ساقط فرومایہ ج سُقاط۔ حین، وقت ج احیان، حان (ض)، وقت آنا۔ غدر (ض ن س)، غدرًا خیانت کرنا ص غادر، ج غَدَرہ۔ یشفع (ف) شفاعۃً سفارش کرنا ص شفیع ج شفعاء، شفعًا جوڑا کرنا۔ الرئیس، سردار ج رُؤساء، رؤس (ک) ریاسۃً رئیس ہونا (ض) سردار ہونا۔ لارفع (ف) رفعًا بلند کرنا (ک) رِفعۃً، رفاعۃً عالی مرتبہ ہونا۔

تشریح ایک روز مامون الرشید نے سواری پر جاتے ہوئے ایک بھنگی کو کہتے ہوئے سنا: یہ شخص (یعنی مامون) میری نظروں سے اسی وقت سے گر گیا (یعنی حقیر ہوگیا) جس وقت سے کہ اس نے اپنے بھائی (محمد امین مقتول ۱۹۸ھ) کے ساتھ غداری کی ہے۔ مامون نے کہا، کیا کوئی ہے جو میری اس رئیس کے پاس سفارش کرے کہ میں اس کی نظر میں اونچا ہو جاؤں نظروں سے گر جانے کے بعد۔

فائدہ :۔ ہارون الرشید نے اپنے تینوں بیٹوں محمد امین، عبد اللہ مامون، قاسم موتمن کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنا کر ولی عہدی پیمان کو خانہ کعبہ میں رکھ دیا تھا، امین نے مامون کے انکار کے باوجود اپنے بیٹے موسیٰ کو ولی عہد بنا دیا اور حج کے موسم میں ایک امیر کو مکہ بھیج کر اہل حرم سے موسیٰ کی ولیعہدی کی بیعت لے لی اور مامون وموتمن کی ولیعہدی کے عہدنامے جو ہارون نے لکھوا کے خانہ کعبہ میں رکھے تھے منگا کر چاک کر دیئے امین کی طرف سے حجاز کا عامل داؤد بن عیسیٰ تھا، اس نے ۲۰ رجب ۱۹۶ھ میں اہل قریش، علماء، فقہاء اور حجاب کعبہ کو جمع کر کے کہا کہ ہارون نے عہد ولایت کو اس مقدس گھر میں بطور امانت رکھ کر ہم لوگوں کو گواہ بنایا تھا اور عہد لیا تھا کہ اگر اسکی خلاف ورزی ہو تو تم مظلوم کا ساتھ دینا، لہذا امین نے چونکہ ظلم کیا ہے اور عہد شکنی کی ہے اس لئے ہم کو مامون کا ساتھ دینا چاہیئے۔ حاضرین نے اس سے اتفاق کیا اور امین کو خلافت سے معزول کر کے مامون کی خلافت پر بیعت کی، اہل مدینہ نے بھی یہی کیا، قصہ کوتاہ، مامون کی فوج نے اس کے غلام طاہر بن حسین اور ہرثمہ کی قیادت میں دونوں سمت سے آکر بغداد کا محاصرہ کر لیا۔ ہر سمت سے منجنیق اور قلعہ شکن آلات نصب کر کے شہر پر پتھر برسانے شروع کئے جس سے بیشتر عمارتیں خراب ہوگئیں اور اہل شہر شدت محاصرہ سے تنگ آگئے۔ امین نے مجبور ہو کر ہرثمہ سے اپنی جان کی امان طلب کی اس نے منظور کر لیا لیکن طاہر نے امان مسترد کر دی، امین نے اپنے درباریوں کے مشورہ سے یہ کوشش شروع کی کہ مخفی طور پر ہرثمہ کے پاس پہنچ کر اسکی حمایت میں آجائے، ہرثمہ بھی اس پر راضی تھا، چنانچہ وہ اس کو لینے کے لئے قصر خلافت کے قریب کشتی میں بیٹھ کر رات کو گیا۔ طاہر اس سازش سے غافل نہیں تھا اس نے بھی اپنے آدمی وہاں بھیج دیئے، امین جس وقت قصر سے نکل کر کشتی میں سوار ہوا تو ان لوگوں نے اس پر تیر برسائے اور پتھر پھینکے یہاں تک کہ کشتی ڈوب گئی، ہرثمہ کو اس کے ساتھیوں نے نکالا، امین پانی میں تیرنے لگا اس کو طاہر کے سپاہیوں نے پکڑ لیا اور اسکے حکم سے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵۔ محرم ۱۹۸ھ میں ہوا ہے۔ عبارت "حین غدر باخیہ" سے اسی کی طرف اشارہ ہے۔

بُردباری خزانۂ خردست ؛ ہر کرا حلم نیست دیو ودد ست

شتم رجلٌ اباذر الغفاری رضی اللہ عنہ فقال لہ ابوذر یا ھذا ان بینی وبین الجنۃ عقبۃً فان انا جزتُہا فواللہِ ما اُبالی بقولک وان ہو صدّنی دونہا فانی اھل لاشدّ مما قلت لی

حل لغات الحلم: (ک) حلماً بردبار ہونا ص حلیم ج حلماء، حلم بردباری، حلم ج احلام، حُلم خواب ج اَحلام۔ شتم (ض) شتماً گالی دینا، شتیمہ گالی ج شتائم، اباذر: جندب بن جنادہ متوفی ۳۲ھ جلیل القدر صحابی ہیں۔ آپ کا وصفِ زہد صحابہؓ کے مابین ممتاز ہے، آپ ضرورت سے زاید مال جمع کرنا جائز ہی نہیں سمجھتے تھے۔ الغفاری: قبیلہ بنو غفار کی طرف منسوب ہے، غفار کتاب بدر قبیلہ ایست از کنانہ۔ عقبۃ: دشوار گزار گھاٹی ج عِقاب۔ جزتہا (ن) جَوزاً، جَوازاً گزر جانا۔ ما اُبالی، مبالاۃ۔ پرواہ کرنا۔ صدّنی، (ن) صدّاً روکنا۔

تشریح ایک شخص نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو گالی دی، آپ نے فرمایا میرے اور جنت کے درمیان ایک سخت ترین گھاٹی حائل ہے اگر میں اس سے پار ہوگیا تو بخدا مجھے تیری اس بات کی کوئی پرواہ نہیں، اور اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے ورے ہی روک دیا تو میں اس سے زیادہ کا مستحق ہوں جو تو نے مجھے کہا۔ گر بدی گفت ترا دشمن دوں باک مسنت ، مس نہ آنست کہ ادمرتبۂ زر شکند۔

رَوَی الطَّبَرَانِیُّ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَیْہَقِیُّ عَنْ اَجَلِّ اَحْبَارِ الْیَہُوْدِ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا اَنَّہٗ قَالَ، لَمْ یَبْقَ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّۃِ شَیْءٌ اِلَّا وَقَدْ عَرَفْتُہٗ فِیْ وَجْہِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ نَظَرْتُ اِلَیْہِ اِلَّا اثْنَتَیْنِ لَمْ اَخْبُرْہُمَا مِنْہُ، یَسْبِقُ حِلْمُہٗ جَہْلَہٗ وَلَا یَزِیْدُ شِدَّۃُ الْجَہْلِ عَلَیْہِ اِلَّا حِلْمًا، فَکُنْتُ اَتَلَطَّفُ لَہٗ لِاَنْ اُخَالِطَہٗ فَاَعْرِفَ حِلْمَہٗ وَجَہْلَہٗ، فَابْتَعْتُ مِنْہُ تَمْرًا اِلٰی اَجَلٍ فَاَعْطَیْتُہُ الثَّمَنَ فَلَمَّا کَانَ قُبَیْلَ مَحِلِّ الْاَجَلِ بِیَوْمَیْنِ اَوْ ثَلٰثَۃٍ اَتَیْتُہٗ فَاَخَذْتُ بِمَجَامِعِ قَمِیْصِہٖ وَرِدَائِہٖ وَنَظَرْتُ اِلَیْہِ بِوَجْہٍ غَلِیْظٍ، ثُمَّ قُلْتُ، اَلَا تَقْضِیْنِیْ یَا مُحَمَّدُ! حَقِّیْ؟ فَوَاللّٰہِ اِنَّکُمْ یَا بَنِیْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ذُوْ مَطْلٍ، فَقَالَ عُمَرُ، اَیْ عَدُوَّ اللّٰہِ! اَتَقُوْلُ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَسْمَعُ؟ فَوَاللّٰہِ لَوْلَا مَا اُحَاذِرُ قُرْبَہٗ لَضَرَبْتُ بِسَیْفِیْ رَاْسَکَ، وَرَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْظُرُ عُمَرَ فِیْ سُکُوْنٍ وَتُؤَدَۃٍ وَتَبَسُّمٍ، ثُمَّ قَالَ، اَنَا وَہُوَ کُنَّا اَحْوَجَ اِلٰی غَیْرِ ہٰذَا مِنْکَ یَا عُمَرُ! اَنْ تَاْمُرَنِیْ بِحُسْنِ الْاَدَاءِ وَتَاْمُرَہٗ بِحُسْنِ التَّقَاضِیْ، اِذْہَبْ بِہٖ فَاقْضِہٖ وَزِدْہُ عِشْرِیْنَ صَاعًا مَکَانَ مُنَازَعَتِہٖ، فَقُلْتُ، یَا عُمَرُ! کُلُّ عَلَامَاتٍ قَدْ عَرَفْتُہَا فِیْ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّمَ حِيْنَ نَظَرْتُ إِلَيْهِ إِلَّا اثْنَتَيْنِ، لَمْ أُخْبَرْهُمَا يَسْبِقُ حِلْمُهُ جَهْلَهُ وَلَا يَزِيْدُهُ شِدَّةُ الْجَهْلِ عَلَيْهِ إِلَّا حِلْمًا، فَقَدْ أُخْبِرْتُهُمَا، أُشْهِدُكَ أَنِّيْ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا

تشریح حافظ طبرانی، ابن حبان، بیہقی نے اسلام قبول کرنے والے یہودیوں کے ایک بہت بڑے عالم سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا، علاماتِ نبوت میں سے کوئی شئے باقی نہ رہی جس کو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو دیکھ کر معلوم نہ کر لیا ہو، مگر (صرف) دو علامتیں (ایسی رہ گئی تھیں) جن پر میں مطلع نہ ہو سکا۔ اوّل یہ کہ نبی آخر الزمانؐ کی بردباری جہل پر سابق ہوگی، دوم یہ کہ آپ پر جہل کی زیادتی بردباری ہی کو زیادہ کریگی پس میں آپ کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا رہا تاکہ آپ کے ساتھ مخالطت کا موقع مل سکے اور میں آپ کی بردباری کو معلوم کر سکوں چنانچہ ایک بار میں نے آپ سے (بطریق بیع سلم) کچھ کھجوریں مدت مقرر کر کے خرید لیں اور پیشگی قیمت ادا کر دی، اس کے بعد مدت متعینہ سے ایک یا دو روز قبل ہی آپ کے پاس آکر مجمع عام میں چادر اور گریبان پکڑ لیا اور ترش روئی کے ساتھ آپ کی طرف گھورتے ہوئے میں نے کہا: اے محمدؐ کیا آپ میرا حق ادا نہیں کریں گے؟ اے بنو عبد المطلب بخدا تم لوگ بہت ہی ٹال مٹول کرنے والے ہو۔ حسن اتفاق، حضرت عمرؓ بھی سن رہے تھے آپ نے فرمایا: او دشمن خدا، کیا تو حضورؐ کے بارے میں ایسی باتیں کرتا ہے جن کو میں (اپنے کانوں سے) سن رہا ہوں بخدا اگر اس چیز کا خوف نہ ہوتا جس کے فوت کا مجھے اندیشہ ہے تو ابھی تیری گردن مار دیتا، حضورؐ حضرت عمرؓ کی طرف خاموشی، سنجیدگی اور مسکراہٹ کے ساتھ دیکھتے رہے پھر ارشاد فرمایا: اے عمر! میں اور یہ تجھ سے کسی اور چیز کے محتاج تھے یعنی اس بات کے کہ تو مجھ کو تو حسن ادائیگی کا حکم کرتا اور اس کو نرمی کے ساتھ وصول کرنے کا، اچھا ان کو لے جاؤ اور ان کا حق ادا کر دو نیز اس منازعت کے صلہ میں بیس صاع مزید دیدو (یہودی عالم کہتا ہے کہ) میں نے کہا اے عمر! مجھ کو نبوت کی کل علامتیں آپ کا چہرہ اقدس دیکھتے ہی معلوم ہوگئی تھیں صرف دو باقی تھیں سو آج وہ بھی معلوم ہوگئیں، میں آپ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں اللہ سے راضی ہوں رب ہونے کر اور اسلام سے راضی ہوں دین ہونے کر اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے راضی ہوں نبی ہونے کر!

الطَّمَعُ

يُقَالُ إِنَّ أَشْعَبَ مَرَّ يَوْمًا فَجَعَلَ الصِّبْيَانُ يَعْبَثُوْنَ بِهٖ فَقَالَ لَهُمْ وَيْلَكُمْ سَالِمُ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ يُفَرِّقُ تَمْرًا مِنْ صَدَقَةِ عُمَرَ فَمَرَّ الصِّبْيَانُ يَعْدُوْنَ إِلَى دَارِ سَالِمِ ابْنِ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَدَا أَشْعَبُ مَعَهُمْ وَقَالَ مَا يُدْرِيْنِيْ لَعَلَّهُ يَكُوْنُ حَقًّا۔

حل لغات الطمع (س)، لالچ کرنا س طامع ج اطماع، طمعاء۔ آشعب، ابو العلاء، ابن زبیر مولود ۹ھ حضرت عثمانؓ کے غلام تھے اور حسن قراءت اور عمدگی آواز میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے مگر حرص ولالچ میں ضرب المثل تھے اور نکتہ آفرینی وحاضر جوابی میں یگانۂ روزگار، ایک مرتبہ انھوں نے ہلکی پھلکی نماز پڑھی اور چلنے لگے، اہل مسجد نے اعتراض کیا کہ بہت ہلکی نماز پڑھی ہے، انھوں نے جواب دیا، اس لئے کہ اس میں ریاکاری نہیں تھی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے کہا تم نے کبھی مرے احسان کا شکریہ ادا نہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا کہ تیرا احسان تو اچھی نیت نہ رکھنے والے کی طرف سے تھا اس

لئے ناشکرے کے پاس پہنچا ۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۱۰۵ سال کی عمر پائی ہے

. الصبیان ج صبی بچہ دیکھو ص۲ یلعبون : (س) لعبًا کھیلنا، مذاق کرنا، عبث بیکار۔ ویلکم لفظ
ویل دراصل کلمہ تحسر ہے جو بوقت مصیبت بولا جاتا ہے جیسے ویلی یا ویلتا، لیکن جب متکلم دوسرے کے لئے استعمال کرے تو بددعا
کے لئے ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہ نکرہ ہونے کی صورت میں بھی مبتدا ہو سکتا ہے کیونکہ کلمات دعائیہ میں اس کی گنجائش ہے خواہ دعائے خیر
ہو جیسے سلام علیک، یا بددعا ہو کقولہ تعالیٰ: "فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ" ہر امر عجیب
کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے آیت "یا ویلتاً ألد وانا عجوز" اور شیخ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حدیث ابوسعیدؓ مرفوعاً
روایت کیا ہے کہ ویل جہنم کی ایک وادی ہے، یہ عدم اضافت کی صورت میں اضمار فعل کی بنا پر منصوب اور ابتدا کی وجہ
سے مرفوع ہوتا ہے اور بصورت اضافت صرف منصوب ہوتا ہے، پھر یہ ان الفاظ میں سے ہے جن سے اکثر اوقات انکے
حقیقی معنی مراد نہیں ہوتے جیسے تربت یداک، قاتلہ اللہ، لاام لہ، لا اب لک، ثکلتہ امہ وغیرہ سالم بن عبداللہ بن عمر بن
الخطابؓ، ابوعمرو القرشی، المتوفی سنہ ۱۰۶ھ احد فقہاء المدینۃ تمرا کھجور واحد تمرۃ ج تمور، تمر (ن) تمراً ۔ کھجور کھلانا ۔
یعدون (ن) عدواً دوڑنا۔ دار گھر ج دور، دیار، ادور، دار (ن) دوراً، دوراناً چکر لگانا۔ ما یدریک: ما استفہامیہ ہے:
دری (ض) دریاً۔ درایۃً جاننا، حقًا (ن، ض) ثابت ہونا

تشریح بیان کیا جاتا ہے کہ ایک روز حضرت اشعب (کسی راستہ سے) گزرے تو بچوں نے ان کے ساتھ مذاق کرنا
شروع کر دیا حضرت اشعب نے ان سے (پیچھا چھڑانے کے لئے) کہا: کم بختو حضرت سالم بن عبداللہ حضرت
عمرؓ کے صدقہ سے کھجوریں تقسیم کر رہے ہیں (اور تم یہاں کھیل رہے، یہ سنتے ہی) بچے حضرت سالم کے مکان کی طرف
دوڑ پڑے ۔ ان کے ساتھ حضرت اشعب بھی یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگے ۔ کیا معلوم، ہو سکتا ہے سچ ہی ہو۔ ؎

کاسۂ چشم حریصاں پر نشد ٭ تا صدف قانع نشد پُر دُر نشد

كَفُّ اللِّسَانِ عَنِ الْوُقُوْعِ فِيْ عِرْضِ الْإِنْسَانِ

انسان کی آبروریزی سے زبان کی روک تھام !

؎ مریز آبروئے برادر بگوئی ٭ کہ دہرت نریزد بشہر آبروی ، ببد گفتن خلق چوں دم زدی ٭ اگر راست گوئی سخن ہم بدی

لما دخل الحسنُ البصريُّ على الحجاج، فقال له: ما تقول في عليٍّ وعثمانَ؟ قال: اقول فيهما كما قال مَن هو خيرٌ مني
بين يدَي مَن هو شرٌّ منك، قال، ومَن ذلك؟ قال موسىٰ فرعونُ حيث قال له فرعونُ: فما بالُ القرونِ الأولى:
قال علمها عند ربي في كتاب ٭

حل لغات کف (دیکھو ص ۲۳) اللسان (دیکھو ص ۳ سطر ۱) الوقوع فی فلان وقیعۃً گالی دینا، عیب لگانا، وقوعاً گرنا، عرض
آبرو ج اعراض، عرض سامان ج عروض رات کا ایک حصہ ج براض، عرض کنارہ، عرض (ض) عرضاً پیش کرنا
(س) ظاہر ہونا اور ہمیشہ نہ رہنا (ک) عرضاً، عراضۃً چوڑا ہونا۔ دخل (ن) دخولاً داخل ہونا ۔ علیہ زیارت کرنا۔ الحسن البصری ؛

ابوسعید بن ابی الحسن یسار. آپ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور وادی القری میں نشو ونما پایا اور ۱۱۰ھ میں بصرہ میں وفات پائی. ابن سعد نے ان کے تمام اوصاف ایک سطر میں جمع کئے ہیں فرماتے ہیں: "کان عالماً رفیعاً ثقۃً حجۃً مامونا عابدا ناسکاً کثیر العلم فصیحاً جمیلاً وسیماً" آپ عالم، بلند مرتبہ، معتمد، برہان، نیک خصلت، عبادت گزار، وافر العلم، فصیح، خوبصورت اور خوش رو تھے" آپ علوم ظاہریہ کے علاوہ علم باطن کے زیور سے بھی آراستہ تھے، چنانچہ بڑے بڑے ارباب تصوف نے آپ کا نام جلی عنوان سے لکھا ہے. حضرت فضیل بن عیاض فرماتے ہیں کہ آپ نے (۱۳۰) صحابہؓ سے ملاقات کی ہے.

الحجاج: ابو محمد ابن یوسف بن الحکم الثقفی سیاتی ذکرہ ان شاء اللہ تعالیٰ، فرعون عمالقہ شاہان مصر کا لقب ہے جیسے کسریٰ ملوک فارس کا، قیصر ملوک روم کا، خاقان ملوک چین کا، تبع ملوک یمن کا قیل ملوک عرب کا، نجاشی ملوک حبشہ کا خلیفہ ملوک بغداد کا اور سلطان آل سلجوق کا لقب ہے، یہاں فرعون سے مراد ولید بن مصعب بن ریان ہے جو قبطی نسل سے تھا اس کی عمر چار سو سال سے زیادہ ہوئی ہے، حضرت سعید بن جبیر ناقل ہیں کہ تین سو سال تک اس کے سر میں درد تک نہیں ہوا، بال: حال. قرون جمع قرن ایک گروہ کے بعد ایک گروہ سینگ آفتاب کی پہلی شعاع، بارش کا بھلا سو سال کا زمانہ. قرن (فن) قرنا ملی ہوئی بھوں والا ہونا. م اقرن، قرن.

تشریح: جب حضرت حسن بصریؒ نے حجاج سے ملاقات کی تو حجاج نے آپ سے دریافت کیا: آپ حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں ان کے بارے یوں ہی کہتا ہوں جو تجھ سے زیادہ شریر کے سامنے مجھ سے زیادہ بہتر شخص نے کہا تھا حجاج نے کہا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون مردود، جب فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا: فما بال القرون الاولیٰ؟ (اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا؟) تو حضرت موسیٰؑ نے فرمایا: علمها عند ربی فی کتاب. (ان لوگوں کا علم میرے پروردگار کے پاس دفتر اعمال میں محفوظ ہے) ۱۲

محمد حنیف غفر لہ گنگوہی

نوعٌ غریبٌ مِنَ المسابّة

بدکلامی کا انوکھا انداز.

قال بعضهم وَجدتُ على قبرٍ مكتوباً انا ابنُ مَن كانتِ الريحُ طوعَ امرِهِ يحبسها اذا شاءَ ويُطلِقها اذا شاءَ قال فعظُمَ في عيني مصرَعُهُ ثم التفتُّ الى قبرٍ اخر قُبالتَهُ فاذا عليه مكتوبٌ لايغترَّ احدٌ بقولِهِ فما كان ابوهُ الّا بعضَ الحدّادين يحبس الريحَ في كيرِهِ ويتصرف فيها قال فعجبتُ منهما يتسابّانِ ميتين.

حل لغات: نوع: قسم ج انواع. غریب: عجیب، غیر مانوس، مسافر، اجنبی ج غرباء. غرب (ن) غروباً۔ الرجل دور ہونا. النجم ڈوبنا، غربۃ پردیسی ہونا. (س) غرباً لو سے چہرہ کا کالا ہونا (ک) غرابۃ مخفی و پوشیدہ ہونا. مسابۃ مفاعلت سے باہمی گالی گلوچ۔ سب (ن) سبا گالی دینا. وجدت (ض) وجداً، وجوداً پانا. وجدا، جدۃ مستغنی ہونا، موجدۃ غضبناک ہونا. قبر: انسان کے دفن کرنے کی جگہ ج قبور، قبر (ن) قبراً. مقبراً میت کو دفن کرنا. مکتوباً: کتب (ن) کتاباً، کتابۃ لکھنا۔ علیہ واجب کرنا ابن: بیٹا ج ابناء، بنون. الریح: ہوا ج ریاح، ج ارواح. بو، غلبہ. راح (ن) روحا۔ الیوم تیز ہوا والا ہونا۔ رواحا شام

کے وقت آنا یا جانا یا کام کرنا (ض)، ریحًا۔ البیتُ ہوادار ہونا، راحۃ۔ للمعروفِ بھلائی خوشی سے کرنے کے لئے جلدی کرنا۔
مطوع۔ طاع، مطیع فرمانبردار، طاع (ن) طوعاً فرمان بردار ہونا (س) طائع ج طوّع امرہ ؛ حکم ج اوامر، کام، واقعہ، شی ج امور، امر (ن)، اَمرًا حکم کرنا (س، ک)، اَمرًا، امارۃً امیر و حاکم ہونا۔ یحبسها (ض)، حبساً قید کرنا۔ عن شیٔ روکنا، محبس ج محابس، محبس ج محابس قیدخانہ۔ یطلقها اطلق۔ الاسیر قیدی کو چھوڑنا، طلق (ض)، طلقاً۔ الشیٔ دینا، طلقت (ن) طلاقاً۔ المراۃ عورت کا شوہر سے جدا ہونا۔ (س) طالق ج طُلّق (ک)، طلوقاً خوش بیان ہونا۔ طلاقۃ ہنس مکھ ہونا۔ عظم (ک)، عِظَماً، عظامۃً بڑا ہونا (س) عظیم ج عُظماء، عِظام، عُظم ہڈی ج عِظام، اَعظُم۔ عینی، آنکھ ج اَعیُن چشمہ ج عیون، ذات شیٔ ج اعیان، عین نیل گائے، عان (ض)، عیناً، عینۃ آنکھ کی بڑی چوڑی پتلی والا ہونا۔ عیناً نظر لگانا، مصرعہ صرع (ف)، صَرعاً، مَصرعاً پچھاڑ دینا، لا یغتر اغترار؛ دھوکا کھانا، غرّ (ن)، غرًّا، غرورًا دھوکا دینا، ماغرک بفلان تونے اس پر دلیری کیوں کی (س)، غرارۃً شریف ہونا، ناتجربہ کار ہونا، غرَرًا، غُرّۃ، غرارۃً خوبصورت سفید رنگ والا ہونا۔ الحدادین جمع حداد لوہار۔ کیر لوہاروں کی وہ مشک جس سے وہ بھٹی دھونکتے ہیں ج اَکیار، کیرۃ۔

تشریح ایک شخص نے بیان کیا ہے کہ میں نے ایک قبر پر عبارت لکھی ہوئی دیکھی "انا ابن من الی قولہ ویطلقها اذا شاء" میں اس شخص کا لڑکا ہوں جس کے حکم کی ہوا بھی فرمانبردار تھی جب چاہتا تھا اسکو قید کر لیتا تھا اور جب چاہتا تھا رہا کر دیتا تھا، راوی کہتا ہے کہ: مجھے اس کا پھانا بہت بڑا معلوم ہوا۔ اس کے بعد میں ایک دوسری قبر کی طرف جو اسکے سامنے تھی متوجہ ہوا اس پر یہ لکھا ہوا تھا "لا یغتر احد الی قولہ ویتصرف فیها" کوئی شخص اسکی بات سے دھوکا نہ کھائے کیونکہ اسکا باپ تو ایک معمولی آدمی (یعنی) لوہار تھا جو ہوا کو اپنی مشک میں روک لیتا تھا اور اس میں تصرف کرتا تھا۔ ناقل کہتا ہے کہ میں نے ان دونوں سے بہت تعجب کیا کہ وہ مرنے کے بعد بھی گالی گلوچ کر رہے ہیں

معنی قولهم فلانٌ اشأمُ مِن طُوَیس

محاورۂ عرب "فلانٌ اشأمُ من طُوَیس" کی مُراد

هو طُوَیسُ المغنّی لانه قال: وُلِدتُ یومَ تُوفّیَ رسولُ الله صلی الله علیه وسلم وفُطِمتُ یومَ تُوفّیَ ابو بکر رضی الله عنه وبلغتُ الحُلُمَ یومَ قُتِلَ عمر رضی الله عنه وتزوّجتُ یومَ قُتِلَ عثمانُ رضی الله عنه وجاءنی وَلَدٌ یومَ قُتِلَ علیٌّ واخر یومَ ماتَ الحسنُ مسموماً قال: ومادمتُ بینَ اظهرِکم لا تامَنوا من ظهورِ الدجّال +

حل لغات اَشأم، اسم تفضیل ہے، شؤم (ک)، شامۃ نامبارک ہونا، طُوَیس، طاؤس کی تصغیر ہے (قالہ الجوہری) بمعنی مور ج اطواس، طواویس، طاس (ن) طوساً۔ الوجہ خوبصورت ہونا۔ یہاں طویس سے مراد ایک گویا ہے دیکھو مقدمہ ص۲ وُلدت، ولدت (ض)، لِدَۃً، ولادۃً جننا، وُلد، وَلَد بچہ (مذکر و مؤنث) توفی توفّاہ ۔ اللہ موت دینا، وفات موت ج وَفَیات، فطمت (ض) فطماً۔ الولد بچے سے دودھ چھڑانا، افطم الرضیع دودھ پیتا بچہ دودھ چھڑانے کے وقت پر پہنچ گیا، فطیم، دودھ چھڑایا ہوا ج فُطُم، الحلم (ن) حُلُماً۔ الصبی بالغ ہونا، دیکھو ص۳۴ مسموماً، سَمّ زہر، سوئی کا ناکا ج سِمام، سُموم، سَمّ (ن)، سَمّاً زہر دینا، سُموماً۔ الریح جھلسنا، ما دمتُ (ن، س) دوماً، دَواماً، ہمیشہ رہنا۔ اظهرکم جمع ظهر پیٹھ، لا تامنوا: دیکھو ص۳۶

تشریح اہل عرب کے قول "فلان اَشأم من طویس" میں طویس سے مراد طویس مغنی ہے، اس نے (اپنی بدبختی کی وجہ بیان کرتے ہوئے) کہا ہے کہ میں اس دن پیدا ہوا جس دن حضور اکرم صلعم کی وفات (حسرت آیات) ہوئی اور دودھ چھڑایا گیا، جس دن حضرت ابوبکر صدیقؓ کی وفات ہوئی اور بالغ ہوا جس دن حضرت عمرؓ کو شہید کیا گیا اور شادی کی جس دن حضرت عثمان کو شہید کیا گیا۔ اور میرے کو بچہ پیدا ہوا جس دن حضرت علی کو شہید کیا گیا اور دوسرا بچہ ہوا جس دن حضرت حسنؓ (کو جعدہ نے زہر دیا اور آپ) نے بحالتِ زہر انتقال کیا، اس کے بعد کہتا ہے کہ جب تک کہ میں تم میں رہوں گا اس وقت تک تم ظہور دجال سے مامون نہ ہو سکو گے

مَنْ قَالَ مَا لَا يَنْبَغِي سَمِعَ مَا لَا يَشْتَهِي

جو شخص نامناسب بات کہیگا ناگوار خاطر سنے گا

بد نہ بولے زیر گردوں گر کوئی میری سنے ❋ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

يُرْوَى ان ابادُلَف قصدهُ شاعرٌ تميميٌّ، فقال له: ممن انتَ؟ فقال: من تميم، فقال ابودلف: ؎

تميمٌ بطُرُقِ اللؤمِ اَهدىٰ من القطا	ولو سلكتْ سُبُلَ الهدايةِ ضلّتِ

فقال له التميمي: نعم، بتلك الهدايةِ جئتُ اليك، فأفحمهُ۔

حلِ لغات یُروَی (ض) روایۃً بیان کرنا، ص راوٍ ج رُواۃ، راوُدن (س) رَیّا سیراب ہونا ص رَیّان ج رِوَاء، رُوِی خوشگوار پانی، رُواء، رونق۔ اباد لف: ابوالقاسم بن عیسیٰ بن ادریس عجلی متوفی ۲۲۶ھ عرب کا امیر، مامون الرشید کا مشہور سپہ سالار اور بہت سی خوبیوں کا مالک تھا، کتاب البزاۃ، کتاب الصید، کتاب سیاست ملوک وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔ ایک بار معتصم کے سپہ سالار اعظم افشین نے ابودلف پر از راہِ عداوت خون کا الزام قائم کرکے چاہا اس کو قصاص میں قتل کردے، احمد بن ابوداؤد ایادی جس کا رتبہ معتصم کے دربار میں وہی تھا جو مامون کے یہاں قاضی یحییٰ بن اکثم کا تھا، اس کو یہ خبر معلوم ہوئی فوراً سوار ہو کر افشین کے یہاں پہنچا، دیکھا تو جلاد تلوار لئے ہوئے ابودلف کو قتل کرنے کے واسطے تیار ہے جلدی سے آگے بڑھ کر افشین سے کہا: مجھ کو امیر المومنین نے یہ پیغام دے کر بھیجا ہے کہ تم ابودلف کو قتل نہ کرو بلکہ میرے سپرد کردو، اور حاضرین کو اس پر گواہ بنالیا کہ میں نے امیر المومنین کا پیغام پہنچادیا، اس کے بعد معتصم کے پاس گیا اور سارا ماجرا سنا کر کہا کہ تنگیٔ وقت کے باعث میں نے دریافت کئے بغیر یہ جرأت اس لئے کی کہ مجھے آپکی حسن نیت پر کامل اعتماد تھا، معتصم نے آدمی بھیج کر ابودلف کو بلایا اور اس کو رہا کرکے انعام بخشا۔ قصدہ دیکھو ص۳۹ طرق جمع طریق راستہ طرق (ن) طَرقاً طروقاً رات کے وقت آنا ص طارق ج طُراق ـ الباب کھٹکھٹانا۔ اَطرَق رأسہ، سر جھکایا یعنی خاموش رہا اور سوچتا رہا اللوم دیکھو ص۳۹ اَہدیٰ: زیادہ راہ یاب، ہدی، ہدی (ض) ہدایۃً، ہُدیً رہنمائی کرنا ص ہادٍ ج ہُداۃ ـ ہداۃ ـ العروسَ دلہن کو شوہر کے پاس بھیجنا، اہتداء، راہ پانا، ہدیۃ تحفہ ج ہدایا۔ قطاء: ایک پرندہ ہے جس کو کونج کہتے ہیں۔ سلکت (ن) سلوکاً راستہ چلنا، مسلک راستہ، ج مسالک، سلک لڑی ج سُلوک۔ سُبُل، سبیل راستہ ج سُبُل۔ ضلت (ض)، (س) ضلالاً، ضلالۃً گمراہ ہونا ص ضال ج

ضُلَّال، ضُلَّل، ضلال، ضلالۃ گمراہی، فافحمہ، فحم اف، فحما جواب سے ساکت ہونا دک، فحونتہ کالا ہونا، فحم، فیم کوئلہ، افحمہ خاموش کرنا الجواب المفحم خاموش کن جواب۔

تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ ابو دلف کے پاس ایک تمیمی شاعر آیا، ابو دلف نے اس سے دریافت کیا، تو کس قبیلہ کا ہے؟ اس نے کہا تمیمی ہوں، ابو دلف نے اس کی ہجو میں یہ شعر پڑھا ے تمیم الخ قبیلہ تمیم کمینگی کے طریقوں پر تو قطا سے زیادہ راہ یاب ہے اور اگر وہ ہدایت کا راستہ اختیار کرے تو گمراہ ہو جاتا ہے۔ تمیمی نے کہا جی ہاں اسی ہدایت کو لے کر آپ تک پہنچا ہوں، یہ کہہ کر خاموش کر دیا۔

تنبیہ:۔ امام بخاریؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا ہے جب سے میں نے تین باتیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنی ہیں اس وقت سے میرے دل میں بنو تمیم کی محبت اور بڑھ گئی ہے (۱) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دجال کے لئے میری امت میں سب سے زیادہ سخت بنو تمیم ہوں گے (۲) حضرت عائشہؓ کے پاس بنو تمیم کی ایک لونڈی تھی آپ نے فرمایا، اے عائشہؓ: اس کو آزاد کر دو کیونکہ یہ اولاد اسمٰعیل سے ہے (۳) آپ کے پاس بنو تمیم کے صدقات آئے آپ نے فرمایا: یہ میری قوم کے صدقات ہیں۔

علامہ ابن الاثیر فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے بنو تمیم کی وہ مذمت دور ہو جاتی ہے جو ان اشعار میں کی گئی ہے ے

تمیم بطرق اللوم اھ ❊ ولو ان برغوثا علیٰ ظہر قملۃ ❊ رأتہ تمیم من بعید لولت ❊

نے عمرو بن اہتم سے زبرقان حصین بن بدر تیمی کے متعلق دریافت کیا اس نے ان کی شان میں ناشائستہ الفاظ استعمال کئے زبرقان نے انکار کیا اور اپنی شرافت ظاہر کی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "ان من البیان لسحرا" اسی طرح ایک مرتبہ احنف بن قیس حضرت معاویہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے گدے پر بیٹھنے کے لئے اشارہ کیا مگر یہ زمین پر بیٹھ گئے، حضرت معاویہ نے دریافت کیا کہ گدے پر کیوں نہیں بیٹھے؟ انھوں نے کہا: کہ قیس بن عاصم منقری نے اپنے صاحبزادے کو جو وصیت کی تھی اس میں یہ بھی تھا کہ "شاہ وقت کے پاس اتنی دیر مت بیٹھنا جس سے وہ تنگ دل ہو جائے، اور اس سے اتنا قطع تعلق بھی نہ کرنا کہ وہ تجھے بھلا دے، اور اس کے گاؤ تکیہ اور گدے پر مت بیٹھنا، نیز اس کے اور اپنے درمیان ایک دو آدمیوں کی جگہ چھوڑ کر بیٹھنا کیونکہ ممکن ہے اشنار مجلس میں کوئی ایسا شخص آجائے جو اس جگہ کے لائق نہ ہو، اور اس کی وجہ سے تمہیں اس جگہ سے اٹھنا پڑے" اس پر حضرت معاویہ نے فرمایا "لقد اوتیت بتیم الحکمۃ مع رقۃ حواشی الکلام" اور یہ اشعار پڑھے ے

یا ایہا السائل عما مضیٰ ❊ وعلم ہذا الزمن العائب ❊ ان کنت تبغی العلم او اہلہ ❊ او شاہدا یخبر عن غائب

فاعتبر الارض بسکانہا ❊ واعتبر الصاحب بالصاحب

النضرعُ الی اللہ تعالیٰ شانہ

جناب باری میں عاجزانہ دعا

نفیر و خستہ بدرگاہت آمدم رحمے ❊ کہ جز دعائے توام نیست ہیچ دست آویز

حکی ابراہیم بن عبداللہ الخراسانی قال حججت مع ابی سنۃ حج الرشید فاذا نحن بالرشید واقف حاسر حاف علی الحصباء

ے مسلم عن زہیرؓ ۱۲

وقد رفع یدیہ وھو یرتعد ویبکی ویقول یارب انت انت وانا انا العوّاد بالذنب وانت العوّاد بالمغفرۃ اغفرلی فقال لی ابی انظر الی جبار الارض کیف یتضرع الی جبار السماء۔

حل لغات التضرع : دیکھو صفحہ ۲۵ حکی : (ض) حکایۃ۔ الکلام نقل کرنا۔ الخبر بیان کرنا، علیہ چغلخوری کرنا، حکّی چغلخور، حجت : دیکھو صفحہ ۲۵ سنۃ : سال ج سنون، سنوات، سَنِہَ (س) سنہاً بہت برسوں والا ہونا۔ الرشید : ہارون ابو محمد ابن مہدی خیزران کے بطن سے ۱۴۵ھ میں مقام رَے میں پیدا ہوا اور ہادی کے انتقال کے بعد ۱۴ ربیع الاول ۱۷۰ھ میں جبکہ اس کا سن ۲۵ سال کا تھا تخت خلافت پر بیٹھا اور ۲۳ سال دو ماہ اٹھارہ روز تک خلافت کے امور کو انجام دیا اور ۱۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں وفات پائی اور طوس میں دفن ہوا۔ اس نے اپنے عہد خلافت میں ۹ حج کئے ہیں اور ہر مرتبہ اپنے ساتھ ایک سو علماء اور فقہا کو مع ان کے اہل وعیال کے لے گیا جس سال حج کے لئے نہیں جا سکتا تھا اس سال اپنے عوض میں تین سو آدمیوں کو بھیجتا تھا۔ واقف : (ض) وَقْفاً، وقوفاً ٹھہرنا — علی الامر مطلع ہونا ص واقف ج وُقُف، مَوْقِف ٹھہرنے کی جگہ ج مواقف، حاسر (ن، ض) حسوراً ننگے سر ہونا، حُسَّر میدان جنگ کے پیادے، — البصر نگاہ کا تھک جانا (س) حَسْرَۃً افسوس کرنا، حاف (س) حَفاً ننگے پاؤں ہونا ص حاف ج حُفاۃ، الحصباء : سنگریزہ، حصب (ن، ض) حَصْباً کنکری سے مارنا۔ یدیہ : "ید" کا تثنیہ ہے ہاتھ (اس کی اصل یدی ہے) ج اَیْدی، ایدی ج ایادی (اس کا استعمال اکثر نعمت میں ہوتا ہے) یرتعد : کانپنا، اُرْعِدَ لرزہ گرفت ادرا، رَعَدَ (ن) رعداً — السحابُ بادل کا گرجنا۔ یبکی (ض) بُکاءً، بُکیً (زور) رونا ص باک ج بکاۃ۔ العوّاد : عاد (ن) عوداً باربار کرنا — عیادۃً بیمار پرسی کرنا، عود لکڑی، سارنگی ج عیدان اعواد المغفرۃ (ض) غَفْراً، غُفْراناً، مَغْفِرَۃً چھپانا، معاف کرنا ص غافر ج غَفَرَۃ، غفّار، غفور بہت بخشنے والا، مِغْفَر خود (جس کو فوجی ٹوپی کے نیچے پہنتا ہے) جبار : اسماء حسنیٰ میں سے ہے، تسلط والا۔

تشریح ابراہیم بن عبداللہ خراسانی نے بیان کیا ہے کہ میں نے اپنے والد کے ساتھ اسی سال حج کیا جس سال ہارون الرشید نے حج کیا تھا ہم نے دیکھا کہ ہارون الرشید ننگے سر ننگے پاؤں کنکریوں پر کھڑا دونوں ہاتھ اٹھائے لرزہ براندام ہے اور آہ وزاری کے ساتھ یہ کہہ رہا ہے، بار الٰہا آپ آپ ہیں اور میں میں ہوں، میں گناہ کا عادی ہوں اور آپ بخشش کے، سو خدایا! میرے گناہوں کو معاف فرما۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ کو کہا، جبار ارض (رشید) کو دیکھ کس طرح جبار سماء (اللہ تعالیٰ) سے عاجزی کے ساتھ دعا کر رہا ہے

؎ تواضع زگردن فرازاں نکوست ٭ گدا اگر تواضع کند خوئے اوست

صحبۃ الاحداث

نوعمروں کی ہمنشینی !

؎ چو خواہی کہ قدرت بماند بلند ٭ دل اے خواجہ در سادہ رویاں مبند (سعدیؒ)

عن ابی سعید الخرّاز قال: رأیتُ ابلیسَ فی النوم، وھو یمرّ عنی ناحیۃً، فقلتُ: تعالَ، فقال: ایُّ شیءٍ اعملُ بکم! انتم

طَرَحتمُ عن نفوسِکم مَا اُخادِعُ به النَّاسَ، قلتُ: ماھو؟ قال: الدنیا، فلمّا ولّٰی التفتَ اِلیَّ، فقال: غیر اَنّ لی فیکم لطیفةً، قلتُ: ماھی؟ قال صحبة الاحداث۔

حل لغات صحبة دیکھو ص۴۲ احداث: جمع حَدَث جوان، حدث (ن) حدوثاً ـــــ الامرُ واقع ہونا، نوپید ہونا، حدّث عن فلان روایت کرنا، احدثہ ایجاد کرنا، حَدَث پائخانہ جو اَحداث، حادثہ مصیبت جو حوادث، ابوسعید بغدادی مدرس مدرسہ نظامیہ جن کو لسان التصوف کہا جاتا ہے کیونکہ آپ نے تصوف میں چار سو کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے ذوالنون مصریؒ کو دیکھا ہے اور بشر حافیؒ کی صحبت میں رہے ہیں۔ توفی فی اواخر قرن الخامس من الہجرۃ۔ الخزّاز: ریشم فروش، خزّ ریشم جو خُزوز۔ النوم: دیکھو ص۳۵ بِمرّ: دیکھو ص۴۲ ناحیة: جانب، کنارہ جو نواحی۔ تعالَ: بفتح لام بمعنی ہَلُم اگر اس کے ساتھ ضمیریں ہوں تب بھی لام مفتوح ہی رہتا ہے، فیقال تعالَ یا رجلُ، تعالیا یا رجلان اھ درہا ضمّت اللام مع جمع المذکر وکسرت مع المونث۔ طرحتم (ف) طرحاً ـــــ الشئَ پھینک دینا، مطرح ڈالنے کی جگہ جو مطارح نفوسکم: جمع نفس روح، نفس (ک) نفاسةً مرغوب ہونا (ن) نَفَسًا ـــــ بعین نظر بد لگانا، نفست (س) نَفَسًا، نِفاسًا ـــــ المرأۃ زچہ ہونا، نَفَس سانس جو انفاس، اُخادِع: خداعاً وخدعاً (ف) خِدعًا دھوکا دینا ص خادع۔ الدنیا: دیکھو ص۲۴ ولّی: پیٹھ پھرانا، لطیفة: نکتہ جو لطائف، لطف (ک) لطافةً باریک ہونا ص لطیف (ن) لُطفًا مہربان ہونا۔

تشریح ابو سعید خزّاز سے مروی ہے آپ نے کہا کہ میں نے ایک مرتبہ ابلیس کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھ سے کتراتا ہوا گزر رہا ہے، میں نے کہا، آ ـــــ اس نے کہا میں تمہارے پاس آکر کیا کروں جب تم اس چیز کو پس پشت ڈال چکے ہو جس سے میں لوگوں کو دھوکا دیتا ہوں، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا دنیا۔ پھر اس نے چلتے ہوئے میری طرف متوجہ ہو کر کہا: بجز (فائدہ کے) لئے تم میں ایک لطیفہ ہے، میں نے کہا وہ کیا؟ اس نے کہا نوعمروں کے ساتھ (بیٹھنا)

ے دام سخت است مگر لطف خدا یار شود ٭ ورنہ آدم نبرد صرفہ ز شیطان رجیم (حافظ)

یَجِبُ علی السائل ان یَتفکّرَ فی سؤالہ

سائل کو اپنے سوال میں غور کرنا ضروری ہے!

ے سخن داں باندیشہ راند کلام ٭ کہ بے فکر باشد سخن ناتمام

دَخل بشّارٌ علی المهدی، وعندہ خالُه یزیدُ بن منصورٍ الحمیری، فانشدہ قصیدةً یمدَحُه بها، فلمّا اتمّها، قال له یزیدُ، ماصِناعتُکَ ایّها الشیخ! فقال له: اَثقُبُ اللؤلؤ فقال المهدیّ اَتهزأ بخالی؟ فقال یا امیرَ المؤمنین: مایکونُ جوابی له؟ وھو یرانی شیخًا اعمٰی، ینشدُ شعرًا، فضحکَ المهدیُّ واجازہ۔

حل لغات یجب (ض) وجوبًا لازم ہونا، السائل (ف) سُؤالًا دریافت کرنا ص سائل جو سائلہ، سؤال، مسئلہ حاجت مطلب جو مسائل، سوال، جو اسئلہ۔ یتفکّر: (ض) فکرًا، فکرًا، افکر، تفکر ـــــ فی الامر سوچنا، فکو جو افکار، دَخل (ن) دخولًا داخل ہونا۔ بشّار: ابو معاذ بن برد مولود ۹۵ھ متوفی ۱۶۸ھ جو دولت عباسیہ وامویہ کا مشہور مخضرمی شاعر ہے۔ مادر زاد نابینا تھا، اس

کی آنکھوں کی پتلیاں اُبھری ہوئی تھیں اور ان پر سُرخ گوشت چڑھا ہوا تھا، وکان افصح الناس عمّی کلام منثور، مزدوج، مسجع، اور اشعار میں تفنن، توسع، تصرف، ابداع، ہر صنف میں ملکہ تامہ رکھتا تھا۔ المہدی: ابو عبد اللہ محمد بن ابی جعفر منصور مولود ۱۲۷ھ متوفی ۱۶۹ھ سیاتی ذکرہ ان شاء اللہ، خال: ماموں — فانشدہ — الشعر شعر پڑھنا۔ نشید، ج نشائد، اُنشودہ ج اناشید وہ شعر جس کو ایک دوسرے کے سامنے پڑھا جائے، نشد (ن، ض) نشداً گم شدہ کو ڈھونڈھنا، ناشدہ قسم کھلانا۔ یمدحہ (ف) مدحاً تعریف کرنا، مدیح تعریف ج مدائح۔ صناعتک صنعۃ پیشہ ج صناع، صنع (ف) صُنعاً بنانا۔ الیہ احسان کرنا۔ اثقب (ن) ثقباً الشئ سوراخ کرنا، چھیدنا۔ النار روشن ہونا۔ النجم چلنا، نجم ثاقب روشن ستارہ، ثقب سوراخ ج اثقب، ثقوب۔ اللؤلؤ موتی ج لآلی۔ الشیخ: بوڑھا ج شیوخ اشیاخ جمع مشائخ، شیخ کا اطلاق ہر اس شخص پر بھی ہوتا ہے جو لوگوں میں علم و فضل اور مرتبہ کے لحاظ سے بڑا ہو، شاخ (ض) شیخاً، شیوخۃ بوڑھا ہونا، اتھزأ (س) ہزأً ٹھٹھا کرنا۔ جوابی ج اجوبہ جاب (ن) جوباً۔ البلاد قطع کرنا۔ الثوب بیچ سے کاٹنا: اعمیٰ: نابینا ج اُعمار عُماۃ، عمی (س) عمی اندھا ہونا۔ ضحک (س) ضحکاً ہنسنا ص ضاحک، اضحوکہ جس پر ہنسی آئے ج اضاحیک۔ اجازہ: انعام دینا، الشئ جائز کرنا، جائزہ عطیہ ج جوائز، جاز (ن) جوازاً گزر جانا۔

تشریح ایک مرتبہ، بشار خلیفہ مہدی کے ہاں آیا جبکہ وہاں اس کا ماموں یزید بن منصور حمیری بھی موجود تھا، بشار نے مہدی کی تعریف میں ایک قصیدہ سنایا، ختم ہونے پر یزید نے کہا: بڑے میاں آپ کیا کام کرتے ہیں؟ بشار نے کہا: جی میں موتی چھیدتا ہوں: اس پر مہدی نے کہا، تو میرے ماموں کے ساتھ ٹھٹھا کرتا ہے؟ بشار نے کہا: اے امیر المؤمنین اس کے علاوہ اور کیا جواب ہو سکتا ہے جبکہ وہ مجھ کو دیکھ رہا ہے کہ بوڑھا ہوں، نابینا ہوں، شعر کہہ رہا ہوں، اس جواب پر مہدی ہنس دیا اور بشار کو عطیہ سے نوازا ۱۲

کلامُ العرب خالٍ عن الحشو

کلام عرب غیر ضروری الفاظ سے پاک ہے

رُوِیَ اَنَّ اَبَا العباس الکندیَّ المتفلسِفَ رکب الی المبرد وقال انی اجد حشوا فی کلام العرب اجد العرب تقول عبد اللّٰہ قائم ثم تقول اِنَّ عبد اللّٰہ قائم[1] ثم تقول ان عبد اللّٰہ لقائم ومعنی الجمیع واحد فقال المبرد بل المعانی مختلفۃ لاختلاف الالفاظ فقولھم عبد اللّٰہ قائم اخبار عن قیامہٖ وقولھم ان عبد اللّٰہ قائم جواب عن سوال سائل متردّدٍ وقولھم ان عبد اللّٰہ لقائم جواب عن انکار منکر لقیامہٖ

حل لغات کلام، اس کا مادہ کَلم ہے، کلمہ (ن، ض) کلماً زخمی کرنا، کلام کو کلام اسی لئے کہتے ہیں کہ اس سے بسا اوقات دل زخمی ہو جاتے ہیں سے چھری کا تیر کا تلوار کا گھاؤ بھرا: لگا جو زخم زباں کا رہا ہمیشہ ہرا: عَرَب، عُرْب باشندگان ملک عرب اعرب، (ک) عربا، عُروبۃ فصیح عربی بولنا (س) عَرَباً بگڑے ہوئے معدے والا ہونا، اَعرب — الشئ ظاہر کرنا۔ الکلمۃ اعراب لگانا، خالٍ: اسم فاعل ہے۔ خلا (ن) خلوّاً خالی ہونا۔ خلوۃ تنہائی اختیار کرنا۔ الخلاء خالی مکان، پائخانہ الحشو، کلام کے اندر ایسی زیادتی جس کی ضرورت نہ ہو۔ روی، دیکھو ص۳۴ رکب دیکھو ص۱۵ المبرد: ابو العباس محمد بن یزید ازدی مولود ۲۱۰ھ

[1] ان عبد اللّٰہ قائم ثم تقول ا

متوفی ۲۸۵ھ آپ نے ابو عمرو جرمی، ابو حاتم سجستانی، ابو عثمان مازنی وغیرہم سے شرف تلمذ حاصل کیا، لیکن اساتذہ میں مازنی کو زیادہ مانتے تھے، موصوف نے کتاب سیبویہ جرمی سے شروع کی اور مازنی سے فاتحہ فراغ پڑھا۔ ثعلب ہمیشہ مناظرہ کی تاک میں رہتے تھے مگر ملاقات کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ کسی کا شعر ہے ؎

فَأَبَدًا مَا فِي بَلْدَةٍ وَالْتِقَاؤُنَا ٭ عَسِيرٌ كَأَنَّا ثَعْلَبٌ وَالْمُبَرِّدُ

اہل علم کے نزدیک مبرد کو ثعلب پر بدرجہا ترجیح تھی، مبرد فصیح و بلیغ لطیف و ظریف بھی تھے یہ اوصاف ثعلب میں کہاں پھر مبرد کے مقابل میں ثعلب کب ٹھہر سکتے تھے، کتاب الکامل، الروضہ، القوافی وغیرہ آپ کی یادگار ہیں۔

تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ ابو العباس کندی متفلسف نے مبرد کے پاس آکر کہا: میں کلام عرب میں حشو پاتا ہوں کیونکہ وہ عبداللہ قائم بھی کہتے ہیں اور انّ عبداللہ قائم بھی اور انّ عبداللہ لقائم بھی حالانکہ ان سب کے معنی ایک ہیں، مبرد نے کہا (ایسا نہیں ہے) بلکہ (ہر ایک کے) معنی بسبب اختلاف جدا جدا ہیں چنانچہ ۱ میں صرف قیام کی خبر دینا ہے اور ۲ میں متردد قیام اور طالب حکم کا جواب ہے اور ۳ میں منکر قیام کا جواب ہے

فائدہ: حشو ایک اصطلاحی لفظ ہے جس کا تعلق علم معانی سے ہے اہل معانی کی اصطلاح میں حشو اس زائد لفظ کو کہتے ہیں جس کا زائد ہونا متعین ہو جیسے شعر ؎

وَأَعْلَمُ عِلْمَ الْيَوْمِ وَالْأَمْسِ قَبْلَهُ ٭ وَلٰكِنَّنِي عَنْ عِلْمِ مَا فِي غَدٍ عَمِي

(میں آج اور کل کا جو اس سے پیشتر ہے علم رکھتا ہوں لیکن آنے والے واقعات سے قطعاً نابلد ہوں) اس شعر میں لفظ قبلہ زائد ہے اور اس کا زائد ہونا متعین ہے

طولُ الأمل

درازی اُمید

؎ ہر کرا خوابگہ آخر بدو مشت خاک است ٭ گو چہ حاجت کہ بر افلاک کشد ایواں را

كان طاشتكين قد جاوز تسعين سنةً فاستأجر ارضًا وقفًا مدّة ثلثمائة سنةٍ على جانب دجلة ليعمرها دارًا، وكان في بغداد رجل محدِّث يحدِّث في الخلق يسمّى فتيحة فقال يا اصحابنا: نهنّئكم، مات ملكُ الموتِ، فقالوا: وكيف ذلك؟ فقال: طاشتكين عمره تسعون سنةً وقد استأجر ارضًا ثلثمائة سنةٍ، فلولم يعلم ان ملك الموت قد مات مافعل هذا فتضاحك اصحابه ٭

حل لغات: طول: (ن) لمبا ہونا ص طویل ج طوال، طَول. طائل قدرت، غنا۔ الأمل: امید ج آمال، امل (ن) ملاً امید کرنا۔ طاشتکین: دیکھو مقدمہ ص ۲۷ فاستاجر: کرایہ پر لینا، اجر (ن، ض) اجرٌ بدلہ دینا اجر بدلہ ج اجور، اجیر مزدور ج اُجَراء، ارضا: دیکھو ص ۳۶ دجلہ: عراق کا مشہور دریا جس پر شہر بغداد واقع ہے۔ لیعمر: عمر (ن) عمرًا، عمرًا، اعمر المنزل آباد کرنا (ن، س) عمرًا (س) عمرًا لمبی عمر پانا، خلق: مخلوق ج خلائق، خلق (ن) خلقًا پیدا کرنا (ک) خلقًا پرانا ہونا، نہنئکم مضارع کا جمع متکلم ہے۔ مبارک باد دینا۔

تشریح: علاشکین کی عمر نوے سال سے بھی متجاوز ہو چکی تھی (اس پر بھی) اس نے دریائے دجلہ کے کنارے ایک موقوفہ زمین کو تین سو سال کی مدت تک مکان بنانے کے لئے کرایہ پر لے لیا۔ بغداد میں ایک فقیہ نامی محدث خلق خدا کو حدیث سنایا کرتے تھے انہوں نے کہا: دوستو! مبارک باد ملک الموت مر گیا۔ دوستوں نے کہا: یہ کیسے (ہو سکتا ہے؟) انہوں نے کہا: علاشکین کی عمر نوے سال کی ہو چکی پھر بھی اس نے تین سو سال کے لئے زمین اُجرت پر لی ہے، اگر وہ یہ نہ سمجھتا کہ ملک الموت مر گیا تو ایسا نہ کرتا، شیخ کا یہ جواب سن کر سب ساتھی ہنس دئے۔

نِصِیحَۃُ السلطانِ وَلُزُومُ طاعتہ

بادشاہ کی خیر خواہی اور اس کی اطاعت شعاری

روی الشعبی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال لی ابی اری ھذا الرجل (یعنی عمر ابن الخطاب) یستفھمک ویُقدمک علی الاکابر من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم وانی مُوصیک بخلال اربع لاتُفشین لہ سِرًّا ولایجربن علیک کذبًا ولاتطوِ عنہ نصیحۃً ولاتغتابن عندہ احدًا قال الشعبی فقلت لابن عباس کل واحدۃ خیر من الف قال ای واللہ ومن عشرۃ آلاف۔

حل لغات | نصیحۃ: بمعنی بھلائی خیر وصلاح کی طرف بلانا اور شر وفساد سے روکنا ج نصائح، نصح (ف) نُصحًا نصیحت کرنا، من نصح: نفتح نصیح ج نصحاء۔ نصوحًا خالص ہونا، پختہ توبہ کرنا۔ السلطان: بادشاہ ج سلاطین، لزوم: (س) لزومًا، لزامًا۔ الشئ لازم ہونا، وَ المال واجب ہونا۔ الامر علیہ واجب ہونا۔ طاعتہ: فرماں برداری۔ دیکھو ص ۱۵۲۔ الشعبی: ابو عمر ابن شراحیل جلیل القدر تابعی اور مشہور محدث ہیں ان کو پانچ سو صحابہ کی زیارت کا شرف حاصل ہے، عاصم کہتے ہیں کہ کوفہ بصرہ حجاز میں شعبیؒ سے زیادہ کوئی عالم نہ تھا خود فرمایا کرتے تھے کہ بیس سال سے آج تک کوئی روایت کسی محدث سے ایسی نہیں سنی جس کا مجھے علم نہ ہو، صحابہؓ کے سامنے درس دیتے تھے اور صحابہؓ بھی شریک درس ہوتے تھے، آپ ہی نے سب سے پہلے امام اعظمؒ کی غیر معمولی صلاحیتوں کا اندازہ کر کے انکو علم حاصل کرنے کا شوق دلایا تھا اور امام صاحبؒ برسوں آپکے حلقہ درس میں شریک رہے، آپ ۲۱ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۰۳ھ میں وفات پائی وقیل وُلد فی خلافۃ عمر ۲۰ھ وفات ۱۰۴ھ۔ ابن عباس: عبداللہ بن عباسؓ بن عبدالمطلب حضور ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں، ہجرت سے تین سال پیشتر پیدا ہوئے اور صغر سنی ہی میں علم وفضل کے اعتبار سے ائمہ میں شمار ہونے لگے وفور علم اور کثرت فہم کی وجہ سے آپکو "حبر الامۃ" کہا جاتا تھا، جو احادیث آپ سے مروی ہیں انکی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے، توفی ۶۸ھ، یستفھمک۔ الامر دریافت کرنا، فہم (س) فَہمًا سمجھنا، فہم سمجھ ج افہام، فہیم سمجھدار ج فُہَماء۔ الاکابر: اکبر (اسم تفضیل) کی جمع ہے، کبر (ک) کِبَرًا مرتبہ میں بڑا ہونا (س) کبیر ج کُبَرَاء، کَبُرَ علیہ الامر دشوار ہونا (س) کِبَرًا عمر رسیدہ ہونا، کِبر غرور، کُبر شئی کا بڑا حصہ، موصیک ایصاء وصیت کرنا وصیۃ ج وصایا، وَصِیّ وصیت کرنے والا ج اوصیاء۔ خلال: جمع خلۃ دوستی، عادت خِلّ دوست ج اخلال، خلیل خالص دوست ج اخلاء، خُلّان، لایجربن: تجربۃ آزمانا۔ کِذبًا (ض) جھوٹ بولنا ص کاذب ج کذبۃ، اکذوبہ جھوٹ بات ج اکاذیب، کذوب بڑا جھوٹا ج کُذُبان۔ لاتطو (ض) طَیًّا الحدیث بات چھپانا، لاتغتابن: اغتیابًا پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا، ای: بکسر ہمزہ وسکون یاء حرف جواب ہے بمعنی نعم، علماء نحو کا قول ہے کہ یہ بجز اس کے

کہ قسم سے پہلے آئے اور کسی موقعہ پر نہیں آتا، مگر ابن حاجبؒ نے کہا ہے کہ استفہام کے بعد بھی آتا ہے جیسے آیت وَیَسْتَنْبِئُونَكَ أَحَقٌّ هُوَ قُلْ إِي وَرَبِّي۔ **تشریح** امام شعبیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ مجھ سے میرے والد نے فرمایا: میں اس شخص کو (یعنی حضرت عمرؓ کو) دیکھتا ہوں کہ تجھ سے اکثر امور میں رائے لیتے ہیں اور اکابر صحابہ پر ترجیح دیتے ہیں. سو میں تجھ کو چار باتوں کی وصیت کرتا ہوں ۱؎ ان کا راز کبھی ظاہر نہ کرنا ۲؎ اپنے اوپر جھوٹ آزمانے کا موقع نہ دینا ۳؎ ان سے نصیحت کی بات نہ چھپانا ۴؎ ان کے پاس کسی کی غیبت نہ کرنا۔ امام شعبیؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا: ہر بات ہزار روپے سے بہتر ہے آپ نے فرمایا: ہاں! بلکہ دس ہزار روپے سے بھی بہتر ہے۔

الهزل

خوش طبعی!

بیتِ من بیت نیست اقلیمست ❊ ہزلِ من ہزل نیست تعلیمست (رودکی)

حُکِی عن اشعب انه حضر وليمةً لبعضِ وُلاةِ المدينة، وكان رجلاً بخيلاً، فدعا الناسَ ثلاثةَ ايامٍ، وهو يجمعهم على مائدةٍ فيها جَدْيٌ مَشوِيٌّ، فيحوم الناسُ حولَه، ولا يمسُّه احدٌ منهم لعلمِهم ببخلِه، واشعبُ كان يحضر مع الناس ويرى الجدىَ فقال، في اليوم الثالثِ: زوجتُه طالق ان لم يكن عُمُرُ هذا الجَدْيِ بعدَ ان ذُبح وشُوِي اطولَ من عمرِه قبل ذٰلك۔

حل لغات ہَزَل: (ض) ٹھٹھا کرنا، ہَزالۃ خوش طبعی (ن،س) ہُزلاً کمزور ہونا، ہَزیل دبلا ج ہَزلیٰ۔ حکی، دیکھو ص۵۵ اشعب، دیکھو ص۴۹ حضر: (ن) حُضوراً۔ المجلسَ حاضر ہونا۔ حضارۃ شہر میں مقیم ہونا، اُحتُضِر قریب مرگ ہونا۔ ولیمہ: ہر وہ کھانا جو کسی خوشی کے وقت کھلایا جائے ج ولائم۔ والمشہور انہ اسم لطعام العرس خاصۃ۔ ولاۃ: جمع والی حاکم۔ مدینۃ: شہر، قصبہ ج مُدُن یہاں مدینہ منورہ مراد ہے جس کا نام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے یثرب تھا۔ مَدَن (ن) مُدُوناً۔ بالمکان اقامت کرنا (فعل غیر مستعمل ہے) بخیلاً، کنجوس ج بُخلاء۔ بخل (س) بخلاً (ک) بُخلاً کنجوس ہونا۔ فدعا: (ن) دَعوۃً کھلانے کے لئے بلانا، دعاءً پکارنا ص داعی ج دُعاۃ ـــ لہ دعائے خیر کرنا۔ علیہ بددعاء کرنا۔ مائدۃ، دسترخوان ج موائد، جَدْیٌ: یکسالہ بکری کا بچہ ج جداء۔ مشوی: بھونا ہوا گوشت، شَوَی (ض) شَیّاً گوشت کو آگ پر بھوننا، شِواءٌ، شِوَی بھونا ہوا گوشت۔ فیحوم (ن) حوماناً چکر لگانا ص حائم ج حوّم۔ یمسّہ (ن،س) مَسّاً، مَسِیساً چھونا ص ماس۔ ذُبح: (ن) ذبحاً ذبح کرنا، ذبیحہ جو عنقریب ذبح کیا جائے ج ذبائح، مَذبَح۔ ذبح کرنے کی جگہ ج مَذابح۔

تشریح: اشعب سے حکایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ مدینہ کے کسی حاکم کے ولیمہ میں شریک ہوا جو بڑا ہی کنجوس تھا چنانچہ وہ لوگوں کو تین روز تک برابر بلاتا رہا اور ایک دسترخوان پر جس میں بکری کا یکسالہ بھونا ہوا بچہ تھا۔ جمع کرتا رہا (بٹھلاتا رہا) لوگ اس کے آس پاس چکر لگاتے رہتے لیکن کوئی چھوتا نہ تھا کیونکہ حاکم کی کنجوسی سے سب واقف تھے، اشعب بھی لوگوں کے ساتھ آتا اور بکری کے بچہ کو دیکھتا تھا جب تیسرا دن ہوگیا تو اشعبؒ نے کہا، حاکم کی بیوی پر طلاق اگر اسکی عمر ذبح کے بعد اس سے زیادہ نہ ہو جو ذبح سے پیشتر تھی

اعاذنا الله من كثرة الأكل

بسیار خوری سے خدا کی پناہ،

بانداز‌ه خور زاد اگر مردمی ٭ چنیں پر شکم آدمی یا خمی ٭ ندارند تن پروراں آگہی ٭ کہ پر معدہ باشد حکمت تہی

قال صدقة بن عبد الله المازني، اولم عليّ ابي، لما تزوجتُ، فعملنا عشر جفانٍ ثريدًا من جزورٍ، فاول من جاءنا هلال (وهو هلال بن اسعد المازني من شعراء الدولة الاموية) فقدمت اليه جفنةً فاكلها، ثم اخرى حتى اتى على عشر جفانٍ، ثم استسقى فأتي بقربة من نبيذٍ، فوضع طرفها في شدقه فافرغها في جوفه ثم خرج فاستأنفنا عمل الطعام

حل لغات اعاذنا: پناہ دینا، عاذ (ن) عَوْذاً پناہ لینا اس عائذ ج عُوَّذ. اَوْلَم: شادی بیاہ کا کھانا تیار کرنا. جفان: جمع جفنة عربوں کا سب سے بڑا پیالہ، اس کے بعد قصعہ ہے جس میں دس آدمی سیر ہو سکتے ہیں پھر صحفہ جو پانچ کے لئے کافی ہے پھر مئکلہ جو دو تین کے لئے کافی ہے پھر صحیفہ جو صرف ایک کے لئے ہے (قالہ الکسائی) ثرید: ثرائد، ثرد (ن) ثردا۔ الخبز روٹی توڑ کر شوربے میں تر کرنا. جزور: ذبح کے لئے اونٹنی یا بکری ج جُزُر، جزر (ض) جزرا، جزارۃ۔ الشاۃ ذبح کرنا، جزّار قصاب. اتی (ض) علیہ پورا کرنا۔ بہ لانا۔ اتیانا آنا۔ استسقی، پانی طلب کرنا، سقی (ض) سقیا پلانا اس ساقی ج سُقاۃ، سقاء مشک ج اسقیہ۔ قربۃ، مشک ج قِرَب، قربۃ اور سقاء پانی کی مشک کو کہتے ہیں اور زق، سرکہ اور شراب کی مشک کو اور رکوۃ شہد کی مشک کو کہتے ہیں (قالہ فی الفرائد) نبیذ شراب جو نشہ آور نہ ہو، انگور، کھجور، کشمش، شہد، جو، گیہوں سب سے بنائی جاتی ہے۔ وضع: وضعا رکھنا ضعۃ نفسہ اپنے آپ کو ذلیل کرنا، وضیع خسیس۔ المرأۃ جننا. شدق جبڑا ج اشداق۔ افرغہا: برتن خالی کرنا. جوف: پیٹ، اندرونی حصہ ج اجواف، اجوف (س) جوفا کھوکھلا ہونا، اجوف کھوکھلا، فاستانفنا: از سر نو کرنا۔

تشریح صدقہ بن عبد اللہ مازنی نے بیان کیا ہے کہ میرے والد نے میری شادی کے موقعہ پر ولیمہ کیا تو ہم نے اونٹ کے گوشت سے ثرید کے دس پیالے تیار کئے، پس (مدعوین میں سے) سب سے پہلے دولت امویہ کا مشہور شاعر ہلال بن اسعد مازنی آیا، میں نے ایک پیالہ اس کے سامنے کر دیا اس نے اس کو کھالیا پھر دوسرا پھر تیسرا یہاں تک کہ دس کے دس چٹ کر گیا اس کے بعد اس نے پانی طلب کیا تو نبیذ کی ایک مشکیزہ دی گئی اس نے اس کا کنارہ جبڑوں میں رکھا اور تمام نبیذ پیٹ میں انڈیل لی، جب وہ چلا گیا تو ہمیں از سر نو کھانا تیار کرنا پڑا۔

وَكَانَ سَبَبُ مَوْتِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ اَنَّ نَصْرَانِيًّا اَتَاهُ، وَهُوَ بِدَابِقَ بِزَنْبِيْلٍ مَمْلُوْءٍ بَيْضًا وَاٰخَرَ مَمْلُوْءٍ تِيْنًا قَالَ قَشِّرُوْا فَجَعَلَ يَاْكُلُ بَيْضَةً وَتِيْنَةً، حَتّٰى عَلَى الزَّنْبِيْلَيْنِ، ثُمَّ اَتَوْهُ بِقَصْعَةٍ مَمْلُوْءَةٍ مُخًّا بِسُكَّرٍ فَاَكَلَهُ فَاتَّخَمَ، فَمَرِضَ، فَمَاتَ۔

حل لغات دابق: حلب کے قریب ایک بستی ہے، زنبیل: ٹوکرا۔ تین: انجیر، مخ: مغز استخواں۔ التخم: بدہضمی ہونا۔

تشریح: سلیمان بن عبدالملک کی موت کا سبب یہ ہوا کہ مقام دابق میں ایک نصرانی ایک ٹوکرا انڈوں کا اور ایک انجیروں کا بھرا ہوا لے کر آیا، سلیمان نے انجیروں کو چھیلنے کا حکم دیا خدام نے چھیل دیئے تو اس نے ایک ایک انڈا اور ایک ایک انجیر کھانا شروع کیا اور دونوں ٹوکرے ختم کر گیا پھر بونگ سے بھرا ہوا ایک پیالہ شکر کیساتھ لایا گیا اس کو بھی کھا گیا اور بدہضمی میں مبتلا ہو کر مر گیا۔

وَلَمَّا حَجَّ سُلَيْمَانُ تَأَذَّى بِحَرِّ مَكَّةَ، فَقَالَ لَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ: لَوْ أَتَيْتَ الطَّائِفَ فَأَتَاهَا، فَلَمَّا كَانَ بِسُحُقٍ لَقِيَهُ ابْنُ أَبِي الزُّبَيْرِ فَقَالَ، يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اجْعَلْ مَنْزِلَكَ عَلَيَّ، قَالَ: كُلُّ مَنْزِلِي، فَرَمَى بِنَفْسِهِ عَلَى الرَّمْلِ، فَقِيلَ لَهُ: يُسَاقُ إِلَيْكَ الْوِطَاءُ؟ فَقَالَ: الرَّمْلُ أَحَبُّ إِلَيَّ، وَأَعْجَبَهُ بَرْدُهُ، فَأَلْزَقَ بِالرَّمْلِ بَطْنَهُ، قَالَ فَأُتِيَ إِلَيْهِ بِخَمْسِ رُمَّانَاتٍ فَأَكَلَهَا، فَقَالَ أَعِنْدَكُمْ غَيْرُ هٰذِهِ؟ فَجَعَلُوا يَأْتُونَهُ بِخَمْسٍ بَعْدَ خَمْسٍ، حَتّٰى أَكَلَ سَبْعِينَ رُمَّانَةً، ثُمَّ أَتَوْهُ بِجَدْيٍ وَسِتِّ دَجَاجَاتٍ، فَأَكَلَهُنَّ وَأَتَوْهُ بِزَبِيبٍ مِنْ زَبِيبِ الطَّائِفِ فَنَثَرُهُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَكَلَ عَامَّتَهُ وَنَعِسَ، فَلَمَّا انْتَبَهَ أَتَوْهُ بِالْغَدَاءِ، فَأَكَلَ كَمَا أَكَلَ النَّاسُ فَأَقَامَ يَوْمَهُ وَمِنْ غَدٍ، قَالَ لِعُمَرَ، أَرَانَا قَدْ أَضْرَرْنَا بِالْقَوْمِ، وَقَالَ لِابْنِ أَبِي الزُّبَيْرِ اتْبَعْنِي إِلَى مَكَّةَ، فَلَمْ يَفْعَلْ، فَقَالُوا لَهُ، لَوْ أَتَيْتَهُ فَقَالَ: أَقُولُ مَاذَا؟ أَعْطِنِي ثَمَنَ قِرَايَ الَّذِي قَرَيْتُكَهُ۔

حل لغات تأذی: تکلیف اٹھانا، اذی (س) اَذًی، اذاۃ تکلیف پانا ص اذ، حَرّ: سیاہ سنگلاخ زمین۔ حرّ (س ان ض)، حَرًّا، حَرّۃ، حرارۃ گرم ہونا۔ مکہ: مشہور جگہ ہے زاد ہا اللہ شرفا، طائف: مکہ کے قریب ایک نہایت خوشگوار شہر ہے جس کو حسین ابن سلام نے تقریبا ۳۰۰۰ ھ میں آباد کیا تھا، سُحُق: جمع سُحُوق، سَحَقَ (ک) سُحُوقَۃً۔ النخلۃ: درخت خرما کا طویل ہونا (ف) سَحْقًا۔ ؤ باریک کوٹنا۔ الثوب کپڑے کا بوسیدہ ہونا، سُحْقًا دوری۔ الوطاء فرش۔ الرمل: ریت، برد: خنکی۔ فالزق: چپٹا لیا، رمان: انار۔ جدی: یکسالہ بکری کا بچہ، دجاجۃ: مرغی۔ زبیب: کشمش: نعس: اونگھنا۔ غداء ناشتہ۔ قرای: مہماں نوازی۔

تشریح: جب سلیمان حج کے لئے گیا تو مکہ کی سنگلاخ تپتی ہوئی زمین سے غیر معمولی تکلیف اٹھائی، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے کہا اگر آپ طائف تشریف لیجائیں تو بہت اچھا ہو، سلیمان طائف آگیا جب اونچی اونچی کھجوروں کے باغ میں پہنچا تو ابن ابی الزبیر سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: آپ میرے یہاں آجائیے اقامت کریں۔ سلیمان نے کہا میرے لئے تو ہر جگہ منزل ہی ہے، یہ کہہ کر ریت پر لیٹ گیا لوگوں نے کہا: فرش بچھایا جائے؟ اس نے کہا مجھے ریت ہی مرغوب ہے، کیونکہ ریت کی خنکی اچھی معلوم ہو رہی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے پاس پانچ انار لائے گئے اس نے پانچوں کو کھا کر کہا: اور ہیں؟ لوگوں نے یکے بعد دیگرے پانچ پانچ انار لانے شروع کئے اور اس طرح وہ ستر انار کھا گیا پھر ایک بھنی ہوئی بکری اور چھ مرغیاں لائی گئیں وہ ان کو بھی چٹ کر گیا اس کے بعد طائف کی عمدہ کشمشیں اس کے سامنے پھیلا دی گئیں اس میں سے بھی اکثر کو کھا گیا، اس کے بعد سو گیا کچھ دیر بعد بیدار ہوا تو ناشتہ لایا گیا اور ناشتہ بھی اتنا ہی کھایا جتنا اوروں نے کھایا، الغرض اس روز دہیں رہا اگلے روز عمر سے کہنے لگا کہ شاید ہم نے قوم کو نقصان میں ڈال دیا۔ ابن ابی الزبیر سے کہا کہ تو مکہ تک میرے ساتھ چل، وہ نہ مانا لوگوں نے کہا: اگر چلے چلو تو بہتر ہے، اس نے کہا: کیا عرض کر دوں؟ اب تک جو مہماں نوازی کی ہے اس کی قیمت مل جائے تو غنیمت ہے

رَوَى الْعُتْبِيُّ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الشَّمَرْدَلِ وَكِيْلِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ، قَالَ: لَمَّا قَدِمَ سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ الطَّائِفَ دَخَلَ هُوَ وَعُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَأَيُّوْبُ ابْنُهُ بُسْتَانًا لِعَمْرٍو، قَالَ، فَجَالَ فِي الْبُسْتَانِ سَاعَةً، ثُمَّ قَالَ، نَاهِيْكَ بِمَالِكُمْ هٰذَا مَالًا، ثُمَّ أَلْقَى صَدْرَهُ عَلَى غُصْنٍ، وَقَالَ: وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ، مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِيْ؟ قُلْتُ، بَلَى، وَاللّٰهِ عِنْدِيْ جَدْيٌ كَانَتْ تَغْدُوْ عَلَيْهِ بَقَرَةٌ وَتَرُوْحُ أُخْرٰى، قَالَ: عَجِّلْ بِهِ وَيْحَكَ، فَأَتَيْتُهُ بِهِ كَأَنَّهُ عُكَّةُ سَمْنٍ، فَأَكَلَهُ وَمَا دَعَا عُمَرَ وَلَا ابْنَهُ حَتّٰى إِذَا بَقِيَ الْفَخِذُ، قَالَ: هَلُمَّ أَبَا حَفْصٍ، قَالَ، أَنَا صَائِمٌ فَأَتٰى عَلَيْهِ۔

حل لغات: العتبی: دیکھو صلاے ۱ ۱ شمردل بن شریک بن عبدیر بوعی شعراء دولت امویہ میں سے ہے اور جریر و فرزدق کا ہمعصر توفی نحو ۸۰ھ عمرو بن العاص مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ ایوب بن سلیمان بن عبد الملک متوفی ۹۸ھ۔ جال، چکر لگانا۔ ناہیک، کلمہ تعجب ہے۔ غصن: شاخ۔ عکۃ سمن، گھی کا ڈبہ۔ الفخذ، ران۔ ہلم: بمعنی تعال"

تشریح: فاضل عتبی نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص کے وکیل شمردل نے بیان کیا ہے کہ جب سلیمان طائف آیا تو وہ اور حضرت عمر بن عبد العزیز اور سلیمان کا لڑکا ایوب تینوں حضرت عمرو کے باغ میں آئے سلیمان تھوڑی دیر تو باغ میں ٹہلتا رہا اس کے بعد تعجب کرتا ہوا کہنے لگا: مال تو بہت خوب ہے، پھر ایک شاخ سے لگ کر بولا: اے شمردل کیا تیرے پاس میرے کھلانے کیلئے کچھ نہیں؟ میں نے کہا: بخدا میرے پاس بکری کا ایک بچہ ہے جس کو ایک گائے صبح کو دودھ پلاتی تھی اور ایک شام کو۔ سلیمان نے کہا جلدی لے آ، میں اس کو لے آیا گویا وہ گھی کا کپّہ ہے پس سلیمان پورا کا پورا کھا گیا نہ حضرت عمر کو پوچھا اور نہ اپنے لڑکے کو بلایا، اور جب صرف ایک ران رہ گئی تو حضرت عمر سے کہنے لگا۔ تشریف لائیے، آپ نے فرمایا: میں تو روزہ دار ہوں، وہ اس کو بھی صاف کر گیا۔

ثُمَّ قَالَ، وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ! مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِيْ؟ قُلْتُ: بَلَى وَاللّٰهِ، دَجَاجَتَانِ هِنْدِيَّتَانِ كَأَنَّهُمَا رَأْلَا النَّعَامِ، فَأَتَيْتُهُ بِهِمَا، فَكَانَ يَأْخُذُ بِرِجْلِ دَجَاجَةٍ، فَيُلْقِيْ عِظَامَهَا نَقِيَّةً حَتّٰى أَتٰى عَلَيْهِمَا، ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ، وَيْلَكَ يَا شَمَرْدَلُ: مَا عِنْدَكَ شَيْءٌ تُطْعِمُنِيْ؟ قُلْتُ: بَلٰى عِنْدِيْ حَرِيْرَةٌ كَأَنَّهَا قُرَاضَةُ ذَهَبٍ، قَالَ: عَجِّلْ بِهَا وَيْلَكَ، فَأَتَيْتُ بِعُسٍّ يَغِيْبُ فِيْهِ الرَّأْسُ، فَجَعَلَ يَتَلَقَّمُهَا بِيَدِهٖ وَيَشْرَبُ، فَلَمَّا فَرَغَ تَجَشَّأَ، فَكَأَنَّمَا صَاحَ فِيْ جُبٍّ، ثُمَّ قَالَ: يَا غُلَامُ أَفَرَغْتَ مِنْ غَدَائِيْ؟ قَالَ، نَعَمْ، قَالَ، وَمَا هُوَ؟ قَالَ: ثَمَانُوْنَ قِدْرًا، قَالَ ائْتِنِيْ بِهَا قِدْرًا قِدْرًا قَالَ، فَأَكْثَرُ مَا أَكَلَ مِنْ كُلِّ قِدْرٍ ثَلَاثُ لُقَمٍ، وَأَقَلُّ مَا أَكَلَ لُقْمَةٌ ثُمَّ مَسَحَ يَدَهُ، وَاسْتَلْقٰى عَلٰى فِرَاشِهٖ ثُمَّ أَذِنَ لِلنَّاسِ، وَوُضِعَتِ الْخِوَانَاتُ وَقَعَدَ وَأَذِنَ لِلنَّاسِ فَمَا أَنْكَرَ شَيْئًا مِنْ أَكْلِهٖ،

حل لغات: رالا النعام: رال و رال کا تثنیہ ہے بچہ شتر مرغ ج ارؤل، رئلان، رئال، رئال۔ رجل، پاؤں، عظام، جمع عظم ہڈی۔ نقیۃ: صاف۔ حریرہ: ایک قسم کا کھانا جو دودھ اور روغن ملا کر تیار کیا جاتا ہے۔ قراضہ، سونے چاندی کا برادہ عس، بڑا پیالہ ج عساس، عساس۔ تجشأ: ڈکارلی۔ جب، کنواں۔ قدر، ہانڈی ج قدور۔ خوانات: جمع خوان۔ دستر خوان۔

تشریح۔ پھر کہا: ما عندک شئ تطعمنی؟ میں نے کہا: دو ہندی مرغیاں ہیں گویا شتر مرغ کے بچے ہیں، میں وہ بھی لے آیا، بس سلیمان ایک ایک ٹانگ اٹھاتا تھا اور صاف کرکے ہڈی ڈالتا ہوا ہی نظر آتا تھا اسی طرح سب چٹ کر گیا اور پھر کہنے لگا: یا ثمردل اھ میں نے کہا: حریرہ ہے گویا سونے کا برادہ ہے، میں اس کا بھی اتنا بڑا پیالہ بھر کے لایا جس میں آدمی کا سر چھپ جائے سلیمان اس کو بھی ہاتھوں سے چاٹ گیا۔ اس کے بعد اتنی زور سے ڈکار لی گویا کنوئیں میں دھڑ دھڑ رہا ہے اس کے بعد خادم سے بولا۔ ناشتہ تیار کرچکا؟ اس نے کہا: ہاں! سلیمان نے پوچھا کتنا ہے؟ خادم نے کہا: اسی ہانڈیاں! سلیمان نے کہا ایک ایک لا تارہ، چنانچہ ہر ایک ہانڈی سے زیادہ سے زیادہ تین اور کم از کم ایک لقمہ کرتا تھا، یہاں تک کہ اسی کی اسی ہانڈیاں صفا کر گیا، پھر ہاتھ صاف کرکے بستر پر چت لیٹ گیا، اس کے بعد عام لوگوں کو کھانے کے لئے بلایا گیا اور دسترخوان چنے گئے تو پھر لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور جتنا دیتے گئے اتنا ہی کھاتا گیا کسی چیز سے انکار نہیں کیا۔ ؎ تنور شکم دمبدم تافتن ٭ مصیبت بود روز نا یافتن:۔

ماثورثه الحكمة اليونانية

یونانی فلسفہ کیا خرابی لاتا ہے؟

يحكى ان المامون لما هادن بعض ملوك الروم طلب منه خزانة كتب اليونان وكانت عنده مجموعة في بيت لا يظهر عليه احد فجمع الملك خاصته من ذوي الرأي واستشارهم في ذلك فكلهم اشار بعدم تجهيزها الا مطرانا واحدا فانه قال جهزها اليهم فما دخلت هذه العلوم على دولة شرعية الا افسدتها واوقعت بين علمائها وكان الشيخ تقي الدين ابن تيمية يقول لما اظن ان الله يغفل عن المامون ولا بد ان يقابله على ما اعتمده مع هذه الامة من ادخال هذه العلوم الفلسفية بين اهلها۔

حل لغات ہادن: مہادنۃ صلح کرنا، ہدن (ض)، ہدونا آرام پانا۔ ہدنۃ مصالحت، سکون ج ہدن۔ خزانۃ: خزینہ گنجینہ ج خزائن۔ بیت: گھر ج بیوت، ابیات۔ جمع ابابیت، بات (ض)، بیتا، بیتوتۃ شب باشی کرنا، بیت خواب گاہ بیات شبخون ڈالنا۔ مطران: پادریوں کا بہت بڑا بزرگ ج مطارنۃ، مطارین (وہو دون البطرک وفوق الاسقف)، دولۃ: حکومت ریاست غلبہ ج دول، دال (ن)، دولۃ۔ الزمان ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹنا۔ تقی الدین ابن تیمیہ دیکھو مقدمہ ص ۲۵۔ اظن: (ن) ظنا جاننا، گمان کرنا، یقین کرنا۔ ہ، بکذا تہمت لگانا، ظنین متہم ج اظناء، ظن گمان ج ظنون۔ یغفل (ن) غفلۃ غافل ہونا، چھوڑ دینا، بد: چارہ کار۔ تشریح = بیان کیا گیا ہے کہ جب مامون الرشید نے روم کے بادشاہ سے مصالحت کی تو اس سے شاہ روم کی یونانی کتابوں کا ذخیرہ طلب کیا جو اس کے پاس ایسی جگہ محفوظ تھا جہاں کسی کی رسائی نہ تھی بادشاہ نے اپنے مخصوص اہل الرائے کو جمع کرکے اس سلسلہ میں مشورہ لیا تو ایک بزرگ پادری کے علاوہ سب نے نہ دینے کا مشورہ دیا بزرگ پادری نے کہا۔ آپ یہ ذخیرہ ضرور بھیج دیجئے کیونکہ یہ علوم کسی شرعی ریاست وحکومت میں نہیں پہنچے مگر یہ کہ اس کو خراب کر دیتے ہیں اور ان کے علماء میں اختلاف پیدا کر دیتے ہیں

؎ علم بے دیناں رہا کن جہل را حکمت مخواں ٭ از خیالات وظنون اہل یوناں دم مزن

شیخ تقی الدین ابن تیمیہ فرمایا کرتے تھے کہ میرا خیال نہیں ہے کہ خداوند تعالیٰ مامون کو یونہی چھوڑ دیں گے بلکہ اس کو اُمّتِ مسلمہ کے درمیان ان علوم فلسفیہ کے داخل کرنے کا ضرور بدلہ دیں گے۔

فائدہ۔ دُوَل اسلامیہ میں علم فلسفہ و علم نجوم کا چرچا سب سے پہلے خلیفہ ابوجعفر منصور کے زمانہ میں ہوا ہے، ابوجعفر علم فقہ اور دیگر علوم کے ساتھ ساتھ علم فلسفہ اور علوم نجوم کا بھی بڑا دلدادہ تھا، جب ہارون الرشید کے بڑے بیٹے مامون کے ہاتھ میں خلافت کی باگ آئی تو وہ بھی اپنے دادا ابوجعفر کے قدم بقدم چلا اور بیش بہا تحائف و ہدایا کے ذریعہ شاہان روم سے کتب فلاسفہ کا مطالبہ کیا، شاہان روم کے ہاں افلاطون، ارسطاطالیس، بقراط، جالینوس، اقلیدس، بطلیموس وغیرہم کی جو کتابیں موجود تھیں وہ سب انہوں نے مامون کے ہاں بھیج دیں، مامون نے ماہر مترجمین سے ان کتابوں کے ترجمے کرائے اور لوگوں کو انکے پڑھنے پڑھانے کی دعوت دی، لوگوں نے منازل رفیعہ و مراتب سنیہ اور مامونی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کی غرض سے علم فلسفہ کی غیر معمولی دلچسپی لی لان الناس علی دین ملوکھم، یہاں تک کہ مامون کے دور میں علم فلسفہ کا بازار گرم ہو گیا اور اس فن کی اس درجہ خدمت کی گئی کہ دولت عباسیہ دولت رومیہ کے ہم پلّہ ہو گئی

قِلّةُ الطعام

کم کھانا،

سہ آں حکیمے کہ در حکمت سفت ☼ کُل قلیلاً تعش کثیرا گفت

حُکی ان الرّشیدَ کان لہٗ طبیبٌ نصرانیٌّ فقال لعلی بن الحسین بن واقد لیس فی کتابکم من علم الطبّ شیٔ، والعلمُ علمان، علمُ الابدانِ وعلمُ الادیانِ فقال لہ علی بن الحسین قد جمع اللّٰہ تعالیٰ الطبّ کلّہ فی کلمۃٍ واحدۃٍ من کتابہ قال: وما ھی؟ قال: ولا تسرفوا فقال النصرانی: ولا یُؤثرعن نبیکم فی الطب شیٔ، فقال جمع رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الطبّ فی خبرٍ واحدٍ، قال: وما ھو؟ قال المعدۃُ بیتُ الادواءِ واعطِ کلّ بدنٍ ما عوّدتہٗ فقال النصرانی، ماترک کتابکم ولا نبیّکم لجالینوس طبًّا۔

حل لغات طعام، کھانا، خوراک ج اَطْعِمۃ، طعم (س) طُعْماً۔ الشیٔ چکھنا۔ علیہ قادر ہونا۔ الطعام کھانا (ف) طُعْماً آسودہ ہونا، طَعْم مزہ ج طُعُوم۔ طبیب، فن طب کا جاننے والا ج اطباء، طب (ن، ض) طِبًّا علاج کرنا، نرمی کرنا، یقال مَنْ اَحبَّ طب "جو دوست رکھتا ہے نرمی کرتا ہے۔ علی بن حسین بن واقد دیکھو مقدمہ ص۲۹ الابدان جمع بدن جسم بدن (ن) بَدْناً، بُدُوناً (ک) بدانۃ موٹے بدن والا ہونا س بادن ج بُدْن، بَدَنۃ وہ گائے یا اونٹ جس کی قربانی مکہ میں حج کے موقعہ پر کیجائے ج بُدْن ادیان جمع دین مذہب حساب و منہ یوم الدین، عادت، بدلہ، فرماں برداری، دان (ض) دِیناً، دیانۃً مذہب اختیار کرنا، بدلہ دینا، دَیْناً قرض دینا س دائن، دَین قرض ج دُیون۔ دان الرجل فرمانبردار ہونا و تسرفوا، اسراف فضول خرچی، سرف (س) سَرَفاً۔ القوم تجاوز کرنا۔ الامر بیکار چھوڑنا۔ لایؤثر (ن، ض) اثراً، اثارۃً۔ الحدیث نقل کرنا، اثر نشان ج آثار۔ ادواء جمع داء بیماری، دوی (س) دَوًی بیمار ہونا، (ض) دَویاً گنگناہٹ سنائی دینا۔ عوّدتہ، خوگر و عادی بنانا، جالینوس، حکیم مشہور یونانی فلسفی ہے جو حضرت عیسیٰ کے دو سو سال بعد اور حکیم بقراط کے چھ سو سال

بعد اور اسکندر کے پانچ سو سال بعد ہوا ہے (طبقات الامم) بمقام برغامس پیدا ہوا اور یہیں نشو ونما پایا۔ اس کے والد نے اولاً اس کو علم ہندسہ، علم حساب، علم ریاضی کی تعلیم دی اسوقت اس کی عمر پندرہ سال کی تھی، بعدہٗ علم منطق، علم فلسفہ پڑھایا اس کے بعد اس کے والد نے ایک خواب دیکھا جس میں تعلیم طب کی طرف اشارہ تھا اس لئے سترہ سال کی عمر میں جالینوس کو ایک معلم کے پاس چھوڑ دیا گیا جس نے کامل التفات کے ساتھ علم طب کی تعلیم دی۔ جالینوس نے پوری جد وجہد کے ساتھ علم طب کو حاصل کیا، اس کی گہرائیوں کو پہنچا اور اتنی مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہوگیا۔ ابن اصیبعہ کہتے ہیں کہ علم طب جالینوس پر ختم ہوگیا، علامہ صاعد نے ابو الحسن علی بن حسین مسعودی کا قول نقل کیا ہے کہ ارسطاطالیس کے بعد بقراط اور جالینوس سے زیادہ علم طب کا جاننے والا کوئی نہیں ہوا۔ جالینوس نے اپنی تصنیفات میں حکماء سوفسطائین، ثعادیس، ارا اسطرارطیس، لوقس، بولیس وغیرہم کی غلطیوں پر جا بجا تنبیہ اور حجج صحیحہ کے ساتھ رد کیا ہے۔ جالینوس نے مسیح کے زمانہ میں وفات پائی ہے۔

تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ رشید کے ہاں ایک نصرانی طبیب تھا (ایک بار) اس نے علی بن حسین بن واقد سے کہا: تمہاری کتاب (قرآن) میں طب کے بارے میں کچھ بھی نہیں حالانکہ علم درحقیقت دو ہی ہیں علم الابدان، علم الادیان علی بن حسین نے فرمایا: خداوند تعالیٰ نے کل کا کل علم طب اپنی کتاب کے صرف ایک ہی کلمہ میں جمع کردیا ہے۔ نصرانی نے کہا وہ کونسا کلمہ ہے؟ آپ نے فرمایا: "وَلَا تُسْرِفُوا" فضول خرچی مت کرو۔ نصرانی نے کہا تمہارے نبی سے تو علم طب کے بارے میں کچھ بھی منقول نہیں۔ آپ نے فرمایا: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے پورا علم طب صرف ایک ہی حدیث میں جمع کردیا ہے۔ نصرانی نے کہا وہ کونسی حدیث ہے؟ آپ نے فرمایا: المعدۃ بیت الادواء[ه] "معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے۔ اور ہر بدن کو اتنا ہی دے جتنا کہ تو نے اس کو خوگر بنایا ہے" نصرانی نے کہا: تمہاری کتاب اور تمہارے نبی نے جالینوس کے لئے طب نہیں چھوڑا۔

عدل علی رضی اللہ عنہ وتوقیہ عن التجاوز عن حدود اللہ تعالیٰ

حضرت علیؓ کا انصاف اور حدود اللہ کی پابندی

ہ العدل تکن من صروف الدہر ممتنعا × فالشرف ممتنع للعدل فی عمر

قال کثیر الحضرمی دخلت مسجد الکوفۃ من قبل ابواب کندۃ فاذا نفر خمسۃ یشتمون علیاً رضی اللہ عنہ وفیھم رجل علیہ برنس یقول أعاھد اللہ لأقتلنہ فتعلقت بہ وتفرقت اصحابہ عنہ فاتیت بہ علیاً رضی اللہ عنہ فقلت انی سمعت ھذا یعاھد اللہ لیقتلنک فقال ادن ویحک من انت فقال انا سوار المنقری فقال علی رضؓ خل عنہ فقلت أخلی عنہ وقد عاھد اللہ لیقتلنک قال أفاقتلہ ولم یقتلنی قلت فانہ قد شتمک قال فاشتمہ ان شئت اودعہ۔

ه قال السخاوی فی المقاصد الحسنۃ "لا یصح رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بل ھو من کلام الحارث بن کلدہ طبیب العرب او غیرہ (الشیخ زادہ بر بیضاوی)"

حل لغات عدل (ض)، عَدلاً، مَعدِلَۃً انصاف کرنا۔ ص عادل ج عُدول (ک)، عدالۃً عادل ہونا (س)، عَدَاً ظلم کرنا۔ توقیہ: بچنا، تقی پرہیزگار ج اتقیاء، دقی (ض) وقایۃً حفاظت کرنا۔ حدود جمع حد، احکام شرعیہ۔ کثیر حضرمی (دیکھو مقدمہ ص۲۹) نفر تین سے دس تک مردوں کی جماعت ج انفار، نفر (ض)، نفراً نفرت کرنا نفیراً چل پڑنا، نفیر کوچ کرنے والی جماعت۔ بُرنس، لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی تھی، ہر وہ لباس جو ٹوپی کی جگہ کام دے سکے۔ اُدنُ، خَلِّ، دَعْہُ تینوں امر حاضر کے صیغے ہیں دُنُو قریب ہونا، خلیت عنہ راستہ چھوڑ دینا ودع چھوڑ دینا۔

تشریح کثیر حضرمی نے ذکر کیا ہے کہ میں کوفہ کی مسجد میں ابواب کندہ کی جانب سے داخل ہوا، دیکھا تو پانچ آدمی حضرت علیؓ کو گالی دے رہے ہیں اور ایک صاحب کلاہ دراز کہہ رہا ہے: بخدا میں (حضرت) علیؓ کو قتل کروں گا، اس کے ساتھی تو سب متفرق ہو گئے، میں اس سے اُلجھ گیا اور پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لے آیا اور کہا کہ میں نے اس کو یہ کہتے ہوئے سُنا ہے: بخدا میں علی کو قتل کروں گا۔ آپ نے اس سے فرمایا: تو کون ہے؟ قریب کو آ، اس نے کہا میں سوار منقری ہوں۔ آپ نے فرمایا: چھوڑ دو جی جانے دو۔ میں نے کہا: کیسے چھوڑ دوں یہ تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں علی کو قتل کروں گا۔ آپ نے فرمایا: تو کیا (تم چاہتے ہو کہ) میں اس کو قتل کر ڈالوں حالانکہ اس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ میں نے کہا: گالی تو دی ہے۔ آپ نے فرمایا: چاہے تو تو بھی گالی دے لے ورنہ چھوڑ دے

وَرُوِيَ فِي هٰذَا عَنْهُ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ اَنَّهُ قَالَ "كَيْفَ اَقْتُلُ قَاتِلِيْ" مَعْنَاهُ اَنَّهُ لَا يَجُوْزُ لِيْ اَنْ اَقْضِيَ عَلَيْهِ بِالْقِصَاصِ فَاِنَّهُ اِنْ اُرِيْدَ بِالْقَتْلِ اِرَادَةُ الْقَتْلِ مَجَازًا فَهُوَ مُرِيْدُ الْقَتْلِ لَا الْقَاتِلُ، وَلَا يُقْتَصُّ مِمَّنْ اَرَادَ قَتْلَ اَحَدٍ وَاِنْ اُرِيْدَ بِالْقَتْلِ الْقَتْلُ حَقِيْقَةً فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قَتْلِيْ فَالْاَمْرُ مُفَوَّضٌ اِلٰى اَوْلِيَائِيْ لَا اِلَيَّ، فَلَا يُمْكِنُ لِيْ قَتْلُهُ۔

عدل ہی کے سلسلہ میں آپ کا یہ قول ہے "میں اپنے قاتل کو کیسے قتل کروں" یعنی میرے لئے اپنے قاتل پر قصاص کا فیصلہ ممکن نہیں، اس لئے کہ اگر قتل سے مُراد ارادۂ قتل ہو تب تو وہ حقیقۃً قاتل نہیں بلکہ مرید قتل ہے اور مرید قتل سے قصاص نہیں لیا جاتا اور اگر قتل سے مُراد قتل حقیقی ہو تو جب وہ میرے قتل سے فارغ ہو چکا تو قصاص کا حق اولیا کی طرف منتقل ہو گیا پس میرے لئے اپنے قاتل کو قتل کرنا ناممکن ہے

اِستماعُ الاغتیاب

غیبت کی سماعت

قال العُتبي، حدّثني ابي عن سعيد القصري، قال: نظر اليّ عمرو بن عُتبة ورجلٌ يشتم بين يديّ رجلاً، فقال لي: ويلك (وما قال لي ويلك قبلها) نزّه سمعك عن استماع الخنا كما تُنزّه لسانك عن الكلام به، فانّ السامع شريكُ القائل، وانه عمد الى شرّ ما في وعائه فافرغه في وعائك، ولو رُدّت كلمة جاهلٍ في فيه لسعد رادّها كما شقي قائلها وقد جعله الله تعالى شريكَ القائل فقال: سمّاعون للكذب اكّالون للسُحت۔

حل لغات اُغتیاب: پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا۔ العتبی: دیکھو ص۱۰۱ عمرو بن عتبہ بن ابوسفیان بن حرب المتوفی فی حدود ۱۹۰ھ بنو امیہ میں نہایت نیک وصالح، شیریں بیان، فصیح اللسان، عدل پسند اور ظلم کو ناپسند کرنے والے تھے، جب حجاج کے جور وستم کی وجہ سے عبدالرحمن بن محمد بن اشعث مقابلہ کے لئے اٹھے تو انکے ساتھ حضرت عمرو بھی نکلے اور مقابلہ میں قتال کیا یہاں تک کہ جاں بحق ہو گئے،

یشتم، دیکھو ص۴۲ ویلک: دیکھو ص۵ نزہ: تنزیہ سے امر حاضر ہے اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھنا نزہ (س، ک) نزاہتہً برائی سے دور رہنا۔ الخنا: بری بات، خنا (ن) خنواً، خنی (س) خنیً بدزبانی کرنا، دعار: برتن (ویطلق علی الصدر تشبیھاً) جمع اوعیہ جمع اُدْعٍ، وَعَی یعی وَعْیاً جمع کرنا۔ فیہ: فی بمعنی منہ، ہا ضمیر حالت جری میں ہے۔ سَعُدَ (ف) سعادۃً نیک بخت ہونا ص سعید جمع سُعداء، شقی (س) شقاوۃً، شقوۃً بدبخت ہونا ص شقی جمع اشقیاء۔ سحت: حرام، ہر وہ کمائی جو خبیث وقبیح ہو اور اس سے عار لازم آئے جیسے رشوت سود وغیرہ۔ سحت (ف) سحتاً حرام مال کھانا۔ ہلاک کرنا۔ **تشریح** فاضل عتبی نے بواسطہ والد سعید قصری سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا، کمبخت (اس سے پہلے کبھی آپ نے مجھ سے یہ نہیں کہا) اپنے کانوں کو بھی بری بات سننے سے اسی طرح بچا جس طرح بری بات کہنے سے اپنی زبان کو بچاتا ہے کیونکہ سامع (گناہ میں) کہنے والے کا شریک ہوتا ہے کہنے والا اپنے ظرف کی خباثت تمہارے ظرف میں اونڈیلنا چاہتا ہے اگر جاہل کی بات اسی کے منہ پر مار دی جائے تو لوٹانے والا یقیناً نیک بخت ہوگا جیسا کہ اس کا کہنے والا بدبخت ہے، بیشک خداوند تعالیٰ نے سننے والے کو کہنے والے کا شریک قرار دیا ہے فقال "سماعون ا ہ" غلط باتیں سننے والے ہیں حرام کھانے والے ہیں ؎ گذرگاہ قرآن وپند ست گوش ٭ بہ بہتان وباطل شنیدن مکوش

قُوَّةُ الفَصَاحَة

زور بیان!

؎ نازک کلامیاں مری توڑیں عدو دل ٭ میں وہ بلا ہوں کہ شیشے سے پتھر کو توڑ دوں (ذوق)

قال صاحبُ الاغانی ان رجلاً قال لجریرٍ مَن اَشعرُ الناسِ قال قم حتی اعرّفک الجوابَ فاخذ بیدہٖ وجاء الی ابیہ عطیۃ وقد اخذ عنزاً فاعتقلھا وجعل یَمُصُّ ضرعھا فصاح بہٖ اخرج یاابتِ فخرج شیخٌ ذمیمٌ رثُّ الھیئۃِ وقد سال لبنُ العنزِ علی لحیتہ فقال ترٰی ھٰذا قال نعم قال اَوَ تعرفہ قال لا قال ھٰذا ابی اتدری لِمَ کان یَشرب من ضرع العنزِ قال لا قال مخافۃَ ان یُسمع صوتُ الحلبِ فیطلب منہ ثم قال اَشعرُ الناسِ مَن فاخر بھٰذا الاب ثمانین شاعراً وقارعھم فغلبھم جمیعاً،

حل لغات فصاحۃ: دیکھو ص۲ صاحب الاغانی: ابوالفرج علی بن حسین اصبہانی ماہر انساب، صاحب تاریخ اور مشہور ادیب ہے کتاب التعدیل والانتصاف، کتاب الدیارات، آداب الغرباء، کتاب ایام العرب وغیرہ سب آپ ہی کی تصانیف

ہیں اور اغانی جیسی مایہ ناز کتاب بھی آپ ہی کی ہے جس کے بارے میں اہل علم کا اتفاق ہے کہ لم یعمل فی بابہ مثلہ، اس کتاب کی تالیف میں آپ نے پچاس سال صرف کئے ہیں یہی وہ کتاب ہے جس کے صلہ میں آپ نے سیف الدولہ سے ایک ہزار اشرفیوں کا انعام پایا تھا، صاحب ابن عباد کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے ساتھ سفر میں بھی برائے مطالعہ کتب ادبیہ کا اتنا عظیم ذخیرہ ہوتا تھا کہ تیس اونٹوں پر لادا جاتا تھا لیکن جب ان کے پاس الاغانی پہنچی تو سفر میں صرف یہی کتاب ہوتی تھی۔ جریر ابو حزرہ بن عطیہ تمیمی مولود ۴۲ھ متوفی ۱۱۰ھ مشہور اسلامی شاعر ہے، فرزدق اور اخطل کا ہم عصر ہے، جریر اور فرزدق کی باہمی نوک جھونک مشہور ہے لیکن اہل ادب کے نزدیک جریر فرزدق سے اشعر ہے۔ ایک اعرابی سے دریافت کیا گیا" ان میں زیادہ شاعر کون ہے! اس نے کہا: قصر شعر تین چیزوں پر مبنی ہے، فخر، مدیحہ، ہجا، جریر تینوں میں غالب ہے۔ عنز: بکری ج عنوز، عنز (ن) عنزاً۔ نیزہ مارنا۔ فاعتقلها: بکری کی ٹانگ کو اپنی ران اور پنڈلی کے درمیان دبا کر دوہنا یمص: (س، ن) چوسنا۔ ضرعها: تھن۔ صاح: (ض) صیحۃ، صیاحاً چیخنا۔ پکارنا۔ علیہ ڈانٹنا۔ یا ابت: اصل میں یا ابی تھا یا متکلم کو تا سے بدل دیا گیا۔ ذمیم: برا، ذمہ (ن)، ذمّاً، مذمۃ برا کہنا، ذمام حق، حرمت ج اذمۃ ذمۃ امان، عہد ج ذمم۔ رث: کہنہ رثّ (ض) رثاثۃ۔ الثوب بوسیدہ ہونا ص رث ج رثاث، کلام رث "غث" گھٹیا درجہ کا کلام، ہیئۃ: حالت، شکل ج ہیئات۔ سال: (ض) سیلاً، سیلاناً بہنا، سیل، سیلاب ج سیول، لبن: دودھ ج البان لبن (ض، ن) لبناً دودھ پلانا، لبون دودھ والی ج لبان، لبن، لبنا حاجت ج لبان۔ لحیۃ: داڑھی ج لحی لم: ما استفہامیہ ہے جس پر حرف جار داخل ہے اس صورت میں الف کو حذف کرنا اور میم پر فتحہ دینا ضروری ہے جیسے فیم، الام، علام، بم، شعر کی وجہ سے میم کو ساکن بھی کر دیتے ہیں جیسے مصرعہ یا ابا الاسود لم خلفتنی ۔ واما قول حسان مصرعہ علی ما قام یشتمنی لئیم ۔ فضرورۃ، حلب (ن، ض) حلباً، حلاباً دوہنا ص حالب ج حلبۃ، حلب دوہا ہوا دودھ، حلاب دودھ دوہنے کا برتن۔ الدہر اشطرہ زمانہ کے امور خیر و شر کو آزمایا ہے۔

تشریح صاحب اغانی نے ذکر کیا ہے کہ ایک شخص نے جریر سے پوچھا: سب سے زیادہ شاعر کون ہے؟ جریر نے کہا: اٹھو، تاکہ اس کا جواب سمجھا دوں، جریر اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے باپ عطیہ کے پاس لے گیا، وہ ایک بکری پکڑے ہوئے تھا، اس نے بکری کی ٹانگ اپنی رانوں اور پنڈلیوں میں دبا کر اس کا تھن چوسنا شروع کر دیا، جریر نے اس کو آواز دی: ابا جان آیئے! تو ایک بدشکل خستہ حال بوڑھا باہر آیا جس کی داڑھی پر بکری کا دودھ بہ رہا تھا۔ جریر نے کہا: دیکھ لیا، اس نے کہا ہاں دیکھ لیا۔ جریر نے کہا: جانتا ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ جریر نے کہا یہ میرا باپ ہے، (اچھا) یہ بھی معلوم ہے کہ بکری کے تھن سے منہ لگا کر کیوں پی رہا تھا؟ اس نے کہا: نہیں، جریر نے کہا: اس خوف سے کہ کہیں دوہنے کی آواز سن کر دودھ نہ طلب کر لیا جائے، اس کے بعد جریر نے کہا: لوگوں میں سب زیادہ شاعر وہ شخص ہے جس نے اس (خسیس) باپ پر اسی شاعروں کے مقابلہ میں فخر کیا ہے اور سب پر غالب آگیا ہے۔

قوۃ الحفظ

قوت حافظہ

یُروی عن ابنِ المدینی انہ سَأل اعرابیٌ علی بابِ قتادۃ (ھو تابعی جلیل) یُقال: وُلِدَ اکمہ قد اتفقوا علی انہ احفظُ اصحابِ الحسن البصری) وانصرفَ. ففقدَ وافد حاجٍّ قتادۃَ بعدَ عشرِ سنین، فوقفَ اعرابی، فسألھم فسمعَ قتادۃُ کلامَہ، فقال: صاحبُ القدحِ ھذا، فسألوہ فاقربہ

حل لغات ابن المدینی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن جعفر المدینی البصری المتوفی ۲۳۴ھ سرتاج ائمہ حدیث ہیں آپنے علم حدیث میں دو سو کے لگ بھگ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ آپکے حلقہ درس میں بڑے بڑے علماء شریک ہوتے جن کو آپ حدیث کا املا کراتے تھے (قال البخاری "ما استصغرت نفسی عند احد قط الا عند علی بن المدینی"۔ اکمہ: مادر زاد نابینا۔ الحسن البصری: دیکھو ص۵ نقدوا: نقد گم کرنا۔ قدح: پیالہ۔

تشریح: حافظ ابن المدینی سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے جلیل القدر تابعی حضرت قتادہ (ابن دعامہ ابوالخطاب سدوسی متوفی ۱۱۸ھ) جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ آپ مادر زاد نابینا تھے (قال فی الکشاف "لم یکن فی ہذہ الامۃ اکمہ ممسوح غیرہ") اور اہل علم کا اتفاق ہے کہ آپ حضرت حسن بصری کے اصحاب میں سب سے زیادہ حافظ ہیں، انکے دروازہ پر سوال کیا اور واپس ہو گیا اہل خانہ نے ایک پیالہ گم پایا، حضرت قتادہ دس سال بعد حج کیلئے تشریف لے گئے (اور اس سائل کی ملاقات ہوئی، تو وہ خاموش رہا لوگوں نے اس بابت حضرت قتادہ کی گفتگو کی آواز سن کر بولے، پیالے (کا چرانے) والا یہی ہے لوگوں نے اس سے دریافت کیا تو اس نے اس کا اقرار کیا۔

ع اللہ رے ترا حافظ کیا یاد غضب ہے

ذَكاوةُ اياس

ایاس کی ذہانت

هُوَ اَبُو وَاثِلَةَ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ بْنِ اِيَاسِ بْنِ هِلَالِ بْنِ رَبَابٍ الْمُزَنِيُّ قَاضِي الْبَصْرَةِ وَمِنْ ذَكَاوَتِهٖ اَنَّهُ اخْتَصَمَ اِلَيْهِ رَجُلَانِ فِي قَطِيْفَتَيْنِ، حَمْرَاءَ وَخَضْرَاءَ، فَقَالَ اَحَدُهُمَا دَخَلْتُ الْحَوْضَ لِاَغْتَسِلَ وَوَضَعْتُ قَطِيْفَتِي، ثُمَّ جَاءَ هٰذَا وَوَضَعَ قَطِيْفَتَهُ بِجَنْبِ قَطِيْفَتِي، ثُمَّ دَخَلَ، وَاغْتَسَلَ، فَخَرَجَ قَبْلِي وَاَخَذَ قَطِيْفَتِي، فَتَبِعْتُهُ فَزَعَمَ اَنَّهَا قَطِيْفَتُهُ، فَقَالَ اَلَكَ بَيِّنَةٌ؟ قَالَ لَا، قَالَ ائْتُوْنِي بِمُشْطٍ، فَاُتِيَ بِهٖ، فَسَرَّحَ رَأْسَ هٰذَا، ثُمَّ هٰذَا فَخَرَجَ مِنْ رَأْسِ اَحَدِهِمَا صُوْفٌ اَحْمَرُ وَمِنْ رَأْسِ الْاٰخَرِ اَخْضَرُ، فَقَضٰى بِالْاَخْضَرِ لِصَاحِبِ الْاَخْضَرِ وَبِالْاَحْمَرِ لِصَاحِبِ الْاَحْمَرِ +

حل لغات ذکاوۃ (س، ف، ک) ذکاءً تیز خاطر ہونا س ذکی ج اذکیاء (ن) ذکاۃً ذبح کرنا، ذکاء آفتاب کا اسم علم غیر منصرف ابن ذکاء، صبح۔ ایاس: آپ کی کنیت ابو واثلہ ہے اور باپ کا نام معاویہ ہے عمر بن عبدالعزیز کی جانب سے بصرہ کے قاضی تھے، آپ تیز فہمی میں ضرب المثل ہیں، قال حبیب فی العباس بن المامون ؎ اقدام عمرو فی سماحۃ حاتم ٭ فی حلم احنف فی ذکاء ایاس ٭ توفی ۱۲۲ھ وہو ابن ست وسبعین۔ اختصم۔ القوم وخصم (ض) خصماً جھگڑا کرنا۔ خصم مد مقابل ج خصوم خصیم جھگڑالو ج خصماء قطیفۃ جھور دار چادر ج قطف۔ قطائف، قطف الثمر پھل چننا قطف توڑا ہوا پھل۔ انگوروں کا خوشہ ج قطوف جنب پہلو۔ کفارہ۔ جنب (ن) جنباً۔ دفع کرنا (ن۔ ض۔ س) جنابۃ ناپاک ہونا۔ فتبعتہ (س) تبعاً پیچھے چلنا س تابع ج تبعۃ۔ توابع۔ تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب ج تبابعہ۔ فزعم (ن۔ ف) زعماً سچ یا جھوٹ کہنا اس کا استعمال اکثر مشکوک یا ایسی چیزوں میں ہوتا ہے جس کے جھوٹ ہونیکا یقین ہو۔ مشط کنگھی

ج مشاط امشاط۔ سرح۔ الشعر کنگھا کرنا۔ مسرح کنگھی ج مسارح۔ الماشیۃ جانوروں کو چرنے کیلئے چھوڑنا مسرح چراگاہ ج مسارح الزوجۃ۔ طلاق دینا۔ عنہ کشادگی کرنا صوف اون ج اصواف۔ صاف (ن) صوفاً وصوفاً (س) صوفاً۔ الکبش۔ مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔ صوفان بہت اون والا۔

تشریح:

حضرت ایاس کی زیرکی کا ایک قصہ یہ ہے کہ آپ کے پاس دو شخص سرخ اور سبز دو چادروں کے سلسلے میں ایک جھگڑا لے کر آئے ان میں ایک نے کہا: میں غسل کرنے کے لئے حوض میں داخل ہوا اور میں نے اپنی چادر حوض کے کنارے رکھدی۔ اس کے بعد یہ شخص آیا اور اپنی چادر میری چادر کے پاس رکھ کر حوض میں داخل ہوا اور غسل کر کے مجھ سے پہلے باہر نکل آیا اور میری چادر اٹھا کے چلنے لگا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا تو یہ کہتا ہے کہ چادر میری ہے۔ حضرت ایاس نے کہا: تیرے پاس بینہ ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپنے کہا ایک کنگھی لاؤ۔ کنگھی لائی گئی تو آپنے دونوں کے سروں میں کنگھی کی پس ایک کے سر میں سے سرخ اور دوسرے کے سر میں سے سبز اون برآمد ہوئی آپنے سرخ چادر کا فیصلہ سرخ اون والے کے حق میں اور سبز چادر کا فیصلہ سبز اون والے کے حق میں کر دیا۔

قَضَاءُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہٗ

حضرت علیؓ کا فیصلہ!

عَنْ زِرِّ بْنِ حُبَیْشٍ قَالَ، جَلَسَ رَجُلَانِ یَتَغَدَّیَانِ مَعَ اَحَدِھِمَا خَمْسَۃُ اَرْغِفَۃٍ وَمَعَ الْاٰخَرِ ثَلٰثَۃُ اَرْغِفَۃٍ فَلَمَّا وَضَعَا الْغَدَاءَ بَیْنَ اَیْدِیْھِمَا مَرَّ بِھِمَا رَجُلٌ فَسَلَّمَ، فَقَالَا، اِجْلِسْ لِلْغَدَاءِ، فَجَلَسَ، وَاَکَلَ مَعَھُمَا وَاسْتَوَوْا فِیْ اَکْلِھِمُ الْاَرْغِفَۃَ الثَّمَانِیَۃَ فَقَامَ الرَّجُلُ، وَطَرَحَ اِلَیْھِمَا ثَمَانِیَۃَ دَرَاھِمَ وَقَالَ: خُذَا ھٰذَا عِوَضًا مِمَّا اَکَلْتُ لَکُمَا وَنِلْتُہٗ مِنْ طَعَامِکُمَا فَتَنَازَعَا وَقَالَ صَاحِبُ الْخَمْسَۃِ الْاَرْغِفَۃِ لِیْ خَمْسَۃُ دَرَاھِمَ وَلَکَ ثَلٰثَۃٌ، فَقَالَ صَاحِبُ الثَّلٰثَۃِ: لَا اَرْضٰی اِلَّا اَنْ تَکُوْنَ الدَّرَاھِمُ بَیْنَنَا نِصْفَیْنِ، وَارْتَفَعَا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَقَصَّا عَلَیْہِ قِصَّتَھُمَا، فَقَالَ لِصَاحِبِ الثَّلٰثَۃِ الْاَرْغِفَۃِ: قَدْ عَرَضَ عَلَیْکَ صَاحِبُکَ مَا عَرَضَ وَخُبْزُہٗ اَکْثَرُ مِنْ خُبْزِکَ، فَارْضَ بِثَلٰثَۃٍ، فَقَالَ، لَا وَاللّٰہِ، لَا رَضِیْتُ اِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، لَیْسَ لَکَ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْھَمٌ وَاحِدٌ، وَلَہٗ سَبْعَۃٌ، فَقَالَ الرَّجُلُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! ھُوَ یَعْرِضُ عَلَیَّ ثَلٰثَۃً، فَلَمْ اَرْضَ، وَاَشَرْتَ عَلَیَّ بِاَخْذِھَا، فَلَمْ اَرْضَ، وَتَقُوْلُ لِیَ الْاٰنَ، اِنَّہٗ لَا یَجِبُ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ اِلَّا دِرْھَمٌ وَاحِدٌ، فَقَالَ لَہٗ عَلِیٌّ عَرَضَ عَلَیْکَ الثَّلٰثَۃَ صُلْحًا، فَقُلْتَ، لَمْ اَرْضَ اِلَّا بِمُرِّ الْحَقِّ وَلَا یَجِبُ لَکَ بِمُرِّ الْحَقِّ اِلَّا وَاحِدٌ فَقَالَ الرَّجُلُ، لَعَرِّفْنِیْ بِالْوَجْہِ فِیْ مُرِّ الْحَقِّ حَتّٰی اَقْبَلَہٗ فَقَالَ عَلِیٌّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، اَلَیْسَ الثَّمَانِیَۃُ الْاَرْغِفَۃُ اَرْبَعَۃً وَعِشْرِیْنَ ثُلُثًا اَکَلْتُمُوْھَا وَاَنْتُمْ ثَلٰثَۃُ اَنْفُسٍ، وَلَا یُعْلَمُ الْاَکْثَرُ مِنْکُمْ اَکْلًا، وَلَا الْاَقَلُّ فَتَحْمِلُوْنَ فِیْ اَکْلِکُمْ اِلَی السَّوَاءِ، قَالَ بَلٰی، قَالَ، فَاَکَلْتَ اَنْتَ ثَمَانِیَۃَ اَثْلَاثٍ وَاِنَّمَا لَکَ

تِسْعَةُ اَثْلَاثٍ، وَاَكَلَ صَاحِبُكَ ثَمَانِيَةَ اَثْلَاثٍ، وَلَهُ خَمْسَةَ عَشَرَ ثُلُثًا، اَكَلَ مِنْهَا ثَمَانِيَةً وَ يَبْقَى لَهُ سَبْعَةٌ وَاَكَلَ لَكَ وَاحِدَةً مِنْ تِسْعَةٍ، فَلَكَ وَاحِدٌ بِوَاحِدِكَ وَلَهُ سَبْعَةٌ بِسَبْعَةٍ، فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ، رَضِيْتُ الْاٰنَ ÷

حل لغات زر بن حبیش ابو مریم اسدی کوفی، حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کے اصحاب میں سے عراق کے مشہور قاری ہیں۔ آپ کی ساٹھ سال زندگی جاہلیت میں گذری اور ساٹھ ہی سال آپ نے اسلام کے دور میں گذارے۔ ارغفۃ جمع رغیف روٹی طرح (ف) طرحاً الشئ پھینک دینا۔ نالہ نال ینیل نیلاً پانا حاصل کرنا۔ خبز روٹی تر ری۔

تشریح: حضرت زر بن حبیش سے مروی ہے آپنے فرمایا: دو آدمی ناشتہ کرنے کیلئے بیٹھے۔ ان میں ہر ایک کے پاس پانچ اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں جب انہوں نے ناشتہ سامنے رکھا تو ایک شخص نے ان کے پاس آکر سلام کیا انہوں نے کہا: تشریف لائیے ناشتہ کیجئے" وہ بیٹھ گیا اور ان سب نے مل کر آٹھوں روٹیاں کھالیں (ناشتہ سے فراغت کے بعد) وہ شخص جو بعد میں آیا تھا، اٹھا اور ان کو آٹھ درہم دیکر بولا: یہ جو تمہارے ناشتہ سے فائدہ اٹھایا ہے اس کے عوض میں (اپنے اپنے حق کے مطابق) یہ آٹھ درہم لے لو۔ ان دونوں میں جھگڑا ہو گیا۔ پانچ روٹیوں والے نے کہا: پانچ درہم میرے ہیں اور تین تمہارے۔ تین روٹیوں والا بولا کہ میں اس وقت تک راضی نہیں ہو سکتا جب تک آٹھوں درہم ہمارے درمیان برابر نہ ہوں (جب آپس میں فیصلہ نہ ہوا تو حضرت علیؓ کے پاس آئے اور پورا قصہ کہہ سنایا۔ آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا تیرے ساتھی نے تجھ پر (جو کچھ) پیش کیا وہ (تیرے علم میں ہے) جو اس نے پیش کیا حالانکہ اس کی روٹیاں زائد تھیں پس تو تین درہم پر راضی ہو جا۔ اس نے کہا: بخدا میں از روئے حق زیادہ لئے بغیر راضی نہ ہونگا۔ آپنے فرمایا حق کی رو سے تو تیرا صرف ایک درہم ہے اور اس کے سات اسے کہا! بہت خوب وہ تو مجھے تین دے رہا تھا اور آپنے بھی لینے کیطرف اشارہ کیا تب بھی میں راضی نہ ہوا اور آپ فرماتے ہیں کہ حق کی رو سے تیرا صرف ایک درہم ہے۔ آپنے فرمایا: وہ جو تجھ کو تین دے رہا تھا وہ گو از روئے صلح دے رہا تھا تو نے کہا کہ میں از روئے حق زیادہ لونگا۔ سو از روئے حق تو تیرا ایک ہی درہم ہے۔ اسنے کہا ذرا مجھے سمجھا دیجئے تاکہ میں قبول کر سکوں۔ آپنے فرمایا: آٹھ روٹیاں تین تہائی کرنے سے ۲۴ ہوتی ہیں جنکو تم تین آدمیوں نے کھایا ہے اور تم میں کم و بیش کھانیوالے کا علم نہیں لہذا تم کو کھانے میں برابر ہی شمار کیا جائیگا: اس نے کہا: جی ہاں بالکل صحیح ہے۔ آپنے فرمایا! تیرے کل نو ثلث تھے جس میں سے آٹھ تو خود کھا گیا اور پندرہ ثلث تیرے ساتھی کے تھے جن میں سے اس نے آٹھ ثلث کھائے ہیں اور سات باقی ہیں تیسرے ساتھی نے تمہارے نو ثلث میں صرف ایک ثلث کھایا لہذا تیرے ایک ثلث کے عوض میں ایک درہم اور تیرے ساتھی کے لئے سات کے عوض میں سات درہم ہیں اس نے کہا: اب راضی ہوں۔

عَدَمُ الْقَنَاعَةِ

بے صبری

قناعت کن اے نفس بر اندکے ❋ کہ سلطان و درویش بینی یکے۔

اگر انسان قانع ہو غنی ہووے وہ عالم سے ❋ ہوا و حرص لیکن اس کی مٹی خوار کرتی ہے

حُکِیَ ان بعضَ الارقاءِ کان عند مالك، یاکلُ الخاصَّ، ویُطعِمُه الخشکارَ فانِفَ الرقیقُ من ذٰلك، فطلبَ البیعَ فباعه وشَراه مَن یاکلُ الخشکارَ، ویُطعِمه النخالةَ فطلبَ البیعَ، فباعه وشَراه من یاکلُ النخالةَ، ولایُطعِمُه شیئًا، فطلبَ البیعَ فباعه وشَراه مَن لایاکلُ شیئًا، وحلَقَ راسَه، وکانَ فی اللیل یُجلِسُه، ویَضعُ السراجَ علٰی راسِه بدلًا من المنارةِ، فاقامَ عندَه ولم یطلُبِ البیعَ، فقالَ له النخاسُ: لِاَیِّ شیءٍ رضیتَ بهٰذه الحالةِ عندَ هٰذا المالكِ فی هٰذه المرةِ؟ فقال اخافُ ان یَشتریَنی فی هٰذِه المرةِ مَن یَضعُ الفتیلةَ فی عَینی عوضًا عن السراجِ۔

حلِ لغات قناعة تھوڑی چیز پر راضی ہونا س قانع ج قنعٌ ارقاء جمع رقیق غلام۔ رق (ض) رقًا غلام بننا۔ رِقّۃٌ پتلا ہونا۔ لہ رحم کرنا خشکار بے چھنا آٹا۔ انف (س) اَنَفًا ناپسند کرنا۔ استنکف ننگ و عار کی وجہ سے باز رہنا۔ نخالۃ بھوسی۔ نخل (ن) نخلًا آٹا چھاننا۔ النصیحۃ خیر خواہی کرنا۔ نخیلۃ خالص خیر خواہی طبیعت ج نخائل حلق (ض) حلقًا۔ مونڈنا۔ حلاق نائی۔ سراج چراغ ج سُرُج المنارۃ روشنی کی جگہ۔ ڈیوٹ ج مَنَاوِر۔ نار (ن) نورًا روشن ہونا۔ نخاس۔ غلاموں جانوروں کی تجارت کرنے والا۔ نخس (ف۔ن) نخسًا چونکا لگانا۔ الفتیلۃ بتی ج فتائل۔ فتل (ض) فتلًا رسی بٹنا۔ **تشریح**۔ بیان کیا گیا ہے کہ ایک غلام ایسے آقا کے ہاں تھا جو خود میدہ (کی روٹی) کھاتا تھا اور غلام کو بے چھنا آٹا کھلاتا تھا۔ غلام کو یہ چیز ناگوار معلوم ہوئی اس لئے اس نے (آقا سے) فروخت کر دینے کا مطالبہ کیا۔ آقا نے فروخت کر دیا۔ اب اس کو ایسے شخص نے خریدا جو خود بے چھنا آٹا کھاتا تھا اور اس کو بھوسہ کھلاتا تھا۔ غلام نے یہاں بھی بیع کا مطالبہ کیا۔ اس نے بھی بیچ دیا اور اب ایسے شخص نے خریدا جو خود بھوسہ کھاتا تھا اور اسے کچھ بھی نہیں کھلاتا تھا۔ غلام نے پھر وہی مطالبہ کیا۔ اس نے بھی فروخت کر دیا اور اس مرتبہ ایسے شخص نے خریدا جو خود (بھی) کچھ نہیں کھاتا تھا اور اس کو بھی نہیں کھلاتا تھا، اور اس کا سر مونڈ کر رات بھر بٹھلاتا اور ڈیوٹ کے بجائے اس کے سر پر چراغ رکھتا تھا۔ غلام اس کے ہاں ٹھہر گیا اور بیع کا مطالبہ نہ کیا۔ بردہ فروش نے غلام کو کہا: اس شخص کے ہاں اس حالت میں اتنی مدت تک کس وجہ کر خوش رہا؟ غلام نے کہا: اس اندیشے سے کہ کہیں اس مرتبہ کوئی ایسا شخص نہ خرید لے جو چراغ کے بجائے میری آنکھ میں بتی رکھا کرے۔

ء کاسۂ چشم حریصاں پر نشد ٭ تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

المسمّٰی بالملكِ لایخضع لغیرہٖ

بادشاہ نامی کسی کے سامنے نہیں جھکتا

لما استولی الاسکندرُ علٰی مُلك فارس کتبَ الٰی مُعلِّمه ارسطو یاخذ رایَه فی ذٰلك فکتبَ الیه الرأیُ ان توزِّعَ ملکَهم بینهم وکلَّ مَن ولَّیتَه ناحیةً سَمِّه بالملك وافرِدْه بمُلكِ ناحیتِه واعقِدِ التاجَ علٰی راسِه وان صغرَ ملکُه فان المسمّٰی بالملكِ لایخضع لغیره فلابدَّ ان یقعَ بینهم تغالبُ علی الملك فیعودَ حربُهم لك حربًا بینهم فان دَنوتَ منهم دانوا لك وان نایتَ عنهم تعزَّزوا بك وفی ذٰلك شاغلٌ لهم عنك وامانٌ لِاحداثهم بعدك شیئًا فعلِموا انه الصوابُ وفرَّقَ القومَ فی

الْمَمَالِكِ فَسُمُّوا مُلُوْكَ الطَّوَائِفِ فَيُقَالُ اَنَّهُمْ مَا زَالُوْا مُخْتَلِفِيْنَ اَرْبَعَمِائَةَ سَنَةً۔

حل لغات لایخضع دیکھو ص ۴۳ استولی غالب ہونا۔ الاسکندر ابن فیلبس المقدونی الرومی یونانی حکمرانوں میں ایک مشہور شہنشاہ تھا جو بلاد کثیرہ و ممالک بعیدہ کو فتح کرتا ہوا اقصی ہندو الاکل حدود چین و ترک تک پہنچ گیا تھا اسکی مملکت شرق و غرب دونوں جانبوں کو محیط تھی اس لئے اسکو ذوالقرنین کہا جاتا ہے۔ اس نے داریوش (دارا بن دارا بن بہمن بن اسفندیار بن بشتاسف بن لہراسف) کو قتل کرنے سے چھ سال قبل اور قتل کے چھ سال بعد بارہ سال تک حکومت کی ہے اور ۲۷ بادشاہوں کو قتل کیا ہے بارہ شہر تعمیر کئے ہیں۔ ہراۃ۔ مرو (بلاد خراسان میں) سمرقند (بلاد صغد میں) اسکندریہ (بلاد قبط میں) اسی کے آباد کئے ہوئے ہیں جب یہ ہندوستان سے بابل کی طرف واپس ہوا تو راستہ میں کسی نے زہر دے کر ختم کر دیا (وقیل ان لبعض خدامہ اصابہ بسہم) اس کے انتقال کے بعد بطلیموس بن لاغوس، اریدآوس، انطیوخوس، سلوقوس چاروں نے اس کے ملک کو چوتھائی چوتھائی تقسیم کر لیا۔ فارس۔ فارس بن کیومرث کیطرف منسوب ہے۔ ارسطو ارسطاطالیس کا مخفف ہے۔ ارسطاطالیس نیقوماخوش فیثاغورثی کا لڑکا ہے۔ نیقوماخوش کا ترجمہ قاہر الخصوم اور ارسطاطالیس کا ترجمہ تام الفضیلۃ ہے۔ ارسطو افلاطون کا شاگرد ہے۔ اور وہ فیثاغورس کا اور وہ اصحاب سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا۔ ارسطو کو سترہ سال کی عمر میں اس کے باپ نے افلاطون کے پاس چھوڑ دیا تھا۔ چنانچہ یہ تقریباً بیس سال تک افلاطون کے پاس رہا اور اس سے علم حاصل کرتا رہا حتی صار حکیماً مبرزاً یشتغل علیہ۔ افلاطون کی توجہ اپنے تلامذہ میں سب سے زیادہ ارسطو ہی کیطرف رہتی تھی اور وہ اس کو عاقل کے لقب سے پکارتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ ارسطو اپنے سب ساتھیوں پر فائق رہا۔ کہا جاتا ہے کہ فلسفہ یونان ارسطو ہی پر ختم ہو گیا۔ ارسطو سے مختلف لوگوں نے علم حاصل کیا مگر اس کے تلامذہ میں سب سے زیادہ فلسفہ حاصل کرنیوالا شاہ اسکندر ہے جسنے ارسطو کے ہاں پانچ سال تک تعلیم پائی ہے۔ ارسطو نے ایک سو سے زائد کتابیں لکھی ہیں۔ کتاب المناظر۔ کتاب المنطق کتاب الحیل۔ سمع الکیان۔ کتاب السماء والعالم۔ کتاب الآثار العلویہ۔ کتاب الحیوان، کتاب النبات، کتاب النفس، کتاب الحس والمحسوس۔ کتاب الشباب والہرم وغیرہ سب اسی کی ہیں۔ کتاب النفس کا ایک نسخہ کسی کے ہاتھ لگا جس کا حکیم ابو نصر فارابی نے شرح و ترجمہ مطالعہ کیا تھا اس پر حکیم موصوف کی یہ عبارت تحریر تھی "انی قرأت ہذا الکتاب مائۃ مرۃ"۔ توزع۔ بینہم پراگندہ کرنا۔ علیہم تقسیم کرنا۔ وزع یزع وزعاً۔ فلاناً روکنا وزغا بھڑکانا۔ افرزہ یکسو کرنا۔ اعقد (ض) عقداً باندھنا۔ گرہ لگانا۔ تاج شاہی ٹوپی ج تیجان۔ تاج (ن) توجاً تاج پہننا۔ حرب ہم لڑائی ج حروب۔ حرب (ن) حرباً سب کچھ چھین لینا۔ حاربہ لڑائی کرنا۔ حربۃ چھوٹا نیزہ ج حراب۔ دنوت دیکھو ص ۴۲ داکرا جمع غائب ہے۔ مطیع ہونا۔ دیکھو ص ۶۵ نایت نای ینای نایاً دور ہونا مس ناپر۔

تشریح

جب اسکندر نے ملک فارس پر غلبہ حاصل کر لیا تو اس نے اس سلسلے میں اپنے استاد ارسطو کی رائے حاصل کرنے کی غرض سے اسکے پاس ایک خط لکھا ارسطو نے رائے ظاہر کرتے ہوئے لکھا کہ ملک فارس کو اہل فارس کے درمیان تقسیم کر دے اور جس کو جس خطہ کا والی بنائے اس کو ملک کیساتھ موسوم کر دے اگرچہ اس کا ملک چھوٹا ہی ہو اس واسطے کہ جو شخص ملک کے ساتھ موسوم ہوتا ہے وہ کبھی دوسرے کے لئے فروتنی نہیں کرتا۔ پس لامحالہ ان میں ایک دوسرے پر زبردستی تسلط جمالینے کا داعیہ پیدا ہوگا اور انکی وہ لڑائی جس میں وہ تیرے ساتھ قتال کا ارادہ رکھتے ہیں خود ان کی آپس کی لڑائی ہو کر رہ جائیگی۔ اب اگر تو ان سے قریب ہوگا تو وہ تیرے مطیع ہونگے اور اگر تو ان سے دور رہیگا تو وہ تیرے ذریعے فخر کریں گے اس صورت میں وہ تیرے مقابلہ سے غافل ہو جائیں گے اور تیرے بعد والے نوجوانوں کے لئے بھی کچھ امن ہوگا۔ اسکندر کو یقین ہو گیا کہ ارسطو کی رائے ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے قوم کو مختلف ممالک میں متفرق کر دیا اور ہر ایک کو ملک کا خطاب دیدیا۔ کہا جاتا ہے کہ (ارسطو کی مذکورہ بالا رائے کے نتیجہ میں) وہ لوگ چار سو سال آپسی اختلاف کے شکار بنے رہے۔"

(تنبیہ) بعض حضرات کو یہ سخت مغالطہ ہو گیا ہے کہ سکندر مقدونی ہی وہ ذوالقرنین ہے جس کا ذکر قرآن کی سورۂ کہف میں کیا گیا ہے۔ یہ قول باتفاق جمہور علماء سلف قطعاً باطل ہے کیونکہ قرآن کی تصریحات کے مطابق ذوالقرنین صاحب ایمان اور مرد صالح بادشاہ تھا اور اسکندر مقدونی مشرک وجابر جس کے شرک وظلم کی صحیح تاریخ خود اس کے بعض امراء دربار نے بھی مرتب کی ہے حافظ ابن حجر شارح بخاری فرماتے ہیں کہ سکندر یونانی کسی طرح بھی قرآن میں مذکور ذوالقرنین نہیں ہو سکتا۔ حافظ عماد الدین ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اسحق بن بشر نے بروایت سعید بن بشیر قتادہ سے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین کا نام سکندر تھا اور یہ سام بن نوح علیہ السلام کی نسل سے تھا۔ یعنی اسکندر بن فیلپس (مقدونی) کو ذوالقرنین کہنے لگے ہیں جو رومی اور بانی اسکندریہ ہے۔ مگر واضح رہے کہ یہ دوسرا ذوالقرنین پہلے سے بہت زمانہ بعد پیدا ہوا ہے۔ کیونکہ سکندر مقدونی حضرت مسیح علیہ السلام سے تقریباً تین سو سال قبل ہوا ہے جس کا وزیر مشہور فلسفی ارسطاطالیس تھا اور اوّل ذوالقرنین مسلمان اور عادل بادشاہ تھا اور اس کے وزیر حضرت خضر (علیہ السلام) تھے اور ان دونوں کے درمیان تقریباً دو ہزار سال سے بھی زیادہ کا فصل ہے۔ پس کہاں یہ (مقدونی) اور کہاں [illegible] ذوالقرنین ۔ (قصص القرآن بالتغییر)

اَلتَّضْمِيْنُ الْعَجِيْبُ

انوکھی بندش

يُحْكٰى اَنَّ الْحَيْصَ بَيْصَ الشَّاعِرَ قَتَلَ جَرْوَ كَلْبَةٍ فَاَخَذَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ كَلْبَةً وَعَلَّقَ فِيْ رَقَبَتِهَا رُقْعَةً وَاَطْلَقَهَا عِنْدَ بَابِ الْوَزِيْرِ، فَاَخَذَتِ الرُّقْعَةَ فَاِذَا مَكْتُوْبٌ فِيْهَا ؎

يَا اَهْلَ بَغْدَادَ اِنَّ الْحَيْصَ بَيْصَ اَتٰى	بِجُرْأَةٍ اَلْبَسَتْهُ الْعَارَ فِي الْبَلَدِ
اَبْدٰى شَجَاعَتَهُ بِاللَّيْلِ مُجْتَرِئًا	عَلٰى جُرَيٍّ ضَعِيْفِ الْبَطْشِ وَالْجَلَدِ
فَاَنْشَدَتْ اُمُّهُ مِنْ بَعْدِ مَا احْتَسَبَتْ	دَمَ الْاُبَيْلَقِ عِنْدَ الْوَاحِدِ الصَّمَدِ
"اَقُوْلُ لِلنَّفْسِ تَاْسَاءً وَتَعْزِيَةً	اِحْدٰى يَدَيَّ اَصَابَتْنِيْ وَلَمْ تُرِدِ
كِلَاهُمَا خَلَفٌ مِنْ بَعْدِ صَاحِبِهٖ	هٰذَا اَخِيْ حِيْنَ اَدْعُوْهُ وَذَا وَلَدِيْ"

حل لغات التضمین شاعر کا دوسرے کے شعر کو اپنے کلام میں شامل کر لینا۔ حَیْص بَیْص ابو الفوارس شہاب الدین سعد بن محمد بن سعد بن صیفی تیمی متوفی ۵۷۴ھ فصیح وبلیغ شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ ایک اچھا شافعی فقیہہ بھی تھا اس نے مقامات میں قاضی محمد بن عبد الکریم الوزان کے پاس فقہ حاصل کیا تھا مگر طبیعت پر شعر وشاعری غالب تھی۔ حیص بیص کے معنی شدت واختلال کے ہیں۔ یقول العرب وقع فی حَیْصَ بَیْصَ۔ وہ ایسی گڑبڑی میں پڑ گیا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں اس نے ایک بار لوگوں کو سخت پریشانی میں مبتلا پایا تو کہنے لگا: مالناس فی حیص بیص؟ اسی وقت سے اسکا عرف حیص بیص ہو گیا۔ جَرْو درندہ کا بچہ جیسے کتا۔ بھیڑیا۔ شیر وغیرہ ج اجریہ کلبۃ کتیا۔ جرأۃ دلیری۔ جَرُؤَ (ک) جُرأۃً۔ جُرْأَۃً۔ علیہ دلیری کرنا (س) جَرِئَ ج اَجْزاء۔ عار شرم ونگ۔ جُرَیٌ جرو کی تصغیر ہے۔ البطش (ن ض) بَطْشاً۔ بر سختی کے ساتھ پکڑنا۔ الجلد (ک) جلادۃ۔ جلودۃ چالاک ہونا۔ احتسبت ثواب کی اُمید رکھنا۔ دَم خون ج دماء۔ ابیلق ابلق کی تصغیر ہے چتکبرا۔ الصمد بے نیاز۔ ازل سے ابد تک باقی رہنے والی ذات وہ ذات جس کے سب محتاج ہوں اور وہ کسی کی محتاج نہ ہو۔ صمد (ن ض) صَمْداً، لہ، الیہ

قصد کرنا۔ تاساز۔ تعزیۃً تعلیل یا مالیت یا مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ **تشریح** بیان کیا جاتا ہے کہ ایک بار حیص بیص شاعر نے ایک کتیا کے بچے کو مار ڈالا۔ ایک شاعر نے کتیا کی گردن میں ایک رقعہ لٹکا کر وزیر کے دروازہ کی طرف چلتی کر دی (کتیا کی گردن سے) رقعہ لٹکا گیا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا ۔ یا اہل بغداد! بغداد والو حیص بیص نے ایسی دلیری کی ہے جس نے اس کو شہر بھر میں شرم و عار کا جامہ پہنا دیا۔ اس نے رات کے وقت ایک کمزور و ناتواں پلّے پر حملہ کرتے ہوئے بہادری ظاہر کی ہے۔ پلّے کی ماں نے اپنے بچّے کے خون کو باعث ثواب سمجھتے ہوئے کہا کہ میں اپنے جی کو صبر کرنے کیلئے کہتی ہوں کیونکہ میرے ایک ہاتھ کا صدمہ مجھ کو بے ارادہ پہنچا ہے۔ وہ دونوں ایک دوسرے کا خلیفہ ہے۔ یہ میرا بھائی ہے جبکہ اس کو کسی مصیبت میں بلاؤں اور یہ میرا بیٹا ہے یعنی اگر ایک گیا تو مشکلات کیلئے دوسرا باقی ہے۔ اور اگر قصاص لوں تو کوئی بھی نہ رہے گا لہٰذا درگذر ہی بہتر ہے۔" **(فائدہ)** تضمین فن بدیع کی ایک عمدہ ترین صنعت ہے جس سے کلام میں ملاحت آجاتی ہے۔ تضمین کا مطلب یہ ہے کہ ایک شاعر دوسرے شاعر کے کلام کو زائد ہو یا کم اپنے کلام کے ساتھ اس طرح پیوند کرلے کہ سامع امتیاز نہ کر سکے کہ یہ کلام کس اور کا ہے۔ مذکورہ بالا اشعار میں آخری دو شعر ایک عربیہ عورت کے ہیں جس کے بھائی نے اس کے لڑکے کو قتل کر دیا تھا شاعر ثانی نے ان دو شعروں کی تضمین کر کے حیص بیص کی مذمت کی ہے کیونکہ تضمین کے بعد کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ کتیا اس کی بہن ہے اور جس پلّے کو اس نے قتل کیا ہے وہ اس کا بھانجا ہے۔"

اِختلافُ العلماءِ رحمۃٌ

علماء کا اختلاف بھی رحمت ہے

قال المتوکل یومًا لجلسائه اتعلمون اول ما عتب المسلمون علی عثمان رضی الله عنه؟ فقال احدهم نعم یا امیر المؤمنین انه لما قبض رسول الله صلی الله علیه وسلم، قام ابوبکر رضی الله عنه علی المنبر دون مقام رسول صلی الله علیه وسلم بمرقاةٍ، ثم قام عمر رضی الله عنه دون مقام ابی بکر رضی الله عنه بمرقاةٍ ثم لما ولی عثمان رضی الله عنه صعد ذروة المنبر، فانکر المسلمون علیه ذلك وارادوا ان ینزل دون مقام عمر بمرقاةٍ فقال عبادة للمتوکل: یا امیر المؤمنین! ما احدٌ اعظم منةً علیك من عثمان فقال وکیف ذلك؟ ویلك قال: لانه صعد ذروة المنبر فلو انه کلما قام خلیفةٌ، نزل عن مقام من تقدمه بمرقاةٍ، کنت انت تخطب علینا فی بئرٍ،

حل لغات المتوکل ابو الفضل متوکل باللہ بن معتصم باللہ مولود ۲۰۶ھ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ جلساء جمع جلیس ہمنشین۔ عتب ان (ن، ض) عتبًا۔ معتبۃً، خفگی ظاہر کرنا، قبض قریب المرگ ہونا۔ مرنا (ض) قبضًا۔ بیدہ پکڑنا۔ قبضۃً مٹھی بھر لینا۔ منبر ج منابر مرقاۃ سیڑھی کا پایہ ج مراق۔ رقی (س) رقیًا چڑھنا (ض) رقیًا منتر کرنا ص راقی ج رقاۃ، صعد (س) صعودًا چڑھنا ص صاعد صعید مٹی۔ زمین کا بلند حصہ۔ ذروۃ بلندی ج ذری (ن)، ذروًا ہوا میں اڑجانا، تخطب (ن) خطبۃً خطبہ دینا۔ تقریر کرنا (ک) خطابۃً لیکچرار ہونا ص خطیب ج خطباء (ن) خطبًا خطبۃً منگنی کرنا ص خاطب۔ بئر کنواں ج آبار۔ **تشریح**:۔ ایک روز خلیفہ متوکل نے اپنے ہمنشینوں سے کہا: جانتے ہو حضرت عثمانؓ پر مسلمانوں کو سب سے پہلے کس چیز نے غضبناک کیا؟ انہیں سے ایک شخص نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلعم کی جگہ سے ایک سیڑھی

نیچے کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوئے۔ اور جب عثمانؓ خلیفہ ہوئے تو آپ سب سے اوپر والی سیڑھی پر چڑھ گئے۔ مسلمانوں نے اس پر نکیر کی اور چاہا کہ آپ حضرت عمرؓ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے کھڑے ہوں حضرت عبادہ نے متوکل سے کہا: اے امیر المؤمنین آپ پر حضرت عثمانؓ سے زیادہ احسان کرنیوالا کوئی نہیں۔ خلیفہ نے کہا: یہ کیسے ؟ اس نے کہا: اس لئے کہ حضرت عثمانؓ منبر کے اوپر چڑھ گئے۔ اگر ہر خلیفہ سابق خلیفہ کی جگہ سے ایک سیڑھی نیچے ہی کھڑا ہوا کرتا تو آج آپ ہم کو کنوئیں میں (کھڑے ہوئے) خطبہ دیتے ہوتے۔

؎ گلہائے رنگ رنگ سے ہے رونقِ چمن ❊ اے ذوق اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے

فائدہ:۔ اختلاف کی دو قسمیں ہیں مذموم اور مستحسن۔ مذموم وہ ہے جو عقائد اور اصول دین کی بابت ہو جیسے یہود و نصاریٰ کا اختلاف اور مستحسن وہ ہے جو اعمال اور فروع دین میں ہو کما قال علیہ السلام، اختلاف الامۃ رحمۃ " ایک مرتبہ ایک یہودی نے ازراہ طعن حضرت علیؓ سے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کو ابھی دفن بھی نہ کر پائے تھے کہ اختلاف میں پڑ گئے، آپ نے فرمایا کہ ہم نے اپنے نبی کے کسی اصول میں اختلاف نہیں کیا بلکہ آپ کی ہدایات کے بقا کے لئے اختلاف کیا ہے، تم اپنی کہو کہ دریا کے پانی سے تمہارے پاؤں سوکھنے بھی نہ پائے تھے کہ اپنے نبی سے کہنے لگے "اجعل لنا الٰہا کما لہم اٰلہۃ" وہذا من الاجوبۃ المسکتۃ۔

ضَبۡطُ النفسِ عِندَ کلامِ الأوغادِ الأرذالِ

رذیل اور کمینہ لوگوں سے گفتگو کے وقت نفس کو قابو میں رکھنا

؎ دعا کنیم و ملامت کشیم و خوش باشیم ❊ کہ در طریقت ما کافریست رنجیدن

قال محمد بلغنا عن علیّ رضی اللہ عنہ انہ بینما ھو یخطب یوم الجمعۃ اذ حکّمت الخوارج من ناحیۃ المسجد فقال علی رضی اللہ عنہ کلمۃ حق اُرید بہا الباطل لن نمنعکم مساجد اللہ ان تذکروا فیہا اسم اللہ ولن نمنعکم الفیٔ ما دامت اید یکم مع اید ینا ولن نقاتلکم حتی تقاتلونا ثم اخذ فی خطبتہ ومعنی قولہ حکّمت الخوارج ندائُ ھم بقولھم ان الحکم الّا للہ وکانوا یتکلمون بذلک اذا اخذ علیٌّ فی الخطبۃ لیشوّشوا خاطرہ فانھم کانوا یقصدون بذلک نسبتہ الی الکفر لرضاہ بالتحکیم فی صفّین ولھذا قال علیّ رضی اللہ عنہ کلمۃ حق اُرید بہا الباطل یعنی تکفیرہ +

حل لغات ضبط (ن۔ ض) ضبطاً غالب آنا۔ قوی ہونا۔ اَوْغاد جمع وغد۔ کمینہ۔ وغد (ک)، دغادۃ ضعیف العقل ہونا۔ ارذال جمع رذیل حقیر۔ رذل (ک۔ س) رذالۃ قابل حقارت ہونا ص رُذل ج رُذال حکّمت اِن الحکم الّا للہ کہنا۔ خوارج جمع خارجی۔ ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کو حق پر نہیں مانتا۔ رافضی بھی ایک فرقہ ہے جو حضرت علیؓ کے علاوہ دیگر خلفاء کو حق پر نہیں مانتا یہ دونوں فرقے گمراہ ہیں کسی نے خوب کہا ہے ؎

ایک ہی بس لفظ سے ہے دونوں فرقوں کا خروج ❊ خا، خر سے خارجی و رائے خر سے رافضی

اَلفَیَٔ مالِ غنیمت۔ سایہ۔ خراج۔ فلاءض، فَیْئاً لوٹنا سایہ کا ہٹ جانا۔ اَلغَنِیْمَۃ، غنیمت حاصل کرنا۔ یتشوشوا۔ الامر مخلوط کرنا اَلتحکیم حَکَمْ بنانا۔ صِفِّین۔ نہر فرات کے کنارے جانب غرب میں مقام رقہ کے قریب ایک جگہ ہے جہاں حضرت علیؓ اور معاویہؓ کے درمیان جنگ ہوئی تھی"۔

تشریح :۔ محمد کہتے ہیں کہ ہم کو حضرت علیؓ سے یہ خبر پہنچی ہے کہ آپ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے کہ اچانک مسجد کے ایک کنارے سے خارجیوں نے اِنِ الحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ کا نعرہ بلند کیا۔ آپ نے فرمایا (اِنِ الحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ تو) حق بات ہے (جس میں کوئی شک نہیں مگر) اس سے باطل کا ارادہ کیا جارہا ہے۔ ہم تم کو خانہائے خدا میں اللہ کو یاد کرنے سے روکیں گے نہ تم سے مالِ غنیمت روکیں گے جبتک کہ ہمارا تمہارا ساتھ ہے۔ نیز جبتک تم ہم سے قتال نہ کرو گے ہم بھی تم سے قتال نہیں کریں گے۔ اس کے بعد پھر آپ خطبہ میں مشغول ہوگئے۔ محمد کے قول اذ حکمت الخوارج" کا مطلب خارجیوں کا اِنِ الحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ (حکم خدا ہی کا ہے) پکارنا ہے۔ خارجیوں کا یہ عام شیوہ تھا کہ جب حضرت علیؓ خطبہ شروع کرتے تو یہ لوگ برائے تشویش خاطر ان الحکم الا للّٰہ کہنا شروع کردیتے تھے اس سے وہ لوگ حضرت علیؓ کو کفر کی طرف منسوب کرتے تھے۔ کیونکہ آپ جنگ صفین میں ثالث بنانے پر راضی ہوگئے تھے۔ اس لئے آپ نے فرمایا کلمۃ حق ارید بہا الباطل" باطل سے مُراد حضرت علیؓ کو کفر کی طرف منسوب کرنا ہے"۔

(فائدہ) جنگ صفین کا وقوع حضرت عثمانؓ کے قصاص کے داعیہ میں ہوا ہے۔ حضرت عثمانؓ کی شہادت سودان بن حمران کی تلوار سے ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی ہے۔ اسی تاریخ سے اُمت میں فتنہ کا آغاز ہوا ہے۔ صورت یہ ہوئی کہ اہل شام جن پر ایک مدت سے امیر معاویہؓ حکومت کرتے چلے آرہے تھے ان کے ذہنوں میں بات اُتار دیگئی کہ حضرت عثمانؓ کے قاتلین اصحاب علیؓ ہیں۔ چنانچہ شام کے رؤسا، سردار اور سپاہیوں نے یہ قسم کھائی تھی کہ جب تک خلیفہ مقتول کا قصاص نہ لیں گے اُسوقت تک نہ فرش پر سوئیں گے اور نہ اپنی بیویوں سے ملیں گے۔ حضرت علیؓ نے بصرے کوفے میں آکر جریر بن عبداللہ بجلی کو امیر معاویہؓ کے پاس بیعت کیلئے بھیجا۔ امیر معاویہ نے کچھ جواب نہیں دیا اور اہل شام نے تو صاف طور سے حضرت علیؓ کی بیعت نہ صرف انکار کیا بلکہ یہ الزام بھی لگایا کہ وہ خود خلیفہ مظلوم کے قتل میں شریک یا ان کے قاتلین کے حامی ہیں۔ جریر نے واپس آکر حضرت علیؓ کو شام کی کیفیات سنائیں تو آپ کیلئے اب بجز اس کے کوئی چارۂ کار نہ تھا کہ لشکر کشی کریں چنانچہ آپ فوج لیکر نکلے اور مقام نخیلہ میں قیام کیا جب امیر معاویہ کو معلوم ہوا تو وہ بھی شامی فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے حضرت علیؓ جزیرہ کے راستے کہ رقہ پہنچے اور وہاں دریائے فرات کو عبور کیا۔ جب آگے بڑھے تو شامی فوجیں سامنے آگئیں دونوں لشکروں کے طلایوں میں ایک خفیف سی جنگ ہو کر رُک گئی۔ اس کے بعد فریقین ایک دوسرے کے بالمقابل خیمہ زن ہوگئے اور دونوں طرف سے نمائندے برابر آتے جاتے رہے۔ لیکن ہر بار گفتگو بے نتیجہ رہی۔ یہاں تک کہ ۸ صفر ۳۷ھ کو حضرت علیؓ نے عام حملہ کردیا۔ فریقین پُوری قوت کیساتھ میدانِ جنگ میں آگئے اور ہولناک جنگ شروع ہوگئی شامیوں کے پیاپے حملوں سے عراقیوں کے میمنہ نے شکست کھائی۔ حضرت علیؓ نے میسرہ کو اپنا قرارگاہ بنایا وہاں سے بھی اہل مصر تاب نہ لاکر بھاگے حضرت علیؓ نے اشتر سے کہا ان لوگوں سے کہو کہ موت سے بھاگ کر کہاں جاتے ہو؟ اشتر کے جوش دلانے سے مصری پھر پلٹے اور ایسا سخت حملہ کیا کہ شامیوں کی صفیں اُلٹ دیں۔ خونریز جنگ ہو ہی رہی تھی کہ یکایک نیزوں پر قرآن اُٹھا کر اہل شام پکارنے لگے: کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں کتاب اللہ ہے۔ عراقیوں نے قرآن دیکھ کر ہاتھ روک لیا اور کہا ہم کو کتاب اللہ کا فیصلہ منظور ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا: اللہ کے بندو! تم حق پر ہو اپنا ہاتھ نہ روکو فتح میں اب دیر نہیں ہے۔ انہوں نے قرآن اس نیت سے نہیں اُٹھایا کہ اسپر عمل کرنے کیلئے تیار ہیں بلکہ یہ ان کی ایک چال ہے جس سے تم کو فریب دینا چاہتے ہیں۔ اہل عراق بولے کہ ہم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ کوئی کتاب اللہ کی طرف بلائے اور ہم انکار کردیں۔ مسعر اور اس کے ہمراہیوں نے کہا کہ آپ کتاب اللہ کے فیصلے کو منظور کیجئے ورنہ ہم ساتھ چھوڑ دیں گے۔ مجبوراً لڑائی بند کردی گئی۔ اور حضرت علیؓ نے اشعث بن قیس کو بھیجا کہ معاویہؓ کا مقصد دریافت کریں، امیر معاویہؓ نے کہا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک پنچ تمہاری طرف سے اور ایک پنچ ہماری طرف سے مقرر ہو وہ دونوں کتاب اللہ کی رو سے ہماری اور تمہاری نزاع کا فیصلہ کردیں اور ہر فریق ان کے فیصلہ پر رضامند

ہو جائے۔ اشعث بن قیس نے واپس آکر حضرت علیؓ کو اطلاع کی عراقیوں نے یک زبان ہو کر کہا یہ صورت نہایت مناسب ہے چنانچہ رؤسائے عراق نے اپنی طرف سے ابو موسیٰ اشعریؓ امیر کوفہ کو پنچ منتخب کیا اور اہل شام کی طرف سے عمروؓ بن عاص مقرر ہوئے اور دونوں پنچوں نے فریقین سے عہد لکھوا لیا۔ اس طرح اس تباہ کن جنگ کا خاتمہ ہوا۔ جس میں نوے ہزار جانباز مسلمان مقتول ہو چکے تھے۔ عہدنامہ ثالثی کے لکھے جانے کے بعد امیر معاویہ اپنی فوج کو لے کر دمشق روانہ ہو گئے۔ ادھر عراقیوں میں جس وقت اشعث بن قیس اس عہدنامہ کو سنانے کیلئے نکلے تو بنی تمیم کے ایک سردار عروہ بن ادیہ نے کہا: قرآن کے فیصلہ میں تم نے آدمیوں کو کیوں ثالث مانا؟ ہم سوائے اللہ کے کسی کا حکم نہیں مانیں گے۔ جب کوفہ کے قریب آئے تو بارہ ہزار آدمی فوج سے الگ ہو کر مقام حروراء میں خیمہ زن ہو گئے اور اعلان کر دیا کہ ہمارا امیر شبیث بن ربعی ہے۔ عبداللہ بن عباسؓ انکی فہمائش کیلئے بھیجے گئے ان لوگوں نے انکے ساتھ بحث شروع کر دی۔ پھر حضرت علیؓ بھی پہنچ گئے اور پوچھا کہ: تم لوگ کیوں ہماری جماعت سے خارج ہو گئے؟ خوارج: اس لئے کہ آپنے اللہ کے حکم میں انسانوں کو ثالث بنا لیا۔ حضرت علیؓ: کیا میں نے تم کو پہلے اس ثالثی کو قبول کرنے سے منع نہیں کیا تھا تم لوگوں نے تو خود اصرار کر کے مجھے اس پر مجبور کیا ہے۔ خوارج: مسلمانوں کے خون کے معاملہ میں اشخاص کو ثالث بنانا کہاں سے روا ہے؟ حضرت علیؓ: ہم نے اشخاص کو کب حکم مانا ہے۔ ہمارا فیصلہ تو قرآن پر ہے۔ اشخاص اسکی رُو سے حکم دیں گے۔

خوارج: پھر اس فیصلہ کیلئے مدت مقرر کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ حضرت علیؓ: تاکہ اتنے عرصہ میں امت اس سے واقف ہو جائے، لوگوں کو غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے اور صحیح راستہ پر آ جائیں۔ خوارج: ہم اقرار کرتے ہیں کہ اس معاملہ میں ہمارا ثالثی قبول کرنا کفر تھا ہم اس کفر سے توبہ کرتے ہیں آپ بھی اگر تائب ہو جائیں تو ہم ساتھ چلنے کیلئے تیار ہیں۔ حضرت علیؓ: صرف چھ مہینے کی بات ہے شہر میں چلو اس درمیان میں خراج کی وصولی بھی ہو جائیگی اور سواریاں بھی توانا ہو جائیں گی اس کے بعد دشمن کے مقابلہ کیلئے نکلیں گے۔ الغرض بڑی مشکلوں سے انکو کوفہ میں لائے۔ (تاریخ امت مختصراً)۔

شُؤْمُ الدَّارِ
(گھر کی نحوست)

قَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عُمَيْرِ الْكُوفِيُّ: كُنْتُ عِنْدَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ بِقَصْرِ الْكُوفَةِ الْمَعْرُوفِ بِدَارِ الْإِمَارَةِ حِيْنَ جِيءَ بِرَأْسِ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ، فَوُضِعَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَرَآنِيْ قَدِ ارْتَعْتُ فَقَالَ: مَالَكَ؟ فَقُلْتُ: أُعِيْذُكَ بِاللّٰهِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، كُنْتُ بِهٰذَا الْقَصْرِ بِهٰذَا الْمَوْضِعِ مَعَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا) بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ بَيْنَ يَدَيْهِ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ الْمُخْتَارِ بْنِ أَبِيْ عُبَيْدٍ الثَّقَفِيِّ فَرَأَيْتُ رَأْسَ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ زِيَادٍ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ كُنْتُ فِيْهِ مَعَ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ فَرَأَيْتُ رَأْسَ الْمُخْتَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ، ثُمَّ هٰذَا رَأْسُ مُصْعَبِ بْنِ الزُّبَيْرِ بَيْنَ يَدَيْكَ قَالَ: فَقَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنْ مَوْضِعِهِ وَأَمَرَ بِهَدْمِ الطَّاقِ الَّذِيْ كُنَّا فِيْهِ۔

حل لغات شوم دیکھو ص۵۲ الدار دیکھو ص۵ عبدالملک بن عمیر بن سوید لخمی کوفی حلیف بن عدی متوفی ۱۳۶ھ عبدالملک بن مروان متوفی ۸۶ھ ایک خلیفہ کا نام ہے جس کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کی تھی۔ قصر

محل ج قصور۔ مصعب بن الزبیران کی کنیت ابوعیسیٰ ہے۔ یہ حضرت عبداللہ بن الزبیر بن العوام کے بھائی ہیں جب حضرت عبداللہ مکہ کے والی تھے اس وقت انھوں نے انکو عراق کا والی بنادیا تھا۔ سنہ ۷۲ھ میں عبدالملک بن مروان نے انکو اوران کے بیٹے عیسیٰ کو قتل کیا ہے۔ ارتعبت ارتیاع سے ماضی متکلم ہے بمعنی ترسیدن۔ عبیداللہ بن زیاد بن ابیہ امیر معاویہ کی طرف سے سجستان، خراسان، عراق وغیرہ کے حاکم تھے سنہ ۶۷ھ میں عبیداللہ اور ابراہیم اشتر نخعی کے درمیان جنگ ہوئی ہے۔ اشتر نخعی کے ساتھ آٹھ ہزار کوفی تھے اور عبیداللہ کے ساتھ چالیس ہزار شامی موصل کے قریب فریقین کی مڈبھیڑ ہوئی اہل شام شکست کھا گئے اور عبیداللہ شہید ہوگئے۔ حسین بن علی سیجی ذکرہ۔ مختار بن عبید غلط ہے صحیح مختار بن ابی عبید ہے دیکھو مقدمہ صـ۳۲۲۔ ہدم (ض) بدما عمارت ڈھانا۔ الطاق محراب ج طیلقان۔

تشریح عبدالملک بن عمیر کوفی نے بیان کیا ہے کہ جس وقت حضرت مصعب بن زبیر کا سر لاکر عبدالملک بن مروان کے سامنے رکھا گیا اس وقت میں عبدالملک کے پاس کوفہ کے مشہور محل دارالامارہ میں تھا۔ عبدالملک نے مجھے لرزہ براندام دیکھ کر کہا:۔ تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: امیرالمومنین! خدا آپ کی حفاظت کرے میں ایک مرتبہ اس محل میں اسی جگہ عبیداللہ بن زیاد کے ساتھ تھا تو میں نے اس مکان میں حضرت حسین بن علی (رضی اللہ عنہ) کا سر مبارک عبیداللہ کے سامنے دیکھا۔ پھر ایک بار اسی مکان میں مختار بن ابی عبید ثقفی کے ساتھ تھا تو عبیداللہ بن زیاد کا سر مختار کے سامنے دیکھا اس کے بعد ایک دفعہ اسی مکان میں مصعب بن زبیر کے ساتھ تھا تو مختار بن ابی عبید کا سر مصعب کے سامنے دیکھا۔ اب یہ مصعب بن زبیر کا سر آپ کے سامنے ہے۔ عبدالملک کا بیان ہے کہ (یہ سنتے ہی) عبدالملک بن مروان اس جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا اور جس محراب میں ہم تھے اس کو ڈھا دینے کا حکم کردیا"

(فائدہ) اولیٰ:۔ ابن ماجہ کے علاوہ ارباب صحاح نے امام مالک کی حدیث عن الزہری عن سالم وحمزۃ ابنی عبداللہ بن عمر عن ابیہما روایت کیا ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "ان یکن الخیر فی شئی ففی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ اگر کسی چیز میں خیر ہے تو عورت، گھر اور گھوڑے میں ہے، ایک روایت میں ہے "الشوم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" کہ نحوست تین چیزوں میں ہے عورت میں، گھر میں اور گھوڑے میں، ایک اور روایت میں ہے "الشوم فی اربع المرأۃ والدار والفرس والخادم"۔ امام ابوداؤد نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے، قال قال رجل یا رسول اللہ انا کنا فی دار کثیر فیہا عددنا واموالنا فتحولنا الی دار قل فیہا عددنا واموالنا فقال ذروہا ذمیمۃ"۔ ایک شخص نے حضور صلعم سے عرض کیا:۔ یارسول اللہ! ہم ایک مکان میں رہتے تھے وہاں ہمارے افراد اہل وعیال بھی کثرت سے تھے اور ہمارے پاس مال بھی کافی تھا، ہم اس مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوگئے تو ہمارے افراد بھی کم ہوگئے اور مال بھی کم ہوگیا۔ حضور نے ارشاد فرمایا:۔ اس گھر کو چھوڑ دو اس حال میں کہ وہ بُرا ہے۔" اس سے معلوم ہوا کہ بعض اماکن میں نحوست ہوتی ہے۔ علماء کی ایک جماعت جن میں امام مالک بھی ہیں حدیث کو اسی پر محمول کرتی ہے اور کہتی ہے کہ بعض گھروں میں رہنا سہنا من جانب اللہ باعث ضرر اور باعث ہلاکت ہوجاتا ہے۔ بخاری ومسلم کی روایت "انما الشوم فی ثلث الفرس والمرأۃ والدار" سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض گھوڑے اور عورتیں بھی منحوس ہوتی ہیں۔ لیکن جمہور علماء اسکے قائل

عہ ہذہ الدار کانت دار الاسود بن عوف اخی عبدالرحمٰن بن عوف وہوالسائل ۔۱۲

نہیں وہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں میں نحوست کا اعتقاد شیوہ اہل جاہلیت ہے۔ جیسا کہ حضرت عائشہ کی حدیث ناطق ہے[1]، مسند ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ سے کہا کہ ہر حضرت ابو ہریرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث بیان کرتے ہیں "الشؤم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ پوری بات محفوظ نہیں کرسکے کیونکہ وہ آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ فرما رہے تھے۔ قاتل اللہ الیہود یقولون الشؤم فی ثلاث المرأۃ والدار والفرس" پس ابو ہریرہ نے حدیث کا آخری حصہ سُنا شروع کا حصہ سننے سے رہ گیا۔
نیز عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں دیگر اشیاء کی طرح ان چیزوں میں بھی ثبوت نحوست کی نفی موجود ہے[2] حضرت سعد بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا "ہامہ۔ عدوی بدشگونی کوئی چیز نہیں اگر ہوتی تو گھر میں گھوڑے میں عورت میں ہوتی کہ یہ اس کے قابل ہیں لیکن ان میں نحوست نہیں ہے، پس کسی چیز میں نحوست نہیں ہے رہا حضور صلعم کا گھر چھوڑ دینے کو فرمانا سو امام خطابی اس کا جواب دیتے ہیں کہ اس مکان میں رہنے کے سبب سے نقصان اور خرابی کی جو بات ان کے دلوں میں جم گئی تھی۔ اس کا ازالہ مقصود ہے۔ تاکہ وہ شرک خفی میں مبتلا نہ ہوں۔ بدشگونی مقصود نہیں ؛

(فائدہ ثانیہ) بعض اوضاع بعض احوال پر اور بعض اسماء بعض امور پر دال ہوتے ہیں تو اگر بعض کلمات صالحہ سے نیک فالی لیجائے مثلاً کوئی طالب امر کسی سے سنے یا واجد یا نجیح یا کوئی مسافر سنے یا راشد یا واجد الطریق یا کوئی بیمار سنے یا سالم تو ان امور مشروعہ سے نیک فالی میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ نیک فالی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے، ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے ایک شخص سے دریافت کیا: تیرا کیا نام ہے ؟ اس نے کہا: جمرہ (بمعنی چنگاری) آپنے پوچھا: کس کا لڑکا ہے ؟ اس نے کہا شہاب کا (بمعنی شعلہ) آپنے پوچھا: کہاں سے آیا ہے ؟ اس نے کہا: حرقہ سے آپنے پوچھا: کہاں رہتا ہے ؟ اس نے کہا: حرہ میں (بمعنی سیاہ پتھریلی زمین گویا وہ جل کر کوئلہ ہوگئی ہے) آپنے فرمایا: گھر واپس جا کیونکہ تیرے گھر والے سب جل چکے ہیں: اس نے جا کر دیکھا تو واقعی سب جل چکے تھے، کہتے ہیں کہ ایک امیر کے زمانہ میں آسمان سے کچھ ستارے ٹوٹ کر گر گئے جس سے امیر کو بہت دہشت ہوئی اور اس نے نجومیوں

---

[1] قال الحافظ الدمیاطی ومن اغرب ما وقع لی فی تاویلہ مارویناہ بالاسناد الصحیح عن یوسف بن موسی القطان عن سفیان بن عیینۃ عن الزہری عن سالم عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "البرکۃ فی ثلاث فی الفرس والمرأۃ والدار" قال یوسف سالت سفیان بن عیینۃ عن معنی ہذا الحدیث فقال سفیان سالت عنہ الزہری فقال الزہری سالت عنہ سالما فقال سالم سالت عنہ ابی عبداللہ بن عمر فقال عبداللہ بن عمر سالت عنہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا کان الفرس ضروبا فہو مشؤوم واذا کانت المرأۃ قد عرفت زوجا غیر زوجہا فحنت الی الزوج الاول فہی مشؤومۃ واذا کانت الدار بعیدۃ عن المسجد فلا یسمع فیہا الاذان والاقامۃ فہی مشؤومۃ واذا کن بغیر ہذہ الصفات فہن مبارکات ،

[2] وفی سنن ابی داؤد من حدیث فروۃ بن مسیک قال قلت یارسول اللہ! ارض عندنا یقال لہا ارض ابین ہی ارض ریفنا ومیرتنا وانہا وبئۃ او قال وباؤہا شدیدۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعہا عنک فان من القرف التلف، قال ابن الاثیر القرف ملابسۃ الداء ومداناۃ المرض والتلف الہلاک، وہذا لیس من باب العدوی وانما ہو من باب الطب فان استصلاح الہواء من اعون الاشیاء علی صحۃ الابدان وفساد الہواء من اسرع الاشیاء الی الاسقام ۱۲

اور اہل علم لوگوں سے اس کی بابت دریافت کیا لیکن کسی نے تسلی بخش وجہ بیان نہیں کی تو جمیل شاعر نے کہا ہے
ہذی النجوم تساقطت ۔ ترجوم اعداء الامیرا اس سے امیر نے نیک فالی لی اور جمیل کو انعام و اکرام سے نوازا :-
(فائل لا ثالثہ) نفر مذکور بن عبید اللہ بن زیاد کے سامنے امام حسینؓ کا سر کٹ کر آیا اور عبید اللہ کا سر مختار کے سامنے اور مختار کا سر مصعب کے سامنے اور مصعب کا عبد الملک کے سامنے ۔ یہ سارے انقلابات سنہ ۶۱ھ سے سنہ ۷۱ھ تک یعنی صرف دس سال کے اندر اندر واقع ہوئے ہیں (محمد حنیف عفر لہ گنگوہی)

مَنۡ عَادٰی لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُہٗ بِالۡحَرۡب

جو میرے دوست کا دشمن ہوگا اس سے میرا اعلان جنگ ہے !

یہ حدیث قدسی کا ایک ٹکڑا ہے جو بخاری میں حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے ۔ رسول خدا نے فرمایا : حق سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص میرے دوست کو اذیت دے گا تو اس کو اپنی لڑائی سے خبردار کرتا ہوں ! حضرات ائمہ نے کہا ہے کہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کے مرتکب کے متعلق اللہ نے یہ فرمایا ہو کہ میں اس سے لڑوں گا سوائے اولیاء اللہ کو تکلیف دینے کے اور سود خوری کے اس کے بارے میں بھی فرمایا ہے "فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا فَاۡذَنُوۡا بِحَرۡبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَرَسُوۡلِہٖ" اگر تم سود خوری سے باز نہ آئے تو اللہ اور اس کے رسول سے لڑنے کیلئے تیار ہو جاؤ :

ذکر الشیخ الصفوی ان المنصور بلغہ ان سفیانَ الثوری ینقمُ علیہ فی عدم اقامۃ الحق، فلمّا توجّہ المنصور الی الحج و بلغہ ان سفیانَ بمکۃ ارسل جماعۃً امامَہ وقال لھم: حیثما وجدتم سفیانَ خذوہ، واصلبوہ، فنصبوا الخشبَ، لیصلبوا سفیانَ علیہ، وکانَ سفیانُ بالمسجد الحرامِ، ورأسہ فی حجر الفضیل بن عیاض ورجلاہ فی حجر سفیان بن عُیینۃَ، فقیل لہ خوفاً علیہ، باللہ لا تُشمِت بنا الاعداءَ، ثم فاختفِ، فقام ومشٰی حتی وقفَ بالملتزم، وقال وربِّ ھذہِ الکعبۃِ، لایدخُلُھا یعنی مکۃَ) المنصورُ وکان وصلَ الی الحجون فزلقت بہ راحلتہ فوقع عن ظھرھا، ومات من فورہ، فخرج سفیانُ وصلّی علیہ ھذا کلامہ + ...

حل لغات عادٰی عداءً دشمنی کرنا ۔ ولیاً دوست ج اولیاء لفظ ولی فعیل بمعنی مفعول ہے جیسے قتیل بمعنی مقتول اور جریح بمعنی مجروح پس ولی وہ شخص ہوگا جو خداوند تعالےٰ کی حفاظت میں ہو قال تعالےٰ : "ہو یتولی الصالحین" یا فعیل فاعل کا مبالغہ ہے جیسے رحیم بمعنی راحم اور علیم بمعنی عالم اس صورت میں ولی وہ ہے جو عبادت خداوندی میں اس طرح مستغرق ہو کہ عصیان وفتور کا نام تک نہ آئے ، ولایت کے لئے یہ دونوں معنی ضروری ہیں چنانچہ ولی من جانب اللہ محفوظ ہوتا ہے جیسے نبی من جانب اللہ معصوم ہوتا ہے پس جس شخص کا عمل از روئے شرع قابل اعتراض ہو وہ ہرگز ولی نہیں ہو سکتا ، بلکہ

ایسا شخص کھلا دھوکے باز اور مغرور ہے ذکرہ الامام ابو القاسم القشیری۔ اُذنتہ آگاہ کرنا، اذن (س) اِذنا اجازت دینا
الحرب لڑائی دیکھو ۳۴۔ الصفوی صلاح الدین ابو الصفا خلیل بن ایبک متوفی ۷۶۴ھ اپنے وقت کے مشہور عالم تھے،
التنبیہ علی التشبیہ کتاب اعیان المصر فی اعوان النصر۔ جنان الجناس وغیرہ انہی کی ہیں۔ منصور۔ ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن
علی بن عبداللہ بن عباسؓ مشہور عباسی خلیفہ ہے۔ اس کی پیدائش حمیمہ میں ۹۵ھ میں ہوئی تھی۔ خلافت عباسیہ کے لئے
جدوجہد اور اس کے انتظام واہتمام میں سفاح کا دست راست تھا۔ جس وقت اس کی وفات ہوئی یہ حج کے لئے گیا ہوا
تھا عیسیٰ بن موسیٰ نے اس کے لئے بیعت لی اور اس کو صورت حال سے مطلع کیا۔ وہ واپس آرہا تھا راستہ میں قاصد ملا۔
عجلت کے ساتھ انبار پہنچکر تخت نشین ہوا۔ منصور شجاعت۔ بیدار مغزی۔ علم اور مدبری کے لحاظ سے خلفاء عباسیہ میں
سب سے فائق تر تھا۔ کام سے کبھی تھکتا نہ تھا۔ صبح سے عصر تک انتظام فوج۔ تدبیر مہمات اور رعایا کے معاملات کے
انصرام میں مصروف رہتا۔ عصر کی نماز کے بعد اپنے خانگی امور کو دیکھتا۔ شام کو لوگوں کے ساتھ بیٹھتا۔ عشاء کی نماز کے بعد
اطراف ممالک سے جو خطوط اور اطلاعات موصول ہوتی تھیں ان کو پڑھتا پھر سو جاتا۔ رات کے آخری حصہ میں اٹھ کر
اطمینان کے ساتھ تہجد کی نماز پڑھتا۔ جب صبح صادق طلوع ہوتی مسجد میں فجر کی نماز پڑھتا اس سے فارغ ہوکر ایوان خلافت
میں آکر بیٹھ جاتا۔ ۱۵۸ھ میں حج کو جارہا تھا راہ میں بیمار ہوا اور مکہ کے متصل بر میمون میں پہنچکر ۷ ذی الحجہ کو انتقال کرگیا
مدت خلافت چھ دن کم بائیس ۲۲ سال رہی۔" سفیان الثوری ابوعبداللہ بن سعید کوفی مولود ۹۷ھ متوفی ۱۶۱ھ مشہور
ائمہ مجتہدین میں سے ہیں جنکی دینداری زہد ورع مجمع علیہ ہے۔ نقم (ض. س) نقماً۔ علی فلان عیب لگانا۔ برا جاننا۔ فی
عدم فی تعلیلیہ ہے جیسے حدیث میں ہے۔ ان امرأۃ دخلت النار فی ہرۃ حبستہا اھ۔ ای لاجل ہرۃ۔ اصلبوہ (ن. ض) صلباً
سولی دینا۔ صلیب جس پر سولی دیجائے ج صُلُب۔ صلبان (ک) صلابۃً سخت ہونا صُلب سخت۔ ریڑھ کی ہڈی ج اصلاب
فنصبوا (ض) نصباً کھڑا کرنا۔ گاڑنا (س) نصباً تھکنا۔ نُصُب کھڑی کی ہوئی چیز۔ بت ج انصاب۔ نصیب حصہ ج انصبہ
انصباء۔ الخشب موٹی لکڑی ج خُشُب۔ خشب (ض) خشباً ملانا۔ صاف کرنا۔ حَجرٌ گود ج حُجور حجر (ن) حَجراً روکنا۔ حجر
پتھر ج احجار۔ فضیل بن عیاض ابو علی تمیمی یربوعی۔ مشہور عابد و زاہد ہیں۔ سمرقند میں پیدا ہوئے اور ابی ورد میں
نشوونما پایا اور ایک مدت تک کوفہ میں رہ کر امام اعظم سے فقہ و حدیث میں تلمذ کیا۔ آپ کے تلامذہ میں امام شافعی
یحیی القطان۔ ابن مہدی وغیرہ ہیں۔ پہلے قطاع الطریق تھے پھر ہادی طریق اور مقتدا بنے اور ایسے باخدا ہوئے کہ علی
رازی نے فرمایا کہ میں تیس سال آپ کی صحبت میں رہا مگر کبھی ہنستے نہیں دیکھا البتہ اس روز کہ آپ کے صاحبزادے
علی فوت ہوئے میں نے سبب پوچھا تو فرمایا کہ خدا نے ایک بات پسند کی میں نے بھی اسی کو پسند کیا۔ توفی ۱۸۷ھ

سفیان بن عیینہ ابو محمد بن عمران مشہور محدث فقیہ حافظ آٹھویں طبقہ کے کبار داعیان میں سے تھے ۱۵ شعبان
۱۰۷ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے چار سال کی عمر میں قرآن پاک پڑھ لیا والد ماجد کے ساتھ مکہ معظمہ تشریف لے گئے،
۲۰ سال کی عمر میں کوفہ آئے اور امام اعظم سے حدیث اور فقہ حاصل کیا۔ فرمایا کرتے تھے کہ امام صاحب نے ہی پہلے
مجھے محدث بنایا۔ امام شافعی کا قول ہے کہ اگر آپ اور امام مالکؒ نہ ہوتے تو حجاز سے علم چلا جاتا۔ آپ نے اپنی عمر میں
ستر حج کئے ہیں۔ آخری حج کے موقعہ پر فرمایا کہ میں ہر مرتبہ دعا کرتا رہا کہ بار الہا! یہ حاضری آخری حاضری نہ ہوجائے لیکن
اب اتنی دفعہ سوال کے بعد سوال کرتے سے شرم آرہی ہے چنانچہ اسی سال (۱۹۸ھ) وفات ہوگئی۔ لا تشمت اشمتہ۔ اللہ

بعد وہ دشمن کے غم سے خوش کرنا۔ شمت (س) شماتۃً کسی کی مصیبت پر خوش ہونا مص شامت ج شمات اختف اختفاء سے امر حاضر ہے پوشیدہ ہونا۔ الملتزم دیوار کا وہ حصہ جو حجر اسود اور باب کعبہ کے درمیان ہے۔ الحجون ایک پہاڑی ہے۔ زلقت (ن۔س) زَلَقاً پھسلنا۔

تشریح شیخ صفوی نے ذکر کیا ہے کہ خلیفہ منصور کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت سفیان ثوری اس پر عدم اقامت حق کیوجہ سے طعن تشنیع کرتے ہیں جب منصور حج کے لئے گیا اور اس کو یہ معلوم ہوا کہ حضرت سفیان مکہ میں ہیں تو اس نے اپنے آگے ایک جماعت کو بھیجدیا اور ان سے یہ کہدیا کہ تم جہاں بھی حضرت سفیان کو پاؤ پکڑ کر سولی دیدو چنانچہ لوگوں نے حضرت سفیان کو سولی دینے کے لئے لکڑی (صلیب) قائم کی اس وقت حضرت سفیان مسجد حرام میں بایں حالت (تشریف فرما) تھے کہ آپ کا سر حضرت فضیل بن عیاض کی گود میں اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ

کی گود میں اور پاؤں حضرت سفیان بن عیینہ کی گود میں تھے۔ بوجہ خوف حضرت سفیان ثوری سے کہا گیا: آپ ہمارے دشمنوں کو اپنے اوپر قابو یافتہ ہونیکا موقعہ دیکر خوش نہ کیجئے (بلکہ یہاں سے اٹھ جائیے اور کسی جگہ) چھپ جائیے۔ حضرت سفیان اٹھے اور ملتزم کے پاس جا کر ٹھہر گئے اور فرمایا: اس کعبہ کے رب کی قسم منصور مکہ میں داخل ہی نہ ہوسکے گا۔ حالانکہ منصور جبل حجون کے قریب پہنچ چکا تھا جب جبل حجون پر پہنچا تو اسکی سواری پھسل گئی اور منصور سواری کی پیٹھ سے گرتے ہی مر گیا۔ حضرت سفیان باہر تشریف لائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ یہ پورا کلام شیخ صفوی کا ہے۔

وَكَتَبَ زِيَادٌ إِلَى مُعَاوِيَةَ، قَدْ أَخَذْتُ الْعِرَاقَ بِيَمِينِي، وَبَقِيَتْ شِمَالِي فَارِغَةً يُعَرِّضُ لَهُ بِالْحِجَازِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُمَا) فَرَفَعَ يَدَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اكْفِنَا شِمَالَ زِيَادٍ فَخَرَجَتْ فِي شِمَالِهِ قَرْحَةٌ فَقَتَلَتْهُ

حل لغات زیاد بن سمیہ معاویہ دیکھو صد سطر۔ شمال بایاں ہاتھ۔ عبداللہ بن عمر ابو عبدالرحمٰن بعثت سے کچھ پہلے پیدا ہوئے کم سنی کیوجہ سے غزوہ اُحد میں شریک نہ ہوسکے ہاں غزوہ خندق، بیعت رضوان میں شریک رہے۔ آپکا شمار مکثرین فی الحدیث میں سے ہے آپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے (۱۶۳۰) حدیثیں روایت کی ہیں ۷۳ھ یا ۷۴ھ میں وفات پائی ہے۔ قرحۃ پھوڑا جس میں پیپ ہو۔

تشریح:۔ زیاد نے امیر معاویہ کو خط لکھا کہ میں عراق کو دائیں ہاتھ میں لے چکا ہوں بایاں ہاتھ خالی ہے (گویا وہ حجاز کے بارے میں تعریض کر رہا ہے کہ اگر آپ کہیں تو اس پر بھی حملہ کردوں) حضرت ابن عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی آپنے آسمان کیطرف ہاتھ اٹھا کر دعا کی: بار الہا! زیاد کے بائیں ہاتھ سے ہماری کفایت فرما۔ پس اس کے ہاتھ میں ایک پھوڑا نکلا اور اس نے اس کو ہلاک کردیا۔

عَرْضُ الْحَدِيثِ عَلٰى كِتَابِ اللّٰه

کتاب اللہ سے حدیث کا موازنہ!

دَخَلَ الزُّهْرِيُّ عَلَى الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فَقَالَ لَهُ مَا حَدِيثٌ يُحَدِّثُنَا بِهِ أَهْلُ الشَّامِ قَالَ وَمَا هُوَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَالَ

يُحَدِّثُونَنَا أَنَّ اللهَ إِذَا اسْتَرْعَىٰ عَبْدًا رَعِيَّةً كَتَبَ لَهُ الْحَسَنَاتِ وَلَمْ يَكْتُبْ لَهُ السَّيِّئَاتِ قَالَ بَاطِلٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَنَبِيٌّ خَلِيفَةٌ أَكْرَمُ عَلَى اللهِ أَمْ خَلِيفَةٌ غَيْرُ نَبِيٍّ قَالَ بَلْ خَلِيفَةٌ نَبِيٌّ قَالَ فَإِنَّ اللهَ يَقُولُ لِنَبِيِّهِ دَاوُدَ يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ فَهٰذَا وَعِيدٌ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ لِنَبِيٍّ خَلِيفَةٍ فَمَا ظَنُّكَ بِخَلِيفَةٍ غَيْرِ نَبِيٍّ قَالَ إِنَّ النَّاسَ لَيُغْرُونَنَا عَنْ دِينِنَا ۔

حل لغات | عرض پیش کرنا دیکھو ۸ ۔ الزہری ابوبکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن شہاب بن عبد اللہ بن الحارث ابن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی، مدنی، حجاز اور شام کے کبار علماء میں سے ہیں جنکی جلالت شان پر اہل علم کا اتفاق ہے بقول خلیفہ ۵۱ھ میں اور بقول یحییٰ بن بکری ۵۶ھ میں اور بقول واقدی ۵۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۲۴ھ میں وفات پائی۔ ولید بن عبد الملک خلفاء بنو امیہ کا چھٹا خلیفہ ہے جس نے مسجد اقصٰی اور جامع دمشق وغیرہ تعمیر کی ہے۔ توفی ۹۶ھ۔ استرعی رکھوالی اور نگہبانی چاہنا۔ لیغرونا لام برائے تاکید ہے۔ یغرون جمع غائب ہے دھوکہ دینا۔ دیکھو ۵۶

تشریح :-

امام زہری ولید بن عبد الملک کے پاس تشریف لائے۔ ولید نے کہا: یہ کیا حدیث ہے جو اہل شام ہم سے بیان کرتے ہیں؟ زہری نے کہا: وہ کیا؟ ولید نے کہا: اہل شام بیان کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی رعیت کا حاکم بناتا ہے تو وہ اسکی نیکیاں (ہی نیکیاں) لکھتا ہے برائیاں نہیں لکھتا۔ امام زہری نے کہا: امیر المؤمنین! بالکل جھوٹ ہے۔ بھلا (جو شخص) نبی (بھی ہو) اور خلیفہ (بھی ہو) اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہے یا (وہ شخص جو) صرف خلیفہ (ہو نبی نہ ہو) ولید نے کہا (نہیں) بلکہ (وہ شخص جو) خلیفہ (بھی ہو اور) نبی بھی ہو اللہ کے نزدیک زیادہ مکرم ہے۔ امام زہری نے کہا: (جب یہ بات ہے تو دیکھو) اللہ رب العزت اپنے نبی حضرت داؤدؑ سے فرماتا ہے "یا داؤد انا جعلناک" اے داؤد ہم نے تجھ کو زمین پر حاکم بنایا ہے سو لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کرتے رہنا اور آئندہ بھی نفسانی خواہش کی پیروی مت کرنا (اگر ایسا کروگے تو) وہ خدا کے رستہ سے تجھ کو بھٹکا دیگی۔ جو لوگ خدا کے رستہ سے بھٹکتے ہیں ان کیلئے سخت عذاب ہوگا۔ اس وجہ سے کہ وہ لوگ روز حساب کو بھول رہے ہیں۔ پس اے امیر المؤمنین! جو شخص نبی اور خلیفہ (دونوں ہو اس) کیلئے جب یہ وعید ہے تو (پھر) اس شخص کے بارے میں آپکا کیا خیال ہے جو خلیفہ ہو اور نبی نہ ہو؟ ولید نے کہا: ٹھیک ہے لوگ ہم کو سیدھے رستے سے بھٹکاتے ہیں۔

التلمیح

پُر لطف اشارہ

حَكَىٰ صَاحِبُ الْحَدَائِقِ أَنَّ الْفَتْحَ بْنَ خَاقَانَ ذَكَرَ ابْنَ الصَّائِغِ فِي قَلَائِدِ الْعِقْيَانِ فَقَالَ فِيهِ أَرْمَدُ عَيْنِ الدِّينِ وَكَمَدُ نُفُوسِ الْمُهْتَدِينَ لَا يَتَطَهَّرُ مِنْ جَنَابَةٍ وَلَا يُظْهِرُ مَخَايِلَ إِنَابَةٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ ابْنَ الصَّائِغِ فَمَرَّ يَوْمًا عَلَى الْفَتْحِ بْنِ خَاقَانَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي جَمَاعَةٍ فَسَلَّمَ عَلَى الْقَوْمِ وَضَرَبَ عَلَىٰ كَتِفِ الْفَتْحِ وَقَالَ إِنَّهَا شَهَادَةٌ يَا فَتْحُ وَمَضَىٰ وَلَمْ يَدْرِ أَحَدٌ مَا قَالَ

للفتح فتغيّر لونُه فقيل له: ما قال لك؟ فقال اني وَصفتُه كما تعلمون في قلائد العقيان فما بلغتُ بذلك عُشر ما بلغ هو مني بهذه الكلمة فانه أشار بها الى قول المتنبي ؀

فهي الشهادةُ لي باني كامل	واذا أتتك مَذمّتي من ناقصٍ

حل لغات: تلمیح اشارہ کرنا فتح ابونصر محمد بن عبید اللہ بن خاقان قیسی اشبیلی۔ ایک بہت اچھا صاحب علم جادو بیان اور تاریخی شخص تھا، جس نے قلائد العقیان، مطمح الانفس و مسرح التأنس فی ملح اہل الاندلس وغیرہ کتابیں لکھی ہیں۔ ابن الصائغ دیکھو مقدمہ ص۳۰ ارمد آشوب چشم والا۔ رمد (س) رمدًا۔ العینُ دکھنا۔ کمد سخت اندوہگیں۔ کمد (س) کمدًا غم کیوجہ سے بیمار دل ہونا۔ مخایل جمع مخیلہ علامت کتف کندھا ج اکتاف۔ کتف (س) کتفًا بڑے کندھوں والا ہونا۔ الرجلُ مشکیں کسنا۔ کتیفہ دروازے کی چٹخنی ج کتائف۔

تشریح:۔ صاحب حدائق نے بیان کیا ہے کہ فتح بن خاقان نے "قلائد العقیان" میں ابن الصائغ کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ ابن الصائغ کی چشم دین بیمار ہر لمحہ اسکا دین خراب اور ہدایت یافتہ لوگ اس کی وجہ سے سخت اندوہگیں ہیں۔ نہ جنابت سے پاک ہوتا ہے نہ اس سے رجوع الی اللہ کی کوئی علامت ظاہر ہوتی ہے۔ یہ بات ابن الصائغ کو بھی معلوم ہو گئی تو ایک روز فتح بن خاقان کے پاس کو گذرا جبکہ ابن خاقان ایک جماعت میں بیٹھا ہوا تھا۔ ابن الصائغ نے قوم کو سلام کیا اور ابن خاقان کے شانہ پر مار کر کہا اے فتح! یہی تو شہادت ہے۔ بس یہ کہہ کر چلتا بنا۔ حاضرین مجلس میں سے کوئی بھی نہ سمجھ سکا کہ اس نے ابن خاقان سے کیا کہا۔ مگر ابن خاقان کا چہرہ متغیر ہو گیا۔ لوگوں نے پوچھا کہ آخر اس نے آپ کو کیا کہا ہے؟ ابن خاقان نے کہا کہ میں نے قلائد العقیان میں اس کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ تو تم کو معلوم ہی ہے مگر مجھ کو جو کچھ صرف ایک کلمہ میں کہہ گیا ہے میں اس کے دسویں حصہ کو بھی نہیں پہنچ سکا۔ کیونکہ وہ انہا شہادۃ کہہ کر متنبی کے شعر ؎ واذا أتتک مذمتی اھ کی طرف اشارہ کر گیا ہے (ترجمہ) تجھے میری برائی کا ناقص کیطرف سے پہنچنا ہی شہادت ہے کہ میں کامل ہوں :

(فائدہ) اہل بدیع کی اصطلاح میں کسی قصہ معلومہ یا نکتہ مشہورہ یا شعر معروف یا مثل سائر کیطرف اشارہ کرنے کو تلمیح کہتے ہیں جیسے ابوتمام کا یہ شعر ؎ فَوَاللهِ مَا أَدْرِي أَأَحْلَامُ نَائِمٍ ؞ أَلَمَّتْ بِنَا أَمْ كَانَ فِي الرَّكْبِ يُوشَعُ (ترجمہ شعر) بخدا میں نہیں جانتا کہ سونے والے کے خواب ہم پر نازل ہو گئے یا قافلہ میں حضرت یوشع ہیں: شاعر نے رحلت کنندہ احباب کے ساتھ اپنے ملاقی ہونے کو اور رات کی تاریکی کے پردے سے محبوب کے سورج جیسے چہرہ کے طلوع ہونے کو ذکر کیا ہے پھر اس کو نادر اور عجیب سمجھ کر تجاہل العارف حیرت کہتا ہے کہ کیا یہ کوئی خواب ہے جو میں دیکھ رہا ہوں، یا قافلہ میں حضرت یوشع موجود ہوئے کہ آپ کی دعا سے سورج غروب ہونے سے رک گیا۔ اس میں حضرت یوشع بن نون کے مشہور قصہ کیطرف اشارہ ہے کہ آپ قوم جبابرہ سے جمعہ کے روز جہاد کر رہے تھے، سورج غروب ہونے لگا فتح میں کچھ دیر تھی۔ آپ نے محسوس کیا کہ اگر سورج فتح سے پہلے غروب ہو گیا تو لڑائی ختم کرنی پڑیگی کیونکہ سنیچر کے روز لڑائی ممنوع تھی۔ پس آپ نے سورج کے ٹھہر جانے کی دعا کی اور وہ قبول ہو گئی۔ سورج رک گیا اور اس کی آن میں کفار پر فتح حاصل ہو گئی ۱۲

وأدُ البنات

نوزائدہ کا زندہ دفن!

اولُ مَن مَنعَ عن الوأدِ صَعصعةُ بن ناجيةَ جدُّ الفرزدقِ وذلك انه أضلّ ناقتَين له فخرج فی بغائهما فلمّا أجنّه اللیلُ رُفِعت له نارٌ فأمّها فاذا شیخٌ وامرأةٌ ماخضٌ نسلّم فردّ الشیخُ فسأله عن الناقتَین فقال وجدتُهما وقد أحیانا اللہُ بهما ثم قال الشیخ لنساءٍ کنّ عنده ان جاءنا غلامٌ فما أدری ما أصنع به وان جاءتنا جاریةٌ فاقتلنها ولا أسمعنّ صوتها فجاءت جاریةٌ فاشتراها صعصعةُ بناقتَیه وجمله الذی رکبه فی طلبهما وجعل ذلک سنةً فکلُّ من أراد أن یئدَ ابنةً له جاءه فاشتراها منه بلقحتَین وجملٍ فجاءَ الاسلام وقد فدیٰ ثلثمائة موؤدة

حل لغات وأد (ض) زندہ درگور کرنا۔ وَئِیْد۔ وَئیدہ۔ موؤدہ زندہ درگور کی ہوئی لڑکی۔ صعصعہ بن ناجیہ صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کرنیکے بعد کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے زمانہ جاہلیت میں کچھ اچھے کام کئے ہیں کیا مجھے ان کا اجر ملے گا؟ حضورؐ نے دریافت فرمایا کیا کیا کام کئے ہیں؟ انہوں نے کہا: تین سو بچیوں کو ایک ایک اونٹ اور دو دو اونٹنیوں کے عوض خرید کر زندہ کیا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا: "ہٰذا من باب البرّ ولک أجرُهٗ اذ منّ اللہ علیک بالاسلام" وفیہ یقول الفرزدق مفتخرا ؎ وجدّی الذی منعَ الوائدات ٭ وأحیا الوئیدَ فلم یُوأدِ ٭ جَدّ دادا ج أجداد جُدود (ض) جَدّا عالی مرتبہ ہونا۔ جِدّا کوشش کرنا۔ الفرزدق ابوفراس ہمام بن غالب بن صعصعہ مولود ۳۸ھ متوفی ۱۱۰ھ فرزدق سفرجل کے وزن پر ہے۔ اس روٹی کو کہتے ہیں جو تنور میں گر جائے و بر قول بعض پارہ از خمیر۔ فرزدق اور اس کا بھائی اخطل دونوں اچھے شاعر تھے جب اس کی بیوی کا انتقال ہوا تو اکثر اہل کوفہ جنازہ میں شریک ہوئے۔ حضرت حسن بصریؒ نے فرزدق سے کہا: "یا أبا فراس! ما أعددتَ لہٰذا الیوم؟ قال: شہادۃ أن لا الٰہ الا اللہ منذ ثمانین سنۃً"

ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے اس کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ؎ فبتن بجانبی مصرعات ٭ وبتّ افضّ اغلاق الختام کہا: کمبخت تجھ پر تو حد واجب ہوگئی، اس نے جواب دیا: امیرالمومنین! خدا نے "وانہم یقولون ما لا یفعلون" فرما کر مجھ سے حد معاف کردی، ایک مرتبہ یہ حضرت حسن بصریؒ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کسی نے حضرت حسن سے پوچھا کہ اگر کوئی "لا واللہ، بلیٰ واللہ" کے ساتھ قسم کھائے تو آپ کی کیا رائے ہے؟ فرزدق نے کہا: تم نے اس بارے میں میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: وہ کیا؟ اس نے کہا ؎ فلست بماخوذ بلغو تقولہ ٭ اذا لم تعمد عاقدات العزائم حضرت حسن نے کہا: بہت خوب، پھر کسی نے پوچھا کہ ایک عورت کو اسکے حلیل کے ساتھ قید کیا گیا اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے فرزدق نے کہا: اس کی بابت تم نے میرا قول نہیں سنا؟ حضرت حسن نے کہا: کونسا قول؟ اس نے کہا ؎ وذات حلیل انکحتہا رماحنا ٭ حلال لمن یبنی بہا لم تطلق حسن بصری نے فرمایا: ہم تو آپ کو شاعر سمجھتے تھے مگر آپ صرف شاعر ہی نہیں بلکہ فقیہ بھی ہیں، بغائہما جستجو۔ تلاش۔ بغی (ض) بُغاءً۔ بَغْیا۔ بُغیۃ طلب کرنا۔ ظلم کرنا ص باغٍ ج بُغاۃ بُغیہ مطلوب۔ اجنّہ اللیلُ رات کی تاریکی نے اس کو چھپادیا: امّہا (ن) امّا قصد کرنا۔ امامۃً امام بننا۔ ماخض مخضت (س) مخاضا۔ المرأۃ دردزہ میں مبتلا ہونا ص ماخض ج مَخْض۔ مواخض۔ لقحتین لقحۃ بہت دودھ دینے والی اونٹنی ج لِقَح۔ لقاح۔ لقحت (س) لقحا۔ الناقۃ۔ حاملہ ہونا ص لاقح۔ لقوح۔ فدیٰ (ض) فداءً۔ مال دیکر چھڑالینا۔"

تشریح: سب سے پہلے زندہ درگور کرنے سے روکنے والا صعصعہ بن ناجیہ فرزدق کا دادا ہے۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ صعصعہ کی دو اونٹنیاں گم ہوگئی تھیں وہ انکی تلاش میں نکلا جب رات کی تاریکی چھا گئی تو اس نے اپنے سامنے (کچھ فاصلہ پر آگ روشن ہوتی ہوئی) دیکھ کر اسکا قصد کیا (جب آگ کے پاس پہنچا تو) اچانک ایک بوڑھا اور ایک مبتلائے درد زہ عورت کو موجود پایا) صعصعہ نے سلام کے بعد بوڑھے سے اپنی اونٹنیوں کے متعلق پوچھا۔ بوڑھے نے کہا: میں نے انکو پایا ہے اور اللہ نے ہم کو انکے ذریعے زندہ کر دیا ہے۔ پھر بوڑھے نے ان عورتوں سے کہا جو اس کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں اگر ہمارے لڑکا پیدا ہوا تو اسکے متعلق تو میں کچھ نہیں جانتا کہ میں اس کا کیا کرونگا اور اگر لڑکی ہوئی تو یقیناً میں اس کو قتل کر دونگا اور اسکی آواز تک زمین سکو نگا۔ پس ان کے ہاں لڑکی ہی پیدا ہوئی۔ صعصعہ نے اپنی دونوں اونٹنیوں اور اس اونٹ کے عوض میں خرید لیا جس پر سوار ہو کر اونٹنیاں تلاش کرنے کیلئے نکلا تھا۔ اس کے بعد اپنا یہ شیوہ بنا لیا کہ جو شخص بھی اپنی لڑکی کو زندہ درگور کرنا چاہتا تھا وہ اونٹنیوں اور ایک اونٹ کے عوض میں خرید لیتا یہاں تک کہ دور اسلام کی آمد تک صعصعہ تین سو زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو چھڑا چکے تھے

الفصل بين التانيث اللفظي والمعنوي

تانیث لفظی ومعنوی کا فرق !

ذكر ان قتادةَ دخل الكوفةَ فالتفَّ عليه الناسُ فقال سَلُوا عمّا شئتم وكان ابو حنيفة حاضِراً وهو غلامٌ حدیثُ السنِّ فقال سَلُوه عن نملةِ سليمان اكانت ذكراً ام انثى فسألوه فأفحم فقال ابو حنيفة رضي الله عنه كانت انثى فقيل له من اين عرفتَ فقال من كتاب الله وهو قوله قالت نَملةٌ ولو كان ذكراً لقيل قال نملةٌ وذلك ان النملةَ مثلُ الحمامةِ والشاةِ في وقوعها على الذكر والانثى فيميز بينهما بعلامةٍ نحو قولهم حمامةٌ ذكرٌ وحمامةٌ انثى اهـ يعني ان التانيثَ لفظي ومعنوي واللفظي لا يُعتبر في لحوقِ علامةِ التانيثِ بالفعل البتة بدليلِ انه لا يجوز قامتْ طلحةُ ولا حمزةُ علّمي مذكرٍ فتعيّنَ ان يكون اللحوقُ انما هو للتانيثِ المعنوي

حل لغات: قتادہ دکھوٹ۔ فالتفّ عليه القومُ جمع ہونا۔ لِفٌّ یا رلُّ جمع اَلفاف، لفّ (ن) لَفّاً۔ الشئ۔ لپیٹنا۔ فی الاکل مختلف قسم کے کھانوں کو ملا کر بری طرح سے کھانا۔ ومنہ فی الحدیث۔ اِنْ اَکَلَ لَفَّ وَاِنْ شَرِبَ اشْتَفَّ " کھاتا ہے تو سب ہڑپ کر جاتا ہے، پیتا ہے تو سب صاف کر دیتا ہے۔ ابو حنیفہ امام الائمہ، سراج الامہ، حافظ الحدیث، سید الفقہاء نعمان بن ثابت فارس کے مشہور صاحب ثروت خاندان سے تھے۔ آپ کے جد امجد حضرت علیؓ کی خلافت میں مسلمان ہو چکے تھے آپ ۸۰ھ میں عبد الملک بن مروان کے زمانہ خلافت میں کوفہ میں پیدا ہوئے اس وقت بہت سے صحابہؓ حیات تھے جن سے آپ نے ملاقات کی اور تابعی ہوئے۔ فتاویٰ حافظ ابن حجر میں تصریح ہے کہ امام صاحب نے ایک جماعت صحابہؓ کو پایا جو کوفہ میں تھے۔ یہ فضیلت آپکے معاصر ائمہ میں کسی کو حاصل نہ ہوئی۔ آپ نے عکرمہ، عطاء بن ابی رباح سالم بن عبد اللہ، سلیمان، حماد جیسے مایہ ناز محدثین وفقہا سے حدیث نبوی کا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ حافظ ابن حجر مکی نے الخیرات الحسان میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے چار ہزار اساتذہ سے حدیث حاصل کی ہے۔ آپ متوسط قد خوبرو شیریں اور بلند آواز، نہایت ذہین، بجد متقی، خدا ترس

شب بیدار تھے ۱۲۱ھ میں مسند اجتہاد پر جلوہ افروز ہوئے۔ ۴۰ برس کی عمر میں یہ سلسلہ شروع ہوا تو حماد کے پرانے شاگرد حتی کہ آپ کے بعض استاذ بھی آپ کے درس میں شریک ہونے لگے۔ آپ نے ماہ رجب ۱۵۰ھ میں وفات پائی۔ کئی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ بغداد میں خیزران کے مقبرہ میں دفن ہوئے۔ سلطان الپ ارسلان سلجوقی نے ۴۵۹ھ میں اس پر ایک قبہ اور اس کے قریب ایک مدرسہ بنوا دیا۔ غلام نوجوان ملقہ بگوش جوفقان نملۃ چیونٹی جو نمال۔ اُلجم خاموش کر دیا گیا۔ دیکھو ص۱۱ سطر ۱۵ حمامۃ کبوتر (نر و مادہ)۔ تشریح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت قتادہ کوفہ میں تشریف لائے تو لوگ ٹوٹ ٹوٹ کر کوفہ میں جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو۔ امام ابوحنیفہ بھی مجلس میں حاضر تھے اور اس وقت آپ نوعمر بچے تھے آپ نے فرمایا: حضرت سلیمانؑ کی چیونٹی کے متعلق پوچھو کہ وہ نر تھی یا مادہ؟ لوگوں نے دریافت کیا تو حضرت قتادہ دم بخود رہ گئے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا مادہ تھی۔ سوال کیا گیا: آپ کو کہاں سے معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا: قول باری "قالت نملۃ" سے (کیونکہ اسمیں فعل کو مؤنث لایا گیا ہے) اگر چیونٹی نر ہوتی تو "قال نملۃ" کہا جاتا۔ اسلئے کہ نملۃ کا اطلاق حمامۃ و شاۃ کی طرح نر و مادہ دونوں پر ہوتا ہے۔ اگر کہیں نر یا مادہ مراد ہو تو علامت کے ساتھ فرق کیا جاتا ہے جیسے حمامۃ ذکر۔ حمامۃ انثی اھ آپ کا مقصد یہ ہے کہ تانیث کی دو قسمیں ہیں لفظی و معنوی۔ تانیث لفظی میں فعل کے ساتھ علامت تانیث کے لحوق کا بالکل اعتبار نہیں ہوتا۔ اس لئے طلحہ و حمزہ علم مذکر ہونے کی حالت میں قامت طلحۃ۔ حمزۃ جائز نہیں۔ معلوم ہوا کہ قالت نملۃ میں جو فعل کو مؤنث لایا گیا ہے وہ تانیث معنوی کی وجہ سے ہے۔

الکنایۃ

لقی شیطانُ الطاقِ رجلًا من الخوارج وبیدہٖ سیفٌ فقال له الخارجیُّ واللّٰہِ لاقتلنّک او تبرأَ من علیٍ فقال انا من علیٍ ومن عثمانَ بریٌٔ +

حل لغات الکنایہ۔ کنی (ض) کنایۃً لفظ بولنا اور اس کے غیر مدلول کا ارادہ کرنا۔ مثلاً تم کہو زَیدٌ کثیرُ الرَّمادِ (زید بہت راکھ والا ہے) اور مراد لو کہ زید سخی ہے۔ یہاں کنایہ سے مراد توریہ ہے جس کو ابہام، توجیہ، تخییر وغیرہ سے بھی تعبیر کرتے ہیں اصطلاح میں کنایہ اس کو کہتے ہیں کہ متکلم شیٔ معین کو کسی ایسے لفظ سے تعبیر کرے جس کے دو معنی ہوں (خواہ دونوں حقیقی ہوں یا ایک حقیقی اور ایک مجازی) ایک معنی قریبی ہوں جس پر اس لفظ کی دلالت صحیح ہو اور ایک بعیدی کہ اس پر لفظ کی دلالت صریح نہ ہو اور متکلم قریبی کو چھپا کر بعیدی معنی کا ارادہ کرے جیسے آیت "اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی" میں استوی کے دو معنی ہیں۔ قریبی یعنی استقرار فی المکان اور بعیدی یعنی استیلاء اور غلبہ اور یہی معنی مقصود ہیں جیسے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بوقت ہجرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کسی نے پوچھا۔ مَنْ ہٰذا۔ (یہ کون ہے) آپ نے فرمایا: ہادٍ یَہدینی (ایک رہبر ہے میری رہنمائی کرتا ہے) ہاد سے مراد ہادیٔ اسلام لیا ہے۔ شیطان الطاق محمد بن نعمان جہمی معاصر ابوحنیفہ۔ او تبرأ کلمہ او الیٰ یا الا کے معنی میں ہے اور فعل مضارع بتقدیر اَنْ منصوب ہے۔ جیسے "لَاَلْزَمَنَّکَ اَوْ تُعْطِیَنِیْ حَقِّیْ"۔

تشریح:۔ شیطان طاق نے ایک خارجی سے ملاقات کی جس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ خارجی نے کہا: بخدا میں تجھے مار ڈالونگا الا یہ کہ تو حضرت علی سے برأت ظاہر کرے۔ شیطان طاق نے کہا: "اَنَا مِنْ عَلِیٍّ وَمِنْ عُثْمَانَ بَرِیٌٔ"۔ (توضیح) انا من علی کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ میں حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ دونوں سے بری ہوں۔ خارجی نے یہی سمجھ کر اس کو چھوڑ دیا (اس صورت میں لفظ مِن بری سے متعلق ہوگا) دوسرے یہ کہ انا من علی مستقل جملہ ہو اور من عثمان بری مستقل دوسرا جملہ ہو۔ شیطان طاق کا مقصد یہی تھا۔ اس صورت میں معنی یہ ہوئے کہ میں حضرت علیؓ کیساتھ غایت درجہ محبت رکھنے کیوجہ سے گویا حضرت علیؓ کا جز ہوں اور حضرت عثمانؓ سے بری ہوں۔

اے ذوق نہ کر نور میں آمیزشِ ظلمت، کیا کام تبرّے کو محبت میں علی کی

(فائدہ) حجاج ابن یوسف نے حضرت سعید بن جبیر کو جب قتل کرنے کا ارادہ کیا تو ان کو بلا کر کہا: تو میرے بارے میں کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا: "انک قاسط عادل" حاضرین نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ قاسط قسط سے ہے اور عادل عدل سے تو آپ نے حجاج کو عدل و انصاف کے ساتھ متصف کیا ہے اس لئے سب نے آپ کی تعریف کی لیکن حجاج آپ کا مطلب سمجھ گیا چنانچہ اس نے کہا: جاہلو! اس نے تو مجھے ظالم اور کافر قرار دیا ہے پھر اس نے یہ آیت پڑھی "واما القاسطون (ای الجائرون عن سنن الہدی) فکانوا لجہنم حطبا، ثم الذین کفروا بربہم یعدلون" ای یجعلون لہ عدیلا، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے کہا "انی احب الفتنۃ واکرہ الحق واشہد بما لم أرہ" یہ سن کر حضرت عمر نے اس کو قید کردیا۔ پھر یہ قصہ حضرت علی کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا: عمر! تم نے اس کو ظلماً قید کیا ہے، حضرت عمر نے کہا: یہ کیسے حضرت علی نے فرمایا! اس لئے کہ وہ مال و دولت اور اپنی اولاد سے محبت کرتا ہے وقد قال اللہ تعالیٰ "انما اموالکم واولادکم فتنۃ" نیز وہ موت کو ناگوار سمجھتا ہے حالانکہ موت حق ہے، قال اللہ تعالیٰ "وجاءت سکرۃ الموت بالحق" اور وہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ ایک ہے حالانکہ اس نے خدا کو نہیں دیکھا اس پر حضرت عمر نے فرمایا لولا علی لہلک عمر:۔

ایضاً | ودخل مُعَلّی الطائی علی ابن السّری یَعودہ فی مَرَضِہ فأنشد شعراً یقول فیہ ؛

فإن یُسّرِ الالٰہُ بصِحَّۃٍ	ونال السریّ بن السّری شفاءً
لأرحلنَّ العِیسَ شہراً بحجّۃٍ	ویعتق شکراً سالِمٌ وحفاءُ

فلمّا خرجَ من عندہٖ قال لہ اصحابہٗ واللہِ ما نعلمُ عبدَکَ سالمًا، ولا عبدَ لکَ حفاءٌ فمن اردتَ ان تُعتِقَ قال: ھما ھِرّتانِ عندی، والحجّ فریضۃٌ واجبۃٌ فما علیّ فی قولی شیٔ ان شاء اللہ تعالیٰ

حل لغات ایضاً مفعول مطلق ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اور عامل محذوف ہے اے اٰض ایضاً یا ضمیر سے حال ہے اے قال راجعا، اٰض (ض) اَیضًا لوٹنا۔ متکلم کا ایک مضمون کے بعد اسی کے مناسب دوسرا مضمون لانا یعود دیکھو صفحہ ۔ منّ (ن) مَنّاً مِنّۃً۔ علیہ احسان کرنا۔ علیہ بما صنع احسان جتانا منون۔ موت۔ ریب المنون حوادث زمانہ نال دیکھو صفحہ ۹۔ شفاء صحت، شفی (ض) شِفاءً صحت یاب ہونا۔ شفا ہر چیز کا کنارہ ج اشفاء العیس جمع اَعیَسَ بھورے رنگ کا اونٹ یعتق (ض)، عِتقاً آزاد ہونا ص عتیق ج عُتقاء (ن) عُتقاً (ک)، عتقاً (ک) عتاقۃً پرانا ہونا ہرتان ہرۃ بلی ج ہِرَرٌ تصغیر ہریرۃ ہَرّ (ض) ہریراً کتے کا بھونکنا۔

تشریح معلّی طائی نے بغرض عیادت ابن السری کے پاس آکر کہا بخدا اگر اللہ نے تندرستی عطا کردی اور سری بن السری کو صحت حاصل ہوگئی) تو ضرور حج کے لئے ایک ماہ تک بھورے اونٹوں پر سفر کروں گا اور شکریہ میں سالم وحفاء کو آزاد کیا جائے گا۔ جب وہ باہر آیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا: واللہ ہمیں تو تیرے کسی غلام کا علم نہیں نہ سالم کا نہ حفا کا تو پھر تو نے کسے آزاد کرنے ارادہ کیا ہے؟ معلی طائی نے کہا: میرے پاس دو بلیاں ہیں اور حج فریضہ واجب ہے پس میرے اوپر اس قسم کی وجہ سے کوئی چیز واجب نہیں۔"

جُودُ سَیِّدِ المُرسَلِین صلی اللہ علیہ وسلم

سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت

رَوٰی حماد بن زید عن المعلیٰ بن زیاد عن الحسن ان رجلاً جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یسالہ فقال اجلس سیرزقك اللہ ثم جاء اٰخر ثم اٰخر فقال لھم اجلسوا فجاء رجل باربع اواق، فاعطاہ ایاھا، وقال: یارسول اللہ ھٰذہ صدقۃ فدعا الاول، فاعطاہ اوقیۃ، ثم دعا الثانی فاعطاہ اُوقیۃ، ثم دعا الثالث فاعطاہ اوقیۃ، وبقیت معہ اُوقیۃ فعرض بھا للقوم، فما قام احد، فلما کان اللیل وضعھا تحت راسہ، وفراشہ عباءۃ فجعل لا یاخذہ النوم فیرجع فیصلی فقالت لہ عائشۃ: یارسول اللہ: ھل بك شیئ؟ قال لا: قالت فجاءك امر من اللہ، قال لا: قالت: انك صنعت منذ اللیلۃ شیئًا، لم تکن تفعلہ فاخرجھا، وقال ھٰذہ التی فعلت بی ما ترین، انی خشیت ان یحدث امر من اللہ، ولم امنحھا

حل لغات | جود کرم بخشش۔ حماد بن زید دیکھو مقدمہ ص۲۶ اواق جمع اوقیہ ایک وزن ہے جو سات مثقال کا ہوتا ہے اور ایک مثقال کم وبیش، ڈیڑھ درہم کے وزن کا ہوتا ہے۔ فراشہ بچھونا ج فُرُش۔ عباءۃ کمل، چوغہ، ج اعبیۃ۔ النوم دیکھو ص۹۳ حلَّ (ن، ض) حلولاً نازل ہونا (ض) حلاً حلال ہونا۔ لم امنحھا (ف، ض) منحاً عطا کرنا، منحۃ عطیہ ج منح۔

تشریح: حماد بن زید نے بواسطہ معلی بن زیاد حضرت حسن بصریؒ سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مانگنے کیلئے آیا آپ نے فرمایا: بیٹھ جا، عنقریب خدا تجھے رزق دے گا: اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا آیا۔ آپ نے سب سے یہی فرمایا بیٹھ جاؤ اتنے میں ایک شخص نے آپ کی خدمت میں چار اوقیے پیش کرکے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ صدقہ ہے: آپ نے ان تینوں کو باری باری بلا کر ایک ایک اوقیہ دیدیا اور ایک آپکے پاس رہ گیا آپنے وہ بھی قوم پر پیش کیا مگر کوئی تیار نہ ہوا۔ جب رات ہوگئی تو آپ نے اس کو اپنے سرہانے رکھ لیا اور حال یہ کہ آپکا بچھونا آپ کی کملی تھی، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اس اوقیہ کیوجہ سے کچھ ایسے بے چین) ہوگئے کہ آپ کو نیند ہی نہیں آئی چنانچہ آپ بار بار اٹھتے اور نماز پڑھتے۔ حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا طبیعت ناساز ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں۔ تو کیا کوئی وحی آگئی، فرمایا، نہیں۔ تو پھر کیا بات ہے آپ شروع رات سے ایک ایسا کام کر رہے ہیں جو اس سے پہلے کبھی نہیں کرتے تھے، آپ نے وہ اوقیہ نکالا اور فرمایا: یہ ہے جس نے میرے ساتھ اس (بے چینی) کو لاحق کیا ہے جس کو تو دیکھ رہی ہے۔ مجھے اس کا اندیشہ ہے کہ کہیں خدا کی طرف سے حکم (موت) آجائے اور میں اس کو نہ دے پاؤں:

قِصّةُ سَيِّدِنَا نُوحٍ عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام

ہمارے سردار حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ

؎ گرت چو نوح نبی صبر ہست بر غم طوفان ❁ بلا بگردد و کام ہزار سالہ برآید (حافظ)

أَرْسَلَ اللّٰهُ نُوحًا إِلٰى قَوْمِهِ وَكَانُوا يَعْبُدُونَ الْأَصْنَامَ فَأَمَرَهُمْ أَنْ يَعْبُدُوا اللّٰهَ فَلَمْ يَسْمَعُوا قَوْلَهُ وَاتَّفَقُوا عَلٰى أَذَاهُ وَكَانَ كُلَّمَا يَنْصَحُهُمْ جَعَلُوا أَصَابِعَهُمْ فِي آذَانِهِمْ لِئَلَّا يَسْمَعُوا وَيُغَطُّونَ وُجُوهَهُمْ كَرَاهَةَ النَّظَرِ إِلَيْهِ وَاسْتَمَرَّ عَلٰى هٰذِهِ الْحَالَةِ تِسْعَمِائَةٍ وَخَمْسِينَ سَنَةً ثُمَّ أَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ يَصْنَعَ الْفُلْكَ فَعَمِلَهَا طَبَقَاتٍ عَلٰى حَسَبِ الْحَيَوَانَاتِ مِنْ خَشَبِ الْآبْنُوسِ. ثُمَّ بَعْدَ ذٰلِكَ دَعَا نُوحٌ عَلٰى قَوْمِهِ فَأَجَابَ اللّٰهُ دُعَاءَهُ وَأَمَرَهُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ جَمِيعِ الْحَيَوَانَاتِ ذَكَرًا وَأُنْثٰى وَأَنْ يَأْخُذَ كُلَّ صِنْفٍ مِنَ النَّبَاتَاتِ وَأَنْ يَأْخُذَ مَنْ آمَنَ بِهِ فَفَعَلَ كَمَا أُمِرَ وَأَخَذَ مَا يَكْفِيهِمْ مِنَ الزَّادِ مُدَّةَ سِتَّةِ أَشْهُرٍ وَأَوْحَى اللّٰهُ إِلَيْهِ أَنْ يَرْكَبَ فِي السَّفِينَةِ وَقْتَ مَا يَفُورُ الْمَاءُ مِنَ التَّنُّورِ فَعِنْدَ ذٰلِكَ خَرَجَ وَرَكِبَ وَنَادٰى مَنْ آمَنَ فَحَضَرُوا وَكَانُوا أَرْبَعِينَ نَفْسًا ؎

حل لغات قِصّہ واقعہ ج قِصَص، قَصَّ (ن) قَصصاً علیہ الخبر بیان کرنا۔ الشعرَ قینچی سے بال کاٹنا۔ نوح بن لامک بن متوشلخ ابن اخنوخ (ادریس) بن یارد بن مہلائیل بن قینان بن شیث بن آدم علیہ السلام۔ قوم اسم جمع ہے اسکا بلفظہٖ کوئی واحد نہیں۔ قیاس کے مطابق اسکی جمع بھی نہیں آتی۔ اَقاوِم جو جمع لائی جاتی ہے وہ شاذ ہے۔ الاصنام جمع صنم بُت۔ صَنِمَ (س) صَنَماً قوی ہونا۔ اَذاہ رنجش۔ تکلیف۔ اذیٰ تکلیف پانا۔ اصابعہم اُصبُع کی جمع ہے۔ انگلی۔ آذان جمع اذن کان یغطون تغطیۃً چھپانا۔ وجوہ جمع وجہ چہرہ۔ الفلک کشتی۔ الآبنوس۔ ایک پھلدار درخت ہے جس کی لکڑی سخت، کالی اور پتے صنوبر کیطرح ہوتے ہیں۔ الزاد توشہ ج ازوِدہ، مِزْوَد توشہ دان ج مَزاوِد۔ زاد (ن) زوداً توشہ لینا۔ السفینۃ کشتی ج سُفُن یفور (ن) فوراً الماءُ پانی کا زمین سے ابلنا القِدر ہانڈی کا جوش مارنا التنور ج تنانیر "یہ لفظ عجمی ہے جس کو اہلِ عرب نے معرب کر لیا۔ کیونکہ اس کی اصلی بناء تنر ہے اور کلام عرب میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جس میں راء سے پہلے نون ہو ذکرہ القرطبی:۔

تشریح:۔ اللہ رب العزت نے حضرت نوحؑ کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا۔ قوم بت پرستی میں مبتلا تھی آپنے ایک اللہ کی پرستش کا حکم کیا مگر قوم نے آپ کی بات نہ سنی اور (الٹے) درپے آزار ہو گئے۔ حضرت نوحؑ جب بھی ان کو نصیحت کرنا چاہتے وہ لوگ کانوں میں انگلیں دے لیتے تاکہ آپ کی بات نہ سن پائیں نیز آپکو دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے تھے اسلئے چہرے چھپا لیتے تھے۔ آپ برابر تبلیغ کرتے رہے اور قوم اپنی سرکشی پر تلی رہی اسی طرح ساڑھے نو سو سال گزر گئے (جب قوم کسی طرح راہ راست پر نہ آئی تو) اللہ نے حضرت نوحؑ کو حکم کیا کہ ایک کشتی تیار کر لو۔ آپنے آبنوس کی لکڑی سے جمیع حیوانات کے مطابق طبقات در

طبقات ایک کشتی تیار کی اس کے بعد آپنے قوم کے حق میں بد دعا کی اللہ نے قبول کر لی اور حکم کیا کہ جمیع حیوانات سے مذکر و مؤنث اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے ہیں انکو اپنے ساتھ لے لو۔ حضرت نوحؑ کو جیسا حکم کیا گیا آپنے ویسا ہی کیا اور اپنے ساتھ اتنا توشہ جو چھ ماہ تک کافی ہو سکتا تھا لے لیا۔ اس کے بعد اللہ نے آپ کیطرف وحی بھیجی کہ جب زمین سے پانی اُبلنے لگے تو کشتی میں سوار ہو جانا۔ پس جب زمین سے پانی اُبلنا شروع ہوا تو آپ باہر تشریف لائے اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے تھے انکو آواز دی وہ حاضر ہو گئے جن کی تعداد صرف چالیس تھی۔

(فائدہ) دوسری روایت یہ ہے کہ صرف آٹھ آدمی تھے، تیسری روایت حضرت مقاتل کی ہے کہ (۷۰) آدمی تھے چوتھی روایت حضرت ابن عباسؓ سے ہے کہ کل اسی آدمی تھے، کہتے ہیں کہ موصل کی جانب ایک بستی ہے جس کو "قریۃ الثمانین" کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ یہی ہے کہ اس کو اسی آدمیوں نے آباد کیا تھا۔

مَرَاتِبُ الْأَصْدِقَاءِ

دوستوں کے مراتب!

اَقَلُّ الْاَصْدِقَاءِ حَالَۃً مَنْ تَشْکُوْ اِلَیْہِ وَلَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ غَیْرُ سَمَاعِ الشَّکْوٰی وَالْاِصْغَاءِ اِلَیْھَا لِاَنَّ سَمَاعَ الشَّکْوٰی وَبَثَّھَا فِیْہِ تَخْفِیْفٌ عَنِ الْمَکْرُوْبِ وَالنَّفْسُ تَسْتَرْوِحُ اِلَیْہِ وَلِھٰذَا قَالَ الشَّاعِرُ

وَلَابُدَّ مِنْ شَکْوٰی اِلٰی ذِیْ مُرُوْءَۃٍ	یُوَاسِیْكَ اَوْ یُسَلِّیْكَ اَوْ یَتَوَجَّعُ

لِاَنَّ الْمَشْکُوَّ اِلَیْہِ اِمَّا اَنْ یُّوَاسِیَكَ فِیْ ھَمِّكَ وَھٰذِہِ الرُّتْبَۃُ الْعُلْیَا وَھُوَ الصَّدِیْقُ الْکَرِیْمُ ذُو الْمُرُوْءَۃِ وَاِمَّا اَنْ یُّسَلِّیَكَ وَھِیَ الرُّتْبَۃُ الْوُسْطٰی وَھُوَ الصَّدِیْقُ الْحَکِیْمُ الْمُھَذَّبُ ذُو التَّجَارِبِ الَّذِیْ حَلَبَ اَشْطُرَ الدَّھْرِ وَاِمَّا اَنْ یَّتَوَجَّعَ وَھٰذِہِ الرُّتْبَۃُ السُّفْلٰی وَھُوَ الصَّدِیْقُ الْعَاجِزُ فَاِنْ خَلَا الصَّدِیْقُ مِنْ اِحْدٰی ھٰذِہِ الْمَرَاتِبِ کَانَ وُجُوْدُہٗ وَعَدَمُہٗ سَوَاءً بَلْ عَدَمُہٗ خَیْرٌ مِّنْ وُجُوْدِہٖ۔

حل لغات مراتب جمع مرتبہ درجہ والا۔ الاصدقاء جمع صدیق دوست تشکو (ن) شکوی شکایۃ شکایت کرنا ص شاکی الاصغاء بغور سننا۔ صغا (ن، س) صغواً۔ الیہ جھکنا۔ بثہا (ن ض) بثاً۔ الخبر پھیلانا مکروب غمزدہ کرب (ن) کرباً۔ سخت غمزدہ ہونا۔ کرب غم ج کروب۔ کربۃ مشقت ج کرب تستروح آرام پانا۔ مروٓۃ۔ مروت۔ یواسیک مواساۃ غمخواری کرنا۔ یسلیک اسلاء بے غم کرنا۔ سلا (ن) سلواً، بے غم ہونا۔ یتوجع توجعاً۔ وجع (س) وجعاً درد مند ہونا۔ المشکو الیہ جس کے پاس شکایت کیجائے، ہمک ہم غم ج ہموم ہم (ن) ہماً بالشیٔ ارادہ کرنا۔ ہمام کر گزرنیوالا۔ حلب اشطر الدھر دیکھو ص ۶۹

تشریح:۔ سب سے کمتر دوست وہ ہے جس کے پاس تو شکایت کرے اور اس سے شکایت سننے کے علاوہ کچھ نہ ہو سکے کیونکہ شکایت سننے اور اسکے فاش کرنے میں بھی غم زدہ کے غم میں تخفیف اور جی کو راحت ہوتی ہے اسلئے شاعر نے کہا ہے ؎ ولابد الخ شکایت صاحب مروت

کے پاس کرنا چاہئے جو غمخواری کرے یا تسلی دے یا شریک غم ہو کیونکہ مشکوالیہ یا تو غمخواری کریگا اور یہی دوستی کا اعلیٰ مرتبہ ہے اور ایسا شخص صاحب مروت اور سچا دوست ہے یا تسلی دیگا اور یہ درمیانہ درجہ ہے اور ایسا شخص سمجھدار دوست تہذیب یافتہ اور صاحب تجربہ ہے جس نے زمانہ کے امور خیر و شر کو آزمایا ہے یا شریک غم ہوگا دوستی کا یہ ادنیٰ درجہ ہے اور ایسا شخص عاجز دوست ہے پس دوست اگر ان تینوں مرتبوں سے خالی ہو تو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہے بلکہ ہونے سے نہ ہونا بہتر ہے:

(فائدہ) ربیعہ بن مقروم نے سچے دوست کی پہچان یہ بتائی ہے ؎

اخوک اخوک من یدنو و ترجوا × مودتہ وان دُعِیَ استجابا، اذا حاربتَ حارب من تُعادی × وزاد سلاحہ منک اقترابا،

تیرا بھائی (دوست) حقیقت میں وہ ہے جو تجھ سے قریب ہو اور جس کی دوستی کی تجھ کو امید ہو اور اگر وہ مصیبت کے وقت بلایا جائے تو وہ تیرے بلانے کو مان لے اور فوراً حاضر ہو جائے، جب تو دشمن سے لڑے تو وہ بھی اس سے لڑے اور اس کے ہتھیار تجھ سے قربت اور محبت بڑھا دیں یعنی وہ تیرے دشمنوں کو مارے اور اس سے تیری محبت زائد ہو، لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں سچا دوست مثل عنقا رہے، ایک فیلسوف سے کسی نے پوچھا: بالصدیق دوست کے کیا معنی؟ اس نے کہا: اسم بلا مسمّیٰ صرف ایک اسم ہے جس کے مسمی کا کچھ پتہ نہیں، فضیل نے حضرت سفیان سے کہا: کسی قابل اعتماد دوست کو بتائیے، آپ نے جواب دیا: یہ تو ایسی گمشدہ چیز ہے جو تلاش سے بھی نہیں ملتی، ولنعم ما قال ابو اسحاق الشیرازی ؎

سالتُ الناسَ عن خل وفیّ × فقالوا ما الی ہذا سبیل، تمسک ان ظفرت بود حرّ × فان الحرّ فی الدنیا قلیل:-

الابرام

بور کرنا!

اذا دخل الثقیل بارض قوم ❁ فما للساکنین سوی الرحیل ؎

اَهْدٰی رجلٌ من الثقلاء الی رجلٍ من الظرفاء جملاً ثم نزل علیہ حتی اَبْرَمَہٗ فقال فیہ ؎

یا مُبرِماً اَهْدٰی جمل × خُذْ وانصرف الفی جمل	قال: وما اوقارُها، قلتُ زبیبٌ وعسل
قال ومن یقودُھا قلتُ لہ الفا رجُل	قال ومن یسوقُھا قلتُ لہ الفا بطل
قال وما لباسُهم قلتُ حُلِیٌّ وحُلل	قال وما سلاحُهم قلتُ سیوفٌ واَسَل
قال عبیدٌ لی اذاً قلتُ نعم ثم خَوَل	قال بهذا فاکتبوا اذاً علیکم لی سجل
قلتُ لہ الفیٰ سجل فاضمن لنا ان ترتحل	قال وقد اضجرتکم قلتُ اجل ثم اجل
قال وقد ابرمتکم قلتُ لہ الامر جلل	قال وقد اثقلتُکم قلتُ لہ فوق الثِقَل

قالَ فانی راحلٌ قلتُ العجلَ ثم العجلْ | یا کوکبَ الشؤمِ ومن اربی علی نحسِ زحل
یا جبلاً من جبَلٍ | فی جبَلٍ فوقَ الجبَلْ

حل لغات الابرام برم (س)، بَرَماً تنگدل ہونا. بَرِم بخیل. الثقلاء جمع ثَقیل بوجھل. ثَقُل (ک) ثِقلاً بھاری ہونا. ثِقل بوجھ ج اثقال دفینے. مُردے. مثقال تولنے کے اوزان ج مثاقیل. الظرفاء جمع ظریف زیرک. خوش طبع. ظرف (ک) ظرافۃ خوش طبع ہونا. جملا اونٹ ج جمال. جمل (ک) جمالاً خوبصورت ہونا ص جمیل. اوقار جمع وِقْر بوجھ (ض) وقراً بوجھل ہونا. زبیب کشمش. عَسَل شہد ج عُسُل اَعْسال. عَسَل (ن،ض) عَسْلاً کھانے میں شہد ملانا عَسّال شہد فروش. یقود (ن) قوداً چوپائے کو آگے سے کھینچنا قیادۃ سالار جیش ہونا ص قائد ج قادہ. یسوق (ن) سَوْقاً پیچھے سے ہانکنا سائق ج ساقہ. ساق پنڈلی ج سیقان، سُوق بازار ج اسواق، سیاق کلام اسلوب کلام، بَطَل بہادر ج اَبطال، بطل (ک) بطالۃ بہادر ہونا. حُلی جمع حَلْی زیور حلی (س) حُلِیّاً. المرأۃ آراستہ کرنا. حُلَل جمع حلۃ کپڑوں کا جوڑا. سلاح ہتھیار ج اسلحہ. اَسَل نیزہ، ہر تیز اور پتلی تلوار. خَوَل غلام کنیز. سجل چک، مہر معاہدات کا رجسٹر. سجیل کنکر. اضجر تم ملول کرنا. ضجر (س) ضجراً بہ منہ تنگدل ہونا. جلل، بڑا یا آسان معاملہ. (من الاضداد) زحل ایک سیارہ کا نام ہے جسکو بلندی اور بُعد کیلئے بطور مثال کے بیان کرتے ہیں (عدل اور علمیت کیوجہ سے غیر منصرف ہے (زحل) (ف) زحواً دور ہونا. زائل ہونا. جبل پہاڑ ج جبال"

تشریح: ایک ثقیل الطبع شخص نے ایک خوش مزاج آدمی کو بطور ہدیہ ایک اُونٹ دیا پھر اسکے یہاں آکر ڈھیٹ بنکر پڑ رہا اور اسکی جان کو آگیا، اس پر خوش طبع نے کہا: ایک اونٹ کا ہدیہ دیکر عاجز کرنیوالے! تو دو ہزار اونٹ لے لے اور چلا جا' اسنے کہا: انکا لدان کا کیا ہوگا: میں نے کہا کشمش اور شہد۔ اس نے کہا: ان کو کون چلائے گا۔ میں نے کہا دو ہزار آدمی۔ اسنے کہا: کون ہانکے گا؟ میں نے کہا دو ہزار پہلوان۔ اس نے کہا: ان کا لباس کیا ہوگا؟ میں نے کہا زیورات اور حلے۔ اس نے کہا ان کے ہتھیار کیا ہونگے؟ میں نے کہا تلواریں اور نیزے اس نے کہا۔ تو غلام بھی ہونے چاہئیں۔ میں نے کہا ہاں! نوکر چاکر بھی۔ اسنے کہا: تو ایک دستاویز لکھدو جو واجب العمل ہو۔ میں نے کہا: دو ہزار دستاویزیں مگر تو سدھارنے کی ذمہ داری لے۔ اس نے کہا: میں نے تم کو پریشان کر دیا؟ میں نے کہا: ہاں ہاں! اسنے کہا واقعی میں نے تم کو تھکا مارا؟ میں نے کہا: ..... معاملہ اس سے بھی بڑھ گیا۔ اس نے کہا: سچ سچ۔ میں نے تم کو گرانبار کر دیا؟ میں نے کہا: بے حد بوجھل کر دیا۔ اس نے کہا: اچھا میں جا رہا ہوں۔ میں نے کہا: جلد اور بہت جلد۔ اے زحل کی نحوست سے بڑھ کر نحوست کے ستارے۔ اے بڑے اُونچے پہاڑ اونچے پہاڑوں میں سے کہ ایسے پہاڑ پر ہے جو پہاڑوں سے اونچا پہاڑ ہے:

الشجاعةُ الدّينيّة

دینی بہادری!

من خطب امیر المؤمنین وثانی الخلفاء الراشدین ابی حفص عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبتہ التی قال فیہا: یا ایہا الناس من رأی منکم فیَّ اعوجاجاً فلیقوّمہ، ای یعدّلہ، فقام الیہ اعرابیٌّ من المسجد وقال: واللہ لو رأینا فیك اعوجاجاً لقوّمناہ بسیوفنا، فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ الحمد للہ الذی جعل فی ھذہ الامۃ من یقوّم اعوجاج

عمر بسيفه فرحمك الله يا عمرُ فقد عددتَ جوابَ هٰذا الأعرابي وهو واحد من رعاياك، وفردٌ من أفرادِ شُعبك عددته نعمةً، تحمدُ الله عليها ونختم لك المقال بوصيةٍ وصّى بها الرسولُ صلوٰة الله وسلامه عليه أحد أصحابه وهو أبو ذر الغفاري رضي الله تعالى عنه قال أوصاني خليلي بصفاتٍ من الخير، أوصاني لا أخاف في الله لومة لائمٍ وأوصاني ان أقول الحقّ وان كان مُرًّا

حل لغات الشجاعۃ بہادری۔ خُطب جمع خطبہ دیکھو ۶۰، اعوجاج کجی۔ عوج (س) عَوَجاً۔ اعوج۔ تعوج۔ العوَد، لکڑی کا ٹیڑھا ہونا۔ رعایا جمع رعیۃ حاکم کے ماتحت عام لوگ۔ شُعَب جمع شعبۃ گروہ فرقہ، شعب (ف) شَعْباً جمع کرنا متفرق کرنا، سنوارنا۔ بگاڑنا۔ (من الاضداد) المقال، گفتگو۔ خلیلی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں دیکھو ۵۹ لومۃ دیکھو ۳۹، مُرّا کڑوا، مرّ (س) مرارۃ کڑوا ہونا۔

تشریح ہ امیر المؤمنین ثانی خلفاء راشدین ابو حفص عمر بن الخطاب کے خطبات میں سے ایک خطبہ وہ ہے جسمیں آپنے فرمایا تھا: لوگو! اگر کوئی مجھ میں کج روی دیکھے تو اُسے چاہیئے کہ درست کردے (یہ سُن کر حاضرین) مسجد (میں) سے ایک بدوی اُٹھکر بولا، بخدا اگر ہم کجی دیکھیں گے تو تلوار سے درست کر دیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا! الحمد للہ اھ تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہیں جس نے اس اُمت میں ایسا شخص بھی پیدا کر دیا جو عمر کی کجی اپنی تلوار سے درست کر سکتا ہے (راوی نے کہا) اے عمرؓ! اللہ آپ پر رحم فرمائے آپنے اس دیہاتی کے جواب کو نعمت شمار کیا جس پر آپ اللہ کا شکر ادا کر رہے ہیں۔ حالانکہ یہ دیہاتی آپکی رعیت کا ایک شخص اور آپکے گروہ کا ایک فرد ہے ہم گفتگو اس نصیحت پر ختم کرتے ہیں جو اللہ کے رسولؐ نے اپنے ایک صحابی ابو ذر غفاریؓ کو فرمائی تھی۔ ابو ذرؓ فرماتے ہیں کہ مجھ کو میرے مخلص دوست نے اوصاف خیر کی نصیحت فرمائی ہے اوّل یہ کہ اللہ کے معاملہ میں ملامت گر کی ملامت کا خیال نہ کروں، دوم یہ کہ میں حق بات کہوں اگرچہ وہ تلخ ہی ہو۔"

الذكاوة

(ذہانت)

كتب عمر بن عبد العزيز الى عدي بن ارطاة ان اجمع بين اياس بن معاوية والقاسم بن ربيعة الجرشي فولِّ القضاء انفذهما فجمع بينهما فقال له اياس ايها الرجل سل عني وعن القاسم فقيهي البصرة الحسن وابن سيرين وكان القاسم يأتي الحسن وابن سيرين وكان اياس لا يأتيهما فعلم القاسم انه ان سألهما اشارا به فقال القاسم لا تسأل عني ولا عنه فوالله الذي لا اله الا هو ان اياس بن معاوية أفقه مني وأعلم بالقضاء فان كنت كاذبًا فما ينبغي ان تولّيني وان كنت صادقًا فينبغي لك ان تقبل قولي فقال له اياس انك جئت برجل فاوقفته على شفير جهنم فنجّى نفسه منها بيمينٍ كاذبةٍ يستغفر الله منها وينجو ممّا يخاف فقال له عدي اما إذ فهمتها فانت لها فاستقضاه ۰

قال الراوي ۱۲

حل لغات

الذکاوۃ دیکھو صـ۴۲ عمر بن عبد العزیز بن مروان بن الحکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس۔ ابو حفص قریشی، مدنی دمشقی فقیہ پرہیزگار، انصاف پسند امیر تھے۔ سلیمان بن عبد الملک نے ماہ صفر ۹۹ھ میں اپنی وفات کے دن خلافت کیلئے آپ کا انتخاب کیا اسوقت آپکی عمر چالیس سال کی تھی آپنے اڑھائی سال امور خلافت کو انجام دیا اور رجب ۱۰۱ھ میں دنیا سے رخصت ہوگئے۔ قال انس ما رأیت اشبہ صلوۃ برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ہذا الفتی "عدی بن ارطاۃ فزاری حضرت عمر بن عبد العزیز کے گورنر تھے ۱۰۲ھ میں شہید ہوئے ہیں ایاس بن معاویہ دیکھو صـ۷ قاسم بن ربیعہ بن جوشن غطفانی بصری۔ ولی امر حاضر ہے دیکھو صـ۴۲ انفذ نافذ تر نفذ (ن) نفوذاً۔ الامر جاری ہونا پورا ہونا۔ ایہا الرجل ای منادی مبنی برضم ہے اور یا ندائیہ مقدرہ کیوجہ سے محلاً منصوب ہے کلمہ ای اسم معرف باللام کی ندا کا آلہ ہے جیسے یا ایہا الناس یا ایہا النبی۔ اور ہا برائے تنبیہ ہے فقیہین فقیہ کا تثنیہ ہے۔ ۵، فقہ (ک) فقاہۃً فقیہ ہونا (س) دانشور ہونا۔ م فقیہ ج فقہاء، الحسن البصری دیکھو صـ۵ ابن سیرین ابوبکر محمد بن سیرین ان کے والد سیرین "جرجرایا" (عراق) کے باشندے تھے اور عین التمر میں ٹھٹھیرے کا کام کرتے تھے۔ اسی عین التمر کے معرکے میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ گرفتار ہوئے اور کسی کو تقسیم کر دیئے گئے۔ بعد میں حضرت انسؓ بن مالک کی غلامی میں آئے جنہوں نے بیس ہزار درہم پر مکاتبت کرکے آزاد کر دیا۔ ابن سیرین کی والدہ صفیہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی باندی تھیں لیکن اس شان کی کہ جب انکے نکاح کا وقت آیا تو تین ازواج مطہرات نے انکی مشاطگی کا کام انجام دیا اور اٹھارہ بدری صحابہ کرام جنمیں ابی بن کعبؓ بھی تھے تقریب میں شامل ہوئے سیرین کثیر الاولاد تھے بیان کیا جاتا ہے کہ صرف امہات الاولاد سے انکے تیس لڑکے تھے لیکن محمدؒ حضرت صفیہ کے بطن سے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ محمد بن سیرین فارس میں مدت تک حضرت انسؓ بن مالک کیساتھ کاتب کی حیثیت سے رہے تھے۔ اور اس تقریب سے انکو حضرت انسؓ سے علمی استفادہ کا بہت کافی موقع ملا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت ابوہریرہؓ ابن عمرؓ، عمران بن حصینؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ کے فیض صحبت سے مشرف ہوئے تھے جنکی وجہ سے آپ علم کے پیکر ہوگئے تھے۔ علمی کمالات اور زہد و ورع کیساتھ ابن سیرین بہترین معبر خواب کی حیثیت سے عوام و خواص میں زیادہ شہرت رکھتے ہیں۔ اس فن میں کمال کیوجہ وہ خود بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ حضرت یوسفؑ کو خواب میں دیکھا اور درخواست کی کہ مجھ کو خواب کی تعبیر سکھا دیجئے۔ آپنے فرمایا: منہ کھولو، میں نے منہ کھولا آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالدیا اس واقعہ کے بعد سے میں خواب کی تعبیر بیان کرنے لگا۔ آپ ماہ شوال ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے۔ اوقفہ ایقافاً ٹھیرانا۔ کھڑا کر دینا۔ شفیر ہر چیز کا کنارہ، اشفر ہونٹ ج شافر جہنم دوزخ (غیر منصرف ہے) نجی نجا (ن) نجاۃً رہائی پانا م ناج ج نواج، نجوا نجویٰ سرگوشی کرنا۔

تشریح: حضرت عمر بن عبد العزیز نے عدی بن ارطاۃ کے پاس لکھا کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعہ جرشی کو جمع کرکے امور قضاء میں جو نافع تر ہو اس کو عہدہ قضاء پر مامور کردو۔ عدی بن ارطاۃ نے دونوں کو جمع کیا ایاس نے کہا آپ میرے اور قاسم دونوں کے متعلق فقیہ بصرہ حضرت حسن بصری اور محمد بن سیرین سے دریافت کرلیجئے (کہ ہم میں عہدۂ قضاء کے لائق کون ہے) ان دونوں حضرات کے ہاں قاسم بن ربیعہ کی آمد و رفت تھی اور ایاس انکے پاس آتے جاتے نہ تھے اس لئے قاسم بن ربیعہ کو یقین تھا کہ اگر ان حضرات سے دریافت کیا گیا تو وہ میرے ہی بارے میں مشورہ دیں گے۔ اس لئے قاسم بن ربیعہ نے کہا کہ آپ میرے متعلق دریافت کریں نہ ایاس کے متعلق۔ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بیشک ایاس مجھ سے زیادہ فقیہ اور امور قضاء کے واقف کار ہیں۔ اگر میں اس قسم میں جھوٹا ہوں تب تو مجھے قاضی بنانا کسی طرح زیبا ہی نہیں اور اگر میں سچا ہوں تو تسلیم کرلینا چاہیئے۔ ایاس نے عدی سے کہا: آپ نے ایک شخص کو جہنم کے کنارہ پر کھڑا کیا کہ اس نے جھوٹی قسم کھاکر خود کو بچالیا.... جھوٹی قسم سے استغفار کرلے گا اور جس چیز کا خوف تھا اس سے نجات ہو جائے گی۔ عدی نے ایاس سے کہا: جب آپ اس مضمر ارادے کو بھی سمجھ گئے تو آپ قاسم سے کہیں زیادہ عہدۂ قضاء کے لائق ہیں چنانچہ عدی نے ایاس ہی کو قاضی بنا دیا

الوفاءُ والمحافظةُ والامانةُ

وفاء ، حفاظت ، امانت ،

ے وفا و عہد نکو باشد ار بیاموزی — دگرنہ ہر کہ تو بینی ستمگری داند (حافظ)

کان ابو العاصِ بنُ الربیع بن عبد العزی بن عبد شمس، خَتَنُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنتِہ زینبَ تاجرًا تضاربہ قریش باموالھم، فخرجَ الی الشام سنۃَ الھجرۃِ، فلما قفل عرض لہ المسلمون، واَسروہ، واخذوا ما معہ، وقدموا بہ المدینۃَ لیلًا، فلما صلوا الفجرَ، قامت زینبُ علی بابِ المسجدِ، فقالت: یا رسول اللہ، قد اجرتُ ابا العاص وما معہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: قد اجرنا من اجرتِ، ودفع الیہ ما اخذوہ منہ، وعرض علیہ الاسلام، فابی وخرجَ الی مکۃَ، ودعا قریشًا. فاطعمھم، ثم دفع الیھم اموالھم، ثم قال: ھل وفیتُ؟ قالوا: نعم، قد ادیتَ الامانۃ ووفیتَ، قال: اشھدوا جمیعًا، انی اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ، وما منعنی ان اُسلمَ الا ان یقولوا اخذ اموالنا، ثم ھاجر، فاقرّہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی النکاح، وتوفی فی سنۃ اثنتی عشرۃ +

حل لغات: الوفاء (ض) بالوعد پورا کرنا۔ الامانۃ (ک) امین ہونا ص امین ج اُمناء۔ ختن داماد، عورت کی طرف سے رشتے جیسے سسر، سالا ج اختان، ختن (ض،ن) ختنًا۔ الصبی ختنہ کرنا، ن، ختونا داماد بننا۔ تضارب کسی کے مال سے تجارت کرنا اور نفع میں شریک ہونا اسروہ (ض) اسرًا قید کرنا۔ اسیر قیدی ج اُساری، اُسرٰی، کل کا کل یقال ہٰذا لک باسرہٖ یہ کل تمہارے لئے ہے۔ اجرتُ اجارۃ پناہ دینا ابیٰ (ف۔ض) اباءً انکار کرنا ص ابیّ ج اُباۃ۔ **تشریح:۔** حضرت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزّٰی بن عبد شمس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد تجارت پیشہ آدمی تھے۔ قریش انکو مضاربت پر مال دیتے تھے اور یہ تجارت کرتے تھے۔ ہجرت کے سال آپ ملک شام کیطرف نکل گئے۔ جب واپس ہوئے تو مسلمان انکے درپے ہوگئے۔ قید کرلیا اور جو کچھ انکے پاس تھا سب لے لیا اور رات میں مدینے لے گئے۔ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو حضرت زینبؓ مسجد کے دروازے پر آئیں اور کہا: یا رسول اللہ! میں نے ابو العاص کو پناہ دیدی۔ آپنے فرمایا: جس کو تونے پناہ دیدی اسکو ہمنے بھی پناہ دیدی اس کے بعد آپنے وہ تمام مال انکو واپس کردیا جو مسلمانوں نے ان کے لے لیا تھا پھر ان پر اسلام پیش کیا تو انہوں نے انکار کردیا اور مکہ چلے گئے وہاں جاکر قریش کو جمع کیا اور قریش کا جو مال و متاع ان کے پاس تھا وہ سب واپس کرکے کہا: میں نے پورا پورا ادا کردیا؟ قریش نے کہا: ہاں آپنے امانت کا حق ادا کردیا آپنے فرمایا: تم سب شاہد رہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اسکے بعد فرمایا: مجھے اسلام قبول کرنے سے کوئی چیز مانع نہ تھی بجز اس کے کہ تم کہو: ہمارا مال لیکر چلا گیا۔ اس کے بعد آپنے ہجرت کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نکاح پر برقرار رکھا اور ۱۲ھ میں آپ نے وفات پائی:

مَوعِظَةُ النَّمْلَةِ

چیونٹی کی نصیحت !

رُوِیَ ان سلیمانَ لما سمِعَ قولَ النملةِ (لا یحطمنکم سلیمانُ وجنودُہ) قال ائتونی بھا فاتوہ بھا فقال لہ لم حذَّرتِ النملَ من ظلمی اما علمتِ انی نبیٌ عدل فلِمَ قلتِ لا یحطمنکم سلیمانُ وجنودہ فقالتِ النملۃُ اما سمعتَ قولی وھم لا یشعرون ومع ذلک انی لم اُرد حطم النفوس وانما اردتُ حطم القلوب خشیتُ ان یروا ما انعم اللہُ بہ علیک من الجاہ والملک العظیم فیقعوا فی کفرانِ النعمِ فلا اقلّ من ان یشتغلوا بالنظر الیک عن التسبیح فقال لھا سلیمانُ عِظِینی فقالتِ النملۃ اَعلِمتَ لِمَ سُمِّیَ ابوک داؤد قال لا قالت لانہ داوی جرحۃَ قلبِہ وھل تدری لِمَ سُمِّیتَ سلیمان قال لا قالت لانک سلیمُ الصدر والقلب ثم قالت اتدری لِمَ سخّر اللہُ لک الریحَ قال لا قالت اَخبرَکَ اللہ تعالیٰ بذلک ان الدنیا کلھا ریح فمن اعتمدَ علیھا فکانما اعتمدَ علی الریح ✦

حل لغات لا یحطمنکم (ض) حطماً توڑنا۔ حطمۃ دوزخ تیز آگ۔ جنود جمع جند لشکر۔ حذرت تحذیراً خوف دلانا۔ حذر (س)، حذراً بچنا چوکنا رہنا۔ جاہ مرتبہ۔ کفران ناشکری۔ نعم جمع نعمۃ۔ داوی مداواۃً۔ المریض علاج کرنا۔ دوی (س) دَوًی بیمار ہونا۔ جرحۃ زخم دیکھو منتہ

تشریح:- بیان کیا گیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے چیونٹی کا یہ قول سنا "لا یحطمنکم الخ" نہیں ڈالے تم کو سلیمان اور اسکی فوجیں اور انکو خبر بھی نہو۔ تو آپنے فرمایا: اسکو میرے پاس لاؤ۔ خدام اسکو آپکے پاس لائے آپنے اس سے کہا: تونے چیونٹیوں کو میرے ظلم سے کیوں ڈرایا، تو نہیں جانتی کہ میں نبی ہوں عادل ہوں پھر تونے لا یحطمنکم کیوں کہا: چیونٹی: آپنے میرا قول "وہم لا یشعرون" نہیں سنا؟ علاوہ ازیں حطم سے مُراد حطم نفوس (جانوں کا کچلنا) نہیں بلکہ حطم قلوب (دلوں کا شکستہ کرنا ہے) یعنی چیونٹیوں کو ہوشیار کرنے سے میرا یہ مطلب ہی نہ تھا کہ سلیمان اور اس کے لشکر والے تمہاری جانوں کو ضائع کر دیں گے۔ میرا مطلب تو یہ تھا کہ مبادا تمہارے دلوں کو شکستہ کر دیں، کیونکہ مجھ کو یہ اندیشہ ہوا کہ جو کچھ مراتب عالیہ اور سلطنت عظیمہ خدا نے آپکو انعام کی ہے اسکو یہ تمام چیونٹیاں دیکھیں گی (اور اپنے آپکو اس سے خالی پاویں گی) تو لامحالہ خدا کی ان نعمتوں کی ناشکری کریں گی جو ان پر ہیں ورنہ کم از کم آپکو اور آپکے لشکر والوں کو دیکھکر خدا کے ذکر اور تسبیح سے تو رُک جاویں گی۔ آپنے چیونٹی سے کہا: مجھے نصیحت کر۔ چیونٹی نے کہا: آپکو معلوم ہے۔ آپکے والد کا نام داؤد کیوں رکھا گیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں، چیونٹی نے کہا: اس لئے کہ انہوں نے اپنے قلب کے زخم کا علاج کیا ہے۔ اور جانتے ہو کہ آپ کو سلیمان کے ساتھ کیوں موسوم کیا گیا؟ آپنے فرمایا: نہیں، چیونٹی نے کہا: اس لئے کہ آپ سلیم الصدر اور سلیم القلب ہیں اور جانتے ہو اللہ نے آپ کیلئے ہوا کو کیوں مسخر کیا؟ آپ نے فرمایا: نہیں: چیونٹی نے کہا: اس سے یہ بتلایا ہے کہ دنیا کل کی کل ہوا (کے مثل) ہے جس نے دنیا پر اعتماد کر لیا اس نے گویا ہوا پر اعتماد کر لیا:

(فائدہ) چیونٹی کے قول کی حکایت میں حق تعالیٰ کا ارشاد "یا ایہا النمل ادخلوا مساکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم لا

یشعرون" کلام کی گیارہ اجناس ندا، کنایہ، تنبیہ، تسمیہ، امر، قصہ، تحذیر، خاص، عام، اشارہ اور عذر پر مشتمل ہے پس "یا" ندا ہے اور "ای" کنایہ ہے اور "ھا" تنبیہ ہے اور "النمل" تسمیہ ہے اور "ادخلوا" امر ہے اور "مساکنکم" قصہ ہے اور "لایحطمنکم" تحذیر ہے اور "سلیمان" تخصیص ہے اور "جنودہ" تعمیم ہے اور "ہم" اشارہ ہے اور "لایشعرون" عذر ہے پھر اس آیت میں پانچ حقوق کی ادائیگی کیطرف اشارہ بھی ہے یعنی اللہ کا حق، رسول کا حق، اپنا حق، رعیت کا حق اور سلیمان علیہ السلام کے لشکر کا حق (القان):۔

(تنبیہ) علماء حیوانات نے سالہا سال جو تجربے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حقیر ترین جانور اپنی حیات اجتماعی اور نظام سیاسی میں بہت ہی عجیب اور شئون بشریہ سے بہت قریب واقع ہوا ہے، آدمیوں کی طرح چیونٹی کے خاندان اور قبائل ہیں ان میں تعاون باہمی کا جذبہ، تقسیم عمل کا اصول اور نظام حکومت کے ادارات نوع انسانی کے مشابہ پائے جاتے ہیں، محققین یورپ نے مدتوں ان اطراف میں قیام کر کے جہاں چیونٹیوں کی بستیاں بکثرت ہیں بہت قیمتی معلومات بہم پہنچائی ہیں (حاشیہ عثمانی)

الشر یبدءہ فی الاصل اصغرہ

(دراصل چھوٹا شر بڑے شر کا آغاز کرتا ہے)

یہ عنوان ایک شعر کا مصرعہ ہے پورا شعر یوں ہے ۔ الشر یبدءہ فی الاصل اصغرہ * ولیس یصلی بنار الحرب جانیھا،
لڑائی کو اوّل دفعہ تھوڑا تکرار و فساد پیدا کرتا ہے اور لڑائی کی آگ میں وہ شخص جو لڑائی کا باعث ہوتا نہیں گرتا یعنی وہ بچ رہتا ہے اور اوروں پر مصیبت آتی ہے۔ ۱ھ

حذر کن زیبکار کمتر کسے ☼ کہ از قطرہ سیلاب دیدم بسے :۔

من العجائب اَنّ اھلَ قریتین قُتِلوا بالسیفِ عن اٰخرِھم بسببِ قطرۃٍ من عسلٍ وسببُ ذٰلك ان رجلاً کان فی قریۃٍ اَخذ ظرفاً من العسلِ لیبیعَہٗ فی قریۃٍ اُخریٰ، فجاء الیٰ زیّاتٍ وفتح الظرفَ لِیُرِیہِ العسلَ، فقطرت من العسل قطرۃٌ علی الارضِ، فانقضّ علیھا زنبورٌ فخطفتہٗ قِطّۃٌ، فخطفَ القطۃَ کلبٌ، وکانت القِطّۃُ للزیّاتِ، والکلبُ للعسّالِ فلما رأی الزیّاتُ ان الکلبَ افترس لِقطّتہٖ، ضَربَ الزیّاتُ الکلبَ فقتلہٗ، فلما رأی العسّالُ کلبَہٗ قد قُتِلَ ضربَ الزیّاتَ، فقتلہٗ، فلما رأی ولدُ الزیّاتِ اَنّ اباہ قد قُتِلَ ضربَ العسّالَ فقتلہٗ فلما سمع اھلُ القریتین بقتلِ الرجلین، لبسوا عُدّۃَ حربِھم، ولازالوا یقتتلون حتی فنوا تحت السیفِ عن اٰخرِھم، وکان سببُہٗ قطرۃَ عسلٍ کما قیل: ومُعظمُ النارِ من مُستصغرِ الشررِ

حل لغات بدأ (ف) بدءً شروع کرنا۔ اَبدأ۔ اللہ پیدا کرنا ص بادی۔ مبدی۔ من آخرہم حالیت کی بنا پر محلاً منصوب ہے اے حال کونہم ناشئین من اولہم الی آخرہم۔ جار اوّل اور مجرور ثانی کو برائے تخفیف حذف کر دیا گیا۔ نحالٌ نحل کی طرف منسوب ہے جیسے تمارٌ لبان۔ نحل شہد کی مکھی۔ نحال شہد فروش۔ زیات زیتون کا تیل بیچنے والا۔ زیت زیتون کا تیل ج زیوت۔ زات (ض) زیتاً۔ الطعام کھانے میں زیتون کا تیل ڈالنا۔ لیریہ لام امر کی ہے اور یُری اراءۃ سے مضارع کا واحد غائب ہے۔ اراءۃ دکھانا۔ قطرت (ن) ٹپکنا۔ انقض۔ الجدار دیوار کا پھٹنا۔ زنبور بھڑ۔ خطفہ (س۔ن) خطفاً اچک لینا۔ البرق البصر چندھا کر دینا۔ السمع چوری سے سننا۔ خطاف چور۔ قطۃ بلی، قط بلا ج قطاط۔ قططۃ۔ کلب کتا دیکھو صلا عسال شہد فروش دیکھو ص۹۵ افترس۔ الاسد فریسۃ گردن توڑ دینا۔ عُدّۃ سامان جنگ ج عُدَد۔ عدداً، عدًّا۔ شمار کرنا۔ فنوا (س) فناءً معدوم ہونا۔ شرر چنگاری۔

تشریح:۔ عجیب بات ہے کہ دو گاؤں والے اوّل سے آخر تک صرف ایک قطرہ شہد کی وجہ سے فنا ہو گئے۔ صورت یہ ہوئی کہ ایک شہد فروش نے شہد سے بھرا ہوا برتن دوسرے گاؤں میں فروخت کرنے کیلئے لیا اور کسی زیت فروش کے پاس آکر شہد دکھانے کیلئے برتن کھولا تو شہد کا ایک قطرہ زمین پر ٹپک گیا۔ بھڑ نے شہد کا قطرہ دیکھا تو اس پر لوٹ پڑی۔ بھڑ کو بلی نے اچک لیا بلی کو کتے نے جھپٹ لیا۔ بلی زیات کی تھی اور کتا شہد فروش کا۔ جب زیات نے دیکھا کہ کتے نے بلی کی گردن مروڑ ڈالی تو اس نے کتے کو ختم کر دیا۔ شہد فروش نے دیکھا کہ کتا ختم کر دیا گیا تو اس نے زیات کو مار ڈالا زیات کے لڑکے نے دیکھا کہ میرا باپ قتل کر دیا گیا ہے تو اس نے شہد فروش کو ختم کر دیا۔ جب گاؤں والوں نے دو آدمیوں کے قتل کی خبر سنی تو سب جنگی سامان پہن کر تیار ہو گئے اور آپس میں لڑتے رہے یہاں تک کہ اوّل سے آخر تک سب تہ تیغ ہو گئے۔ اس پوری جنگ کا سبب ایک قطرہ شہد تھا۔ سچ ہے بیشتر آگ کے شعلے چھوٹی سی چنگاری سے بھڑک اٹھتے ہیں:۔ لا تحقرن صغیرۃ ٭ ان الجبال من الحصی

النجابۃ

شرافت

نِعَمُ الالٰہِ علی العباد کثیرۃٌ ٭ واجلّھن نجابۃ الاولاد

قال الیزیدی: اول ما ظہر من نجابۃ المامون وسدادہ انی کنتُ اُؤدِّبہ فوجّہتُ الیہ یومًا لیخرج فابطأ، فقلتُ لسعید الجوہری، وھو فی حجرۃ: ان ھذا الفتی قد اشتغل بالبطالۃ، فقال سعید: قوِّمہ بالادب، فلما خرج، ضربتہ ثلاث دُرر، فانہ لیبکی، اذ ابو جعفر بن یحییٰ قد استاذن علیہ، فوثب الی فراشہ مسرعًا، وھو یمسح عینیہ فجلس، ثم قال لید خل فدخل فقمتُ من المجلس وخشیتُ ان یشکونی الی جعفر، فالقی منہ ما اکرہ، فاقبل علیہ بوجہ طلق، وحادثہ وضاحکہ، فلما ھم بالحرکۃ قال یا غلام! دابتہ، ورجعتُ فقال ما حملک ان قمتَ عنا؟ فقلت: خفتُ ان تشکونی الیہ، فیوبّخنی، فقال: انا للہ، یا ابا محمد ما کنتُ اُطلع الرشید علی ھذا، فکیف اطلع جعفرًا علی انی احتاج الی ادب، یغفر اللہ لک، فکنتُ اھابہ بعد ذٰلک

حل لغات النجابۃ (ک) شریف الاصل ہونا ص نجیب الیزیدی دیکھو مقدمہ صـ۳۱ سداد درستی اور راستی در کردار و گفتار سد (س، ض) سَدَدًا۔ سداداً درست ہونا۔ انسد۔ بند ہونا۔ سد مسدہ قائم مقام ادّ۔ ادبہ تادیباً ادب سکھلانا۔ ادب (ک) ادباً دانشمند ہونا (ض) دعوت کا کھانا تیار کرنا۔ اُدبہ، مادُبہ۔ کھانا جو دعوت کیلئے تیار کیا جائے ج مادب۔ اُدب۔ اخلاقی ملکہ جو ناشائستہ باتوں سے روکے ج آداب۔ ابطأ دبطأ (ک) بُطأ، بطوءً دیر کرنا ص بطئ الفتی نوجوان۔ غلام ج فتیان۔ فتی (س) فتیٌ جوان ہونا۔ البطالۃ۔ بیکاری دیکھو صـ۹۵ درر جمع درۃ کوڑا۔ اُذر۔ علیہ الضرب لگاتار مارنا۔ جعفر بن یحییٰ ابوالفضل برمکی ہارون الرشید کا وزیر تھا! نہایت ذکی و ذہین فصیح و بلیغ۔ جود و سخا کا پیکر۔ قتل ببغداد ۱۸۷ھ وثب (ض) وثباً اٹھنا کودنا۔ دابۃ فعل محذوف کا مفعول ہے اے اُحضر دابۃ دابہ۔ چوپایہ۔ سواری ج دواب۔ دب (ض) دَبًّا۔ دبیباً رینگنا۔ ہاتھوں یا پیروں کے بل چلنا۔ فیو بخنی توبیخاً جھڑکنا۔ اہابہ اہیبۃً ڈرنا۔

تشریح:۔ یزیدی نے بیان کیا ہے کہ مامون کی شرافت سے جو علامت سب سے پہلے ظاہر ہوئی وہ یہ تھی کہ میں اسکو (گفت شنید نشست و برخاست کا) ادب سکھلاتا تھا۔ ایک روز میں نے اس کے پاس (اسکو بلانے کیلئے ایک آدمی) بھیجا۔ اس نے آنے میں تاخیر کی۔ میں نے سعید جوہری سے جس کی تربیت میں مامون تھا کہا: یہ لڑکا تو بیکاری میں مصروف رہنے لگا۔ سعید نے کہا: اسکو ٹھیک کر دیجئے۔ سعید باہر گیا تو میں نے اسکے تین قمچیں لگادی وہ رونے لگا (ابھی رو ہی رہا تھا کہ) اچانک جعفر بن یحییٰ آپہنچا اور اندر آنے کی اجازت چاہی۔ مامون فوراً بستر کیطرف لپکا اور آنکھوں سے آنسوؤں کو پونچھ پانچھ کر بیٹھ گیا اور کہا: تشریف لائیے۔ جعفر بن یحییٰ اندر آیا اور میں مجلس سے کھسک لیا مجھے یہ خوف ہوا کہ مبادا مامون جعفر سے میری شکایت کر دے اور مجھے اس کی ڈانٹ ڈپٹ سننی پڑے۔ مگر مامون جعفر کیطرف خندہ پیشانی کے ساتھ مخاطب ہوا اور بات چیت ہنسی مذاق سب کچھ کرتا رہا جعفر نے سواری طلب کی (اور سوار ہو کر واپس ہوگیا۔ اس کے بعد) میں واپس ہوا۔ مامون نے مجھ سے کہا: آپ کس لئے اٹھ کر چلے گئے تھے؟ میں نے کہا اس لئے کہ مبادا تو اس سے شکایت کر دے اور وہ مجھے سرزنش کرتے۔ مامون نے کہا: انا للہ وانا الیہ راجعون: اے ابو محمد جعفر تو جعفر، اس کی اطلاع ہارون کو بھی نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں میں تو ادب کا بے حد محتاج ہوں۔ اللہ آپ کو معاف کرے"۔ یزیدی کہتا ہے کہ میں اس کے بعد اس سے ڈرتا رہتا تھا"۔

قَالَ ابْنُ الْكَلْبِيْ، قَدِمَ اَوْسُ بْنُ حَارِثَةَ بْنِ لَامِ الطَّائِيُّ وَحَاتِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الطَّائِيُّ عَلٰى النُّعْمَانِ بْنِ الْمُنْذِرِ، فَقَالَ لِاِيَاسِ بْنِ قَبِيْصَةَ الطَّائِيِّ، اَيُّهُمَا اَفْضَلُ؟ قَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ اَيُّهَا الْمَلِكُ، اِنِّيْ مِنْ اَحَدِهِمَا، وَلٰكِنْ سَلْهُمَا عَنْ اَنْفُسِهِمَا، فَاِنَّهُمَا يُخْبِرَانِكَ، فَدَخَلَ عَلَيْهِ اَوْسٌ فَقَالَ، اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ حَاتِمٌ؟ فَقَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وُلْدِ حَاتِمٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ، وَلَوْ كُنْتُ اَنَا وَوَلَدِيْ وَمَالِيْ لِحَاتِمٍ لَاَنْهَبَنَا فِيْ غَدَاةٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهِ حَاتِمٌ، فَقَالَ لَهٗ، اَنْتَ اَفْضَلُ اَمْ اَوْسٌ؟ فَقَالَ، اَبَيْتَ اللَّعْنَ، اِنَّ اَدْنٰى وُلْدٍ لِاَوْسٍ اَفْضَلُ مِنِّيْ، فَقَالَ النُّعْمَانُ، هٰذَا وَاللّٰهِ السُّوْدَدُ، وَاَمَرَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ۔

حل لغات ابن الکلبی دیکھو مقدمہ صـ۳۱ اوس بن حارثہ لام الطائی۔ ابو جبیر عربوں میں ایک مشہور سخی جری شخص تھا مات ۶۰۰ء حاتم بن عبد اللہ طائی سخی ذکرہ انشاء اللہ، ابیت اللعن ایام جاہلیہ کے بادشاہوں کا تحیہ ہے سب

پہلے اس تحیہ کیساتھ شاہ قحطان کو یاد کیا گیا ہے۔ لاتہبنا لام کلمہ لو کا جواب ہے۔ اتھب اتھابًا ہبتی کا واحد غائب ہے اور نا ضمیر جمع متکلم مفعول ہے لے لو ہبنا کلنا مرۃ واحدۃ السودد سرداری، بلند مرتبہ، سادد ن سیادۃ، سُودُدًا شریف بزرگ ہونا سید سردار ج سادۃ۔

تشریح:۔ ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ اوس بن حارثہ طائی اور حاتم بن عبداللہ طائی دونوں نعمان بن منذر کے پاس آئے۔ نعمان نے ایاس بن قبیصہ طائی سے کہا: ان میں کون افضل ہے؟ ایاس نے کہا: باعث لعنت امور سے اللہ آپکی حفاظت فرمائے: میں تو انہیں میں کا ایک ہوں۔ آپ انہیں سے دریافت کر لیجئے کیونکہ یہ خود بھی آپ کو صحیح صحیح بتلا دیں گے۔ پس نعمان کے پاس اوس بن حارثہ آیا تو نعمان نے اس سے پوچھا: تو افضل ہے یا حاتم؟ اس نے کہا ابیتَ اللعنَ! حاتم کی ادنیٰ سے ادنیٰ اولاد بھی مجھ سے بہتر ہے اگر میں اور میری اولاد اور میرا مال سب حاتم کی ملکیت ہو تو ایک ہی روز میں ہم سب کو ہبہ کر ڈالے اس کے بعد حاتم آیا۔ نعمان نے اس سے بھی یہی پوچھا "تو افضل ہے یا اوس؟ حاتم نے کہا: ابیت اللعن! اوس کی ادنیٰ سے ادنیٰ اولاد بھی مجھ سے بہتر ہے"۔ نعمان نے کہا: واللہ یہ سب بلند رتبہ اور سردار ہیں اس کے بعد ہر ایک کے لئے ایک ایک سو اونٹ کا حکم دیا۔

لا ینجی من نباح الکلبِ الا بکسرۃِ خُبزۃٍ تلقی الیہ

کتے کی بھوں بھوں سے روٹی کا ٹکڑا ڈالے بغیر نہیں بچ سکتا!

جلس المهدی هو ابن المنصور ثالثُ خلفاء بنی العباس مولدہ سنۃ سبع وعشرین ومائۃ وکان ملکہ عشر سنین وشهرًا ونصفًا۔ مات فی سنۃِ تسعٍ وستین ومائۃٍ وعاش ثلاثًا واربعین سنۃ وصلّی علیہ ولدُہ هارونُ الرشید جلوسًا عامًا، فدخل علیہ رجلٌ وبیدہ مندیلٌ فیہ نعلٌ، فقال یا امیر المؤمنین هٰذہ نعلُ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قد اهدیتُها لک، فاخذَها منہ، وقبّلها ووضعها علٰی عینیہ، واعطاہ عشرۃَ آلاف درهمٍ، فلما خرج، قال لجلسائہ، ماترون؟ انی أعلمُ انّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لم یرها فضلاً عن ان یکون قد لبسها ولو کذّبناہُ لقال للناس: أتیتُ امیرَ المؤمنین بنعلِ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فردّها علیّ، وکان مَن یُصدّقہ اکثر ممن یکذّبہ، اذا کان من شانِ العامّۃِ المیلُ الٰی أشکالِها والنصرۃ للضعیفِ علی القوی وان کان ظالمًا فاشترینا لسانہ وقبلنا هدیتہ، وصدّقنا قولہ، وکانَ الذی فعلناہ ارجحَ وانجحَ۔

حل لغات لا ینجی النجاء بچنا، محفوظ رہنا۔ نباح کتے کی آواز نبح (ف ض) نباحًا کتے کا بھونکنا ص نابح ج نوابح، نبّح۔ کلب دیکھو مثلا کبیر۔ ٹکڑا ج کِسَر، کسرًا توڑنا۔ کسرا یکسر کم جیسے تہائی، چوتھائی ج کُسور۔ خبزۃ روٹی ج خبز (ض) خبزًا روٹی پکانا۔ القوم روٹی کھانا۔ خبّاز نانبائی۔ مندیل رومال ج منادیل۔ تمندل و تندّل رومال سے پونچھنا۔ نعل جوتا۔ ہر وہ چیز

جس سے قدم کو چھپایا جائے ج نعال. نعل (س) نعلاً جوتہ پہننا. الدابۃ نعل لگانا. قبل تقبیلاً بوسہ دینا فضلاً مصدر ہے جو اہل عرب کے قول فضل عن المال کذا "اذا ذہب الکثرہ وبقی القلہ سے ماخوذ ہے،

یہ ادنیٰ اور اعلیٰ دو چیزوں کے درمیان اس امر پر تنبیہ کرنے کے لئے واقع ہوتا ہے کہ نفی اعلیٰ کے وقوع سے ادنیٰ کی نفی ہو جائے. اس لئے اس کا نفی کے بعد واقع ہونا ضروری ہے خواہ نفی صریحی ہو یا نفی ضمنی. ابو علی فارسی کے نزدیک اس کے منصوب ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ یہ فعل مقدر سے مفعول مطلق ہونیکی بنا پر منصوب ہے تقدیر عبارت یوں ہے "فضل انتفاء الرؤیۃ فضلاً عن انتفاء التلبس" بعض حضرات نے ذکر کیا ہے کہ جس ترکیب میں فضلاً واقع ہو وہ "فما تنفعہم شفاعۃ الشافعین" کے قبیل سے ہوتی ہے بایں معنی کہ جیسے اس میں قید اور مقید دونوں کی نفی ہے یعنی ان کے لئے نہ شافعین ہیں اور نہ نفع شفاعت ہے اسی طرح مثال "فلان لایملک درہما فضلاً عن دینار" کا مطلب یہ ہے کہ فلاں درہم ہی کا مالک نہیں ہے چہ جائیکہ وہ دینار کا مالک ہو۔ ارجح بہتر، انجح النسب، نجح (ف) نجحاً سہل اور آسان ہونا. نجح درست رائے "

تشریح :- ایک مرتبہ خلیفہ مہدی نے (خلفاء عباسیہ میں سے تیسرا خلیفہ ہے. اسکی پیدائش ۱۲۶ھ میں ہے اور مدت خلافت ساڑھے دس سال ہے ۴۳ سال کی عمر میں ۱۶۹ھ میں وفات پائی اور جنازہ کی نماز اس کے لڑکے ہارون رشید نے پڑھائی ہے) دربار عام کیا تو ایک شخص نے جس کے ہاتھ میں رومال میں لپٹا ہوا جوتا تھا آ کر کہا : امیر المؤمنین ! یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک ہے. آپ کو ہدیہ کرنا چاہتا ہوں۔ مہدی نے اس کو بوسہ دیا آنکھوں سے لگایا اور اس کو دس ہزار درہم پیش کر دیئے. جب وہ چلا گیا تو مہدی نے اپنے ہم نشینوں سے کہا : میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو دیکھا بھی نہ ہوگا چہ جائیکہ آپ نے پہنا ہو. لیکن اگر ہم اس کی تکذیب کر دیتے تو لوگوں سے کہتا کہ میں امیر المؤمنین کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعل مبارک لے کر گیا مگر اس نے قبول نہیں کی اور اسکی تصدیق کرنے والے تکذیب کرنیوالوں کی نسبت زیادہ ہوتے کیونکہ عوام کا میلان اس قسم کی چیزوں کی طرف اور قوی سے ضعیف کی نصرت کی طرف اگرچہ وہ ظالم ہی ہو زیادہ ہوتا ہے. پس ہم نے اس کے ہدیہ کو قبول کر کے اس کی زبان خرید لی۔ اور اس کی بات کو سچ مان لیا.

یہ جو کچھ ہم نے کیا ہے یہی ادنیٰ واَنسب ہے ؎ بعذر توبہ تواں رستن از عذاب خدا ٭ و لیکن نتواں از زباں مردم رست

فضل العلماء على الملوك
بادشاہوں پر علماء کی فضیلت

علم داند باد ریس دبقار دن زر و سیم ٭ شد یکے فوق سماک و دگرے تحت سمک

حكى المسعودى فى شرح المقامات ان المهدى لما دخل البصرة رأى اياس بن معاوية وهو صبى وخلفه اربعمائة من العلماء واصحاب الطيالسة واياس يقدمهم فقال المهدى اُفٍ لهؤلاء اما كان فيهم شيخ يقدمهم غير هذا الحدث ثم ان المهدى التفت اليه وقال كم سنك يا فتى قال سنى اطال الله بقاء امير المؤمنين سن اسامة

بن زید ابن حارثة لمّا ولّاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیشًا فیھم ابو بکر و عمر فقال له تقدّم بارك اللہ فیك

(قلتُ) الصوابُ ان ایاسًا لم یُدرك زمانَ المھدیّ قال الحافظ الذھبی فی التاریخ الکبیر ان ایاسا قاضیَ البصرة توفی

فی زمن بنی امیة سنة مائة و تسع عشرة ولم یلحق دولة بنی العباس ویقال سنہ ۱۲۲ھ اذ ذاك سبع عشرة سنة

وَلّاہ قضاءَ البصرة عمرُ بن عبد العزیز رضی اللہ عنه وحسبُك بمن یختارہ عمرُ بن عبد العزیز لھذا المنصب

حل لغات المسعودی عبدُ الرحمٰن بن عتبہ بن عبد اللہ بن مسعود کوفی۔ جلیل القدر تبع تابعین میں سے ہیں اور تصنیف میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔ "مروج الذھب" "شرح مقامات" آپ ہی کی تصانیف ہیں۔ صبی بچہ دیکھو ص۳۹ الطیالسۃ جمع طیلسان سبز چادر جس کو مشائخ، علماء، شرفاء استعمال کرتے تھے۔ اُف لغۃً تراشہ۔ ناخن یا کان کے میل کو کہتے ہیں۔ عرفاً گھبرا اٹھنے یا کسی چیز کو ناپسند کرنے کے وقت استعمال میں آتا ہے۔ مؤلف "بسیط" نے اسمیں اُنتالیس لغتیں درج کی ہیں۔ قرآن میں یہ لفظ اُفٍّ، اُفَّ، اُفُّ ہر طرح پڑھا گیا ہے اُف (ن، ض) افًا بیقراری کی وجہ سے اُف اُف کہنا۔ شیخ دیکھو ص۵ الذث دیکھو ص۵۶ منک سن عمر۔ اسامہ بن زید بن حارثہ ابو زید کلبی تنوخی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ، آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلقار کی طرف ایک دستہ کا امیر بنا کر بھیجا تھا اس وقت آپ کی عمر بیس سال سے بھی کم تھی ۷۵ سال کی عمر میں ۵۴ھ میں وفات پائی۔ الحافظ الذہبی شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن قایماز دمشقی مولود ۶۷۳ھ متوفی ۷۴۸ھ محدث کبیر و مورخ شہیر تھے۔ فن رجال میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ یوں تو آپ کی جملہ تصانیف علمی شاہکار ہیں "تاریخ اسلام" (۲۰ جلد) "تاریخ النبلاء" (۲۰ جلد) مختصر تاریخ ابن عساکر (۱۰ جلد) طبقات الحفاظ، الدول الاسلامیہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہیں۔

تشریح:

مسعودی نے شرح مقامات میں نقل کیا ہے کہ جب خلیفہ مہدی بصرہ آیا تو ایاس بن معاویہ کو دیکھا کہ ایک نوعمر نوجوان ہے جس کے پیچھے چار سو علماء، فضلاء، شرفاء ہیں اور یہ سب سے آگے ہے۔ مہدی نے کہا: افسوس ہے ان لوگوں پر۔ کیا انہیں اس نوجوان کے علاوہ کوئی سن رسیدہ بزرگ نہ تھا جو آگے ہوتا۔ اس کے بعد مہدی نے ایاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا: صاحبزادے! تمہاری عمر کیا ہے؟ ایاس نے کہا میری عمر (اللہ امیر المؤمنین کی حیات دراز کرے) حضرت اسامہؓ بن زید بن حارثہ کی عمر کے برابر ہے، جبکہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لشکر کا سردار بنایا تھا جس میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمرؓ بھی تھے۔ مہدی نے کہا، تقدم بارک اللہ فیک (اس سے معلوم ہوا کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ پایا ہے اور ملاقات بھی کی ہے مصنف علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایاس نے مہدی کا زمانہ نہیں پایا۔ چنانچہ حافظ ذہبی نے تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ ایاس جو بصرہ کے قاضی تھے انکی وفات بنو امیہ کے زمانہ میں ۱۱۹ھ میں ہوئی ہے اور دولت عباسیہ کو نہیں پایا کہا جاتا ہے کہ اس وقت انکی عمر فقط ۱۷ سال کی تھی حضرت عمر بن عبد العزیزؒ نے آپکو بصرہ کا قاضی بنایا تھا حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کا آپکو عہدۂ قضا کیلئے منتخب کرنا آپ کے فضل و کمال اور بلند پایہ ہونے کیلئے کافی ہے۔

فائدہ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک موقعہ پر کسی جگہ ایک دستہ فوج بھیجنا تھا اسی سلسلہ میں آپ نے اس دستہ کے ہر ہر شخص سے قرآن پڑھوا کر سنا ان میں ایک شخص سب سے کم عمر تھا آپ نے اس سے دریافت فرمایا کہ تجھے قرآن کتنا یاد ہے؟ اس نے عرض کیا: فلاں فلاں سورہ اور سورۂ بقرہ یاد ہے، آپ نے فرمایا: جا تو ان سب کا امیر ہے،

حافظ ابن عساکر نے (ج ۱ ص ۱۲۰) بطریق زہری حضرت عروہ سے روایت کی ہے کہ حضرت اسامہؓ فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابنیٰ والوں پر یلغار کرنے اور انہیں جلا دینے پر مامور کیا۔ فرمایا: اللہ کا نام لو اور روانہ ہو جاؤ لیبا ہوا جھنڈا حضرت بریدہ کو دیدیا گیا وہ اسے لیکر حضرت اسامہؓ کے گھر آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حضرت اسامہؓ نے مقام جرف پر پڑاؤ کیا اور "سقایہ سلیمان" کو چھاؤنی بنایا گیا لوگ نکل نکل کر آنے لگے۔ پرانے کبار مہاجرین میں سے کوئی مہاجر ایسا نہ تھا جو اس لشکر میں شامل نہ کیا گیا ہو۔ مہاجرین میں سے حضرت عمرؓ، ابو عبیدہ، سعد بن ابی وقاص سعید بن زید وغیرہم اور انصار میں سے حضرت قتادہ بن نعمان، سلمہ بن اسلم شامل تھے کچھ مہاجرین نے جن میں حضرت عیاش بن ربیعہ پیش پیش تھے کہا: بھلا یہ نو عمر (اسامہ) مہاجرین کا سردار بنایا جا رہا ہے تو اس بات کا خاصہ چرچا ہونے لگا حضرت عمرؓ نے یہ بات حضورؐ تک پہنچائی۔ حضور سن کر غضبناک ہوئے۔ (مرض کی شدت کی بنا پر) سر اقدس پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ جسم اطہر چادر میں ملبوس تھا) مگر اسی حال میں) منبر تک تشریف لائے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا: لوگو! میں نے اسامہ کو امیر لشکر بنایا ہے اسکے متعلق میں کیا سن رہا ہوں؟ بخدا اسامہ کے امیر بنائے جانے پر اعتراض ایسا ہی ہے جیسے اس کے باپ کی امارت پر۔ حالانکہ وہ زید بھی امارت کا اہل تھا اور اس کا بیٹا بھی اہل ہے۔ اس کے بعد منبر سے اترے اور گھر میں تشریف لے گئے یہ ہفتہ کا روز اور ربیع اول کی دس تاریخ کا واقعہ ہے۔ خلیفہ مہدی کے مسطورہ بالا سوال میں جو لطیف طعن تھا۔ حضرت ایاس خداداد فراست سے اسکو فوراً سمجھ گئے اور حضرت اسامہؓ کیطرف اشارہ کرکے آپ نے سمجھایا کہ "بزرگی بعقل ست نہ بہ سال"

نہ ہر کس سزاوار باشد بصدر ✲ کرامت بفضلست در تبت بقدر

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا ✲ آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

وَيُذكَرُ عن أبي هريرةَ رضي اللهُ تعالى عنه انه مَرّ يومًا في السوقِ على المشتغلين بتجاراتهم فقال: انتم هٰهنا؟ وميراثُ رسولِ اللهِ صلى اللهُ عليه وسلم يُقسمُ في المسجدِ، فقاموا سِراعًا، فلم يجدوا فيه الا القرآنَ والذكرَ ومجالسَ العلمِ، فقالوا: اين ماقلتَ يا ابا هريرةَ! فقال: هذا ميراثُ محمدٍ صلى اللهُ عليه وسلم يُقسمُ بين وَرَثَتِهٖ، وليس مَوارِيثُه دنياكم. قيل للخليل ابن احمد: ايهما افضلُ؟ العلمُ او المالُ، قال: العلمُ، قيل له: فما بالُ العلماءِ؟ يَزدحِمُونَ على ابوابِ الملوكِ، والملوكُ لايَزدحِمُونَ على ابوابِ العلماءِ، قال: ذلك لمعرفةِ العلماءِ بحقِ الملوكِ وجهلِ الملوكِ بحقِ العلماءِ.

حل لغات ابو ہریرہ مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ آپکے نام میں تقریباً ۳۰ قول ہیں۔ صحیح قول یہ ہے کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن بن صخر ہے زمانہ جاہلیت میں آپکا نام عبد شمس تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام بدلکر عبدالرحمٰن رکھا تھا۔ امام شافعیؒ کا بیان ہے کہ آپکے زمانہ میں آپ سے زیادہ حافظ حدیث کوئی نہ تھا۔ آپنے ۷۸ سال کی عمر میں ۵۸ھ یا ۵۹ھ میں وفات پائی اور بقیع میں مدفون ہوئے۔ دقول ابن الملقن بعسقلان نزلہ" **تشریح**:۔ ذکر کیا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ ابو ہریرہؓ بازار میں ان لوگوں کے پاس سے گزرے جو اپنی تجارتوں میں مشغول تھے آپنے فرمایا: تم لوگ یہاں (تجارتوں میں مشغول) ہو اور مسجد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تقسیم ہو رہی ہے (یہ سنکر) لوگ فوراً اٹھ

عسقلان اور رملہ کے درمیان فلسطین میں ایک مقام ہے

گھسے، ہوئے دیکھا تو وہاں قرآن حکیم. ذکر خدائے عز و جل، مجالس علمیہ کے علاوہ کچھ بھی نہ تھا. لوگوں نے حضرت ابوہریرہؓ سے پوچھا، آپ نے جو کہا تھا وہ کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث یہی تو ہے جو آپ کے ورثہ کے درمیان تقسیم کیا رہی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث تمہاری دنیا نہیں ہے. خلیل بن احمد سے دریافت کیا گیا علم بہتر ہے یا مال؟ آپ نے کہا علم، سوال ہوا کہ پھر علماء کو کیا ہوا کہ بادشاہوں کے دروازوں پر بھیڑ لگاتے ہیں اور بادشاہ علماء کے دروازوں پر بھیڑ نہیں لگاتے. خلیل نے کہا: اسکی وجہ یہ ہے کہ علماء بادشاہوں کے حقوق سے واقف ہیں اور بادشاہ انکے حقوق سے ناواقف

لاتعملوا بقول احد من غير تدبر

کسی کی بات پر بے سوچے سمجھے عمل مت کرو!

~~~ قول کس چوں بشنوی در وے تأمل کن تمام ✺ صاف را بردار و دردی را رہا کن والسلام

حدث الشعبي قال: صاد رجلٌ قُمريةً فقالت: ما تريد ان تصنع؟ قال اذبحك و آكلك، فقالت: واللہ ما اَشبعُ من جوعٍ، وخيرٌ لك من اكلي ان اُعلّمك ثلثَ خصالٍ واحدةٌ وانا في يدِك. والثانيةُ وانا على الشجرة، والثالثةُ وانا على الجبل، قال: هاتِ قالت: لا تلهفنَّ على مافاتَ، فخلّى سبيلها. فلما صارت على الشجرة، قالت: لا تصدّقنَّ بما لايكونُ انّه سيكون، فلما صارت على الجبل، قالت له: ياشقيُّ لو ذبحتني، اخرجتَ من حوصلتي دُرّتين، كلُّ واحدةٍ عشرون مثقالاً قال: فعضّ الرجل على شفتيه تلهّفاً ثم قال هاتِ الثالثَ. فقالت: انت قد نسيت ثنتين، فكيف اُخبرك بالثالثةِ، الم اَقُل لك: لا تلهفنّ على مافاتَ ولا تُصدّقنّ بما لايكونُ انّه سيكونُ انا، ولحمي، ودمي وريشي لايكون في عشرون مثقالاً، فكيف يكونُ في حوصلتي دُرّتان كلُّ واحدةٍ عشرون مثقالاً، ثم طارتْ. وذهبت +

حل لغات الشعبي دیکھو ص۵۹ صاد (ض) صَیداً شکار کرنا. صیاد شکاری، قُمریۃ فاختہ کی مانند ایک مشہور پرندہ ہے. ج قماری، اذبحک دیکھو ص۳۲ اَشبع اشباعاً۔ کھلا کر شکم سیر کرنا. شبع (س)، شِبَعاً شکم سیر ہونا. شبعان شکم سیر. شِبَع کھانے کی وہ مقدار جو سیر کر دے، جوع بھوک، جاع (ن)، جُوعاً بھوکا ہونا ص جائع ج جیاع ہات اسم فعل ہے بمعنی اعطنی بقول بعض اس کی اصل آت ہے. ہمزہ کو ہاء سے بدل دیا گیا جیسے ہیا اور ہراق میں یؤیدہ قول العرب ما اہاتیک لاتلہفن (س) لہفاً غمگین ہونا. افسوس کرنا ص لہیف. لہیث. لہفان افسوس کرنیوالا. ملہوف غمگین جس کا مال ضائع ہو گیا ہو. حوصلتی حوصلہ پوٹا. مثقال. دیکھو ص۹۵ عض (س) عضاً دانت سے کاٹنا. پکڑنا. دُرّۃ موتی ج دُرر. دُرر شفتہ، ہونٹ ج شفاہ شفہ (ف) شفہاً ہونٹ پر مارنا. نسیت (س) نسیاً نسیاناً بھولنا. دمی دم خون ج دماء طارت (ض) طیراً. طیراناً. اڑنا. صیتہ مشہور ہونا. طیر. طائر پرندہ. طیارہ ہوائی جہاز۔
~~~

تشریح :۔ امام شعبی نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص نے قمری شکار کی قمری نے اُس سے کہا: تو کیا کرنا چاہتا ہے ؟ اُس نے کہا تجھے ذبح کرکے کھاؤں گا۔ قمری نے کہا: بخدا! میں تجھے بھوک سے شکم سیر نہیں کر سکتی۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ میں تجھے تین باتیں بتا دوں۔ ایک بات تو تیرے ہاتھ میں رہتے ہوئے۔ دوسری اس وقت جب میں درخت پر پہنچ جاؤں۔ تیسری اس وقت جب میں پہاڑی پر چلی جاؤں۔ شکاری نے کہا ضرور بتا۔ قمری نے کہا، ضائع شدہ چیز پر ہرگز افسوس نہ کرنا۔ شکاری نے قمری کو چھوڑ دیا جب وہ درخت پر پہنچ گئی تو اس نے کہا: جو بات نہ ہونے والی ہو (یعنی ناممکن ہو) اس کے ہونے کا یقین نہ کرنا۔ جب قمری پہاڑی پر چلی گئی تو اس نے کہا: بدنصیب اگر تو مجھے ذبح کر لیتا تو میرے پوٹے سے بیس بیس مثقال کے دو موتی نکالتا: راوی کہتا ہے کہ شکاری نے افسوس کے ساتھ ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا: اچھا تیسری بات بتا۔ قمری نے کہا، جب تو پہلی دونوں باتیں بھول گیا تو تیسری بات کیا بتاؤں؟ میں نے تجھ سے پہلے ہی نہیں کہا تھا کہ مافات پر افسوس نہ کرنا

؎ برگذشتہ حسرت آوردن خطاست ٭ باز ناید رفتہ یاد آں ہباست

اور ناممکن بات کے ہونے کی تصدیق نہ کرنا۔ بھلا میں، میرا خون، میرے پر یہ سب مل کر بیس مثقال کے برابر نہیں تو میرے پوٹے میں بیس بیس مثقال کے دو موتی کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر قمری پھر سے اُڑی اور چھپت ہو گئی۔

إغراءُ الصَّديقِ على الصَّديق

دوست کو دوست کے خلاف اُبھارنا۔

وَجَّهَ عبدُ الملكِ الشعبيَّ الى ملكِ الرومِ في بعضِ الامورِ، فاستكبرَ الشعبيَّ فقال له مِنْ اهلِ بيتِ الملكِ انتَ؟ قال: لا، فلمّا ارادَ الرجوعَ الى عبدِ الملكِ، حمّلهُ رقعةً لطيفةً، وقال له: اذا بلّغتَ صاحبَكَ جميعَ ما يحتاجُ الى معرفتِهِ من ناحيتِنا فادفعْ اليهِ هٰذهِ الرقعةَ. فلمّا رجعَ الى عبدِ الملكِ، ذكرَ له ما احتاجَ الى ذكرِهِ، ونهضَ، فلمّا خرجَ، ذكرَ الرقعةَ فرجعَ فقال: يا اميرَ المؤمنينَ انّه حمّلني اليكَ رقعةً أُنسيتُها، فدفعَها اليهِ، ونهضَ، فقرأَها عبدُ الملكِ وامرَ بردِّهِ، فقال، اعلمتَ ما في الرقعةِ؟ قال: لا، قال: فيها: عجبتُ من العربِ كيف ملّكتْ غيرَ هٰذا؟ افتدري لِمَ كتبَ لي بهٰذا؟ قال: لا، قال حسدني عليكَ، فارادَ ان يُغرِيَني بقتلِكَ، فقال الشعبيُّ، لو رآكَ يا اميرَ المؤمنينَ! ما استكبرَني، فبلغَ ذٰلكَ ملكَ الرومِ، فذكرَ عبدَ الملكِ وقال: للهِ ابوه، واللهِ ما اردتُ الّا ذٰلكَ،

حل لغات اغراء، برانگیختہ کرنا۔ الشعبی دیکھو صفحہ ۲۲۔ استکبر بزرگ پنداشت۔ نہض (ف) نہضاً، نہوضاً۔ اٹھنا۔ ناہض مقابلہ کرنا۔ حسد حسد ولاً۔ حسد (ض۔ ن) حسداً دوسرے سے نعمت کے زوال اور اپنے لئے حصول کی تمنا کرنا ص حاسد ج حساد۔

تشریح :۔ عبد الملک نے امام شعبی کو امور مملکت کے سلسلے میں قیصر روم کے پاس بھیجا۔ شاہ روم نے امام شعبی کو ایک عظیم شخصیت تصور کیا اور کہا: آپ شاہی خاندان سے ہیں؟ امام شعبی نے کہا: نہیں: جب آپ نے واپسی کا ارادہ کیا تو شاہ روم نے انکو

ایک دلچسپ مکتوب دیکر کہا، جب تو اپنے ساتھی کو ہمارے ملک کے تمام قابل ذکر حالات پہنچا چکے تو یہ رقعہ پیش کر دینا۔ امام شعبی عبدالملک کے پاس واپس آئے اور جو امور قابل ذکر تھے ان کا تذکرہ کیا اور اٹھ کر چلے آئے راستہ میں وہ رقعہ یاد آیا تو آپ پھر لوٹے اور کہا، امیرالمؤمنین شاہ رُوم نے ایک خط بھی دیا تھا مجھے یاد نہیں رہا اور وہ خط عبدالملک کو دیدیا اور پھر واپس ہوگئے۔ عبدالملک نے خط پڑھنے کے بعد امام شعبی کو بُلاکر کہا، جانتے ہو خط میں کیا لکھا ہے؟ امام شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا، خط میں لکھا ہے کہ "مجھے اہل عرب پر بڑا تعجب ہے کہ انہوں نے اس جیسے (شعبی جیسے) شخص کے ہوتے ہوئے دُوسرے کو حکمران کیسے بنالیا" اس کے بعد عبدالملک نے امام شعبی سے کہا: جانتے ہو اس نے یہ کیوں لکھا ہے؟ شعبی نے کہا نہیں۔ عبدالملک نے کہا اس نے مجھے آپکے خلاف اُبھارا ہے۔ جس سے اس کا منشا آپ کے قتل پر برانگیختہ کرنا ہے۔

امام شعبی نے کہا، (اور خوب کہا) امیرالمؤمنین! (قیصر نے آپ کو نہیں دیکھا) اگر وہ آپ کو دیکھ لیتا تو مجھے اتنا بڑا نہ سمجھتا۔ اس کی اطلاع قیصر رُوم کو بھی ہوگئی تو اس نے عبدالملک کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا: "بخدا میرا یہی مقصد تھا"۔

ظرافۃ ادبیّۃ

ادبی چٹکلہ

قَالَ اَبُوْعُثْمَانَ بْنُ بَحْرِ الْجَاحِظُ: اَخْبَرَنِیْ رَجُلٌ مِّنْ رُؤَسَاءِ التُّجَّارِ قَالَ، کَانَ مَعَنَا فِی السَّفِیْنَۃِ شَیْخٌ شَرِسِیُّ السَّیِّئُ الْخُلُقِ طَوِیْلُ الْاِطْرَاقِ، وَکَانَ اِذَا ذُکِرَ لَہُ الشِّیْعَۃُ غَضِبَ وَارْبَدَّ وَجْھُہٗ، وَزَوٰی مِنْ حَاجِبَیْہِ فَقُلْتُ لَہٗ یَوْمًا: یَرْحَمُکَ اللّٰہُ مَا الَّذِیْ تَکْرَھُہٗ مِنَ الشِّیْعَۃِ؟ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکَ اِذَا ذُکِرُوْا غَضِبْتَ، وَقُبِضْتَ قَالَ، مَا اَکْرَہُ مِنْھُمْ اِلَّا ھٰذِہِ الشِّیْنَ فِیْ اَوَّلِ اِسْمِھِمْ، فَاِنِّیْ لَمْ اَجِدْھَا قَطُّ اِلَّا فِیْ کُلِّ شَرٍّ، وَشُؤْمٍ، وَشَیْطَانٍ، وَشَغَبٍ، وَشَقَاءٍ، وَشَنَارٍ، وَشَرَرٍ، وَشَیْنٍ، وَشَکْوٰی، وَشُھْرَۃٍ، وَشَتْمٍ، وَشُحٍّ، قَالَ اَبُوْعُثْمَانَ، فَمَا ثَبَتَ لِشِیْعِیٍّ بَعْدَھَا قَائِمَۃٌ،

حل لغات ظرافۃ دیکھو صـ۵۲ ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب الجاحظ الاصفہانی، امام الادباء، صاحب القلم متوفی ۲۵۵ھ عقیدۃً معتزلی تھا فرقہ جاحظیہ اسی کی طرف منسوب ہے۔ امام جاحظ کو بدصورتی میں ضرب المثل ہے اور کسی نے یہاں تک کہدیا ہے ؎ لو یسخ الخنزیر مسخاً ثانیاً: ماکان الادون مسخ الجاحظ: نیز خلیفہ متوکل علی اللہ نے جب اسکو اپنی اولاد کی تعلیم کیلئے بُلایا تو اس کی بدصورتی سے نہایت منقبض ہوا اور دس ہزار درہم دیکر واپس کر دیا۔ مگر خداوند تعالیٰ نے دولت علم سے بھی ایسا نوازا تھا کہ فضل و کمال میں انکی نظیر نہ تھی۔ کتاب الحیوان، کتاب المرجان، کتاب البیان والتبیین وغیرہ اس کا بین ثبوت ہے۔ اطراق دیکھو صـ۵۳ اربدّ اربداداً خاکستر ہونا، شرسی بدخلق۔ شرس (س) شرساً۔ شراسۃً بدخلق ہونا۔ شیعہ پیرو، مددگار ج شیع، اشیاع۔ اس لفظ کا غالب استعمال ان لوگوں کے لئے ہے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے طرفدار ہیں۔ زوٰی یزوِی زیّاً، زُوِیّاً۔ الشیَ جمع کرنا۔ قبضہ کرنا۔ شوم دیکھو صـ۵۲ شیطان سرکش و نافرمان ج شیاطین شطن (ن) شطناً سے ہے بمعنی مخالفت کرنا، کیونکہ شیطان نے اللہ کے حکم کی مخالفت کی ہے یا شطنت۔ الدار شطوناً سے ہے بمعنی دُور ہونا کیونکہ شیطان اللہ کی رحمت سے دُور ہے۔ شغب (ف۔س) شغباً۔ فساد برپا کرنا۔ شقاء دیکھو صـ۶۸ شنار عار، بدنام

عیب۔ شَین: عیب۔ شتم دیکھو مث شَحّ۔ شَحّ (ن،ض،س) شُحًّا بخل کرنا۔

تشریح: ابوعثمان (عمرو) ابن بحر جاحظ نے کہا ہے کہ مجھ سے ایک بہت بڑے تاجر نے بیان کیا ہے کہ ہمارے ساتھ کشتی میں ایک بوڑھا تھا نہایت بدخلق بڑا خاموش۔ جب بھی اس کے سامنے شیعہ کا تذکرہ ہوتا تو وہ غصہ سے بھڑک اٹھتا اس کے چہرہ کا رنگ بدل جاتا بھویں چڑھا لیتا۔ ایک روز میں نے اس سے کہا، خدا آپ پر رحم کرے۔ آپکو شیعہ کی کونسی بات ناگوار ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ جب بھی آپکے سامنے شیعہ کا تذکرہ ہوتا ہے تو آپ غضبناک اور منقبض ہوجاتے ہیں۔ بوڑھے نے کہا: مجھے کوئی بات ناگوار نہیں البتہ لفظ شیعہ کے شروع میں جو شین ہے بس یہ ناگوار ہے۔ کیونکہ یہ شین ہر امر ذی شر میں موجود ہے۔ جیسے شر (برائی) شوم (نحوست) شیطان (سرکش) شغب (فساد برپا کرنا) شقاء (بدبختی) شنار (عار) شرر (چنگاری) شین (عیب) شوک (کانٹا) شکوہ (شکایت) شہرۃ (بدنامی) شتم (گالی) شح (بخل)۔ ابوعثمان جاحظ کہتا ہے اس کے بعد شیعی کے پاؤں نہ جم سکے۔

(قَالَ رَجُلٌ) لِبَعْضِ وُلَاةِ بَنِي الْعَبَّاسِ، أَنَا أَجْعَلُ فِي هِشَامِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ أَنْ يَقُوْلَ فِي عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ إِنَّهُ ظَالِمٌ، قَالَ لَهُ، نَشَدْتُكَ اللّٰهَ أَبَا مُحَمَّدٍ! أَمَا تَعْلَمُ، إِنَّ عَلِيًّا بَارَزَ الْعَبَّاسَ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ، قَالَ نَعَمْ، قَالَ، فَمَنِ الظَّالِمُ مِنْهُمَا؛ فَكَرِهَ أَنْ يَقُوْلَ الْعَبَّاسُ فَيُوَاقِعَ سَخَطَ الْخَلِيْفَةِ أَوْ يَقُوْلَ، عَلِيٌّ، فَيَنْقُضَ أَصْلَهُ، قَالَ، مَا مِنْهُمَا ظَالِمٌ، قَالَ، فَكَيْفَ يَتَنَازَعُ اثْنَانِ فِي شَيْءٍ لَا يَكُوْنُ أَحَدُهُمَا ظَالِمًا؛ قَالَ قَدْ تَنَازَعَ الْمَلَكَانِ عِنْدَ دَاوٗدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَا فِيْهِمَا ظَالِمٌ، وَلٰكِنْ لِيُنَبِّهَا دَاوٗدَ عَلَى الْخَطِيْئَةِ، وَكَذٰلِكَ هٰذَانِ أَرَادَا تَنْبِيْهَ أَبِي بَكْرٍ مِنْ خَطِيْئَتِهِ، فَأَسْكَتَ الرَّجُلَ وَأَمَرَ الْخَلِيْفَةُ لِهِشَامٍ بِصِلَةٍ

حلِّ لغات: وُلاۃ جمع والی حاکم۔ ہشام بن عبدالحکم دیکھو مقدمہ مث۳۱۔ نشدتک (ن،ض) نشدًا۔ نشدۃ۔ ۔ اللہ قسم دینا۔ الضالّۃ گم شدہ کو ڈھونڈنا۔ بارز لڑائی کے مقابلہ پر نکلنا۔ برز (ن) بُرُوْزًا میدان کی طرف نکلنا (ک) برازۃً فضل یا شجاعت میں اپنے ہمسروں سے بڑھ جانا۔ سخط غصہ، اسکت، خاموش کر دیا۔

تشریح: ایک شخص نے کسی عباسی خلیفہ سے کہا کہ میں ہشام بن عبدالحکم کو (مع آنکہ وہ حضرت علیؓ کو خلفاء ثلاثہ سے افضل مانتا ہے) حضرت علیؓ کو ظالم کہنے پر مجبور کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے کہا اے ابو محمد! میں تجھے خدا کا واسطہ دیکر پوچھتا ہوں کیا تو نہیں جانتا کہ حضرت علیؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے روبرو حضرت عباسؓ کے ساتھ جھگڑا کیا تھا۔ ہشام نے کہا۔ ہاں میں جانتا ہوں۔ اس نے کہا جب آپس میں جھگڑا ہوا ہے تو یقیناً ان میں سے کوئی ایک ظالم ہوگا تو فرمایئے ان میں کون ظالم ہے؟ (ہشام کیلئے دو ہی راستے تھے یا حضرت علیؓ کو ظالم کہے یا حضرت عباسؓ کو، ہشام نے یہ کہنا تو مناسب نہیں سمجھا کہ حضرت عباسؓ ظالم ہیں، کیونکہ (اس صورت میں) خلیفہ کی ناراضگی میں پھنس جاتا اور یہ کہنا بھی اچھا نہ سمجھا کہ حضرت علیؓ (ظالم ہیں) کیونکہ اس کے اعتقاد کو ٹھیس لگتی تھی (جب دونوں صورتوں میں نجات کا راستہ نہ ملا تو) اس نے (تیسری صورت اختیار کرتے ہوئے) کہا۔ ان میں سے کوئی بھی ظالم نہیں۔ سائل نے کہا: یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ دو شخص ایک چیز کے بارے میں جھگڑا کریں اور کوئی بھی ظالم نہ ہو؟ ہشام نے کہا: (ہوسکتا ہے۔ چنانچہ) دو فرشتوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑا کیا تھا اور ان میں کوئی بھی ظالم نہ تھا بلکہ یہ جھگڑا صرف حضرت داؤدؑ کو آپکی غلطی پر تنبیہ کرنے کیلئے تھا، اسی طرح ان حضرات نے بھی حضرت ابوبکرؓ کو (بزعم خود) انکی غلطی پر متنبہ کرنا چاہا تھا۔ پس ہشام نے (اس جواب سے) سائل کو خاموش کر دیا اور خلیفہ نے ہشام کیلئے انعام کا حکم دے دیا۔

(فائدہ اولیٰ) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات حسرت آیات کے بعد حضرت عباسؓ وعلیؓ دونوں حضرت ابوبکرؓ کے پاس تشریف لائے اور حضورؐ کے ترکہ سے وراثت کا مطالبہ کیا۔ حضرت عباسؓ نے چچا ہونے کے رشتے سے مطالبہ کیا اور حضرت علیؓ نے حضورؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرہ کا حصہ طلب کیا کیونکہ یہ آپ کے نکاح میں تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا، حضورؐ کے ترکہ میں وراثت نہیں چلے گی۔ کیونکہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے: "لا نورث ما ترکنا صدقۃ" عبارت "ان علیا بارز العباس" اھ میں اسی کی طرف اشارہ ہے:

فائدہ ثانیہ:۔ حضرت داؤدؑ کے پاس جھگڑا کرنیوالے فرشتے تھے یا انسان؟ نیز حضرت داؤد علیہ السلام نے کوئی گناہ کیا تھا جس پر آپ کو تنبیہ کی گئی؟ یہ ایک معرکۃ الآراء مقام ہے جس کو اہلِ علم کی موشگافیوں نے کچھ سے کچھ بنادیا ہے۔ دراصل اسرائیلی روایات کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کی ذوات قدسی صفات کی جانب ایسی مضحکہ خیز حکایات منسوب کرتی ہیں جن کو پڑھ کر ان مقدس ہستیوں کے متعلق نبی یا رسول ہونے کا تو کیا یقین ہوسکتا ہے، یہ بھی باور نہیں ہوتا کہ وہ بااخلاق بزرگ ہستیاں ہیں۔ چنانچہ ان حکایات میں سے ایک خرافی روایت حضرت داؤدؑ سے بھی تعلق رکھتی ہے۔ توراۃ کے صحیفہ سموئیل میں ہے:

"اور شام کے وقت داؤدؑ اپنے پلنگ پر سے اٹھ کر شاہی محل کی چھت پر ٹہلنے لگا اور چھت پر سے ایک نہایت خوبصورت عورت کو نہاتے ہوئے دیکھا تو لوگ بھیج کر اس عورت کا حال دریافت کیا، کسی نے کہا اوریا کی بیوی ہے۔ داؤدؑ نے اسے بلا کر اس سے صحبت کی پھر وہ اپنے گھر چلی گئی اور حاملہ ہوگئی، صبح کو داؤدؑ نے یوآب کیلئے اوریا کے ہاتھ ایک خط بھیجا جس میں لکھا تھا کہ اوریا کو گھمسان میں سب سے آگے رکھنا تاکہ وہ مارا جائے۔ چنانچہ اوریا مارا گیا اور جب اس کی بیوی کے سوگ کے دن پورے ہوگئے تو داؤدؑ نے اسے اپنے محل میں رکھ لیا اور وہ اس کی بیوی ہوگئی۔ پر اس کام سے جو اس نے کیا تھا خداوند ناراض ہوا۔"

اس داستان میں حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف جو ناپاک اعمال منسوب کئے گئے ہیں وہ کھلا بہتان ہے۔ نعوذ باللہ منہ۔ حافظ ابن کثیرؒ، ابن حزمؒ، خفاجیؒ، قاضی عیاضؒ، ابوحیانؒ، امام رازیؒ اور دیگر محققین نے ان خرافات کو مردود قرار دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ اس سلسلہ میں نبی معصوم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی تفصیل منقول نہیں ہے جس کی پیروی ضروری ہوجائے اور واقعہ کی اصل حقیقت وہ ہے جو حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے منقول ہے کہ حضرت داؤدؑ نے تقسیم کار کے پیشِ نظر اپنے معمولات کو چار دنوں پر اس طرح تقسیم کردیا تھا۔ ایک دن خالص عبادت الٰہی کے لئے۔ ایک فصل مقدمات کیلئے۔ ایک خالص ذات کے لئے ایک بنی اسرائیل کی رشد و ہدایت کے لئے ——— "اور اسمیں کوئی شبہ نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کیلئے کثرت عبادت کے مقابلہ میں ادائے فرض میں انہماک عنداللہ زیادہ محبوب ہے لہٰذا حضرت داؤدؑ کی یہ تقسیم اگرچہ زندگی کے نظم کے لحاظ سے ہر طرح قابلِ ستائش تھی لیکن ایک دن کو عبادت الٰہی کیلئے اس طرح خاص کرلینا کہ ان کا تعلق مخلوقِ خدا سے منقطع ہوجائے منصب نبوت اور منصب خلافت کے منافی تھا اس لئے آپکی اس روش کو ختم کرنے کے لئے اللہ نے اس طرح آزمائش میں مبتلا کردیا کہ دو شخص جن کے درمیان ایک خاص مناقشہ تھا عبادت کے مخصوص دن میں حجرہ کی دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگئے۔ حضرت داؤدؑ نے اچانک خلاف عادت اس طرح دو انسانوں کو موجود پایا تو بتقاضائے بشری گھبراگئے۔ دونوں نے صورتحال کا اندازہ کرتے ہوئے عرض کیا آپ خوف نہ کریں۔ ہماری اچانک اس طرح داخل ہونے کی وجہ یہ قضیہ ہے اور ہم اس کا فیصلہ چاہتے ہیں۔ تب حضرت داؤدؑ نے واقعات کو سنا اور فیصلہ فرمایا (جو قرآن میں مذکور ہے) فیصلہ کرنے کے بعد حضرت داؤدؑ کو فوراً تنبہ ہوا کہ مجھ کو خدائے تعالیٰ نے اس آزمائش میں کس لئے ڈالا ہے اور وہ حقیقت حال کو سمجھ کر خدا کی درگاہ میں سربسجود ہوئے اور استغفار کیا۔ (قصص القرآن بتغیر)

(وسمع) اَعْرَابِیٌّ اَبَا الْمَکْنُوْنِ النَّحْوِیَّ وَهُوَ یَقُوْلُ فِیْ دُعَاءِ الْاِسْتِسْقَاءِ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَاِلٰهَنَا وَ

مَوْلَانَا فَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ نَبِیِّنَا، وَمَنْ اَرَادَ بِنَا سُوْءً فَاَحِطْ ذٰلِكَ السُّوْءَ بِهٖ كَاِحَاطَةِ الْقَلَائِدِ بِاَعْنَاقِ الْوَلَائِدِ ثُمَّ اَرْسِخْهُ عَلٰی هَامَتِهٖ كَرُسُوْخِ السِّجِّيْلِ عَلٰی هَامِ اَصْحَابِ الْفِيْلِ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُّغِيْثًا مَّرِيْعًا مُّجَلْجِلًا مُّسْحَنْفِرًا سَحًّا مَّسْفُوْحًا طَبَقًا غَدَقًا مُّنْفَجِرًا نَافِعًا لِعَامَّتِنَا وَغَيْرَ ضَارٍّ لِخَاصَّتِنَا، فَقَالَ الْاَعْرَابِيُّ، يَا خَلِيْفَةَ نُوْحٍ، هٰذَا الطُّوْفَانُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، دَعْنِیْ حَتّٰی اٰوِیْ اِلٰی جَبَلٍ يَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَاءِ۔

حل لغات استسقاء بارش طلب کرنا دیکھو صلا۔ اَحِطْ احاطہ سے امر حاضر ہے۔ قلائد جمع قلادہ ہار۔ مالا۔ اعناق جمع عنق گردن۔ الولائد جمع ولیدۃ نادیۃ۔ ولدت لدۃ۔ ولادۃ جننا۔ ارسخ ارساغ سے امر حاضر ہے ثابت اور مضبوط کرنا۔ رسخ (ن) رسوخا گڑ جانا۔ ہامہ بتخفیف میم بمعنی پیشانی اور ہامّہ بتشدید میم ہر زہر دار کیڑا جیسے سانپ بچھو وغیرہ ج ہوام۔ اور کبھی ہوام کا اطلاق ان کیڑوں پر بھی ہوتا ہے جو زہر دار نہیں جیسے حدیث میں ہے "ایوذیک ہوام راسک"۔ یہاں ہوام راس سے مراد جوئیں ہیں۔ السجیل کنکر۔ فریابی نے مجاہد سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ سجیل فارسی زبان کے دو کلمے ہیں جن کو اہل عرب نے ایک کلمہ بنادیا۔ ایک کلمہ سنگ بمعنی پتھر اور دوسرا کلمہ جل بمعنی مٹی۔ پس اس کے معنی سنگ گل یعنی کنکر ہوئے۔ ابن جنی نے کتاب المحتسب میں ذکر کیا ہے کہ حبش کی زبان میں سجل کے معنی کتاب کے ہیں۔ بعض نے سجیل کو اسی سے ماخوذ مانا ہے۔ اصحاب الفیل، اصحاب ابرہہ جنہوں نے مکہ پر چڑھائی کی تھی۔ غیثا مراد بارش۔ مغیثا فریاد رس۔ مریعا امرع۔ الوادی ومرع (س) مرعا (ک) مراعۃ سر سبز ہونا۔ مجلجلا گرجنے والا بادل۔ مسحنفرا اسحنفر المطر بکثرت ہونا۔ سحا (ن) دسحوحا بہت بہنا۔ طبقا۔ عام بارش۔ غدقا۔ موٹی موٹی بوندوں والی بارش۔ الطوفان، غرق کرنے والا سیلاب۔ اخفش نے کہا ہے کہ از روئے قیاس اس کا واحد طوفانۃ ہے۔ دعنی ودع یدع چھوڑنا۔ آوی (ض) اویا۔ اواء۔ الیہ پناہ لینا۔ اوی الیہ بچنا۔ یعصمنی (ض) عصمۃ، بچانا۔ محفوظ رکھنا (س) عصما۔ الظبی بسفید ٹانگوں والا ہونا۔ اعصم۔ اگلے ایک یا دونوں سفید پاؤں والا جانور۔

تشریح:۔ ایک دیہاتی نے ابوالمکنون نحوی کو دعاء استسقاء میں یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اے ہمارے آقا! رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور جو شخص ہمارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو اس برائی سے اس کا اس طرح احاطہ کر جس طرح ہار عورتوں کی گردنوں کا احاطہ کرلیتا ہے۔ پھر اس برائی کو اس کی کھوپڑی پر اس طرح جمادے جس طرح اصحاب فیل کی کھوپڑیوں پر کنکریں گڑ گئی تھیں۔ اے اللہ! ہمیں ایسی بارش سے سیراب کر جو فریاد رس ہو۔ باعث ارزانی ہو۔ خوب گرج کر برسنے والی ہو، بہت بہنے والی ہو، عام ہو، موسلا دھار ہو۔ ہم سب کیلئے نافع ہو۔ کسی کے لئے نقصان دہ نہ ہو۔ یہ سنکر دیہاتی نے کہا: اے خلیفۂ نوح! قسم ہے رب کعبہ کی یہ (جو تو طلب کر رہا ہے) بالکل طوفان ہے (جو ساری دنیا کو غرق آب کردے گا) ذرا مجھے اتنی مہلت دے کہ میں کسی پہاڑ کی پناہ لوں جو مجھے پانی سے محفوظ رکھ سکے۔"

الاستقسام بالازلام

تیروں سے فال نکالنا

معنى الاستقسام بالازلام طلب معرفة ما قسم من الخير والشر بواسطة ضرب الاقداح وقيل معنى الاستقسام بالازلام طلب معرفة كيفية قسمة الجزور باقداح وهى عشرة اقداح الفذ ثم التوأم ثم الرقيب ثم الحلس ثم النافس ثم المسبل ثم المعلى وهذه الاقداح السبعة لها انصباء من جزور ينحرونها ويقسمونها على العادة بينهم والثلثة الاخر لانصيب لها وهو السفيح والمنيح والوغد كان اهل الجاهلية يجمعون عشرة انفس ويشترون جزورا ويجعلون لحمه ثمانية وعشرين جزءً ويجعلون لكل واحد من هذا الازلام نصيبا معلوما للفذ سهم وللتوأم سهمان وللرقيب ثلاثة اسهم وللحلس اربعة اسهم وللنافس خمسة وللمسبل ستة وللمعلى سبعة ويجعلون الازلام فى خريطة ويضعونها على يد رجل ثم يجعل ذلك الرجل يحركها فيخرج باسم كل رجل قدحا منها ومن خرج له قدح من ارباب الانصباء يجعله للفقراء ولا ياكل منه شيئا ويفتخرون بذلك ويذمون من لم يدخل فيه ويسمونه البرم يعنى اللئيم +

حل لغات ازلام جمع زُلَم فال نکالنے کا تیر۔ اَقداح۔ جمع قِدْح بے نصل اور بے پر کا تیر۔ خریطہ تھیلا، خرطَ (ن) خرطاً۔ الجواہر تھیلے میں جمع کرنا۔ الورق ہاتھ سے مارکر پتے جھاڑنا۔ العوذ خراد سے ہموار کرنا۔ الجزر در دیکھو صا۶۱۔ انصباء جمع نصیب حصّہ۔ یذمّون دیکھو ص۶۹ البرم دیکھو ص۹۵

تشریح: "الاستقسام بالازلام" کے معنی فال نکالنے کے تیروں کے واسطے مقسوم شدہ خیر وشر کو جاننا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ بے نصل تیروں کے ذریعہ سے اونٹوں (گوشت) کی تقسیم کی کیفیت کو جاننا ہے اور وہ (بے نصل تیر جن کے ذریعہ سے کیفیت طلب کی جاتی تھی) دس ہیں۔ فذ۔ توأم۔ رقیب۔ حلس۔ نافس۔ مسبل۔ معلی۔ جن اونٹوں کو وہ لوگ ذبح کرکے حسب عادت تقسیم کرتے تھے ان کے گوشت سے ان (مذکورہ بالا) تیروں کے حصے متعین تھے اور دوسرے تین تیروں کا یعنی سفیح، منیح، وغد کا کوئی حصہ مقرر نہ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اہل (عرب کی یہ عادت تھی کہ) دس آدمی جمع ہوکر اونٹ خرید لیتے تھے اور (ذبح کرکے) انکے گوشت کے اٹھائیس حصے کرکے ہر تیر کا حصہ مقرر کرلیتے تھے بایں طور کہ فذ کا ایک حصہ توأم کے دو رقیب کے تین حلس کے چار نافس کے پانچ مسبل کے چھ معلی کے سات۔ اس کے بعد سب تیروں کو ایک تھیلے میں رکھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر رکھ دیتے تھے وہ اس کو ہلاتا تھا اور جس کے نام پر حصوں والے تیروں میں سے کوئی تیر نکل آتا تھا تو وہ اس کا حصہ خود نہ کھاتا تھا بلکہ فقراء کو دیدیا تھا اس عمل پر وہ لوگ فخر کرتے تھے اور جو شخص اسمیں شریک نہ ہوتا اسکو ملامت کرتے اور کنجوس کہا کرتے تھے"۔

فائدہ: بعض مفسرین نے کلام پاک کی آیت "وَاَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ" میں ازلام سے مراد تقسیم کے تیر لئے ہیں جو زمانہ جاہلیت میں لحم ذبیحہ کے بانٹنے میں استعمال ہوتے تھے اور وہ ایک صورت قمار (جوئے) کی تھی جیسے آج کل چٹھی ڈالنے کی رسم ہے۔ ان تیروں کی تفصیل آپکے سامنے آچکی۔ علامہ ابن حاجب نے ان سب کو ان اشعار میں ذکر کیا ہے ؎ ہی فذ و توام و رقیب ÷ ثم حلس و نافس ثم مسبل۔

والمعلی والوغد ثم سفیح ÷ ومنیح وذی الثلاثة تھمل ÷ ولکل مما عداها نصیب ÷ مثله ان تعدا ول اول ÷

حافظ عماد الدین ابن کثیر وغیرہ محققین کے نزدیک راجح یہ ہے کہ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن سے مشرکین مکہ کسی اشکال اور تردد کے وقت

اپنے ارادوں اور کاموں کا فیصلہ کرتے تھے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں قریش کے سب سے بڑے بت "ہبل" کے پاس رکھے تھے کسی پر "امرنی ربی" لکھا تھا کسی پر "نہانی ربی" تحریر تھا۔ اسی طرح ہر تیر پر یوں ہی الکل پچو باتیں لکھ چھوڑی تھیں۔ جب کسی کام میں تذبذب ہوا تو تیر نکال کر دیکھ لئے اگر "امرنی ربی" والا تیر نکل آیا تو کام شروع کر دیا اور اس کیخلاف نکلا تو رک گئے۔ گویا بتوں سے یہ ایک قسم کا مشورہ اور استعانت تھی چونکہ اس رسم کا مبنیٰ خالص جہل، شرک، اوہام پرستی پر تھا اس لئے قرآن کریم نے نہایت تغلیظ و تشدید کے ساتھ اس کی حرمت کو ظاہر فرمایا ہے:

نصيحة سيدنا نوح لابنه ونتيجة مخالفة أوامر الوالدين

حضرت نوح کی نصیحت اپنے بیٹے کو اور والدین کی مخالفت کا نتیجہ

چو کنعاں را طبیعت بے ہنر بود ❁ پیمبر زادگی قدرش نیفزود (سعدی)

وخرج عن طاعته ولده كنعان فقال له "يا بنيّ اركب معنا ولا تكن مع الكافرين" فاجابه بقوله "سآوي الى جبل يعصمني من الماء" قال "لا عاصم اليوم من امر الله الا من رحم" و "حال بينهما الموج فكان من المغرقين" ثم نبع الماء من الارض ونزل المطر من السماء حتى علا الماء فوق الجبال ومكث الطوفان ستة اشهر ثم اوحى الله تعالى الى الارض والسماء بقوله "يا ارض ابلعي ماءك ويا سماء اقلعي وغيض الماء وقضي الامر واستوت على الجودي" وكان هذا الاستواء على جبل الجودي يوم عاشوراء وبعد ان جفت الارض "قيل يا نوح اهبط بسلام منا وبركات عليك وعلى امم ممن معك" ثم ان من كان مع نوح من المؤمنين عاشوا بعد ذلك قليلا فلم يبق الا نوح واولاده الثلاثة سام وحام ويافث ونساؤهم ففرق بينهم ابوهم نوح حتى ذهب كل الى ناحية فعمّرها باولاده حتى صار الآدميون كما ترى من عهد نوح الى وقتنا هذا من نسله عليه السلام ولذا سمّي ابا البشر الثاني بعد سيدنا آدم عليه السلام۔

حل لغات نصیحۃ دیکھو صفحہ ۵۹ سآوی مضارع ہے دیکھو صفحہ ۱۱۲ یعصمنی دیکھو صفحہ ۶۸ نبع دیکھو صفحہ ۳۸ حال حیلولۃ حائل ہوجانا۔ علا (ن) علوًا بلند ہونا۔ مکث (ن) مکثًا (ک) مکاثۃ ٹھیرنا ص ماکث، مکیث، الطوفان دیکھو صفحہ ۱۱۲ ارض دیکھو صفحہ ۳۶ ابلعی امر حاضر ہے۔ بلع (ف) بلعًا نگلنا یہاں زمین کا پانی کو چوس لینا اور خشک کر دینا مراد ہے۔ اقلعی۔ عن کذا باز رہنا۔ قلع (ف) قلعًا الشیٔ جڑ سے اکھاڑنا۔ غیض۔ غاض (ض) غیضًا پانی کا کم ہونا۔ نیچے اُتر جانا۔ الجودی ایک پہاڑ کا نام ہے جو بعض کے نزدیک موصل میں تھا اور بعض کے نزدیک شام میں اور بعض کے نزدیک بابل میں۔ توارۃ میں جودی کو "ارارط" کے پہاڑوں میں کہا گیا ہے۔ ارارط درحقیقت جزیرہ کا نام ہے۔ یعنی اس علاقہ کا نام ہے جو فرات و دجلہ کے درمیان دیار بکر سے بغداد تک مسلسل چلا گیا ہے۔ عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ۔ یہ اسلامی نام ہے۔ جفت (س، ض، ف) جفافًا، جفوفًا خشک ہونا ص جاف۔

جفَّ لوگوں کی جماعت، جُفُوفٌ خشک زمین۔ اِہْبِطْ (ن، ض) ہُبُوطًا پہاڑ سے اُترنا۔ نقصان یا بُرائی میں پڑنا۔ اللّٰھم غبطًا لا ہَبْطًا: اے اللہ! لوگ ہم پر غبطہ کریں نہ یہ کہ ہم اپنی حالت سے پستی میں آجائیں۔ ہَبُوط، ڈھلوان جگہ۔ نشیب کی زمین۔ اُمَم جمع اُمت گروہ۔ عاشُوا (ض، عَیشًا۔ مَعِیشۃً زندگی بسر کرنا۔ مَعائِش۔ معاش جس چیز سے زندگی بسر ہوسکے۔ ج مَعَایِش:

تشریح: حضرت نوح علیہ السلام کا لڑکا یام یعنی کنعان آپ کی اطاعت سے باہر ہوگیا۔ آپ نے اس سے کہا۔

ے ای بیا در کشتی با با نشیں ✲ تا نگر دی غرق طوفاں ای ہیں

بیٹا! ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کے ساتھ مت رہ۔

ے گفت نی رفتم بر اں کوہ بلند ✲ عاصمست آں گر مرا ز ہر گزند

وہ بولا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا جو مجھے پانی سے بچالیگا۔ آپ نے فرمایا (کس خبط میں پڑا ہے؟ یہ معمولی سیلاب نہیں۔ عذاب الٰہی کا طوفان ہے پہاڑ کی کیا حقیقت) کوئی چیز آج خدا کے عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ مگر جس پر خدا ہی رحم کرے (وہ بچ سکتا ہے۔

ے اندریں گفتن بدند و موج تیز ✲ بر سر کنعاں زد و شد ریز ریز

باپ بیٹے کی یہ گفتگو پوری نہ ہوئی تھی کہ دونوں میں پانی کی ایک موج حائل ہوگئی اور کنعان ڈوبنے والوں میں سے ہوگیا۔ پھر اس قدر پانی آیا کہ گویا زمین کے پردے پھٹ گئے اور آسمان کے دہانے کھل گئے یہانتک کہ پانی پہاڑ سے بھی اونچا ہوگیا اور چھ ماہ کی مدت تک یہ طوفان یوں ہی رہا اس کے بعد اللہ نے زمین و آسمان کو حکم کیا کہ اے زمین اپنا پانی نگل جا اور اے آسمان تھم جا۔ اور پانی سکھا دیا گیا اور ظالموں کو سزا دینے کا، کام پورا ہوگیا۔ اور کشتی جودی پہاڑ پر جالگی اور جودی پہاڑ پر کشتی کا ٹھہرنا محرم کی دسویں تاریخ میں تھا۔ جب زمین خشک ہوگئی تو حکم ہوا اے نوحؑ! ہماری سلامتی کے ساتھ اتر! اور برکتوں کے ساتھ تجھ پر اور ان فرقوں پر جو تیرے ساتھ ہیں۔ پھر جو لوگ حضرت نوح کے ساتھ تھے یعنی مومنین وہ طوفان کے بعد تھوڑے عرصہ تک زندہ رہے (بعد کو سب ختم ہوگئے) صرف حضرت نوحؑ اور آپکے تین لڑکے حام۔ سام۔ یافث اور انکی بیویں باقی رہیں۔ حضرت نوح نے ان سب کو متفرق مقامات میں منتقل کردیا اور یہ لوگ اپنی اپنی اولاد کو لے کر مختلف خطوں میں جا بسے (اور نسل بڑھتی رہی) یہاں تک کہ حضرت نوح کے زمانہ سے آج تک آدمیوں کی تعداد اس حد تک پہنچ گئی جس کو تم دیکھ رہے ہو۔ اسی لئے حضرت نوحؑ کو حضرت آدمؑ کے بعد ابوالبشر ثانی کہا جاتا ہے۔

(**فائدہ**) کنعان حضرت نوحؑ کا حقیقی لڑکا تھا یا غیر حقیقی، صحیح یہ ہے کہ حقیقی بیٹا تھا مگر ان حضرت نوحؑ کی ہدایت و رشد کی جگہ اپنی کافر والدہ کی آغوش تربیت اور خاندان کے ماحول نے برا اثر ڈالا اور وہ نبی کا بیٹا ہونے کے باوجود کافر ہی رہا ے

پسر نوح با بداں بنشست ✲ خاندان نبوتش گم شد

زینہار از قرین بد زینہار ✲ وقنا ربنا عذاب النار

قرآن اس کا شاہد ہے قال تعالیٰ "وَنَادیٰ نُوحٌ نِ ابنہٗ"، حضرت نوحؑ کا قول بھی اسکا مؤید ہے کیونکہ آپنے "یا بُنَیَّ" کہہ کر پکارا ہے۔ رہا یہ کہنا کہ لفظ ابن کا اطلاق مجازی ہے سو یہ حقیقت سے مجاز کیطرف بلا ضرورت عدول کرنا ہے جو جائز نہیں بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ حقیقی بیٹا نہ تھا پھر اس بارے میں دو جماعتیں ہیں ایک تو یہ کہتی ہے کہ ربیب تھا یعنی حضرت نوحؑ کی بیوی کے پہلے شوہر کا لڑکا تھا جو حضرت نوحؑ سے نکاح کے بعد ان کی آغوش میں پلا بڑھا، اور دوسری جماعت حضرت نوحؑ کی اس کافرہ بیوی پر خیانت عصمت کا الزام لگاتی ہے ان حضرات کو اس قول کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ ایک نبی معصوم کا بیٹا کافر ہو یہ بعید ہے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں کیونکہ حضرت ابراہیم

علیہ السلام کے باپ آذر بت تراش و بت پرست کافر تھے جب کہ ایک جلیل القدر پیغمبر کے باپ کے کفر سے منصب نبوت میں مطلق فرق نہیں آتا تو پھر نبی کے بیٹے کے کفر سے اس پیغمبر کی عظمت میں کیا نقص آسکتا ہے۔ بلکہ حقیقت شناس کی نظر میں تو یہ قدرت کاملہ کا مظہر اتم ہے کہ وہ بنجر زمین میں گلاب اگا دیتا ہے اور گلاب کے مہکتے ہوئے پھولوں کے ساتھ خار پیدا کر دیتا ہے۔ ؎

ہنر بنمائی اگر داری نہ گوہر ❁ گل از خارست و ابراہیم از آزر

؎ در کارخانۂ عشق از کفر ناگزیر ست ❁ آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد

نیز نبی کے پاس صبح و شام خدائے برتر کی وحی آتی ہے پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ نبی کے گھر میں ایک فاحشہ و زانیہ اسکی رفیق حیات بھی رہے اور خدا کی وحی اس سے قطعاً خاموش ہو اگر حضرت نوح کی بیوی ایک مرتبہ بھی ایسا اقدام کرتی تو وحی الٰہی فوراً نبی کو مطلع کر کے تفریق کرا دیتی یا کم از کم توبۃ نصوحاً پر جا کر معاملہ ٹھہرتا بہرحال صحیح یہ ہے کہ کنعان حقیقی بیٹا تھا اور کافر تھا

البتہ یہ سوال ضرور ہوتا ہے کہ جب حضرت نوح نے " رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا " فرما کر بددعا کی ہے تو کنعان کے کافر ہونے کے باوجود اسکی نجات کیوں طلب کی؟ جواب یہ ہے کہ حضرت نوح کنعان کو اسکی منافقانہ اوضاع و اطوار کو دیکھ کر غلط فہمی سے مومن سمجھ رہے تھے۔ اس لئے نجات طلب کی۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ اسکو کافر ہی سمجھتے تھے مگر سوال کا منشاء یہ ہوا کہ " انجاء " کے ذکر میں اہل کو چونکہ عام مومنین سے الگ کر کے بیان فرمایا تھا اس لئے آپنے یہ سمجھا کہ میرے اہل کو اس دنیوی عذاب سے محفوظ رکھنے کیلئے ایمان شرط نہیں اور " الا من سبق علیہ القول " مجمل تھا اس لئے مصداق کی تعیین نہیں کر سکے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کو شفقت پدری کے جوش میں یہ خیال ہوا کہ شاید طوفان کے حیرت انگیز و ہوش ربا منظر کو دیکھ کر ایمان لے آئے فصار قولہ یا بنی ارکب معنا و بمنزلۃ ان یقول " یٰبُنَیَّ اٰمِنْ باللہ وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ فی الکفر و ارکب مع المؤمنین "۔

ذکاوۃ الملوک وحسن الطلب

بادشاہوں کی ہوشیاری اور سوال کی خوبی !

ولما دخل ابو جعفر المنصور المدینۃ قال للربیع: ابغنی رجلاً عاقلاً عالماً بالمدینۃ لیقفنی علی دورها فقد بعد عهدی بدیار قومی. فالتمس له الربیع فتًی من اعقل الناس، واعلمهم فکان لا یبتدئ باخبار حتی یسأله المنصور فیجیبه باحسن عبارة واجود بیانٍ، واوفی معنًی، فاعجب المنصور به، وامر له بمالٍ، فتأخر عنه، ودعته الضرورة الی استنجازه فاجتاز ببیت عاتکة فقال: یا امیر المؤمنین هذا بیت عاتکة الذی یقول فیه الاحوص ؎

یا بیت عاتکة الذی اتعزّل	حذر العدا وبه الفؤاد موکّل

ففکر المنصور فی قوله، وقال: لم یخالف عادته بابتداء الاخبار دون الاستخبار الا لامرٍ، واقبل یردد القصیدة، ویتصفحها بیتاً بیتاً حتی انتهی الی قول فیها ؎

وأراكَ تفعل ما تقول وبعضهم	مَذِقُ اللسان يقول ما لا يفعل

فقال: یاربیعُ: هل أوصلتَ الی الرجلِ ما أمرنا لهُ به؟ فقال: أخرّتهُ عنه: لعلة ذکرها الربیعُ، فقال: عجّل له مضاعفًا: وهذا ألطفُ تعریضٍ من الرجل وحسنُ فهمٍ من المنصور —————

حل لغات ذکاوۃ دیکھو صفحہ، المنصور الربیع ابو الفضل بن یونس بن ابی فروہ کیسان الحفار، انتہائی ذکی۔ فصیح بلیغ، نافذ امور حساب دان تھا، ابتداء میں منصور کے یہاں دربان تھا پھر ابو ایوب مرزبانی کے عہدہ وزارت پر آگیا تھا مات مسموما ۱۷۰ھ البغی۔ بغا (ن) بُغوا۔ الشئ غور سے دیکھنا۔ بغی (ض) بُغیا۔ بُغیۃ۔ الشئ طلب کرنا، علیہ ظلم کرنا ص باغ ج بُغاۃ۔ بَغیٌ زانیہ، بغایا، ذکرہم دار دیکھو صفحہ فتی جوان دیکھو صفحہ ۱۰۲ استنجاز طلب وفا، عہد۔ اجتیاز اجتیازا گذرنا۔ الاحوص تنگ گوشہ چشم والا۔ عبداللہ بن محمد عاصم انصاری شاعر متوفی ۱۰۵ھ کا لقب ہے۔ اتعزل مضارع متکلم ہے تعزل یکسو ہونا۔ عزل (ض) عزلاً جدا کر دینا۔ العِدا جمع عدو دشمن۔ الفؤاد دل دیکھو صفحہ ۳ تصفحہا یصفح۔ الشئ تامل کرنا۔ صفح (ف) صفحا۔ عنہ اعراض کرنا۔ گناہ معاف کرنا۔ مذق اللسان جسکی زبان جھوٹ اور سچ دونوں طرف چلتی ہو۔ مذق (ن) دودھ میں پانی ملانا۔

تشریح۔

جب ابو جعفر منصور مدینہ میں آیا تو اس نے ربیع سے کہا کہ پوری چھان بین کیساتھ کوئی ایسا آدمی تلاش کر جو دانشمند ہو اور مدینہ سے خوب واقف ہو تاکہ مجھے مدینہ کے محلوں سے باخبر کر سکے کیونکہ اپنی قوم کے وطن اور محلوں سے میرا تعلق بعید ہو چکا ہے۔ یعنی میں عرصہ تک اپنی قوم کے گھروں کی خبر گیری نہیں کر سکا۔ ربیع نے ایک دانشمند اور صاحب علم جوان تلاش کیا جو خبر دہی میں اس وقت تک لب کشائی نہ کرتا تھا جب تک کہ منصور اس سے دریافت نہ کرلے (جب منصور اس سے کچھ دریافت کرتا تو) سنجیدہ عبارت اور عمدہ بیان کیساتھ جواب دیتا تھا منصور نے اس کو بہت پسند کیا اور کچھ مال (دیدینے) کا حکم کیا مگر (مال دینے میں) تاخیر کی گئی یہاں تک کہ اس کو ایک ایسی ضرورت پیش آگئی جس نے طلب ایفاء وعدہ پر مجبور کر دیا۔ ایک روز وہ عاتکہ کے مکان پر گذرا تو اس نے کہا: امیر المومنین! یہ عاتکہ کا وہ مکان ہے جس کے بارے میں احوص نے یہ شعر کہا ہے ۔ یا بیت عاتکۃ الخ اے قیامگاہ عاتکہ میں تجھ سے بوجہ خوف دشمنان کنارہ کش ہوگیا لیکن میرا دل تجھ ہی سے وابستہ ہے منصور نے اس بات میں خوب غور کیا اور (دل میں) کہا کہ خلاف عادت اس شخص کا بلا استفسار خبر دینا بلا وجہ نہیں ہے اسلئے منصور قصیدہ کو بار بار پڑھنے لگا اور ایک ایک شعر میں جستجو کرنے لگا تا آنکہ وہ احوص کے اس شعر پر پہنچا ۔ واراک الخ بیشک تو جو کہتا ہے وہی کرتا ہے اور بعض لوگ ملاوٹی باتیں کرنیوالے ہیں جو کہتے ہیں وہ نہیں کرتے منصور نے کہا، ربیع! ہمنے جو اس شخص کیلئے مال کا حکم کیا تھا وہ اسکو دیا ہے؟ (یا نہیں) ربیع نے کہا: میں نے کسی وجہ سے مؤخر کر دیا تھا اور وہ وجہ بھی ذکر کر دی۔ منصور نے کہا: بہت جلد دیدو اور دوچند کر کے دے دو!

كَانَ أَبُوجَعْفَرٍ مَنْصُورٌ أَيَّامَ بَنِي أُمَيَّةَ إِذَا دَخَلَ مُسْتَتِرًا، فَكَانَ يَجْلِسُ فِي حَلْقَةِ أَزْهَرَ السَّمَّانِ الْمُحَدِّثِ، فَلَمَّا أَفْضَتِ الْخِلَافَةُ، قَدِمَ عَلَيْهِ أَزْهَرُ، فَرَحَّبَ بِهِ وَقَرَّبَهُ وَقَالَ لَهُ: مَاحَاجَتُكَ يَا أَزْهَرُ! قَالَ: دَارِي مُنْهَدِمَةٌ وَعَلَيَّ أَرْبَعَةُ الْآفِ دِرْهَمٍ، وَأُرِيدُ لَوْ أَنَّ ابْنِي مُحَمَّدًا أَبْنِي بِعِيَالِهِ، لَوَصَلَهُ بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا، وَقَالَ: قَدْ قَضَيْنَا حَاجَتَكَ يَا أَزْهَرُ! فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا فَأَخَذَهَا وَارْتَحَلَ، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ أَتَاهُ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوجَعْفَرٍ، قَالَ: مَاحَاجَتُكَ؟ يَا أَزْهَرُ! قَالَ: جِئْتُكَ مُسَلِّمًا، قَالَ: إِنَّهُ يَقَعُ فِي خُلْدِ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا، قَالَ: مَاجِئْتُكَ إِلَّا مُسَلِّمًا قَالَ: قَدْ أَمَرْنَا لَكَ

بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَاذْهَبْ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَلَا مُسَلِّمًا، فَاَخَذَهَا وَمَضٰى، فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ سَنَةٍ اَتَاهُ، قَالَ مَا حَاجَتُكَ؟ يَا اَزْهَرُ! قَالَ، اَتَيْتُ عَائِدًا، قَالَ، اِنَّهُ يَقَعُ فِيْ خَلَدِيْ اَنَّكَ جِئْتَ طَالِبًا، قَالَ، مَا جِئْتُ اِلَّا عَائِدًا، قَالَ قَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَاذْهَبْ فَلَا تَأْتِنَا طَالِبًا وَلَا مُسَلِّمًا وَلَا عَائِدًا، فَاَخَذَهَا، وَانْصَرَفَ فَلَمَّا مَضَتِ السَّنَةُ اَقْبَلَ، فَقَالَ لَهُ، مَا جَاءَ بِكَ؟ يَا اَزْهَرُ! قَالَ، دُعَاءٌ كُنْتُ اَسْمَعُكَ تَدْعُوْ بِهٖ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! جِئْتُ لِاَكْتُبَهٗ، فَضَحِكَ اَبُوْ جَعْفَرٍ، وَقَالَ، اِنَّهٗ دُعَاءٌ غَيْرُ مُسْتَجَابٍ وَذٰلِكَ اِنِّيْ قَدْ دَعَوْتُ اللّٰهَ بِهٖ اَنْ لَّا اَرَاكَ فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِيْ، وَقَدْ اَمَرْنَا لَكَ بِاثْنَيْ عَشَرَ اَلْفًا وَتَعَالَ مَتٰى شِئْتَ فَقَدْ اَعْيَتْنِيْ فِيْكَ الْحِيْلَةُ۔

حل لغات | السَّمَّان روغن فروش۔ ابوبکر ازہر بن سعد باہلی مولود ۱۱۱ھ متوفی ۲۰۳ھ محدث کا لقب ہے۔ انہوں نے ۹۴ سال کی عمر پائی ہے۔ شذرات الذہب ص ۵۔ اَفْضَتْ اِفْضَاءٌ سے ماضی ہے پہنچنا۔ رَحَّبَ مرحبا کہنا۔ بَنٰی بِعِیَالِہٖ زن خویش را بخانہ خود آوردن۔ عَائِدًا اعیادۃ سے اسم فاعل ہے۔ بیمار پرسی کرنا۔ اَعْیَتْنِیْ اِعْیَاءٌ سے ہے تھکا دینا:

تشریح:۔ ابوجعفر منصور بنو امیہ کے زمانہ میں جب کبھی آتا تھا تو چھپ (چھپا) کر آتا تھا اور ازہر سمان محدث کے حلقہ میں شریک ہوجاتا تھا جب اس کے پاس خلافت پہنچی تو ازہر سمان محدث اس کے پاس آئے منصور نے خوش آمدید کہا اور کہا: کیسے تشریف لائے؟ آپنے کہا میرا مکان منہدم ہوگیا اور مجھ پر چار ہزار درہم کا قرضہ ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا بیٹا محمد اپنے بیوی بچوں کو گھر لے آئے۔ منصور نے بارہ ہزار درہم دیکر کہا: ہم نے آپکی ضرورت پوری کردی آئندہ ہمارے پاس سوال کے لئے نہ آیئے۔ ازہر سمان بارہ ہزار درہم لیکر واپس ہوگئے اور ایک سال کے بعد پھر منصور کے پاس آئے۔ منصور نے آپکو دیکھ کر کہا: ماحاجتک یا ازہر؟ آپنے کہا: سلام کرنے کیلئے حاضر ہوا ہوں منصور نے کہا: امیر المؤمنین کے دل میں تو یہی آرہا ہے کہ آپ سوال کیلئے آئے ہیں۔ آپنے کہا: نہیں میں تو صرف سلام کیلئے آیا ہوں۔ منصور نے کہا ہم نے آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کردیا آپ تشریف لے جایئے اور آئندہ نہ سوال کیلئے آیئے نہ سلام کیلئے آپ بارہ ہزار درہم لے کر واپس ہوگئے۔ ایک سال کے بعد پھر منصور کے پاس آئے۔ منصور نے کہا: ماحاجتک یا ازہر؟ آپنے کہا بیمار پرسی کے لئے آیا ہوں منصور نے کہا: میرا دل تو یہی کہہ رہا ہے کہ آپ سوال کیلئے آئے ہیں۔ آپنے کہا نہیں میں تو صرف بیمار پرسی کیلئے آیا ہوں۔ منصور نے کہا۔ ہم نے آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کیا آپ تشریف لیجائیں اور آئندہ نہ سوال کیلئے آئیں نہ سلام کیلئے نہ عیادت کیلئے۔ آپنے وہ بھی لے لئے اور واپس ہوگئے۔ ایک سال کے بعد پھر آئے۔ منصور نے پھر کہا: ماحاجتک یا ازہر؟ یا امیر المؤمنین! میں آپکو ایک دعا پڑھتے ہوئے سنا کرتا تھا اس کو لکھنے کیلئے آیا ہوں۔ ابوجعفر نے ہنستے ہوئے کہا، وہ تو غیر مقبول ہے۔ اس واسطے کہ میں نے (بارہا) یہ دعا کی ہے کہ میں آپ کو نہ دیکھوں مگر قبول نہیں ہوئی۔ اچھا ہم نے آپ کیلئے بارہ ہزار درہم کا حکم کیا اور آپ کو عام اجازت دی جب چاہیں تشریف لائیں کیونکہ میں حیلہ کرتا کرتا عاجز آگیا

مَحَبَّةُ الْعِلْمِ

علم دوستی

كان ابنُ الاثير مجد الدين ابو السعادات صاحبُ جامعِ الاصول، والنهايةِ في غريب الحديث من اكابر الرؤساء محظيًّا عند الملوك وتولّى لهم المناصبَ الجليلةَ فعرضَ له مرضٌ كفَّ يديه ورجليه فانقطع في منزله وترك المناصبَ والاختلاطَ بالناس، وكان الرؤساء يغشونه في منزله فحضر اليه بعضُ الاطباء والتزم بعلاجه، فلمّا طبّبه وقارب البرءَ واشرف على الصحّة دفع للطبيب شيئًا من الذهب، وقال: امضِ لسبيلك فلامَه اصحابه على ذلك وقالوا هلّا ابقيته الى حصولِ الشفاء، فقال لهم: انني متى عوفيتُ طلبتُ المناصبَ ودخلتُ فيها، وكُلّفتُ قبولها، وامّا ما دمتُ على هذه الحالة فاني لا اصلح لذلك، فاصرف اوقاتي في تكميلِ نفسي ومطالعة كتب العلم، ولا ادخل معهم فيما يُغضِب الله ويُرضيهم، والرزق لابدّ منه. فاختار رحمه الله تعالى عُطلةَ جسمه ليحصل له بذلك الاقامة على لعُطلة من المناصب وفي تلك المدّة اَلّف كتاب جامع الاصول، والنهاية، وغيرَهما من الكتب المفيدة + ———

حل لغات ابن الاثیر۔ مجد الدین لقب۔ ابو السادات کنیت۔ مبارک نام۔ والد کا نام محمد اور کنیت ابوالکرم ہے ابن الاثیر سے مشہور ہیں۔ آپ ۵۴۴ھ میں بمقام جزیرہ ابن عامر پیدا ہوئے اور یہیں نشوونما پایا آئمہ کبار سے علم نحو علم حدیث و دیگر علوم حاصل کئے اسکے بعد شہر موصل منتقل ہوگئے اور ایک عرصہ تک شاہ مجاہد الدین قائماز کی خدمت میں رہتے رہے، بعدہٗ عز الدین مسعود کا قرب حاصل ہوا اور اسکی وفات کے بعد اس کے لڑکے نور الدین ارسلان شاہ کے ہاں آپ کو ایک خاص مقام حاصل ہوا آخر عمر میں کسی عارضہ کی بناء پر معذور ہو گئے تھے اس لئے آپ جملہ عہدوں سے دست بردار ہو کر عزلت گزیں ہوگئے اور اسی مدت میں "النہایہ" چار جلدوں میں لکھی ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی مشہور کتاب "جامع الاصول" دس اجزاء میں ہے۔ توفی ۶۰۶ھ غریب الحدیث وہ علم جسمیں احادیث غریبہ سے بحث کی جائے محظیاً حظی (س) حظوۃ حظوۃ حصہ پانا۔ حظی صاحب رتبہ المناصب جمع منصب مرتبہ عہدہ۔ کف دیکھو ص۴۲ یغشونہ (س) غشیانا (ن) غشوا کسی کے پاس آنا (س) غشیا۔ غشایۃ ڈھانکنا۔ المرأۃ۔ جماع کرنا۔ غشوۃ۔ غشاوۃ پردہ۔ غاشیہ دل کا پردہ۔ قیامت۔ ملاقاتی دوست احباب۔ الاطباء جمع طبیب دیکھو ص۶۵۔ البرء۔ برئ (س، ف، ک) برءا من المرض چنگا ہونا (س) براءۃ نجات پانا۔ تہمت سے پاک ہونا۔ بریٔ ج براء۔ باری پیدا کرنے والا۔ امض مضی (ض ن) مضوا مضیا گذرنا۔ ہلا کلمہ تحضیض وتندیم ہے ہل اور لا سے مرکب ہے ماضی پر داخل ہو تو ترک فعل پر ملامت کیلئے ہوتا ہے جیسے ہلا امنت تو ایمان کیوں نہیں لایا اور مضارع پر داخل ہو تو برانگیختہ کرنے کیلئے ہوتا ہے جیسے ہلا تومن عطلۃ بیکاری۔

تشریح: ابن الاثیر مجد الدین ابو السعادات صاحب "جامع الاصول" و "صاحب نہایہ" بڑے متمول لوگوں میں سے تھے اور بادشاہوں کے ہاں آپکی کافی وقعت تھی بڑے بڑے عہدوں کے والی رہ چکے تھے قسمت کی بات آپ کو ایسی بیماری لاحق ہوگئی جس سے آپکے ہاتھ پاؤں بیکار ہوگئے (اور چلنے پھرنے سے بھی معذور ہوگئے۔ اس لئے آپ عزلت گزیں ہوگئے اور جملہ عہدوں سے دست بردار یہاں تک کہ ملنا جلنا بھی ترک کردیا مگر رؤسا کا گھر پر بھی اژدھام رہتا تھا۔ اسی دوران میں آپ کے پاس ایک طبیب آیا اور پورے التزام کیساتھ علاج کرنا شروع کیا جب آپ صحت یاب اور تندرست ہونے کے قریب ہوگئے تو طبیب کو کچھ سونا دیکر کہا (اب) آپ تشریف لیجائیے۔ اس پر دوست احباب نے آپکو ملامت کی اور کہا، آپنے طبیب کو صحت یاب ہونے تک کیوں نہیں رہنے دیا؟ آپ نے کہا جب میں چنگا ہو جاؤں گا

تو پھر عہدوں کے لئے طلب کیا جاؤں گا اور مجھے ان کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا (اس طرح مجھے اصلاح نفس کا موقعہ نہیں ملے گا) اور جب تک میں اس حالت میں رہوں گا تو ظاہر ہے کہ میں کسی عہدے کے قابل نہیں۔ پس میں اپنے اوقات کو تکمیل نفس اور مطالعہ کتب میں صرف کروں گا اور خدا کو ناخوش لوگوں کو خوش کرنے والے امور میں داخل ہونے سے بچ جاؤں گا۔ رہا رزق سو (رزق مقسوم کا ملنا) ضروری ہے۔ پس آپ نے یکسوئی کیخاطر جسم کی بیکاری کو عہدوں سے برطرف ہو جانے پر ترجیح دی

خلوتے خواہم کہ دور چرخ اگرچوں گرد باد ※ خاکدانِ دہر را بیز دنیا بد گردِ من
غالب بریدم از ہمہ خواہم کہ زیں سپس ※ کنجے گزینم و پرستم خدائے را

اور اسی مدت میں جامع الاصول۔ النہایہ وغیرہ کتب مفیدہ تصنیف کیں ؎

کارے کنیم ورنہ خجالت برآورد ※ روزے کہ رخت جاں بجہاں دگر کشیم (حافظ)

خَوفُ العَبدِ قَدرَ التقرّب

بندہ کا خوف بقدر مرتبہ

؎ صحبتِ شاہ راز روئے قیاس ※ ہمچو دریائے بیکرانہ شناس
بچنیں بحر پُر زخوف و خطر ※ ہر کہ نزدیک تر پریشاں تر

یقال: ان ابا ایوب المرزبانی وزیرَ المنصور کان اذا دعاہ المنصورُ یصفرُّ ویُرعَد فاذا خرجَ من عندہٖ یرجع الیہ لونہ فقیل لہ: انا نراك مع کثرۃِ دخولِكَ علی امیرِ المؤمنین وانسہ بك تتغیّر اذا دخلت علیہ، فقال مثلی و مثلکم مثل بازیٍّ ودیكٍ تناظرا، فقال البازی للدیك ما اَعرِفُ اقلَّ وفاءً منك لاصحابك قال: وکیف؟ قال توخذ بیضۃ وتحضُنك اهلُكَ، وتخرجُ علیٰ ایدیهم، فیُطعِمونك بایدیهم حتی اذا کبِرتَ، سِرتَ لایدنو امنك الاطِرتَ من هنا الی هنا، وصحتَ، واذا علوتَ علی حائطِ دارٍ کنت فیها سنین طِرتَ منها الی غیرها واما انا فاُوخذ من الجبال وقد کبِرَ سِنی، فتُخاطُ عینی، واُطعَمُ الشئ الیسیرَ واُسَهَّرُ فاُمنَعُ من النومِ واُنسّی الیومَ والیومَینِ، ثم اُطلَقُ علی الصیدِ حدی فاطیرُ لہ واخذہ واجیٴُ بہ الی صاحبی، فقال الدیكُ: ذهبت عنك الحجۃُ، اَما لو رأیتَ بازیَینِ فی سفودٍ علی النار ما عُدتَ لهم، وانا فی کل وقتٍ اری السفافیدَ مملوأۃً دُیوکًا فلا تکن حلیمًا عند غضبِ غیرك وانتم لو عرفتم من المنصور ما اَعرِفُہٗ لکنتم اسوأ حالًا منّی عند طلبہ لکم۔

حل لغات یصفر اصفرار: زرد رنگ ہونا۔ صفر (س) صَفرًا، الاناء: خالی۔ صُفر خالی۔ یُرعد دیکھو صفحہ ۵۵ اُنس السیت اُنُس (س ض ک) اُنسًا۔ اَنسۃ مانوس ہونا۔ اُنس۔ الشئ دیکھنا۔ اِنس آدمی ج اُناس۔ اَنسان آنکھ کی پتلی بازی باز ج البُواز۔ بُواز۔ دیك مرغ ج دُیوك دیکہ۔ تحضنك (ن) حضانۃ۔ الصبی پرورش کرنا۔ حضن گود۔ کبرت (س) کِبرًا۔ مکبرًا عمر رسیدہ ہونا (ک) کبرًا

مرتبہ میں بڑا ہونا۔ سَرَت (ض) سَیراً چلنا۔ سفر کرنا س سائرٌ ہر چیز کا بقیہ لایدنو (ن) دنواً قریب ہونا طَرَت (ض) طیراناً اڑنا۔ صَحت (ض) صیحاً۔ صَیحۃ، صُیاحاً چیخنا چلانا۔ یہ آواز دینا۔ صیحہ، چیخ، عذاب، حائط دیوار ج حیطان حاط (ن) حیطۃً نگہبانی کرنا۔ یہ گھیر لینا۔ تخاط (ض) خیاطۃً سینا خیاط درزی۔ خیط دھاگا ج خیوط۔ آساہر دیکھو ملا۲۹ سفود گوشت بھوننے کی سیخ ج سفافید۔ عذت (ن) عَوذاً لوٹنا ملکوفۃً ملا۔ (ف) غلاءً۔ غلاۃ بھرنا (ک) غلاءۃً تو انگر ہونا۔ تشریح: بیان کیا گیا ہے کہ ابو ایوب مرزبانی وزیر منصور کی یہ حالت تھی کہ جب منصور اسکو (کسی ضرورت سے) بلاتا تو وہ لرز جاتا اور اس کا رنگ زرد پڑ جاتا اور جب اسکے پاس سے واپس ہوتا تو رنگ پھر اپنی حالت پر آجاتا لوگوں نے اس سے کہا آپ سے امیر المومنین کو کافی انس ہے اور آپکی آمد و رفت بھی بکثرت ہے اس کے باوجود ہم آپ (کے رنگ) کو اس کے پاس جاتے وقت متغیر دیکھتے ہیں۔ وزیر نے کہا: میری اور تمہاری مثال بالکل اس باز اور مرغ کی سی ہے جنہوں نے آپس میں مناظرہ کیا اور باز نے مرغ سے کہا: میں تجھ سے زیادہ اپنے مالک کی بے وفائی کرنیوالا کسی کو نہیں پاتا۔ مرغ نے کہا: یہ کیسے؟ باز نے کہا، تو انڈے کی حالت میں لایا جاتا ہے لوگ تیری پرورش کرتے ہیں تو ان کے ہاتھوں پر نکالا جاتا ہے (یعنی وہ تیری پیدائش کا تمام انتظام اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں) اپنے ہاتھوں سے کھلاتے ہیں اور جب تو بڑا ہو جاتا ہے تو بھاگنے لگتا ہے جہاں کوئی تیرے پاس آیا اور تو ادھر سے ادھر بھاگا اور چیخنے لگا اور جس مکان میں تو سالہا سال رہ چکا ہوتا ہے جب اس کی دیوار پر چڑھتا ہے تو یہاں سے وہاں (وہاں سے وہاں) اڑتا پھرتا ہے

حق نمکی نمی شناسی ❋ وز منعم خویش می ہراسی

اور میں سیانا ہونے کی حالت میں پہاڑوں سے پکڑا جاتا ہوں میری آنکھوں کو سیا جاتا ہے۔ معمولی سی غذا کھلایا جاتا ہوں بیدار رکھا جاتا ہوں دو دو روز تک بھلایا جاتا ہوں، پھر مجھے اکیلے کو شکار پر چھوڑا جاتا ہے تو میں (پھرسے) اُس کی طرف اڑ جاتا ہوں اور شکار کر کے اپنے مالک کے پاس لے آتا ہوں۔

(سہ مرغِ دست آموز را چند انکہ کس دور افگند ❋ بانشاطِ بال آید باز چوں گوید بیا)

مرغ نے باز سے کہا: تجھ سے دلیل جاتی رہی (یعنی تو مات کھا گیا) اگر کسی باز کو سیخوں میں آگ پر (بھنتا ہوا) دیکھتا تو کبھی بھی ان کے پاس واپس نہ آتا۔ میں تو ہر وقت سیخوں کو مرغے سے بھرپور دیکھتا ہوں ؎

نرود مرغ سوئے دانہ فراز × چوں دگر مرغ بیند اندر بند ❋ بہ دگیر از مصائب دگراں × تانگیرند دیگراں ز تو پند

پس (بفحوائے مثل مشہور "لاتکن حلوا فتزدرد ولا مرا فتلفظ" اور "لاتکن رطبا فتعصر ولا یابسا فتکسر" اور بمقتضاء حدیث "لاتکن مرا فتعق ولا حلوا فتسترط" بقول شاعر ؎

نہ حلوا بن کہ چٹ کر جائیں بھوکے ❋ نہ کڑوا بن کہ جو چکھے سو تھوکے

دوسرے کے غصہ کے وقت اتنا ڈھیلا نہیں ہونا چاہیئے (وزیر نے نتیجہ کے طور پر کہا کہ اگر تم لوگ منصور کی اس ہیبت کو پہچان لیتے جس کو میں پہچانتا ہوں تو تم لوگ اس کے طلب کرنے کے وقت مجھ سے کہیں زیادہ بدحواس اور پریشان نظر آتے کسی نے کیا خوب کہا ہے ؎

مقرباں را بیش تر بود حیرانی ❋ کایشاں دانند سیاست سلطانی

هو بالموحدة التحتية أن يقول المتكلم كلامًا مبهمًا يحتمل معنيين متضادين لا يتميز أحدهما عن الآخر ولا يأتي في كلامه ما يحصل به التمييز مثاله ما حكي عن بعض الشعراء هنأ الحسن بن سهل باتصال بنته بوران بالمامون مع من هنأه، فأثاب الناس كلهم و حرمه، فكتب إليه إن أنت تماديت على حرماني عملت فيك شيئًا لا يعلم به أحد مدحتك أم هجوتك فاستحضره وسأله عن قوله، فاعترف فقال: لا أعطيك أو تفعل فقال ؎

بارك الله للحسن، ولبوران في الختن	يا إمام الهدى ظفرت ولكن ببنت من

فلم يعلم ما أراد بقوله "ببنت من" في الرفعة أو في الحقارة، فاستحسن الحسن منه ذلك وناشده، أسمعت هذا المعنى أم ابتكرته؟ فقال: لا والله إنما نقلته من شعر شاعر مطبوع كان كثير العبث بهذا النوع واتفق أنه فصّل قباء عند خياط أعور اسمه زيد، فقال له الخياط على طريق العبث به: سآتيك به، لا تدري أقباء هو أم دراج؟ فقال له: لئن فعلت لأنظمن فيك بيتًا لا يعلم أحد ممن سمعه أدعوت لك أم دعوت عليك؟ ففعل الخياط فقال:

؎ خاط لي زيد قباء، ليت عينيه سواء

حل لغات ابہام۔ ابہم۔ الامر علیہ مشتبہ ہونا۔ یہاں ابہام سے مراد فن بدیع کی ایک خاص صنعت ہے جسکو توجیہ اور محتمل الضدین بھی کہتے ہیں۔ ہنأ، تہنیۃ مبارک باد دینا۔ الحسن بن سہل ابو محمد سرخسی وزیر مامون الرشید متوفی ۲۸۲ھ بوران حسن بن سہل کی لڑکی کا نام ہے جو مامون الرشید کے نکاح میں تھی۔ بعض نے اس کا نام خدیجہ کہا ہے اور بوران لقب (داؤد دل اشہر) مامون کے بعد اسی سال کی عمر میں ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔ تمادیا فی غیّہ دیر تک رہنا اور اصرار کرنا۔ الختن دیکھو صـ۹۵، ناشدہ دیکھو صـ۵۱ ابتکرتہ کسی چیز کے ابتدائی حصہ پر قابض ہونا یہاں ابداع و ایجاد مراد ہے۔ بکر (ن) بکورًا صبح کیوقت آنا۔ بکرو صبح (س) بکرًا و ابکر و بکر جلدی کرنا بکر کنواری ج ابکار۔ باکورہ پہلا میوہ ج بواکیر۔ خیاط دیکھو صـ۱۲۱ اعور کانا ج عور، اعور، عور (س) عوارًا کانا ہونا۔ قباء ایک کپڑا ہے جو کپڑوں کے اوپر پہنا جاتا ہے ج اقبیہ۔ دراج ایک قسم کا لباس ہے جو قبا کے طرز پر ہوتا ہے؛

تشریح:۔

ابہام اسکو کہتے ہیں کہ متکلم کوئی مبہم بات کہے جس میں دو متضاد معنی کی گنجائش ہو اور آپس میں ممتاز نہ ہوں اور متکلم اپنے کلام میں کوئی ایسا قرینہ بھی نہ لائے جس سے امتیاز حاصل ہو سکے۔ اسکی مثال وہ ہے جو ایک شاعر سے منقول ہے کہ اس نے مامون کیساتھ حسن بن سہل کی لڑکی بوران کی شادی کے موقعہ پر مبارک باد دینے والوں کیساتھ مبارکباد پیش کی۔ حسن بن سہل نے اوروں کو تو سب کو تھوڑا بہت عطیہ دیدیا مگر شاعر کو کچھ نہ دیا۔ شاعر نے اس کے پاس لکھا اگر تو مجھے محروم کرنے پر مصر رہیگا تو میں تیرے حق میں ایک ایسی چیز تیار کردونگا جس سے کوئی نہ سمجھ سکے گا کہ میں نے تیری تعریف کی ہے یا ہجو۔

چہ آں شاعرے کو ہجا گو نباشد ✿ چو شیرے کہ چنگال و دنداں ندارد

حسن بن سہل نے شاعر کو بلوا کر دریافت کیا۔ شاعر نے اقرار کر لیا۔ حسن بن سہل نے کہا کہ میں ابھی، تجھے اسوقت تک کچھ نہیں دونگا جب تک کہ تو وہ چیز نہ کرلے، شاعر نے کہا ؎ بارک اللہ ؍ خداوند تعالی حسن اور بوران کو سمدھیانہ

رشتہ مبارک کرے۔ اے پیشوائے ہدایت تو کامیاب ہوگیا لیکن کس بیٹی کے ساتھ۔ پس کوئی نہ سمجھ سکا کہ اس نے بنت مَن سے کا ہے کا ارادہ کیا ہے۔ رفعت و بلندی کا یا حقارت و ذلت کا۔ حسن بن سہل کو یہ بات بہت پسند آئی اور اس کو قسم دیکر پوچھا کہ تو نے یہ معنی کسی سے سُنے ہیں یا خود ایجاد کئے ہیں؟ اس نے کہا۔ نہیں بخدا میں نے ایجاد نہیں کئے بلکہ میں نے ایک بے تکلف کہنے والے شاعر سے نقل کئے ہیں جو اس قسم کا ٹھٹھا کرتا رہتا تھا چنانچہ ایک مرتبہ اس کو ایک کانے درزی کے پاس جس کا نام زید تھا قبا سلوانے کا اتفاق ہوا۔ درزی نے اس سے مذاق کے طور پر کہا: میں اس کو ایسا سیوں گا کہ تجھے معلوم نہ ہوگا کہ قبا ہے یا دراج: شاعر نے کہا، اگر تو نے ایسا کیا تو میں بھی تیرے بارے میں ایسا شعر کہوں گا جس سے سُننے والا نہیں سمجھ سکے گا کہ میں نے تیرے لئے دعا کی ہے یا بد دُعا۔ درزی نے (جیسا کہا تھا ویسا ہی) کر ڈالا تو شاعر نے کہا ؎ خاط لی اھ زید نے میرے لئے قبا سی ہے کاش اسکی دونوں آنکھیں برابر ہوتیں:

(توضیح) لیت عینیہ سواء۔ دعا بھی ہو سکتی ہے یعنی کیا اچھا ہوتا کہ زید کی دونوں آنکھیں صحیح ہوتیں اور بد دعا بھی ہو سکتی ہے۔ یعنی کیا اچھا ہوتا کہ جس طرح اس کی ایک آنکھ کانی ہے اسی طرح دوسری بھی کانی ہوتی۔ اُردو میں اس کی مثال یہ شعر ہے۔ ؎

کیا ہی تاثیر ہے واللہ تری صحبت کو: یک بیک لحظہ میں ہو جاتا ہے احمق دانا

اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ تیری صحبت میں احمق دانا ہو جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ دانا آدمی احمق بن جاتا ہے:

اِنَّ العَصَا قُرِعَتْ لِذِی الحِلمِ

بیشک لاٹھی دانشمند ہی کے لئے کھٹکھٹائی جاتی ہے!

یہ عنوان حارث بن وعلہ ذہلی کے شعر کا ایک مصرعہ ہے پورا شعر یوں ہے ؎

وزعمتم ان لا حلوم لنا ❊ انّ العصا قرعت لذی الحلم،

(تم یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم کو عقل نہیں ہے سو ہم نے تمہارا مطلب سمجھ لیا کیونکہ فہیم آدمی مضمون تنبیہ جلد سمجھ جاتا ہے)

انِ العصا قرعت لذی الحلم ایک کہاوت ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دانشمند کو جب تنبیہ کی جاتی ہے تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتا ہے

متلمس کہتا ہے لذی الحلم قبل الیوم ما تقرع العصا ❊ وما عُلّم الانسانُ الّا لیعلما

فرزدق کہتا ہے فان کنتُ انبائی حُلومٌ مجاشع ❊ فانّ العصا کانتْ لذی الحلم تقرع

قرع عصا کا وقوع سب سے پہلے عامر بن الظرب یا قیس بن خالد یا عمر بن حمہ یا عمر بن مالک کے لئے ہوا ہے تین سو سال کی عمر میں اس کی عقل میں کچھ فتور آگیا تھا تو اس نے اپنی اولاد سے کہا کہ جب تم مجھے گفتگو میں بہکتا ہوا دیکھو تو متنبہ کر دیا کرو۔

قال ابنُ الکلبی لمّا فتحَ عمرو بن العاصی قیساریۃ سارَ حتی نزلَ غزۃ فبعثَ الیہ علجُہا اَنِ ابعثْ الیَّ رجلاً من اصحابک اُکلّمہ ففکّر عمرو وقال ما لھذا احدٌ غیری قال فخرجَ حتی دخلَ علی العلج فکلّمہ فسمعَ کلاماً لم یسمع قط مثلَہ فقال العلج حدّثنی ھل فی اصحابک احدٌ مثلک قال لا تسأل عن ھذا انی ھیّنٌ علیھم اذ بعثوا بی الیک و

عَرَضُونِی لِلْعَرْضِ فَوَلَّی لَهُ وَلَا یَدْرُونَ مَا تَصْنَعُ بِی قَالَ فَأَمَرَ لَهُ بِجَائِزَةٍ وَکِسْوَةٍ وَبَعَثَ اِلَی الْبَوَّابِ اِذَا مَرَّ بِكَ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَخُذْ مَا مَعَهُ فَخَرَجَ مِنْ عِنْدِهٖ فَمَرَّ بِرَجُلٍ مِنْ نَصَارٰی غَسَّانَ فَعَرَفَهٗ فَقَالَ یَا عَمْرُو قَدْ اَحْسَنْتَ الدُّخُوْلَ فَاَحْسِنِ الْخُرُوْجَ فَفَطِنَ لِمَا اَرَادَهٗ فَرَجَعَ فَقَالَ الْمَلِكُ مَا رَدَّكَ اِلَیْنَا قَالَ نَظَرْتُ فِیْمَا اَعْطَیْتَنِیْ فَلَمْ اَجِدْ ذٰلِكَ یَسَعُ بَنِیْ عَمِّیْ فَاَرَدْتُّ اَنْ اٰتِیَكَ بِعَشَرَةٍ مِنْهُمْ تُعْطِیْهِمْ هٰذِهِ الْعَطِیَّةَ فَیَكُوْنُ مَعْرُوْفُكَ عِنْدَ عَشَرَةٍ خَیْرًا مِنْ اَنْ یَكُوْنَ عِنْدَ وَاحِدٍ فَقَالَ صَدَقْتَ اعْجَلْ بِهِمْ وَبَعَثَ اِلَی الْبَوَّابِ اَنْ خَلِّ سَبِیْلَهٗ فَخَرَجَ عَمْرٌو وَهُوَ یَلْتَفِتُ حَتّٰی اِذَا اَمِنَ قَالَ لَا عُدْتُ لِمِثْلِهَا اَبَدًا فَلَمَّا صَالَحَ عَمْرٌو وَدَخَلَ عَلَیْهِ الْعِلْجُ قَالَ لَهٗ اَنْتَ هُوَ قَالَ نَعَمْ عَلٰی مَا كَانَ مِنْ غَدْرِكَ ۔

حل لغات

العصا لاٹھی ج عُصِیّ، عِصِیّ (س) عصا لاٹھی لینا (ن) عَصْوًا لاٹھی سے مارنا (ض) معصیۃ نافرمانی کرنا۔ عَصِیّ۔ نافرمان قرعت (ف) لہ العصا متنبہ کرنا۔ الباب کھٹکھٹانا۔ الحلم، مقل دیکھو صـ۱۲ ابن الکلبی دیکھو صـ۱۰۲ عمرو بن العاص بن وائل۔ ابو عبداللہ قریشی صحابی ہیں رضی اللہ عنہ ۸ھ میں ایمان لائے۔ ۷ھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ ذات السلاسل میں تین سو سپاہیوں کا امیر بنا کر بھیجا وہاں جا کر مزید مدد ضرورت محسوس کی تو مہاجرین کے ایک لشکر سے ان کی مدد کی گئی جن میں ابوبکرؓ عمرؓ، ابو عبیدہ بن الجراح وغیرہم تھے۔ آپ عمان، شام، فلسطین، مصر وغیرہ کے حاکم بھی رہے ہیں۔ نوے سال کی عمر میں ۴۳ھ میں وفات پائی۔ قیساریہ قیصریہ کی تحریف ہے اور چند شہروں کا نام ہے جو قیاصرہ روم کے ناموں پر رکھے گئے تھے جیسے قیساریہ فلسطین، قیساریہ قلیس، قیساریہ کپادوکیا۔ غزہ فلسطین کا ایک بہت بڑا شہر ہے یہیں حضرت امام شافعیؒ پیدا ہوئے (بقول صاحب قاموس)، اور یہیں ہاشم بن عبد مناف کا انتقال ہوا۔ بعث دیکھو صـ۱۲ علجا۔ علج موٹا قوی عجمی کافر (دقیل ہوا لکا فر مطلقا) ج عُلُوج۔ اَعلاج، عِلَجَۃ، عَلِج (س) عَلَجًا مضبوط ہونا۔ یہاں عِلج سے مراد ارطبون جو رومیوں کا سب سے بڑا چالاک سردار تھا۔ قط ظرف زمان ہے استغراق ماضی کے لئے آتا ہے اور نفی کے ساتھ خاص ہے خواہ لفظاً ہو جیسے ما فعلت ہذا قط، یا معنیٰ ہو جیسے لم یسمع قط مثلہ، قُطُوْن، قَطَّ القلم قلم پر قط لگانا الشعر بال چھوٹے اور گھنگھریالے ہونا ص قطط، ہین، کمزور، ذلیل ج اَهوِنَا جائزہ عطیہ، کسوہ لباس ج کُسیٰ، بواب دربان۔ نصاریٰ جمع نصران متبعین حضرت عیسیٰؑ، غسان ایک یمنی قبیلہ تھا جو حوران کے چشمہ غسان پر وارد ہوا تھا اسی وجہ سے اس کا یہ نام پڑ گیا۔ فطن (ن، س، ک) فِطْنًا۔ فَطَنًا سمجھنا۔ فَطِن زیرک سمجھدار ج فُطُن غدر دیکھو صـ۱۰

تشریح: ابن الکلبی نے بیان کیا ہے کہ حضرت عمرو بن العاص قیساریہ کو فتح کرنے کے بعد آگے بڑھے اور شہر غزہ تک پہنچ گئے وہاں کے سردار ارطبون نے آپکے پاس خبر بھیجی کہ اپنا کوئی آدمی میرے پاس بھیج دو تاکہ میں اس سے بات چیت کر لوں۔ حضرت عمروؓ نے خوب غور کیا اور (دل میں) کہا کہ اس کام کے لئے میرے علاوہ اور کوئی (مناسب) نہیں چنانچہ آپ نکل پڑے اور ارطبون کے پاس آ کر بات چیت کی ارطبون نے جو سنجیدہ اور پر معنی کلام آپ سے سنا اس قسم کا کلام اس نے کبھی نہیں سنا تھا اسلئے اس نے از راہ تعجب کہا: آپکے اصحاب میں آپ جیسا کوئی اور بھی ہے؟ حضرت عمروؓ نے جواب دیا: یہ مت پوچھ میں تو انمیں بہت ہی بے وقعت ہوں اسی وجہ سے انہوں نے مجھے تیرے پاس بھیج دیا اور اس (مہم) کیلئے پیش کر دیا جس کیلئے کہ پیش کر دیا انکو کیا پتہ کہ تو میرے ساتھ کیا کریگا۔ ابن الکلبی کہتے ہیں کہ ارطبون نے حضرت عمرو کیلئے عطیہ کا اور لباس کا حکم کر دیا اور دربان کو ہدایت کر دی کہ جب یہ شخص تیرے پاس پہنچے تو اسکی گردن اڑا دینا اور جو کچھ اسکے پاس مال متاع ہو لے لینا حضرت عمرو ارطبون کے پاس سے آئے تو راستہ میں قبیلہ غسان کے ایک نصرانی سے ملاقات ہوئی اس نے کہا: عمرو! جس طرح تو سنبھل کر داخل ہوا تھا اسی طرح ہوشیاری کیساتھ نکلنا حضرت عمرو اسکی بات کو تاڑ گئے اور فوراً واپس ہو گئے۔ ارطبون نے دیکھتے ہی کہا: واپس آنیکا

کیا مطلب ؛ حضرت عمروؓ نے کہا : میں آپ کے عطیہ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ میرے چچا زاد بھائیوں کیلئے ناکافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے دس کو آپ کے پاس لے آؤں تاکہ آپ انکو بھی تھوڑا تھوڑا بہت عطیہ دیدیں اس صورت میں آپ کا عطیہ دس کے پاس پہنچے گا جو تنہا ایک کے پاس پہنچنے سے بہتر ہے (یہ بات ارطبون کی سمجھ میں آگئی) اس نے کہا : واقعی تو نے ٹھیک کہا ہے۔ انکو بہت جلد لے آ، اور دربان سے کہدیا کہ اس کو جانے دے۔ حضرت عمرو گوشۂ چشم سے آگے پیچھے دیکھتے ہوئے باہر آئے اور جب آپکو اطمینان ہو گیا تو کہنے لگے کہ آئندہ اس قسم کی سفارت کے لئے نہیں آؤں گا اس کے بعد حضرت عمرو کی اس سے مصالحت ہو گئی اور ارطبون آپکے پاس آیا تو آپ کو دیکھ کر طعن کرتے ہوئے کہنے لگا : آپ ہی ہیں وہ ؟ (جس نے جھوٹ بول کر جان بچائی تھی ؛ آپنے فرمایا : تیری غداری کیوجہ سے (مجھے جھوٹ بولنا پڑا)

الایثار

خود پر دوسروں کو ترجیح دینا ،

ومن حديث (حديث الحاتم الطائي) ان ماوية امرأة حاتم حدّثت ان الناس اصابتهم سَنَةٌ فاذهبت الخُفَّ والظِلفَ، فبِتنا ذات ليلة باشدِّ الجوع، فاخذ حاتمٌ عديًّا (هو ابن الحاتم) واخذتُ سَفّانةَ (بنت الحاتم) فعلّلناهما حتى ناما ثم اخذ يعلّلني بالحديث لِانام، فرققتُ لما به من الجهد، فامسكتُ عن كلامه لينامَ، ويظنَّ انّي نائمةٌ، فقال لي انمتِ؟ مرارًا فلم اُجبهُ، فسكتَ، ونظرَ من وراءِ الخباءِ، فاذا شيءٌ قد اقبلَ فرفعَ رأسهُ فاذا امرأةٌ تقول: يا ابا سفّانة قد اتيتُكَ من عند صِبيةٍ جِياعٍ، فقالَ: احضِريني صبيانكِ، فوالله لاُشبِعنّهم قالت: فقمتُ سريعًا، فقلتُ: بماذا؟ يا حاتم! فوالله ما نام صبيانُكَ من الجوع الا بالتعليل، فقامَ اِلى فرسِه، فذبحَهُ، ثم اَجّجَ نارًا ودفعَ اليها شَفرةً وقال: اشتوي وكلي واَطعِمي ولدَكِ، وقال لي اَيقِظي صبيتَكِ فايقظتُهما، ثم قال والله انّ هذا اللؤم ان تأكلوا واهلُ الصرمِ حالُهم كحالِكم، فجعل ياتي الصرمَ بيتًا بيتًا، ويقول عليكمُ النارَ، فاجتمعوا واكلوا، وتقنّعَ بكسائِه، وقعدَ ناحيةً حتى لم يُوجد من الفرسِ على الارض قليلٌ ولا كثيرٌ، ولم يذُقْ منه شيئًا،

حل لغات

الایثار اکرام کرنا ۔ اپنی ضرورت پر دوسروں کی ضرورت کو ترجیح دینا ۔ اثر (س) اُثرا ۔ للامر کسی کام کو انہماک سے مشغول ہونا ۔ الحاتم الطائی ابوسفانہ ابن عبداللہ بن سعد، مذہبًا نصرانی تھا لیکن جود وسخا میں اپنی نظیر آپ تھا مہمان نوازی قیدیوں کی رہائی غمزدوں کی غمخواری عہد و پیمان کی پاسداری اس کا عام شیوہ اور فطری چیز تھی ۔ اصابتہم سَنَة قحط سالی الخف و الظلف ای ذوات الخف اونٹ کے کھر ظلف پھٹے ہوئے کھر جیسے گائے بکری وغیرہ کے ج اظلاف ، ظلوف ، علّلنا ۔ بکذا بہلانا ۔ الجُہد رنج مشقت ۔ استطاعت ۔ قال تعالیٰ ۔ واقسموا باللہ جَہدَ ایمانہم " انہوں نے بہت زور لگا کر قسم کھائی ۔ جَہدا کوشش کرنا ۔ الخباء ۔ اون یا بال کا خیمہ ج اخبیۃ خبا (ف) خباءۃ ۔ الشیَٔ چھپانا ۔ خبیۃ پوشیدہ چیز ج خبایا ، صبیۃ جمع صبی بچہ ، دیکھو ملا جیاع ۔ جمع جائع دیکھو ملا ۔ اشبعتہم دیکھو ۱۰

بِمَ ذَا اِی بِایِّ شیٔ تشبعہ. جری حالت میں ماء استفہامیہ کا الف گرا دینا اور حرکت فتحہ باقی رکھنا ضروری ہے تاکہ وہ الف کے حذف ہونے پر دلالت کرے اور ماء استفہامیہ کو ماء موصولہ سے ممتاز بنا سکے جیسے بِمَ یرجع المرسلون اَجَّ تاجیجاً النارَ آگ روشن کرنا. اجّ (ن) اُجیجاً بمعنی کماس اُجاج، اُجاج کھاری پانی. شفرہ بڑی چھری. اَشتوی امر حاضر کا واحد مؤنث ہے دیکھو صفحہ ۶۰ ایقظی. ایقاظاً بیدار کرنا. یَقِظَ یَیقظ یقظاً بیدار ہونا مِن یَقِظَ، یَقظان جر اَیقاظ. الصِرَمُ جماعت جر اَصرام. اَصارِم، مراد اہل محلہ، صرم (ض)، صُرماً. الشیٔ. کاٹنا. صُرم کھال. (معرب چرم) تَقنّع کپڑے میں لپٹنا۔

تشریح:۔ حاتم طائی (کی جود وسخا) کا ایک واقعہ خود اس کی بیوی ماویہ نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ ایسی قحط سالی واقع ہوئی کہ اونٹ گائے، بکری سب ہی ہلاک ہو گئے اور ایک رات تو ہمنے بہت ہی بھوک کیساتھ گذاری پس حاتم نے اپنے لڑکے عدی کو اور میں نے حاتم کی لڑکی سفانہ کو بہلانا شروع کیا یہاں تک کہ وہ دونوں (بھوکے ہی) سو گئے. پھر حاتم نے باتوں باتوں میں مجھے بہلانا شروع کیا تاکہ میں بھی سو جاؤں. حاتم کی بیقراری اور رنج کشی دیکھ کر مجھے بہت ترس آیا اور میں خاموش ہو گئی تاکہ وہ بھی سو جائے اور یہ خیال کرے کہ میں سو گئی. چنانچہ حاتم نے مجھے کئی بار کہا، سو گئی؟ میں نے جواب نہیں دیا. پس وہ خاموش ہو گیا (کچھ دیر کے بعد) خیمہ کے سامنے سے کوئی آتا ہوا نظر آیا. حاتم نے سر اٹھا کر دیکھا کہ ایک عورت ہے جو یہ کہہ رہی ہے. ابو سفانہ! میں تیرے پاس بھوکے (پیاسے) بچوں کو چھوڑ کر آئی ہوں. حاتم نے کہا اپنے بچوں کو میرے پاس لے آ! بخدا میں ان کو سیر کر دوں گا. حاتم کی بیوی کہتی ہے کہ میں نے فوراً اٹھ کر کہا: حاتم کس چیز کیساتھ سیر کریگا؟ جبکہ خود تیرے بچے بھوک کیوجہ سے بلا بہلائے نہیں سوئے. پس حاتم نے اٹھکر اپنے گھوڑے کو ذبح کر ڈالا اور آگ روشن کر کے اس عورت کو ایک چھری دیکر کہا (اس کے گوشت کو) بھون کر تو بھی کھا اور بچوں کو بھی کھلا. اور مجھے کہا، تو بھی اپنے بچوں کو جگا دے. میں نے بچوں کو بیدار کیا، حاتم نے کہا خدا کی قسم! یہ بڑی کمینگی ہے کہ تم لوگ کھاتے رہو اور اہل محلہ کی حالت (بھوک کیوجہ سے) تم جیسی ہو. پس حاتم نے محلہ میں گھر گھر جا کر اعلان کر دیا "علیکم النار". اہل محلہ سب جمع ہو گئے اور سب نے (پیٹ بھر کر) کھا لیا مگر حاتم چادر میں لپٹ کر ایک کونے میں بیٹھا رہا اور ایک بوٹی تک نہیں چکھی. یہاں تک کہ گھوڑے کا گوشت سب ختم ہو گیا۔

(تنبیہ) حاتم طائی کا یہ قصہ متعدد کتب میں منقول ہے جو حاتم کی جود وسخا کے پیش نظر کچھ مستبعد نہیں، لیکن اس میں مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اس میں گھوڑا ذبح کرایا گیا ہے حالانکہ حاتم کے متعلق مستند طور پر یہ مشہور رہے کہ وہ گھوڑے اور ہتھیاروں کے سوا سب کچھ سخاوت کر دیتا تھا، دراصل بات یہ ہے کہ حاتم کی فیاضی کے بہت سے قصے زیب داستان کے لئے بڑھا بھی لئے گئے ہیں بالکل اسی طرح جیسے راویوں نے امیہ کے اشعار دین میں، عنترہ کے فخر وحماسہ میں. ابو العتاہیہ کے زہد وورع میں ابو نواس کے بے باکی اور مزاح میں گھڑ لئے ہیں

لا طاعة لمخلوق في معصية خالقه

خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

دَخل ابو النضر سالم مولى عمر بنِ عُبَيد الله على عاملٍ للخليفة، فقال له: ابا النضر! انا تأتينا كُتُبٌ عن عند الخليفة، فيها وفيها ولا نجد بدًّا من إنفاذها، فما ترى؟ قال له ابو النضر: قد اتاك كتابٌ من الله تعالى قبل كتاب الخليفة، فايّهما اتبعت كنت من اهله۔

تشریح: حضرت ابو النضر سالم مولی عمر بن عبید اللہ خلیفہ کے کسی عامل کے پاس تشریف لائے۔ عامل نے کہا: ابو النضر! ہمارے پاس خلیفہ کی جانب سے ایسے خطوط آتے ہیں جن میں مختلف قسم کے احکام ہوتے ہیں اور ہم کو ان کے نافذ کئے بغیر چارہ نہیں۔ آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: تیرے پاس خلیفہ کی کتاب سے پہلے اللہ کی کتاب آچکی پس انہیں سے جس ایک کا اتباع کریگا۔ اسی کے متبعین میں سے شمار ہوگا۔

ونظیرُ هذا القول ما رواه الاعمش عن الشعبي ان زيادًا كتبَ الى الحكم بن عمرو الغفاري، وكان على الطائفة، ان امير المؤمنين كتبَ اليّ ان اصطفِي له الصفراء والبيضاء ولا نقسمَ بين الناس ذهبًا ولا فضةً، فكتبَ اليه، انى وجدتُ كتابَ الله قبل كتاب امير المؤمنين، والله لو ان السموات والارض كانتا رتقا على عبدٍ فاتقى الله لجعل له منها مخرجًا، ثم نادى فى الناس، فقسمَ لهم ما اجتمع من الفئ۔

حل لغات اعمش ابو محمد سلیمان بن مہران تابعی کوفی مولود ۶۱ھ متوفی ۱۴۷ھ، عمشت (س) عمشا۔ عینہ آنکھ کا کمزور ہونا۔ چندھا ہونا۔ ص اعمش ج عُمش۔ الشعبی دیکھو ص۵۹ زیاد بن سمیہ شیعہ علیؓ میں سے تھے اور انکی طرف سے فارس کے والی مقرر تھے۔ ۴۴ھ میں امیر معاویہؓ نے انکو اپنے خاندان میں شامل کیا کیونکہ بعض لوگوں نے یہ بیان کیا کہ زیاد کی والدہ سمیّہ کے ساتھ ابوسفیان نے زمانہ جاہلیت میں نکاح کیا تھا اور یہ انہیں کے بیٹے ہیں اسوقت سے یہ زیاد بن ابی سفیان کہے جانے لگے۔ لیکن اکثر لوگ اس نسبت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ۴۵ھ میں امیر معاویہؓ نے زیاد کو بصرہ کا والی مقرر کیا اور ۵۱ھ میں مغیرہ بن شعبہ کی وفات کے بعد کوفہ کی ولایت بھی سپرد کر دی۔ زیاد نے ۵۳ھ میں طاعون میں مبتلا ہو کر انتقال کیا۔ الحکم بن عمرو بن الجدع صحابی ہیں رضی اللہ عنہ بصرہ میں سکونت پذیر تھے زیاد بن سمیہ نے انکو خراسان میں اپنا نائب مقرر کیا تھا بقول اصح ۵۰ھ میں مقام مرو میں وفات پائی۔ انکو حکم بن اقرع بھی کہتے ہیں۔ اصطفی اصطفاء سے مضارع متکلم ہے۔ منتخب کرنا۔ الصفراء سونا۔ البیضاء چاندی۔ رتقا (ن) جوڑنا۔ الشیٔ بند کرنا۔ الفئ مال غنیمت۔

تشریح: اس قول کی نظیر وہ ہے جسکو حافظ اعمش نے امام شعبی سے روایت کیا کہ زیاد نے حضرت حکم بن عمرو غفاریؓ کے پاس جو ایک جگہ کے حاکم تھے لکھا کہ امیر المؤمنین نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں امیر المؤمنین (کی ضرورتیا) کے لئے سونا چاندی جمع کر لوں اور لوگوں میں تقسیم نہ کروں۔ حضرت حکم بن عمرو نے (اس کے جواب میں) لکھا کہ میں نے امیر المؤمنین کی کتاب سے پہلے اللہ کی کتاب پائی ہے خدا کی قسم اگر آسمان و زمین کسی بندے پر بند ہو جائیں اور وہ اللہ سے ڈرتا رہے تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کے لئے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ کر دیں گے۔ اس کے بعد آپنے لوگوں میں اعلان کیا اور تمام جمع شدہ مال غنیمت انہیں تقسیم کر دیا۔

وَمِثْلُهُ قَوْلُ الْحَسَنِ حِيْنَ اَرْسَلَ اِلَيْهِ ابْنُ هُبَيْرَةَ، وَاَتَى الشَّعْبِيُّ فَقَالَ لَهُ، مَا تَرَى؛ اَبَا سَعِيْدٍ فِى كُتُبٍ تَاْتِيْنَا مِنْ عِنْدِ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فِيْهَا بَعْضُ مَا فِيْهَا، فَاِنْ اَنْفَذْتُهَا وَافَقْتُ سَخَطَ اللهِ وَاِنْ لَمْ اُنْفِذْهَا خَشِيْتُ عَلَى دَمِيْ، فَقَالَ لَهُ الْحَسَنُ، هٰذَا عِنْدَكَ الشَّعْبِيُّ فَقِيْهُ الْحِجَازِ، فَسَاَلَهُ فَرَقَّقَ لَهُ الشَّعْبِيُّ وَقَالَ لَهُ: قَارِبْ وَسَدِّدْ، فَاِنَّمَا اَنْتَ عَبْدٌ مَاْمُوْرٌ ثُمَّ الْتَفَتَ ابْنُ هُبَيْرَةَ اِلَى الْحَسَنِ، وَقَالَ، مَا تَقُوْلُ؛ يَا اَبَا سَعِيْدٍ، فَقَالَ الْحَسَنُ، يَا ابْنَ هُبَيْرَةَ،

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ، فَانْظُرْ مَا كَتَبَ إِلَيْكَ فِيهِ يَزِيدُ فَاعْرِضْهُ عَلَى كِتَابِ اللهِ تَعَالَى فَمَا وَافَقَ كِتَابَ اللهِ تَعَالَى فَأَنْفِذْهُ، وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللهِ تَعَالَى فَلَا تُنْفِذْهُ، فَإِنَّ اللهَ أَوْلَى بِكَ مِنْ يَزِيدَ، وَكِتَابُ اللهِ تَعَالَى أَوْلَى بِكَ مِنْ كِتَابِهِ، فَضَرَبَ ابْنُ هُبَيْرَةَ بِيَدِهِ عَلَى كَتِفِ الْحَسَنِ، وَقَالَ: هٰذَا الشَّيْخُ صَدَقَنِي، وَرَبِّ الْكَعْبَةِ، وَأَمَرَ لِلْحَسَنِ بِأَرْبَعَةِ آلَافٍ وَلِلشَّعْبِيِّ بِأَلْفَيْنِ، فَقَالَ الشَّعْبِيُّ: رَفَقْنَا فَرَفَقَ لَنَا، فَأَمَّا الْحَسَنُ فَأَرْسَلَ إِلَى الْمَسَاكِينِ، فَلَمَّا اجْتَمَعُوا فَرَّقَهَا، وَأَمَّا الشَّعْبِيُّ فَقَبِلَهَا وَشَكَرَ عَلَيْهَا۔

حلِ لغات الحسن البصري دیکھو ص۸۵۔ ابن ہبیرہ عمرو الفزاری متوفی ۱۰۲ھ مسلمہ بن عبدالملک کے بعد ہشام کی جانب سے عراق کا امیر تھا کچھ دن کے بعد کسی ناراضگی کیوجہ سے اس کو معزول کر کے خالد بن عبداللہ قسری کو اس کی جگہ مقرر کر دیا تھا خالد ایک روز اچانک کوفہ آیا اس وقت ابن ہبیرہ نماز جمعہ کی تیاری میں مصروف تھا ڈاڑھی میں کنگھا کر رہا تھا خالد کو دیکھ کر ابن ہبیرہ نے کہا: قیامت بھی اسی طرح دفعۃً آئیگی اس کے بعد خالد نے اسکو پکڑ کر بیڑیاں پہنا دیں اور قید خانہ میں ڈالدیا۔ ابن ہبیرہ کے غلاموں نے ایک خفیہ سرنگ کھود کر ابن ہبیرہ کو قید خانہ سے نکال لیا۔ یزید بن عبدالملک بن مروان مولود ۷۱ھ سلیمان بن عبدالملک کے بعد ۱۰۱ھ میں خلیفہ ہوا اور ۴ سال ایک مہینہ تک خلیفہ رہا ۴۰ سال کی عمر میں ۲۵ شعبان ۱۰۵ھ میں مقام بلقاء میں وفات پائی اور اپنے بعد اپنے بھائی ہشام اور اپنے بیٹے ولید کو یکے بعد دیگرے ولی عہد بنایا ——— یزید پہلا خلیفہ ہے جس نے شراب پینی شروع کی اور مغنیات کے راگ سننے میں وقت برباد کیا۔ رفق (ن، س، ک) نرمی کرنا۔ قارب، قارب فی الامر میانہ روی اختیار کرنا۔ سدد (س۔ ض) سُدداً۔ سداداً درست ہونا۔ فی قولہ ٹھیک بات کہنا۔ **تشریح**:۔ اسی کے مثل حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے ایک مرتبہ آپ کو ابن ہبیرہ نے بلایا اتفاق سے امام شعبیؒ بھی تشریف لے آئے۔ ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا: ابوسعید! ان خطوط کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو ہمارے پاس یزید بن عبدالملک کے پاس سے آتے ہیں اور انمیں بعض (احکام) وہ ہوتے ہیں جو کتاب اللہ کے خلاف ہوتے ہیں۔ اگر میں ان کو نافذ کروں تو اللہ کی ناراضگی کا اندیشہ ہے اور نافذ نہ کروں تو جان کا خوف ہے۔ حضرت حسن نے کہا: تیرے پاس فقیہ حجاز امام شعبی موجود ہیں ان سے پوچھ لے۔ امام شعبی نے ابن ہبیرہ کے مسئلہ میں نرمی اختیار کی اور کہا: راہ راست پر رہ اور میانہ روی اختیار کر کیونکہ تو بہرحال محکوم ہے ابن ہبیرہ نے حضرت حسن سے کہا: آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپنے کہا: خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں اس لئے یزید جو کچھ تیرے پاس لکھے اسمیں غور کر اور کتاب اللہ سے اس کا موازنہ کر۔ پھر جو حکم کتاب اللہ کے موافق ہو اس کو نافذ کر اور جو خلاف ہو اسکو ہرگز نافذ نہ کر اس واسطے کہ خدا تیرے لئے یزید سے بہتر ہے اور خدا کی کتاب یزید کی کتاب سے بہتر ہے۔ ابن ہبیرہ نے حضرت حسن کے شانہ پر ہاتھ مارا اور کہا: کعبہ کے رب کی قسم! اس شیخ نے سچ کہا۔ اس کے بعد حضرت حسن کیلئے چار ہزار اور شعبی کے لئے دو ہزار درہم کا حکم کیا۔ پس امام شعبی نے کہا: ہم نے (مسئلہ میں) نرمی اختیار کی تو ہمارے لئے (عطیہ میں بھی) نرمی کیگئی۔ پھر حسن نے تو وہ چار ہزار درہم غریبوں کو بلا کر تقسیم کر دیئے اور امام شعبی نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیے۔

وَكَتَبَ أَبُو الدَّرْدَاءِ إِلَى مُعَاوِيَةَ أَمَّا بَعْدُ، فَإِنَّهُ مَنْ يَلْتَمِسْ رِضَا اللهِ بِسَخَطِ النَّاسِ كَفَاهُ اللهُ مُؤْنَةَ النَّاسِ، وَمَنِ الْتَمَسَ رِضَا النَّاسِ بِسَخَطِ اللهِ وَكَلَهُ اللهُ إِلَى النَّاسِ۔

حل لغات ابوالدرداء انصاری۔ خزرجی مشہور جلیل القدر صحابیؓ ہیں آپکے نام و ولدیت میں اختلاف ہے لیکن عامر بن قیس زیادہ مشہور ہے مگر بہ نسبت نام کے ان کی کنیت بہت مشہور ہے ان کے والد کا نام بعض قیس بعض ثعلبہ بعض عامر بعض مالک بعض زید بعض عبداللہ کہتے ہیں۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ صحابہؓ کا علم چھ جلیل القدر صحابہ میں منحصر ہو گیا تھا انہیں سے ایک ابوالدرداء بھی ہیں۔ ایک حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکیم امت کا لقب عطا فرمایا ہے۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں آپکو دمشق کا قاضی مقرر کر دیا تھا دمشق ہی میں آخر خلافت حضرت عثمان میں غالباً ۳۲ھ میں وفات پائی۔ آپ سے (۱۷۰) حدیثیں مروی ہیں جن میں سے تیرہ حدیثیں صحیحین میں ہیں۔ معاویہ ابوعبدالرحمٰن بن ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبدشمس الاموی القرشی، بعثت سے پانچ (یا اس سے کچھ زائد) سال قبل پیدا ہوئے صلح حدیبیہ کے بعد پوشیدہ طور پر ایمان لائے مگر اپنی ماں کے خوف سے چھپائے رکھا یہاں تک کہ فتح مکہ کے زمانہ میں اسلام ظاہر کیا (بعض فتح مکہ میں ہی ایمان لانا بیان کرتے ہیں) اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ہائے مبارک کے کاتب رہے اور خلفاء کے زمانہ میں برابر جہاد میں مشغول رہے۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں دمشق اور شام کے حاکم مقرر ہوئے اور حضرت عثمانؓ کی شہادت تک اس پر قائم رہے حضرت علیؓ نے خلیفہ ہونے پر ان کو معزول کر دیا۔ مگر حضرت معاویہؓ نے عزل سے انکار کیا اسکے سلسلہ میں صفین کی مشہور لڑائی ہوئی (جس کو ہم ص پر ذکر چکے ہیں) حضرت امام حسنؓ خلیفہ ہوئے اور انہوں نے چند ماہ کے بعد حضرت معاویہؓ سے صلح کر لی اس کے بعد سے حضرت معاویہ خلیفہ متفق علیہ ہو گئے اور ۲۰ سال تک خلیفہ رہے۔ تقریباً اسی سال کی عمر میں رجب ۶۰ھ میں وفات پائی۔ حضرت معاویہ سے تمام کتب صحاح میں احادیث مروی ہیں۔ آپکی مرویات کی تعداد (۱۳۰) ہے جنمیں سے تیرہ احادیث صحیحین میں مروی ہیں۔ **تشریح:۔** حضرت ابوالدرداءؓ نے حضرت معاویہ کے پاس لکھا۔ اما بعد! جو شخص اللہ کی رضا کا طالب ہو لوگوں کی ناراضگی کے باوجود اللہ اسکو کافی ہوگا لوگوں کے بارے اور جو شخص لوگوں کی خوشنودی چاہے اللہ کی ناراضگی کے باوجود اللہ اسکو لوگوں کے حوالے کر دیگا۔

وَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِلٰى مُعَاوِيَةَ، اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّهُ مَنْ يَّعْمَلْ بِمَسَاخِطِ اللّٰهِ يَصِيْرُ حَامِدُهٗ مِنَ النَّاسِ ذَامًّا لَّهٗ وَالسَّلَامُ۔

حل لغات عائشہ بنت ابی بکر صدیقؓ، ام المؤمنین۔ محبوبۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ مشہور فقیہہ صحابیہ ہیں اور عورتوں میں تو علم فقہ میں آپکا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ آپکے فضائل بکثرت احادیث میں مروی ہیں۔ سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ سب سے برگزیدہ رسول کی محبوبہ تھیں۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ مجھ کو عائشہ کے بارے میں اذیت نہ دو کیونکہ مجھ پر انکے سوا کسی دوسری بیوی کے بستر پر وحی نہیں آئی ہے۔ آپ بعثت سے چوتھے یا پانچویں سال پیدا ہوئیں مکہ میں سیدہ خدیجہؓ کی وفات کے بعد بعمر چھ یا سات سال آپکا عقد سردار دوعالمؐ کیساتھ ہوا مدینہ منورہ میں ۱ھ یا ۲ھ میں بعمر نو یا دس سال رخصتی ہوئی اور حضورؐ کی وفات کے وقت انکا سن اقدس اٹھارہ سال کا تھا۔ ۱۷ رمضان ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ کے بعد صحابہؓ میں سب سے زیادہ احادیث آپ ہی سے مروی ہیں۔ آپ کی مرویہ احادیث کی تعداد (۲۲۱۰) جن میں (۱۹۶) حدیثیں صحیحین میں سے ہیں بقیہ دیگر کتب احادیث میں ہیں۔ آپکے مناقب وفضائل محتاج بیان نہیں۔ ہم نے یہ چند سطریں صرف تبرکاً سپرد قلم کی ہیں۔

مساخط جمع مسخط۔ سبب ناراضی۔ سخط (س) سخطاً۔ الرجل۔ وعلیہ غضب ناک ہونا۔ سَخَط۔ سُخْطُ ناراضی اور بقول بعض بڑے لوگوں کی ناراضی۔ **تشریح:۔** حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا: اما بعد! جو شخص اللہ کی ناراضگی کے عمل کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والے بھی اس کو برا کہنے لگیں گے۔

نخواہی کہ نفریں کنند از پست × نکو باش تا بد نگوید کست :۔

رجل جرى على لسانه فى حيوته ما جرى عليه بعد وفاته

ایک شخص کی زبان پر زندگی ہی میں وہ بات آگئی جو مرنے کے بعد اس پر گذری !

روى الانبارى باسناده الى هشام الكلبى، قال، عاش عُبيد بن شرية الجرهمى ثلثمائة سنة، وادرك الاسلام، فاسلم، و دخل على معاوية بالشام، وهو خليفة، فقال له: حدثنى باعجب ما رأيت، قال: مررت ذات يوم بقوم يدفنون ميتًا لهم، فلما انتهيت اليهم، اغرورقت عيناى بالدموع فتمثلت بقول الشاعر ؎

يا قلب انك من اسماء مغرور ... فاذكر وهل ينفعنك اليوم تذكير

قد بحت بالحب ما تخفيه من احد ... حتى جرت لك اطلاقا محاضير

فلست تدرى وما تدرى أعاجلها ... ادنى لرشدك ام ما فيه تاخير

فاستقدر الله خيرا وارضين به ... فبينما العسر اذ دارت مياسير

وبينما المرء فى الاحياء مغتبط ... اذا هو الرمس تعفوه الاعاصير

يبكى الغريب عليه ليس يعرفه ... وذو قرابته فى الحى مسرور

قال: فقال لى رجل: اتعرف من صاحب هذا الشعر قلت لا، قال: ان صاحبه هذا الميت الذى دفناه الساعة، وانت الغريب الذى تبكى عليه، ولست تعرفه، وهذا الذى خرج من قبره اقرب الناس رحمًا اليه، واسرهم بموته فقال له معاوية: لقد رأيت عجيبًا فمن الميت؟ قال: عنيز بن لبيد العذرى ـــــــ

حل لغات | لسان دیکھو ص۳ الانباری کمال الدین عبدالرحمٰن بن ابی الوفا ـ محمد بن انباری وافر العلم، معتمد، عابد و زاہد اور علم ادب و نحو کے امام تھے سادہ لباس اور سادہ زندگی آپکا طرۂ امتیاز تھا آپنے علم لغت اور علم ادب ابو منصور جوالیقی سے اور علم نحو ابو السعادات ہبۃ اللہ بن الشجری سے حاصل کیا تھا اور اس درجہ مہارت حاصل کی کہ سرآمد روزگار ہوگئے ـ نزہۃ الالبا، اسرار العربیۃ ـ حواشی الیضاح ـ شرح دیوان متنبی ـ شرح حماسہ ـ کتاب حیص بیص وغیرہ بہت سی کتابیں لکھی ہیں ۹ شعبان ۵۷۷ھ میں جمعہ کی رات میں انتقال ہوا اور شیخ ابو اسحاق شیرازی کے قریب مدفون ہوئے عاش دیکھو ص۱۱ عبید بن شریۃ دیکھو مقدمہ ص۲۷ یدفنون (ض) دفنا ـ المیت گاڑنا ـ دفین گاڑا ہوا جو دفنایا ـ اغرورقت ـ العین ڈبڈبا آنا ـ الدموع جمع دمع آنسو، دمعت (ف) دمعا (س) دمعا ـ دموعا ـ العین ـ آنسو بہانا ـ بحت (ن) بوحا ـ الشیٔ ظاہر کرنا ـ بواح کھلم کھلا ـ بوح آفتاب کا علم ہے ـ اطلاقا ـ جمع طلق گھوڑے کی دوڑ کا ایک چکر ـ محاضیر جمع محضر ـ دستاویز ـ فبینما العسر ـ العسر مبتدا ہے اور خبر محذوف ہے اے العسر ثابت لک لفظ بین مابعد والے جملہ کیطرف مضاف ہے اور مضا

ومضاف الیہ کے درمیان کلمہ ما فاصل ہے اور بین کلمہ آذکیوجہ سے منصوب ہے کیونکہ اسمیں مفاجاۃ کے معنی موجود ہیں۔ عسر (س)، عُسرا عُسرا (ک)، عُسارۃ دشوار ہونا۔ عُسر، عُسرۃ تنگی سختی۔ میاسیر جمع میسور آسان کیا ہوا۔ یسر (ض)، یُسرا نرم ہونا جوا کھیلنا (ک)، یُسرا کم ہونا (س) یسیر (س)، یُسرا۔ الامر آسان ہونا۔ الیُسر دولت مند ہونا (س) مُوسر یسار، یُسری بایاں۔ یَسر جوا۔ ذبح شدہ جانور جن پر جوا کھیلا جائے۔ مَیسرہ۔ بائیں جانب کا دستہ فوج۔ ج میاسر۔ مغتبط خوش عیش۔ غبط (ض) اغبطۃ کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسا ہی اپنے لئے تمنا کرنا (س) غابط ج غُبَّط۔ غبط رشک الرّمس قبر جو سطح زمین کے برابر ہو ارماس۔ رُموس۔ رمس (ن ض)، رَمسًا۔ ڈھانپنا۔ تعفوہ۔ عفت الریح مٹا دینا۔ اعاصیر جمع اعصار، بگولہ۔ عصر (ض)، عَصرًا نچوڑنا۔ عَصیر۔ عُصارۃ نچوڑا ہوا۔ عَصر۔ عصر زمانہ ج اعصار:

تشریح :-

عبدالرحمن انباری نے اپنی سند کیساتھ ہشام کلبی سے روایت کی ہے۔ آپنے کہا کہ عبید بن شریہ جرہمی تین سو سال تک زندہ رہے اسلام کا زمانہ پایا تو مشرف باسلام ہوئے اور حضرت معاویہؓ سے ملک شام میں انکے دور خلافت میں ملاقات کی۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: آپنے (اپنے مشاہدات میں) جو واقعہ عجیب تر دیکھا ہو۔ بیان کیجئے۔ آپنے کہا، ایکدن میرا گذر ایک گروہ پر ہوا جو کسی مردہ کو دفن کر رہے تھے میں انکے قریب آیا تو (مرنے کے بعد سب سے پہلی منزل یعنی قبر کی سختیاں نظروں میں پھر گئیں۔ دل بھر آیا اور) میری آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور میں یہ اشعار پڑھنے لگا۔ یا قلب انک اھ۔ اے دل بیشک تو اسماء کیطرف سے دھوکے میں ہے سو نصیحت حاصل کر اور کیا آج تجھکو نصیحت مفید ہوگی۔ تو نے راز محبت کو فاش کر دیا کہ وہ کسی سے بھی مخفی نہیں ہے یہاں تک کہ دوڑ گئے تیری کو لیکر شہری باشندے یا چل پڑیں تیری محبت کی دستاویزیں گھوڑوں کی چال یعنی تیری محبت کی دستاویزیں جابجا پہنچ گئیں نہ تو اب جانتا ہے اور نہ آئندہ جانے گا کہ دنیا کا قریب زمانہ تیری ہدایت کے قریب تر ہے یا وہ کہ جس میں تاخیر ہے۔ اللہ سے خیر کا طالب بن اور اس پر راضی رہ۔ کیونکہ تنگی کیسات میں اچانک گھومنے لگتے ہیں جو کے پاسے یعنی تنگی کے دوران میں یکایک سہولت کا دور آجائیگا اسی دوران میں کہ آدمی زندوں میں شادماں ہوتا ہے۔ ناگاہ تیز آندھیاں (یا بگولے) اسکی قبر کے نشان بھی مٹا دیتی ہیں پردیسی اس پر روتا ہے حالانکہ وہ اسکو جانتا بھی نہیں اور اس کا رشتہ دار خاندان میں خوش ہوتا ہے۔ عبید بن شریہ کہتے ہیں کہ (انہیں سن) ایک شخص نے مجھ سے کہا: جانتا ہے اس شعر کا کہنے والا کون ہے؟ میں نے کہا: نہیں۔ اس نے کہا: یہی مرد ہے جس کو ہمنے ابھی دفن کیا ہے اور تو مسافر ہی جو اس پر رو رہا ہے اور اس کو نہیں جانتا۔ اور یہ شخص جو (اس مردے کو لحد میں اتار کر) اسکی قبر سے باہر آیا ہے اسکا قریبی رشتہ دار ہے۔ جو اس کے مرنے سے بیحد خوش ہے (وراثت کی بنا پر) امیر معاویہؓ نے کہا: واقعی آپنے بہت عجیب واقعہ دیکھا ہے۔ اچھا یہ تو بتلائیے کہ مرنے والا کون تھا؟ آپنے کہا عثیر بن لبید عذری۔

(تنبیہ) شیخ یوسف بن سلیمان شنتمری نے شرح شواہد کتاب سیبویہ میں فرزدق کی طرف منسوب کر کے نقل کیا ہے کہ وہ ایک جنازہ کے دفن میں شریک ہوا تو کسی نے اس کو یہ شعر سنایا ہے

وبینما المرء فی الاحیاء مغتبطا ※ اذ صار فی الرمس تعفوہ الاعاصیر

اس پر فرزدق نے کہا: جانتے ہو اس شعر کا قائل کون ہے؟ لوگوں نے کہا: نہیں فرزدق نے کہا: یہی شخص ہے جس کو ابھی دفن کیا ہے، موصوف نے شعر مذکور کے بعد یہ شعر نقل کیا ہے ؎

حتی کان لم یکن الا تذکرہ ※ والدھر اینما حال دھاریر۔ واللہ اعلم :-

الکریم لا ینسی من احسن الیہ

شریف آدمی اپنے محسن کو بھولا نہیں کرتا !

حُکِیَ اَنَّ الوَزِیرَ المُھَلَّبِی سَافَرَ قَبلَ اَن یَتَوَلَّی الوِزَارَۃَ، وَکَانَ فَقِیرًا جِدًّا، فَلَقِیَ فِی سَفَرِہٖ مَشَقَّۃً عَظِیمَۃً،

فاشتهى اللحم فلم يقدر عليه، فقال: ارتجالاً ؎

الا موتٌ يُباعُ فاشتريه	فهذا العيشُ ما لا خيرَ فيه
الا موتٌ لذيذُ الطعم يأتى	يُخلّصنى من الموتِ الكريه
اذا ابصرتُ قبرًا من بعيدٍ	وَدِدتُ لو انّنى مما يليه
الا رَحِمَ المهيمنُ نفسَ حرٍّ	يُفرّج بالوفاءِ على اخيه

قال، وكان معه رفيق، يقال له عبد الله الصفى فلمّا سمعهٗ اشترى له لحمًا بدرهم وطبخهٗ واطعمهٗ اياه، ثم افترقا وتقلبت بالمهلّبى الاحوال واثرى وتولّى الوزارة العظمٰى لمعزالدولة وافتقر رفيقه جدًّا فبلغه وزارة المهلّبى فقصده وكتب اليه فى رقعةٍ

الا قُل للوزير فدتك نفسى	مقالةَ مُذكرٍ ما قد نسيه
اتذكر اذ تقول لضنكِ عيشٍ	الا موتٌ يُباعُ فاشتريه

فلمّا وقف على رقعته، امر له بسبعمائة درهمٍ، ووقّع فى رقعته مثل الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله كمثل حبّةٍ انبتت سبع سنابلَ فى كل سُنبلةٍ مائة حبّةٍ ثم دعابه وخلع عليه وزادهٗ فى برّه، وولّاه على عمل

حل لغات الوزیر المہلبی یزید بن محمد متوفی ۲۵۹ھ شیعہ آل علی سے ہے اور شاعر ہے متوکل کی تعریف میں بہت سے قصائد لکھے ہیں۔ ارتجالا فی البدیہ کہنا۔ الکریہ ناگوار وددت وُدًّا وِدادًا مَوَدَّۃ محبت کرنا۔ خواہش کرنا۔ وُدود بہت محبت کرنیوالا۔ المہیمن خوف سے امن دینے والا۔ روزی۔ موت حیات وغیرہ کا کفیل۔ اثری اِثراءً وثری (ن) ثراءً (س) ثریٰ۔ الرجلُ مالدار ہونا۔ ثروۃ مالداری۔ ضنک تنگ ضنک (ک) ضَنْکًا۔ ضنوکۃً تنگ ہونا۔ وقّع توقیعًا شاہی مہر لگانا۔ حبّۃ دانا جمع حبات۔ انبتت۔ انباتًا اگانا۔ سنابل جمع سُنبلۃ خوشہ۔

تشریح:۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ وزیر مہلبی اپنے وزیر ہونے سے قبل کسی سفر میں گیا۔ اس زمانہ میں بہت ہی تنگدست اور نادار تھا سفر میں غیر معمولی مشقت و تکلیف سے دوچار ہونا پڑا۔ گوشت (کھانے) کی خواہش ہوئی تو حاصل نہ کر سکا تو اس نے برجستہ کہنا شروع کیا ؎ الاموت الخ کیا کہیں موت فروخت نہیں ہو رہی کہ میں اس کو خرید لوں۔ کیوں کہ یہ زندگی بہت ہی بے کیف زندگی ہے۔ کیا مزیدار موت نہیں ہے جو مجھے آجائے اور اس ناگوار زندگی سے مجھے چھٹکارا دے دے جب میں دور سے کسی قبر کو دیکھتا ہوں تو میری یہی خواہش ہوتی ہے کہ کاش میں بھی اسی کے پاس ہوتا۔ خدا اس شریف آدمی پر رحم کرے جو اپنے بھائی کے رنج کو دور کر دے۔ عبد اللہ صفی وزیر (مذکور) کا رفیق سفر تھا، جب اس نے سنا تو وزیر کیلئے ایک درہم کا گوشت خرید کر لایا اور پکا کر کھلا دیا۔ اس کے بعد دونوں جدا ہو گئے (چند روز بعد) مہلبی کی حالت بدل گئی مالدار ہو گیا اور معز الدولہ کا وزیر اعظم ہو گیا ادھر اس کا رفیق سفر عبد اللہ صفی غریب ہو گیا

دنیا دو روز ایک وضع پہ رنگ جہاں نہیں ❊ وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزاں نہیں (ناسخ)

اور اس کو مہلبی کی وزارت کی خبر ملی تو اس نے ایک خط میں (مندرجہ ذیل قطعہ لکھ کر بھیجا ع الاقل للوزیرا ہ وزیر سے کہدے میری جان تجھ پر قربان۔ اس بات کی یاد دہانی کے لئے جس کو کر وہ بھول گیا تجھے وہ یاد ہے جبکہ تو تنگی عیش کیوجہ سے یہ کہہ رہا تھا: کیا کہیں موت فروخت نہیں ہو رہی کہ میں اسکو خرید لوں۔

وزیر (مضمون) رقعہ پر مطلع ہوا اور اس کے لئے سات سو درہم کا حکم کرکے اس کے خط کو بایں آیت مہر زد کر دیا۔ مثل الذین۔ جو لوگ اللہ کی راہ میں اپنے مالوں کو خرچ کرتے ہیں ان کے خرچ کئے ہوئے مالوں کی حالت (عند اللہ) ایسی ہے جیسے ایک دانہ کی حالت جس سے (فرض کرو) سات بالیں جمیں اور ہر بال کے سو دانہ ہوں (اسی طرح خداوند تعالیٰ ان کا ثواب سات سو حصہ تک بڑھاتا ہے) پھر اسکو بلا کر خلعت دی اور مزید عطیہ کے بعد اس کو کسی کام پر لگا دیا۔ ع اے شمع بیا تا من و تو زار بگرییم × کاحوال دل سوختہ ہم سوختہ داند

لا تحزن اذا اساء وابك الظن وكنت محسنا فانه خير لك

اگر تو پاک دامن ہے تو لوگوں کی بدظنی سے غمگین نہ ہو کیونکہ یہ تیرے لئے بہتر ہی ہے!

مرا چوں بود دامن از جرم پاک ✿ نباید ز خبث بداندیش باک (سعدی)

تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق ✿ ہے برا وہی کہ جو تجھکو برا جانتا ہے

اودع تاجر من تجار نیسابور جاریته عند الشیخ ابی عثمان الحیریؒ فوقع نظر الشیخ علیها یوماً فعشقها وشغف بها فکتب الی شیخه ابی حفص الحداد بالحال فاجاب بالامر بالسفر الی الری الی صحبة الشیخ یوسف فلما وصل الی الری وسال الناس عن منزل الشیخ یوسف اکثر الناس فی ملامته وقالوا کیف یسال تقی مثلک عن بیت شقی فاسق فرجع الی نیسابور وقص علی شیخه القصة فامره بالعود الی الری وملاقاة الشیخ یوسف المذکور فسافر مرة ثانیة الی الری وسأل عن منزل الشیخ یوسف ولم یبال بذم الناس وازدرائهم به فقیل له انه فی محلة الخمارة فاتی الیه وسلم علیه فرد علیه السلام وعظمه وکان الی جانبه صبی بارع الجمال والی جانبه الاخر زجاجة مملوءة من شیء کانه الخمر بعینه فقال له الشیخ ابو عثمان ما هذا المنزل فی هذه المحلة فقال ان ظالماً شری بیوت اصحابنا وصیرها خمارة ولم یحتج الی شراء داری فقال له ما هذا الغلام وما هذا الخمر فقال اما الغلام فولدی من صلبی واما الزجاجة فخل فقال ولم توقع نفسک فی مقام التهمة بین الناس فقال لئلا یعتقدوا انی ثقة امین فیستودعونی جواریهم فابتلی بحبهن فبکی ابو عثمان بکاءً شدیداً وعلم قصد شیخه۔ فهکذا احوال اهل الله نفعنا الله تعالیٰ بهم۔

حل لغات اودع ایداعاً کسی کے پاس امانت رکھنا۔ عشقها اس عشقاً محبت میں حد بڑھ جانا ص عاشق ج عشاق۔ شغف (س۔ ف) شغفاً۔ بہ فریفتہ ہونا۔ حبۂ محبت کا دل کے پردے میں پہنچنا۔ ابو حفص دیکھو مقدمہ ص۲۹ الری مملکت ایران میں ایک عجیب وغریب پُر رونق وخوش منظر قدیم ترین شہر ہے جس کو مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں عروہ بن زید کے ہاتھ پر فتح کیا تھا۔ خلیفہ مہدی نے ۱۵۸ھ میں اسکی اصلاح کرائی ہے یوسف دیکھو مقدمہ ص۳۲ ازدراء حقیر سمجھنا۔ زاری (ض) زرایة علیہ

غلہ عیب لگانا۔ الخمار مے فروش۔ بارع۔ برع ان. س. ک، برُدعاً براعۃً علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا۔ زُجاجۃ شیشہ کے برتن کا ٹکڑا۔ وعن ابی عبیدۃ یقال للقدح زجاجۃ قال عنترۃ ع بزجاجۃ صفراء ذات اسرۃ ۔ قال تعالیٰ "المصباح فی زجاجۃ ای فی قندیل من الزجاج۔ زج (ض) زُججاً دازدواج۔ حاجبہ لمبی اور باریک ابرو والا ہونا ص ازج ملوءۃ دیکھو ص۱۲۱!

تشریح: نیشاپور کے ایک تاجر نے اپنی کنیز شیخ ابوعثمان حیری کو بطور امانت سپرد کی ایک روز شیخ کی اس پر نظر پڑگئی تو اقتضائے بشریت اس سے محبت ہوگئی اور اس پر فریفتہ ہوگئے۔ ابوعثمان نے اپنے شیخ ابوحفص حداد کے پاس اپنا حال لکھا تو ابوحفص نے انکو ری کیطرف سفر کرنے اور شیخ یوسف کی صحبت اختیار کرنے کا حکم کیا شیخ ابوعثمان ری پہنچے اور شیخ یوسف کا مکان دریافت کیا لوگوں نے ملامت کرتے ہوئے کہا: آپ جیسا متقی آدمی ایک بدبخت فاسق وفاجر شخص کا مکان دریافت کرے تعجب کی بات ہے

بدگمانی لازم بدباطناں افتادہ است ؂ گوشہ از خلق جا کردم کہیں پنداشتند

یہ سن کر شیخ عثمان نیشاپور واپس آگئے اور شیخ ابوحفص سے پورا قصہ بیان کیا۔ شیخ نے پھر ری جانے اور شیخ یوسف سے ملاقات کرنیکا حکم کیا

کسے را کہ نزدیک ظلمت بد اوست ؂ چہ دانی کہ صاحب ولایت خود اوست

شیخ ابوعثمان نے دوبارہ ری کا سفر کیا اور شیخ یوسف کا مکان دریافت کیا اور لوگوں کی ملامت اور شیخ یوسف کی برائی کی کوئی پرواہ نہیں کی آپکو بتایا گیا کہ وہ شرابیوں کے محلے میں رہتا ہے

آپ انکی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کیا شیخ نے سلام کا جواب دیا اور تعظیم کی شیخ کے پاس ایک طرف نہایت خوبصورت لڑکا اور اور دوسری طرف شیشی تھی جو بعینہ شراب جیسی چیز سے بھری ہوئی تھی شیخ ابوعثمان نے شیخ یوسف سے کہا: آپکا مکان اس محلہ میں کیوں ہے؟ شیخ یوسف نے کہا ایک ظالم نے ہمارے سب محلے والوں کے مکانوں کو خرید کر شراب خانہ بنادیا اور میرے مکان کے خریدنے کی اس کو ضرورت نہیں ہوئی۔ شیخ ابوعثمان نے کہا: یہ لڑکا کون ہے؟ اور شراب کا کیا مطلب؟ آپنے کہا لڑکا تو میرا حقیقی بیٹا ہے۔ رہی شیشی سو اسمیں سرکہ ہے۔ شیخ ابوعثمان نے کہا: آپنے خود کو مظنہ تہمت کیوں بنا رکھا ہے۔ آپنے کہا: تاکہ لوگ میرے متعلق یہ خیال نہ کریں کہ میں قابل اعتماد اور امین ہوں یہاں تک کہ وہ اپنی کنیزیں مجھے سپرد کریں اور میں انکی محبت میں مبتلا ہوجاؤں۔

نیک باشی و بدت گویند خلق ؂ بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

پس شیخ ابوعثمان رو پڑے اور شیخ کا مطلب سمجھ گئے۔ اہل اللہ کے حالات ایسے ہی ہوتے ہیں۔ نفعنا اللہ تعالیٰ بہم:

التّواضع

خاکساری !

زمیں پہ نور قمر کے گرنیسے صاف اظہار روشنی ہے ؂ کہ ہیں جو روشن ضمیر انکا فروغ انکی فروتنی ہے (ذوق)

قال مقاتلُ بنُ سلیمان یوما، وقد دخلتہُ اُبّھۃُ العلم: سَلونی عما تحتَ العرشِ الی اسفل الثَّریٰ فقال لہ رجلٌ: مانسألك عَن شیٔ من ذلك، انما نسألك عما لمعك فی الارض، اَخبرنی عن کلبِ اھلِ الکھفِ، ماکان لونہ؟ فَاَفحمَہٗ.

ولما شُهِرت تاليفُ ابن قُتَيبةَ، ولُحِظَ بعين العالم للتفنّن، صَعِد المنبرَ وقد غصّ المحفل، واعتلىٰ تبريزاً على علماء وقته، مع فضل جاهٍ اشتمل به من السلطان، فقال: ليسألني من شاء عمّا شاء، فقام اليه احد الاغفال فقال له: ما الفتيلُ، والقطميرُ، فلم يُحِرْ جواباً، وأُفحِمَ، ونزل خَجِلاً، وانصرف الى منزله كسلاً، فلما نظر اللفظتين وجد نفسه اُذكر الناس بهما، وهذا من عقاب العُجب، وقال قتادةُ: ما سمعتُ شيئاً قطّ الّا حفظتُه، ولا حفظتُ شيئاً فنسيتُه، ثم قال يا غلامُ: هاتِ نعليّ، فقال هما في رجليك، ففضحه الله. وكان بتريش رجلٌ من اهل الدين والورع وحجّ في ايام ابي حامد، وصحِبه، ففاتتْ صلوة الصبح يوماً لاحد اصحابه، فلامه على ذلك، فلما كان في اليوم الثاني، ادرك الحاجُّ من صلوة الصبح ركعةً واحدةً، فلما لقيه صاحبُه بعد الصلوة قال له: هذا كما رأيتَ، وانما ذكرت عملك على معنىً لتبصرة والارشاد، فلو ذكرتُه على غير ذلك لفاتتك الثانيةُ.

حلِ لغات مقاتل بن سلیمان ابوالحسن صاحب تفسیر مشہور متوفی ۱۵۰ھ اصل کے اعتبار سے بلخی ہیں بعد میں بصرہ منتقل ہوگئے تھے. ضحاک مجاہد۔ زہری وغیرہ سے روایت رکھتے ہیں لیکن بعض علماء ان سے مطمئن نہیں حافظ وکیع نے تو انکو کذاب کہا ہے۔ اُبَّہۃ بڑائی نخوت اَبہ (ف) اُبہاً. لہ تاڑ جانا. تاَبہ علیہ تکبر کرنا. کہف کھوہ غار (غار اور کہف میں فرق یہ ہے کہ غار چھوٹا ہوتا ہے اور کہف وسیع) العرش. تخت شاہی. کنویں کا مَن. ج عروش، عُروش، عرش (ن ض) عَرشاً لکڑی کا مکان بنانا. عَریشۃ جھونپڑی (ض) عرِوشاً اقامت کرنا. ثریٰ نمناک مٹی، مراد زمین. الحمہ دیکھو ص۵۲ شہرت. شہر (ف) شہراً. شہرۃ آشکارا کرنا. ابن قتیبہ ابو محمد عبداللہ بن سلم بن قتیبہ دینوری مولود ۲۱۲ھ متوفی ۲۷۰ھ عالم فاضل اور صاحب تصانیف ہیں. ادب الکاتب. کتاب الجرائیم وغیرہ مختلف کتابیں لکھی ہیں لحظ (ف) لحظاً. بالعین گوشہ چشم سے دیکھنا. صعد دیکھو ص۷۶ غص (س-ن) غصصاً. المکان بھر جانا اور تنگ ہوجانا. المحفل مجلس ج محافل. حفل (ض) حفلاً. القوم اکٹھا ہونا ص حافل. ضرعٌ حافلٌ بھرا ہوا تھن تبریزاً. ابرز الرجل ہمسروں سے فائق ہونا. برز (ن). بروزاً میدان کی طرف نکلنا. مبارزۃ لڑائی کیلئے مقابلہ پر نکلنا. الاغفال. جمع غُفل بیوقوف. الفتیل کھجور کی گٹھلی کے شگاف کی باریک بتی. فتل (ض) فتلاً الحبل. رسّی بٹنا. قطمیر گٹھلی کے اوپر کا باریک چھلکا. فلم یحر. احار الجواب احارۃ جواب دینا. حار (ن) حوراً. لوٹنا. متحیر ہونا. نعوذ باللہ من الحور بعد الکور. ہم زیادتی کے بعد نقصان سے اللہ کی پناہ لیتے ہیں. کسل. درماندگی. کسل (س) کسلاً کاہل ہونا ص کسِل. کسلان ج کسالیٰ. قتادہ دیکھو ص۷ فضحہ (ن) فضحاً رسوا کرنا. تریش مملکت اندلس میں ایک بہت بڑا شہر ہے. الورع پرہیزگاری. لامہ دیکھو ص۳۹۔

تشریح: ایک روز مقاتل بن سلیمان نے علمی نخوت میں آکر کہا: "از عرش تا فرش جو چاہو مجھ سے پوچھو" ایک شخص نے کہا: ہم آپ سے آسمانی باتیں نہیں پوچھتے ہم تو صرف وہ چیز معلوم کرتے ہیں جو آپکے ساتھ زمین میں ہے۔ بتلائیے اصحاب کہف کا کتا کس رنگ کا تھا؟ بس اسکو دم بخود کردیا یعنی وہ لاجواب ہوگیا اور ساری نخوت خاک میں مل گئی، ع ہائے کیسی اس بھری مجلس میں رسوائی ہوئی جب حافظ ابن قتیبہ کی تصنیفات مشہور ہوگئیں اور ایک ماہر فنون عالم ہونے کی نظروں سے دیکھے جانے لگے تو ایک روز ایک

منبر پر تشریف لائے جبکہ مجلس (عوام وخواص سے) بھری ہوئی تھی۔ حافظ موصوف اپنے ہمسروں پر اور ہم عصر علماء پر فائق ہونے کیساتھ شاہ وقت کی جانب سے صاحب فضل وجاہ بھی تھے۔ آپ نے کہا: جو چاہو پوچھ لو! مجلس سے ایک بدھو اٹھ کر بولا: فرمائیے "فتیل اور قطمیر" کے کیا معنی ہیں؟ حافظ موصوف سے جواب نہ بن پڑا۔ خاموش کر دیئے گئے۔ شرمندہ ہوکر منبر سے اترے اور اپنا سا منہ لئے گھر کو چلے گئے اور جب ان دونوں لفظوں میں غور کیا تو اپنے آپ کو لوگوں سے کہیں زیادہ جانکار پایا! یہ رسوائی اور شرمندگی، خود بینی اور نخوت کی شامت تھی

سہ مباش غرہ بعلم وعمل کہ شد ابلیس × بدیں سبب ز درگاہ عزت دور

ایک مرتبہ حافظ قتادہ نے کہا: میں نے کبھی کوئی بات نہیں سنی جس کو محفوظ نہ کرلیا ہو اور کوئی بات محفوظ نہیں کی جسکو بھول گیا ہوں اسکے بعد خادم سے کہا: میرے جوتے تو لا! خادم نے کہا: جوتے تو آپکے پاؤں میں ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے (اس بڑے بول کی وجہ سے) انکو بھی رسوا کر دیا:

سہ مثل ہلال بدر ہے کب طالب خطر ✺ وہ خود نما نہیں ہے جو صاحب کمال ہے (امیر)

شہر ترشیش میں ایک پرہیز گار اور متدین شخص تھا جو ابو حامد کے زمانہ میں حج کے لئے گیا اور آپکے ساتھ رہا۔ ایک روز ساتھیوں میں سے ایک شخص کی صبح کی نماز فوت ہوگئی تو اس نے اس کو ملامت کی جب دوسرا روز ہوا تو خود اس نے نماز صبح کی صرف ایک رکعت پائی۔ نماز کے بعد اس شخص نے (جسکو اس نے ملامت کی تھی) ملاقات کی اور کہا: یہ جو کچھ ہوا ہے اس وقت ہے جبکہ تو نے صرف رہنمائی کے طور پر کہا تھا اور اگر خود بینی، نخوت، ریاکاری (وغیرہ میں سے) کسی اور طریقہ سے کہتا تو تیری دوسری رکعت بھی فوت ہو جاتی:

سہ زاہد غرور داشت سلامت نبرد راہ ✺ رند از رہ نیاز بدار السلام رفت (حافظ)

وكان ابو ايوب الانصاريّ (واسمه خالد بن زيد) مع عليّ بن ابي طالب في حروبه كلها، ومات بالقسطنطينية مُرابطًا سنةَ احدى وخمسين، وذلك مع يزيدَ بنِ مُعاوية لما اعطاه ابوه القسطنطينيةَ خرجَ معه، فمرضَ، فلما ثقل قال لاصحابه اذا انا مِتُّ فاحملوني، فاذا صافَفتم العدوَّ فادفنوني تحتَ اقدامكم، ففعلوا، ودفنوه قريبًا من سورها وهو معروف الى اليوم، معظّم، يستشفون، فيشفون، فكان اشارةً الى انّ مَن تواضعَ لِله رَفعَه اللهُ

حل لغات: ابو ایوب خالد بن زید بن کلیب انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں۔ عقبہ ثانیہ میں حاضر خدمت ہوکر مشرف باسلام ہوئے۔ بدر اور تمام غزوات میں شرکت کی ہجرت کے وقت حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر کو سکونت سے مشرف فرمایا تھا تمام کتب صحاح میں آپ سے احادیث مروی ہیں اور آپ کی مرویات ڈیڑھ سو پچاس حدیثیں ہیں۔ کوفہ جاتے وقت حضرت علیؓ نے آپ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ ۵۱ھ یا ۵۲ھ میں آپ نے وفات پائی۔ یزید بن معاویہ اسکی ولادت ۲۶ھ میں ہوئی۔ جبکہ امیر معاویہؓ حضرت عثمانؓ کی طرف سے کل ملک شام کے والی ہو چکے۔ امیر معاویہؓ نے اپنی زندگی میں صوبہ جات کے امراء اور وفود سے مشورہ لے کر یزید کی ولی عہدی کی بیعت لے لی تھی لیکن مدینہ کے چند ممتاز رؤساء امت عبداللہ بن زبیر، امام حسین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرؓ اس بیعت کے خلاف تھے۔ عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس نے جب دیکھا کہ یزید کی خلافت پر اجماع عام ہوگیا تو ان حضرات نے بیعت کرلی لیکن حضرت امام حسین اور عبداللہ بن زبیر نے بیعت نہیں کی یہاں تک ۱۰ محرم ۶۱ھ کو کربلا کے میدان میں جنگ ہوئی۔ ایک طرف امام حسین کے ۸۰ آدمیوں کی مختصر جماعت

تھی اور دوسری طرف عراقی فوج تھی جس میں ایک بھی شام کا آدمی نہ تھا۔ بہت تھوڑے عرصہ میں لڑائی کا فیصلہ ہوگیا۔ امام حسینؓ اور ان کے ۷۱ ہمراہی شہید ہوئے اور ابن سعد کے ۸۸ آدمی مارے گئے اس کے بعد حصین بن نمیر یزید کی ہدایت کے مطابق عبداللہ بن زبیر کے مقابلہ کے لئے ۲۶ محرم کو ایک لشکر لیکر مکہ پہنچا، ابن زبیر مقابلہ کیلئے نکلے لیکن شکست کھائی اور مکہ میں آگئے۔ شامیوں نے محاصرہ کیا اور منجنیق سے شہر پر پتھر پھینکے اسی دوران میں خبر آگئی کہ یزید نے وفات پائی شامیوں نے محاصرہ اٹھالیا اور لڑائی ختم ہوگئی یزید نے ۱۴ ربیع الاول ۶۴ھ ۳۹ سال کی عمر میں سرزمین شام کے شہر حوران میں وفات پائی۔ مدت خلافت ۳ سال آٹھ مہینے ۱۴ دن رہی۔ حروب جمع حرب لڑائی۔ مرابطا رابطہ مرابطۃ۔ الجیش لشکر کا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا۔ مصافتہم۔ مصافتۃ مقابلہ کیلئے دشمن کے مد مقابل کھڑا ہونا۔ ادفنونی دیکھو صفحہ ۱۳۔ سور شہر پناہ ج اسوار :

تشریح :- حضرت ابو ایوب انصاریؓ جنکا نام (نامی) خالد بن زیدؓ حضرت علیؓ کے ساتھ آپکی تمام لڑائیوں میں شریک رہے اور قسطنطنیہ میں بحالت لشکر کشی ۵۱ھ میں وفات پائی۔ صورت یہ ہوئی کہ یزید کو اس کے باپ نے ملک قسطنطنیہ دیدیا تھا جب قسطنطنیہ پر لشکر کشی ہوئی تو حضرت ابو ایوبؓ یزید کے ساتھ تھے راہ میں بیمار ہوگئے اور جب طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی تو اپنے ساتھیوں سے کہا انتقال کے بعد میرے جنازے کو اٹھالینا اور جب تم لوگ دشمن کے مقابلہ میں صف آرا ہو جاؤ تو میرے جنازے کو اپنے قدموں کے نیچے دفن کر دینا۔ ساتھیوں نے (حسب وصیت) ایسا ہی کیا اور آپ کو قسطنطنیہ کی شہر پناہ کے قریب دفن کر دیا جو آج تک مشہور ہے اور لوگ آپکے توسل سے شفایاب ہوتے ہیں

؎ مشو بمرگ زاہد اداہل دل نومید ❁ کہ خواب مردم آگاہ عین بیدار ست

آپکا قدموں کے نیچے مدفون ہونیکی وصیت کرنا اس طرف اشارہ ہے کہ عاجزی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ بلند کر دیتے ہیں چنانچہ صحیح مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ کی حدیث کے الفاظ ہیں "ما تواضع احد للہ الا رفعه اللہ"

؎ ذرے ہوئے بلند ہوا ان کو لے اڑی ❁ قطرے ہوئے جو پست گہر ہو کے رہ گئے

الجَوابُ المُفحِم

مسکت جواب

قال هشام اسلم عَقِيل (شقيق علی) سنةَ ثمانٍ من الهجرة وتُوُفِّي سنة خمسين وكان اسرع الناس جوابًا فنسبوه الى الحماقة. قال ابن عساكر دخل على مُعاوية بعد ما ذهب بصره فاقعده معه على سريره وقال انتم يا بني هاشم تصابون في اَبصاركم فقال عقيل وانتم يا بني امية تصابون في بصائركم، وقال هشام ان عقيلاً قدم على اخيه عليّ بالعراق فسأله فقال ما اُعطيك شيئًا فقال اني فقير ومحتاج فقال اصبر حتى يخرج عطائي من المسلمين واعطيك فالحّ عليه فقال عليٌّ لرجل خُذ بيده وانطلق به الى الحوانيت فافتح اقفالها وخُذ ما فيها فقال عقيل انت اردت ان تجعلني سارقًا فقال عليٌّ انت اردتني اخُذ اموال المسلمين واعطيك

ایاها فقال عقیل لاذهبنّ الی رجل هو اولی منك یعنی معاویة فقال انت وذاك فذهب الی معاویة فاعطاه مائة الف درهم وقال اصعد المنبر واذکر ما اولاك علیّ وما اولیتك فصعد المنبر وقال ایها الناس انی اخبرکم انی اردت علیّا علی دینه فاختار دینه علیّ وانی اردت معاویة علی دینه فاختارنی علی دینه فقال معاویة هذا الذی تزعم قریش انه احمق وانما اعقل منه. وکان طالب اسنّ من عقیل بعشر سنین وعقیل اسنّ من جعفر بعشر سنین و کلهم ولد واقبل علی وهو اکبرهم +

حل لغات | الفهم دیکھو ص۵، عقیل بن ابی طالب ہاشمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد اور حضرت علیؓ وجعفرؓ کے حقیقی بھائی اور صحابی ہیں غزوہ حنین اور غزوہ موتہ میں شریک تھے۔ حضرت معاویہؓ کی آخر خلافت میں یا یزید کی اوّل حکومت میں وفات پائی۔ ان سے سنن نسائی و ابن ماجہ میں روایت ہے۔ شقیق حقیقی بھائی۔ نظیر، پھٹی ہوئی چیز کا آدھا حصہ۔ شقہ (ن) شقاً۔ الشیٔ پھاڑنا۔ مشقۃ۔ الامر دشوار ہونا۔ شق شگاف ج شقوق۔ شق جانب۔ شقہ دور کا سفر، مشقت ج مشاق۔ نسبوہ (ن، ض) نسباً۔ نسبۃً نسبت کرنا۔ نسب قرابت ج انساب الحماقۃ بیوقوفی۔ حمق (س، ک) حمقاً۔ حماقۃ بے وقوف ہونا ص احمق ج حُمق وحمقیٰ ابن عساکر ابو القاسم علی بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن الحسین بن عساکر الشافعی متوفی ۵۷۱ھ شہرہ آفاق محدث اور تاریخی شخص ہے (۱۴۰۰) شیوخ سے روایت رکھتے ہیں۔ ان کی انتہائی ذہانت وفطانت کیوجہ سے اہل بغداد انکو "شعلۂ نار" کہا کرتے تھے۔ انکی تاریخ دمشق اسّی جلدوں میں ہے جس کے دیکھنے سے حیرت ہوتی ہے کہ ایک شخص نے اس کو کیونکر تصنیف کیا۔ ابصار جمع بصر آنکھ، بصر (س، ک) بصراً۔ بصارۃً۔ ہ، بہ جاننا۔ دیکھنا۔ بصیرۃ زیرکی۔ عبرت۔ ج بصائر۔ باصرہ آنکھ ج بواصر۔ حوانیت جمع حانوت دکان۔ اقفال جمع قفل۔ تالا۔ اقفل۔ الباب دروازہ پر تالا لگانا۔ قفل (ن، ض) قفولاً سفر سے لوٹنا ص قافل ج قافلہ۔ قفال۔ سارقاً چور ج سرقۃ۔ سرق (ض) سرقاً۔ سرقۃ چرانا۔ انت وذاک ای کن انت مع ذلک اگر مبتدا کے بعد معیت پر دلالت کرنیوالا حرف واؤ واقع ہو تو خبر محذوف ہوتی ہے جیسے، کل رجل وضیعتہ، پس انت مبتدا ہے اور ذاک اس پر معطوف ہے اور خبر محذوف ہے تقدیر عبارت یوں ہے، انت مقرون مع ذاک، اور خبر انشاء کے معنی میں ہے اولاک ایلاءً عطاء کرنا۔ اسن اسم تفضیل ہے بڑی عمر والا:

تشریح: ہشام نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے حقیقی بھائی حضرت عقیل نے ۸ھ میں اسلام قبول کیا اور ۵۰ھ میں وفات پائی آپ بڑے حاضر جواب تھے مگر لوگ آپ کو حماقت کی طرف منسوب کرتے تھے ابن عساکر کہتے ہیں کہ جب آپ کی بینائی ختم ہوگئی تو آپ حضرت معاویہؓ کے پاس تشریف لائے حضرت معاویہؓ نے آپکو اپنے پاس تخت پر بٹھایا اور (طنزاً) کہا، اے بنو ہاشم! (کیا بات آخر میں) تمہاری بصارت جاتی رہتی ہے! حضرت عقیلؓ نے (فوراً) جواب دیا اور تمہاری بنو امیہ! چشم بصیرت جاتی رہتی ہے (یعنی خرف ہوجاتے ہیں) یعنی ہم آنکھوں کے اندھے ہیں تو تم دل کے اندھے ہوتے ہو ہشام نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عقیلؓ اپنے بھائی حضرت علیؓ کے پاس عراق تشریف لائے اور کوئی چیز طلب کی حضرت علیؓ نے فرمایا میں نہیں دے سکتا۔ آپنے فرمایا: میں غریب اور محتاج ہوں۔ حضرت علی نے فرمایا جب تک مسلمانوں کے پاس سے عطاء یعنی وہ حصہ جو غازیوں کو ہر سال ملتا ہے، آئے اسوقت تک توقف کرتا کہ میں کچھ دے سکوں۔ آپنے اصرار کیا حضرت علیؓ نے ایک شخص سے کہا: اس کا ہاتھ پکڑ کر دکانوں کیطرف لے جا اور تالے کھول کر جو کچھ ہو سب نکال کر دیدے حضرت عقیلؓ نے کہا آپ مجھ کو چور بنانا چاہتے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا: تو کیا تو یہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کا مال لیکر تجھے دیدوں؟ حضرت عقیلؓ نے کہا: اچھا میں اپنے دینے کے معاملہ میں آپ سے بہتر شخص یعنی معاویہ کے پاس جاتا ہوں۔ آپنے فرمایا: تو (جان) اس کے پاس ہو (آ) حضرت عقیلؓ معاویہؓ کے پاس آئے۔ معاویہؓ نے آپکو ایک لاکھ درہم دے کر کہا: میں نے اور حضرت علیؓ نے جو کچھ تجھ کو دیا ہے منبر پر اس کا اعلان کردے حضرت عقیل منبر پر

آئے اور کہا: لوگو! میں تم کو بتلاتا (چاہ) تا ہوں کہ میں نے حضرت علیؓ کو انکے دین پر (ترجیح دینا) چاہا تو آپنے دین کو مجھ پر ترجیح دی اور میں نے امیر معاویؓ کو انکے دین پر (ترجیح دینا چاہا) تو معاویہ نے اپنے دین پر مجھے ترجیح دی۔ حضرت معاویہ نے کہا: یہی ہے وہ جس کو قریش پاگل سمجھتے ہیں! بھلا اس سے زیادہ کون ہوشیار ہوگا۔ حضرت طالب حضرت عقیل سے اور حضرت عقیل جعفر سے دس سال بڑے تھے اور ان سب کی پیدائش حضرت علیؓ سے پہلے ہے اور حضرت علیؓ سب سے کم عمر ہونے کے باوجود فضل و کمال میں بڑے ہیں۔

الادبُ خیرُ الذّخائر

ادب بہترین ذخیرہ ہے!

انا ابنُ نفسی وکنیتی لادبی ٭ من عجم کنتُ او من العرب ٭ اِنّ الفتیٰ مَن یقول ہا اَنا ذا ٭ لیس الفتیٰ من یقول کان ابی

عن الحجاج بن یوسف الثقفی انه اَمر صاحبَ حراستهٖ ان یطوف باللیل فمن وَجدہٗ بعدَ العشاء ضربَ عُنُقَه فطاف لیلةً فوجدَ ثلاثةَ صِبیان یتمایلون علیهم اٰثارُ الشراب فاحاط بهم وقال لهم مَن انتم حتی خالفتم اَمرَ امیرِ المؤمنین

فقال الاول ؎

انا ابنُ مَن دانتِ الرّقابُ له	لما بین مخزومها وخادمها
تاتیه بالرغم وهی صاغرةٌ	یاخذ من مالها ومن دمها

فامسك عن قتله وقال لعله من اقارب امیر المؤمنین ثم قال للاٰخر مَن انتَ فقال ؎

انا ابنُ الذی لاتنزل الارضَ قدرُہٗ	وان نزلت یومًا فسوف تعودُ
تری الناسَ افواجًا الی ضوءِ نارہٖ	فمنهم قیامٌ حولها وقعودُ

فامسك عن قتله وقال لعله من اشراف العرب ثم قال للثالث مَن انتَ فقال ؎

انا ابنُ الذی خاضَ الصّفوفَ بعزمهٖ	وقوّمها بالسیف حتی استقامت
رکاباہ لاتنفكّ رجلاہ منهما	اذا الخیل فی یوم الکریهة ولّت

فامسك عنه وقال لعله من اشجع العرب فلمّا اصبح رُفع امرهم الی الحجاج فاحضرهم وکشف عن حالهم فاذا الاوّل ابن حجام والثانی ابن فوال والثالث ابن حائك فتعجب الحجاجُ من فصاحتهم وقال لجلسائه علّموا اولادکم الادبَ فوالله لولا الفصاحةُ لضربتُ اعناقهم

حل لغات الادب دیکھو مقدمہ ص ۶ الحجاج بن یوسف سیاتی ذکرہ انشاء اللہ صاحب حراسۃ پہرہ دار۔ حرس (ن ض) حرسا حفاظت کرنا حارس ج حراس۔ حرسۃ۔ یتمایلون تمایلا۔ فی مشیہ ناز و انداز سے چلنا۔ دانت دیکھو ص ۶۵۔ رقاب جمع رقبہ گردن۔ رغم۔ رغم انفہ (س، ن) رغما۔ ذلیل ہونا۔ و ناپسند کرنا۔ رُغم ناپسندیدگی۔ قِدر ہانڈی ج قدور۔ خاض (ن) خوضا۔ الماء داخل ہونا۔ لاتنفک انفکاکا جدا ہونا۔ یوم الکریہۃ لڑائی کا دن۔ ولت پشت پھرانا۔ اشجع بہادر۔ ابن قوال فی الحاشیۃ "کان فی النسخۃ المنقول عنہا قوال (بالقاف) فنقلتہ کما کان در بط البیتین (انا ابن) علی ہذا ظاہر لا یخفی۔ ثم اخبرت عن بعض المہرۃ انہ فوال (بالفاء للنسبۃ الی فول بالضم باقلی ونخود یقال لطباخ یطبخ الفول وغیرہ و باعہ فاستحسنتہ انتہی۔ حائک کپڑا بننے والا ج حاکۃ۔ حوک۔ حاک (ن) حوکا۔ حیاکا۔ الثوب بننا۔ محاکہ کارگہ۔ کھڈی؛

تشریح:

حجاج بن یوسف ثقفی سے منقول ہے کہ اس نے کوتوال (اپنے پہرہ دار) کو حکم کیا کہ رات میں شہر کا گشت کیا کرے اور عشاء کے بعد جسکو پھرتا ہوا پائے قتل کر دے۔ پہرہ دار نے رات میں گشت کیا اور تین لڑکوں کو پایا جو جھومتے ڈولتے ہوئے جا رہے تھے اور ان پر مے نوشی کے آثار نمایاں تھے۔ پہرہ دار نے انکو گھیر لیا اور کہا: تم کون ہو؟ جو تم نے امیر المؤمنین کے حکم کی خلاف ورزی کی۔ پس ان میں سے ایک لڑکے نے کہا ؎ انا ابن من دانت الخ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کے سامنے خادم و مخدوم سب ہی کی گردنیں جھک جاتی ہیں۔ لوگوں کی گردنیں اسکے پاس ذلت کیساتھ آتی ہیں اور وہ ان سے مال بھی لیتا ہے اور خون بھی لیتا ہے۔ پہرہ دار اس کے قتل سے رک گیا اور (دل میں) کہا کہ شاید یہ امیر المؤمنین کے خاص لوگوں میں سے ہے، دوسرے سے کہا، تو کون ہے؟ اس نے کہا ؎ انا ابن الذی الخ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جس کی ہانڈی کبھی آتش دان (چولہے) سے نہیں اترتی اور اگر کسی روز اتر بھی جاتی ہے تو پھر فوراً اسی کی طرف واپس ہو جاتی ہے تو لوگوں کو اس کی آگ کے پاس بھیڑ لگائے دیکھے گا کہ کوئی کھڑا ہے اور کوئی بیٹھا ہے۔ پہرہ دار نے اس سے بھی ہاتھ روک لیا اور دل میں یہ خیال کیا کہ شاید یہ عرب کے شریف خاندان کا بچہ ہے۔ تیسرے سے کہا: تو کون ہے؟ اس نے کہا ؎ میں اس شخص کا بیٹا ہوں جو ہمت و جواں مردی سے صفوں میں گھس جاتا ہے اور ننگی تلوار سے صفوں کو سیدھی کر ڈالتا ہے۔ اس کے پاؤں رکاب سے اس وقت بھی جدا نہیں ہوتے جبکہ گھوڑے میدان کارزار میں پیٹھ دے بھاگتے ہیں۔ پہرہ دار اس سے بھی رک گیا اور یہ سمجھا کہ شاید یہ عرب کے کسی بہادر شخص کا لڑکا ہے صبح ہونے پر پہرہ دار نے ان کا قصہ حجاج کے گوش گذار کیا حجاج نے ان کو بلا کر ان کے متعلق تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ پہلا لڑکا نائی کا ہے دوسرا حجام کا اور تیسرا لڑکا جولاہے کا۔ حجاج کو ان کی فصاحت کلامی پر حیرت ہوئی (کہ انہوں نے اپنے ذلیل پیشوں کو کتنے بہتر انداز میں بیان کیا ہے اور اپنے صحیح احوال کو کس خوبی اور دانشمندانہ طرز سے ظاہر کیا ہے بیشک ان کا یہ طرز بیان قابل داد ہے) حجاج نے ہم نشینوں سے کہا کہ اپنی اولاد کو ادب کی تعلیم دو اس واسطے کہ اگر ان کے کلام میں فصاحت نہ ہوتی تو بخدا میں انکی گردن مار دیتا۔"

وَاَقْبَلَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی دَاوٗدَ بْنِ الْمُهَلَّبِ، فَقَالَ لَهٗ: اِنِّیْ مَدَحْتُكَ فَاسْتَمِعْ، قَالَ: عَلٰی رِسْلِكَ ثُمَّ دَخَلَ بَیْتَهٗ، وَتَقَلَّدَ سَیْفَهٗ، وَخَرَجَ، فَقَالَ: قُلْ، فَاِنْ اَحْسَنْتَ حَكَّمْنَاكَ وَاِنْ اَسَأْتَ قَتَلْنَاكَ. فَاَنْشَاَ یَقُوْلُ، ؎

اَمِنْتُ بِدَاوٗدَ وَجُوْدِ یَمِیْنِهٖ	مِنَ الْحَدَثِ الْمَخْشِیِّ وَالْبُؤْسِ وَالْفَقْرِ
فَاَصْبَحْتُ لَا اَخْشٰی بِدَاوٗدَ نَبْوَةً	مِنَ الْحَدَثَانِ اِذْ شَدَدْتُ بِهٖ اَزْرِیْ

لَہٗ حِکْمُ لُقْمَانٍ وَصُوْرَۃُ یُوْسُفٍ	وَحُکْمُ سُلَیْمَانَ وَعَدْلُ اَبِیْ بَکْرٍ
فَتًی تَفْرَقُ الْاَمْوَالُ مِنْ جُوْدِ کَفِّہٖ	کَمَا یَفْرَقُ الشَّیْطَانُ مِنْ لَیْلَۃِ الْقَدْرِ

فَقَالَ: قَدْ حَکَّمْنَاکَ، فَاِنْ شِئْتَ عَلٰی قَدْرِکَ، وَاِنْ شِئْتَ عَلٰی قَدْرِیْ، قَالَ: بَلْ عَلٰی قَدْرِیْ فَاَعْطَاہُ خَمْسِیْنَ اَلْفًا، فَقَالَ لَہٗ جُلَسَائُہٗ: ھَلَّا احْتَکَمْتَ عَلٰی قَدْرِ الْاَمِیْرِ؟ قَالَ لَمْ یَکُ فِیْ مَالِہٖ مَا یَفِیْ بِقَدْرِہٖ، قَالَ لَہٗ دَاوٗدُ: اَنْتَ ھٰذَا اَشْعَرُ مِنْکَ فِیْ شِعْرِکَ، وَاَمَرَ لَہٗ بِمِثْلِ مَا اَعْطَاہُ

حل لغات: داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصۃ بن المہلب بن ابی صفرۃ متوفی ۲۰۵ھ خلیفہ ہارون الرشید نے محمد بن زہیر ازدی کو معزول کر کے داؤد کو مصر کا والی مقرر کر دیا تھا۔ داؤد ۱۷۴ھ میں مصر آیا اور اور خیر و صلاح کیساتھ لوگوں کو مطمئن کر دیا۔ علی رسلک رِسْل نرمی سے آہستگی۔ یعنی آہستہ و باوقار رہ اور جلدی مت کر۔ حکمناک اپنے مال میں دوسرے کو حاکم بنانا۔ اَمِنْتُ۔ دیکھو ص ۳۶۔ الحدث مصیبت دیکھو ص ۵۶۔ الخشی خشیۃ سے ہے ڈرنا۔ البؤس سختی وبلا۔ نبوۃ نبا جنبہ عن الفراش اسکے پہلو نے بستر پر آرام نہیں پایا۔ اَزْر پیٹھ۔ قوت شد بہ ززہ اسکو اسکے ذریعہ قوت حاصل ہوئی۔ حکم بمعنی حکمت۔ لقمان بن باعور مشہور حکیم ہیں جن کا ذکر قرآن کی سورہ لقمان میں ہے ان کو اللہ نے حضرت داؤد کے تین سال بعد علم و حکمت سے بہرہ مند کیا تھا۔ جامع التواریخ میں ہے کہ لقمان حکیم سیاہ فام اور عرب کے یا بنی اسرائیل کے غلام تھے انکے آقا نے انکی کوئی حکمت دیکھ کر انکو آزاد کر دیا تھا بعض علماء انکو حضرت ایوب کا بھائی اور بعض بنی اسرائیل کا قاضی اور بعض حضرت سلیمان کا خادم اور بعض بعینہ سلیمان اور بعض نبی کہتے ہیں بقول صاحب الکمال زیادہ صحیح یہ ہے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ حکیم تھے۔ تفرق (س) فَرَقًا۔ منہ گھبرانا۔ یفی وفاء پورا کرنا۔

تشریح:

ایک دیہاتی نے داؤد بن مہلب کے پاس آکر کہا: میں نے آپکی تعریف میں چند شعر کہے ہیں (برائے کرم) ان کو سن لیجئے۔ داؤد نے کہا: ذرا ٹھہر (جلدی مت کر یہ کہہ کر) گھر میں گیا اور تلوار لگا کر باہر آیا اور کہا: اب سنا اگر تو نے عمدہ اشعار کہے تب تو ہم تجھے ضرور کچھ نہ کچھ دیں گے ورنہ قتل کر دیں گے۔ دیہاتی نے شعر پڑھنا شروع کیا ؎ امنت بداود الخ میں داؤد کی ذات گرامی اور اس کی داد و دہش کی وجہ سے ہر اندیشناک مصیبت اور سختی و تنگدستی سے مطمئن ہو گیا۔ پس میں داؤد کی وجہ سے بے آرامی کا اندیشہ نہیں رکھتا کیونکہ میں نے اپنی کمر اس سے مضبوط کر لی داؤد کی حکمت و دانائی لقمان جیسی ہے اور صورت یوسف جیسی اور حکم سلیمان جیسا اور انصاف ابوبکر جیسا۔ وہ ایسا جوان ہے کہ مال اس کے ہاتھ کی سخاوت سے ایسا گھبراتا ہے جیسے شب قدر سے شیطان۔

داؤد نے کہا ہم نے تیرے لئے مال کا فیصلہ کر دیا اب اگر تو چاہے تو تیری حیثیت کے لحاظ سے (دیا جائے) اور اگر تو چاہے تو میں اپنی حیثیت کے (مناسب دوں) اس نے کہا: نہیں بلکہ میرے مرتبہ کے لحاظ سے پس داؤد نے اس کو پچاس ہزار درہم دیدیئے۔ ہمنشینوں نے دیہاتی سے کہا کہ تو نے امیر المؤمنین کی حیثیت کے مطابق کیوں نہیں چاہا؟ اس نے کہا: امیر المؤمنین کی حیثیت کے لحاظ سے تو اس کا کل مال بھی پورا نہیں اترتا کیونکہ امیر المؤمنین کا رتبہ اس سے فزوں تر ہے) داؤد نے کہا: تو مذکورہ بالا اشعار کی بہ نسبت اس جملہ میں شاعر تر ہے چنانچہ داؤد نے جتنا پہلے دیا تھا اتنا ہی اور دیدیا۔

الفرج بعد الشدة

سختی کے بعد آسانی

۵

مکن زغصہ شکایت کہ در طریق طلب ✻ براحتے نرسید آنکہ زحمتے نکشید
ہر محنتے مقدمۂ راحتے بود ✻ شد ہمزبان حق چو زبان کلیم سوخت

جاء فی حدیث أنس رضی الله عنه، قال: کان رجل علی عهد النبی صلی الله علیه وسلم یتجر من بلاد الشام إلی المدینة ولا یصحب القوافل، توکلاً منه علی الله تعالی، فبینما هو جاءٍ من الشام عرض له لصٌّ علی فرسٍ، فصاح بالتاجر قِف، فوقف التاجر وقال له: شأنك بمالی، فقال له اللصّ: المال مالی، وإنما أرید نفسك، فقال له: أنظرنی حتی أصلّی قال: افعل ما بدا لك، فصلّی أربع رکعاتٍ ورفع رأسه إلی السماء، یقول: یا ودودُ یا ودودُ: یا ذا العرش المجید! یا مبدئُ یا معیدُ! یا فعّالاً لما یرید! أسألك بنور وجهك الذی ملأ أرکان عرشك وأسألك بقدرتك التی قدرت بها علی جمیع خلقك وأسألك برحمتك التی وسعت کل شئ، لا إله إلا أنت، یا مغیث أغثنی، ثلث مرات، وإذا بفارسٍ بیده حربةٌ، فلما نظره اللصّ ترك التاجر ومضی نحوه، فلما دنا منه، طعنه فأرداه عن فرسه، ثم قتله وقال للتاجر: اعلم أنی ملكٌ من السماء الثالثة لمّا دعوتَ الأولی، سمعنا لأبواب السماء قعقعةً فقلنا أمرٌ حدث، ثم دعوتَ الثانیة، ففُتحت أبواب السماء، ولها شررٌ، ثم دعوت الثالثة فهبط جبریلُ علیه السلام ینادی، مَن لهذا المکروب فدعوتُ الله أن یولّینی قتله، اعلم یا عبد الله أن مَن دعا بدعائك فی کل شدّةٍ أغاثه الله، وفرج عنه ثم جاء التاجرُ إلی النبی صلی الله علیه وسلم، فأخبره الخبرَ فقال لقد لقّنك الله أسماءه الحسنی التی إذا دعا بها أجاب، وإذا سُئل بها أعطی

حل لغات الفرج کشادگی۔ فرج (ض) فرجًا و فرج۔ الشئ کھولنا۔ الله الغم عنه غم کو دور کرنا۔ فرج پھٹن شرمگاہ ج فروج۔ فرجہ سختی اور غم سے نجات۔ الشدۃ سختی۔ انس بن مالک بن نضر انصاری خزرجی خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشہور صحابی ہیں ہجرت کے پہلے ہی سال انکی والدہ ام سلیمؓ ان کو ہمراہ لیکر حضور انورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یہ بچہ حضورؐ کی خدمت کرے گا اس وقت یہ آٹھ یا نو یا دس برس کے تھے۔ چنانچہ آپنے دس برس حضورؐ کی خدمت کی ہے ایک مرتبہ ان کی ماں خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ اپنے چھوٹے خادم انس کیلئے دعاء فرمائیے۔ حضورؐ نے فرمایا: اللّٰهم کثر ماله و ولده و ادخله فی الجنة "؛ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ اسی دعا کا اثر ہے کہ میری صلب سے سو سے زائد اولادیں پیدا ہوچکی اور میرے باغیچے سال میں دو مرتبہ پھلتے ہیں اور تیسری بات (دخول جنت) کی مجھے خدا سے

اُمید ہے۔ حضرت انسؓ کے پاس حضورصلی اللہ علیہ وسلم کا ایک موئے مبارک تھا آپنے وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد اس کو میرے مُنہ میں رکھدیا جائے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ آپنے حضرت عمرؓ کے زمانہ سے بصرہ میں سکونت اختیار فرمائی اور وہیں ۹۰ھ یا ۹۱ھ یا ۹۲ھ میں وفات پائی اور بصرہ کے باہر دفن ہوئے۔ حضرت انسؓ کی مرویات کی تعداد (۲۲۸۶) ہے جو حضرت ابوہریرہؓ کے بعد تمام اصحاب سے زائد ہے۔ القوافل جمع قافلۃ دیکھو ص۱۳۵ جاء، جاری جی سے اسم فاعل ہے۔ لصّ چور ج لصوص۔ لصّ (س) لصصا چور ہونا۔ صاح دیکھو ص۶۹ قف وقوف سے امر حاضر ہے شانک مفعول مطلق ہے اور فعل محذوف ہے والاصل اشان شانک لئے اقصد۔ قصدک۔ انظرنی۔ انظار: مہلت دینا۔ العرش دیکھو ص۱۳۵ حربۃ چھوٹا نیزہ دیکھو ص۔ دنا ان، دنوا قریب ہونا طعنۃ طعنا نیزہ مارنا۔ ارداہ۔ ارداء: ہلاک کرنا ردی (س) ردی ہلاک ہونا۔ قعقعۃ ہتھیار کی جھنکار دانتوں کی کڑکڑاہٹ بادل کی گرج کی لگاتار سخت آواز ج قعاقع۔ شرر چنگاری۔ ہبط ہبوطا اوپر سے نیچے اترنا دیکھو ص۱۱۵۔ المکروب دیکھو ص۹۳

تشریح:۔ حضرت انسؓ کی حدیث میں آیا ہے آپنے فرمایا کہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بلاد شام سے مدینہ تک (مختلف جگہوں میں خدا پر بھروسہ کرتے ہوئے بلامعیت قافلہ تجارت کرتا تھا۔ ایک مرتبہ وہ شام سے واپس ہورہا تھا کہ اچانک ایک چور سامنے آیا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے تاجر کو آواز دی ٹھہر جا! تاجر ٹھہر گیا اور چور سے بولا کہ مال حاضر ہے لے لے چور نے کہا: مال تو میرا ہے ہی میں تو تیری جان چاہتا ہوں تاجر نے کہا: مجھے اتنی مہلت دے کہ میں نماز پڑھ لوں۔ چور نے کہا: جو چاہے سو کر۔ تاجر نے چار رکعت نماز پڑھی اور آسمان کی طرف سر اُٹھا کر دُعا کی: اے بے حد محبت کرنے والے، صاحب عرش بزرگ شان والے۔ اے ابتداءً پیدا کرنے والے اور اعادہ کرنیوالے اور جو چاہے سو کر گذرنے والے! میں آپکے اس نور کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جس نے بھر دیا ہے آپکے ارکان عرش کو اور آپ کی اس قدرت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کے ذریعے آپ جملہ کائنات پر قادر ہیں اور آپ کی اس رحمت کا آسرا لے کر سوال کرتا ہوں جو ہر شئ کو عام ہے آپکے سوا کوئی معبود نہیں، اے فریادرس میری مدد فرما"

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ❊ پر نہیں قوت پرواز مگر رکھتی ہے (اقبال)

تاجر نے تین مرتبہ دعاء کی تو یکایک ایک شہسوار آیا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جب چور نے اس کو دیکھا تو تاجر کو چھوڑ اسکی طرف لپکا۔ جب قریب پہنچا تو شہسوار نے اس کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا اور قتل کر دیا اور تاجر سے کہا: کہ میں فرشتہ ہوں تیسرے آسمان سے آیا ہوں جب تو نے پہلی بار دعاء کی تو ہم نے آسمان کے دروازوں سے ایک جھنکار سُنی تو ہم نے خیال کیا کہ یقیناً کوئی حادثہ پیش آیا ہے اور جب تو نے دوسری بار دعا کی تو آسمان کے دروازے کھولدیئے گئے درآنحالیکہ اس سے آگ کے شرارے اُڑ رہے تھے۔ جب تیسری بار دُعاء کی تو حضرت جبرائیلؑ نے اُتر کر ندا دی: یہ غمزدہ کون ہے؟

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن ❊ اجابت از در حق بہر استقبال می آید

پس میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی خدایا اس کے قتل پر مجھے مامور فرما، بندۂ خدا! جو شخص بھی آڑے وقت میں ان کلمات کے ساتھ دعا کرے گا یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور اس کے غم کو دُور کریں گے۔ اس کے بعد تاجر نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر قصہ بیان کیا! آپنے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے تجھ کو ان پیارے ناموں کی تلقین کی ہے کہ جب ان کے توسل سے دعاء کی کیجائے تو اللہ قبول کرتا ہے اور جب ان کے واسطے سے سوال کیا جائے تو خداوند تعالیٰ ان کو عطا فرماتے ہیں:

(فائدہ) حق تعالیٰ کے پاکیزہ ناموں میں سے ننانوے نام قرآن پاک میں موجود ہیں جنکے متعلق ارشادِ خداوندی ہے "وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا" کہ اللہ کے نام بہت اچھے ہیں سو ان کے ذریعہ اللہ کو پکارو۔ صحیحین، ترمذی

اور نسائی میں حضرت ابو ہریرہ سے ان ناموں کے ساتھ دعا مانگنے کی فضیلت مروی ہے "اللہ کے ننانوے نام ہیں جو شخص ان کو یاد رکھے گا جنت میں داخل ہوگا، لوامع النجوم میں لکھا ہے کہ "اللہ تعالیٰ کے ایکہزار نام ایسے ہیں جن کو خود اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور ایک ہزار ایسے ہیں جو مسلمانوں کی زبان پر جاری ہیں جن میں سے توریت میں (۳۰۰) انجیل میں (۳۰۰) زبور میں (۳۰۰) اور قرآن پاک میں (۱۰۰) لکھے ہوئے ہیں، ان میں سے ننانوے نام لوگوں پر ظاہر فرما دیئے گئے اور ایک نام خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہی اسم اعظم ہے، اسکے متعلق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض قرآنی کلمات اور بعض اسماء الٰہی کی بابت ارشاد فرمایا ہے کہ جب ان کے توسط سے دعا کیجاتی ہے تو وہ قبول ہو جاتی ہے لیکن آپ نے متعین طور پر یہ نہیں بتایا کہ ان میں سے کونسا لفظ اسم اعظم ہے، محدثین اور بزرگانِ دین میں سے اکثر کی رائے یہ ہے، لفظ "اللہ" اسم اعظم ہے۔ شاہ عبد القادر جیلانی فرماتے ہیں کہ لفظ اللہ اس طرح اسم اعظم ہے کہ تم اس کو اس طور پر زبان سے کہو کہ دل میں اس کے سوا کوئی خیال ہی نہ آئے

شیخ بایزید بسطامی سے کسی نے معلوم کیا کہ اسم اعظم کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کوئی متعین نہیں بلکہ اس کا ضابطہ یہ ہے کہ جب تیرا دل دوسوا اس غیر اللہ سے) فارغ ہو اور حق تعالٰے کی وحدانیت پر مطمئن ہو ایسی حالت میں جس اسم الٰہی کیساتھ تو چاہے توجہ قلبی سے دعا کر (وہ دعا قبول ہوگی)

اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ قبولیتِ دعا کے لئے خشوع وخضوع یعنی رونا گڑ گڑانا، طہارت وتقوی کامل یقین ومحبت اور کامل توجہ دعا کے جزء اعظم ہیں جب ان امور کی رعایت رکھتے ہوئے دعا کیجائے تو حق تعالیٰ کے اسماء حسنی میں سے جس اسم کیساتھ خدا کو پکارا جائے اس کی تاثیر اسم اعظم کی تاثیر ہوگی ؎

ذوق اسماء الٰہی ہیں سب اسم اعظم ✻ اس کے ہر نام میں عزت ہے نہ اک نام میں خاص

الاِرتجال

بدیہہ گوئی!

خرجَ المهديُّ يتصيّدُ، ومعه عليُّ بنُ سليمان، فسنحَ له قطيعٌ من الظباء، فأرسلتِ الكلابُ، وأُجريتِ الخيلُ فرمى المهديُّ سهمًا، فصرعَ ظبيًا، ورمى عليُّ بنُ سليمان سهمًا فصرعَ كلبًا، فقال ابو دلامة

قد رمى المهديُّ ظبيًا ✻ شقَّ بالسهمِ فؤادَه

وعليُّ بن سليما ✻ نَ رمى كلبًا فصادَه

فهنيئًا لهما كلُّ ✻ امرئٍ يأكلُ زادَه

فضحكَ المهديُّ حتى كاد يسقطُ. ومن مُلَحِه أنّه دخل على المهديِّ وعندَه وجوهُ بني هاشم، فقال أنا أُعطي

اللہ عہداً لئن لم تہج واحداً ممن فی البیت، لاقطعنّ لسانک فنظر الی القوم فکلما نظر الی واحدٍ غمزہ بانّ علیہ رضاہ قال. فعلمت انی وقعت و انّہا عزمۃ من عزماتہ لابدّ منہا، فلم ار ادعیٰ الی السلامۃ من ہجاء نفسی

فقلت: ؎

الا ابلغ لدیک ابادلامۃ	فلیس من الکرام ولا کرامۃ
اذا لبس العمامۃ قلت قردًا	وخنزیرا یکون بلا عمامۃ
جمعت دمامۃ وجمعت لؤمًا	کذاک اللؤم تتبعہ الدمامۃ
فان تک قد اصبت نعیم دنیا	فلا تفرح فقد دنت القیامۃ

فضحکوا ولم یبق احدٌ الا اجازہ،

حل لغات الارتجال: ارتجل. الکلام فی البدیہہ کہنا. الرجلُ. پیدل چلنا. المہدی ۵ علی بن سلیمان ابن علی بن عبداللہ بن العباس الہاشمی ابوالحسن متوفی ۱۷۷ھ موسیٰ ہادی کیطرف سے مصر کا امیر تھا ہادی کے بعد ہارون الرشید نے بھی انکو امارۃ مذکورہ پر برقرار رکھا. یہ بڑا انصاف پسند اور رعیت کا بہی خواہ امیر تھا. سنح (ف) سنحاً پیش آنا. ظاہر ہونا. قطیع. بکریوں اور چوپاؤں کا گلہ ج قطاع قطعان جج اقاطیع. الظباء جمع ظبی ہرن. صرع (ف) صرعاً پچھاڑنا. ابودلامہ زند بن الجون حبشی غلام مگر نہایت فصیح زبان اور عہد بنی عباس کے باکمال شعراء میں سے تھا. فصاحت و بلاغت. جزالت شعر. بدیہہ گوئی میں اپنے ہمعصر شعراء میں نمایاں مقام رکھتا تھا اور شراب کے ذکر و وصف میں یگانہ تھا زیر عنوان قصہ اسکی بدیہہ گوئی کا ایک نمونہ ہے. بعض حضرات نے اسکا نام زید بتایا ہے مگر یہ غلط ہے چنانچہ ابن خلکان اور خطیب بغدادی دونوں زند لکھتے ہیں. اسکا انتقال ۱۶۱ھ میں ہوا ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ ہارون الرشید کے تخت نشین خلافت ہونے یعنی ۱۷۰ھ تک زندہ رہا ہے لیکن پہلی روایت ہی صحیح ہے. تق دیکھو ص ۱۳۸ فواد دل ج افئدہ، ملح جمع ملحۃ. مزیدار بات، غمزہ. بالعین آنکھ سے اشارہ کرنا. قرد بندر، قردا. المال جمع کرنا. خنزیر سور ج خنازیر، دمامۃ، دم (ن، ض، س، ک) الرجل دمامۃ بدصورت ہونا ص دمیم ج دمام. الارض ہموار کرنا۔

تشریح:- ایک مرتبہ خلیفہ مہدی علی بن سلیمان کے ساتھ شکار کیلئے گیا تو ہرنوں کی ایک ڈار سامنے آئی پس (ان پر) شکاری کتے چھوڑ دیئے گئے اور (انکے پیچھے) گھوڑے دوڑا دیئے گئے. تیراندازی شروع ہوئی تو مہدی نے ایک ہرن کو شکار کر لیا اور علی بن سلیمان نے تیر چلایا تو ایک کتے کو پچھاڑ دیا پس ابودلامہ نے برجستہ کہا ؎ قد رمی المہدی نے ایک ہرن پر تیر چلایا تو اس کا دل پھاڑ ڈالا اور علی بن سلیمان نے کتے کے تیر مارا اور اس کو شکار کر لیا دونوں کو مبارک ہو. ہر شخص اپنا اپنا توشہ کھائے یہ سن کر مہدی اتنا ہنسا کہ گرنے کے قریب ہو گیا.

ابودلامہ کا ایک لطیفہ اور ہے وہ یہ کہ ایک مرتبہ ابودلامہ مہدی کے پاس آیا اور اس وقت مہدی کے دربار میں سرداران بنی ہاشم کا اجتماع تھا خلیفہ نے کہا میں اللہ سے عہد کرتا ہوں اگر تو نے حاضرین مجلس میں سے کسی کی ہجو نہ کی تو میں تیری زبان کاٹ لونگا. ابودلامہ نے (بغرض انتخاب) قوم کو دیکھا تو ہر ایک نے آنکھ سے اشارہ کر دیا کہ ہم پر تیرا خوش کرنا واجب ہے ابودلامہ کہتا ہے کہ میں سمجھ گیا کہ آج تو مصیبت میں پھنس گیا اور خلیفہ کا اللہ سے عہد کر لینا ایک ایسا عزم ہے جو لابدی ہے پس اپنی ہجو کے علاوہ نجات کی کوئی صورت نظر نہ آئی. اسلئے میں نے کہا.

؎ الا ابلغ اھ ذرا ابودلامہ تک یہ پیغام پہنچا دے کہ تو نہ خود شریف ہے اور نہ شریفوں کی نسل ہے

اگر وہ سر پر پگڑی رکھ لے تو تُو (دیکھ کر) کہے گا کہ بندر ہے اور اگر بلا پگڑی ہو تو کہے گا کہ سور ہے، اے ابو دلامہ! تو بد سیرتی اور بد صورتی کا جامع ہے، بیشک بد سیرتی کے لئے بُرائی لازم ہے۔ اگر تو نے دُنیا کی بے شمار نعمتیں حاصل کر لی ہیں تو اس پر مت پھُول کیونکہ قیامت قریب آ گئی۔ یہ سُن کر حاضرینِ مجلس سب ہنس پڑے۔ اور ان میں کوئی ایسا نہ رہا جس نے ابو دلامہ کو عطیات نہ دیئے ہوں۔

تحلّمُ السّلاطِینِ علی اَھلِ الدّینِ اذا اجترؤا علیھم

اہل دین کی دلیری پر بادشاہوں کی بردباری!

رُوِیَ زیادٌ عن مالکِ بن انسٍ قال بَعَثَ ابو جعفرٍ المنصورُ الیَّ والی ابن طاؤسٍ فاتیناہ فدخلنا علیہ، فاذا ھُوَ جالسٌ علی فُرُشٍ قد نضدت وبین یدیہ نُطاعٌ قد بُسِطت وجلاوزۃٌ، بایدیھم السُّیوفُ یَضرِبون الاعناقَ فاومأ الینا اَن اجلِسا، فجلسنا، فاطرقَ عنّا قلیلاً، ثم رفع رأسَہٗ، والتفت الی ابن طاؤسٍ، فقال لہ: حدِّثنی عن ابیک، قال: نعم سمعتُ ابی یقول: قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انّ اشدَّ الناس عذاباً یومَ القیامۃ رجلٌ اَشرکہ اللّٰہُ فی حُکمِہٖ، فاَدخلَ علیہ الجورَ فی عدلہٖ، فامسکَ ساعۃً، قال مالکٌ: فضممتُ ثیابی من ثیابہ مخافۃَ ان یملأ ثیابی من دمہٖ، ثم التفتَ الیہ ابو جعفرٍ، فقال: عِظنی یا ابنَ طاؤسٍ! قال نعم یا امیرَ المؤمنین: ان اللّٰہَ تعالٰی یقولُ: اَلم ترَ کیفَ فعلَ ربُّکَ بعادٍ اِرمَ ذاتِ العِمادِ التی لم یُخلق مثلُھا فی البلاد وثمودَ الذین جابُوا الصخرَ بالواد (الی قولہٖ) اِنّ ربَّکَ لبالمرصاد۔ قال: مالکٌ فضممتُ ثیابی من ثیابہ مخافۃَ ان یملأ ثیابی من دمہٖ فامسکَ ساعۃً حتی تَرَدَّ ما بیننا وبینہٗ، ثم قال: یا ابن طاؤس! ناوِلنی ھذہ الدواۃَ، فامسکَ عنہ، ثم قال: ناوِلنی ھذہ الدواۃَ، فامسکَ عنہ۔ فقال: ما یَمنعُکَ ان تُناوِلنیھا؟ قال: اَخشی ان تکتُبَ بھا معصیۃً، فاکونَ شریکَکَ۔ فلما سمِع ذلک قال: قُوما عنّی قال ابنُ طاؤس ذلکَ ما کُنّا نبغی منذ الیوم، قال مالکٌ: فما زلتُ اعرِفُ لابن طاؤسٍ فضلہٗ وارسلَ ابو جعفرٍ الی سفیانَ الثوریِّ، فلما دخلَ علیہ قال: عِظنی ابا عبد اللّٰہ! قال: وما عَمِلتَ فیما علمتَ فاعظکَ فیما جَھلتَ فما وَجدَ لہ المنصورُ جواباً۔

حلِّ لغات: تحلّم برداشت کرنا۔ بردباری اختیار کرنا دیکھو ص۴۲۔ السلاطین جمع سلطان بادشاہ۔ اجترءُوا اجتراءً جری ودلیباک ہونا۔ جرءَ (ک) جراءۃً۔ جرأۃً۔ علیہ دلیری کرنا مں جری جراءً۔ زیاد دیکھو مقدمہ ص۲۵ مالک بن انس بن مالک بن

ابی عامر بن عمر و الاصبحی المدنی ابو عبداللہ مشہور ائمہ دین میں سے ہیں جن کی رفعت شان پر اعلام امت کا اتفاق ہے۔ آپ بطن مادر میں کم و بیش تین برس رہے اور بقول اصح ۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ اس لئے آپ تبع تابعین میں ہیں اور امام اعظمؒ سے تیرہ سال چھوٹے ہیں کیونکہ امام صاحب کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی ہے اور علامہ کوثری کی تحقیق کے مطابق ۲۲ سال چھوٹے ہیں کیونکہ انکی تحقیق کے مطابق امام صاحب ۷۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں امام مالکؒ نے علم تنگدستی میں حاصل کیا پھر ایسی برکت ہوئی کہ امیر کبیر ہوگئے۔ آپنے اپنے زمانے کے تمام مشاہیر محدثین سے احادیث سنیں جیسے نافع مولیٰ حضرت ابن عمرؓ۔ زید بن اسلم۔ حمید الطویل۔ ہشام بن عروہ زرقانی نے لکھا ہے کہ آپنے نوسو سے زائد شیوخ سے علم اخذ کیا ہے۔ ۱۷ سال کی عمر میں درس و تدریس میں شہرت حاصل کی اور عمر بھر مدینہ شریف میں فیض علم پہنچاتے رہے اور سوائے ایک مرتبہ حج کرنے کے مدینہ شریف سے باہر نہیں گئے۔ مدینہ میں مدت العمر سواری پر سوار نہیں ہوئے جب اصرار کیا گیا تو فرمایا کہ مجھے شرم آتی ہے کہ اس سرزمین کو گھوڑوں کے سموں سے روندوں جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بابرکت اور مقدس قدم رکھے ہوں آپنے دس ہزار حدیثیں لکھی تھیں جن میں سے منتخب کرکے کتاب کا نام "موطا" رکھا تھا۔ آپ کی یہ کتاب اول کتاب نہ سہی لیکن اسمیں شک نہیں کہ ہمارے ہاتھوں میں جو کتابیں موجود ہیں اور جن کی صحت پر علماء امت کو اتفاق ہے ان میں سب سے پہلی کتاب ہے آپکی وفات ۱۴ ربیع الاول ۱۷۹ھ میں ہوئی

ابن طاؤس ابو محمد عبداللہ بن طاؤس بن کیسان الیمانی الابناری متوفی ۱۳۲ھ بہترین بندگان خدا میں سے ہیں انکے والد طاؤس اونچے درجے کے فقیہ اور محدث ہیں جن کی وفات ۱۰۶ھ میں ہے۔ نفضرت (ن، س، ک) نفضرًا، نفضرۃً۔ الوجہ شگفتہ ہونا ص ناضر ج نضر۔ نطاع۔ نطع۔ چمڑے کا وہ فرش جو مجرم کو قتل کرنے کے لئے بچھایا جائے۔ ج نطاع بسطت (ن) بسطًا (ک) بساطۃً بسیط ہونا ص باسط (اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے) بساط فرش ج بسط، جلاوزہ جمع جلواز قتل کرنے والا سپاہی۔ اوما اشارہ کرنا۔ اطرق دیکھو ص۵۳۔ الجور ظلم وستم۔ جار (ن) جورًا ظلم کرنا۔ ارم میدان میں رہنمائی کیلئے نصب کئے ہوئے پتھر ج ارم۔ یہاں ارم مراد قوم عاد ہے۔ مرصاد گھات ج مراصید۔ رصد (ن) رصدًا۔ گھات میں بیٹھنا انتظار کرنا ص راصد نگہبان ج رصد۔ برد سرد ہونا۔ دوات سیاہی دان ج دوی، دوی۔

تشریح :-

زیاد نے حضرت مالک بن انسؓ سے روایت کی ہے آپنے فرمایا کہ (ایک مرتبہ) ابوجعفر منصور نے مجھے اور ابن طاؤس کو بلا بھیجا ہم دونوں اس کے پاس آئے وہ نرم نازک عمدہ ترین بچے ہوئے بچھونوں پر بیٹھا ہوا تھا اس کے سامنے چمڑے کا فرش پھیلا ہوا تھا۔ جلاد ایسا تھے جن کے ہاتھوں میں تلواریں تھیں اور گردنیں مارنے کیلئے تیار تھے منصور نے ہم کو اشارہ سے کہا: بیٹھ جاؤ! ہم بیٹھ گئے۔ کچھ دیر تک وہ خاموش رہا اس کے بعد سر اٹھا کر ابن طاؤس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اپنے والد سے سُنی ہوئی کوئی حدیث بیان کر اس فرمائش سے ابن طاؤس کو اس امر کا موقع مل گیا کہ وہ خلیفہ کو اس کی بے اعتدالیوں پر تنبیہ کرے چنانچہ آپنے (بیدھڑک) فرمایا، ہاں میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سُنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب والا وہ شخص ہوگا جس کو اللہ نے اپنے حکم میں شریک کیا ہو یعنی اسے حاکم بنایا ہو اور اس نے خدا کے قانون عدل میں ظلم شامل کر دیا ہو۔ منصور کچھ دیر کیلئے خاموش ہوگیا۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ مجھ کو منصور کے انداز غضب سے ابن طاؤس کے قتل کا پورا یقین ہوگیا۔ اس لئے میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ مبادا میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ ہوجائیں اس کے بعد ابوجعفر پھر ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہا، ابن طاؤس مجھے نصیحت کر! آپنے کہا: ہاں امیر المومنین اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپکے پروردگار نے قوم عاد یعنی قوم ارم کے ساتھ کیا معاملہ کیا جن کے قد و قامت ستون جیسے (دراز) تھے (اور) جن کی برابر (زور و قوت میں دنیا بھر کے) شہروں میں کوئی شخص پیدا

ھ مزید حالات کے لئے ہماری کتاب "ظفر المحصلین باحوال المصنفین" دیکھئے ۱۲

نہیں کیا گیا اور (کیا آپکو معلوم نہیں کہ) قوم ثمود کیساتھ (کیا معاملہ کیا) جو وادی القریٰ میں (پہاڑ کے) پتھروں کو تراشا کرتے تھے (اور مکانات بنایا کرتے تھے) اور میخوں والے فرعون کے ساتھ جنھوں نے شہروں میں سر اٹھا رکھا تھا اور انہیں بہت فساد مچا رکھا تھا سو آپ کے رب نے ان پر عذاب کا کوڑا برسایا (یعنی عذاب نازل کیا) بیشک آپکا رب نافرمانوں کی گھات میں ہے (جنھیں سے مذکورین کو تو ہلاک کر دیا اور موجودین کو عذاب کرنیوالا ہے) حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنا دامن سمیٹ لیا کہ مبادا میرے کپڑے ان کے خون سے آلودہ ہو جائیں۔ منصور کچھ دیر تک خاموش رہا یہاں تک کہ وہ (آتش غضب سرد ہوگئی جو ہمارا اور منصور کے درمیان مشتعل تھی۔ اسکے بعد منصور نے کہا: دوات دے۔ آپ رُکے رہے۔ منصور نے کہا: تجھے دوات دینے سے کون چیز روک رہی ہے؟ آپنے کہا: مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ تو اس سے کوئی گناہ (کی بات) لکھے اور میں تیرا شریک قرار پاؤں: یہ سن کر منصور نے (تنگ آکر) کہا: تم دونوں میرے پاس سے اٹھ جاؤ: ابن طاؤس نے کہا: ہم تو شروع سے یہی چاہتے تھے۔ حضرت مالکؒ فرماتے ہیں کہ میں اس روز سے ہمیشہ عبداللہ بن طاؤس کی فضیلت اور برتری کا معترف رہا کہ ظالم بادشاہ کے سامنے انہیں حق گوئی میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوئی۔ بیدھڑک حق بات صاف صاف کہہ ڈالی یہ بھی خیال نہ کیا کہ غصہ میں بھرا بیٹھا ہے کہیں قتل نہ کرادے "افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر" اسی کو کہتے ہیں

ے از تابِ آفتابِ حوادث چہ غم خورد ❋ آنرا کہ سائبان عنایت پناہ اوست

ے آئینِ جواں مرداں حق گوئی و بے باکی ❋ اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

——— ایک مرتبہ ابوجعفر نے حضرت سفیان ثوریؒ کو بلایا جب آپ تشریف لائے تو کہا: ابو عبداللہ! مجھے نصیحت کر۔ آپنے فرمایا: جو کچھ تو جانتا ہے اسی پر تو نے کونسا عمل کر لیا جو میں تجھے اسکے متعلق نصیحت کروں جس سے تو ناواقف ہے؛ پس منصور کو کوئی جواب نہیں بن پڑا۔ سفیان ثوریؒ نے اس مختصر سے جملہ میں اسکو پوری نصیحت فرمادی کہ جتنا تجھے معلوم ہے اس پر عمل نہیں تو نامعلوم کی نصیحت عبث ہے۔ (فائدہ) آیت الم ترکیف الخ میں جس قوم کا تذکرہ ہے اس کے دو لقب ہیں عاد اور ارم کیونکہ عاد بیٹا ہے عاص کا اور وہ ارم کا، اور وہ سام بن نوح کا پس انکو عاد کہتے ہیں تسمیۃ لهم باسم ابیهم اور کبھی ارم تسمیۃ لهم باسم جد هم۔ اور اس ارم کا ایک بیٹا عابر ہے اور عابر کا بیٹا ثمود جسکے نام سے ایک قوم مشہور ہے پس عاد و ثمود دونوں ارم میں جا ملتے ہیں عاد بواسطہ عاص اور ثمود بواسطہ عابر کے اور یہاں لفظ ارم اسلئے بڑھا دیا کہ اس قسم عاد میں دو طبقے ہیں متقدمین جن کو عاد اولیٰ کہتے ہیں اور متاخرین جن کو عاد اخریٰ کہتے ہیں پس ارم بڑھا دینے سے اشارہ ہوگیا کہ عاد اولیٰ مراد ہے کیونکہ بوجہ قرب و قلت وسائط کے ارم کا اطلاق عاد اولیٰ پر ہوتا ہے (کذا فی الحاشیہ)

حَدِيثُ عِيَانٍ أَوْ ذِئْبٌ فِي زِيِّ شَاةٍ

آنکھ دیکھی بات یا بکری کے روپ میں بھیڑیا!

ے تشکلِ الیشان تشکلِ انسان فعلِ شان فعلِ سباع ❋ ہم ذئاب فی ثیاب او ثیاب فی ذئاب (جامی)

فَاجَانا بمجلسِ عمدة القرية رجلٌ ممتلئٌ صحةً وقوةً بصوتٍ قويٍ جهيرٍ، وعمامةٍ كبيرةٍ حمراءَ، في عُنُقه سُبحةٌ ضخمةٌ، وفي يده عصا غليظةٌ، قد رصعت بالمسامير، دخل يُهلِلُ، ويُكبرُ من غيرِ استئذانٍ ولا سلامٍ، فاولُ ما وقعَ في قلبي انهُ مُخادعٌ كذّابٌ فانبريتُ لهُ دونَ الجالسين، فقلتُ له: مَنِ الرّجلُ؟ فقال فلانٌ: فقلتُ

وماعملك؟ فقال مِنَ المتوكّلين، فقلتُ: كيف تعيش؟ فقال من عند الكريم، فلم نزل نستدرجه حتى صارح في غير حياء انه مكث اعواماً ستة ينفق من تحت السجّادة واقلّ ما كان يجد كلّ صباحٍ عشرون قرشاً، ثم حسده اقاربه على هذا الرزق، لما افشى السرّ فانقطع عنه، وكان من العابدين القانتين، فقلت يا للعجب! تشكر ربّك وتعبده، فينقطع عنك رزقه ومعونته، وهو الذي يقول: لئن شكرتم لازيدنّكم، والله انك لمفترٍ كذّاب، فعلاه خزيٌ ولم يستطع ان يجيب شيئاً، ثم استبان من خلال حديثه انّه تارك بلدته وزوجه واولاده، وعاقٌّ لامّه وانّه يرحل من قرية الى قرية ويدخل على النساء ويجالسهنّ، وذكر بعض الجالسين كثيراً من معايبه ومخازيه، فشرحت للناس فضل الكسب وعمل اليد، وبيّنت لهم انّ نبيّ الله داؤد على نبينا وعليه الصّلوٰة والسّلام كان يأكل من عمل يده، وان عمر رضى الله تعالىٰ عنه كان يعظّم الرجل ويكبّره فاذا علم انه لا عمل له اسقطه، وازدراه وانه لو كانت السّماء تمطر ذهباً او الارض تتفجّر فضةً لفسد النظام، واختلّ العمران، ولكان الانبياء والاولياء اولى بهذا المغنم الفيّاض فآمن الناس بالحقّ وكفروا بالباطل وخرج الدجّال منذ يومئذ ولم يعثر له احد بعد على اثر

حل لغات، عیان مصدر بمعنی اسم فاعل ہے اور حدیث کی اضافت عیان کی طرف از قبیل اضافت موصوف الی الصفۃ ہے یعنی بچشم خود دیدہ واقعہ ہے۔ ذئب بھیڑیا جمع ذئاب اِزیٰ ہیئت، فجأنا مفاجاۃ سے ماضی کا واحد غائب ہے اچانک آجانا عمدۃ القریۃ مصر کا ایک مشہور گاؤں ہے۔ جہیر بلند آواز والا۔ جہر (ک) جہارۃً۔ الصوتُ بلند ہونا (ف) جہراً۔ جہاراً۔ بالقول آواز بلند کرنا۔

سبحۃ، تسبیح کے پروئے ہوئے دانے، سبح (ف) سُبحاناً سبحان اللہ کہنا۔ سُبُّوح باری تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ سباحۃً فی الماء۔ تیرنا۔ ضخمۃ ضخم کی تانیث ہے موٹا۔ ضخم (ک) ضخامۃً موٹا ہونا۔ رُصّعت۔ رصّع الذھبَ بالجواہر سونے میں جواہر بٹھانا۔ المسامیر جمع مسمار لوہے کی کیل۔ سمر (ن) سَمْراً۔ العینَ گرم سلائی سے آنکھ پھوڑنا۔ سموراً رات میں قصہ گوئی کرنا۔ مخادع فریب دہندہ۔ فانبرت ابری۔ لہ پیش آنا۔ صارحنی صراحاً کھلم کھلا کہنا اعوام جمع عام سال سجّادہ جائے نماز قرش ایک ترکی سکہ جو چالیس پارہ کے برابر ہوتا ہے القانتین جمع قانت فرماں بردار، مفتر افتراء سے اسم فاعل ہے اپنی طرف سے گھڑ لینا۔ خزی شرمندگی۔ ذلت۔ خزی (س) خزیاً ذلیل ہونا۔ خزایۃ۔ منہ شرم کرنا (س) خزیٰ مؤنث خزیا، ج خزایا۔ استبان ظاہر ہوا۔ خلال دیکھو ۵۹ عاق والدین کی نافرمانی کرنیوالا۔ عق (ن) عقوقاً۔ امّہ نافرمانی کرنا (س) عاق ج عققۃ، مخازی جمع مخزاۃ رسوا کن اشیاء۔ وازدراہ دیکھو ۱۳۲ اختلّ اختلالاً خلل پذیر ہونا العمران آبادی، لم یعثر (ن) عثراً عثوراً مطلع ہونا۔

تشریح:-

عمدۃ القریۃ کی مجلس میں ایک شخص ہٹا کٹا چاق چوبند تندرست، توانا بڑے دھڑ کے کیساتھ سرخ پگڑی باندھے ہوئے ہمارے پاس اچانک آدھمکا جس کے گلے میں موٹے موٹے دانوں والی مالا تھی اور ہاتھ میں لوہے کی پھلیوں سے جڑی ہوئی بہت موٹی لاٹھی تھی اس نے نہ اجازت طلب کی نہ سلام کیا اور لا الٰہ الا اللہ، اللہ اکبر کہتا ہوا داخل ہوگیا۔ اس کو دیکھتے ہی میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ شخص پکا مکار، دھوکے باز اور جھوٹا ہے

اے درویش برہنہ از تقوی ❊ و ز بروں جامہ ریا داری

پردۂ ہفت رنگ رابگذار ❊ تو کہ در خانہ بوریا داری

پس حاضرین میں سے مرشد میرے سامنے آکر کہا: کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا: فلاں شخص ہوں۔ میں نے کہا: آپ کا کیا شغل ہے؟ اس نے کہا: متوکلین میں سے ہوں، میں نے کہا: آپکا گذارہ کیسے ہوتا ہے؟ اس نے کہا: کہ لوگوں کے ذریعے کہ آپس میں اسکو اپنے تیرے بازی کی، ڈھیل دیتا رہا، بالآخر وہ کھل گیا اور اس نے مجھ سے بلا شرمائے صفائی کے ساتھ کھلم کھلا کہنا شروع کیا کہ میں چھ سال تک جائے نماز کے نیچے سے خرچ کرتا رہا۔ کم سے کم جو مقدار میں ہر صبح پاتا تھا وہ میں قرض ہوتی تھی آہستہ آہستہ یہ راز فاش ہو گیا اور احباب اس رزق غیبی کیوجہ سے مجھ سے حسد کرنے لگے یہاں تک کہ روزی بند ہو گئی۔ درزمیں تو بڑے عابد وزاہد اور پارسا لوگوں میں سے تھا۔ میں نے کہا: تعجب کا مقام ہے آپ اپنے خدا کی عبادت بھی کریں اور اس کا شکر بھی ادا کریں پھر بھی وہ اپنا رزق اور وظیفہ تجھ سے بند کردیں حالانکہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر تم میری نعمتوں کا شکر ادا کروگے تو میں تمکو اور زیادہ دونگا بخدا تو بڑا جھوٹا معلوم ہوتا ہے پس اسپر جھینپ چڑھ گئی اور جواب نہ دے سکا

بروے ریا خرقہ سہلست دوختن ❊ گرش باخدا درتوانی فروختن

اس کے بعد دوران گفتگو میں اسکی اور بہت سی باتیں آشکارا ہوئیں معلوم ہوا

کہ وہ اپنا شہر، اپنے بیوی بچے چھوڑے ہوئے ہے اور والدین کا نافرمان بھی ہے گاؤں گاؤں گھومتا پھرتا ہے عورتوں کے پاس آتا جاتا ہے ان کے پاس بیٹھتا اٹھتا ہے اس کے علاوہ لوگوں نے اسکی اور بہت سی برائیاں اور عیوب ذکر کئے۔ پس میں نے لوگوں کو کمائی اور دستکاری کی فضیلت کو واضح کیا اور بتایا کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد اپنے کام کاج اور اپنی کمائی سے کھاتے تھے حضرت عمرؓ ہر شخص کی تعظیم وتکریم کرتے تھے مگر جب آپکو معلوم ہوتا تھا کہ اس کا کوئی کام نہیں ہے تو اسکو غیرت دلاتے اور نظر وں سے گرا دیتے تھے۔ میں نے یہ بھی کہا کہ اگر آسمان سونا برساتا اور زمین چاندی اگلتی تو نظام عالم بگڑ جاتا۔ آبادیں خراب ہوجاتیں اور اگر بالفرض اسمیں کوئی خوبی ہوتی تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ اس غنیمت کے زیادہ حق دار تھے پس لوگوں نے حق بات کو تسلیم کیا اور باطل کو ٹھکرادیا اور وہ دجال رسوا ہو کر چلا گیا اور کسی نے اس کا نشان بھی نہ پایا۔

کجاست صوفی دجال فعل وملحد شکل ❊ بگو بسوز کہ مہدی دیں پناہ رسید (حافظ)

(فائدہ) صحیح بخاری میں حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے مروی ہے" قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما اکل احد طعاما قط خیرا من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص اپنی کمائی سے بہتر روزی نہیں کھاتا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنی دستکاری سے کھاتے تھے

جُودُ الحاتِمِ الطائی

حاتم طائی کی سخاوت

رَوَی مُحرِزُ مولی ابی ھریرۃ قال: مَرَّ نفرٌ من عبد القیس بقبرِ حاتِمٍ فنزلوا قریبًا منه فقامَ الیه رجلٌ، یقال له ابو الخیبری، وجعل یَرکُضُ برجله قَبرَہٗ ویقول اقْرِنا، فقال له بعضهم ویلك، ما یدعوك؛ ان تعرِضَ لرجل قد مات قال: انَّ طیًّا تزعُمُ انه مانزَلَ به احدٌ الّا قراہُ ثم اجنَّھم اللیلُ، فناموا، فقام ابو الخیبری فزعًا، وھو یقول: واراحلتاہ

فقالوا له: مالك قال: أتاني حاتم في النوم، وعقر ناقتي بالسيف، وأنا أنظر إليها ثم أنشدني شعرًا حفظته يقول فيه

أبا الخيبري وأنت امرؤٌ	ظلوم العشيرة شتّامها
أتيت بصحبك تبغي القرى	لدى حفرة قد صدت هامها
أتبغي لي الذم عند المبيت	وحولك طيّ وأنعامها
فإنا لنشبع أضيافنا	وتأتي المطيّ فنعتامها

فقاموا، وإذا ناقة الرجل تكوس عقيرًا، فانحروها، وباتوا يأكلون وقالوا: قرانا حاتم حيًّا وميتًا، وأردفوا صاحبهم، وانطلقوا سائرين، وإذا برجلٍ راكب بعيرًا، ويقود آخر، قد لحقهم، وهو يقول: أيكم أبو الخيبري؟ قال الرجل: أنا، قال: فخذ هذا البعير، أنا عديّ بن حاتم، جاءني حاتم في النوم، وزعم أنه قراكم بناقتك، وأمرني أن أحملك فشأنك، والبعير، ودفعه إليهم، وانصرف وإلى هذه القصيّة أشار ابن دارة الغطفاني في قوله يمدح

عدي بن حاتم		
	أبوك أبو سفّانة الخير لم يزل	لدن شبّ حتى مات في الخير راغبا
	به تضرب الأمثال في الشعر ميتًا	وكان له إذ ذاك حيًّا مصاحبا
	قرى قبره الأضياف إذ نزلوا به	ولم يقرِ قبرٌ قبله الدهر راكبا

حل لغات

الحاتم الطائی دیکھو ص۱۲۵ محرز دیکھو مقدمہ ص۲۹ ابی ہریرہ دیکھو ص۱۰۶ قبر دیکھو ص۵ رکض (ن) رکضًا۔ الفرس ایڑ لگانا۔ رکضۃ حرکت۔ دھکا۔ اقرنا امر حاضر ہے۔ قری (ض) قِرًی۔ الضیف میزبانی کرنا۔ قری مہمان کا کھانا۔ ویلک دیکھو ص۵، اجتنم اللیل چھپانا۔ وا راحلتاہ واؤ ندبہ کیلئے ہے اور راحلہ مندوب ہے اسکے آخر میں الف استغاثہ کا ہے اور ہا سکتہ کیلئے ہے عقر (ض) عقرًا۔ ذبح کرنا زخمی کرنا۔ اونٹ کو کونچیں کاٹنا۔ ابا الخیبری منادیٰ منصوب ہے اور حرف ندا محذوف اور جواب ندا شعر ثانی "اتیت بصحبک" میں ہے۔ العشیرۃ قبیلہ شتّام بہت گالی دینے والا دیکھو ص۱۰۷ حفرۃ گڑھا۔ قبر۔ ج حُفَر، حَفَر (ض) حَفرًا۔ گڑھا کھودنا۔ حافرہ کھودی ہوئی زمین۔ ابتدائی حالت۔ صدت صدی (س) صدیً سخت پیاسا ہونا ص صدٍ، صادٍ، صَدیان ج صُواد۔ ہام بتخفیف میم اہل جاہلیت کے اعتقاد کے مطابق ایک جانور ہے جو مردے کی ہڈیوں سے پیدا ہوتا ہے نیز یہ بھی کہتے تھے کہ ہامہ ایک جانور کا نام ہے جو سر قتیل سے نکلتا ہے اور ہمیشہ فریاد کرتا ہے کہ مجھے پانی دو مجھے پانی دو یہاں تک کہ مقتول کا خون بہا لے لیا جائے۔ بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ ہامہ اُلو ہے کہ وہ جس گھر پر بیٹھتا ہے اور بولنے لگتا ہے تو وہ گھر ویران ہو جاتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے اس قسم کے اعتقادات کو باطل قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ لاطیرۃ ولا ہامۃ "بدشگونی اور ہامہ کچھ نہیں ہے۔ المبیت خوابگاہ الانعام جمع نعم چوپایہ اونٹ۔ لنشبع دیکھو ص۱۰۱ اضیاف جمع ضیف مہمان۔ فنعتامہا اعتیام سے جمع متکلم ہے اختیار کرنا۔ تکوس (ن) کوسًا۔ البعیر ایک ٹانگ کے زخمی ہونے کی وجہ سے تین ٹانگوں پر چلنا۔ انحروہا اسے ذبح کرو۔ اردفوا ارداف۔ دوسرے کو اپنے ساتھ سوار کرنا۔ ابن دارہ دیکھو مقدمہ ص۲۷۔ عدی بن حاتم دیکھو مقدمہ ص۱۱۵

تشریح:۔ حضرت ابو ہریرہؓ کے آزاد کردہ غلام محرز نے بیان کیا ہے کہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک گروہ حاتم کی قبر کے پاس گذرا تو انہوں نے حاتم کی قبر کے پاس پڑاؤ ڈالا، ابوالخیبری نام کا ایک شخص اٹھ کر حاتم کی قبر کو ٹھوکر لگاتا ہوا کہنے لگا: ہماری میزبانی کر دکسی نے اس سے کہا: کم بخت تو مُردہ شخص سے میزبانی چاہتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ قبیلہ طی کا یہ خیال ہے کہ کسی شخص نے حاتم کی قبر کے پاس قیام نہیں کیا مگر یہ کہ حاتم نے اس کی میزبانی کی ہے اتنے ہی میں انکو رات (کی تاریکی) نے چھپا لیا اور وہ سو گئے (کچھ دیر کے بعد) ابوالخیبری گھبرا کر یہ کہتا ہوا اٹھا: ہائے میری اونٹنی! ساتھیوں نے اس سے کہا: تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا: ابھی ابھی خواب میں میرے پاس حاتم طائی آیا اور اسنے میری نظروں کے سامنے میری اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں پھر اس نے کچھ اشعار پڑھے جملا تک، مجھے محفوظ ہیں ہ ابا الخیبری اھ اے ابوالخیبری تو قبیلہ طی پر ظلم کرنیوالا ہے بہت ہی بدگو آدمی ہے تو اپنے رفقاء کیساتھ آیا ہے مہمانی کا طالب ہے اس گڑھے کے پاس کہ جسکا تو سخت پیاسا ہے۔ کیا تو میرے لئے شب گزاری کے وقت مذمت کرچکا ہے۔ حالانکہ تیرے پاس قبیلے طئے اور اس کے چوپائے موجود ہیں، پس بیشک ہم اپنے مہمانوں کو شکم سیر کرتے ہیں اور بہترین سواریوں کا انتخاب کرتے ہیں۔ پس سب لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور دیکھا تو واقعی اس کی اونٹنی زخمی تھی لنگڑا کر چل رہی تھی لوگوں نے اسکو ذبح کیا اور سب نے کھاتے پیتے رات گذاری اور کہنے لگے کہ حاتم نے زندگی میں بھی ہماری میزبانی کی اور مرنے کے بعد بھی۔ اس کے بعد وہ لوگ اپنے ساتھی (ابوالخیبری) کو سواری پر سوار کرکے چل پڑے تو اچانک ایک شخص آیا جو اونٹ پر سوار تھا اور ایک آدمی اسکو پیچھے سے ہانک رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ تم میں ابوالخیبری کون ہے؟ ابوالخیبری نے کہا: میں ہوں۔ اس نے کہا: تو یہ اونٹ لے لے۔ میں حاتم کا بیٹا ہوں۔ آج رات خواب میں حاتم نے آکر مجھ سے کہا کہ میں نے ان لوگوں کی میزبانی انہیں کی اونٹنی سے کی ہے اور مجھے حکم کیا کہ میں تم کو سواری دیدوں۔ سو یہ سواری ہے جو چاہو سو کرو۔ چنانچہ وہ ان کو دیکر چلا گیا۔ ابن دارہ غطفانی نے عدی بن حاتم کی تعریف کرتے ہوئے اسی قصہ کی طرف اشارہ کیا ہے ہ ابوسفانۃ اھ تیرا باپ ابوسفانۃ الخیر جوانی سے مرنے تک ہمیشہ خیر کا خواہاں رہا۔ اشعار میں اس کا نام اس کے مُردہ ہو جانے کے باوجود ضرب المثل ہے اور زندگی میں وہ خود صاحب خیر تھا اس کی قبر نے مہمانوں کی میزبانی کی۔ جب وہ وہاں اُترے اور اس سے قبل زمانہ بھر میں کسی قبر نے کسی سوار کی میزبانی نہیں کی۔

إن الحكم إلا لله

حکم خدا ہی کیلئے ہے

ہ الى الله كل الامر فى خلقه معا ☼ اوليس الى المخلوق شئ من الامر

لما فتحت مصر اتى اهلها عمرو بن العاص حين دخل يوم من اشهر العجم. فقالوا يا ايها الامير ان لنيلنا هذا سنة لا يجري الا بها قال
وماذاك؟ قالوا: اذا كان احدى عشرة ليلة تخلو من هذا الشهر عمدنا الى جارية بكر بين ابويها فارضينا ابويها. وجعلنا عليها من الثياب والحلي افضل ما يكون ثم القيناها فى هذا النيل،
فقال لهم عمرو: انّ هذا لا يكون ابدا فى الاسلام، وان الاسلام يهدم ما كان قبله. فاقاموا و
النيل لا يجري قليلا ولا كثيرا. حتى همّوا بالجلاء. فلمّا رأى ذلك عمرو كتب الى عمر بن الخطاب

بذلك فكتبَ له ان قد اَصبتَ بالذی قلتَ، وانَّ الاسلامَ یھدِمُ ماکان قبله وبَعَثَ بطاقةً فی داخلِ کتابه وکتبَ الی عمرٍو انی قد بعثتُ الیك ببطاقةٍ فی داخلِ کتابی فالقِہا فی النیلِ، فلماقدِمَ کتابُ عُمَرَ الی عمرِو بن العاص اَخذَ البطاقةَ ففتحھا فاذا فیھا من عبدِاللہ عمرَ بنِ الخطاب امیرِالمؤمنین الی نیلِ مصرَ فان کنتَ تجری من قِبلِكَ فلاتجرِ، وان کان اللہُ یُجریكَ فاسأل اللہَ الواحدَ القهارَ ان یُجریكَ فالقی البطاقةَ فی النیلِ قبلَ الصلیبِ بیومٍ فاصبحوا، وقد اَجراہ اللہُ تعالیٰ ستة عشرَ ذراعًا فی لیلةٍ واحدةٍ فقطع اللہُ تلك السنة عن اھلِ المصرالی الیوم

حل لغات عمرو بن العاص دیکھو ص۱۲۲ جاریة بکر کنواری لڑکی ۔ بین ابویہا یعنی وہ لڑکی جو والدین کی حیات میں پرورش یافتہ ہو کر وہ نازونعم میں پلنے کی بنا پر موٹی تازی ہوتی ہے ۔ الحلی ۔ زیورات ۔ یہدم یعنی اسلام رسوم باطلہ کو ختم کردیتاہے ۔ الجلا جلاان، جلوا ۔ جلا منہ الرجل عن بلدہ جلاوطن کرنا ۔ الامر واضح کرنا ۔ بطاقة خط، پرچہ ۔ پرزہ ج بطائق ۔

تشریح: ۔ جب ملک مصر فتح کرلیا گیا تو اہل مصر نے حضرت عمرو بن العاصؓ کے پاس آکر کہا: امیرالمؤمنین! ہمارے دریائے نیل کا ایک طریقہ ہے جس کے بغیر (اس میں پانی) جاری نہیں ہوتا، آپ نے کہا: وہ کیا؟ (طریقہ ہے) انہوں نے کہا جب اس مہینہ کی گیارہ تاریخ گذر جاتی ہے تو ہم نازونعم میں پلی ہوئی ایک لڑکی لیتے ہیں اور اس کے والدین کو دکھ دے ۔ لاکر، راضی کرکے لڑکی کو عمدہ سے عمدہ زیورات اور کپڑے پہنا کر دریائے نیل میں ڈال دیتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا یہ تو اسلام میں کبھی نہیں ہوسکتا کیونکہ دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو مٹا دیا ہے ۔

پس وہ لوگ کچھ روز تک انتظار کرتے رہے مگر دریائے نیل (میں پانی) جاری نہ ہوا کم نہ زیادہ ۔ یہاں تک کہ اہل مصر شہر بدر ہونے پر آمادہ ہوگئے ۔ حضرت عمروؓ نے یہ حالت دیکھ کر حضرت عمرؓ کے پاس لکھا ۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: آپ نے جو کچھ کہا صحیح کہا ۔ بیشک دین اسلام نے جملہ رسومات جاہلیہ کو ختم کردیا ہے:

حضرت عمرؓ نے رقعہ کے اندر ایک چھوٹا سا پرچہ رکھ کر حضرت عمروؓ کے پاس لکھ دیا کہ میں خط کے اندر ایک پرچہ تمہارے پاس بھیج رہا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈال دینا ۔ جب حضرت عمروؓ کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس کو کھولا دیکھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا: اللہ کے بندے امیرالمؤمنین عمر بن الخطاب کی طرف سے دریائے نیل کے نام ۔ اگر تو از خود جاری ہوتا ہے تو تو جاری (ہو یا) نہ ہو ہمیں کوئی پرواہ نہیں) اور اگر تجھے خدا جاری کرتا ہے تو میں خدائے واحد قہار سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے جاری کردے ۔ حضرت عمروؓ نے اس پرچہ کو صلیب (کواکب اربعہ کے طلوع ہونے) سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈال دیا ۔ پس اہل مصر نے اس حالت میں صبح کی کہ اللہ نے دریائے نیل کو ایک ہی رات میں (اس کی عادت سے) سولہ ہاتھ (اونچا) جاری فرمادیا اور اہل مصر کے اس طریقہ (جاہلیہ) کو ہمیشہ کیلئے ختم کردیا ۔ شیخ سعدیؒ نے سچ کہا ہے ؎ تو ہم گردن از حکم داور مپیچ ۔ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ ۔

صفة العدل

انصاف کی تعریف

قال معاوية: وانى لاستحيى ان اظلم من لا يجد ناصرًا على الا الله استعمل ابن عامر عمرو بن اصبع على الاهواز فلما عزله قال له ماجئت به قال له: ما معى الا مائة درهم واثواب، قال: كيف ذلك؟ قال: ارسلتنى الى بلد اهله رجلان رجل مسلم، له مالى، وعليه ما على ورجل له ذمة الله ورسوله، قال فوالله مادريت اين اضع يدى. قال (الراوى) فاعطاه عشرين الفًا قال النبى صلى الله عليه وسلم الظلم ظلمات يوم القيمة —

تشریح: حضرت معاویہؓ فرماتے ہیں کہ میں ایسے شخص پر ظلم کرنے سے شرماتا ہوں جس کا اللہ کے سوا کوئی مددگار نہیں۔ ابن عامر نے حضرت عمرو بن اصبع کو اہواز کا حاکم بنادیا تھا جب اس نے آپ کو معزول کیا تو آپ سے کہا: کیا لائے ہو؟ آپ نے کہا: میرے ساتھ ایک سو درہم اور چند کپڑوں کے سوا کچھ نہیں۔ ابن عامر نے کہا یہ کیسے؟ آپ نے کہا: تو نے مجھے ایسے شہر کی جانب بھیجا تھا جس میں دو ہی قسم کے آدمی ہیں ایک تو مسلمان جن کیلئے وہی چیز سود مند ہے جو میرے لئے مفید ہے اور جو چیز میرے لئے ضرر رساں ہے وہی ان کیلئے نقصان دہ ہے، دوسرے وہ شخص جس کے لئے اللہ اور اس کے رسول کا ذمہ ہے پس میں کس کے مال پر ہاتھ ڈالتا راوی کہتا ہے کہ ابن عامر نے آپ کو بیس ہزار درہم عنایت کئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ظلم قیامت کے دن بہت سی تاریکیوں کا مجموعہ ہوگا۔

كتب عمر بن عبد العزيز رضى الله عنه لما ولى الخلافة الى الحسن بن ابى الحسن البصرى ان يكتب اليه بصفة **الامام العادل** فكتب اليه الحسن رحمة الله، اعلم يا امير المؤمنين ان الله جعل الامام العادل قوام كل مائل وقصد كل جائر وصلاح كل فاسد وقوة كل ضعيف ونصفة كل مظلوم ومفزع كل ملهوف **والامام العدل** يا امير المؤمنين كالراعى الشفيق على ابله الرفيق الذى يرتاد لها اطيب المرعى، ويذودها عن مراتع المهلكة ويحميها من السباع ويكنفها من اذى الحر والقر **والامام العدل** يا امير المؤمنين كالاب الحانى على ولده، يسعى لهم صغارًا ويعلمهم كبارًا يكتسب لهم فى حيوته ويدخر بعد مماته —

حل لغات عمر بن عبد العزیز دیکھو ص۹، الحسن البصری دیکھو ص۔ قوام منتظم امور، مدبر۔ قصد استقامت، میانہ روی۔ جائر جار ان یجورا عن الطریق راستے سے ہٹ جانا۔ علیہ ظلم کرنا س جائر ج جورہ۔ نصفة عدل و انصاف۔ مفزع جائے پناہ۔ فزع (ف، فزعا، س خوف کرنا س، فزعا دہشت زدہ ہونا۔ ملهوف غمزدہ دیکھو ص۔ یرتاد ارتیاد طلب کرنا۔ مرعى چراگاہ گھاس یذود ن، ذودا۔ ہٹانا۔ دفع کرنا۔ مراتع جمع مرتع چراگاہ، مهلكة مصدر میمی ہے۔ یحمیہا دیکھو ص۳۔ سباع جمع سبع، درندہ یکنف دیکھو ص، حر گرمی، قر ٹھنڈک، الحانی اسم فاعل ہے حنی (س) حفا حفاوة عزت و اکرام میں مبالغہ کرنا۔

تشریح:۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے خلیفہ ہونے کے بعد حضرت حسن بصریؒ کے پاس خط لکھ کر امام عادل کے اوصاف دریافت کیے، آپ نے لکھا امیر المؤمنین! واضح ہو کہ اللہ نے امام عادل کو ہر ٹیڑھے کو سیدھا کرنے والا، ہر کج رو کو سیدھی راہ پر لانے والا، ہر فاسد کی صلاح، ہر ضعیف کی قوت ہر مظلوم کیلئے انصاف، ہر غمزدہ کیلئے ملجا، وماویٰ بنایا ہے امام عادل مثل چرواہے کے ہے جو اپنے ڈھوروں کا نہایت شفیق ومہربان ہوتا ہے ان کیلئے عمدہ چراگاہ تلاش کرتا ہے مہلک چارہ سے روکتا ہے درندوں سے حفاظت کرتا ہے گرمی سردی کی تکلیفوں سے بچاتا ہے اور امام عادل مثل باپ کے ہے جو اپنی اولاد کی ہر طرح دیکھ بھال کرتا ہے اولاد چھوٹی ہوتی ہے تو ان کیلئے دوڑ دھوپ کرتا ہے کمائی ہو جاتی ہے تو انکو تعلیم دیتا ہے اپنی زندگی بھر ان کیلئے کماتا ہے اور مرتے وقت ان کیلئے سب چھوڑ کر چلا جاتا ہے۔

والامام العدل یا امیر المؤمنین! کالام الشفیقۃ البرّۃ الرفیقۃ بولدها حملته کرهًا ووضعته کرهًا وربته طفلا تسهر بسهره وتسکن بسکونه، ترضعه تارۃً وتفطمه اُخریٰ وتفرح بعافیته، وتغتم بشکایته والامام العدل یا امیر المؤمنین! وصیّ الیتامیٰ وخازن المساکین، یربی صغیرهم، ویمون کبیرهم والامام العدل یا امیر المؤمنین کالقلب بین الجوانح تصلح الجوانح بصلاحه، وتفسد بفساده والامام العدل یا امیر المؤمنین! هو القائم بین الله وبین عباده. یسمع کلام الله ویسمعهم، وینظر الی الله ویریهم. وینقاد الی الله، ویقودهم. فلا تکن یا امیر المؤمنین! فیما ملّکك الله کعبدٍ ائتمنه سیدہ. واستحفظه ماله فبدّد المال وشرّد العیال فافقر اهله، وفرّق ماله، واعلم یا امیر المؤمنین! ان الله انزل الحدود لیزجر بها عن الخبائث والفواحش، فکیف اذا اتاها من یلیها. وان الله انزل القصاص حیوۃ لعبادہ فکیف اذا قتلهم من یقتص لهم، —

حل لغات: البرّۃ بمعنی بارّۃ، برّ (ن، س) برًا حسن سلوک کرنا۔ والدہ اطاعت کرنا۔ کرہ مشقت، تسہر دیکھو ص۳۹ تفطم دیکھو ص۵۲ تفرح (س) خوش ہونا۔ تغتم اغتمامًا غمگین ہونا۔ شکایۃ بیماری، وصی وصیت کرنیوالا، جس کو وصیت کی جائے۔ ج اوصیاء الیتامیٰ جمع یتیم نابالغ بچہ جس کا باپ مرگیا ہو، یتیم (ض، س، ک) یتمًا یتیم ہونا۔ خازن جمع کنندہ ج خزنۃ خزن (ن) خزنًا۔ المال ذخیرہ کرنا۔ خزن (س) خزنًا (ک) خزانۃ۔ اللحم بدبودار ہونا۔ س خزین۔ یمون (ن) مونًا مؤنۃ نان نفقہ برداشت کرنا۔ ص یمان، الجوانح۔ جمع جانحۃ پسلی، جنح (ف، ن، ض) جنوحًا۔ الیہ مائل ہونا۔ ائتمنہ امین بنایا۔ بدّد۔ الشیٔ متفرق کرنا۔ شرّدہ دھتکارنا بھگانا۔ شرد (ن) شردًا شرودًا، شرادًا بدک کر بھاگنا۔ علی الشیٔ اطاعت سے نکل جانا (ص) شارد ج شرّد زجر (ن)، زجرًا روکنا۔ الفواحش جمع فاحشۃ، سخت قبیح چیز۔

تشریح:۔ اور امام عادل شفیقہ اور مہربان ماں کی طرح ہے جس نے اپنے بچے کو بڑی مشقت کیساتھ پیٹ میں رکھا اور پھر بڑی مشقت کیساتھ اس کو جنا اور بچپنے سے اسکو اس طرح پالتی ہے کہ اس کے جاگنے سے خود بھی جاگتی ہے اور اس کے سکون سے سکون پاتی ہے۔ کبھی اسکو دودھ پلاتی ہے کبھی چھڑاتی ہے اس کی عافیت سے مسرور ہوتی ہے اور اس کی بیماری سے غمگین۔ اور امام عادل

یتیموں کا رکھوالا ہے ناداروں کے لئے ذخیرہ کرنیوالا ہے ان کے چھوٹوں کی پرورش کرتا ہے اور بڑوں کے نان نفقہ کا بار اُٹھاتا ہے اور امام عادل پسلیوں کے درمیان دل کی طرح ہے کہ اس کے درست ہونے سے تمام اعضاء درست رہتے ہیں اور اس کے خراب ہونے سے خراب ہوجاتے ہیں اور امام عادل قائم بین اللہ اور بین العباد ہوتا ہے اللہ کا کلام سنتا ہے۔ بندوں کو سناتا ہے۔ اللہ کو دیکھتا ہے بندوں کو دکھلاتا ہے۔ اللہ کا مطیع ہوتا ہے اور بندوں کو اس کی اطاعت کیطرف لاتا ہے۔ پس اے امیر المؤمنین! اللہ نے جن چیزوں کا تجھے مالک بنایا ہے ان میں اس غلام کی طرح نہ ہوجانا جس کو اس کے آقا نے امین سمجھ کر اپنے مال کی حفاظت چاہی اور اس نے مال کو بکھیر دیا اور اہل وعیال کو دھتکار بھگایا پس گھر والوں کو محتاج اور مال کو تاراج کردیا۔ امیر المؤمنین! واضح ہو کہ اللہ نے منکرات وفواحشات سے روکنے کیلئے کچھ حدود و احکام نازل کئے ہیں۔ سو اگر والی حدود ہی بدکاریں کرنے لگے تو خدا اس کو کیوں نہیں عذاب دے گا اور اللہ نے فریضہ قصاص نازل کیا ہے جو بندوں کیلئے باعث حیات ہے اب اگر والی قصاص ہی ظلماً قتل کرنے لگے تو اللہ اسکی پکڑ کیوں نہیں کرے گا۔

واذكر يا امير المؤمنين الموتَ وما بعده وقلّةَ أشياعِك عنده وأنصارك عليه، فتزوّد له ولما بعده من الفزع الاكبر، واعلم يا امير المؤمنين! ان لك منزلاً غير منزلك الذى انت فيه، يطولُ فيه ثواؤك، ويفارقك أحبّاؤك يسلمونك فى قعرة فريداً وحيداً، فتزوّد له ما يصحبُك يومَ يفرُّ المرءُ من أخيه وامّه وابيه وصاحبتِه وبنيه، واذكر يا امير المؤمنين! اذا بُعثر ما فى القبور وحُصّل ما فى الصدور، فالاسرارُ ظاهرة، والكتابُ لا يغادرُ صغيرةً ولا كبيرةً الا احصاها فالان يا امير المؤمنين! وانت فى مَهَلٍ قبلَ حلولِ الاجلِ وانقطاع الامل، لا تحكم بحكم الجاهلين، ولا تسلك بهم سبيلَ الظّلمين، ولا تُسلّطِ المستكبرينَ على المستضعفينَ، فانهم لا يرقبون فى مؤمنٍ الّا ولا ذمّةً فتبوّءَ باوزارك وأوزارٍ مع اوزارك، وتحمل اثقالك واثقالاً مع اثقالك، ولا يغرّنّك الذين يتنعمون بما فيه بؤسك، ويأكلون الطيباتِ فى دنياهم بإذهابِ طيّباتك فى أخرتك، لا تنظر الى قدرتك اليوم، ولكن انظر الى قدرتك غداً، وانتَ مأسورٌ فى حبائل الموت وموقوفٌ بين يدى الله فى مجمع من الملائكة والنبيين، والمرسلين وقد عنتِ الوجوهُ للحىّ القيّوم، انى يا امير المؤمنين! وان لم ابلغ بعظتى ما بلغه اولوا النهى من قبلى، فلم آلُك شفقةً ونصحاً، فانزل كتابى كمداوى حبيبه، يسقيه الأدوية الكريهة لما يرجو له فى ذلك من العافية والصحةِ والسلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته۔

حل لغات | أشياع جمع شيعہ ناصر و مددگار دیکھو ص۱۰۶ الفزع دیکھو ص۱۵۳ فزع اکبر سے مراد نفخہ ثانیہ یا وہ وقت ہے جب موت کو ذبح کیا جائیگا (کما ورد فی الحدیث) ثواء (ک ثوى (ض) ثواء، ثویاً۔ المکان، فیہ، بہ اقامت کرنا۔ قعر گڑھا ج قعور۔ بعثر، بعثرۃ، بکھیرنا

لا یغادر مغادرۃ ترک کرنا چھوڑنا۔ مَہل نرمی۔ آہستگی، مَہل (ف) مَہلاً۔ مَہلۃً۔ فی العمل اطمینان سے کام کرنا (س) مَہلاً۔ الرجل مُہلاً میں پیش قدمی کرنا۔ لا یرقبون (ن) رُقوباً نگہبانی کرنا۔ انتظار کرنا۔ اِلّ عہد، تبور (ن) بُور اً۔ الیہ لوٹنا۔ بالحق اقرار کرنا۔ اَوزار جمع وِزر گناہ، لا یلغ نمک دیکھو ص ۵۲، بُوس تنگ بوس، شدت، حبائل جمع حبالۃ پھندا۔ عَنَت (ن) عُنُواً فرماں بردار ہونا۔ نُہی جمع نہیۃ، عقل، لم آلُ اَلْو سے مضارع متکلم مجزوم ہے بمعنی کوتاہی کرنا۔ اصل میں اُاْلُو تھا (بالہمزتین) اوّل کلمہ میں دو ہمزہ جمع ہوئے اور ہمزہ ثانیہ ساکنہ کا ماقبل مفتوح ہے لہذا الف سے بدل دیا اور آخر کلمہ (یعنی واؤ) حرف جزم یعنی لم کی وجہ سے ساقط ہوگیا۔ مداوی مداواۃ سے اسم فاعل ہے۔"

تشریح:۔ امیر المؤمنین! موت اور مابعد الموت کی مصیبتوں کو اور اس موقعہ پر یار و مددگار کے نہ ہونے کو یاد کر اور موت و مابعد الموت سے فزع اکبر (نفخۂ ثانیہ یا ذبح موت) تک کیلئے زاد راہ حاصل کر اور یاد رکھ کہ جس گھر میں تو اب ہے اس کے علاوہ تیرا ایک اور گھر ہے جس میں تجھے عرصہ دراز تک رہنا ہے تجھے تیرے دوست احباب تن تنہا ایک گڑھے میں ڈال کر علیحدہ ہو جائیں گے پس وہ سامان کر جو اس دن تیرے ساتھ رہے جس دن ہر شخص اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی، اولاد سے کنارہ کش ہوگا اور اس وقت کو یاد کر جب کہ قبروں سے مُردوں کو زندہ کیا جائے گا اور جو کچھ دلوں میں ہے سب آشکارا کر دیا جائے گا اور ڈھکی چھپی چیزیں عیاں ہوں گی اور نامۂ اعمال قلمبند کئے بغیر نہ کسی چھوٹے گناہ کو چھوڑتا ہے نہ بڑے گناہ کو پس اے امیر المؤمنین اب کہ تو موت آنے اور امید ختم ہونے سے پیش تر نرمی اور سہولت میں ہے۔ خلاف شرع حکم اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ نہ کر اور زیر دستوں پر طاقتوروں کو مسلط نہ کر کیونکہ وہ کسی مومن کے بارے میں نہ قرابت کا پاس کرتے ہیں نہ قول و قرار، پس تیرے سر تیرے گناہوں کے ساتھ اوروں کے گناہوں کا بھی وبال ہوگا اور تو اپنے بوجھ کے ساتھ اور کتنے ہی بوجھ اُٹھائے گا اور تجھے وہ لوگ دھوکے میں نہ ڈالیں جو ایسی چیز دیکر راحت کی زندگی بسر کرتے ہیں جن میں تیرا نقصان ہے اور تیری اُخروی لذتوں کو پامال کر کے دُنیا میں مزے اُڑاتے ہیں۔ تو آج اپنے بل بوتے کو نہ دیکھ بلکہ کل کی طاقت پر نظر رکھ جب کہ تو موت کے پھندوں میں پھنسا ہوگا اور ملائکہ اور انبیاء اور رسولوں کے مجمع میں اللہ کے دربار میں کھڑا ہوا ہوگا اور تمام چہرے اس حیّ و قیوم کے سامنے جھکے ہونگے ؎ (حاکم زحکم دم زند گر گواہ نیست ❋ حاکم کہ خود گواہ بود قصہ مشکلست)

امیر المؤمنین! اگر میں اتنی نصیحت نہیں کر پایا جتنی کہ پہلے دانشوروں نے کی ہے تاہم میں نے شفقت و خیر خواہی میں کوتاہی نہیں کی۔ لہذا میرے اس خط کو ایک شفیق معالج خیال کر جو صحت و عافیت کی توقع پر اپنے محبوب کو کڑوی دوائیں پلاتا ہے "والسلام علیک یا امیر المؤمنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

؎ تحمل چو زہرت نماید نخست ❋ ولے شہد گردد چو در طبع رست

لا یضیع اجر من غار للہ

غیرت مندوں کا اجر ضائع نہیں ہوتا!

ذکر الحریری فی الدرۃ ان ابا العباس المبرد ذکر ان ابا عثمان المازنی قصدہ بعض اھل الذمۃ لیقرأ علیہ، کتاب سیبویہ، وبذل لہ مائۃ دینار، فامتنع ابو عثمان من قبول بذلہ، فقلت لہ جُعلت فداك، اتترك ھذہ النفقۃ مع فاقتك وشدۃ اضاقتك؟ فقال ان ھذا الکتاب یشتمل علی ثلثمائۃ کذا وکذا آیۃ من کتاب اللہ تعالی، ولست

أرى أن أمكن منه ذمياً غيرة على كتاب الله وحمية له، قال فاتفق أن غنت جارية بحضرة الواثق

اهدى السلام تحية ظلم	أظلوم إن مصابكم رجلا	بقول العرجي

فاختلف من بالحضرة في إعراب رجل فمنهم من نصبه بأن، على أنه اسمها، ومنهم من رفعه على أنه خبرها، والجارية مصرة على أن شيخها أبا عثمان، لقنها إياه، بالنصب فأمر الواثق بإحضاره، قال أبو عثمان فلما مثلت بين يديه، قال: من الرجل؟ قلت من بني مازن، قال: من أي الموازن؟ أمازن تميم أم مازن قيس أم مازن ربيعة، قلت من مازن ربيعة، فكلمني بكلام قومي، وقال لي: باسمك؟ يريد ما اسمك، وهم يقلبون الميم باء، و الباء ميماً، إذا كان في أول الأسماء فكرهت أن أجيبه على لغة قومي، لئلا أواجهه بالمكر، فقلت: بكر يا أمير المؤمنين ففطن لما قصدته، وأعجب منه، ثم قال: ما تقول في قول الشاعر ؎ أظلوم إن (البيت) أترفع رجلا أم تنصبه، فقلت: بل الوجه النصب قال، ولم ذلك؟ فقلت: إن مصابكم رجلا مصدر بمعنى إصابتكم فأخذ اليزيدي في معارضتي، فقلت هو بمنزلة قولك: إن ضربكم زيداً الظلم فالرجل مفعول مصابكم ومنصوب به، والدليل عليه أن الكلام معلق إلى أن يقول ظلم فيتم فاستحسنه الواثق ثم أمر لي بألف دينار، وردني مكرماً، قال أبو العباس: فلما عاد إلى البصرة قال: كيف رأيت يا أبا العباس رددنا لله تعالى مائة فعوضنا بألف۔

حل لغات غار (س) غَيْرَةً۔ الرجل غیرت کھانا ص غیور ج غُیاری۔ الحریری[ع] ابو القاسم بن علی بن محمد بن عثمان بصری شہر بصرہ کے قریب قصبہ مشان کے اندر ۴۴۶ھ میں پیدا ہوئے۔ نہایت ذکی۔ ہوشیار۔ نازک خیال۔ فصاحت و بلاغت میں یکتا علم لغت امثال نحو، معانی۔ بیان۔ بدیع میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔ مقامات حریری اس کا بین ثبوت ہے اس کے علاوہ درۃ الغواص فی اوہام الخواص، ملحۃ العرب وغیرہ بھی آپ نے لکھی ہیں۔ ان کی وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی ہے۔ المبرد دیکھو ص۵ ابو عثمان المازنی بکر بن محمد بن بقیہ۔ عدی بصری بڑے متقی، پرہیزگار اور اپنے زمانہ کے امام تھے۔ علم صرف کو سب سے پہلے آپ ہی نے مدون کیا۔ اس سے قبل یہ علم علم نحو میں گڈمڈ تھا آپ نے علم ادب ابو عبیدہ، اصمعی، ابو زید انصاری وغیرہ سے حاصل کیا تھا، مبرد، ریاشی، تبریزی ان کے شاگرد تھے۔ قاضی بکار بن قتیبہ کہتے ہیں کہ میں نے کسی نحوی کو نہیں دیکھا کہ وہ فقہائے مشابہت رکھتا ہو مگر حیان بن ہرمز اور مازنی، مبرد کہتے ہیں کہ نحو میں سیبویہ کے بعد مازنی سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔ علل النحو، کتاب الالف واللام، کتاب التصریف کتاب الدیباج۔ کتاب ما یلحن فیہ العامہ انہی کی تصانیف ہیں جو ایک سے ایک عمدہ ہے مازنی نے ۲۴۷ھ یا ۲۴۸ھ یا ۲۴۹ھ میں وفات پائی، اہل الذمہ دار الاسلام میں معاہدہ کے ساتھ رہنے والے یہود و نصاریٰ وغیرہم، بذل (ن، ض)، بذلاً الشیٔ دینا۔ جُہدہ پوری کوشش کرنا۔ العرجی عرج ایک منزل ہے جو مکہ معظمہ کے راستہ میں پڑتی ہے۔ الواثق۔ ابو جعفر ہارون بن معتصم بن ہارون الرشید، یہ ایک رومی کنیز قراطیس کے شکم سے ۱۹۶ھ میں مکہ کے راستے میں اس کی پیدائش ہوئی تھی معتصم کی وفات کے دن یوم پنج شنبہ ۸، ربیع الاول ۲۲۷ھ کو اس کے ہاتھ پر خلافت کی

ع تفصیلی حالات کیلئے ہماری کتاب "منظر المحصلین باحوال المصنفین" دیکھیے۔

بیعت ہوئی اور اس کا لقب واثق باللہ رکھا گیا۔ اس کی عمر ۳۲ سال تھی کہ مرض استسقاء میں مبتلا ہوا اور ۶ ذی الحجہ ۲۳۲ھ کو انتقال کر گیا مدت خلافت پانچ سال ۹ ماہ اور گیارہ روز رہی۔ العرجی دیکھو مقدمہ ص ۲۵۔ اظلوم ہمزہ ندائیہ ہے اور ظلوم ظالم کا مبالغہ ہے جس سے مراد محبوب ہے۔ مصاب مصدر میمی ہے نشانہ پر تیر مارنا۔ درد مند بنانا۔ رجلا مصاب کا مفعول بہ ہے اور موصوف ہے اہدی السلام تحیۃ جملہ صفت ہے۔ ظالم ان کی خبر ہے۔ تمثلت (ک) متولا بین یدیہ کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔ مثالۃ افضل ہونا ان متولا مانند ہونا۔ قتملۃ امم ماضی کی عبرت ناک سزائیں ج مثلات "

تشریح

علامہ حریری نے "درۃ الغواص" میں ابو العباس مبرد نحوی سے بیان کیا ہے کہ کچھ ذمیوں نے چاہا کہ ابو عثمان مازنی سے کتاب سیبویہ پڑھیں اور اس سلسلہ میں بطور نذرانہ ان کو سو اشرفیاں دیں مگر ابو عثمان قبول کرنے سے باز رہے۔ میں نے کہا: آپ پر قربان ہو جاؤں آپ اس قدر تکلیف اور فقر و فاقہ کے باوجود اس نفقہ کو چھوڑ رہے ہیں؟" آپ نے کہا" یہ کتاب قرآن پاک کی تین سو آیتوں پر مشتمل ہے غیرت کا یہ تقاضہ نہیں کہ میں ایک ذمی کو اس پر قابو دوں، مبرد کہتا ہے کہ اتفاق کی بات ایک کنیز نے واثق باللہ کے روبرو عرجی شاعر کا یہ شعر گایا ے اظلوم اے ظالم! تیرا ایسے شخص (کے دل) کو گھائل کرنا جس کا صرف اتنا قصور ہے کہ اس نے ہدیہ سلام پیش کیا ہے عظیم ترین ظلم ہے (مجلس ارباب علم سے بھری ہوئی تھی) اہل مجلس نے "رجل" کے اعراب میں اختلاف کیا چنانچہ بعض نے "ان" کا اسم قرار دیتے ہوئے نصب دیا اور بعض نے اس کی خبر مانتے ہوئے رفع دیا کنیز نے (کسی کا کہنا نہ مانا اور اس پر) اصرار کیا کہ مجھے استاد ابو عثمان مازنی نے نصب بتایا ہے واثق (بھی علم دوست آدمی تھا اس لئے تحقیق کے پیچھے پڑ گیا اور اس نے مازنی کو طلب کیا۔ مازنی کہتے ہیں کہ جب واثق کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے کہا کس قبیلہ سے ہو؟ میں نے کہا: بنی مازن سے، واثق نے کہا: کون سے مازن سے مازن تمیم سے یا مازن قیس سے یا مازن ربیعہ سے؟ میں نے کہا: مازن ربیعہ سے، پس واثق نے میری قوم ربیعہ کے محاورہ کے مطابق "ما اسمک" کے بجائے "با سمک" کہا کیونکہ مازن ربیعہ کے لوگ "با" کی جگہ میم اور میم کی جگہ "با" بولتے ہیں جب وہ اسموں کے شروع میں ہوں" میں نے اپنی قوم کی زبان کے مطابق جواب دینا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ مواجہت بالمکر لازم آتی تھی اس لئے میں نے (اپنی لغت کو چھوڑ کر) کہا: بکر، اے امیر المؤمنین! واثق میرا مقصد سمجھ گیا اور بہت خوش ہوا۔ اس کے بعد کہا: اظلوم ان مصابکم رجلا" میں رجل کو نصب دیتے ہو یا رفع؟ میں نے کہا: نصب! واثق نے کہا، کس لئے؟ میں نے کہا: مصابکم مصدر ہے بمعنی اصابتکم۔ یزیدی (اس مجلس میں موجود تھا اس) نے مجھ سے معارضہ شروع کر دیا میں نے کہا: یہ کلام، بمنزلہ "ان ضربکم زیدا ظلم" کے ہے۔ رجلا مصابکم کا مفعول ہے اس لئے منصوب ہے دلیل یہ ہے کہ کلام ظلم کہنے پر موقوف ہے ظلم کہنے کے بعد کلام تام ہوتا ہے" واثق نے اس (تقریر) کو پسند کیا اور مجھے ہزار اشرفیاں دیگر اعزاز و اکرام کیساتھ رخصت کیا۔ مبرد کہتا ہے کہ جب مازنی (مالا مال ہو کر) بصرہ آئے تو مجھ سے کہا: ابو العباس! دیکھا میں نے سو اشرفیاں واپس کیں اللہ نے اس کے بدلے میں ہزار اشرفیاں مرحمت فرما دیں،

ے مکن سعدیا دیدہ بر دست کس ✻ کہ بخشندہ پروردگار ست و بس

نُبْذَةٌ مِنْ ذِكْرِ الْحَجَّاجِ

حجاج کا تھوڑا سا تذکرہ!

ے بقومے کہ نیکی پسند د خدائے ✻ دہد خسرو عادل نیک رائے ، چو خواہد کہ ویراں کند عالمے ✻ کند ملک در پنجۂ ظالمے

يقال: ان الحجاج بعد قتل ابن الزبير ذهب الى المدينة، وعلى وجهه لثام، فرأى شيخاً خارجاً من المدينة، فسأله عن حال اهل المدينة، فقال: شرُّ حالٍ، قُتِلَ ابنُ حواري رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: مَن قتله؟ قال الفاجرُ اللعينُ الحجاجُ، عليه لعائنُ اللهِ ورُسُلِهِ من قليل المراقبة للهِ، فغضب الحجاجُ غضباً شديداً، ثم قال: ايها الشيخ! اتعرف الحجاج اذا رأيتَه؟ قال نعم، ولا عرّفه الله خيراً، ولا وقاه ضيراً، فكشف الحجاجُ اللثامَ عن وجهه، وقال ستعلمُ الآن اذا سال دمُك الساعةَ، فلما تحقق الشيخُ انه الحجاجُ، قال: ان هذا لهو العجبُ، يا حجاج! انا فلانٌ أُصرع من الجنون في كل يوم خمس مراتٍ، فقال الحجاجُ اذهب لا شفى اللهُ الابعد من جنونه ولا عافاه، وخلوصُ هذا من يد الحجاج من العجب، لانّ اقدامَهُ على القتل ومبادرتَهُ اليه امرٌ لم يُنقل مثله عن احدٍ، وكان يُخبرُ عن نفسه، ويقول: انّ اكبر لذّاتِهِ سفكُ الدماءِ، قال بعضهم: والاصلُ في ذلك انّه لمّا وُلِدَ، لم يقبل ثدياً، فتصوّرَ لهم ابليسُ في صورة الحرث بن كلدة طبيب العرب، وقال: اذبحوا له تيساً اسودَ، والعِقُوهُ من دمه، واطلوا به وجهَهُ، ففعلوا به ذلك، فقبل ثديَ اُمّهِ، وذُكِرَ انّه اُتِيَ اليه بامرأةٍ من الخوارج، فجعل يكلّمها، وهي لا تنظر اليه ولا تردّ عليه كلاماً، فقال لها بعضُ اعوانه يكلّمكِ الاميرُ وانتِ معرضةٌ، فقالت انى استحي ان انظر الى مَن لا ينظر اللهُ اليه فامر بها فقُتِلت، وقد اُحصِيَ الذى قُتِلَ بين يديه صبراً فبلغ مائة الف وعشرين الفاً.

حل لغات

نبذة شئ کا حصہ، ٹکڑا، گوشہ ج نُبَذٌ، نبذ (ض) نَبذاً۔ الشئ پھینک دینا۔ العہدَ توڑنا الحجاج مشہور ظالم کا نام ہے اسکی کنیت ابو محمد اور باپ کا نام یوسف الحکم ہے ۴۰ھ میں یا اس کے کچھ بعد پیدا ہوا۔ عبدالملک بن مروان کی جانب سے عراق اور خراسان کا گورنر تھا۔ عبدالملک کی وفات کے بعد جب ولید بن عبدالملک ولی عہد ہوا تو اس نے بھی اس کو مذکورہ بالا عہدے پر برقرار رکھا۔ حجاج کی ستم ظریفی اور خونریزی کے واقعات عجائبات عالم میں سے ہیں۔ تواریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک لاکھ بیس ہزار مسلمانوں کو اپنی حکومت کے زمانہ میں ظلماً قتل کرایا ہے۔ لڑائیوں کے مقتولین ان کے علاوہ ہیں۔ حجاج خود کہا کرتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شئے خونریزی ہے۔ اس نے صحابہؓ پر جو مظالم کئے ان کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر کو شہید کرایا حرم کہ میں کشت و خون کیا۔ خانہ کعبہ پر منجنیق سے گولہ باری کی جس کی وجہ سے حرم شریف کے پردے جل گئے سب سے اخیر میں جن بزرگ کو اس نے شہید کیا وہ سعید بن جبیر یعنی ابن عباس کے شاگرد رشید تھے۔ حجاج کے پیٹ میں سخت درد ہوتا تھا۔ عارضہ کی تشخیص میں آرا کا اختلاف ہوا ایک حاذق طبیب نے کہا: پیٹ میں کیڑے پڑ گئے ہیں چنانچہ ایک دھاگے میں گوشت باندھ کر اس کے حلق میں ڈالا اور دیر تک یونہی رکھا پھر اسکو نکالا تو اس میں سینکڑوں کیڑے لپٹے ہوئے تھے۔ حجاج تو غضب الٰہی میں مبتلا تھا اس کو کوئی دوا کیوں مفید ہوتی۔ اسکی حالت یہ تھی کہ اس کے نزدیک آگ جلائی جاتی تھی تو کچھ تسکین ہوتی تھی مگر اسکو درد سے آگ کی گرمی کا بالکل احساس نہ ہوتا تھا۔ یہ اس کے مظالم کا نتیجہ تھا جس کو اللہ نے مخلوقات کو دکھا دیا

ے ہر آنکہ تیغ ستم خنجرے برکشید ۞ فلک ہم بداں خنجرش سر برید

حجاج نے حضرت حسن بصریؒ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ دعا فرمائیں،

آپ نے جواب دیا کہ میں نے منع کیا تھا کہ اولیاء اللہ، علماء، سادات کو نہ ستا تو نے نہ مانا۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے حجاج نے کہلا بھیجا کہ آپ صحت کی دعا نہ کیجئے میری یہ خواہش بھی نہیں ہے، آپ یہ دعا کیجئے کہ اللہ جلد موت دے تاکہ اس عذاب سے نجات ملے۔ حسنؒ یہ سن کر رو دیئے۔ حجاج پندرہ دن تک اسی حالت میں رہا اور شہر واسط جو ۸۳ھ میں اسی نے آباد کیا تھا بعمر ۵۴ سال ۹۵ھ میں مرگیا جب اس کے مرنے کی کیفیت حضرت حسنؒ بصری کو پہنچی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ لوگوں نے اسکی قبر کو زمین کے برابر کرکے اس پر پانی بہا دیا تاکہ پتہ نہ لگے۔ ابن الزبیر عبداللہ ابن زبیر بن العوام مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہما ان کی ماں حضرت اسماءؓ بنت ابی بکرؓ ہیں ان کے باپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی ہیں انکی دادی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی اور ان کے دادا حضرت خدیجہؓ کے بھائی ہیں۔ ہجرت کے بعد یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا کہ ہم نے ایسا منتر کر دیا ہے کہ مہاجرین کے اولاد نہیں ہوگی حسن اتفاق چھ ماہ تک ایسا ہی ہوا مگر سال کے اندر عبداللہ پیدا ہوئے تو صحابہؓ نے فرط مسرت میں نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ پیدائش کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے گئے آپ نے کھجور چبا کر ان کے منہ میں ڈالی اور دعاء خیر کی۔ ان کی شہادت حجاج کے لشکر کے ہاتھوں مکہ معظمہ میں حرم کے اندر جمادی الاول ۷۳ھ میں ہوئی حجاج نے بی بی اسماء کے ساتھ سخت کلامی اور عبداللہ کی نعش کے ساتھ کمال بے حرمتی کی۔ لثام نقاب، ڈھاٹا ج لثم، لعائن، قال الشیخ فی الحاشیۃ " تتبعت کتب اللغۃ من الاقرب والقاموس والمنتھی التی عندی فلم اجد فی شیٔ منھا ولعل اللعائن جمع لعنۃ علی غیر قیاس انتھی۔ من کلیل کلمہ من تعلیلیہ ہے اور محذوف سے متعلق ہے۔ فسیر فسر، اُصرع مرگی ہونا۔ سفک الدماء خونریزی سفک (ض) سفکاً۔ الدم خون بہانا۔ ثدیا۔ پستان ج ثُدی ثدی (س) ثدیٰ تر ہونا۔ ثمیاء بڑی پستان والی عورت، حرث بن کلدہ دیکھو مقدمہ ص ۲۶ تیساً بکرا، نرہرن ج تیوس، التعقوہ العاقا چاٹنا۔ لعق (س) لعقاً لعقۃ چاٹنا۔ لُعقۃ چمچہ بھر چیز، لعوق ہر وہ چیز جو چاٹی جاسکے، ملعقۃ چمچہ ج ملاعق، اطلواہ، طلی (ض) طلیاً ملنا۔ اعوان جمع عون مددگار۔

تشریح: بیان کیا جاتا ہے کہ حجاج بن یوسف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو قتل کرنے کے بعد چہرہ پر نقاب ڈالے ہوئے مدینہ طیبہ آیا۔ شہر سے باہر ایک بوڑھے سے ملاقات ہوئی، حجاج نے اس سے شہر والوں کی حالت دریافت کی، بوڑھے نے کہا: بہت بری حالت ہے۔ حواری نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے کو قتل کر دیا گیا، حجاج نے پوچھا کس نے قتل کیا ہے؟ بوڑھے نے کہا: (فاسق و) فاجر حجاج نے کیونکہ اس کو بالکل خدا کا خوف نہیں ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسول کی اس پر لعنت ہو یہ سن کر حجاج تنگ بگولا ہوگیا اور بوڑھے سے بولا: او بوڑھے! اگر حجاج کو دیکھ لے تو پہچان لے گا؟ بوڑھے نے کہا ہاں، نہ شناسا کرے اس کو اللہ بھلائی سے اور نہ بچائے اس کو فرسے، حجاج نے چہرہ سے نقاب اٹھائی اور کہا: اب معلوم ہو جائے گا جب تیرا خون زمین پر بہے گا۔ جب بوڑھے کو یقین ہو گیا کہ حجاج ہی ہے تو اس نے کہا: حجاج! یہ تو بڑی عجیب بات ہے میں فلاں شخص ہوں مجھے ہر روز پانچ مرتبہ مرگی ہوتی ہے، حجاج نے کہا: دور ہو خدا تجھے جنون سے کبھی شفا نہ دے۔ اس بوڑھے کا حجاج (جیسے ستم شعار) کے پنجہ (ظلم) سے نجات پانا عجیب ہے کیونکہ قتل کے بارے میں حجاج جیسی جرأت و پیش قدمی کسی کی کبھی منقول نہیں وہ خود اپنے بارے میں کہتا تھا کہ میرے نزدیک لذیذ ترین شئ خونریزی ہے،

مٹا کر ہمارا نام زمین پر مٹا دیا ✻ ان کا تو کھیل خاک میں ہم کو ملا دیا

بعض حضرات نے اس کی وجہ یہ بیان کی ہے کہ حجاج پیدا ہوا تو دودھ پیتا تو درکنار اس نے پستان کو منہ تک نہیں لگایا حجاج کے گھر والے جب پریشان ہوگئے تو انکے پاس ابلیس مردود نے حرث بن کلدہ طبیب عرب کی شکل میں آکر کہا: اسکو کالا بکرا ذبح کرکے خون چٹا دو اور چہرہ پر بھی مل دو، گھر والوں نے ایسا ہی کیا تب حجاج نے اپنی ماں کے پستان کو قبول کیا:

؎ خوئے بد در طبیعتے کہ نشست ✻ نرہد جز بوقت مرگ از دست

ذکر کیا جاتا ہے کہ حجاج کے پاس ایک خارجیہ عورت لائی گئی حجاج اس سے گفتگو کرتا رہا مگر عورت نے نہ اس کی طرف نظر اٹھائی نہ اس کی بات کا جواب دیا حجاج کے غلام نے عورت سے کہا خلیفہ تجھ سے گفتگو کر رہا ہے اور تو رُخ پھیرے ہوئے ہے: عورت نے کہا مجھے ایسے شخص کی طرف نظر کرنے سے شرم آتی ہے جس کی طرف خدا نظر نہیں کرتا۔ حجاج نے اس کے قتل کا حکم کر دیا اور وہ اسی وقت قتل کر دی گئی،

ے چاٹے بغیر خون کوئی رہتی ہے تیری تیغ ٭ ہے یہ تو اس کو چاٹ ستمگر لگی ہوئی (ذوق)

حجاج کے سامنے جو ظلماً مقتول ہونیوالوں کو شمار کیا گیا تو انکی تعداد ۱۲۰۰۰۰ تک پہنچی

ے اے نازنیں پسر تو چہ مذہب گرفتۂ ٭ کت خون ما حلال تر از شیر مادرست (حافظ)

فائدہ :- اسلام میں چار شخص ایسے گذرے ہیں جن میں سے ہر ایک نے لاکھوں آدمیوں کو ظلماً قتل کیا ہے اوّل حجاج بن یوسف دوم ابو مسلم خراسانی سوم بابل خرمی چہارم برقعی :-

رُبَّ اَخٍ لَمْ تَلِدْهُ اُمُّكَ

بہت سے منہ بولے بھائی!

اِتَّفَقَ اَنَّهٗ كَانَ شَاعِرٌ مِنَ الْعَجَمِ يُعْرَفُ بِالْغَسَّانِي وَفَدَ عَلٰى اَحْمَدَ بْنِ مَرْوَانَ وَكَانَتْ عَادَتُهٗ اِذَا وَفَدَ عَلَيْهِ يُكْرِمُهٗ، وَيَبَرُّهٗ وَلَا يَسْتَحْضِرُهٗ اِلَّا بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ، وَاتَّفَقَ اَنَّ الْغَسَّانِيَّ لَمْ يَكُنْ اَعَدَّ شِعْرًا يَمْدَحُهٗ بِهٖ ثِقَةً بِنَفْسِهٖ، فَاَقَامَ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ وَلَمْ يَفْتَحْ عَلَيْهِ بِشَيْءٍ، فَاَخَذَ قَصِيْدَةً مِنْ شِعْرِ ابْنِ اَسَدٍ وَلَمْ يُغَيِّرْ مِنْهَا غَيْرَ الْاِسْمِ فَغَضِبَ الْاَمِيْرُ وَقَالَ: هٰذَا الْاَعْجَمِيُّ يَسْخَرُ مِنَّا وَاَمَرَ اَنْ يُكْتَبَ بِذٰلِكَ اِلَى ابْنِ اَسَدٍ فَاَعْلَمَ الْغَسَّانِيَّ بَعْضُ الْحَاضِرِيْنَ بِذٰلِكَ فَجَهَّزَ الْغَسَّانِيُّ غُلَامًا جَلْدًا اِلَى ابْنِ اَسَدٍ يَسْتَخِلُّ عَلَيْهِ وَيُعَرِّفُهُ الْعُذْرَ، فَوَصَلَ الْغُلَامُ اِلَى ابْنِ اَسَدٍ قَبْلَ وُصُوْلِ قَاصِدِ ابْنِ مَرْوَانَ، فَلَمَّا عَلِمَ ذٰلِكَ كَتَبَ الْجَوَابَ اِلَى ابْنِ مَرْوَانَ اَنَّهٗ لَمْ يَقِفْ عَلٰى هٰذِهِ الْقَصِيْدَةِ اَبَدًا، وَلَمْ يَرَهَا اِلَّا فِي كِتَابِهٖ، فَلَمَّا وَقَفَ ابْنُ مَرْوَانَ عَلَى الْجَوَابِ اَسَاءَ عَلٰى السَّاعِي وَسَبَّهٗ وَقَالَ: اِنَّمَا تُرِيْدُ اِسَاءَتِي بَيْنَ الْمُلُوْكِ، ثُمَّ اَحْسَنَ الْغَسَّانِيَّ وَاَكْرَمَهٗ غَايَةَ الْاِكْرَامِ وَعَادَ اِلٰى بِلَادِهٖ فَلَمْ يَمْضِ عَلٰى ذٰلِكَ مُدَّةٌ حَتّٰى اجْتَمَعَ اَهْلُ مَيَّافَارِقِيْنَ، وَدَعَوْا ابْنَ الْاَسَدِ عَلٰى اَنْ يُوَقِّرُوْهُ عَلَيْهِمْ، وَاُقِيْمَتِ الْخُطْبَةُ لِلسُّلْطَانِ مَلِكْشَاه وَاِسْقَاطِ اسْمِ ابْنِ مَرْوَانَ، فَاَجَابَهُمْ اِلٰى ذٰلِكَ، وَحَشَدَ ابْنُ مَرْوَانَ، وَنَزَلَ عَلٰى مَيَّافَارِقِيْنَ، فَاَعْجَزَهٗ اَمْرُهَا، فَسَيَّرَ اِلٰى نِظَامِ الْمُلْكِ وَالسُّلْطَانِ، يَسْتَمِدُّهُمَا، فَاَنْفَذَ اِلَيْهِ جَيْشًا، وَمُقَدَّمُهُمُ الْغَسَّانِيُّ الشَّاعِرُ وَكَانَ قَدْ تَقَدَّمَ عِنْدَ السُّلْطَانِ، فَصَدَقُوا الْحَمْلَةَ عَلٰى مَيَّافَارِقِيْنَ فَمَلَكُوْهَا عَنْوَةً، وَقُبِضَ عَلَى ابْنِ اَسَدٍ وَجِيْءَ بِهٖ اِلٰى

ابن مروان فامر بقتله، فقام الغسانی وجد العنایة فی الشفاعة حتی خلصہ، وکفلہ بعد عنتٍ شدیدٍ ثم اجتمع بہ وقال اتعرفنی؟ قال: لا، واللہ، ولکن اعرف انک ملکٌ من السماء، منّ اللہ علیّ بک لبقاء مہجتی، فقال: انا الذی ادّعیتُ قصیدتک، وسترتَ علیّ، وما جزاء الاحسان الا الاحسان، فقال ابن اسد: ماسمعت بقصیدۃ نجدت فنفعت صاحبہا، الا ھذہ فجزاک اللہ خیرا، وانصرف الغسانی من حیث جاء۔ ——————

حل لغات | لم تلدہ دیکھو ص۲۵ ابن اسد مصری ظریف خوش طبع شاعر تھا۔ شیخ صلاح الدین نے بیان کیا ہے کہ میں اس کر قاہرہ میں بارہا ملاقات کی ہے اور اس کے اشعار سنے ہیں اس نے شاشات خلیج، زوائد، نوادر، امثال وغیرہ میں کتابیں بھی لکھی ہیں جو قاہرہ میں موجود ہیں ۲۲۲ھ میں وفات پائی۔ تسخر (س) سخرا، سخراً۔ بہ، منہ ٹھٹھا کرنا، جلد مضبوط، قوی ج اجلاد۔ الساعی، چغل خور، میا فارقین میا ایک لڑکی کا نام تھا۔ اسی نے شہر میا فارقین بنایا تھا اسی لئے اس کو میا فارقین کہتے ہیں اس سے پہلے اس کو مدینۃ الشہداء کہا جاتا تھا حشدا (ن، ض) حشدا۔ الشئ جمع کرنا۔ مراد لشکر کشی، نظام الملک حسن بن علی بن اسحاق بن عباس، کنیت ابو علی، لقب نظام الملک قوام الدین تھا۔ بروز جمعہ ۱۲ ذیقعدہ ۴۰۸ھ کو نوقان ضلع طوس میں پیدا ہوا۔ طوس مردم خیز جگہ ہے یہاں نظام الملک، غزالی، فردوسی تین بڑے مشہور شخص گذرے ہیں۔ کسی کا شعر ہے:۔ ؎ ہر دبیر و شاعر و مفتی کہ او طوسی بود ؎ چوں نظام الملک و غزالی و فردوسی بود نظام الملک وزیر سلطنت، عالم دین، قدر شناس علماء تھا۔ اس کی مجلس ہر وقت علماء کبار اور صوفیاء نامدار اور اہل ادب سے بھری رہتی تھی، اسی نے نظامیہ یونیورسٹی کی ۴۵۷ھ میں بنیاد رکھی جس کی تکمیل ۴۵۹ھ میں ہوئی اس جامعہ کیلئے تین کروڑ سالانہ کی جاگیر وقف کی حدیث شریف کے درس میں طالب علمانہ طور سے حاضر ہوتا۔ گاہے گاہے خود بھی روایت کیا کرتا اور کہا کرتا کہ میرا شمار راویان حدیث میں ہوگا۔ جس وقت اذان سنتا تھا خواہ کیسے ہی ضروری کام میں مصروف کیوں نہ ہو چھوڑ کر اٹھ جاتا تھا اور نماز کے بعد اس کو انجام دیتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ شخص اپنی عقل و تدبیر کی وجہ سے دولت سلجوقیہ کی پیشانی کا نور تھا۔ اصول جہانداری پر فارسی زبان میں "سیاست نامہ" اسی کی تصنیف ہے جو اب تک علماء اور ادباء میں مقبول ہے، ۱۰ رمضان ۴۸۵ھ میں ایک باطنی ملحد نے قتل کر دیا اس سازش میں تاج الملک خسرو بھی شریک تھا، ابو الہیجا مقاتل بن عطیہ نے مرثیہ میں یہ قطعہ کہا ؎

کان الوزیر نظام الملک لؤلؤۃ ❁ یتیمۃ صاغہا الرحمٰن من شرف

عزت فلم تعرف الایام قیمتہا ❁ فردہا غیرۃ منہ الی الصدف

ترجمہ: نظام الملک ایک نفیس موتی تھا جسے رحمٰن نے دریائے شرف سے نکالا تھا اس نے دنیا کو اپنی آب و تاب دکھائی مگر دنیا نے اس کی قدر و قیمت نہ پہچانی۔ اس لئے غیرت الٰہیہ نے اس کو پھر صدف ہی میں رکھ دیا۔ ملک شاہ اتز بن الپ ارسلان بن داؤد بن میکائل بن سلجوق مولود ۴۴۷ھ متوفی ۴۸۵ھ نہایت عادل، دیندار، عالی مرتبہ بلند حوصلہ بادشاہ تھا۔ آل سلجوق میں اس کا عہد ہر لحاظ سے ممتاز ہے جس طرف اس نے رخ کیا کامیابی حاصل کی۔ انطاکیہ سے قسطنطنیہ تک رومیوں کو پسپا کرتا ہوا چلا گیا اور ان کے ملک میں جابجا تقریباً پچاس منبر قائم کئے۔ قیصر نے ایک ہزار دینار سالانہ جزیہ پر صلح کی اور ان تمام فتوحات میں دو ماہ سے زائد نہیں صرف ہوئے یستمد استمد لوا مدد طلب کرنا۔ عنوۃ (ن) زبردستی یا صلح سے لینا۔ عنا: جھکنا (س) تھکنا۔ مہجۃ روح۔ ہر چیز کا بہتر اور خالص حصہ ج مہج (ف) مہجا بیماری کے بعد چہرہ پر رونق آنا۔ جحدت (ف) جحدا۔ جحودا جھٹلانا۔ کفر کرنا۔ ص جاحد (س) جحدا الشئ کم ہونا۔

تشریح: ایک مرتبہ ایک عجمی شاعر جو غسانی کے ساتھ مشہور ہے احمد بن مروان کے پاس آیا۔ احمد بن مروان کی عادت تھی کہ جب غسانی اس کے پاس آتا تو اعزاز و اکرام کے ساتھ اس کی میزبانی کرتا اور تین روز سے قبل کبھی نہ بلاتا۔ حسن اتفاق شاعر نے اپنی قدرت کلامی پر اعتماد کرتے ہوئے کوئی شعر پہلے سے تیار نہیں کیا تھا جس سے وہ اس کی تعریف کر سکے۔ تین روز تک قیام کیا مگر شعر کی آمد نہیں ہوئی رجب مجبور ہو گیا، تو اس نے ابن اسد کے اشعار کا ایک قصیدہ سنا ڈالا اور اس میں نام کے علاوہ کوئی تغیر نہیں کیا۔ امیر کو غصہ آ گیا اس نے کہا یہ عجمی ہم کو ٹھٹھا کرتا ہے۔ فوراً حکم کیا کہ ابن اسد کے پاس لکھا جائے کہ یہ اشعار تیرے ہیں یا غسانی کے؟ حاضرین میں سے کسی نے غسانی کو اطلاع کر دی غسانی نے فوراً ایک چست و چالاک غلام کو ابن اسد کے پاس روانہ کیا تاکہ وہ غسانی کی طرف سے معذرت کر دے۔ غلام نے ابن مروان کے قاصد سے پہلے ابن اسد کے پاس جا کر صورت حال سے باخبر کر دیا۔ ابن اسد نے ابن مروان کے پاس لکھدیا کہ میں تو اس قصیدہ کو جانتا بھی نہیں صرف آپ ہی کے خط میں دیکھا ہے۔ جب ابن مروان جواب پر مطلع ہوا تو اس نے چغلخور کو سرزنش کی اور کہا: تو مجھے بادشاہوں کے درمیان رسوا کرنا چاہتا ہے؟ اس کے بعد غسانی کو انعام دیا اور اعزاز و اکرام کیا۔ غسانی اپنے شہر میں لوٹ آیا۔ اس (قصہ) پر کچھ زیادہ مدت نہیں گذری تھی کہ میا فارقین والے متفق ہو گئے اور ابن اسد کو دعوت دی کہ ہم آپ کو اپنا سردار بنانا چاہتے ہیں اور سلطان ملک شاہ کیلئے اور ابن مروان کے نام کو ساقط کرنے کیلئے خطبہ قائم کیا گیا۔ اور ابن اسد نے ان کی اس بات کو قبول کر لیا۔ ادھر ابن مروان فوج جمع کر کے میا فارقین پر پہنچ گیا۔ مگر میا فارقین کے معاملہ نے اس کو عاجز کر دیا۔ اس لئے اس نے نظام الملک اور ملک شاہ کے پاس قاصد بھیج کر مدد طلب کی۔ انہوں نے غسانی شاعر کی معیت میں امداد کا فوجی دستہ روانہ کر دیا۔ غسانی شاعر پہلے ہی ملک شاہ کے پاس آیا ہوا تھا۔ انہوں نے میاں فارقین والوں پر زور دار حملہ کیا اور زبردستی قابض ہو گئے ابن اسد کو گرفتار کر کے ابن مروان کے پاس لایا گیا۔ ابن مروان نے قتل کا حکم کر دیا۔ غسانی شاعر نے اٹھ کر بے لوث سفارش کی اور بڑی جانفشانی اور شفقت کے ساتھ کفالت کر کے اس کو نجات دلائی اس کے بعد ابن اسد اور غسانی کی تنہائی میں ملاقات ہوئی۔ غسانی نے کہا مجھے پہچانتا ہے؟ ابن اسد نے کہا نہیں صرف اتنا جانتا ہوں کہ تو کوئی آسمانی فرشتہ ہے اللہ نے تیرے ذریعہ میری جان بچا کر احسان عظیم فرمایا ہے غسانی نے کہا۔ میں وہی شخص ہوں جس نے (کسی ضرورت سے) تیرے قصیدہ کو اپنی طرف منسوب کیا تھا اور تو نے اس کے راز کو چھپا لیا تھا۔ احسان کا بدلہ تو احسان ہی ہے۔ ابن اسد نے کہا، میں نے اس کے علاوہ کسی قصیدے کے متعلق نہیں سنا کہ اس کا انکار کیا گیا ہو پھر بھی اس نے صاحب قصیدہ کو نفع پہنچایا ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے۔ اس کے بعد غسانی جہاں سے آیا تھا وہیں واپس ہو گیا۔"

وعن عبد الله بن سوار قال: قال لي الربيع الحاجب: أتحب ان تسمع حديث ابن هبيرة مع مسلمة؟ قلتُ: نعم، قال: فارسل لخصيّ كان لمسلمة يقوم على وضوئه بجماعه فقال: حدّثنا حديث ابن هبيرة مع مسلمة قال: كان مسلمة بن عبد الملك يقوم من الليل فيتوضّأ ويتنفّلُ حتى يصبحَ فيدخل على امير المؤمنين، فاني لاصبُّ الماءَ على يديه من آخر الليل وهو يتوضّأ اذ صاح صائحٌ من وراء الرواق انا بالله وبالامير فقال مسلمة: صوتُ ابن هبيرة اخرج اليه فخرجتُ اليه ورجعتُ واخبرتُه، فقال: أدخِله فدخل فاذا رجل يميد نعاسًا، فقال: انا بالله وبالامير، قال انا بالله وانتَ بالله. ثم قال:

انا بالله و بالامير، قال: انا بالله وانتَ بالله، حتى قالها ثلاثا، ثم قال: انا بالله، فسكت عنه، ثم قال لي: انطلِق به، فوضِّئه، وليُصلِّ، ثم اعرض عليه احبَّ الطعام، وأْته به وافرش له في تلك الصُفّة، لصفةٍ بين يدى بيوتِ النساء، ولا توقظه حتى يقوم متى قام، فانطلقتُ به فتوضّأ وصلّى وعرضتُ عليه الطعام، فقال شربة سويق، فشرِبَ وفرشتُ له فنام، وجئتُ الى مسلمة، فاعلمتُه، فغدا الى هشام فجلس عنده حتى اذا حان قيامه قال: يا امير المؤمنين لى حاجةٌ، قال: قَضَيتُ الا ان تكون فى ابن هبيرة، قال: رضيتُ يا امير المؤمنين، ثم قام مُنصرفًا، حتى اذا كاد ان يخرج من الايوان رجع فقال يا امير المؤمنين ما عوّدتنى ان تستثنى فى حاجةٍ من حوائجى، وانى اكره ان يتحدّثَ الناسُ انك احدثتَ علىَّ الاستثناءَ، قال لا استثنى عليك، قال: فهو ابن هبيرة، فعفا عنه

حل لغات عبدالله ... دار دیکھو مقدمہ ص۲۷۔ ابن ہبیرہ دیکھو ص۱۲۵۔ مسلمۃ بن عبدالملک بن مروان متوفی ۱۲۲ھ دولت امویہ میں مشہور فاتح حکمران تھا۔ ہمیشہ رومیوں کے مقابلہ میں رہا۔ ہر سال ان کے اوپر فوج کشی کرتا تھا اور ان کے ہاتھ سے بڑے بڑے قلعے چھین لیتا تھا۔ اس نے جو قلعے لئے تھے ان میں سے بعض کے نام یہ ہیں ... طوانہ، عمواز، ہرقلہ، قونیہ، سطیہ، طرسوس وغیرہ عبدالملک کی جانب سے جزیرہ آذربیجان کا والی تھا اور اسی نے ۱۰۲ھ میں یزید بن مہلب بن ابی صفرہ کو قتل کیا ہے۔ رُواق برآمدہ۔ سائبان اور بقول امام مطرزی چھت سے لے کر نیچے تک کا پردہ ج أرْوِقة۔ رُوق۔ راق (ن) روقاً۔ الشرابُ صاف ہونا۔ روقانا۔ ہ الشیَٔ پسند آنا۔ یمید (ض) مَیداً مَیدانا ہلنا۔ جھکنا۔ س مائد ج مَیدیٰ۔ نعاس اونگھ۔ نعس (ف، ن) نعساً۔ الرجلُ اونگھنا۔ سویق ستو۔ حان (ض) حَینونۃ وقت کا آنا۔ حین وقت ج أحیان۔ ایوان محل ج أواوین ؛

تشریح: عبداللہ بن سوار نے بیان کیا ہے کہ ربیع حاجب نے مجھ سے کہا۔ آپ ابن ہبیرہ کا قصہ سننا چاہتے ہیں جو مسلمہ کیساتھ پیش آیا ہے میں نے کہا۔ ہاں! پس ربیع نے خصی کو بلایا جو مسلمہ کے ہاں رہتا تھا اور اس کو وضو کراتا تھا وہ آگیا۔ ربیع نے اس سے کہا: مسلمہ کے ساتھ ابن ہبیرہ کا جو قصہ پیش آیا ہے اس کو بیان کر۔ خصی نے کہا: مسلمہ رات میں اٹھ کر وضو کر کے صبح تک نفل نماز پڑھتا تھا۔ ایک مرتبہ میں اس کو وضو کرا رہا تھا کہ یکایک ایک شخص نے پردے کے پیچھے سے آواز دی: میں اللہ کی اور امیر المؤمنین کی پناہ چاہتا ہوں۔ مسلمہ نے کہا: یہ آواز تو ابن ہبیرہ کی معلوم ہوتی ہے۔ جا دیکھ کر آ۔ میں اس کے پاس گیا اور واپس آکر خبر دی۔ مسلمہ نے کہا اندر بلا لے۔ وہ اندر آگیا۔ دیکھا تو وہ نیند کی وجہ سے ڈول رہا تھا اس نے کئی مرتبہ کہا انا باللہ و بالامیر۔ مسلمہ نے جواب دیا انا باللہ وانت باللہ۔ تیسری بار انا باللہ کہہ کر خاموش ہوگیا۔ مسلمہ نے مجھ سے کہا: اس کو وضو کرا دے تاکہ نماز پڑھ لے۔ نماز کے بعد کھانے کیلئے پوچھ لینا اور جو مرغوب ہو کھلا دینا۔ اور عورتوں کے مکان کے سامنے جو چبوترہ ہے اسی پر بچھونا بچھا دینا اور جب تک یہ خود نہ اُٹھے اس وقت تک بیدار نہ کرنا پس میں نے اس کو وضو کرائی اس نے نماز پڑھی میں نے کھانے کو دریافت کیا تو اس نے ستو کا شربت طلب کیا (میں نے پیش کر دیا) اس نے پی لیا۔ اس کے بعد میں نے بچھونا بچھا دیا اور وہ سو گیا میں نے مسلمہ کو اطلاع کی وہ ہشام کے پاس آیا اور کافی دیر تک اس کے پاس بیٹھا رہا جب اُٹھنے کا وقت آیا تو مسلمہ نے کہا! امیر المؤمنین

میری ایک ضرورت ہے؟ اس نے کہا: ہم نے پوری کی الّا یہ کہ وہ ابن ہبیرہ کے بارے میں ہو۔ مسلمہ نے کہا: میں راضی ہوں۔ یہ کہہ کر واپس ہوگیا
جب محل سے نکلنے کے قریب ہوا تو پھر لوٹ گیا اور کہا: امیر المؤمنین! آپ نے مجھے میری کسی ضرورت میں استثناء کا عادی نہیں بنایا میں اس کو
اچھا نہیں سمجھتا کہ لوگ یہ کہیں کہ امیر المؤمنین مسلمہ کے حق میں بھی استثناء کرنے لگا۔ اس نے کہا: اچھا میں کوئی استثنا نہیں کرتا۔ مسلمہ نے کہا:
وہ ابن ہبیرہ ہی ہے پس اس کو معاف کردیا!

اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّۃِ الْمَتِیْنُ

اللہ ہی ہے روزی دینے والا زور آور مضبوط!

ع	تو بندگی چو گدایاں بشرط مزد مکن ✻ کہ دوست خود روش بندہ پروری داند،
ھ	ادیم زمیں سفرۂ عام او ست ✻ چہ دشمنی بریں خوان یغما چہ دوست،

نقل الشیخ عبد الرحمٰن بن سلام المقریٔ فی کتاب العقائد ان سلیمان لما رأی ان اللّٰہ تعالٰی اوسع له الدنیا، وصارت بیده، قال: الٰہی لو اذنت لی ان اُطعم جمیع المخلوقات سنة کاملة فاوحی اللّٰہ الیه انك لن تقدر علی ذلك، فقال: الٰہی اسبوعًا، فقال اللّٰہ تعالٰی لن تقدر فقال، الٰہی، یومًا واحدًا، فقال تعالٰی: لن تقدر، فقال: الٰہی، ولو یومًا واحدًا: فاذن اللّٰہ تعالٰی له فی ذلك فامر سلیمان الجن والانس. بان یاتوا بجمیع ما فی الارض من ابقار واغنام و من جمیع ما یؤکل من اجناس الحیوان من طیر وغیر ذلك فلما جمعوا ذلك اصطنعوا له القدور الراسیات، ثم ذبح ذلك، وطبخه وامر الریح ان تهب علی الطعام لئلا یفسد، ثم مد ذلك الطعام فی البریة، فکان طول ذلك السماط مسیرة شهر، وعرضه مثل ذلك، ثم اوحی اللّٰہ تعالٰی الیه یا سلیمان بمن تبتدئ من المخلوقات؟ فقال سلیمان: ابتدئ بدواب البحر، فامر اللّٰہ حوتًا من البحر المحیط ان یاکل من ضیافة سلیمان، فرفع ذلك الحوت رأسه. وقال یا سلیمان سمعت انك فتحت باب الضیافة، وقد جعلت علیك ضیافتی فی هذا الیوم فقال سلیمان: دونك: والطعام، فتقدم ذلك الحوت، واکل من اول السماط فلم یزل یاکل حتی انی الی اٰخره فی لحظة ثم نادی اَطعمنی یا سلیمان واشبعنی، فقال له سلیمان: اکلت الجمیع وما شبعت، فقال الحوت هٰکذا یکون جواب صاحب الضیافة للضیف؟ اعلم یا سلیمان ان لی فی کل یوم مثل ما صنعت ثلاث مرات، وانت کنت السبب فی منع رزقی فی هذا الیوم، وقد قصرت فی حقی، فعند ذلك خر سلیمان ساجدًا لله تعالٰی وقال سبحان المتکفل بارزاق الخلائق من حیث لا یعلمون۔

حل لغات اُسبوع ہفتہ ج اسابیع۔ ثِیْران جمع بقر۔ اغنام جمع غنم۔ قدور جمع قدر۔ راسیات جمع راسیۃ اتنی بڑی دیگ جو زنی ہونے کی وجہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلے (ٹھوس)۔ برّیۃ جنگل بیابان ج براری۔ سِماط دسترخوان ج سُمُط۔ حوت مچھلی عموماً بڑی مچھلی پر اطلاق ہوتا ہے ج حیتان۔ دونک اسم فعل ہے بمعنی خذ یعنی لے لے یقال۔ دونک زیداً۔ زید کو پکڑ۔ راتبۃ وظیفہ ج رواتب ۔

تشریح: شیخ عبدالرحمن بن سلام المقری نے کتاب العقائد میں نقل کیا ہے کہ جب حضرت سلیمانؑ نے دیکھا کہ اللہ نے آپ کے لئے دُنیا وسیع کر دی اور جہان آپ کے زیرنگین ہو گیا تو آپ نے عرض کیا: بار الٰہا! اگر آپ مجھے جمیع مخلوقات کو ایک سال تک کھلانے کی اجازت فرمادیں (تو میری بڑی خوش قسمتی ہوگی) اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ سلیمان! یہ تیرے بس کی بات نہیں ہے۔ آپ نے عرض کیا: خدایا! ایک ہفتہ۔ اللہ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی تیرے بس کی بات نہیں۔ آپ نے کہا ایک روز۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کہا، خدایا! ایک وقت کی اجازت تو ہو جانی ہی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اجازت دیدی۔ پس حضرت سلیمانؑ نے جن وانس سب کو حکم کیا کہ جس قدر بھی زمین پر گائے بکری وغیرہ ہوں اور جنس حیوان کے جتنے بھی ماکول جانور ہوں مثلاً پرندے وغیرہ سب کو جمع کریں۔ چنانچہ جن وانس نے سب کچھ جمع کیا اور بڑی بڑی دیگیں تیار کی گئیں، پھر حیوانات کو ذبح کر کے پکایا گیا اور ہوا کو کھانے پر چلنے کا حکم دیا تاکہ کھانا خراب نہ ہو پھر کھانے کو جنگل میں چُنا گیا تو اس دسترخوان کے طول وعرض کی مقدار ایک ماہ کی مسافت تھی۔ اللہ نے حضرت سلیمانؑ کے پاس وحی بھیجی کہ تُو مخلوق میں سے کس سے شروع کرنا چاہتا ہے؟ آپ نے عرض کیا: دریائی جانوروں سے سو اللہ نے بحر محیط کی ایک مچھلی کو حکم دیا کہ وہ سلیمان کی ضیافت سے کھائے۔ مچھلی نے سر اُٹھا کر کہا، سلیمانؑ میں نے سنا ہے کہ تو نے ضیافت کا دروازہ کھولا ہے اور میری ضیافت کی ہے۔ حضرت سلیمانؑ نے کہا، لے اور کھا، شروع کر، مچھلی آگے بڑھی اور دسترخوان کے ایک کنارے سے کھانا شروع کیا اور آن واحد میں سب چٹ کر گئی اور کہنے لگی: سلیمان! اور کھلا اور مجھے سیر کر حضرت سلیمانؑ نے کہا سب کچھ تو کھا گئی پھر بھی تیرا پیٹ نہیں بھرا۔ مچھلی نے کہا: کیا مہمان کیلئے میزبان کا یہی جواب ہوتا ہے۔ واضح ہو کہ مجھے ہر روز اتنے سے تین گنے ملتے ہیں اور آج میرے وظیفے کے نہ ملنے کا سبب تو ہے۔ تو نے میری حق تلفی کی ہے۔ پس حضرت سلیمانؑ سربسجود ہو گئے اور فرمایا: پاک ہے وہ ذات جو مخلوق کے رزق کی اسطرح متکفل ہو کر قیاس سے بھی بالاتر ہے۔

جملہ را رزاق روزی می دہد ❁ قسمت ہر کس کہ پیشش می نہد
سالہا خوردی وکم نامد ز خور ❁ ترک مستقبل کن و ماضی را نگر

بَسْطُ الْمَعْدَلَةِ وَرَدُّ الْمَظَالِمِ

عدل گستری و دفع مظالم!

؎	از تو گر انصاف آید در وجود ❁ بہ کہ عمرے در رکوع و در سجود
؎	پادشاہے کو طرح ظلم افگند ❁ پائے دیوار ملک خویش بکند

روی عن الشیبانی قال حدثنا محمد بن زکریا عن عباس المفضل الهاشمی فی خطبة ابن حمید قال انی لواقف علی راس المامون یوماً وقد جلس للمظالم فکان اٰخر مَن تقدّم الیه (وقد هَمّ بالقیام) امرأة علیها هیئة السفر وعلیها

ثيابٌ رثةٌ فوقفت بين يديه فقالت السّلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فنظر المامونُ الى يحيى بن اكثم فقال لها يحيى وعليك السّلام يا امة الله تكلّمي في حاجتك فقالت ؎

يا خيرَ منتصفٍ يُهدىٰ له الرشدُ	ويا اماماً به قد أشرقَ البلدُ
تشكوا اليك عميدُ القوم ارملةٌ	عُدِيَ عليها فلم يترك لها سَبَدُ
وابتزّ منّي ضياعي بعد منعتها	ظلماً وفُرِّقَ منّي الاهلُ والولدُ

فاطرقَ المامونُ حيناً ثم رفع راسه اليها وهو يقول ؎

في دون ما قلتِ زالَ الصبرُ والجلدُ	عنّي واُقرِحَ منّي القلبُ والكبدُ
هذا اذانُ صلٰوة العصرِ فانصرفي	واحضري الخصمَ في اليوم الذي اَعِدُ
والمجلس السبتُ ان يقضِ الجلوسُ لنا	نُنصِفكِ منه والّا المجلسُ الاحدُ

قال فلما كان يوم الاحد جلس فكان اوّلَ مَن تقدّم اليه تلك المرأة فقالت السّلام عليك يا امير المؤمنين ورحمة الله وبركاته فقال وعليك السلام اين الخصمُ فقالت الواقف على راسك يا امير المؤمنين واومأت الى العباس ابنه فقال يا احمد بن ابي خالد خذ بيده فاجلسه معها مجلس الخصوم فجعل كلامها يعلو كلامَ العباس فقال لها احمد بن ابي خالد يا امةَ اللهِ انكِ بين يدي امير المؤمنين وانكِ تكلّمين الاميرَ فاخفضي من صوتِكِ فقال المامونُ دعها يا احمد فانّ الحقّ انطقها واخرسه ثم قضى لها بردّ ضيعتها اليها وظلم العبّاس بظلمه لها وامر بالكتاب لها الى العامل ببلدها ان يوغر لها ضيعتها ويحسن معاونتها وامر لها بنفقة ۔

حلِّ لغات

الشيبانی ابوعمرو اسحاق بن مرار مولود ۹۶ھ متوفی ۲۰۶ھ علم لغت اور فن شعر میں اپنے زمانہ کے امام تھے، امام عبید یعقوب بن سکیت، امام احمد بن حنبل جیسے بلند پایہ حضرات ان کے تلامذہ میں سے تھے آپنے بہت سی کتابیں لکھی ہیں جن میں مشہور ترین کتاب النوادر الکبیر ہے آپنے تقریباً ایک سو دس ۱۱۰ سال کی عمر پائی ہے اپنے ہاتھ سے قرآن پاک لکھتے تھے۔ تقریباً اسی ۸۰ قرآن لکھے ہوں گے محمد بن زکریا متوفی ۳۱۱ھ شہر رَی میں پیدا ہوئے وہیں نشو ونما پایا۔ اس کے بعد تقریباً تیس سال کی عمر میں بغداد منتقل ہو گئے ابتداءً علوم عقلیہ علم ادب، شعر وشاعری سے دلچسپی تھی۔ اس کے بعد علم فلسفہ اور علم طب کا شوق پیدا ہوا اور پورے انہماک کیساتھ ادھر لگ گئے یہاں تک کہ حاذق اطباء میں شمار ہونے لگے کتاب الحاوی انہی کی تصنیف ہے جو تیس ۳۰ جلدوں میں سما سکتی ہے اور آج تک مرجع اطباء ہے۔ موصوف نے شاہ منصور بن نوح کیلئے صناعت کیمیا کے اثبات میں ایک کتاب لکھی تھی۔ شاہ نے دیکھ کر کہا، جو کچھ اس میں لکھا ہے اس کو بالفعل

کر کے دکھایا نہ کر سکے تو شاہ نے ان کے سر پر اسی کتاب سے ضربیں لگوائیں جس کے صدمہ سے انکی بینائی جاتی رہی۔ ابن حمید ابو عثمان سعید بغدادی متوفی ۲۶۶ھ صاحب "انتصاف العرب من العجم" المامون دیکھو ص ۲۴ اثیاب رثہ پھٹے پُرانے کپڑے یحییٰ بن اکثم بن محمد بن قطن بن سمعان ابو محمد تمیمی مروزی مولود ۲۴۲ھ فقیہ وقت، محدث عصر امور قضاء کا واقف کار اور صاحب بصیرت شخص تھا۔ انہی اوصاف کی وجہ سے مامون نے ان کو بغداد کا قاضی مقرر کیا اور اپنی مملکت کے تمام وزراء کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں دی تھی۔ بیس سال کی عمر میں وہ بصرہ کے قاضی ہوئے اہل بصرہ نے کم عمر سمجھا تو فرمایا کہ میں عتاب بن اسیدؓ سے عمر میں بڑا ہوں جن کو حضورؐ نے مکہ معظمہ کا قاضی بنایا تھا اور معاذ بن جبلؓ سے بھی عمر میں زیادہ ہوں جن کو حضورؐ نے یمن کا قاضی بنایا تھا۔ منتصف انتصف سے اسم فاعل ہے۔ حق لینا۔ عمید القوم سردار جو عمدلہ۔ ارملہ۔ فقیر و مسکین اور بیوہ عورت جو اراہل عدا (ن) عدوا ناظلم کرنا سبد کم بال یقال "مالہ سبد ولا لبد" اس کے پاس نہ تو بال ہیں اور نہ اُون یعنی اسکے پاس کچھ بھی نہیں۔ سبد (ن) سبدًا الشعر بال مونڈنا ابتز توٹ لیا ضیاع زمین العباس بن المامون ۲۱۳ھ میں ان کے والد مامون نے جزیرہ کا والی مقرر کیا اور جمادی الثانی ۲۱۸ھ میں طوانہ مقرر کیا کہ اس کو آباد کرے۔ عباس نے ایک میل لمبا اور ایک میل چوڑا شہر آباد کیا اور مختلف جنگ جو قوموں کو وہاں آباد کیا۔ شہر کی فصیل تین میل مدور تھی۔ مامون کے انتقال کے بعد عباس اور اس کے چچا معتصم میں تنازعہ ہوا لیکن آخر میں معتصم کی خلافت پر بیعت کیلئے تیار ہو گیا ۲۲۳ھ میں معتصم رومیوں کے مقابلہ کیلئے نکلا اور فتح حاصل کرنے کے بعد قسطنطنیہ کیطرف بڑھنا چاہا تو معلوم ہوا کہ کچھ لوگوں نے عباس کے ہاتھ پر بیعت شروع کر دی۔ معتصم نے فوراً واپس آکر عباس کو قید کر لیا اور اسی سال عباس کا انتقال ہو گیا۔ احمد بن ابی خالد دیکھو مقدمہ ص ۲۴۔ یو عز ارضہ ابغاراً بغیر خراج کے زمین دینا"

تشریح:- امام شیبانی سے مروی ہے کہ ہم سے محمد بن زکریا نے بواسطہ عباس بن فضل ہاشمی ابن حمید کے خطبہ میں بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں ایک روز مامون کی پس پشت کھڑا ہوا تھا اور مامون مظالم یعنی دعاوی حقوق کی سماعت اور ان کے فیصلوں کیلئے دربار کئے ہوئے تھا سب سے اخیر میں جب کہ مامون اُٹھنے کا ارادہ کر چکا تھا ایک عورت آئی جس پر آثار سفر نمایاں اور پھٹے پُرانے کپڑے تھے وہ مامون کے سامنے آکر ٹھہر گئی اور سلام کیا۔ مامون نے یحییٰ بن اکثم کی طرف دیکھا تو یحییٰ نے عورت کے سلام کا جواب دے کر کہا "اپنی ضروریات کو بیان کر۔ عورت نے کہا ۵ یا خیر منتصف الخ اے بہتر ظالم سے مظلوم کا حق دلانے والے کہ ہدیہ کی گئی ہے اس کیلئے رہنمائی۔ اور اے پیشوائے قوم جس کے سبب سے شہر روشن ہے، تیری جناب میں غریب بیوہ قوم کے سردار کی شکایت کرتی ہے جس نے اس پر زیادتی کی اور اس کے پاس کچھ نہیں چھوڑا، میری زمین روکنے کے بعد ظلماً چھین لی اور مجھ سے میرے بچے اور گھر والے جُدا کر دیئے گئے" مامون نے کچھ دیر سکوت کیا اس کے بعد سر اُٹھا کر کہا ۵ فی دون ما قلت الخ جس قدر تو نے کہا ہے اس سے کم میں مجھ سے صبر و طاقت رخصت ہو گئی اور میرا قلب و جگر زخمی کیا گیا۔ یہ تو نماز عصر کی اذان کا وقت ہے اس وقت تو تو واپس ہو جا اور جس دن کا میں وعدہ کر رہا ہوں اس دن اپنے مدمقابل کو لے آ۔ اگر شنبہ کے روز ہماری قسمت میں جلوس ہوا تو شنبہ کے روز ورنہ یکشنبہ کو ہم تیرا انصاف کریں گے:

جب اتوار کے روز مامون نے دربار عام کیا تو سب سے پہلے وہی عورت آئی اور اس نے سلام کیا، مامون نے سلام کا جواب دے کر کہا: مقابل کہاں ہے؟ اس نے کہا آپ کے سرہانے کھڑا ہے اس نے مامون کے لڑکے عباس کی طرف اشارہ کیا: مامون نے احمد بن ابی خالد سے کہا: اس کو پکڑ کر عورت کے ساتھ مجرم کی حیثیت سے بٹھا دو: عورت نے گفتگو شروع کی تو اس کی آواز عباس کی آواز پر بلند ہو گئی۔ احمد بن ابی خالد نے کہا، اللہ کی بندی! تو امیر المؤمنین کے روبرو ہے اس سے ہمکلام ہے ذرا اپنی آواز کو دھیمی رکھ۔ مامون نے کہا" احمد اس کو اسی حال پر چھوڑ دو کیونکہ حق نے اسکو گویا اور عباس کو (اس کے ظلم نے) گونگا بنا دیا۔ پھر اس کی زمین کو واپس کر دینے کا فیصلہ کیا اور عباس کو اس کے ظلم کی بنا پر سزا (تنبیہ) کی اور جس شہر میں وہ عورت رہتی تھی وہاں کے عامل کے پاس حکمنامہ لکھوایا کہ اس

کی زمین بلا خراج کر دی جائے اور اس کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔ مامون نے عورت کیلئے نفقہ (زاد راہ) کا بھی حکم فرمایا۔

نُبذَةٌ مِنْ وقعةِ الحَرَّةِ

حرہ کا مختصر سا واقعہ

وقعةُ الحرّة المشهورة التی کانت تُبِیْدُ اهلَ المدینةِ عن اٰخرهم قُتِلَ فیها الجمُّ الکثیرُ من الصَّحابة والتابعین وقیل المقتولُ فیها من الصّحابة ثلاثةٌ منهم عبدُالله بن حنظلة ونُهِبَتِ المدینة، وافتض فیها الفُ عَذْراءَ، ولم تُقم الجماعةُ ولا الاذان، فی المسجد النبویّ مدّةَ المقاتلةِ وهی ثلاثةُ ایامٍ

حل لغات نبذة دیکھو صفحہ ۱۶ الحرة سیاہ پتھر والی زمین جو حرار (وہی ارض بظاہر المدینۃ) تبید، اَبادَ۔ ہ ابادۃً ہلاک کرنا۔ الجم جموم سے ہے بمعنی کثرت۔ عبداللہ بن حنظلۃ بن ابی عامر، الراہب الانصاری (حضرت حنظلۃ) جن کے جنازہ کو ملائکہ نے غسل دیا تھا ان کے صاحبزادے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ کی حیات میں پیدا ہوئے۔ آپ کی وفات کے وقت انکی عمر سات سال کی تھی آپ انصار کے پیشوا اور مدینہ کے امیر تھے۔ ذی الحجہ ۶۳ھ میں آپ کو شہید کیا گیا۔ نہبت لوٹ لیا گیا (ف، ن) نہبا۔ الغنیمۃ، مال غنیمت لوٹنا۔ نہبۃ لوٹ مار۔ افتض۔ افتضاض سے ماضی مجہول ہے۔ سہاگ لوٹنا۔ افتض۔ الماءُ سے ماخوذ ہے بمعنی آہستہ آہستہ پانی گرانا۔ یہاں اس سے مراد زنا ہے۔ عذراء، باکرہ عذاری۔ العذرۃ بکارت۔

تشریح:۔ حرہ کا مشہور واقعہ جس نے اہل مدینہ کو اول سے آخر تک فنا کر دیا تھا اور اس میں صحابہ و تابعین کی ایک کثیر تعداد شہید کی گئی تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ اس واقعہ میں حضرات صحابہؓ میں سے تین آدمی شہید کئے گئے جن میں حضرت عبداللہ بن حنظلہ بھی ہیں۔ اس واقعہ میں مدینہ کو لوٹا گیا۔ ایک ہزار دوشیزہ عورتوں کیساتھ زنا کیا گیا اور مسجد نبوی میں جنگ کی مدت تک یعنی تین روز تک نہ جماعت ہوئی نہ اذان کہی گئی؛ (واقعہ کی تفصیل) یزید نے خلیفہ ہونے کے بعد اہل مدینہ کی تعظیم و تکریم کا بہت لحاظ رکھا۔ ان کو بڑے بڑے عطئے بخشے اور ان کے ساتھ مراعاتیں کیں لیکن وہاں کے لوگ عبداللہ بن زبیر کے جنہوں نے مکہ میں خلافت کی بیعت لینی شروع کی تھی۔ طرفدار ہوگئے عبداللہ بن حنظلہ کو اپنا سردار بنایا اور یزید کی بیعت کو فسخ کر کے علانیہ مخالفت کیلئے آمادہ ہوگئے یزید نے جس وقت یہ خیال سنا تو نعمان بن بشیر کو بھیجا کہ جاکر اپنی قوم کو سمجھاؤ انہوں نے ازراہ خیر خواہی اہل مدینہ کو بہت سمجھایا کہ تم لوگ فتنہ اور تفرقہ ڈالنے کی کوشش نہ کرو اور اُمت کا ساتھ چھوڑ کر اپنے دین اور دنیا کو نہ بگاڑو اہل شام کے مقابلہ کی تم میں طاقت بھی نہیں ہے پھر تم کس بھروسہ پر بغاوت کر رہے ہو۔ لیکن ان کی نصیحت مطلق کارگر نہ ہوئی۔ آخر وہ واپس چلے گئے۔ ادھر مدینہ والوں نے بنی امیہ کے اُن لوگوں پر جو وہاں تھے حملہ کیا وہ مروان کے گھر میں مجتمع ہوگئے۔ انہوں نے اس کا محاصرہ کیا بنی امیہ نے قاصد دوڑا کر یزید سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے بارہ ہزار فوج مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں مدینہ کی طرف بھیجی اور ہدایت کی کہ تین بار اہل مدینہ کو سمجھانا کہ وہ سرکشی سے باز رہیں۔ جو اس پر بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا اور تین دن تک قتل و غارت کرنا لیکن دیکھنا علی بن حسین کو کوئی اذیت نہ پہنچے ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا کیونکہ ان کا خط میرے پاس آیا ہے ..... کہ وہ مدینہ والوں کے ساتھ اس شورش میں شریک نہیں ہیں۔ مسلم کی آمد کی خبر سُن کر اہل مدینہ نے بنی امیہ کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس شرط پر ان کو چھوڑا کہ نہ وہ مسلم کے ساتھ شریک

ہوں نہ اس کو یہاں کی اندرونی حالت سے مطلع کریں۔ جب یہ لوگ نقل کر وادی القریٰ میں پہنچے تو مسلم سے ملاقات ہوئی اس نے حضرت عثمان کے بیٹے عمرو سے مدینہ کی حالت دریافت کی۔ انہوں نے کہا کہ میں عہد کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ مسلم نے کہا تمہارے باپ کا خیال کرتا ہوں ورنہ گردن اڑا دیتا اس کے بعد عبد الملک بن مروان سے پوچھا اس نے مدینہ کی مفصل کیفیت مسلم کو بتائی اور مشورہ دیا کہ آج مقام ذی نخلہ میں قیام کرو۔ صبح کو دائیں سمت سے مدینے سے آگے بڑھ جانا پھر مقام حرہ سے مغرب رو ہو کر مدینہ کی طرف پلٹنا۔ اس طرح پر سورج اہل مدینہ کے سامنے پڑیگا اور تمہارے پیچھے۔ جس کی وجہ سے تمہارے اسلحہ کی چمک ان کی آنکھوں کو خیرہ اور ان کے دلوں کو مرعوب کر دیگی۔ مسلم نے اسی کے مطابق عمل کیا اور مدینہ کے متصل پہنچ کر وہاں کے رؤسا کو بلایا اور کہا کہ امیر المؤمنین نے فرمایا ہے کہ اہل مدینہ امت کی اصل بنیاد ہیں مجھے ان کی خونریزی سخت ناگوار ہے۔ لہٰذا تین دن کی مہلت دی جاتی ہے اس میں جو لوگ سرکشی سے باز آجائیں گے ان سے کچھ تعرض نہیں کیا جائیگا اور جو باز نہ آئیں گے وہ پھر مجھ کو معذور سمجھیں اہل مدینہ نے اس کی کچھ پرواہ نہ کی اس لئے تین دن کے بعد لڑائی ہوئی اور ان کو شکست ہوئی۔ بہت سے رؤسا و اشراف مدینہ مارے گئے اور تین دن تک وہاں قتل عام رہا اس کے بعد مسلم نے اعلان کیا کہ لوگ آکر بیعت کریں جو انکار کرے گا قتل کیا جائے گا۔ سب لوگوں نے آکر بیعت کی۔ یزید کی ہدایت کے مطابق علی بن حسین کے ساتھ مسلم نے نہایت مہربانی کا برتاؤ کیا۔ ان سے بیعت کے بارہ میں بھی کچھ نہیں کہا۔

یہ واقعہ آخر ذی الحجہ سنہ ۶۳ھ میں ہوا۔ (تاریخ ملت ج ۳)

خرج جابر بن عبد الله في يوم من تلك الأيام وهو أعمى يمشي في بعض أزقة المدينة وصار يعثر في القتلى و يقول تعس من أخاف رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له قائل من الجيش: من أخاف رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من أخاف المدينة فقد أخاف ما بين جنبيّ، فحمل عليه جماعة من الجيش ليقتلوه، فأجاره منهم مروان، وأدخله بيته قال السهيلي، وقتل في ذلك اليوم من وجوه المهاجرين والأنصار رضي الله عنهم ألف وسبعمائة وقتل من أخلاط الناس عشرة آلاف سوى النساء والصبيان فقد ذكر أن امرأة من الأنصار دخل عليها رجل من الجيش، وهي ترضع صبيها، وقد أخذ ما وجد عندها، ثم قال لها: هات الذهب، وإلا قتلتك وقتلت ولدك، فقالت له: ويحك إن قتلته، فأبوه أبو كبشة صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وأنا من النسوة اللاتي بايعن رسول الله صلى الله عليه وسلم فأخذ الصبي من حجرها وثديها في فمه وضرب به الحائط حتى انتثر دماغه في الأرض، فما خرج من البيت حتى اسود نصف وجهه، وصار مثلة في الناس، قال السهيلي: وأحسب هذه المرأة جدة الصبي لا أمه، إذ يبعد في العادة أن تبايع امرأة، وتكون يوم الحرة في سن من ترضع ولدا صغيرا لها، ووقعة الحرة هذه من أعلام نبوته صلى الله عليه وسلم ففي الحديث أنه صلى الله عليه وسلم وقف بهذه الحرة، وقال: ليقتلن بهذا المكان رجال، هم خيار أمتي بعد أصحابي.

حلِ لغات | جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حرام ابوعبداللہ الانصاری الخزرجی السلمی مشہور صحابی ہیں اور صحابی زادے ہیں رضی اللہ عنہما غزوہ بدر اور غزوہ احد میں ان کی شرکت مختلف فیہ ہے باقی دس غزوات میں حضورؐ کے ساتھ رہے اخیر عمر میں آپ کی بینائی ختم ہوگئی تھی چورانوے (۹۴) سال کی عمر میں ۷۸ھ میں آپ کا انتقال ہوا مدینہ کے اندر صحابہ میں سب سے بعد میں آپ ہی کا انتقال ہوا۔ ازقہ جمع زُقاق گلی،

یعثرُ(ک) عِثارًا گرنا۔ قتلیٰ جمع قتیل بمعنی مقتول تعس (ف،س) تعسًا ہلاک ہونا۔ اجارۃ پناہ دینا، مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن مناف الاموی المدنی اس کی ولادت ۲ھ میں ہے لیکن صحبت ثابت نہیں ابتداءً حضرت عثمانؓ کے عہد میں ان کے کاتب اور مشیر رہے اور معاویہ کے عہد میں کئی بار مدینہ کے والی مقرر ہوئے۔ یزید کی وفات کے بعد بنی اُمیہ کے ہاتھ سے خلافت تقریبًا نکل چکی تھی۔ عبیداللہ بن زیاد نے ان کو بیعت لینے کا مشورہ دیا اس کے ہمت دلانے سے تیار ہوگئے دمشق اور بالآخر مرج راہط کی فتح کے بعد شام اور مصر دو صوبوں پر ۶۴ھ میں ان کی خلافت قائم ہوگئی لیکن خلافت کا زمانہ صرف ۶ ماہ رہا اور ترسیٹھ سال کی عمر میں رمضان ۶۵ھ میں انتقال کر گئے۔ اخلاط الناس مختلف قسم کے ملے جُلے لوگوں کی جماعت، ہاتِ دیکھو ص۵۰ قال فی الحاشیۃ "ولعل ہاہنا من زلات الناسخین فان ہا یقال للمذکر وللمؤنث ہاتی، ویحک کلمہ ترحم وتوجع ہے کبھی مدح اور تعجب کے موقع پر آتا ہے اور ویل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، ابوکبشہ عمرو بن سعد یا سعید بن عمرو یا عمر بن سعید یا عامر بن سعد، الانماری نزیل شام صحابی ہیں اور حضرت ابوبکرؓ سے روایت رکھتے ہیں اور ان سے سالم بن ابی الجعد اور نعیم بن زیاد وغیرہ روایت کرنے والے ہیں مُثلۃ آفت، ناک کان کاٹنا۔ قال فی الحاشیۃ "ولعل ہذا سہو من الناسخین والصحیح، مثلاً" وہو العبرۃ ومنہ قولہ تعالیٰ، فجعلناہ سلفاً ومثلاً للآخرین" السہیلی دیکھو مقدمہ ص۲۸۔

تشریح:۔ انہی ایام میں ایکدن حضرت جابر بن عبداللہ باہر تشریف لائے، اس وقت آپکی بینائی ختم ہوچکی تھی۔ آپ مدینہ کی گلی سے گذر رہے تھے اور نعشوں میں آپکے قدم ٹھوکر کھارہے تھے اور فرماتے جارہے تھے کہ ذلیل ہو وہ شخص جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوف زدہ کیا۔ لشکر میں سے کسی کہنے والے نے کہا کس نے خوفزدہ کیا؟ آپنے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جس نے اہل مدینہ کو خوفزدہ کیا اس نے میرے قلب کو خوفزدہ کیا.... پس لشکر میں سے ایک جماعت نے بارادہ قتل آپ پر حملہ کیا تو مروان نے آپ کو پناہ دی اور گھر میں داخل کرلیا۔ سہیلی کا بیان ہے کہ اس دن اشراف مہاجرین وانصار میں سے ایک ہزار سات سو آدمیوں کو قتل کیا گیا اور عوام میں سے عورتوں اور بچوں کے علاوہ دس ہزار کو، یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ ایک انصاری عورت کے پاس لشکر کا ایک آدمی آیا عورت اپنے بچے کو دودھ پلارہی تھی۔ اس نے عورت کے پاس جو کچھ (مال ومتاع) پایا سب لے لینے کے بعد کہا؛ مجھ کو سونا دیدے ورنہ تجھ کو اور تیرے بچے کو قتل کردونگا، عورت نے کہا؛ کم بخت اس کو قتل کرتا ہے یاد رکھ اس کا باپ ابوکبشہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جاں نثار ہے اور میں ان عورتوں میں سے ہوں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی ہے۔ اس شخص نے عورت کی گود سے بچے کو چھین لیا در آنحالیکہ اس کی پستان بچے کے منہ میں تھی اور لیکر دیوار پر دے مارا جس سے اس کا بھیجا (پھٹ کر) زمین پر منتشر ہوگیا۔ پس وہ شخص گھر سے باہر نہ نکلا کہ اس کا آدھا چہرہ سیاہ ہوگیا اور لوگوں میں آفت زدہ (یا باعث عبرت) ہوگیا" سہیلی کہتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ عورت بچے کی ماں نہ تھی بلکہ دادی تھی کیونکہ یہ بات عادۃً بعید معلوم ہوتی ہے کہ ایک عورت بیعت بھی کرے اور پھر واقعہ حرہ کے دن اتنی عمر میں ہو کر اپنے چھوٹے بچے کو دُودھ پلاتی ہو۔

واقعہ حرہ آنحضرتؐ کی نبوت کی علامتوں میں سے ایک علامت ہے، حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حرہ زین پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا تھا کہ اس جگہ میرے اصحاب کے بعد میری اُمت کے چنیدہ اشخاص قتل کیے جائیں گے:

الكرم كرم النفس

سخاوت (درحقیقت) جان کی سخاوت ہے

رُوی عن معن بن زائدة، قال لما هربتُ من المنصور، خرجتُ من باب حرب، بعد ان أقمتُ في الشمس اياماً، وخففتُ لحيتي وعارضي ولبستُ جُبّة صوفٍ غليظة، وركبتُ جملاً وخرجتُ عليه لامضي الى البادية، قال، فتبعني اسودُ متقلدٌ سيفاً حتى اذا غبتُ عن الحرس، قبض على خطام الجمل فاناخه وقبض عليّ، فقلتُ ما شأنك؟ فقال: انت بُغيةُ امير المؤمنين فقلتُ له: ومَن انا حتى يطلبني امير المؤمنين؟ فقال: معنُ بن زائدة فقلتُ: يا هذا! اتّقِ الله واين انا من معن؟ فقال دَعْ هذا عنك، فانا والله اعرفُ بك، فقلتُ له: فان كانت القصةُ كما تقول، فهذا جوهرٌ حملتُه معي، باضعاف ما بذله المنصورُ لمن جاءه بي، فخذه ولا تسفك دمي، فقال: هاته، فأخرجتُه اليه فنظر اليه ساعةً، وقال: صدقتَ في قيمته ولستُ قابلَه حتى اسألك عن شئ فان صدقتني اطلقتك، فقلتُ قل فقال: ان الناسَ قد وصفوك بالجود فأخبرني هل وهبتَ قط مالك كلَّه؟ قلتُ لا، قال: فنصفه؟ قلتُ: لا، قال، فثلثه؟ قلتُ: لا حتى بلغ العشر فاستحييتُ وقلتُ: اني أظنُّ قد فعلتُ هذا، فقال: ما ذاك بعظيمٍ، انا والله راجل، ورزقي على ابي جعفر عشرون درهماً، وهذا الجوهر قيمته الف دينار، وقد وهبتُه لك، ووهبتُك لنفسك، ولجودك المأثور بين الناس، ولتعلم ان في الدنيا مَن هو اجودُ منك ولا تعجبك نفسك، ولتحقر بعد هذا كلّ شئ تفعله ولا تتوقف عن مكرمة، ثم رمى بالعقد اليّ، وخلّى خطامَ الجمل وانصرف، فقلتُ: يا هذا قد والله فضحتَني ولسفكُ دمي أهونُ عليّ مما فعلتَ، فخذ ما دفعتُه اليك فاني عنه في غنًى فضحك، ثم قال: أردتَ ان تكذّبني في مقامي هذا، فوالله لا آخذه ولا آخذ لمعروفٍ ثمناً ابداً ومضى، فوالله لقد طلبتُه بعد ان أمنتُ، وبذلتُ لمن جاءني به ما شاء فما عرفتُ له خبراً، وكأنّ الارض ابتلعته، وكان سببُ غضب المنصور على معن بن زائدة انه خرج مع عمر بن يزيد ابن عمرو بن هُبَيرة وابلى في حربه بلاءً حسناً۔

حل لغات معن بن زائدہ بن مطر ابوالولید منصور کے مشہور سپہ سالاروں میں سے ہے۔ عہد بنی امیہ میں یہ امیر عراقین ابن ہبیرہ فزاری کی ماتحتی میں تھا۔ واسط کے محاصرہ کے زمانہ میں اس کا ساتھ دیا اور بہادری کے ساتھ مدافعت کی اس کے قتل

کے بعد منصور کے خوف سے روپوش ہوکر جابجا پھرنے لگا، اتفاق یہ ہوا کہ چھ سو خراسانیوں کی ایک جماعت منصور سے ابومسلم کا قصاص لینے کیلئے مستعد ہوئی یہ لوگ کاشان کے متصل مقام "نایدہ" میں جمع ہوئے وہاں سے انبار پہنچے، جب شہر میں داخل ہوگئے تو منصور کو اطلاع ملی وہ مقابلہ کیلئے نکلا معن اس وقت شاہی قصر کے سامنے موجود تھا اس نے خلیفہ کی رکاب پکڑلی اور کہا آپ واپس جائیے ہم مقابلہ کیلئے کافی ہیں منصور نے واپسی سے انکار کیا۔ اسی اثناء میں خراسانی ٹوٹ پڑے معن نے تھوڑے آدمیوں کی مدد سے ان کو مار بھگایا اور اپنی سپہ گیری کا جوہر دکھلایا، منصور اس کی بہادری سے حیران رہ گیا اور اس کو شیر مرد کا خطاب دیا اور جب حال اور نام سے آگاہ ہوا تو انعام علاوہ اور دس ہزار درہم دے کر یمن کی امارت پر بھیج دیا وہاں اس نے بغاوتوں کو مٹا کر امن و امان قائم کیا اور نہایت لیاقت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیئے، جب سیستان میں شورش بڑھی تو منصور نے اس کو وہاں کا والی بنا کر بھیجا اس نے اس صوبہ کو بھی ٹھیک کیا ۱۵۲ھ میں خوارج نے اس کو بیخبری میں قتل کر ڈالا معن علم و دانائی میں ممتاز، سخاوت میں حاتم، شجاعت میں رستم تھا۔ ہربت (ن) ہرباً بھاگنا، المنصور دیکھو ص ۲، عارض رخسار، الحرس شاہی محافظ، قال فی المصباح "ولا یستعمل لہ واحد من لفظہ"، خطام مہار نکیل جو خطم، اناخ اونٹ کو بٹھانا، بغیۃ مطلوب دیکھو ص ۲۔ این اسم ظرف ہے بمعنی کہاں کبھی تفضیل کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے این انا من معن بن زائدہ" یعنی اس کو مجھ پر بہت فضیلت ہے، لا تسعک دیکھو ۱۶ المکرمۃ بزرگی۔ فضحتنی (ف) فضحاً رسوا کرنا۔

تشریح:۔ معن بن زائدہ سے مروی ہے اس نے کہا، جب میں نے منصور (کے خوف) سے روپوش ہوکر بھاگنے کا ارادہ کیا تو میں باب حرب سے نکلا جب کہ کئی دن تک دھوپ میں ٹھہرنے کی وجہ سے میری ڈاڑھی اور رخسار پژمردہ ہوچکے تھے۔ میں نے اُون کا ایک موٹا سا جبہ پہنا اور اونٹ پر سوار ہوکر نکلا تاکہ جنگل کی طرف چلا جاؤں۔ پس ایک حبشی نے جو تلوار حمائل کئے ہوئے تھا۔ میرا پیچھا کیا اور جب میں شاہی محافظوں سے اوجھل ہوگیا تو اس نے نکیل پکڑ کر اونٹ کو بٹھلایا اور مجھے پکڑ لیا، میں نے کہا، تیرا کیا مقصد ہے؟ اس نے کہا تو امیر المؤمنین کا مطلوب ہے میں نے کہا، میں کون ہوں جو مجھے امیر المؤمنین طلب کرے، اس نے کہا، معن بن زائدہ، میں نے کہا: میاں اللہ سے ڈرو کہاں میں اور کہاں معن بن زائدہ، اس نے کہا: ان باتوں کو چھوڑ میں تجھے اچھی طرح سے جانتا ہوں، میں نے کہا، اگر یہی بات ہے تو میرے ساتھ یہ جوہر ہے جس کی قیمت اس مقدار سے دوگنی ہوگی جس کا منصور نے میرے لانے والے کیلئے وعدہ کیا ہے یہ لے لے اور میرا خون مت بہا، اس نے کہا: لاؤ میں نے دے دیا، اس نے تھوڑی دیر جوہر کی دیکھ بھال کرکے کہا: تو نے اس کی قیمت کے متعلق تو سچ کہا ہے مگر میں اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرسکتا جب تک کہ میں تجھ سے ایک بات دریافت نہ کرلوں اگر تو نے سچ سچ بتلا دیا تو میں تجھ کو چھوڑ دونگا، میں نے کہا، کہیئے، اس نے کہا کہ لوگ تجھے بڑا سخی کہتے ہیں تو کیا تو نے کبھی اپنا کل مال بھی ہبہ کیا ہے؟ میں نے کہا، نہیں، اس نے کہا تو آدھا، میں نے کہا "نہیں" اس نے کہا تہائی میں نے کہا، نہیں، یہاں تک کہ اس نے دسویں حصے کو دریافت کیا تو مجھے شرم آئی میں نے کہا، شاید اتنا تو کیا ہوگا اس نے کہا، یہ تو کوئی بڑی سخاوت نہیں بخدا میں ایک پیادہ پا شخص ہوں اور ابوجعفر کے ہاں میرا وظیفہ بیس درہم ہے اور اس جوہر کی قیمت ایک ہزار اشرفی ہے جو میں تجھے تیری ذات اور تیری مشہور جود و سخا کی وجہ سے ہبہ کررہا ہوں تاکہ تجھے یہ معلوم ہوجائے کہ دنیا میں تجھ سے بھی زیادہ سخی موجود ہیں اور تو خود بینی میں مبتلا نہ ہو بلکہ آئندہ ہر اچھے فعل کو حقیر جاننے اور شرافت و بزرگی حاصل کرنے سے باز نہ رہے، اس کے بعد اس نے وہ ہار میری طرف پھینک دیا اور اونٹ کی نکیل چھوڑ کر واپس ہوگیا۔ میں نے کہا، بخدا تو نے مجھے رُسوا کردیا۔ تو نے یہ جو کچھ کیا ہے اس کے مقابلہ میں میرے نزدیک اپنے خون کا بہایا جانا زیادہ آسان ہے۔ بس میں نے جو کچھ دیا ہے اس کو لے لے مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں، یہ سُن کر وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا: تو مجھے جھٹلانا چاہتا ہے۔ بخدا میں ہرگز نہیں لے سکتا اور نہ میں اپنے احسان کا بدلہ لیتا ہوں، یہ کہہ کر چلا گیا جب میں بے خوف ہوگیا تو میں نے اس کو بہت تلاش کیا اور اس کے لانے والے کو منہ مانگا مال دینے کا وعدہ کیا مگر اس کا پتہ نہ چلا گویا زمین نگل گئی۔ معن بن زائدہ سے خلیفہ منصور کے ناراض ہونے کا سبب یہ تھا کہ وہ عمرو بن یزید بن عمر بن ہبیرہ کے ساتھ (الرسالہ میں) نکلا تھا اور اس نے جنگ میں پوری بہادری کے ساتھ کام کیا تھا۔

الشجاعة

بہادری!

۵ خدائے کہ بالا و پست آفرید ٭ زبردست ہر دست آفرید

اخرج ابن عساکر فی تاریخه بسند متصل عن ابن الاعرابی قال بلغنی انه کان رجل من بنی حنیفة یقال له جحدر بن مالك فتاکاً شجاعاً قد اغار علی عامل الحجاج فکتب الی عامله بالیمامة یوبخه بتلاعب جحدر به ویامره بالاجتهاد فی طلبه فلما وصل الیه الکتاب ارسل الی فتیة من بنی یربوع فجعل لهم جعلاً عظیماً ان هم قتلوا جحدراً او اتوا به اسیراً فانطلقوا حتی اذا کانوا قریباً منه ارسلوا الیه انهم یریدون الانقطاع الیه والتحرز به فاطمأن الیهم ووثق بهم فلما اصابوا منه غرّةً شدّوه کتافاً وقدموا به علی العامل فوجّه به معهم الی الحجاج فلما اُدخل علی الحجاج قال له من انت قال انا جحدر بن مالك قال ما حملك علی ما کان منك قال جراءة الجنان وجفاء السلطان وکلَب الزمان قال وما الذی بلغ منك فجرأ جنانك قال لو بلانی الامیر اکرمه الله لوجدنی من صالح الاعوان وبُهَم الفرسان وذلك انی ما لقیت فارساً قط الا کنت علیه فی نفسی مقتدراً فقال له الحجاج انا قاذفون بك الی الاسد عاقر ضارٍ فان هو قتلك کفانا مؤنتك وان انت قتلته خلینا سبیلك قال اصلح الله الامیر عظمت علینا المنة وقویت المحنة قال الحجاج فانا لسنا بتارکیك تقاتله الا وانت مکبل بالحدید فامر به الحجاج فغلّت یمینه الی عنقه واُرسل به الی السجن ثم امر الحجاج باسدٍ ضارٍ فجیئ به مجوّعاً فاجیع ثلاثة ایام وارسل الی جحدر ویده الیمنی مغلولة الی عنقه واُعطی سیفاً والحجاج وجلساؤه فی منظرة لهم فلما نظر جحدر الی الاسد انشأ یقول (ابیاتاً ترکناها) فلما نظر الیه الاسد زأر زأرة شدیدة وتمطّی واقبل نحوه فلما صار منه علی قدر رمح وثب وثبة شدیدة فتلقاها جحدر بالسیف فضربه ضربة حتی خالط ذباب السیف لهواته فخرّ الاسد کانه خیمة صرعتها الریح وسقط جحدر علی ظهره من شدة وثبة الاسد وموضع الکبول فکبّر الحجاج والناس جمیعاً واکرم جحدراً واحسن جائزته ـــــــ

حل لغات ابن عساکر دیکھو صفحہ ۱۳۳ ۔ ابن الاعرابی ابو عبداللہ محمد بن زیاد کوفی سنہ ۱۵۰ھ یا [illegible] میں پیدا ہوئے اور عنفوان شباب میں تحصیل علم کا شوق پیدا ہوا تو ابو معاویہ ضریر، مفضل ضبی، کسائی وغیرہ کی خدمت میں تلمذ کیلئے حاضر ہوئے۔ ان کا حافظہ خداداد تھا فطری ذہین تھے، طبیعت نقاد تھی تھوڑی محنت سے چند روز میں اپنے معاصرین سے بڑھ گئے پھر پڑھانے کی طرف متوجہ ہوئے۔ ابراہیم حربی ابن

السکیت، ابوالعباس ثعلب ابو عکرمہ وغیرہ ان کے شرف تلمذ سے بہرہ اندوز ہوئے تقریباً سو شاگردوں کو کتاب کیطرف رجوع کئے بغیر پڑھاتے تھے اور ان کے سوالوں کے جواب بے دھڑک دیتے تھے، فضل شعرانی کا قول ہے کہ زمانہ سابق میں ایک فن کے سردار گذر گئے سفیان ثوری حدیث میں سردار تھے، ابو حنیفہ قیاس میں، کسائی قرأت میں، لیکن اس زمانہ میں ابن الاعرابی سے بڑا کوئی سردار نہیں وہ کلام عرب کے سردار ہیں۔ کتاب النوادر، کتاب الانواع، کتاب النبات، کتاب صفۃ الخیل وغیرہ انہی کی تصانیف ہیں۔ آپنے ۲۳۱ھ میں وفات پائی، جحدر بن مالک یا جحدر بن ربیعہ یا جحدر بن معاویہ محرزی بہت بڑا ڈاکو تھا ولید بن عبد الملک کے عہد میں یمن میں لوٹا کرتا تھا لیکن زباں آور اور بہادری میں یگانہ تھا، حجاج نے اس کو قید کر لیا تھا لیکن جب اس کی بہادری دیکھی تو اس کو رہا کر دیا اور یمامہ کا والی بنا دیا، فتاک فاتک اسم فاعل کا مبالغہ ہے کر گزرنے والا، اغار، اغارۃ لوٹ ڈالنا، یمامہ اصل میں ایک کنیز کا نام تھا جو تین روز کی مسافت سے سوار کو دیکھ لیا کرتی تھی، بلاد جو اسی کی طرف منسوب اور اسی کے نام سے موسوم ہیں۔ یمامہ مکہ کی جانب سے وسط شرق میں ایک شہر ہے جس کو بصرہ اور کوفہ سے شولہ مراحل کا فصل ہے، بنی یربوع ایک قبیلہ ہے جو یربوع بن حنظلہ بن مالک کی طرف منسوب ہے حضرت متمم بن نویرہؓ صحابی اسی قبیلہ سے ہیں، غرۃ غفلت۔ کماۃ رسی جس سے باندھا جائے۔ الجنان دل۔ کلب الزمان۔ زمانہ کی سختی۔ بلائی بلوا آزمانا۔ بہم جمع بہمہ بہادر۔ فرسان جمع فارس شہسوار۔ قاذفون جمع قاذف پھینکنے والا۔ عاقر پھاڑنے والا، ضار ضری (س) ضرئ ضراوۃ۔ الکلب بالصید۔ کتے کا شکار پر خوگر ہونا۔ مع گوشت خون کے چٹ کر جانا ص ضار جو خونخوار۔ مکبل کبلہ (ض) کبلاً بیڑی ڈالنا، قید کرنا، غلت ماضی مجہول ہے ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔ عاث اسم فاعل ہے عیث (ن، ض، س، ک) عثوا عثیا فساد میں مبالغہ کرنا ص عاث ج عثاۃ، محمل جمع محملۃ سامان لادنے کی گاڑی۔ منظرہ تماشہ گاہ۔ زار (ف، ض) زارۃ دھڑکنا۔ تمطی انگڑائی لینا۔ ذباب السیف تلوار کی دھار والی طرف۔ لہواۃ جمع لہوۃ پیسنے ہوئے چکی میں ایک مرتبہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں، لب بھر مال، عطیۃ کی کبول بیڑی

تشریح :- ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں بسند متصل ابن الاعرابی سے تخریج کی ہے۔ آپنے کہا کہ قبیلہ بنی حنیفہ میں ایک شخص جحدر بن مالک نامی بڑا ہی بہادر و دلیر تھا اور حجاج کے ایک عامل پر لوٹ مار کئے ہوئے تھا۔ حجاج نے یمامہ میں اپنے عامل کے پاس (ایک خط) لکھا جس میں اس کو جحدر بن مالک کے ساتھ دل لگی کرنے پر ڈانٹ ڈپٹ اور اس کو گرفتار کرنے کی تاکید کی تھی۔ جب عامل کے پاس حجاج کا خط پہنچا تو اس نے قبیلہ بنی یربوع کے نوجوانوں میں اعلان کرا دیا کہ جو شخص جحدر کو قتل کرے گا یا گرفتار کر کے لائیگا اس کو بہت کچھ انعام دیا جائیگا۔ پس نوجوان (اس کی تلاش) میں نکل پڑے یہاں تک کہ اسکے قریب پہنچ گئے اور کسی آدمی کے ذریعہ کہلایا کہ ہم لوگ آپکی صحبت خاص سے بہرہ اندوز اور گردش ایام سے آپکی پناہ چاہتے ہیں، جحدر نے ان پر اعتماد کر لیا اور ان کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ جب انہوں نے جحدر کو غافل پایا تو ایک روز اس کو رسی میں باندھ کر عامل کے پاس لا کھڑا کیا عامل نے جحدر کو نوجوانوں کی معیت میں حجاج کے پاس چلتا کر دیا۔ جب اس کو حجاج کے پاس لایا گیا تو حجاج نے کہا: کون ہے؟ اس نے کہا: جحدر بن مالک۔ حجاج نے کہا: لوٹ مار کے وہ قصے جو تجھ سے صادر ہوئے ہیں ان پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ اس نے کہا: دل کی بیباکی، بادشاہ کی ستم ظریفی اور زمانہ کی سختی نے۔ حجاج نے کہا: یہ حالات کس حد تک پہنچ گئے جن حالات نے تجھے اتنا نڈر کر دیا۔ اس نے کہا امیر المؤمنین مجھے آزما کے تو ایک صالح معین اور بہادر شہسوار پائیگا۔

خوش بود گر محک تجربہ آید بمیاں ❊ تا سیہ رو شود ہر کہ در و غش باشد

اس واسطے کہ میری کبھی کسی سوار سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں نے اپنے آپ کو اس پر غالب پایا ہے۔ ۵

من آنم کہ در شیوۂ طعن و ضرب ❊ بشیراں در آموزم آداب حرب

۔ اس واسطے کہ میری کبھی شہسوار سے مڈبھیڑ نہیں ہوئی مگر یہ کہ میں نے اپنے آپ کو اس پر غالب پایا ہے۔

حجاج نے کہا ہم تجھے ایک شکار کے خوگر شیر ببر کے سامنے ڈالتے ہیں اگر اس نے تجھے ختم کر دیا تو تیرے بار قتل سے ہمیں کفایت ہوگی اور اگر تو نے شیر کو مار ڈالا تو ہم تجھے رہا کر دیں گے۔ اس نے کہا اللہ امیر المومنین کا بھلا کرے بڑی عنایت ہوگی۔ حجاج نے کہا شیر کے ساتھ لڑنے کیلئے یونہی نہیں چھوڑیں گے بلکہ لوہے کی بیڑی میں جکڑ کر چھوڑیں گے چنانچہ حجاج نے بیڑی ڈالنے کا حکم کر دیا پس اسکا دایاں ہاتھ گردن سے باندھ کر قید خانہ میں بھیج دیا گیا۔ پھر حجاج نے ایک خونخوار شیر لانے کا حکم کیا۔ شیر لایا گیا جو گاڑی میں جتا ہوا تھا اور اس کو تین روز تک بھوکا رکھنے کے بعد جحدر پر چھوڑا گیا جب کہ اس کا دایاں ہاتھ گردن سے بندھا ہوا تھا۔ جحدر کو ایک تلوار دیدی گئی حجاج اور اس کے ہم نشین سب تماشہ گاہ میں پہنچ گئے شیر کو دیکھ کر جحدر اشعار پڑھنے لگا (ماتن نے ان اشعار کو صعوبت فہم کی وجہ سے ذکر نہیں کیا) جب شیر نے جحدر کو دیکھا تو بہت زور سے دھم دکا اور انگڑائی لے کر اس کی طرف لپکا اور جب ایک نیزہ کا فاصلہ رہ گیا تو شیر نے پوری طاقت کیساتھ چھلانگ ماری۔ جحدر نے فوراً تلوار اٹھائی اور ایسا زوردار حملہ کیا کہ تلوار کی نوک اس کے جبڑوں میں پیوست ہوگئی اور شیر اس طرح گر پڑا جیسے کسی خیمہ کو ہوا نے اکھاڑ پھینکا ہو۔ ادھر جحدر بھی بیڑی کی سختی اور شیر کی چھلانگ کی شدت سے کمر کے بل گر پڑا۔ پس حجاج نے اور تمام تماش بینوں نے چاروں طرف سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور جحدر بن مالک کو اعزاز و اکرام کے ساتھ بہت کچھ انعام دیا۔

ومن قصة بهرام جور الملك في ابتداء ملكه ان والده يزدجرد الاثيم سلّمه وهو صغير الى المنذر بن النعمان ملك العرب ليتولى تربيته ويخرّجه ففعل ذلك، فلمّا كبر علّمه الفروسية والله تعالى قد كتبها فيه، وهيّأه لبلوغ غايتها، ثم جاء به الى والده، وعرض عليه فروسيّته، ورميه وحذقه في حمل السلاح، ثم استنطقه فوجده فصيحًا فاضلًا بارعًا في الالسن المتداولة، فاعجب به وانصرف المنذر فبقي بهرام عند ابيه لا يصرفه في امر ولا يوسع عليه في نفقة، ويحجبه ويقصيه ويغض عنه فصبر حتى ورد رسول الروم الى يزدجرد، فسأله بهرام ان يشفع له عند والده ان يطلق سراحه ليعود الى العرب، فانه قد اشتاق اليهم، فاذن له فانصرف فاقام مكرّمًا عند المنذر حتى مات والده يزدجرد، فاجتمعت عظماء الفرس على رجل من اهل بيت المملكة يسمى كسرى فولّوه عليهم لكراهتهم في يزدجرد لسوء سيرته، ولم يريدوا ابقاء الملك على ولده. فلما بلغ المنذر ذلك اعلم بهرام، وقال له: هل تنتهض لاخذ الملك لك؟ فاني اجمع العرب: اسير معك، فقال: ان تفعل تجزبه، فجمع عساكر العرب، وسار حتى اناخ بمدينة ملك الفرس فخرج اليه المرازبة والعظماء، وقالوا له: نحن قد انعم الله علينا بالخلاص من يزدجرد وظلمه وعسفه ونخشى ان يكون ولده على سيرته وقد قلّدنا هذا الملك امورنا، فلا يكن من قبلك الينا شرٌّ فقال لهم: اجتمعوا الى بهرام واسمعوا

كلامه واشرطوا عليه ما تريدون فان اتفق ما يرضيكم والاعدت، فوعدهم ليوم اجتمعوا فيه لذلك، وكان المنذر قد صنع لهم طعامًا وشرابًا، واجلس بهرام على تخت من وراء حجاب ثم لما تكامل جمعهم وفرغ اكلهم امر برفع الحجاب فالسلام عليه فاحسن الرد عليهم وخطبهم خطبة بليغة فارسية ووعدهم فيها بالجميل والخير والفضل واتباع الشرع ثم قال: واما طلبي الملك فليس بمجرد الارث بل يوضع التاج والحلة والخاتم بين يدي اسدين ضاريين، واحضرانا وملككم الذي قلدتموه فمن انتزع آلة الملك استحق الولاية عليكم فاعجبهم ما سمعوه من فصاحته وشاهدوه من صباحته مع مواعيده الجميلة فاتفقوا على ان يفعلوا ذلك فاخذوا التاج والخاتم والحلة ووضعوها بين يدي اسدين مجوعين مع خروف مسلوخ واجتمع العظماء والمرازبة والموابذة واركان الدولة لمشاهدة ذلك، فقال بهرام لكسرى تقدم لاخذ التاج فرأى الاساد وهي تزأر رفارتاع لذلك، فقال: بل تقدم انت، فقال على خيرة الله، وتقدم وبيده كرز الذهب فقصد الى الحلة واطلق الاسدان من السلاسل فقصده احدهما فلما قرب منه راوغه ثم وثب على ظهره، فركبه وعصره بفخذيه حتى كادت اضلاعه تندق فقصده الاسد الآخر فبادره بالكرز على ام رأسه فاشغله ولم يزل ذلك الاسد الذي تحته يقعد ويقوم وهو لا يفلت فخذيه عنه ويضربه بالكرز في دماغه حتى قتله ثم عطف على الآخر فقتله فارتفعت الضجات واستبشر الناس ودعوا له ووضع التاج على رأسه وجلس على تخت الملك باستحقاق ؛

حل لغات | بہرام جور شاہانِ فارس میں سے پانچواں بادشاہ ہے جو نہایت دلیر بڑا بہادر اور صاحب دبدبہ تھا۔ گورخر کے شکار کا بہت خوگر تھا اس لئے اس کا لقب جور ہو گیا۔ اپنے والد کے بعد ۴۲۵ھ میں تخت نشین ہوا اور ۱۲ سال تک حکومت کی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ ہندوستان تک آیا تھا اور کسی راجہ نے اپنی لڑکی کے ساتھ اس کی شادی بھی کی تھی۔ یزدجرد بہرام جور کے باپ کا نام ہے جو ملک فارس کا حکمران تھا ۳۹۹ھ میں تخت نشین ہوا اور ستم ظرفی و خونریزی کے وہ پہاڑ توڑے کہ شاہان فارس میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ اس کے ملک کی مدت بھی اکیس ۲۱ سال ہے اس کی موت گھوڑے کے لات مارنے سے واقع ہوئی ہے۔ یخرجہ خرج۔ الولد ذی الادب مہذب و تجربہ کار بنانا۔ فرز شہسواری۔ حذقہ (ض، س) ماہر ہونا۔ یحجمہ پاس آنے سے روکنا۔ یقصیہ اقصاء دور کرنا۔ یغض (ن) غضا۔ عنہ طرفہ نگاہ پست کرنا۔ تطلق اطلاقاً چھوڑ دینا۔ سراح تصریح کا اسم ہے بمعنی چھوڑ دینا۔ پس یہ مفعول مطلق ہے۔ من غیر لفظہ۔ اشتاق مشتاق ہونا۔ الفرس مملکت فارس کے باشندے۔ تنتہض انتہض۔ القوم للقتال مقاتلہ کیلئے کھڑا ہونا۔ تجز جزاءً سے مضارع مجہول ہے اور جزاء شرکہ ہونے کی

وجہ سے مجزوم ہے۔ اناخ۔ اجُل اونٹ کو بٹھانا۔ مَرازِ بہ جمع مَرزُبان فارسیوں کا رئیس۔ سردار۔ عسف (ض) السلطانُ ظلم کرنا۔ الرجلُ۔ مقصد کی تلاش میں بے راہ چلنا، والّا عدت اِلّا حرف استثناء نہیں ہے بلکہ اِن شرطیہ اور لا نافیہ سے مرکب ہے۔ قرب مخارج کیوجہ سے نون کا لام میں ادغام ہوگیا والتقدیر وان لم تفق منہ ما یرضیکم کذا فی الحاشیہ۔ ضاریین ضار کا تثنیہ ہے۔ ضری (س) ضریً بمنزلہ الکلب بالصید سے ہے۔ کُتّے کا شکار پر خوگر ہونا۔ آلۃ الملک سے مراد۔ تاج۔ وردی اور انگوٹھی ہے، صباحۃ سا خوبرو چہرہ کا چمکدار ہونا۔ مجوّعین مجوّع اسم مفعول کا تثنیہ ہے بمعنی بھوکا۔ خروف بکری کا بچہ۔ مسلوخ جس کی کھال اُتار لی گئی ہو۔ موابذہ جمع موبذ فارسیوں کا فقیہہ اور مجوسیوں کا حاکم۔ آساد جمع اسد شیر۔ تزار (س۔ ض۔ ن) دھتکارنا۔ کرز معرب گرز (کذا فی الحاشیہ) السلاسل جمع سلسلۃ زنجیر راوغہ کشتی لڑنا، فریب دینا۔ وثب (ض) وثوباً کودنا۔ اضلاع جمع ضلع پسلی۔ تندق ٹوٹنا، ام الراس دماغ کی جھلی لا یلفت نہ پھیر سکا۔ ضجات جمع ضجۃ چیخ و پکار۔ شور۔

تشریح :۔ شاہ بہرام گور کا اس کی مملکت کے ابتدائی دور کا قصہ ہے کہ اس کے باپ یزدجرد اثیم نے بہرام کو اس کی کمسنی میں شاہ عرب منذر بن نعمان کے سپرد کردیا تھا تاکہ وہ اس کی تربیت کا نگراں رہے اور اس کو فاضل بنائے منذر بن نعمان نے ایسا ہی کیا پس جب بہرام بڑا ہوگیا تو اس کو شہسواری سکھائی۔ اللہ نے اس میں شہسواری پیدا کی اور اس کی انتہا تک پہنچنے کے لائق بنایا اس کے بعد منذر بہرام کو لیکر اس کے باپ کے پاس آیا اور بہرام کی شہسواری۔ تیراندازی ہتھیار اٹھانے کی مہارت وغیرہ کو اس کے باپ پر پیش کیا پھر اس کو بُلوایا تو فصیح و بلیغ، صاحب فضیلت، متداول زبانوں میں متفوق پایا۔ جس سے بہرام کا باپ خوش ہوا اور منذر واپس آگیا۔ بہرام اپنے باپ کے پاس ایک مدت تک رہا مگر اس نے بہرام کو نہ کسی کام میں لگایا نہ اس کے خرچہ میں توسیع کی اپنے قریب آنے سے بھی روک دیا اور دور رکھنے لگا یہاں تک کہ جب وہ اس کو دیکھتا تو نظریں نیچی کرلیتا تھا، بہرام اس پر صبر کرتا رہا۔ جب یزدجرد کے پاس روم کا سفیر آیا تو بہرام نے اس سے کہا کہ آپ میرے لئے والد کے پاس سفارش کریں کہ وہ مجھے چھوڑ دے تاکہ میں عرب چلا جاؤں کیونکہ میں عرب جانیکا بہت مشتاق ہوں، سفیر نے سفارش کی تو باپ نے اجازت دے دی۔ پس بہرام عرب واپس ہو کر منذر کے ساتھ عزت سے مقیم رہا یہاں تک کہ یزدجرد کا انتقال ہوگیا اور باشندگانِ فارس میں سے شریف لوگوں کی ایک بڑی جماعت شاہی خاندان کے ایک شخص کسریٰ پر متفق ہوگئی اور سب نے اس کو حاکم مان لیا کیونکہ وہ لوگ یزدجرد کو اس کی بداخلاقی کے سبب اچھا نہیں پاتے تھے اور اس کے لڑکے کے پاس ملک کا باقی رہنا گوارا نہیں کرتے تھے۔ جب منذر کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے بہرام سے کہا کہ اگر میں تیرے لئے ملک گیری کی کوشش کروں تو کیا تو جنگ کیلئے آمادہ ہے؟ کیونکہ میں اہل عرب کو جمع کروں گا اور خود بھی تیرے ساتھ چلوں گا، بہرام نے کہا: اگر آپ اتنی ہمدردی فرمائیں گے تو آپ کو اس کی جزا ملے گی، چنانچہ منذر نے اہل عرب کو جمع کیا اور مدینۃ ملک الفرس میں پڑاؤ ڈالا۔ وہاں کے رؤساء و شرفاء نے آکر منذر سے کہا کہ ایک مدت کے بعد تو اللہ نے یزدجرد لوگ اس کے ظلم و ستم سے نجات دی ہے ہمیں خوف ہے کہ کہیں اس کا لڑکا بھی اسی کی عادت پر نہ ہو جائے ہم اپنے جملہ امور کا قلادہ اس بادشاہ کی گردن میں ڈال چکے ہیں پس آپکی طرف سے کوئی شر نہ ہونا چاہیئے، منذر نے کہا: تم لوگ ایک مرتبہ بہرام کے پاس جمع ہو کر اس کا کلام سنو اور جتنی شرطیں چاہے لگالو اگر تمہاری خوشی کے موافق ہو تو بہتر ہے ورنہ میں واپس ہو جاؤں گا۔ پس ان سے ایک روز جمع ہونے کا وعدہ ہوگیا۔ منذر نے ان کے لئے کھانے پینے کا انتظام کیا اور بہرام کو ایک پردہ کے پیچھے تخت پر بٹھلا دیا۔ جب ان کی جمعیت کامل ہوگئی یعنی سب لوگ آگئے اور کھانے پینے سے فراغت ہوگئی تو پردہ اٹھانے اور سلام کرنے کا حکم کیا (لوگوں نے بہرام کو سلام کیا) بہرام نے بہتر انداز میں ان کے سلام کا جواب دیا اور فارسی زبان میں ایک بلیغ خطبہ دیا جس میں اس نے نیک کرداری، خیر پسندی اور اتباع شریعت کا وعدہ کیا اس کے بعد کہا کہ رہا میرا ملک طلب کرنا سو محض وراثت کیوجہ سے نہیں ہے۔ بلکہ تاج، حلہ، انگوٹھی تینوں کو شکار کے خوگر شیروں کے درمیان رکھا جائے اور میں اور تمہارا بادشاہ جس کو تم نے اپنے امور کی باگ دوڑ سونپی ہے حاضر ہوں اور ہم میں سے جو شخص ملک کا ساز و سامان

(یعنی تاج وحلہ وغیرہ) نکال لے وہی ولایت کا مستحق ہوگا۔ لوگوں کو اس کی فصاحت کلامی اور عمدہ دعووں کے ساتھ ساتھ طاقت وجرأت مشاہدہ کر کے بہت تعجب ہوا اور سب مذکور بالا تدبیر کرنے پر متفق ہوگئے چنانچہ انہوں نے تاج انگوٹھی، ملہ تینوں کو بھوکے شیروں کے درمیان رکھا جن کے سامنے پوست کشیدہ بکری کا بچہ تھا۔ اس ہوشربا واقعہ کو دیکھنے کیلئے سرداران قوم، مجوسی حکماء، ارکانِ دولت سب جمع ہوگئے بہرام نے کسری سے کہا، بڑھیئے! کسری نے جو یہ دیکھا کہ سامنے شیر ہی شیر دھڑک رہے ہیں گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ آپ ہی بڑھیئے! بہرام "علی خیرۃ اللہ" (اللہ کے بھروسہ پر) کہہ کر ہاتھ میں سونے کا گرز لئے ہوئے آگے بڑھا اور حلہ لینے کا ارادہ کیا، ادھر شیروں کو زنجیروں سے کھول دیا گیا پس ایک شیر بہرام کی طرف لپکا بہرام نے اس سے کشتی لڑی اور موقع پا کر اس کی پشت پر سوار ہو گیا اور دونوں رانوں سے اتنا دبایا کہ اس کی پسلیاں چڑ مڑ ہونے لگیں پھر دوسرا شیر بڑھا تو بہرام نے اس کو بھیجے پر گرز مار گرایا۔ پہلا شیر جو اس کی رانوں میں تھا اسکی حالت یہ تھی کہ کبھی بیٹھتا تھا کبھی اٹھتا تھا مگر اس کی رانوں سے نہ نکل سکا اور بہرام نے گرز مار مار کر اسے ختم کر دیا۔ پھر دوسرے کی طرف متوجہ ہوا اور اس کو بھی قتل کر ڈالا۔ اور چاروں طرف سے شور برپا ہو گیا لوگوں نے مبارک بادپیش کی اور بہرام کے سر پر تاج رکھدیا اس طرح بہرام شاہی تخت پر استحقاق کے ساتھ تخت نشین ہوگیا

منعُ المستجیرُ

پناہ خواہ کی حفاظت

قال سعید بن مسلم نذر المهدی دم رجلٍ من اهل الکوفة کان یسعی فی فسادِ سلطنته و جعل لمن دلّه علیه او جاءه به مائةَ الف درهم قال فاقام حیناً متواریاً ثم انه ظهر بمدينة السلام فکان ظاهراً کالغائب خائفاً مترقباً فبینما هو یمشی فی بعض نواحیها اذ بصر به رجلٌ من اهل الکوفة فعرفه فاهوی الی مجامع ثوبه وقال هذا بُغیة امیر المؤمنین فامکن الرجلُ من قیاده ونظر الی الموت امامه فبینما هو علی تلک الحالة اذ سمع وقعَ الحوافرِ من وراء ظهرهٖ فالتفت فاذا معنُ بن زائدةَ فقال یا ابا الولید اجِرنی اجارک الله فوقف وقال للرجل الذی تعلق به ما شانک قال بُغیةُ امیر المؤمنین الذی نذر دمه واعطی لمن دلّ علیه مائةَ الف فقال یا غلام انزل عن دابتک واحمل اخانا فصاح الرجل یا معشرَ الناس یُحال بینی و بین من طلبه امیر المؤمنین قال له معن اذهب فاخبره انه عندی فانطلق الی باب امیر المؤمنین فاخبر الحاجبَ فدخل الی المهدی فاخبره فامر بحبس الرجل ووجّه الی معنٍ من یحضره به فاتته رُسُلُ امیر المؤمنین وقد لَبِسَ ثیابه وقربت الیه دابته فدعا اهلَ بیته ومَوالیه فقال لا یخلصنَّ الی هذا الرجل وفیکم عینٌ تطرفُ ثم رکب ودَخل حتی سلّم علی المهدی فلم یردَّ علیه فقال یا معن اتجیرُ علیَّ قال نعم یا امیر المؤمنین! قال ونعم ایضا واشتدّ غضبُه فقال معنُ قتلتُ فی طاعتکم بالیمن فی یوم واحد خمسة عشر الفا ولی ایامٌ کثیرةٌ قد تقدّم فیها بلائی وحسنُ غنائی فما رأیتمونی اهلاً ان تهبوا لی رجلاً

ولهذا استجار بی فاطرق المهدی طویلاً ثم رفع راسه وقد سُرّی عنه فقال قد اجرنا من اجرت قال معنٌ فان رأی امیر المؤمنین ان یصله فیکون قد احیاه واغناه فعل قال قد امرنا له بخمسة آلاف قال یا امیر المؤمنین ان صلات الخلفاء علی قدر جنایات الرعیة وان ذنب الرجل عظیم فاجزل له الصلة قال قد امرنا له بمائة الف قال فتعجلها یا امیر المؤمنین بافضل الدعاء ثم انصرف ولحقه المال فدعا الرجل فقال له خذ صلتك والحق باهلك وایاك ومخالفة خلفاء الله تعالیٰ ______

حل لغات | سعید بن مسلم بن قتیبہ ابوعمر باہلی بصری متوفی ۲۱۷ھ امیر عادل، عالم حدیث اور عربی کے ماہر تھے، المهدی، دیکھو ص۸۵ نذر (ن، ض) نذر اپنے اوپر کسی چیز کو واجب کر لینا، متوار یا تواری سے اسم فاعل ہے پوشیدہ ہونا۔ ستر فیا۔ منتظر اهوی الیہ لینے کیلئے ہاتھ بڑھانا، الحوافر جمع حافر کھر، معن بن زائدہ دیکھو ص۱۰۳ ابوالولید معن بن زائدہ کی کنیت ہے، الطرف (ض) پلک جھپکنا، سُرّی غصہ ہلکا ہو گیا تھا، اجزل امر حاضر ہے اجزال بمعنی زیادہ عطا کرنا.

تشریح :۔ سعید بن مسلم نے بیان کیا ہے کہ خلیفہ مہدی نے اہل کوفہ میں سے ایک شخص کے خون کی نذر مان لی تھی جو ہمیشہ اسکی سلطنت کے بگاڑ میں کوشاں رہتا تھا اور اس شخص کیلئے جو اس کا سراغ لگائے یا اس کو لے کر آئے ایک لاکھ درہم کا وعدہ کر لیا۔ سعید بن مسلم کا بیان ہے کہ وہ شخص ایک عرصہ تک روپوش رہا اس کے بعد مدینۃ السلام (بغداد) میں ظاہر ہوا مگر وہ ظاہر ہو کر بھی غائب کی طرح تھا کہ ہر وقت خوف زدہ اور منتظر حوادث رہتا تھا۔ ایک روز وہ مدینۃ السلام کے کسی کوچہ میں جا رہا تھا کہ ایک کوفی نے دیکھ کر پہچان لیا اور اس کا گریبان پکڑنے کیلئے ہاتھ بڑھایا اور کہا یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے اس نے اس کو کھینچنے کا موقعہ دیدیا اور اس نے اپنے سامنے موت دیکھ لی۔ اسی حالت میں پیچھے سے کھروں کی آواز سنائی دی اس نے جو اس کی طرف مڑ کر دیکھا تو وہ معن بن زائدہ تھا۔ اس شخص نے کہا ابوالولید! مجھے پناہ دے، اللہ تجھے پناہ دے گا، معن بن زائدہ ٹھہر گیا اور جو شخص اس سے الجھ رہا تھا، اس سے کہا: کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا: یہ امیر المؤمنین کا مطلوب ہے جس کے خون کی وہ نذر کئے ہوئے ہے۔ اور اس کا پتہ بتلانے والے کیلئے ایک لاکھ درہم کا وعدہ کیا ہے معن بن زائدہ نے غلام سے کہا کہ سواری سے اتر کر ہمارے اس بھائی کو سوار کر لے، کوفی شور مچا کر کہنے لگا، لوگو! دیکھو یہ معن بن زائدہ میرے درمیان اور امیر المؤمنین کے مطلوب کے درمیان حائل ہو رہا ہے، معن نے کہا، تو جا کر خلیفہ سے کہدے کہ وہ میرے پاس ہے۔ کوفی امیر المؤمنین کے دروازہ پر گیا اور دربان سے کہہ کر مہدی کے پاس آیا اور واقعہ کی اطلاع کی، مہدی نے اسکو تو قید کر لیا اور معن کے پاس ایک اور شخص کو بھیج دیا تاکہ وہ اس کو مہدی کے پاس لے آئے۔ معن کے پاس مہدی کے قاصد اس وقت پہنچے جب وہ اپنے کپڑے پہن چکا تھا اور سواری بھی قریب لائی جا چکی تھی۔ معن نے اپنے گھر والوں کو بلا کر کہا کہ جب تک تم میں پلک جھپکنے والی آنکھ موجود ہے اس وقت تک اس پاس کوئی شخص پھٹکنے نہ پائے پھر سوار ہو کر مہدی کے پاس آیا اور سلام کیا مہدی نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ عتاب آمیز لہجہ میں کہا معن! تو ہمارے مقابلے میں مجرم کو پناہ دیتا ہے۔ معن نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! مہدی نے کہا: اچھا! ہاں بھی کہتے ہو، مہدی کا غصہ اور بڑھ گیا، معن نے کہا، میں نے تمہاری اطاعت وخوشنودی کی خاطر یمن میں ایک دن کے اندر پندرہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا ہے اور میرے تو اس قسم کے بہت سے واقعات گذر چکے ہیں جن میں میری آزمائش اور حسن عمل وخوبی بے نیازی ظاہر ہو چکی تو کیا میں تمہارے نزدیک اس کا بھی اہل نہیں کہ تم میری وجہ کر ایک ایسے شخص کو معاف کر دو جو میری پناہ میں آنا چاہتا ہے۔ مہدی کچھ دیر سر جھکائے بیٹھا رہا اس کے بعد سر اٹھایا تو اس کا غصہ فرو ہو چکا تھا۔ مہدی نے کہا: اچھا جا جس کو تو نے پناہ دی اس کو میں نے بھی پناہ دی۔ معن نے کہا: امیر المؤمنین اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو کچھ دیدیجئے کیونکہ آپ کا عطا کرنا گویا اسکو زندہ اور غنی کر دینا ہے۔ مہدی نے کہا: ہم اس کے لئے پانچ ہزار درہم کا حکم

کرتے ہیں، معن نے کہا، امیر المومنین! خلفاء کی بخشش رعیت کی خطاؤں کے برابر ہوتی ہیں اس شخص کا جرم عظیم ہے لہذا اس کو عطیہ بھی زیادہ دینا چاہیے۔ مہدی نے کہا، ہم نے اس کیلئے ایک لاکھ کا حکم کر دیا۔ معن نے کہا، امیر المومنین (دعا دیتے ہیں) جلدی کیجیے۔ پھر معن واپس ہوگیا اور اس شخص کو مال مل گیا۔ معن نے اس شخص کو بلا کر کہا کہ اپنا صلہ لیکر گھر والوں کے پاس جا اور آئندہ کبھی خلفاء کی مخالفت نہ کرنا

صِيَانَةُ المُلُوكِ رَعَايَاهُمْ

بادشاہوں کی اپنی رعایا کی حفاظت

الا تا بغفلت نخسپی کہ نوم ــــ حرامست بر چشم سالار قوم
رعیت چو بیخند سلطان درخت ــــ درخت اے پسر باشد از بیخ سخت

قال ابو الفرج الاصبهانی: لما رجع ذو القرنین من المشرق والمغرب توجّه الی بلاد الصین فحاصر مدینتها اشدّ محاصرة فلمّا اشرف علی اخذها نزل الیه ملكُ الصین تحت اللیل، ولم یعرف احدٌ انه ملك الصین، وقال: انا رسول ملك الصین فلمّا وصل الی الحجّاب اخبرهم انه رسولُ ملكِ الصین، ویرید الدّخول علی الاسكندر، فاعلموا الاسكندر به، وادخلوه علیه، فلمّا دخل سلّمه، ووقف بین یدیه، فقال له: تكلّم، فقال انی مأمورٌ ان لا اتكلّم الّا فی خلوةٍ، ففتّشه الرسل خوفاً من ان یكون معه سلاحٌ او مكیدة فوجدوه خالیا من ذلك فتقرّب الی الملك الاسكندر وقال له: ایها الملك! اعلم انّی ملكُ الصین بنفسی ولست برسوله، وقد حضرتُ بین یدیك لعلمی انك رجلٌ، عاقلٌ، عارفٌ صالحٌ مأمونُ الغائلة، فان كان قصدك قتلی فها انا بین یدیك واغنیك عن القتال وان كان قصدُك المال فاطلب، ولا تعجز، فانی مجیبك فیما تطلب فقال الاسكندر: خاطرتَ بنفسك، فقال: ایها الملك انا بین امرین اما ان تقتلنی، فیقیم اهل مملكتی غیری، ویحاربوك وان تركتنی فی بلادی بما ترید تنسب الی الجمیل، فلما سمع ذو القرنین ذلك اطرق ملیّاً متفكراً، وعلم انّ ملك الصین من ذوی العقول ثم انه رفع راسه وقال: ارید منك خراج مملكتك ثلاث سنین كوامل معجّلاً ثم بعد ذلك تعطی فی كل سنةٍ نصف الخراج فقال ملك الصین: هل تطلب غیر ذلك شیئاً؟ قال: لا فقال: قد اجبتك الی ذلك، فقال الاسكندر كیف یكون حالُ رعیتك بعد هذا المال المعجّل؟ فقال اعطیك من عندی، ولم اكلف رعیتی الی التعجیل، والله علی ما نقول وكیلٌ، فخرج ملكُ الصین شاكراً فلمّا طلع النهار اقبل ملك الصین بعشائره، حتی سدّ ما بین المشرق والمغرب، واحاطوا بعساكر ذی القرنین حتی ایقنوا بالهلاك فظنّ الاسكندر وقومه ان ملك الصین خدعهم، فبینما هم فی هذه الفكرة، واذا بملك الصین جاء وعلی راسه التاج فلمّا

رآه ذو القرنين، قال: أقدرت فيما قلت؟ قال: لا، ولكن أردت أن أريك أني لو أخضع لك خوفًا، واعلم أن الذي هو غائب من جيوشي أكثر ممن حضر، فقال له الإسكندر: قد تركت لك جميع ما قررته عليك من أمر الخراج فلما رجع من بلاد الصين أرسل له ملك الصين تحفًا، وأموالًا كثيرة على سبيل الهدية۔ ——————

حل لغات: صیانۃ (ن) حفاظت کرنا، رعایا جمع رعیۃ ہر وہ چیز جس کی حفاظت ضروری ہو۔ ابو الفرج اصبہانی دیکھو ص۶۸، ذو القرنین دیکھو ص۶۳، الصین ملک چین، اشرف اشرافًا نزدیک ہونا، حُجّاب جمع حاجب دربان، خلوۃ تنہائی فتش تفتیشًا تلاشی لینا، الغائلۃ مصیبت فساد ہلاکت ج غوائل، خاطرت مخاطرۃ، بنفسہٖ خطرہ میں ڈالنا، أفد فدی یفدی فدیًا، فداءً سے مضارع متکلم ہے۔ جزاء شرط ہونے کی وجہ سے آخر یا حذف ہوگئی۔ ملیًا زمانہ کا ایک حصہ۔ قال تعالیٰ: واہجرنی ملیًا، خراج ٹیکس جو بھیڑ بکری کے مالک سے لیا جائے، عشائر جمع عشیرۃ اعزاء، واقارب قبیلہ، سدّد (ن)، سدادًا درست کرنا، قدرت دیکھو ص۶۲ سطر اُرِیک: ارارۃ سے مضارع متکلم ہے، جیوش جمع جیش لشکر، تحفًا جمع تحفۃ ہدیہ۔

تشریح:- ابو الفرج اصبہانی نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت سکندر ذو القرنین مشرق و مغرب کی مہم سے فارغ ہوکر واپس ہوئے تو آپ بلادِ چین کی طرف متوجہ ہوئے اور مختلف شہروں کا سخت ترین محاصرہ کیا اور جب معاملہ فتح کے قریب آگیا تو شاہ چین نے آکر کہا کہ میں شاہ چین کا فرستادہ ہوں، دربانوں کے پاس پہنچ کر بھی یہی ظاہر کیا اور داخلہ کی اجازت چاہی دربانوں نے حضرت سکندرؒ کو اطلاع کی آپنے اجازت دیدی اور وہ داخل ہوگیا جب وہ آپ کے سامنے کھڑا ہوا، تو آپنے فرمایا: کہئے کیا کہنا ہے؟ اس نے کہا: مجھے تنہائی میں گفتگو کا حکم دیا گیا ہے، اس پر اس کی جامہ تلاشی ہوئی کہ مبادا اس کے پاس ہتھیار ہو یا کوئی اور مکاری کا سامان ہو مگر تفتیش کنندگان نے اس کو خالی پایا پس اس نے آپ کے قریب ہوکر کہا شاہ! میں شاہ چین کا فرستادہ نہیں بلکہ خود شاہ چین ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ مرد صالح واقف کار و سمجھدار اور ہر طرح قابل اطمینان ہیں۔ سو اگر آپ مجھے ختم کرنا چاہتے ہیں تو میں آپ کے سامنے حاضر ہوں اور جنگ سے بے نیاز کر رہا ہوں اور اگر آپ مال چاہتے ہیں تو جتنا آپ طلب فرمائیں مجھے منظور ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو نے خود کو خطرہ میں ڈال دیا۔ اس نے کہا: شاہا! میں دو خطروں میں مبتلا ہوں یا تو آپ مجھے قتل کریں گے اس صورت میں میری سلطنت کے لوگ میری جگہ کسی اور کو قائم کرلیں گے اور آپ سے جنگ کریں گے یا آپ مجھے چھوڑ دیں گے اس صورت میں میں اپنے شہروں کا فدیہ دیتا رہوں گا جس میں آپ کی ستائش ہوگی یہ سن کر حضرت ذو القرنینؑ معاملہ فہمی کی غرض سے دیر تک غور و فکر کرتے رہے اور آپ پر یہ امر واضح ہوگیا کہ شاہ چین سمجھدار آدمی ہے پھر آپ نے سر اٹھا کر فرمایا کہ میں سلطنت کا تین سالہ پیشگی ٹیکس چاہتا ہوں اس کے بعد ہر سال نصف ٹیکس ادا کرتے رہنا۔ شاہ چین نے کہا بس ..... یا کچھ اور؟ آپ نے فرمایا نہیں۔ شاہ چین نے کہا، مجھے منظور ہے

؎ چو کارے برآید بلطف و خوشی ❊ چہ حاجت بتندی و گردن کشی

حضرت سکندرؒ نے فرمایا کہ اس پیشگی مال کے بعد تیری رعیت کا کیا حشر ہوگا؟ شاہ چین نے کہا: میں اپنی رعیت کو اس کی تکلیف نہ دوں گا بلکہ اپنے پاس سے ادا کروں گا اللہ ہماری باتوں پر نگہبان ہے۔ پس شاہ چین شکریہ ادا کرتا ہوا واپس ہوگیا اور جب دن چڑھے آیا تو اپنے قبیلہ خاندان کیساتھ متوجہ ہوا اور مشرق سے مغرب تک ساری جگہ کو بند کر دیا اور حضرت ذو القرنینؑ کے لشکر کا چو طرفہ احاطہ کرلیا یہاں تک کہ لوگوں کو ہلاکت کا یقین ہوگیا اور سکندر اور آپکی قوم سمجھ گئی کہ شاہ چین نے ہم کو دھوکا دیا ہے۔

ابھی یہ لوگ اسی سوچ بچار میں تھے کہ اچانک شاہ چین بھی سر پر تاج رکھے ہوئے آگیا، حضرت ذوالقرنینؑ نے اس کو دیکھ کر کہا: غداری کرنا چاہتا ہے؟ اس نے کہا بالکل نہیں

؎ خلاف وعدہ محالست کز کریم آید ❁ لئیم اگر نکند وعدہ وفا شاید

میں تو صرف یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ میں نے آپ سے مرعوب ہوکر فروتنی نہیں کی، یہ بھی واضح رہے کہ لشکر کی جو تعداد آپ کے سامنے ہے اس سے ان لوگوں کی تعداد کہیں زائد ہے جو نہیں آسکے، حضرت سکندرؑ نے فرمایا کہ اچھا میں نے ٹیکس کی جو مقدار تجھ پر لازم کی تھی وہ محض تیری خاطر ختم کردی۔

پس شاہ چین واپس ہوگیا اور اپنے ملک میں جاکر اس نے آپکے پاس ہدیہ میں مال کثیر اور تحائف پیش کئے۔

؎ یک حرف صوفیانہ بگویم اجازت ست ❁ اے نور دیدہ صلح بہ از جنگ آوری

المواعظ
نصائح

؎ امروز قدر پند عزیزاں شناختم ❁ یارب روان ناصح ما از تو شاد باد

؎ آنکس کہ نصیحت ز عزیزاں نکند گوش ❁ بسیار بخاید سر انگشت ندامت (حافظ)

لما دخل سليمان بن عبد الملك المدينة سأل هل بالمدينة أحدٌ أدرك احدًا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم؟ فقالوا: ابو حازم، فارسل اليه، فلما دخل سأله، فقال: يا ابا حازم ما لنا نكره الموت؟ فقال لانكم اخربتم اٰخرتكم، وعمرتم دنياكم فكرهتم ان تنقلوا من عمرانٍ الى خراب فقال له: وكيف القدوم على الله؟ قال ما المحسن فكغائب يقدم على اهله واما المسئ فكابقٍ يقدم على مولاه فبكى سليمان، وقال ياليت شعرى ما لنا عند الله؟ قال اعرض عملك على كتاب الله تعالى، فقال: فى أيّ مكانٍ اجدهٗ، فقال: فى قوله ان الابرار لفى نعيم وانّ الفجار لفى جحيم، قال سليمان: فاين رحمةُ الله؟ قال قريب من المحسنين، قال فاىُّ عباد الله اكرمُ، قال اولوا المروءة،

حل لغات مواعظ جمع موعظة پند و نصیحت، سلیمان بن عبدالملک مولود ۵۴ھ ولید بن عبدالملک کا بھائی ہے جب ولید کا انتقال ہوا تو یہ رملہ میں تھا، جمادی الثانی ۹۶ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت خلافت ہوئی، یوم جمعہ ۲۱ صفر ۹۹ھ میں قنسرین کے قریب مقام دابق میں انتقال ہوا اس وقت اس کا سن ۴۵ سال کا تھا۔ مدت خلافت دو سال آٹھ ماہ پانچ روز رہے۔

ابو حازم کنیت سلمہ نام اعرج لقب، والدہ کا نام دینار تھا، نسلاً عجمی اور فارس کے رہنے والے تھے مگر فضل و کمال میں سرآمد روزگار تھے حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ سلمہ واعظ" مدینہ کے عالم اور شیخ تھے" علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ان کی ثقاہت وجلالت پر سب کا اتفاق

ہے انہوں نے صحابہ کرامؓ میں حضرت سہل بن سعد الساعدیؓ سے اور غیر صحابہ میں ابو امامہ، سعید بن المسیب عامر بن عبداللہ، عبداللہ بن ابی قتادہ وغیرہم سے حدیث روایت کی ہے۔ عالم کامل ہونے کے باوجود کھجوروں کی تجارت کرکے معاش حاصل کرتے تھے، منصور کی خلافت میں ۱۳۵ھ میں آپ نے وفات پائی ہے تکرہ (س) کراہتہً ناپسند کرنا، اخرب تم خانہ ویران کرنا، عمرتم، تعمیراً آباد کرنا، عمران آبادی، خراب ویرانہ، المسئی بدکار، آبق بھگوڑا غلام، ابرار جمع بر نیک، نعیم نعمتہا جنت، فجار جمع فاجر تباہ کار، جحیم دوزخ، دہکتی آگ، اولوالمروۃ مروت والے۔

تشریح:- جب سلیمان بن عبدالملک مدینہ آیا تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ مدینہ میں کوئی ایسا شخص بھی ہے جس نے اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم (کے زمانہ) کو پایا ہو؟ لوگوں نے کہا، ابو حازمؒ ہیں۔ سلیمان نے آپ کی خدمت میں (کسی آدمی کو) بھیجا جب آپ تشریف لائے تو سلیمان نے کہا: ابو حازم! ہم کو کیا ہوا کہ ہم موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اس واسطے کہ تم نے اپنی آخرت کو برباد اور دنیا کو آباد کر لیا، پس تم آبادی سے ویرانہ کی طرف منتقل ہونے کو ناپسند کرتے ہو۔ سلیمان نے کہا: خدا کے سامنے پیشی کس طرح ہوگی؟ آپ نے فرمایا: نیک تو اس طرح پیش ہوں گے جیسے کوئی غائب آدمی اپنے اہل و عیال میں آتا ہے (کہ وہ خوش و خرم اور مسرور رہتا ہے) اور بدکار اس طرح پیش ہوں گے جیسے کوئی بھگوڑا غلام اپنے آقا کے پاس آتا ہے، پس سلیمان رو پڑا اور کہنے لگا۔ کاش مجھے معلوم ہوتا کہ میرے لئے خدا کے ہاں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اپنے اعمال کا کتاب اللہ سے موازنہ کر۔ سلیمان نے کہا: میں اس چیز کو کہاں پاؤں گا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے قول "اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَّاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ" میں (بے شک نیکوکار جنت کی نعمتوں میں ہوں گے اور نافرمان جہنم کی دہکتی ہوئی آگ میں)۔ سلیمان نے کہا: پھر خدا کی رحمت کہاں رہی؟ آپ نے فرمایا: اچھے کام کرنے والوں کے قریب ہے۔ سلیمان نے کہا، اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ مکرم کون ہے؟ آپ نے فرمایا: اصحاب مروت۔

وجاءَ اعرابیٌّ الی سلیمان بن عبد الملک هذا، فقال: یا امیر المؤمنین! انی اُکلمك بکلامٍ، فاحتمِلْه فان وراءه ان قبلتَه ما تُحِبُّ، فقال سلیمان هاتِ یا اعرابی! فقال الاعرابیُّ: انی اُطلِقُ لِسانِی بما خرستْ عنه الالسنُ، تادیةً لحق اللّٰه، انه قد اکتنفك رجالٌ قد اساؤوا الاختیارَ لانفسهم، وابتاعوا دنیاك بدینهم، ورضاك بسخط ربهم وخافوك فی اللّٰه ولم یخافوا اللّٰهَ فیك فهم حربٌ للآخرة، وسِلْمٌ للدنیا، فلا تأمنهم علی ما استخلفك اللّٰه علیه، فانهم لن یألوا بالامانة، وانت مسئولٌ عما اجترموا، فلا تُصلِحْ دنیاهم بفساد آخرتك، فان اعظم الناس عند اللّٰه عیبًا من باع آخرتَه بدنیا غیره، فقال له سلیمان: اما انت ما انت؟ یا اعرابی! فقد سللتَ لسانك، وهو سیفُك، قال: اجل: یا امیر المؤمنین: لك لا علیك.

حل لغات: سلیمان دیکھو ص ۱۸۴ احتمِلْه احتمالاً برداشت کرنا، اُطلِقُ۔ فی کلامہ تعمیم کرنا، مقید نہ کرنا۔ لسان دیکھو ص ۳۸ خرست (س) خرساً گونگا ہونا۔ اکتنفك اکتنافاً احاطہ کرنا، لن یألوا مبالاۃ پرواہ کرنا، اجترموا اجتراماً وجرم (ض) اجرمیۃً گناہ کرنا، سللت (ن) سلاً۔ السیف تلوار سونتنا:

تشریح:- سلیمان بن عبدالملک کے پاس جس کا ذکر ابھی گذرا ہے ایک دیہاتی نے آکر کہا: امیر المؤمنین! میں آپ سے ایک بات کہتا ہوں اسکو برداشت کر لیجئے۔ اگر آپ نے اس کو قبول کر لیا تو اس کے بعد وہ چیز ہے جس کو آپ پسند کرتے ہیں سلیمان نے کہا ضرور۔ دیہاتی نے کہا: میں ایسی باتوں

میں اپنی زبان کو بہت تیز رکھتا ہوں جن سے (لوگوں کی) زبانیں گونگی ہیں محض اللہ کا حق ادا کرنے کی خاطر بے شک آپ کو کچھ ایسے لوگوں نے گھیر لیا ہے جنہوں نے اپنے لئے برائی اختیار کرلی ہے اور آپ کی دنیا کو اپنے دین کے عوض خرید لیا ہے اور آپ کی خوشنودی کو اپنے پروردگار کی ناراضگی کے عوض وہ لوگ خدا کے معاملہ میں تجھ سے ڈرتے ہیں اور تیرے معاملہ میں خدا سے نہیں ڈرتے پس وہ لوگ (تیرے حق میں) آخرت کے اعتبار سے لڑائی ہیں اور دُنیا کے اعتبار سے صلح، پس آپ ان کو اس چیز پر امین نہ بنائیں جس پر اللہ نے آپ کو اپنا نائب بنایا ہے کیونکہ وہ لوگ امانت کی پرواہ نہیں کرتے، ان کے جرائم کے بارے میں آپ سے پرسش ہوگی اس لئے آپ اپنی آخرت خراب کرکے ان کی دُنیا کو درست کرنے کی فکر میں نہ رہیں کیونکہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عیب دار وہ شخص ہے جو اپنی آخرت کو دوسرے کی دُنیا کے عوض بیچ ڈالے، سلیمان نے اس سے کہا:۔
تو کون ہے؟ کہ اپنی زبان کو تلوار کی طرح چلارہا ہے۔ دیہاتی نے کہا: ہاں مگر یہ تلوار تیرے لئے نافع ہے ضرر رساں نہیں ہے:

؎ چہ خوش گفت یکروز دارو فروش ✲ شفا بایدت داروئے تلخ نوش
چمن میں تلخ نوائی مری گوارا کر ✲ کہ زہر بھی کبھی کرتا ہے کار تریاقی

ولمّا حجّ بالناس قال لولد عمّه وولیّ عهده عمر بن عبد العزیز: ألا ترى هذا الخلق الّذي لا یحصی عددهم إلا الله تعالى ولا یسع رزقهم غیره، فقال: یا أمیر المؤمنین! هؤلاء رعیّتك الیوم، وهم غدًا خصماؤك عند الله، فبكى سلیمان بكاءً شدیدًا ثمّ قال: بالله أستعین،

حل لغات عمر بن عبد العزیز دیکھو ص ۹۔ خصماء جمع خصیم مقابل۔ **تشریح:۔**
جب سلیمان حج کیلئے گیا تو اپنے بھتیجے اور ولی عہد عمر بن عبد العزیز سے کہا: تم اس خلقت کو نہیں دیکھتے جس کے عدد کا احصاء اور رزق کی طاقت خدا کے سوا کسی کو نہیں، حضرت عمر نے فرمایا امیر المؤمنین! آج یہ خلقت آپ کی رعیت ہے اور کل خدا کے سامنے تیری دشمن اور مقابل ہوگی (یہ سن کر) سلیمان رو دیا اور کہنے لگا: اللہ ہی سے مدد چاہتا ہوں:۔

می کند اشک ندامت نامۂ دل راسفید ✲ صبح از اختر فشانی پاکدامان می شود

وقال یومًا لعمر ابن عبد العزیز رضی الله تعالى عنه حین أعجبه ما صار إلیه من الملك، یا عُمر! كیف ترى ما نحن فیه؟ فقال: یا أمیر المؤمنین! هذا سرورٌ لولا أنّه غرورٌ، ونعیمٌ لولا أنّه عدیمٌ، وملكٌ لولا أنّه هُلْكٌ، وفرحٌ لولم یعقبه ترحٌ، ولذّاتٌ لولم تقترن بآفاتٍ، وكرامةٌ لو صحبتها سلامةٌ، فبكى سلیمان رحمه الله حتّى أخضلت دموعه لحیته۔

حل لغات غرور، تکبر، گھمنڈ، عدیم بمعنی معدوم، ہُلک ہلاک میں ایک لغت ہے۔ ترح غم ترح (ف) ترحا غمگین ہونا۔ اخضلت تر ہونا ص مخضل، عیش خضل، شاداب زندگی۔ **تشریح**
ایک روز سلیمان نے حضرت عمر سے کہا جب کہ وہ اپنے ملک کی ترقی کو دیکھ کر خوش ہو رہا تھا، عمر! ہماری یہ حالت کیسی ہے جس میں

ہم ہیں؟ آپنے فرمایا: امیر المؤمنین! یہ خوشی کا مقام ہے اگر اس میں گھمنڈ نہ ہو، اور نعمت ہے اگر یہ معدوم نہ ہو اور ملک ہے اگر یہ ہلاک نہ ہو اور خوشی ہے اگر اس کے بعد رنج نہ ہو اور لذتیں ہیں اگر اس کے ساتھ آفتیں نہ ہوں، اور بزرگی ہے اگر اس کے ساتھ سلامتی ہو۔ پس سلیمان رو پڑا اور اتنا رویا کہ آنسوؤں نے اس کی ڈاڑھی تر کر دی۔

؎ بریز اشکِ ندامت کہ نامہائے سیاہ ❊ بآبِ دیدہ تواں شست و دستِ استغفار

وقال عبد الله بنُ عباس: ما انتفعتُ بكلامِ احدٍ بعدَ رسول الله صلى الله عليه وسلم، ما انتفعتُ بكلامٍ كتبه الىّ علىّ بن ابى طالب رضى الله تعالى عنه كتب الىّ: امابعد، فان المرءَ يسرّه ادراكُ مالم يكن ليفوتَه، ويسوءُه فوتُ مالم يكن ليدركَه فليكن سرورُك بمانلتَ من امرِ آخرتك، وليكن اسفُك على ما فاتك منها، ومانلتَ من امرِ دنياك فلاتكن به فرحًا، وما فاتك منها فلا تأسَ عليه جزعًا وليكن همُّك مابعد الموت، و

كتبت عائشة رضى الله تعالى عنها الى معاوية، امابعد، فانه من يعمل بمساخطِ الله يصر حامدُه من الناس ذامًّا له، والسلام

حلِ لغات | عبد اللہ بن عباس دیکھو ص۵۹ نِلت (ض س) نَیلاً پانا، اَسِف افسوس، لاتأس نہی حاضر ہے اِسِیَ (س)، اسی غمگین ہونا جزعا بے صبری کرنا، عائشہ دیکھو ص۱۲۹ معاویہ دیکھو ص۱۲۹ مساخط جمع مَسخط سبب ناراضی دیکھو ص۱۲۹

تشریح: حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کے کلام سے اتنا استفادہ نہیں کیا جتنا کہ اس کلام سے کیا جو حضرت علیؓ نے میرے پاس لکھا تھا۔ آپنے مجھے لکھا، امابعد! بیشک آدمی کو اس چیز کا حاصل ہونا خوش کرتا ہے جس کو وہ کبھی فوت نہیں کر سکتا تھا اور اس چیز کا فوت ہونا رنجیدہ کرتا ہے جس کو وہ کبھی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ تیری خوشی آخرت کی کسی بات کے حاصل ہونے سے ہونی چاہیئے اور جو چیز امور آخرت میں سے فوت ہو جائے۔ اس پر افسوس ہونا چاہیئے، جو چیز تجھے دُنیاوی امور سے حاصل ہو جائے اس پر خوش نہ ہو اور جو اس سے فوت ہو جائے اس پر ناشکیبائی کیساتھ غمگین نہ ہو۔ تجھے تو مابعد الموت کا فکر ہونا چاہیئے۔ حضرت عائشہؓ نے امیر معاویہؓ کے پاس لکھا۔
امابعد، جو شخص اللہ کی ناراضگی کے عمل کرے گا تو اس کی تعریف کرنے والے بھی اس کو بُرا کہنے لگیں گے۔

وخرج الزهرىُّ يومًا من عند هشامٍ بأربعٍ، قيل له: ماهُنَّ؟ قال: دخل رجلٌ على هشامٍ، فقال: يا امير المؤمنين! احفظ عنى اربع كلماتٍ فيهنّ صلاحُ ملكك واستقامةُ رعيّتك، فقال: هاتِهنّ، فقال لاتعدنّ عدةً لاتثقُ من نفسك بانجازها قال: هذه واحدةٌ فهات الثانيةَ، قال: لايغرنّك المرتقى وان كان سهلًا اذا كان المنحدرُ وعرًا، قال: هات الثالثةَ، قال: واعلم ان للاعمال جزاءً

فاتقِ العواقِبَ، قال: هاتِ الرابعة، قال: واعلم ان للامور بغتاتٍ، فكن علیٰ حَذَرٍ

حل لغات الزہری دیکھو ص۸۵ ہشام بن عبدالملک مولود ۷۲ھ اسکی والدہ عائشہ بنت ہشام بن اسمٰعیل مخزومی تھی۔ اپنے بھائی یزید کے انتقال کے وقت یہ حمص میں تھا وہیں بذریعہ برید کے عصا اور خاتم خلافت اس کو بھیج گئی وہاں سے یہ دمشق آیا اور خلافت کی بیعت لی، ہشام حلیم الطبع عاقل و فرزانہ تھا اس نے ایک بار شرفاء میں سے کسی کو گالی دی اس نے کہا شرم نہیں آتی خلیفہ ہو کر بدزبانی کرتے ہو۔ ہشام نے ندامت سے سر جھکا لیا اور اس سے معافی مانگی، ۶ ربیع الثانی ۱۲۵ھ میں وفات پائی۔ اس کی خلافت اُنیس سال چھ ماہ گیارہ روز رہی، لاتعدن وعدہ، وعداً، عِدَۃً وعدہ کرنا۔ لاتثق وثوقاً، ثِقَۃً بھروسہ کرنا، انجاز وعدہ پورا کرنا۔ المرتقی اسم ظرف ہے۔ چڑھنے کی جگہ، سہل، نرم، المنحدر اسم ظرف ہے ڈھلوان جگہ، وعر، دشوار، سخت، بغتات اچانک آجانے والی مصیبتیں، حذر چوکنا رہنا :

تشریح :-

ایک مرتبہ امام زہری ہشام کے پاس سے چار باتیں لے کر نکلے کسی نے آپ سے پوچھا وہ کیا کیا ہیں؟ آپنے کہا: ہشام کے پاس ایک شخص نے آکر کہا: امیرالمؤمنین! آپ مجھ سے چار باتیں محفوظ کرلیں جن میں آپکے ملک کی خیر وصلاح اور آپ کی رعیت کی درستگی ہے۔ ہشام نے کہا ضرور! اس نے کہا: ایسا وعدہ ہرگز نہ کر جس کے پورا کرنے کا تجھے اپنی ذات پر اعتماد نہو۔ ہشام نے کہا: ایک بات ہوئی، دوسری لا، اس نے کہا: بلندی پر چڑھنا خواہ کتنا ہی آسان ہو مگر اس سے دھوکا مت کھا جب کہ اس سے اترنا دشوار ہو۔ ہشام نے کہا تیسری بات لا، اس نے کہا: یاد رکھ! ہر کام کے لئے اس کا بدلہ ہے پس اس کے انجام سے ڈرتا رہ، ہشام نے کہا: چوتھی بات لا، اس نے کہا: یاد رکھ! امور کی آمد اچانک ہوتی ہے پس محتاط رہنا :-

قَعَدَ مُعاوِیَۃُ بالکوفۃ یُبایِعُ الناسَ علی البراءۃ من علیِّ بن ابی طالب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فقال لہ رجلٌ: یا امیرَ المؤمنینَ! نطیعُ احیاءَکم، ولا نتبرّأُ من موتاکم، فالتفتَ الی المغیرۃ فقال لہ: ھذا رجلٌ فاستوصِ بہ خیرا

حل لغات معاویہ دیکھو ص۱۲۸ احیاء جمع حی زندہ، لانتبرّأ براءۃ بیزار ہونا۔ موتیٰ جمع میت مردہ المغیرہ بن شعبہ ثقفی مشہور صحابی ہیں رضی اللہ عنہ آپ عقلاء روزگار میں سے تھے، غزوۂ خندق کے بعد ایمان لائے اور صلح حدیبیہ وبیعت رضوان میں اور اس کے بعد غزوات میں شریک رہے حضرت عمرؓ نے ان کو بحرین اور بصرہ و کوفہ کا والی مقرر کیا تھا۔ بصرہ میں سب سے پہلے دیوان آپ ہی نے قائم کیا تھا۔ تمام کتب صحاح میں آپ کی روایات مروی ہیں صحیحین میں ان سے بارہ احادیث مروی ہیں اور ان کی کل مرویات کی تعداد (۱۱۶) ہے ۵۰ھ میں آپنے وفات پائی ہے، فاستوص استیصاء وصیت قبول کرنا۔

ترجمہ: حضرت معاویہؓ کوفہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں سے حضرت علیؓ سے براءت پر بیعت لے رہے تھے ایک شخص نے ان سے کہا: امیرالمؤمنین! ہم آپ کے زندوں کی اطاعت کرتے ہیں اور مُردوں سے بیزار نہیں ہیں۔ پس وہ حضرت مغیرہؓ کی طرف متوجہ ہوا تو آپ نے فرمایا: یہ ہے مرد کامل سو اس کی نصیحت قبول کر :-

ناصح از روئے درشتی سخن ارگفت چہ باک ❋ صبر تلخ ست ولیکن بر شیریں وارد

قِصّةُ سَیِّدِنا عیسیٰ بن مریم علیہ السّلام

واقعہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام !

من حِکَمِ اللّٰہ تعالیٰ ان خلقَ اٰدمَ من غیرِ ابٍ و اُمٍّ و خلقَ حواءَ من غیرِ اُمٍّ و خلقَ عیسیٰ من غیرِ ابٍ و خلقَ بقیۃَ نوعِ الانسان من ابٍ و اُمٍّ ولمّا ارادَ اللّٰہُ ان یخلقَ نبیَّہ عیسیٰ اَرسلَ الیٰ مریمَ جبریلَ فی صورۃِ انسانٍ و کانت وقتئذٍ معتزلۃً فی مکانٍ شرقیِّ الدارِ حیث کانت تغتسلُ من حیضِھا فلما رأت جبریلَ استعاذت منہ لیبتعدَ عنھا فاجاب بانہ رسولُ من قِبَلِ اللّٰہِ جاءَ الیھا ولدًا یکون نبیًّا قال" انما انا رسولُ ربکِ لِاَھَبَ لکِ غلامًا ذکیًا" فاجابتہ کیف یکون لی ولدٌ و انا لم اتزوج ولستُ من اھل البغی "قالت انّٰی یکون لی غلامٌ ولم یمسسنی بشرٌ ولم اکُ بغیًّا" فقال لھا ھٰذا امرٌ ھیّنٌ علیٰ ربکِ ارادَ ذٰلک لیکونَ علامۃً للناسِ علیٰ قدرتہٖ ورحمۃً لمن اٰمن بہٖ" وقد حکم بایجادہٖ ولا محالۃَ فحملت بہٖ ولم تمضِ ساعۃٌ من حملہٖ حتی احسّت بالمِ الولادۃِ فجاءت تحت جذعِ النخلۃِ و وضعتہ" ثم ذھبتُ الیٰ قومھا حاملۃً لہ" فظنّوا انھا جاءت بہٖ من طریقِ الزنا فاتت بہٖ قومَھا تحملُہ" قالوا یا مریمُ لقد جئتِ شیئًا فریًّا" وھمّوا لیرجموھا بالحجارۃِ فاشارتْ لھم الیہ لیسألوہ فقالوا لھا کیف نکلِّم من کان فی المھدِ صبیًّا فقال لھم عیسیٰ انی عبدُ اللّٰہِ اٰتانی الکتابَ وجعلنی نبیًّا و جعلنی مبارکًا اینما کنتُ واوصانی بالصلوٰۃِ والزکوٰۃِ ما دمتُ حیًّا وبرًّا بوالدتی ولم یجعلنی جبّارًا شقیًّا والسلامُ علیّ یومَ وُلدتُ ویومَ اَموتُ ویومَ اُبعثُ حیًّا" فعند ذٰلک تحققت لھم براءتُھا ولما بلغ عیسیٰ ثلاثین سنۃً بعثہ اللّٰہُ رسولاً و انزلَ علیہ الانجیلَ و اٰمن بہٖ خلقٌ کثیرٌ۔

حلِ لغات حِکَم جمع حکمت دانائی، حق کے موافق گفتگو، مُعتزلۃ الگ، اعتزل۔ الشیٔ وعنہ جُدا ہونا۔ زکیًا گناہوں سے پاک بغیًا بدکار وزنا کار عورت ج بغایا البغی سے فعول کا وزن ہے واؤ کو یا کر کے غین کو کسرہ دیدیا گیا۔ فعول کا وزن جب فاعل کے لئے ہوتا ہے تو اس میں مذکر و مؤنث دونوں برابر ہیں، جذع درخت کا تنہ ج جذوع، نخلۃ کھجور کا درخت (واکانت یا لبستہ لاراس لھاد" حضرۃ فیھا دکان الوقت شتاء) فریًا ایسا کام جس پر حیرت و تعجب ہو، فلان لیفری الفری فلاں تعجب انگیز کام کرتا ہے۔ لیرجموا ان یرجموا سنگسار کرنا، رجما بالغیب، اٹکل پچو بات، المھد گہوارہ ج مُھُود مھد (ف) مَھدًا بچھانا، مھاد بچھونا۔ الاکمہ مادر زاد نابینا الابرص، برص کا بیمار (برص ایک بیماری ہے جس کی وجہ سے کھال سفید ہو جاتی ہے اور سخت تکلیف دہ خارش پیدا ہوتی ہے) غاظت غصہ سے بھڑک ہوجانا، فجموا (ن) ہجوما غفلت کی حالت میں اچانک آنا :۔ **تشریح** :۔

خداوند عالم کی حکمت ہے کہ اس نے حضرت آدمؑ کو بلا ماں باپ اور حواء کو بلا ماں اور حضرت عیسیٰؑ کو بلا باپ اور بقیہ نوع انسانی

کو ماں اور باپ کے پیدا فرمایا، جب اللہ نے اپنے نبی حضرت عیسیٰ کو پیدا کرنا چاہا تو حضرت جبرئیل کو بصورت انسان حضرت مریم کے پاس بھیجا اسوقت آپ بجانب مشرق ایک مکان میں یکسو تھیں جہاں حیض سے پاکی کیلئے غسل کر رہی تھیں، جب آپ نے حضرت جبرئیل کو دیکھا تو خدا کی پناہ چاہی، تاکہ جبرئیلؑ ان سے دور رہیں، حضرت جبرئیلؑ نے جواب دیا " میں تو خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں تاکہ تجھے ایک ایسا لڑکا دیدے جو نبی ہوگا (اسی کو قرآن میں ان الفاظ سے ذکر کیا گیا ہے، جبرئیلؑ نے کہا میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تم کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں " حضرت مریمؑ نے جواب دیا، کہ میرے لڑکا کیسے ہو سکتا ہے جب کہ میں نے نہ شادی کی اور نہ میں بدکار ہوں (قرآن میں ہے قالت انی یکون الخ) وہ کہنے لگیں کہ میرے لڑکا کس طرح ہو جائیگا حالانکہ مجھ کو کسی بشر نے ہاتھ نہیں لگایا اور نہ میں بدکار ہوں، حضرت جبرئیل نے کہا! یہ تو میرے رب پر بہت آسان ہے (اس طور پر پیدا کرنے سے) ارادہ یہ ہے کہ وہ (فرزند) لوگوں کیلئے نشانی ہو اور مؤمنوں کیلئے باعث رحمت ہو، اللہ نے اسکا حکم کر دیا ہے لا محالہ ہو کر رہے گا۔ پس انکے پیٹ میں لڑکا رہ گیا اور حمل کی ایک گھڑی بھی نہ گذری تھی کہ درد زہ کا احساس کرنے لگیں تو ایک کھجور کے درخت کے نیچے آبیٹھیں اور وضع حمل ہو گیا پھر وہ انکو اپنی گود میں لئے ہوئے اپنی قوم کے پاس لائیں تو قوم کو یہ گمان ہوا کہ مریم کے یہ بچہ بدکاری سے پیدا ہوا ہے، (قرآن نے اس کو بایں الفاظ تعبیر کیا ہے " فاتت بہ قومہا الخ ") پھر وہ ان کو اپنی قوم کے پاس لائیں لوگوں نے کہا: اے مریم! تم نے بڑے غضب کا کام کیا اور وہ آپکو سنگسار کرنے کا ارادہ کر بیٹھے تو آپ نے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ اسی سے پوچھ لو، لوگوں نے کہا: بھلا ہم ایسے شخص سے کیونکر باتیں کریں جو ابھی گود میں بچہ ہی ہے، حضرت عیسیٰ نے انکو جواب دیا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب دی اور مجھ کو اس نے نبی بنایا اور مجھ کو برکت والا بنایا۔ میں جہاں کہیں بھی ہوں اور اس نے مجھ کو نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا جب تک میں زندہ ہوں اور مجھ کو میری والدہ کا خدمت گذار بنایا اور اس نے مجھ کو سرکش، بدبخت نہیں بنایا اور مجھ پر سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا اور جس روز مرونگا اور جس روز زندہ کرکے اٹھایا جاؤنگا پس اس وقت قوم کے نزدیک حضرت مریم کی برأت ثابت ہو گئی جب آپ ۳۰ سال کی عمر کو پہنچے تو اللہ نے آپ کو رسول بنایا۔ آپ پر انجیل نازل فرمائی اور خلق کثیر آپ پر ایمان لائی۔

ومن معجزاته انه كان يصور من الطين طيراً فينفخ فيه فيكون طيراً باذن الله ويبرئ الاكمه والابرص ويحيي الموتى باذن الله

تشریح:۔ آپکے معجزات میں یہ ہے کہ آپ مٹی سے پرند کی شکل بنا کر اس میں پھونک دیتے تو وہ بحکم خداوندی (جان دار) پرند بن جاتا تھا اور مادرزاد اندھے کو اور برص کے بیمار کو (دست مبارک پھیر کر) اچھا کر دیتے تھے اور بحکم خداوندی مردوں کو زندہ کر دیتے تھے۔

فائدہ: قرآن پاک میں اس موقعہ پر حضرت مسیح کے محض شکل و صورت بنانے کو " خلق " سے تعبیر کرنا صرف ظاہری حیثیت سے ہے جیسے حدیث میں معمولی تصویر بنانے کو خلق سے تعبیر فرمایا " احیوا ما خلقتم " یہی وجہ ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا " انی اخلق لکم من الطین طیرا " (میں مٹی سے پرندہ بنا دیتا ہوں، بلکہ یوں کہا کہ مٹی میں سے پرندہ کی شکل بنا کر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ اللہ کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔ آپ سے یہ خرق عادت فعل ظاہر ہوا تاکہ تہمت لگانے والوں کو ایک چھوٹا سا نمونہ قدرت خداوندی کا دکھلا دیں کہ جب میرے نفخ (پھونکنے) پر خدا تعالیٰ مٹی کی بیجان صورت کو جاندار بنا دیتا ہے اس طرح اگر اس نے بدون مس بشر محض روح القدس کے نفخ سے ایک برگزیدہ عورت کے پانی پر روح عیسوی فائض کر دی تو کیا تعجب ہے، حضرت مسیح کے زمانہ میں اطباء و حکماء کا زور تھا اس لئے آپکو ایسے معجزات مرحمت ہوئے جو لوگوں پر ان کے سب سے زیادہ مایہ فن میں حضرت مسیح کا نمایاں تفوق ثابت کریں۔

ومن معجزاته ایضاً نزول المائدة من السماء واخبار قومه بما یاکلون وما یدخرون فی بیوتھم وقد اغتاظت منه الیھود فاتفقوا علی قتله فھجموا علیه فی بیته فدخل احد منھم اسمه (یھوذا) فلم یجده فدخلوا علیه فوجدوا فیه شبھاً من عیسٰی فقتلوه وصلبوه واما عیسٰی فرفعه اللّٰه الی السماء فذلك قوله تعالیٰ وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لھم وقوله تعالیٰ بل رفعه اللّٰه الیه وکان اللّٰه عزیزاً حکیماً وکساه اللّٰه اوصاف الملائکة وھو حیٌّ الی الآن ۔

تشریح اور آپکے معجزات میں سے یہ ہے آسمان سے مائدہ کا نازل ہونا اور قوم کو اس چیز سے مطلع کر دینا کہ جو وہ لوگ کھاتے تھے اور جو اپنے گھروں میں جمع کر کے رکھتے تھے جب یہودیوں نے یہ دیکھا تو غیظ و غضب میں مرنے لگے اور آپ کو قتل کرنے پر متفق ہو گئے، یہاں تک کہ ایک روز اچانک آپکے مکان میں آ گئے اور ایک شخص یہودا نامی مکان میں گھس گیا مگر آپ کو مکان میں نہ پایا تو سب لوگ گھر میں داخل ہو گئے، گھر میں حضرت عیسٰیؑ کے مشابہ ایک شخص کو پایا تو انہوں نے اسی کو قتل کر دیا اور سولی پر چڑھا دیا (قال تعالیٰ وما قتلوہ الخ)، حالانکہ انہوں نے نہ آپ کو قتل کیا اور نہ سولی دی لیکن ان کو اشتباہ ہو گیا، بلکہ ان کو خدا نے اپنی طرف اٹھا لیا، اللہ بڑی بردست حکمت والا ہے، اللہ نے آپ کو ملائکہ کے اوصاف سے آراستہ کیا تھا آج بھی آپ زندہ ہیں ۔

فائدہ : قصہ یہ ہوا کہ جب یہودیوں نے حضرت مسیحؑ کے قتل کا عزم کیا تو پہلے ایک آدمی ان کے گھر میں داخل ہوا حق تعالیٰ نے انکو تو آسمان پر اٹھا لیا اور اس شخص کی صورت حضرت مسیحؑ کی صورت کے مشابہ کر دی جب باقی لوگ گھر میں گھسے تو اس کو مسیح سمجھ کر قتل کر دیا پھر خیال آیا تو کہنے لگے کہ اس کا چہرہ تو مسیح کے چہرہ کے مشابہ ہے اور باقی بدن ہمارے ساتھی کا معلوم ہوتا ہے کسی نے کہا کہ یہ مقتول مسیح ہے تو ہمارا آدمی کہاں ہے اور ہمارا آدمی ہے تو مسیح کہاں ہے اب صرف اٹکل سے کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ علم کسی کو بھی نہیں حق یہی ہے کہ حضرت عیسٰیؑ ہرگز مقتول نہیں ہوئے بلکہ آسمان پر اللہ نے اٹھا لیا اور یہود کو شبہ میں ڈال دیا ۔

وَاَمَّا مَرْیَمُ اُمُّهٗ فَتُوُفِّیَتْ بَعْدَ رَفْعِهٖ بِمُدَّةٍ قَلِیْلَةٍ ، وَدُفِنَتْ بَیْتَ الْمَقْدِسِ ثُمَّ اَنَّهٗ یَنْزِلُ قَبْلَ قِیَامِ السَّاعَةِ یَحْکُمُ بِشَرِیْعَةِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَلَا یَدَعُ کَافِرًا ، وَیَمْکُثُ مُدَّةَ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً ، ثُمَّ یَحُجُّ ، وَیَزُوْرُ قَبْرَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، ثُمَّ یَمُوْتُ وَیُدْفَنُ بِجِوَارِهٖ ۔

تشریح :۔ رہیں آپ کی والدہ حضرت مریم سو وہ آپکے اٹھا لینے کے کچھ ہی بعد وفات پا گئیں اور بیت المقدس میں دفن کی گئیں حضرت عیسٰی علیہ السلام قیامت سے پہلے (آسمان سے) اتریں گے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا حکم دیں گے اور کسی کافر کو نہ چھوڑیں گے آپ چالیس سال تک تشریف فرما رہیں گے پھر حج بیت اللہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کریں گے اس کے بعد آپ کی وفات ہوگی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جوار میں مدفون ہوں گے ۔

قصة سيدنا ابراهيم عليه السلام

واقعہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام!

كان سيدنا ابراهيم له أب اسمه آزر وكان كافرًا وأمًّا اسمها اليوثا وكانت مؤمنة سرًّا وقد ولد ابراهيم في مدة ملك اسمه النمرود كان ذا قوة وكان يعبد الاصنام ولما ملك جميع الدنيا ادعى الالوهية فعبدته الناس خوفًا منه فلما صار ابراهيم مراهقًا بكّت اباه بقوله أتتخذ أصنامًا آلهة إني أراك وقومك في ضلال مبين حيث كان ابوه يعبد الاصنام وينجر فيها ثم صار ابراهيم يقول يقوم اعبدوا الله ربكم فلما سمع النمرود بذلك احضر ابراهيم قال له انا الذي خلقتك ورزقتك فقال له ابراهيم كذبت ربي الذي خلقني فهو يهدين والذي هو يطعمني ويسقين واذا مرضت فهو يشفين والذي يميتني ثم يحيين والذي اطمع ان يغفر لي خطيئتي يوم الدين. فعند ذلك بهت النمرود ومن معه متعجبين من فصاحة لسانه ثم التفت النمرود لآزر وقال له خذ ولدك وحذره من باسي فاخذه ابوه وصار يحذره فقال له ابراهيم يا ابت لم تعبد ما لا يسمع ولا يبصر ولا يغني عنك شيئًا فزجره ابوه ووبخه ثم بعد ذلك ترقب ابراهيم للاصنام ودخل عليها وكانت ثلاثة وسبعين صنمًا فكسرها بفاس ولم يمس الصنم الاكبر بسوء بل علق الفأس في رأسه وذهب فلما دخلوا عليها وجدوها على هذه الحالة فظنوا انه ما فعل ذلك الا ابراهيم فاخبروا النمرود وكان قبل ان يدعي الالوهية مشغوفًا بعبادة الاصنام فامر باحضاره فلما حضر قال النمرود وقومه أأنت فعلت هذا بآلهتنا يا ابراهيم فاجابهم بقوله بل فعله كبيرهم هذا فاسئلوهم إن كانوا ينطقون ثم انه لما رأى الجهل محيطًا بهم قال أف لكم ولما تعبدون من دون الله أفلا تعقلون فلما سمعوا ذلك تحققوا انه الفاعل فقالوا حرقوه وانصروا آلهتكم ان كنتم فاعلين فجمعوا حطبًا وخشبًا مدة ثلاثة اشهر حتى صار كالجبل فاضرموا فيه النار فاشتعلت حتى ملأت الجو وعمت جميع الجهات حرارتها وصنعوا منجنيقًا ووضعوا فيه ابراهيم ورموه في النار فصارت بردًا وسلامًا على ابراهيم ونبعت عين ماء وبجانبها شجرة رمان واتاه جبريل بسرير من الجنة وتاج وحلة فلبسهما ابراهيم وجلس على السرير في ارغد عيش ولم تؤثر فيه النار فامن به خلق كثير ولما علم النمرود بذلك قال يا ابراهيم اخرج من ارضنا فخرج هو ومن امن معه

تزوج بواحدۃ اسمہا سارۃ فجاء الی مصر واقام بہا مدۃ فاعطاہ ملک مصر جاریۃ اسمہا ہاجر لما رأی من معجزاتہ ثم رجع الی الشام واقام بہا وھو اول من قری الضیفان واول من شابت لحیتہ :-

حل لغات ابراہیم اس میں چھ لغتیں ہیں ابراہیم، ابراہام (بہا قری فی السبع) ابراہوم، ابراہم دونوں میں ہار کی تثلیث کے ساتھ) علامہ سجاعی نے لفظ ابراہیم، یونس اور یوسف کی لغتوں کو اس قطعہ میں نظم کیا ہے۔

لقد جاء ابراہیم بالیاء والالف ❊ وبالواو والتثلیث فی الحذف قد وصف
ویونس ثلث ثالثا مثل یوسف ❊ مع الھمز والابدال فاحفظ کما عرف

آزر بعض حضرات نے اس لفظ کو عربی کہا ہے اور "ازر" یا "وزر" سے مشتق مانا ہے اور تعریف اور وزن فعل کے سبب غیر منصرف قرار دیا ہے مگر ظاہر یہی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور وزن فعل اور صفت کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ اصنام جمع صنم بُت، الوہیۃ مصدر ہے معبود ہونا، مراہقا راہق۔ الغلام جوانی کے قریب پہنچنا۔ بکت تبکیتا - وہ حجت میں غالب آنا اور خاموش کردینا۔ بہت (س، ک) بُہتا متحیر ہوکر خاموش ہونا، مجہول افصح اور مشہور ہے، باس عذاب، فاس کلہاڑی مؤنث سماعی ہے) کبھی بغیر ہمزہ کے بولا جاتا ہے جمع افؤس، فؤوس، اُف اسم فعل بمعنی الضجر والکرہ (میں ناپسند کرتا ہوں میں بے قرار ہوں) اصل میں اف ناخون کے میل کو کہتے ہیں قاضی عیاض وغیرہ نے اسمیں دس لغتیں ذکر کی ہیں اُفِّ اُفٍّ اُفَّہ، افَ اُفُ، اُفی علامہ سیوطی تنویر الحوالک میں کہتے ہیں کہ شیخ ابوحیان نے ارتشاف وغیرہ میں چالیس لغتیں ذکر کی ہیں قال وقد نظمتہا فی ابیات فقلت ؎

اف ربع اخیرہ ثم ثلث ❊ مبتداہ مشددا ومخفف ❊ وبتنوینہ وبالترک افا ❊ لا مما لا وبالا مالۃ مضعف
وبکسر ابتداوانی مثلث ❊ وزدالہا فی اف اطلق لا اف ❊ ثم مدا بکسر اف واف ❊ ثم افوفا حفظ ودع مایزیف

اضرموا۔ النار آگ روشن کرنا بھڑکانا، الجو ہو ما بین السماء والارض، منجنیق ایک مشین ہے جس کے ذریعہ سے قلعہ وغیرہ کی دیوار پر پتھر پھینکتے ہیں، "من چہ نیک" کا معرب ہے جمع مجانق، مجانیق، نبعت (ض، ن، ف) پانی کا چشمہ پھوٹ گیا، رتان، انار، ارغد عیش آسودہ زندگی رغد (س، ک) رغدا خوشحال ہونا۔ ضیفان جمع ضیف مہمان۔ شابت لحیتہ اس کی داڑھی سفید ہوگئی۔

تشریح:۔ ہمارے سردار حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کا نام آزر تھا جو کافر تھا اور آپ کی والدہ کا نام "یوشا" تھا جو سرا مومنہ تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی پیدائش نمرود بادشاہ کے زمانہ میں ہوئی جو بہت قوت ور اور بت پرست تھا جب وہ پوری دنیا کا مالک ہوگیا تو اس نے خدائی کا دعویٰ کردیا۔ لوگوں نے اس کے ڈر سے اس کی پوجا شروع کردی۔ جب حضرت ابراہیمؑ جوانی کے قریب پہنچ گئے تو باپ کو دلیل کے ساتھ اپنے اس قول سے خاموش کردیا۔ کیا تو بتوں کو معبود قرار دیتا ہے بیشک میں تجھ کو اور تیری ساری قوم کو صریح غلطی میں دیکھتا ہوں، کیونکہ آپ کے والد بُت پرستی کرتے تھے اور بتوں کی تجارت کرتے تھے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ نے (کھلم کھلا) کہنا شروع کیا "اے میری قوم اپنے پالنہار خدا کی عبادت کرو" نمرود نے جب یہ سنا تو حضرت ابراہیمؑ کو بلا کر کہا،

میں نے ہی تجھے پیدا کیا ہے اور میں نے ہی تجھے رزق دیا ہے، حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا: تو جھوٹا ہے، میرا رب تو وہ ہے جس نے مجھے پیدا کیا پھر وہی میری رہنمائی کرتا ہے وہی مجھ کو کھلاتا پلاتا ہے اور جب میں بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھ کو شفاء دیتا ہے اور جو موت

دے گا اور پھر مجھ کو زندہ کرے گا اور جس سے مجھ کو یہ امید ہے کہ میری غلط کاری کو قیامت کے روز معاف کردے گا پس یہ سن کر نمرود بھی اور اس کے ساتھی بھی بکتے رہ گئے اور آپ کی شستہ زبان پر تعجب کرنے لگے پھر نمرود نے آزر کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ اپنے لڑکے کو سنبھال لے اور اس کو میرے عذاب سے ڈرا، باپ نے آپ کو ڈرانا شروع کیا تو آپ نے فرمایا اے میرے باپ تم ایسی چیز کی عبادت کیوں کرتے ہو جو نہ کچھ سنے اور نہ کچھ دیکھے اور نہ کچھ تمہارے کام آسکے، یہ سن کر باپ نے آپ کو جھڑک دیا آپ بتوں کے (معاملہ میں موقعہ کے) منتظر ہو گئے اور ایک روز (موقعہ پاکر) کلہاڑی سے سب کو توڑ ڈالا یہ ۲، بت تھے

بشکن بتِ غرور کہ در دین عاشقاں ❁ یک بت کہ بشکنند بہ از صد عبادت ست (خجندی)

مگر ان میں جو سب سے بڑا بت تھا اس کو نہیں چھوا بلکہ کلہاڑی اس کی گردن میں لٹکادی اور چلے آئے، جب بتوں کے پجاری ان کے پاس آئے اور انکو اس خراب و خستہ حالت میں پایا تو انہیں معاً یہ گمان ہوا کہ یہ حرکت (حضرت) ابراہیمؑ کے علاوہ کسی نے نہیں کی چنانچہ لوگوں نے نمرود کو اطلاع کی نمرود خود بھی خدائی دعوی سے پہلے بت پرستی کا دلدادہ تھا اس نے حضرت ابراہیمؑ کو بلایا جب آپ تشریف لائے تو نمرود اور اس کی قوم نے کہا: کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ حرکت تو نے کی ہے؟ آپ نے جواب دیا نہیں بلکہ ان کے اس بڑے نے کی ہے سو ان سے پوچھ لو اگر یہ بولتے ہوں، اس کے بعد جب آپ نے ان کو سرتاپا جہالت میں ڈوبا ہوا پایا تو فرمایا: تف ہے تم پر اور ان پر جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو کیا تم اتنا بھی نہیں سمجھتے۔

جب قوم نے یہ سنا تو سب کو یقین ہو گیا کہ یہ حرکت اسی نے کی ہے پس وہ لوگ کہنے لگے کہ ان کو آگ میں جلادو اور اپنے معبودوں کا بدلہ لو اگر تم کو کچھ کرنا ہے۔ پس سبھوں نے تین ماہ تک لکڑیاں وغیرہ جمع کی یہاں تک کہ لکڑیوں کا ڈھیر پہاڑ کی طرح ہو گیا پھر انہوں نے لکڑیوں میں آگ لگائی اور وہ شعلے دینے لگی یہاں تک کہ اس نے فضاء آسمانی کو بھر دیا اور چاروں طرف اس کی گرمی پھیل گئی اور انہوں نے ایک منجنیق تیار کی اور اس میں حضرت ابراہیمؑ کو رکھ کر آگ میں ڈالدیا پس آگ حضرت ابراہیمؑ پر ٹھنڈی اور بے گزند ہوگئی پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا انار کا درخت اُگ گیا، حضرت جبرئیل آپ کی خدمت میں تخت، تاج جوڑا لے کر حاضر ہوئے اور آپ کو پہنا دیا اور آپ آسودہ زندگی کے ساتھ تخت نشین ہو گئے اور آگ نے آپ میں کچھ بھی اثر نہ کیا

عاشقاں را گر در آتش می نشاند مہر دوست ❁ تنگ چشم گر نظر در چشمۂ کوثر کنم (حافظ)

آتش کہ شراب وصل تو نوشش کند ❁ از لطف تو سوختن فراموش کند

(یہ دیکھ کر) خلق کثیر آپ پر ایمان لائی جب نمرود نے یہ دیکھا تو اس نے کہا: اے ابراہیم! ہماری زمین سے نکل جا، پس آپ اور وہ لوگ جو آپ پر ایمان لائے تھے وہاں سے نکل گئے۔ آپ نے ایک عورت کے ساتھ شادی کی جس کا نام سارہ ہے اور آپ مصر تشریف لے آئے اور ایک مدت تک وہیں قیام پذیر رہے۔ شاہ مصر نے جب آپ کے معجزات دیکھے تو اس نے آپ کو ایک کنیز عطا کی جن کا نام **ھاجرہ** ہے پھر آپ ملک شام آگئے اور وہیں اقامت اختیار کی۔ حضرت ابراہیمؑ نے سب سے پہلے مہمان نوازی جاری کی اور آپ ہی کی سب سے پہلے ڈاڑھی سفید ہوئی۔

فائدہ :- حضرت ابراہیمؑ کے والد کا نام تارخ تھا یا آزر - نیز یہ دونوں ایک شخصیت کے نام ہیں یا جدا جدا دو ہستیوں کے، تاریخ اور توراۃ نے آپ کے والد کا نام تارخ بتایا ہے اور قرآن عزیز نے آزر، اب بعض تو یہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں نام ایک ہی شخصیت سے وابستہ ہیں اور تارخ علم اسمی ہے اور آزر علم وصفی، آزر عربی زبان میں محب صنم کو کہتے ہیں تارخ

میں چونکہ بُت تراشی و بت پرستاری دونوں وصف موجود تھے اس لئے آزر کے لقب سے مشہور ہوا، نیز آزر کے معنی اعواج (کم فہم) یا بیوقوف اور پیر فرتوت کے ہیں تارخ میں یہ باتیں بھی موجود تھیں اس لئے اس وصف سے موصوف کیا گیا قرآن عزیز نے اسی مشہور وصفی علم کو بیان کیا ہے۔ علامہ سہیلی نے "روض الانف" میں اسی کو اختیار کیا ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ آزر اس بُت کا نام ہے جس کا تارخ پجاری تھا (دا لتفصیل فی المطولات)۔

الكَيِّسُ مَنْ تَهَيَّأَ لِلْمَوْتِ

دانا وُہی ہے جس نے موت کی تیاری کی

> تو پیش از عقوبت در عفو کوب ❊ کہ سودے ندارد فغاں زیر چوب (سعدی)

حُكِيَ أَنَّ سليمان بن عبد الملك لَبِسَ فی يوم الجُمُعة لباسًا شُهِر به، ودعا بتختٍ فيه عمائمُ وبيده مرآةٌ، فلم يزل يَعْتَمُّ بواحدة بعد أُخرٰى وأرخٰى سدولها وأخذ بيده مِخصرةً، واعتلٰى منبرَه، ناظِرًا فی عِطفَيه، وجَمْعِ حَشَمِه، وقال انا الملكُ الشابُّ السيد الجَبْجاب، الكريمُ الوهّاب، فتمثّلت له احدی جواريه، فقال: كيف ترين امير المؤمنين فقالت أراه مُنَى النفس، وقُرّة العين لولا ما قال الشاعر ؎

انتَ نِعمَ المتاعُ لو كنتَ تبقٰی	غير ان لا بقاءَ للانسانِ
انتَ خِلوٌ من العيوب ومما	يكره الناس غير أنك فانِ

فدمعت عيناه، وخرج على الناس باكيًا فلمّا فرغ من صلوٰته رجع ودعا بالجارية وقال لها ما حملكِ على ما قلتِ؟ قالت والله ما رأيتُك، ولا دخلتُ عليك، فاكبرَ ذٰلك ودعا بقيةَ جواريه، فصدّقنها على ذٰلك، فراعه ذٰلك، ولم يبقَ الا مدةً مديدةً حتى مات۔

حل لغات | الكيس زیرک، كاس (ض) كَيْسًا، كياسةً۔ الغلامُ زیرک و ذہین ہونا، كَيِّس سمجھدار ج اکیاس کَیْسٰی تہیّأ تیاری، سلیمان دیکھو ص؁، تخت جامہ دان ج تخوت، عمائم جمع عمامہ پگڑی، مرآۃ آئینہ، یعتم اعتمامًا پگڑی باندھنا ارخٰی ارخاءً، الستر لٹکانا، سدول جمع سَدْل پردہ سدل (ن، ض) سَدْلًا۔ الثوب لٹکانا، مخصرہ عصائے شاہی جس کو بادشاہ تقریر کے وقت اپنے ہاتھ میں لے ج مخاصر، اعتلٰی بلند ہوا، عطفیہ دونوں پہلو ج أعطاف، عطاف، حشم نوکر چاکر ج احشام، الشاب جوان، الجبجاب (كذا فی الشریشی ومعناہ القصیر دنی الخلق ولعلہ بالجیمین یقال ما جبجاب ای کثیر او نعت من جبجب ساح فی الارض ۱۲ حاشیہ، منٰی جمع منیۃ آرزو، قرۃ العین آنکھوں کی ٹھنڈک، خِلو خالی، راعہ۔ الامر (ن) رَوْعًا گھبرا دینا۔

عہ اولیات کے موضوع پر ہم نے ایک کتاب "بغیۃ الظمآن فی اول ما کان" لکھی ہے جو بحمد اللہ شائع ہو چکی ہے۔ ۱۲

تشریح:۔ منقول ہے کہ ایک مرتبہ سلیمان بن عبدالملک نے جمعہ کے دن قابل شہرت لباس پہنا اور ایک صندوق منگوایا جس میں بہت سے عمامے تھے اور اس کے ہاتھ میں آئینہ تھا وہ یکے بعد دیگرے پگڑی باندھتا اور ان کے پھندوں کو لٹکاتا جاتا تھا۔ اس کے بعد عصائے شاہی لے کر اپنے جاہ وحشم کو دیکھتا ہوا منبر پر رونق افروز ہو کر بولا۔

میں ہوں جوان مرد، سردار قوم سیاح، شریف وسخی بادشاہ، اس کے سامنے اس کی ایک کنیز منصور ہوئی سلیمان نے کہا۔ تجھے امیر المومنین کیسا معلوم ہوتا ہے؟ اس نے کہا مجھے تو امیر المومنین دلی آرزو (آنکھوں کی ٹھنڈک معلوم ہوتا ہے اگر دو چیزیں نہ ہوں جس کو شاعر نے ذکر کیا ہے ۔ انت نعم الخ تو بہت ہی عمدہ سامان ہے اگر تجھے بقا ہو مگر انسان کے لئے بقا نہیں ہے تو جملہ عیوب سے خالی اور ہر اس چیز سے پاک ہے جس کو لوگ برا سمجھتے ہیں بجز اس کے کہ تو فنا ہونیوالا ہے۔ یہ سنکر سلیمان کی آنکھیں ڈبڈبا آئیں اور روتا ہوا لوگوں کے سامنے آیا ۔

در گنہ اشک ندامت زجگر می خیزد ✲ ایں سحابیست کہ از دامن تری خیزد

جب نماز سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو اس نے کنیز کو بلا کر کہا تجھے اس بات کے کہنے پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ کنیز نے کہا بخدا میں نے آپ کو دیکھا بھی نہیں اور نہ آپ کے پاس گئی۔ سلیمان کو یہ بات شاق گذری اور تعجب کرنے لگا، پھر اس نے باقی کنیزوں کو بلا کر دریافت کیا تو سب نے اس کی تصدیق کی پس! سلیمان کو اس واقعہ نے خوف زدہ کر دیا اور اس کے کچھ ہی بعد وہ مر گیا۔

حُكِيَ عن الفضل بن الربيع، قال: كنتُ مع المنصور في السفر الذي مات فيه فنزلنا بعض المنازل فدعاني وهو في قُبّته الى حائط، وقال: الم انهكم ان تدعوا العامّة تدخل هذه المنازل فيكتبون فيها ما لا خير فيه، قلتُ وما هو؟ قال الا ترى ما على الحائط مكتوبًا ۔

ابا جعفرٍ حانت وفاتك وانقضت	سنوك، وامرُ الله لابُدَّ نازلُ
ابا جعفرٍ هل كاهنٌ او منجّمٌ	يردّ قضاءَ الله ام انت جاهلُ

فقلتُ: والله، ما على الحائط شئٌ، وانّه لنقيٌّ ابيضُ، قال: اللهِ، قلتُ: اللهِ، قال انها والله نفسي نُعِيَتْ الى الرحيل بادِرْ بي الى حرم الله وامنه هاربًا من ذنوبي واسرافي على نفسي فرحلنا، وثقل حتى بلغ بئر ميمون فقلت له: قد دخلت الحرمَ، قال: الحمد لله، وقُبِضَ من يومه، ولمّا حضرته الوفاة قال: هذا السلطان، لا سلطان لمن يموت،

حل لغات: فضل بن الربیع ابو العباس متوفی ۲۰۸ھ منصور، مہدی، ہادی، رشید کا دربان تھا پھر ہارون الرشید نے اپنا وزیر بنا لیا تھا، المنصور ابو جعفر دیکھو ص ۲۳۔ الم انہکم ہمزہ استفہامیہ ہے اور لم نافیہ اور کم ضمیر منصوب متصل الله قسم اللہ اصل میں اقسم باللہ تھا باء کو حذف کر دیا گیا اور فعل کو مضمر پس فعل مضمر اسم مقسم بہ کی طرف متعدی ہو گیا (والتفصیل فی النحو) نعیت نعاہ نعیا موت کی خبر دینا، بیر میمون مکہ کے ایک کنویں کا نام ہے جو میمون بن خالد حضرمی کی طرف منسوب ہے۔

تشریح:۔ فضل بن ربیع سے منقول ہے اس نے کہا کہ میں اس سفر میں منصور کے ساتھ تھا جس میں اس کا انتقال ہوا۔ دوران سفر میں کسی منزل پر ہم اترے، منصور نے مجھے ایک دیوار کی طرف بلایا درآنحالیکہ وہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا تھا اور بلا کر کہا، کیا میں نے عام لوگوں کو اس طرح آزاد چھوڑ دینے سے تم کو منع نہیں کیا تھا کہ وہ ان منزلوں میں داخل ہوں اور لایعنی باتیں لکھ جائیں میں نے

کہا، وہ کیا؟ اس نے کہا، دیوار پر جو لکھا ہوا ہے اس کو نہیں دیکھ رہا ہے؟ ؎ ابا جعفر الخ ابوجعفر! تیری وفات کا وقت قریب آگیا ہے اور تیری عمر کے سال ختم ہو چکے، خدا کا حکم ہے وہ لامحالہ ہونیوالا ہے، ابوجعفر! کیا کوئی کاہن یا نجومی ہے جو قضاء ایزدی کو رد کرسکے یا تو ناواقف ہے؟ میں نے کہا، دیوار پر تو کچھ بھی نہیں یہ تو بالکل صاف ہے، ابوجعفر نے کہا: بخدا؟ میں نے کہا: بخدا، ابوجعفر نے کہا، مجھ کو دنیا سے کوچ کرنے کی خبر دی گئی ہے سو مجھے حرم خداوندی اور امن کی طرف جلد لے چلو درانحالیکہ میں اپنے نفس پر زیادتی کرنے سے اور گناہوں سے بھاگ رہا ہوں

؎ طاعت کند سرشک ندامت گناہ را ☼ بارش سفید می کند ابر سیاہ را

پس ہم نے وہاں سے کوچ کیا اور وہ سخت بیمار ہوگیا، جب وہ بیر میمون تک پہنچا تو میں نے کہا: آپ حرم میں داخل ہوگئے، اس نے کہا: الحمد للہ اور اسی دن اس کی روح قبض کرلی گئی

ہر کس کشید سر بگریبان نیستی ☼ تسخیر کرد مملکت بے زوال را۔ (صائب)

جب اس کی وفات کا وقت قریب آیا تو اس نے کہا: یہ بھی کوئی بادشاہ ہے (یعنی میری سلطنت بالکل حقیر ہے)، فانی کیلئے حکومت نہیں حکومت تو صرف خدا کی ہے جس کو زوال نہیں: ؎ سروری زیبا فقط اس ذات بے ہمتا کو ہے ؛ حکمراں ہے اک وہی باقی بتانِ آذری

وعن علی بن یقطین قال، لما کنا مع المھدی بماسبذان قال لی: اصبحتُ جائعًا فائتنی بارغفةٍ ولحمٍ باردٍ، فاکلَ ونام فی البھو، فما استیقظنا الا لبکائہٖ، فبادرنا، فقال: اما رأیتم ما رأیتُ، وقف علیَّ رجلٌ لوکان فی الفِ ما خفی علیَّ فقال: ؎

کانی بھذا القصر قد باد اھلہٗ	واوحش منہ ربعہٗ ومنازلہٗ
وصار عمید الملک من بعد بھجۃٍ	الٰی قبرہٖ تحثی علیہ جنادلہٗ
فلم یبق الا ذکرہٗ وحدیثہٗ	ینادی علیہ مُعْوِلاتٍ حلائلہٗ

فما اتت علیہ عشرۃ ایامٍ حتٰی توفی، قال رجلٌ لابراھیم بن ادھم من این کسبکہ فقال ؎

نُرَقِّعُ دُنیانا بتمزیقِ دیننا	فلا دینُنا یبقٰی ولا ما نُرَقِّعُ

حل لغات ماسبذان بلاد جبل میں ایک قدیم ترین شہر ہے، ارغفۃ جمع رغیف روٹی، البَھو مکان یا خیمہ کے آگے کا کمرہ جو مہمان وغیرہ کی قیام گاہ کا کام دے ج اَبْھاء، بُھاءٌ، بُھِیّ (س)، بَھْوٌ (ک) بہاءً خوبصورت ہونا، بھی باد (ن)، بیدا، بَیادا، بُیوداً، ہلاک ہونا، بَیداء، بیابان ج بِیْد، ربعہ گھر ج رباع، اَرْباع، بھجۃ حسن، تحثی (ن، ض)، حَثْواً، حَثْیاً، التراب مٹی ڈالنا، جنادل، جمع جندل پتھر، معولات اسم فاعل ہے، اَعْوَلَ الرجلُ چیخ کر رونا حلائلہ جمع حلیلہ زوجہ، ابراہیم بن ادھم بن منصور بن اسحٰق بلخی متوفی سنہ ۱۶۱ھ مشہور عابد و زاہد بزرگ تھے مکہ کے راستہ میں پیدا ہوئے ان کی والدہ نے انکو گود میں لے کر طواف کیا اور یہ دعا کی ادعو لابنی ان یجعلہ اللہ صالحاً، علامہ کردری نے لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ صاحب کی صحبت میں رہے اور ان سے روایت حدیث بھی کی، امام صاحب نے انکو نصیحت فرمائی تھی کہ تمہیں خدا نے عبادت کی تو بہت کچھ توفیق بخشی ہے اس لئے علم کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے،

کیونکہ وہ عبادت کی اصل ہے اور اسی پر سارے کاموں کا مدار ہے، آپ کسی غزوہ کے لئے جا رہے تھے راہ میں انتقال ہوگیا اور بلاد روم کے کسی جزیرہ میں دفن کئے گئے، نرقع رقعت۔ الثوب پیوند لگانا۔ تمزیق پھاڑنا۔

تشریح:۔ حضرت علی بن یقطین سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ .... میں "ماسیذان" میں مہدی کے ساتھ تھا اس نے مجھ سے کہا میں بھوکا ہوں کچھ چپاتی اور ٹھنڈا گوشت لاؤ (چپاتی اور گوشت لایا گیا اور) وہ کھا کر بیٹھک میں سوگیا پس ہم بیدار نہیں ہوئے مگر اس کے رونے سے ہم جلدی سے اس کے پاس آئے تو اس نے کہا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ تم نے نہیں دیکھا، میرے پاس ایک شخص آیا جو ہزار آدمیوں میں مجھ پر نہیں چھپ سکتا اس نے آکر کہا ؎ کانی بہذا القصر اہ گویا کہ میں اس محل میں ہوں جس کے رہنے والے فنا، اور اس کے مکانات ومنازل وحشت ناک ہوگئے اور عبدالملک خوشی کے بعد ایک قبر کی طرف منتقل ہوگیا ہے جس پر پتھر ڈالے جاتے ہیں۔ اس کے تذکرہ اور باتوں کے سوا کوئی چیز باقی نہ رہی اس کی بیویں اس کو چیخ چیخ کر پکار رہی ہیں اس واقعہ کے بعد اس پر دس روز بھی نہ گذرے تھے کہ اس کا انتقال ہوگیا۔

ایک شخص نے حضرت ابراہیمؒ بن ادہم سے کہا، آپ کی کمائی کہاں سے ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا ؎ نرقع اہ ہم اپنے دین کو چاک کرکے دنیا میں پیوند لگاتے ہیں یعنی اپنا دین خراب کرکے دنیا درست کرتے ہیں، پس نہ ہمارا دین ہی باقی رہتا ہے اور نہ دنیا ہی سنورتی ہے۔

یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِهِمْ وَلَوْ کَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

وہ دوسروں کو خود پر ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوں

امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ ایک انصاری صحابی کے پاس رات کو ایک مہمان آیا، انکے پاس بجز اپنے اور بچوں کی قوت لایموت کے اور کچھ نہ تھا پس (یہ سوچکر کہ اگر ہم اور بچے یہ کھانا کھالیں گے تو مہمان بھوکا رہجائے گا) اپنی بی بی سے فرمایا کہ بچوں کو تو (بہلا کر) سُلادینا اور چراغ گل کر دینا (تاکہ یہ ہمارے کھانے کو نہ دیکھے ورنہ خود بھی نہ کھائے گا) اور جو کچھ حاضر ہے مہمان کے سامنے رکھدینا (چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور دونوں میاں بی بی منہ چلاتے رہے اور کھانا بالکل نہیں کھایا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی ؎

کریم کامل آنرا می شناسم اندریں دوراں ٭ کہ گر نانے رسد از آسیائے چرخ گرداں‌ش
ز استغنائے ہمت باوجود فقر وبے برگی ٭ نخود اگیرد وسازد نثار بے نوایانش

قال الربیع بن سلیمان: سمعتُ الشافعیَ رضی اللّٰہ عنہ، یقول: اتی علیَّ عیدٌ ولیس عندی نفقۃٌ فاستسلفتُ سبعین دینارا النفقۃِ اہلی، فبینا انا کذٰلك، اذ اتانی رجلٌ من قریشٍ یشتکی الیَّ الحاجۃَ، فاخبرتُہ خبری، وقلتُ لہ: خذ ماتحبُّ، فقال لی: ما یُقنِعُنی الا اکثرُ من ھٰذہِ الدنانیر، فقلت لہ: فخذھا، وبتُّ وما معی دینارٌ ولا درھمٌ، فبینا انا فی منزلی، اذ اتانی رسولُ جعفر بن یحیی البرمکیِّ، یقول: اَجِبِ الوزیرَ، فاجبتُہ، فقال: ما شانك؟ فی ھٰذہ اللیلۃ؟ ھتفَ بی ھاتفٌ، کلما دخلتُ فی النوم، یقول: الشافعیَ الشافعیَ، فاخبرتُہ بالخبر، فاعطانی خمس مائۃ دینارٍ، ثم قال

ازیدہ؟ فاعطانی خمس مائۃ اُخری، فلم یزل یزیدنی حتی اعطانی الفی دینار۔

حل لغات: یؤثرون ایثاراً اپنے پر دوسروں کو ترجیح دینا، خصاصۃ خصص (س) خصاصاً محتاج ہونا ربیع بن سلیمان بن عبدالجبار ابو محمد مرادی مصری صاحب امام شافعیؒ متوفی ۲۷۰ھ، الشافعی محمد بن ادریس بن العباس ائمہ اربعہ میں سے مشہور امام ہیں۔ آپ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں صرف تبرکاً کچھ لکھا جاتا ہے آپ بمقام عسقلان ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ڈھ برس کے سن میں مکہ معظمہ لائے گئے وہیں پرورش پائی بچپن سے نشانہ بازی تیراندازی اور طلب علم کا شوق تھا۔ آپ نے قاری مکہ اسمٰعیل بن قسطنطین سے قرآن تجویداً پڑھا اور علوم ادبیہ لغت و شعر اور ایام عرب جوانی تک حاصل کئے فقہ مسلم زنجی اور امام محمد شیبانی کی کتابوں سے حاصل کیا اور حدیث امام مالکؒ سے حاصل کی، پندرہ سال کی عمر میں مسلم بن خالد نے فتویٰ دینے کی اجازت دیدی احمد بن سیار کا قول ہے کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو اسلام مٹ جاتا ابوداؤد کا قول ہے کہ شافعی نے کبھی حدیث میں غلطی نہیں کی، حمیدی ان کو سید الفقہاء کہتے تھے۔ آپ آخر عمر میں مصر تشریف لے گئے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی اور آخر رجب ۲۰۴ھ میں پیوند خاک ہوگئے۔ فاستسلفت میں نے قرض لیا، جعفر بن یحیٰی دیکھو ص۲۰۱، یہتف (ض) ہتفاً۔ الحمامۃ کبوتری کا کوکو کرنا، ہتاف چلا کر بلانا۔ الشافعی فعل محذوف کی وجہ سے منصوب ہے ای ادرک الشافعی۔

تشریح

ربیع بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ عید ایسے موقعہ پر آئی کہ خرچ کیلئے میرے پاس ایک کوڑی نہ تھی میں نے اہل و عیال کے لئے ستر اشرفیاں قرض لیں اور لے کر آیا ہی تھا کہ ایک قریشی نے آکر ضرورت کا اظہار کیا میں نے اس کو پورا قصہ سنا کر کہدیا "جتنی ضرورت ہو لے لو" اس نے کہا مجھے تو اس سے بھی زیادہ کی ضرورت ہے میں نے کہا بہت اچھا، سب لے لو (وہ اشرفیاں لے کر چلا گیا) اور میں نے اس حالت میں رات گذاری کہ نہ میرے پاس اشرفی تھی، نہ درہم پس میں ابھی گھر ہی میں تھا کہ جعفر بن یحیٰی برمکی کے قاصد نے آکر کہا کہ آپ کو وزیر نے یاد کیا ہے۔ میں جعفر کے پاس گیا تو اس نے کہا: آج کی شب آپ پر کیا گذری، کیونکہ میں جب بھی سونے کا ارادہ کرتا تھا تو ہاتف کہتا تھا کہ امام شافعی کے پاس جا اور ان کی خبر لے، میں نے اپنا پورا قصہ سنا دیا تو اس نے مجھے ۵۰۰ اشرفیاں دے کر کہا: اور دوں؟ پس پانچسو اور دیدیں اور زیادہ کرتا رہا یہاں تک کہ دو ہزار اشرفیاں دے دیں۔

خدا اگر بحکمت بہ بند د درے ❊ کشاید بفضل و کرم دیگرے

وکان (الشافعی) شاعراً مجیداً قال ابو القاسم بن الازرق: دخلت علیہ فقلت: یا ابا عبد اللہ اما تنصفنا؟ لک ھذا الفقہ تفوز بفوائدہ، ولنا ھذا الشعر، وقد جئت تدا خلنا فیہ، فاما افردتنا واشرکتنا فی الفقہ، وقد اتیت بابیات ان اجزتہا بمثلہا تبت من الشعر، وان عجزت تبت منہ، فقال لی: ایہ: یا ھذا! فانشدتہ ھذا الکلام، ؎

ماھمتی الا مقارعۃ العدیٰ	خلق الزمان، وھمتی لم تخلق
والناس اعینھم الی سلب الغنیٰ	لاینظرون الی الحجا والاولق
لکن من رزق الحجیٰ حرم الغنیٰ	ضدان مفترقان ای تفرق
لوکان بالحیل الغنیٰ لوجدتنی	بنجوم اقطار السماء تعلقی

فقال الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ألا قلت کما أقول ارتجالا ؎

إنّ الذی رُزق الیسار فلم ینَلْ | حمدًا ولا أجرًا لغیرُ موفّق | فالجدّ یدنی کل امر شاسعٍ
والجدّ یفتح کلّ باب مُغلَقٍ | فاذا سمعتَ بانّ مجدودًا حوٰی | عُودًا فاثمر فی یدیه فحقّق
واذا سمعتَ بانّ محرومًا أتی | ماءً لیشربهٗ، فغاض فصدّق | واحقّ خلقِ اللہ بالھمّ امرؤٌ
ذو ھمّةٍ یبلٰی بعیشٍ ضیّقٍ | ومن الدلیلِ علی القضاء وکونه | بؤسُ اللبیبِ وطیبُ عیشِ الاحمقِ

فقلتُ له: لا قلتُ شعرًا بعدھا۔

حل لغات مجیدا اجاد سے اسم فاعل ہے عمدہ اشعار کہنے والا، اجز تہا اجازۃً دوسرے کے مصرعہ کو نظم کرکے پورا کرنا ایہ اسم فعل ہے بمعنی ہات، مقارا ایک کا دوسرے کو تلوار مارنا العدیٰ جمع عدو، خلق (ن، س، ک) خلقا خلوقۃً۔ الثوب پرانا ہونا، الحجا عقل ج احجار، حجا (ن) حجوًا ٹھہرنا، اولق ایلاقا پاگل ہونا، دلق (ض) دلوقًا فی السیر جلدی چلنا ایّ اس کے مواقع استعمال مختلف ہیں (۱) شرط جیسے ایا تضرب اضرب (۲) استفہام جیسے ایکم اتی، تم میں سے کون آیا (۳) موصول جیسے سلّم علی ایھم افضل، انیں سے جو افضل ہے اس کو سلام کر (۴) دلالت برکمال اس صورت میں نکرہ کی صفت واقع ہوتا ہے جیسے رجل ای رجل، بہت کامل آدمی ہے اور کبھی معرفہ سے حال واقع ہوتا ہے جیسے مررت بعبداللہ ایّ رجل (۵) مفعول مطلق جیسے ضدان مفترقان ایّ تفرق ای ہما شیان متباینان تباینا کاملا (۶) برائے تنبیہ مخاطب اسوقت منادی موصوف باللام پریا کے بعد داخل ہوتا ہے جیسے یا ایھا الرجل الحیل جمع حیلۃ، ارتجالا مصدر بمعنی فاعل ہے اور الشافعی سے حال ہے ای فقال الشافعی مرتجلا لہ یا اقول کی ضمیر مستتر سے حال ہے ای اقول حال کونی مرتجلا یا مصدر محذوف کی صفت ہے ای الا قلت قولا ارتجالا۔ فی البدیہہ کہنا، الجد بالفتح نصیب بالکسر کوشش شاسع شسع (ف) شسعا المنزل دور ہونا فہو شاسع، مجدود صاحب نصیب، حوی (ض) حوایۃ جمع کرنا، عود لکڑی، غاض، الماء پانی کا نیچے اتر جانا، بؤس بئس (س) بؤسا سخت حاجت مند ہونا، یسفہ پاگل پن کی طرف منسوب کرنا، ازہوا، الخنی بری بات۔ دعاء بر تن دیکھو ص۶۸

تشریح: امام شافعیؒ فقیہہ وقت ہونے کے ساتھ ساتھ بہت اچھے شاعر بھی تھے، ابو القاسم بن الازرق کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: ابو عبداللہ! کیا آپ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کریں گے آپ کے پاس تو فقہ ہے جس کے فوائد سے آپ کامیاب ہوتے ہیں اور ہمارے لئے یہ شعر و شاعری کا مشغلہ ہے مگر آپ اسمیں بھی مداخلت کرتے ہیں، یا تو آپ ہم کو شعر گوئی کیلئے تنہا کر دیجئے یا پھر فقہ میں بھی شریک کر لیجئے میں کچھ اشعار لایا ہوں اگر آپ نے ان پر گرہ لگا دی تو میں شعر گوئی سے توبہ کر لونگا اور اگر آپ عاجز رہ جاتے ہیں تو آپ کو توبہ کر لینی چاہیئے آپ نے فرمایا سناؤ، پس میں نے یہ کلام سنایا ؎ ما ہمتی الخ (۱) میرا عزم صرف دشمنوں سے ٹکرانا ہے، زمانہ پرانا ہو گیا لیکن میری ہمت پرانی نہیں ہوئی (۲) لوگوں کی نگاہیں مال چھیننے کی جانب ہیں عقل و جنوں کی طرف نظر نہیں اٹھاتے (۳) لیکن جنہیں عقل نصیب ہے وہ مال سے محروم ہیں دونوں بہت متضاد چیزیں ہیں (۴) اگر مالداری تدبیروں سے حاصل ہوتی تو تو میرا تعلق آسمان کے ہر چہار جانب کے ستاروں سے پاتا:

؎ فلک بمردم ناداں دہد زمام مراد ❊ تو اہل فضلی و دانش ہمیں گناہت بس

امام شافعیؒ نے فرمایا: تونے میری طرح فی البدیہہ کیوں نہیں کہا ؎ ان الذی الخ جسے مال داری نصیب ہوئی اور اس نے شکر و ثواب نہ پایا تو وہ بدنصیب ہے۔ (۲) پس سعی ہر امر بعید کو قریب اور ہر بند دروازے کو کھول دیتی ہے (۳) جب تو سُنے کہ کسی خوش نصیب نے لکڑیں جمع کیں اور وہ اس کے ہاتھ میں پھل دار ہوگئیں تو اس کو مان لے (۴) اور جب تو سنے کہ بدنصیب پانی کے پاس آیا تاکہ وہ پانی پیئے اور پانی خشک ہوگیا تو اس کی بھی تصدیق کرلے (۵) اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ باہمت وہ ہے جس کی آزمائش تنگیٔ عیش سے ہو (۶) قضاء قدر اور اس کے ہونے کی دلیل عقلمند کا سختیاں جھیلنا اور احمق کا خوش عیش ہونا ہے، ابوالقاسم کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ سے کہا کہ آئندہ شعر کبھی نہیں کہوں گا۔"

وسمع رجلاً يسفه على رجل من اهل العلم، فقال لاصحابه: نزهوا اسماعكم عن استماع الخنى كما تنزهون السنتكم عن النطق به فانّ المستمع شريك القائل فانّ السفيه ينظر الى اخبث شئ فى وعائه، فيحرص على ان يفرغه فى اوعيتكم،

ایک مرتبہ آپ نے ایک شخص کو ایک صاحب علم کی برائی کرتے ہوئے سنا تو آپ نے ہم نشینوں سے کہا: کانوں کو بری باتیں سننے سے بھی اسی طرح پاک رکھو جس طرح بری باتیں کرنے سے تم اپنی زبانوں کو پاک رکھتے ہو کیونکہ سننے والا کہنے والے کا شریک ہے، کمینہ آدمی اپنے ظرف کی خباثت کو دیکھتا ہے اور تمہارے ظرف میں انڈیلنا چاہتا ہے:

الاغتياب ونعطيه

غیبت اور اس کی برائی!

؎ کسے کہ پاک نسازد دہن زغیبت خلق ❊ ہماں کلید در دوزخ ست مسواکش (صائب)

؎ زباں آمد از بہر شکر و سپاس ❊ بغیبت نگرداندش حق شناس (سعدیؒ)

قال النبى صلى الله عليه وسلم اذا قلتَ فى الرجل ما فيه فقد اغتبته، واذا قلتَ ما ليس فيه فقد بهتّه . ومرّ محمد بن سيرين بقوم، فقام اليه رجلٌ منهم، فقال. ابابكر! إنّا قد نلنا منك فحللنا . فقال: انى لا أحلّ ما حرّم الله .

وكان رقبة بن مصقلة جالسًا مع اصحابه، فذكروا رجلاً بشئ فاطلع ذلك الرجل، فقال بعض اصحابه: الا أخبره بما قلنا فيه لئلا يكون غيبة، قال: أخبره حتى يكون نميمة.

حل لغات: الاغتیاب دیکھو ص ۶ بہتہ دبا بہتہ بہتان لگانا، محمد بن سیرین دیکھو ص ۹، زقبہ بن مصقلہ عبدی کوفی متوفی ۲۹ مزاح، ثقہ اور مامون تھے، نمیمۃ چغل خوری؛

تشریح:۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر تو نے کسی شخص کے بارے میں اسکے پیٹھ پیچھے) ایسی بات کہی جو اس میں ہے تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر ایسی بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اس کو تہمت لگائی؛ ایک مرتبہ حضرت محمد بن سیرین ایک قوم کے پاس کو گذرے ان میں سے ایک شخص اٹھ کر بولا، ابو بکر! ہم نے آپکی برائی کی ہے اس کو حلال کر دیجئے اپنے فرمایا جس چیز کو خدا نے حرام کر دیا ہے میں اس کو حلال نہیں کر سکتا،

ے آنکس کہ لوائے غیبت افراختہ است ۞ از گوشت مردگاں غذا ساختہ است

حضرت رقبہ بن مصقلہ اپنے ساتھیوں کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ لوگوں نے ایک شخص کی برائی کی اتفاق سے وہ شخص بھی آگیا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا، ہم نے اس کے بارے میں جو کچھ کہا ہے وہ اس کو بتلا دیں تاکہ غیبت نہ ہو۔ آپنے فرمایا: بتلا دو تاکہ چغل خوری بھی ہو جائے۔

فائدہ:۔ امام سخاوی نے "المقاصد الحسنہ" میں ذکر کیا ہے کہ تین آدمی ہیں اگر انکی برائی ظاہر کیجائے تو یہ غیبت میں داخل نہیں اول ظالم بادشاہ دوم کھلم کھلا فسق ظاہر کرنے والا فاسق سوم وہ بدعتی جو لوگوں کو بدعت کی طرف بلاتا ہو، حدیث میں ہے "اذکروا الفاجر بما فیہ کی یحذرہ الناس:۔

عِزَّةٌ دِينِيَّةٌ تَفُوقُ عِزَّةً دُنْيَوِيَّةً

دینی عزت دنیاوی عزت پر فائق ہے

اخرج ابن عساکر من طرق ان هشام بن عبد الملك حج فی خلافة ابيه فطاف بالبيت فجهد ان يصل الى الحجر ليستلمه فلم يقدر عليه فنصب له منبر وجلس عليه ينظر الى الناس ومعه اهل الشام اذ اقبل على بن الحسين بن على كرم الله وجوههم وكان من احسن الناس وجها واطيبهم ارجا فطاف بالبيت فلما بلغ الى الحجر تنحى له الناس حتى يستلمه فقال رجل من اهل الشام من هذا الذى هابه الناس هذه الهيبة فقال هشام لا اعرفه مخافة ان يرغب الناس فيه اهل الشام وكان الفرزدق حاضرا فقال الفرزدق لكنى اعرفه فقال الناس من هو يا ابا فراس فقال الفرزدق ے

هٰذا الذى تعرف البطحاء وطأته ۞ والبيت يعرفه والحل والحرم ۞ هٰذا على رسول الله والده

امست بنور هداه تهتدی الامم | هذا ابن خیر عباد الله کلهم | هذا النقی التقی الطاهر العلم

اذا رأته قریش قال قائلها | الی مکارم هذا ینتهی الکرم | ینمی الی ذروة العز التی قصرت

عن نیلها عرب الاسلام والعجم | یکاد یمسکه عرفان راحته | رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم

فی کفه خیزران ریحه عبق | من کف اروع فی عرنینه شمم | یغضی حیاء ویغضی من مهابته

فما یکلم الا حین یبتسم | من جده دان فضل الانبیاء له | وفضل امته دانت له الامم

ینشق نور الهدی عن نور غرته | کالشمس ینجاب عن اشراقها العتم | مشتقة من رسول الله نبعته

طابت عناصره والخیم والشیم | هذا ابن فاطمة ان کنت جاهله | بجده انبیاء الله قد ختموا

الله شرفه قدما وفضله | جری بذلک فی لوح له القلم | کلتا یدیه غیاث عم نفعهما

یستوکفان ولا یعروهما عدم | سهل الخلیقة لا تخشی بوادره | یزینه الخلتان الحلم والکرم

حمال اثقال اقوام اذا افترضوا | حلو الشمائل تحلو عنده نعم | ما قال لا قط الا فی تشهده

لولا التشهد کانت لاؤه نعم | عم البریة بالاحسان فانقشعت | عنها الغیاهب والاملاق والعدم

من معشر حبهم دین وبغضهم | کفر وقربهم منجا ومعتصم | مقدم بعد ذکر الله ذکرهم

فی کل بدء ومختوم به الکلم | یستدفع السوء والبلوی بحبهم | ویستزاد به الاحسان والنعم

ان عد اهل التقی کانوا ائمتهم | او قیل من خیر اهل الارض قیل هم | لا یستطیع جواد بعد غایتهم

ولا یدانیهم قوم وان کرموا | هم الغیوث اذا ما ازمة ازمت | والاسد اسد الشری والباس محتدم

لا یقبض العسر بسطا من اکفهم | سیان ذلک ان اثروا وان عدموا | یابی بهم ان یحل الذم ساحتهم

خلق کریم وایدٍ بالندی هضم | ای الخلائق لیست فی رقابهم | لاولیة هذا اوله نعم

من یعرف الله یعرف اولیة ذا | فالدین من بیت هذا ناله الامم | ان کنت تنکره فالله یعرفه

والعرش یعرفه واللوح والقلم | ولیس قولک من هذا؟ بضائره | العرب تعرف من انکرت والعجم

فغضب هشام وامر بحبس الفرزدق بعسفان بین مکة والمدینة وبلغ ذلک علی بن الحسین فبعث الی الفرزدق باثنی

عشر الف درهم وقال اعذر نا ابا فراس فلو كان عندنا اكثر من هذا لوصلناك فقال يا ابن رسول الله ما قلت ما قلت الا غضبا لله عز و جل و لرسوله و ما كنت لآخذ عليه شيئا قال شكر الله لك غير انا اهل بيت اذا انفذنا امرا لم نعد فيه فقبلها و جعل يهجو هشاما و هو فی الحبس فبعث له و اخرجه

حل لغات: ابن عساکر دیکھو ص۱۳۳ ہشام بن عبد الملک دیکھو ص۱۸۱ جهد (ف) جُهداً کوشش کرنا۔ الحجر، حجر اسود مراد ہے، یستلم استلاما چومنا، بوسہ دینا، علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب آپ کی کنیت ابو الحسن ہے آپ سادات تابعین میں سے ہیں آپ کی والدہ شاہ فارس یزدجرد کی صاحبزادی "سلامہ" تھیں آپ کی ولادت ۳۸ھ میں ہے اور وفات ۹۴ھ میں ہے آپ عالی مرتبت، کثیر الحدیث ثقہ اور مامون تھے۔ أرجا خوشبو دار ج (س) ارجا خوشبو مہکنا (ض) أرج تخی علیحدہ ہو جانا الفرزدق دیکھو ص۸۰ البطحاء مکہ کی پتھریلی زمین، کشادہ نالہ جس میں ریت اور چھوٹی کنکریاں ہوں ج بطاح بطح (ف) بطحا۔ ہ بچھانا، منہ کے بل گرانا وطأتہ موضع قدم تنمی (ض) نمیا، نماء۔ الحدیث کسی کی جانب نسبت کرنا، ذروۃ دیکھو ص۶۷ قصرت (ن) قصورا۔ عن الامر عاجزی کیوجہ سے چھوڑ دینا، عرفان معرفت، راحتہ، ہتھیلی، حطیم وہ جگہ جو رکن اور زمزم اور مقام ابراہیم کے درمیان ہے، کف دیکھو ص۱۲۲ خیزران ہر نرم لکڑی ج خیازر، عصاء شاہی، عبق بھڑکدار خوشبو، عبق (س) عبقا۔ المکان بالطیب جگہ کا خوشبو سے بھڑک اٹھنا، اروع حسن یا بہادری وغیرہ سے تعجب میں ڈالنے والا، عرنین ناک ج عرانین، شمم ناک کے بانسہ کی بلندی حسن و ہمواری کیساتھ، یغضی اغضاءۃ۔ علینہ آنکھ بند کرنا۔ دان دیکھو ص۶۵ غرۃ مراد پیشانی، ینجاب تاریکی کا چھٹ جانا۔ الظلم رات کی تاریکی، نبعۃ نبع کا واحد ہے ایک درخت کا نام ہے جس سے تیر و کمان بنائے جاتے ہیں یقال ہو من نبعۃ کریمۃ وہ شریف خاندان سے ہے خیم خصلت طبیعت، یستوکفان استیکافا۔ الماء ٹپکانا، لا یعرو ہما (ن) عروا پیش آنا، بوادر جمع بادرۃ غصہ کی تیزی، اثقال جمع ثقل بوجھ، القشعت بمعنی زالت، الغیاہب جمع غیہب تاریکی، الاملاق اپنا تمام مال خرچ کر کے محتاج ہو جانا، تناہ غایت مرتبہ سخاوت، الغیوث جمع غیث بارش، ازمتہ سختی، قحط، ازمت (ض) ازما، ازوما۔ الدھر علیہ سخت ہونا، الشری فرات کی جانب شیروں کی رہنے کی جگہ . . . . . . جس کو بطور مثال کے پیش کرتے ہیں ساحتہ صحن خانہ، ہضم مضموم، ید مضموم فیاض ہاتھ، ضائر، اسم فاعل ہے ضار (ض) ضیر نقصان پہنچانا، عسفان مکہ سے دو مرحلہ دور ایک جگہ ہے۔

تشریح:۔ ابن عساکر نے بطرق مختلفہ تخریج کی ہے کہ ہشام بن مالک اپنے والد کے دور خلافت میں حج کے لئے گیا اور خانہ کعبہ کے طواف کے بعد اس نے ہر چند کوشش کی کہ حجر اسود کو بوسہ دے مگر قادر نہ ہو سکا پس اس کے لئے ایک منبر رکھا گیا اور وہ اس پر بلند ہو کر لوگوں کو دیکھنے لگا اس کے ساتھ ملک شام کے بہت سے آدمی تھے اتنے میں حضرت علی بن حسین بن علی تشریف لائے جو بڑے خوبصورت اور نہایت پاکیزہ تھے، جب طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کے پاس آئے تو مجمع آپ کی خاطر ایک طرف کو ہو گیا اور آپ نے اطمینان و سکون کیساتھ، حجر اسود کو بوسہ دیا ایک شامی نے پوچھا: یہ کون ہے؟ جس کی لوگ اتنی عظمت کر رہے ہیں۔ ہشام نے کہا میں ان سے واقف نہیں اس اندیشہ سے کہ مبادا اہل شام انکی طرف مائل ہو جائیں، وہاں فرزدق بھی موجود تھا۔ اس نے کہا میں پہچانتا ہوں، لوگوں نے کہا: کون ہے یہ؟ اے ابو فراس! فرزدق نے کہا ؎ ہذا الذی الخ (۱) یہ وہ شخص ہے جس کو ارض بطحاء نرم زمین، بیت اللہ حل و حرم سب پہچانتے ہیں (۲) یہ علی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے والد ہیں۔ انہیں کے نور سے تو قومیں ہدایت پا رہی ہیں (۳) یہ اللہ کے بندوں میں سے بہتر شخص کا صاحبزادہ ہے، یہ صاف ستھرا، پرہیزگار،

پاکیزہ اور سردار ہے (۴) جب ان کو اہل قریش دیکھتے ہیں تو ان میں سے کہنے والا (بے ساختہ) کہہ اٹھتا ہے کہ اس کے افعال کریمانہ تک لوگوں کی بزرگی کی انتہا ہے (۵) یہ شخص عزت کے ایسے اعلیٰ مقام پر پہنچا ہوا ہے جس کے حاصل کرنے سے عربی و عجمی سب عاجز ہیں

(۶) قریب ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دیتے وقت رکن حطیم ان کو روک لے کیونکہ وہ ان کی ہتھیلی کو پہچانتا ہے (۷) ان کے ہاتھ میں عصائے شاہی ہے جس کی خوشبو حسین ہتھیلی سے مہکے ہی ہے اور ان کی ناک حسین و ہموار ہے (۸) یہ از روئے حیا نگاہیں نیچی رکھتا ہے اور ان کی ہیبت سے نگاہیں نیچی رکھی جاتی ہیں جب وہ تبسم کرتا ہے تو حاضرین کو کلام کرنے کی ہمت ہوتی ہے (۹) یہ وہ شخص ہے جس کے نانا کی وجہ سے نبیوں کی بزرگی عزت یاب ہے اور ان کی امت کی بزرگی کیوجہ سے امم سابقہ ولاحقہ عزت یاب ہے" (۱۰) ان کی منور پیشانی کی تابانی سے ہدایت کا نور پھیل رہا ہے، جس طرح طلوع آفتاب سے رات کی تاریکی کافور ہو جاتی ہے (۱۱) ان کا شریف خاندان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشتق ہے ان کی اصل، عادت، خصلت سب پاکیزہ ہے (۱۲) یہ حضرت فاطمہ کا صاحبزادہ ہے، اگر تو ان سے ناواقف ہے، ان کے جد امجد پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے (۱۳) اللہ ہی نے ان کو شرافت و بزرگی عطار کی ہے جس کے متعلق لوح محفوظ میں قلم جاری ہو چکا ہے (۱۴) ان کے دونوں ہاتھ مستغاث ہیں جن کا فیض عام ہے، ان سے بخشش طلب کیجاتی ہے اور ان پر کبھی افلاس طاری نہیں ہوتا (۱۵) یہ نرم خو ہیں ان سے بیجا غیظ و غضب کا اندیشہ نہیں ہے ان کو بردباری اور بزرگی دو خصلتوں نے زینت بخشی ہے (۱۶) جب کوئی قوم قرض طلب کرتی ہے تو یہ ان کے بوجھ کو برداشت کرتے ہیں، ان کی تمام عادتیں میٹھی ہیں، ان کے نزدیک بوقت سوال کلمۂ "نعم" ہی اچھا ہے (یعنی کبھی انکار نہیں کرتے) (۱۷) انہوں نے تشہد کے علاوہ کبھی کلمۂ "لا" استعمال ہی نہیں کیا۔ اگر تشہد نہ ہوتا تو ان کے ہاں کلمۂ "لا" بھی نعم ہی ہوتا۔

(۱۸) یہ احسان کے ذریعہ تمام مخلوق پر چھا گئے ہیں پس ان کی وجہ سے مخلوق سے تاریکی۔ افلاس، فقر و فاقہ دور ہو گیا (۱۹) یہ ایسی جماعت سے تعلق رکھتے ہیں جن سے محبت رکھنا عین دین ہے اور دشمنی رکھنا کفر ہے اور ان کی قربت باعث نجات و ذریعہ حفاظت ہے (۲۰) ہر چیز میں اللہ کے ذکر کے بعد ان کا ذکر مقدم ہے اور انہیں کے ذکر سے کلام ختم کیا جاتا ہے (۲۱) ان کی محبت کے ذریعہ بلائیں اور مصیبتیں دور کی جاتی ہیں اور انہیں کے ذریعہ بخشش و نعمت میں اضافہ کرایا جاتا ہے (۲۲) اگر پرہیزگاروں کو شمار کیا جائے تو یہ ان کے پیشوا ہوتے ہیں اور اگر یہ سوال کیا جائے کہ زمین پر سب سے بہتر کون ہے تو جواب یہ ہوتا ہے کہ یہی ہیں (۲۳) کوئی سخی ان کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی قوم ان کے برابر ہو سکتی ہے خواہ کتنی شریف ہو (۲۴) جب کبھی قحط سالی زیادہ ہوتی ہے تو یہ برسنے والے بادل کی طرح ہوتے ہیں اور خوف و ہراس کیوقت یہ "شری" مقام کے شیروں کی طرح ہوتے ہیں (۲۵) ان کی ہتھیلیوں کی کشادگی کو فقر و فاقہ تنگ نہیں کر سکتا، ان کے ہاں آسودگی و تنگی دونوں برابر ہیں (۲۶) ان کی کمائی کرنے سے ان کے اخلاق حمیدہ اور دیالو اور فیاض ہاتھ روکتے ہیں (۲۷) مخلوق میں کون ایسا ہے جس کی گردن میں ان کی اولیت اور ان کے فضل کا طوق نہ ہو (۲۸) جو شخص خدا کو پہچانتا ہے وہ ان کی اولیت کو بھی پہچانتا ہے کیونکہ تمام لوگوں نے انہیں کے گھرانے سے دین حاصل کیا ہے (۲۹) اگر تو ان کو نہیں جانتا تو خدا ان کو جانتا ہے اور عرش، لوح محفوظ اور قلم بھی ان کو جانتے ہیں (۳۰) تیرا یہ کہنا "یہ کون ہے؟" ان کے لئے مضر نہیں۔ کیونکہ جس کا تو انکار کر رہا ہے اس کو عربی اور عجمی سب جانتے ہیں:

یہ اشعار سن کر ہشام کو غصہ آ گیا اور مکہ و مدینہ کے درمیان مقام "عسفان" میں فرزدق کو قید کر لیا۔ جب حضرت علی بن حسینؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے فرزدق کے پاس بارہ ہزار درہم بھیجے اور معذرت کرتے ہوئے کہا کہ اگر ہمارے پاس اس سے زیادہ ہوتے تو ہم زائد پیش کرتے، فرزدق نے کہا: فرزند رسول! میں نے جو کچھ کہا ہے وہ صرف اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے غصہ کیوجہ سے کہا ہے کچھ لینے کی غرض سے نہیں کہا، آپ نے فرمایا: آپکا بہت بہت شکریہ، بات یہ ہے کہ ہم اہل بیت ہیں جب کوئی کام کر گزرتے ہیں تو اسے لوٹتے نہیں۔ پس فرزدق نے آپکے ہدیہ کو قبول کر لیا اور قید خانہ میں بھی ہشام کی ہجو کرتا رہا یہاں تک کہ ہشام نے اس کو رہا کر دیا

(تنبیہ) مذکورہ بالا اشعار فرزدق کے ہیں یا کسی اور کے؟ نیز ممدوح حضرت زین العابدین علی بن حسین بن علی ہیں یا کوئی اور؟ اس میں رواۃ کا اختلاف ہے صاحب کتاب نے بحوالہ ابن عساکر یہ اشعار حضرت علی بن حسین کی شان میں فرزدق شاعر کے قرار دیئے ہیں حماسی نے بھی اسی کی تصحیح کی ہے۔ علامہ کمال الدین محمد بن موسیٰ دمیری نے بھی ترتیب اشعار میں قدرے اختلاف کے ساتھ اپنی کتاب "حیوۃ الحیوان" میں اسی طرح نقل کئے ہیں، لیکن بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ اشعار قثم بن عباس کی شان میں داؤد بن سلم کے ہیں اور بعض کے نزدیک عبداللہ بن عبدالملک کی شان میں حزین لیثی شاعر کے ہیں ابوالفرج نے اسی کو صحیح مانا ہے بعض حضرات کے نزدیک صاحب اشعار خالد بن یزید ہے اور ممدوح قثم، ابوالفرج کے نزدیک اشعار کی روایت یوں ہے ؎

اللہ یعلم ان قدجبت ذایمن × ثم العراقین لایثنینی اسام، ثم الجزیرۃ اعلاہا واسفلہا × کذاک تسری علی الاہوال بی القدم
ثم المواسم قداوطأتہا زمنا × وحیث تحلق عندالجمرۃ اللمم، قالوا دمشق بنبیک الخبیر بہا × ثم ائت مصر فثم النائل العمم
لماوقفت علیہ فی الجموع ضحی × وقد تعرضت الحجاب والخدم، حییتہ بسلام وہو مرتفق × وضجۃ القوم عندالباب تزدحم
فی کفہ خیزران اہ یغضی حیاء، اھ تری رؤس بنی مروان خاضعۃ × یمشون حول رکابیہ وماظلموا × ان ہش ہشوا لہ واستبشروا اذ دان بہو آنسوا اعراضہ وجبوا، کلتا یدیہ ربیع عندذی خلف × بحر یفیض وہذی عارض ہزم،

جولوگ یہ اشعار داؤد بن سلم کے مانتے ہیں وہ قثم بن العباس کی شان میں یہ دو شعر بھی روایت کرتے ہیں ؎

یکاد یمسکہ عرفان راحتہ، رکن الحطیم اذا ما جاء یستلم، کم صارخ بک من راج وراجیۃ × فی الناس یا قثم الخیرات یا قثم،

مناظرۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما مع الخوارج خذلہم اللہ

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہ) کا مناظرہ خوارج کیساتھ (خدا ان کو خوار کرے)

اسند النسائی فی سننہ الکبریٰ فی خصائص علیؓ الیٰ ابن عباس رضی اللہ عنہم قال لما خرجت الحروریۃ اعتزلوا فی دار وکانوا ستۃ الاف فقلت لعلیؓ یا امیر المؤمنین ابرد بالصلوٰۃ لعلی کلمہم ہؤلاء القوم قال انی اخافہم علیک قلت کلا فلبست ثیابی و مضیت الیہم حتی دخلت علیہم فی دارہم مجتمعون فیہا فقالوا مرحبًا بک یا ابن عباس ما جاء بک قلت اتیتکم من عند اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم المہاجرین والانصار ومن عند ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم وصہرہ وعلیہم نزل القرآن وہم اعرف بتاویلہ منکم ولیس فیکم منہم احد جئت لابلغکم ما یقولون وابلغہم ما تقولون فانتحی الی نفر منہم قلت ہاتوا ما نقمتم علیٰ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وابن عمہ وختنہ واول من اٰمن بہ قالوا ثلاث قلت ما ہی قالوا احدہن انہ حکم الرجال فی دین اللہ و قد قال اللہ تعالیٰ ان الحکم الا للہ قلت ہذہ واحدۃ قالوا واما الثانیۃ فانہ قاتل ولم یسب ولم یغنم فان کانوا کفارًا فقد حلت لنا نساؤہم واموالہم وان کانوا مؤمنین فقد حرمت علینا دماؤہم قلت ہذہ اخریٰ قالوا واما

الثالثة فانه محا نفسه من امير المؤمنين فان لم يكن امير المؤمنين فانه يكون امير الكافرين قلت هل عندكم شئ غير هذا قالوا حسبنا هذا قلت أرأيتم إن قرأتُ عليكم من كتاب الله وحدثتكم من سُنّة نبيه صلى الله عليه وسلم ما يردّ قولكم هذا ترجعون قالوا اللهم نعم قلت اما قولكم انه حكّم الرجال في دين الله فانا اقرأ عليكم ان قد صيّر الله حكمه الى الرجال في ارنب ثمنها ربع درهم قال تعالى لا تقتلوا الصيد وانتم حرم الى قوله يحكم به ذوا عدل منكم وقال في المرأة وزوجها وان خفتم شقاق بينهما فابعثوا حكما من اهله وحكما من اهلها انشدكم الله أحكم الرجال في حقن دمائهم وانفسهم و اصلاح ذات بينهم احق ام في ارنب ثمنها ربع درهم قالوا اللهم بل في حقن دمائهم واصلاح ذات بينهم قلت أخرجت من هذه قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه قاتل ولم يسب ولم يغنم أتسبون امكم عائشة فتستحلون منها ما تستحلون من غيرها وهي امكم لئن فعلتم لقد كفرتم فان قلتم ليست امنا فقد كفرتم قال الله تعالى النبي اولى بالمؤمنين من انفسهم وازواجه امهاتهم فانتم بين ضلالتين فأتوا منهما بمخرج أخرجت من هذه الاخرى قالوا اللهم نعم قلت واما قولكم انه محا نفسه من امير المؤمنين فان رسول الله صلى الله عليه وسلم دعا قريشا يوم الحديبية على ان يكتب بينه وبينهم كتابا فقال اكتب هذا ما قاضى عليه محمد رسول الله فقالوا والله لو كنا نعلم انك رسول الله ما صددناك عن البيت ولا قاتلناك ولكن اكتب محمد بن عبد الله فقال والله انى لرسول الله وان كذبتموني يا علي اكتب محمد بن عبد الله فرسول الله صلى الله عليه وسلم خير من علي وقد محا نفسه ولم يكن محوه ذلك محوا من النبوة اخرجت من هذه الاخرى قالوا اللهم نعم فرجع منهم الفان وبقي سائرهم فقتلوا على ضلالتهم قتلهم المهاجرون والانصار۔

حل لغات: ابن عباسؓ دیکھو ص۵۹ الخوارج دیکھو ص۔۔ خذل (ن) خذلاً مدد چھوڑ دینا، النسائی ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی خراسانی مولود ۲۱۵ھ متوفی ۳۰۳ھ مشاہیر محدثین میں سے تھے۔ طلب علم کی خاطر خراسان حجاز، عراق، مصر، شام، جزیرہ کا سفر کیا اور وہاں کے شیوخ سے احادیث سنیں، آپنے مختلف کتابیں تصنیف کیں جن میں زیادہ مشہور سنن المجتبیٰ ہے۔ صِہر داماد ج اَصْہار۔ انحی انحاءً علیحدہ ہونا لقتم (ض۔ س) لقماً بہت مکروہ جاننا۔۔۔۔۔۔۔۔۔ لم یسب (ض) سَبْیاً قید کرنا لم یغنم (س) غُنْماً، غنیمۃً غنیمت حاصل کرنا، ارنب خرگوش ج ارانب حقن (ن) حقناً۔ دم بچانا، ما صددناک (ن) صدّاً روک دینا:۔

تشریح:۔

امام نسائی نے سنن کبریٰ میں حضرت علیؓ کے فضائل کے سلسلہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس تک روایت کو مسند کرتے ہوئے ذکر کیا ہے آپ نے فرمایا کہ جب جماعت حروریہ نے بغاوت کی تو وہ سب لوگ ایک علیحدہ مکان میں جمع ہو گئے جن کی تعداد چھ ہزار تھی، میں نے حضرت علیؓ سے کہا: امیر المؤمنین (ذرا نماز ٹھنڈے وقت میں پڑھئے ممکن ہے اس قوم سے گفتگو کا موقعہ مل جائے آپ نے فرمایا: مجھے تیرا ان کی طرف سے اندیشہ ہے میں نے کہا: ہرگز نہیں (آپ بالکل خوف نہ کریں) پس میں کپڑے بدل کر ان کے

پاس گیا اور مکان میں داخل ہو گیا وہ سب لوگ مکان میں جمع تھے انہوں نے (مجھے دیکھ کر) مرحبا کے بعد کہا: کیسے تشریف لائے؟ میں نے کہا: اصحاب نبیؐ یعنی مہاجرین، انصار، حضورؐ کے چچازاد بھائی اور ان کے داماد کے پاس سے آیا ہوں جن پر قرآن پاک نازل ہوا اور وہ تم سے زیادہ قرآن سمجھنے والے ہیں اور تم میں ان میں سے کوئی نہیں ہے اور اس لئے آیا ہوں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ تم تک پہنچا دوں اور جو کچھ تم کہو وہ اُن تک پہنچا دوں۔ پس ان میں سے ایک جماعت میرے ساتھ علیحدہ ہو گئی۔ میں نے کہا: تم لوگ کو اصحاب نبیؐ اور ان کے چچازاد بھائی اور اس شخص سے جو سب سے پہلے ایمان لایا جو چیز ناگوار معلوم ہوتی ہے اس کو پیش کرو۔ انہوں نے کہا: تین باتیں ہیں، میں نے کہا کیا کیا؟ انہوں نے کہا: ایک تو یہ کہ اس نے (یعنی حضرت علیؓ نے) اللہ کے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حَکم مان لیا حالانکہ حکم صرف خدا کے لئے ہے۔ میں نے کہا: ایک بات تو یہ ہوئی (دوسری بات کیا ہے؟) انہوں نے کہا دوسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ کی مگر کسی کو قید کیا نہ مال غنیمت حاصل کیا۔ اگر وہ لوگ (یعنی اصحاب معاویہ) کافر تھے تو ان کی عورتیں اور ان کے اموال حلال تھے اور اگر وہ مومن تھے تو پھر ان کا خون بھی حرام تھا (پھر جنگ کیوں لڑی) میں نے کہا: یہ دوسری بات ہوئی۔ انہوں نے کہا، تیسری بات یہ ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے "امیرالمؤمنین" کو مٹا دیا۔ اگر وہ امیرالمؤمنین نہیں تو امیرالکافرین ہوں گے۔ میں نے کہا: اس کے علاوہ کوئی اور بات قابل اعتراض ہے، انہوں نے کہا: بس یہی کافی ہے۔ میں نے کہا: اچھا بتاؤ اگر میں تمہارے سامنے اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی حدیث پیش کروں جو تمہاری ان باتوں کی تردید کر دے تو تم رجوع کر لو گے انہوں نے کہا: جی ہاں اللہ شاہد ہے، میں نے کہا: تمہارا جو یہ کہنا ہے کہ حضرت علیؓ نے دین کے معاملہ میں لوگوں کو حَکم بنا لیا سو میں تم کو قرآن کی آیت پڑھ کر بتاتا ہوں کہ خدا نے ایک خرگوش کے بارے میں جس کی قیمت صرف ربع درہم ہے لوگوں کو حَکم بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ "لاتقتلوا الصید وانتم حرم الیٰ قولہ یحکم بہ ذوا عدل منکم" اسی طرح شوہر اور بیوی کے بارے میں ارشاد ہے "وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَیْنِہِمَا فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَہْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَہْلِہَا" اب میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ لوگوں کو ان کے خونوں اور جانوں اور اصلاح ذات البین کے سلسلہ میں حَکم بنانا بہتر ہے یا ایک خرگوش کے بارے میں جس کی قیمت بھی صرف ربع درہم ہو۔ انہوں نے کہا (نہیں، بلکہ خونوں کی حفاظت اور آپس کی اصلاح کیلئے (حکم بنانا بہتر ہے)، میں نے کہا: اس سے تو سبکدوشی ہوئی۔ انہوں نے کہا: جی ہاں! میں نے کہا: تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے قتال کیا ہے اور قید نہیں کیا اور نہ غنیمت حاصل کی تو کیا تم اپنی ماں حضرت عائشہ کو قید کرنا چاہتے ہو اور ان کے ساتھ اسی معاملہ کو حلال سمجھتے ہو جو دوسرے قیدیوں کے ساتھ حلال سمجھتے ہو اور حال یہ ہے کہ وہ تمہاری ماں ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو کافر ہو جاؤ گے اور اگر تم حضرت عائشہ کے ماں ہونے کا انکار کرتے ہو تب بھی کافر ہو۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ کا ارشاد ہے "اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ ... اُمَّہٰتُہُمْ" پس تم دو گمراہیوں کے درمیان ہو اس سے نکلنے کی صورت پیش کرو۔ اچھا اس سے بھی نجات ملی؟ انہوں نے کہا، جی ہاں! میں نے کہا: رہا تمہارا یہ کہنا کہ حضرت علیؓ نے اپنے نام سے "امیرالمؤمنین" کو مٹا دیا۔ سو حضورؐ نے حدیبیہ کے دن قریش کو بلایا تاکہ اپنے درمیان اور ان کے درمیان ایک صلحنامہ لکھوا دیں۔ آپ نے فرمایا لکھو۔ "ہٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیْہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" قریش نے کہا: بخدا اگر ہم کو اسکا یقین ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے نہ روکتے اور نہ آپ سے قتال کرتے لہٰذا آپ یہ لکھیے "محمد بن عبداللہ" آپ نے فرمایا! بخدا میں اللہ کا رسول ہوں مگر جب تم میری تکذیب کر رہے ہو تو اے علی! محمد بن عبداللہ ہی لکھ دو۔ پس حضورؐ حضرت علیؓ سے کہیں بہتر ہیں اور آپ نے بھی اپنے نام کو مٹایا مگر آپ کا نام مٹا دینا نبوت سے نام کا مٹا دینا نہ تھا۔ اچھا تیسری بات کا بھی جواب ہو گیا، انہوں نے کہا جی ہاں! پس انمیں کے دو ہزار آدمیوں نے حق کیطرف رجوع کر لیا اور باقی سب کے سب اپنی گمراہیوں پر قتل کئے گئے جن کو مہاجرین اور انصار نے قتل کیا۔ رضوان اللہ علیہم اجمعین!

یوم اُحد

واقعۂ اُحد

روی ان المشرکین نزلوا باحد یوم الاربعاء ثانی عشر شوال سنۃ ثلاث من الهجرۃ فاستشار الرسول علیه السلام اصحابہ ووقد دعا عبداللہ بن ابی بن سلول ولم یدعہ من قبل فقال هو واکثر الانصار اقم یا رسول اللہ بالمدینۃ ولا تخرج الیهم فواللہ ماخرجنا منها الی عدو الا اصاب منا ولا دخلها علینا الا اصبنا منه فکیف وانت فینا فدعهم فان اقاموا اقاموا بشر مجلس وان دخلوا قاتلهم الرجال ورماهم النساء والصبیان بالحجارۃ وان رجعوا رجعوا خائبین واشار بعضهم الی الخروج فقال علیه السلام انی رأیت فی منامی بقرۃ مذبوحۃ حولی فاولتها خیرا ورأیت فی ذباب سیفی ثلما فاولته هزیمۃ ورأیت کانی ادخلت یدی فی درع حصینۃ فاولتها المدینۃ فان رأیتم ان تقیموا بالمدینۃ وتدعوهم فقال رجال فاتتهم بدر واکرمهم اللہ بالشهادۃ یوم احد اخرج بنا الی اعدائنا وبالغوا حتی دخل فلبس لامتہ فلما رأوا ذلک ندموا علی مبالغتهم وقالوا اصنع یا رسول اللہ ما رأیت فقال لا ینبغی لنبی ان یلبس لامتہ فیضعها حتی یقاتل فخرج بعد صلوۃ الجمعۃ واصبح بشعب احد یوم السبت ونزل فی عدوۃ الوادی وجعل ظهرہ وعسکرہ الی احد وسوی صفهم وامر عبداللہ بن جبیر علی الرماۃ وقال انضحوا عنا بالنبل لا یاتونا من ورائنا وقال صلی اللہ علیه وسلم اثبتوا فی هذا المقام واذا عاینوکم وولوکم الادبار فلا تطلبوا المدبرین ولا تخرجوا من هذا المقام کیلا یتمکنوا من ان یاتونا من ورائنا ثم اختزل عبداللہ وبقی المسلمون حتی هزموا المشرکین فطمعوا ان تکون هذہ الواقعۃ کواقعۃ بدر وطلبوا المدبرین وترکوا الموضع الذی امرهم النبی صلی اللہ علیه وسلم بالثبات فیه ثم اشتغلوا بطلب الغنائم فلما خالفوا امرہ صلی اللہ علیه وسلم انهزموا لیعلموا ان ما وقع یوم بدر انما حصل ببرکۃ صبرهم وطاعتهم للہ ولرسوله فلما لم یصبروا علی طاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیما امرهم به ولم یتقوا عاقبۃ مخالفته ترکهم اللہ تعالی مع عدوهم فلم یقووا الهم حیث نزع اللہ الرعب من قلوب المشرکین فکر علیهم المشرکون وتفرق العسکر عن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم حتی بقی مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم سبعۃ من الانصار ورجلان من قریش وقصد الکفار النبی صلی اللہ علیه وسلم فشجوا راسه وکسروا رباعیته وثبت معه صلی اللہ علیه وسلم یومئذ طلحۃ ووقاہ بیدہ فشلت اصبعاہ وصار مجروحا فی اربعۃ وعشرین موضعا ولما اصیب صلی اللہ علیه وسلم بما اصابه من الشج وکسر الرباعیۃ وغلب علیه الغشی احتمله ورجع به القهقری وکلما ادرکه واحد من المشرکین کان یضع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ویقاتله حتی اوصله الی مکان فیه جملۃ من

الصحابة فكان رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول اوجب طلحة فوقعت الصيحة في العسكر ان محمدا قد قتل وكان في جملة من معه من الصحابة رجل من الانصار يكنى باسفيان فنادى الانصار وقال هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع اليه المهاجرون والانصار وكان قد قتل منهم سبعون وكثرت فيهم الجراح فقال صلى الله عليه وسلم رحم الله رجلا ذب عن اخوانه وشد على المشركين بمن معه حتى كفهم على القتلى والجرحى واعانهم الله تعالى حتى هزموا الكفار۔

حل لغات

احد مدینہ سے شمال کیجانب ایک میل کے فاصلہ پر ایک پہاڑی ہے اسی جگہ ہارونؑ کی قبر ہے عبداللہ بن ابی بن سلول مشہور منافق تھا جس نے ظاہراً اسلام کی صورت اختیار کرکے انواع و اقسام کی تکالیف حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو اور صحابہؓ کو پہنچائیں، حضورؐ کی حیات ہی میں یہ مرگیا تھا آپنے انکے صاحبزادے عبداللہ کی خاطر جو پکے ایماندار تھے اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور اپنا پیرہن شریف اس کے کفن کیلئے عطا فرمایا جس پر آیت ولاتصل علی احد منهم نازل ہوئی۔ خائبین رسوا، ذلیل، منام خواب ذباب تلوار کی دھار، ثلما دندانے، ہزیمۃ شکست، درع زرہ، حصینۃ مضبوط، لامۃ زرہ، شعب پہاڑی راستہ درۂ کوہ ج شعاب، عدوۃ بلند جگہ وادی کا کنارہ ج عدا، عبداللہ بن جبیر بن نعمان بن امیہ بن امرأ القیس انصاری اوسی، بیعت عقبہ اور غزوۂ بدر میں شریک تھے اور غزوہ احد میں شہید ہوئے آپ خوات بن جبیر کے بھائی ہیں جو صاحب ذات النحیین کے لقب سے مشہور ہیں رماۃ جمع رامی تیرانداز، انصراف رخ، نضحا۔ فلانا بالنبل تیر اندازی کرنا، النبل تیر، اختزل اختزالا، تنہا ہوجانا، کر کرا، کرور، تکرارا دوبارہ حملہ کرنا فجرح زخمی کردیا، طلحۃ بن عبیداللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب جلیل القدر قدیم الاسلام صحابی ہیں ان چند بزرگوں میں سے ہیں جو بعثت کے بعد ہی ایمان لائے تھے آپ عشرہ مبشرہ میں سے بھی ہیں اور اصحاب شوری میں سے بھی ہیں سوائے بدر کے اور تمام معرکوں میں حضورؐ کیساتھ شریک رہے، غزوہ احد میں حضورؐ کی انہوں نے وہ خدمت گذاری کی جو کسی دوسرے کے حصہ میں نہ آسکی جس پر حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ طلحہؓ پر جنت واجب ہوگئی اسی دن حضورؐ نے انکو طلحۃ الخیر اور غزوۂ حنین میں طلحۃ الجواد اور غزوۂ تبوک میں طلحۃ الفیاض لقب مرحمت فرمایا تھا، آپکے نکاح میں چار بیبیاں تھیں اور چاروں حضورؐ کی چار ازواج مطہرات کی بہنیں تھیں، شلت (س) شلا، شللا۔ ید، خشک ہوجانا التھتری پچھلے پاؤں لوٹنا، ذب (ن) ذبا، عنہ دفع کرنا حمایت کرنا۔

تشریح

مروی ہے کہ بارہ شوال ۳ھ میں بدھ کے روز مشرکین احد پہاڑ پر اتر آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور اس موقعہ پر حضورؐ نے عبداللہ بن ابی، بن سلول کو بھی بلالیا تھا، عبداللہ بن ابی اور اکثر انصار نے کہا: یارسول اللہ! آپ مدینہ میں قیام فرمائیں اور ان سے قتال کے لئے تشریف نہ لے جائیں کیونکہ ہم جب کبھی مدینہ سے دشمن کی طرف نکلے ہیں دشمن کامیاب ہوا ہے اور جب کبھی دشمن نے مدینہ میں ہم پر چڑھائی کی ہے تو ہم کو فائدہ ہوا ہے پس کیسے نہیں کامیابی ہوگی جب کہ آپ ہم میں موجود ہوں اسلئے آپ ان کو چھوڑ دیجئے کہ اگر وہ وہیں پڑے رہیں تو ان کی مجلس بدتر ہوگی اور اگر مدینہ میں داخل ہونگے تو مرد ان سے قتال کریں گے عورتیں اور بچے ان پر پتھر برسائیں گے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا: میں نے رات خواب میں ذبح شدہ گائے دیکھی ہے جس کی تعبیر نیک ہے اور میں نے اپنی تلوار کی دھار میں دندانے دیکھے ہیں جس کی تعبیر دشمن کی شکست ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ گویا میں نے ہاتھوں کو ایک مضبوط زرہ میں داخل کیا ہے جس کی تعبیر مدینہ ہے پس اگر تمہاری رائے مدینہ میں اقامت کی اور ان کو چھوڑنے کی ہو تو ایسا کرلو، پس جن لوگوں سے بدر کا موقعہ فوت ہوگیا تھا اور اللہ نے انکو احد کی لڑائی میں جام شہادت سے نوازا ہے انہوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ ہمارے ساتھ دشمن کی طرف نکلیں اور اس پر اصرار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم حجرے میں تشریف لے گئے اور آپنے زرہ پہن لی، جب لوگوں نے یہ دیکھا تو اپنے اصرار پر شرمندہ ہوکر کہنے لگے یارسول اللہ! آپ کی

جورائے ہو وہی کیجئے۔ آپ نے فرمایا نبی کیلئے یہ زیبا نہیں کہ وہ زرہ پہن کر قتال کے بغیر اتار دے، پس جمعہ کی نماز کے بعد آپ دشمن کی طرف نکلے اور شنبہ کے دن احد کی گھاٹی میں صبح کی اور وادی کے بلند حصہ پر نزول فرمایا اور اپنی پشت کو اور لشکر کو احد کی طرف کر دیا اور صفیں سیدھی کریں اور ان پر حضرت عبد اللہ بن جبیر کو افسر مقرر کر دیا اور فرمایا کہ یہاں سے تیر اندازی کرتے رہو تا کہ دشمن ہمارے پیچھے سے نہ آسکے اور آپ نے یہ تاکید کر دی کہ فتح ہو یا شکست تم لوگ یہیں رہنا اور جب وہ لوگ تم کو دیکھیں اور پیٹھ دے کر بھاگنے لگیں تو شکست خوردہ لوگوں کا پیچھا نہ کرنا اور اس جگہ سے نہ ہٹنا تا کہ وہ لوگ ہمارے پیچھے سے آنے پر قادر نہ ہو جائیں اس کے بعد عبد اللہ ابن ابی تو علیحدہ ہو گیا صرف مسلمان رہ گئے (انہوں نے گھمسان کی لڑائی لڑی) یہاں تک کہ مشرکین کو شکست فاش ہو گئی مسلمانوں نے یہ سوچ کر کہ یہ واقعہ بھی بدر کی طرح ہے شکست خوردہ لوگوں کا پیچھا کیا اور جس جگہ پر رہنے کا حضورؐ نے حکم فرمایا تھا اس سے ہٹ گئے اور مال غنیمت حاصل کرنے میں مشغول ہو گئے. جب مسلمانوں نے حضورؐ کے حکم کے خلاف کیا تو مسلمانوں کو شکست ہو گئی (خالد بن ولید قریش کے بڑے جرنل تھے اور ابھی تک مسلمان نہ ہوئے تھے انہوں نے اس موقعہ کو غنیمت سمجھا فوراً ایک دستہ لے کر پہاڑی پر پہنچ گئے اور پشت کیطرف سے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے سامنے کی طرف سے بھاگتے ہوئے کافر بھی ٹھہر گئے نتیجہ یہ ہوا کہ مسلمان بیچ میں آ گئے اور دونوں طرف سے کافروں کا ایسا سخت حملہ ہوا کہ ایک دوسرے کی خبر نہ رہی (مسلمان مسلمان کے ہاتھ سے شہید ہو گئے) تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ بدر کے موقعہ پر جو کچھ ہوا وہ ان کے صبر و اطاعت خدا اور رسول کی برکت سے ہوا جب ان لوگوں نے اللہ کے رسول کی اطاعت پر صبر نہ کیا اور مخالفت کے انجام سے خوف نہ کیا تو اللہ نے پھر دشمنوں کیطرف چھوڑ دیا پس یہ لوگ ان کا مقابلہ نہ کر سکے کیونکہ اللہ نے ان کے قلوب سے رعب نکالا یا تھا پس مشرکین نے دوبارہ حملہ کر دیا اور حضورؐ کے پاس سے لشکر منتشر ہو گیا چنانچہ آپ کے ساتھ صرف ۱۲ انصاری اور دو قریشی تھے، کفار حضورؐ کی طرف بھی بڑھے اور (عبد اللہ بن شہاب زہری نے جو ابھی تک ایمان نہ لائے تھے) آپ کا سر مبارک زخمی کیا اور عتبہ بن ابی وقاص اور عبد اللہ بن قیمہ نے آپ پر پتھر پھینکا جس سے آپ کا (نیچے کا) دندان مبارک بھی شہید ہو گیا (صحابہؓ نے اسکو لے لیا) اس دن آپکے ساتھ صرف طلحہ ڈٹے رہے اور ایسی جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے کہ آپ کی انگلیاں شل ہو گئیں اور چوبیس جگہ یا ستر جگہ اور بقول ملا علی قاریؒ اسی جگہ سے زخمی ہو گئے جب حضورؐ کو زخمی ہونے اور دانتوں کے شہید ہونے کا صدمہ پہنچا آپ پر غشی طاری ہو گئی تو حضرت طلحہؓ آپ کو لے کر پچھلے پاؤں لوٹ گئے راستہ میں جب کوئی مشرک ملتا تو اس کا مقابلہ کرتے یہاں تک کہ آپ کو اس جگہ پہنچا دیا جہاں صحابہؓ تھے، اسی موقعہ پر آنحضرتؐ نے حضرت طلحہؓ کیلئے فرمایا: طلحہؓ نے اپنے لئے جنت واجب کر لی؛ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم لشکر سے جدا ہو کر صحابہؓ کے پاس تشریف لے گئے تو لشکر میں یہ خبر مشہور ہو گئی کہ (نصیب دشمناں) حضورؐ شہید ہو گئے (جس کی اسلامی فوج میں اور بھی مایوسی چھا گئی مگر) صحابہؓ میں سے ایک انصاری شخص نے جس کی کنیت ابو سفیان ہے انصار کو پکار کر کہا: یہ رسول اللہ، پس مہاجرین اور انصار آپکے پاس آ گئے، اس لڑائی میں ستر مسلمان شہید ہوئے اور کتنے ہی زخمی ہوئے اور کافر صرف تیئس یا چوبیس مرے) پس حضورؐ نے فرمایا: اللہ رحم کرے اس شخص پر جس نے اپنے بھائی کی مدافعت کی اور اپنے ساتھیوں کیساتھ مشرکین پر سختی سے حملہ کیا یہاں تک کہ انکو مقتولین اور مجروحین پر تعدی کرنے سے روک دیا۔ اللہ نے ان کی مدد فرمائی اور کفار کو شکست ہو گئی۔

قصة سيدنا موسىٰ واخيه هارون عليهما السلام

موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کا واقعہ

أرسل الله موسىٰ واخاه هارون لفرعون وملأه حيث طغى وادعى الالوهية وعبدة الناس خوفاً منه لوان فرعون عظيم

بامرأة جميلة اسمها آسية فتزوجها وهي مؤمنة سراً فلما اراد ان يدخل بها تخشبت اعضاؤه ولم يستطع القرب منها فاكتفى بالنظر اليها ثم انه رأى مناماً فسأل السحرة عن تفسيره فقالوا له انه سيولد فى ملكك ولد يكون سبباً فى هلاكك و هلاك قومك فامر بذبح من يولد من الذكور وكان عمران من وزرائه فلما حملت امرأته بموسى لم يشعر بحملها احد الى ان وضعته فاوحى الله اليها ان ألقيه فى البحر فصنعت تابوتا ووضعته فى جوفه وهي باكية خصوصا وان اباه قد مات فى ذلك الحين وقالت لاخته انظرى اليه من بعيد ورمته فى البحر فقذفته الامواج الى ان دخل منزل فرعون فرأته ابنته وكانت برصاء (اى مصابة بداء البرص) فبما مسته له شفيت فاخذته وذهبت به الى آسية واخبرتها بما حصل فقالت آسية لفرعون لا تقتله ونربيه عندنا فامتثل وامر باحضار المراضع فحضرن فلم يمس ثدى واحدة منهن فقالت لهم اخته هل ادلكم على اهل بيت يكفلونه لكم قالوا نعم فاحضرت امه فاعطته ثديها فرضعه الى ان تم مدة الرضاع فاعطوا امه ما يكفيها وتركته وذهبت فلما تم عمره اربعين سنة صار يأمر الناس بعبادة الله فبينما هو مار فى شوارع مصر اذ رأى رجلين يقتتلان احدهما قبطى والثانى اسرائيلى من نسل يعقوب فاستغاث الاسرائيلى بموسى فجاء ووكز القبطى فى صدره فوقع ميتا فتأسف موسى طلب المغفرة من الله فغفر له وفى اليوم الثانى رأى الاسرائيلى يتشاجر مع قبطى آخر فاستغاث بموسى فلم يغثه ولما علم فرعون بما حصل من موسى قال من رآه فليقتله فخرج موسى من مصر خائفا الى ان وصل الى ارض مدين فوجد بئراً والناس عليها مزدحمون لسقى غنمهم ووجد من دونهم امرأتين تمنعان غنمهما من السقى حتى ينصرف الناس فقال لهما لا تمنعا واخذ الغنم وسقاها لهما ولما رجعتا الى شعيب اخبرتاه بموسى فقال ابوهما اذهبى وأتينى به فجاءته وكانت شديدة الحياء وقالت له ان ابى يدعوك ليجزيك اجر ما سقيت لنا فلما دخل على شعيب وقص عليه قصته قال له لا تخف ثم زوجه احدى ابنتيه على شرط ان يرعى له الغنم عشر سنين فقبل موسى وصار يرعى الغنم الى ان اتم مدته فاستأذن شعيبا فى العودة الى مصر فاذن له فاخذ زوجته وولده وغنمه وسار الى ان وصل الى جبل الطور فكلمه ربه وقال له انى انا ربك ثم قال له اذهب الى فرعون انه طغى فسأل موسى ربه ان يرسل معه اخاه هارون فاجاب الله سؤاله ثم ان هارون كان وزيرا عند فرعون فاوحى الله اليه استقبل اخاك فانه قادم الى مصر فقام وقابله فبشره موسى بمشاركته له فى الرسالة ثم ذهبا الى امهما وبعد ها ذهبا الى فرعون وقالا له قل لا اله الا الله وارجع عما انت فيه فقال لموسى ان كنت رسولا فأت

بآية (اي علامة) فرمى موسى عصاه فصارت ثعبانا واخرج يده من جيبه فصارت بيضاء كشعاع الشمس وغير ذلك من الآيات كالطوفان والجراد والقمل والضفادع والدم حتى صاروا يرون هذه الاشياء في ماكلهم ومشربهم فقال فرعون هو وقومه ان هذا لساحر فاحضر فرعون السحرة وقال لهم ابذلوا ما عندكم من السحر مع موسى ففعلوا فرمى موسى عصاه فصارت حية وابتلعت جميع ما فعلوه فعند ذلك آمنت جميع السحرة وخرّوا لله سجدا فامر فرعون بقطع ايديهم وارجلهم من خلاف وصلبهم في جذوع النخل فرضوا بذلك ولم يرجعوا عن ايمانهم وكانوا سبعين رجلا ثم اخذ موسى من معه وسار فتبعه فرعون وجنوده ليهلكه ومن معه الى ان وصلوا الى البحر فضرب موسى البحر بعصاه فانفلق وصار اثنى عشر طريقا ويبس الماء فدخل موسى وقومه فنزل فرعون وجنوده وراءهم فنجا موسى ومن معه وانطبق البحر على فرعون وجنوده فغرقوا اجمعين ثم انزل الله التوراة على موسى فصار يأمر الناس وينهاهم بما فيها الى ان توفاه الله وهو يقرأ في التوراة صلى الله عليه وسلم۔

حل لغات

طاء ... فی، (ن) طغیا، طغیانا۔ الکافر کفر میں غلو کرنا۔ تخشبت لکڑی کی طرح ہوجانا۔ السحرۃ، جمع ساحر جادوگر۔ تابوت، صندوق۔ برصاء، مرض برص والی عورت۔ مراضع، جمع مرضع، دودھ پلانے والی عورت۔ شوارع، جمع شارع، سڑک، عام راستہ۔ قبطی: قبط کی طرف منسوب ہے گروہ ہے از اہل مصر۔ دکز، دکزا، مکا مارنا۔ یتشاجر۔ باہمی تنازع کرنا۔ مدین ایک شہر کا نام ہے جو حضرت ابراہیمؑ کی اولاد میں سے کسی کے نام سے موسوم ہے۔ قادم: آنے والا۔ ثعبان اژدہا ج ثعابین۔ الجراد ٹڈی، القمل، جوں، ضفادع، مینڈک، ابتلعت: نگل گیا، خرّوا: سجدہ میں گر پڑے۔ جذوع، جمع جذع، درخت کا تنہ۔

تشریح: اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ اور ان کے بھائی حضرت ہارون کو فرعون اور اس کی قوم کے سرداروں کے پاس بھیجا کیونکہ وہ کفر پر قائم ہوا تھا اور خدائی دعویٰ کر رہا تھا۔ لوگوں نے اس کے ڈر سے اس کی پرستش بھی شروع کر دی تھی۔ فرعون نے ایک خوبصورت عورت کی خبر پا کر اس سے شادی کر لی اس کا نام آسیہ تھا جو سترا مؤمنہ تھیں جب فرعون اس سے ہم صحبت ہونا چاہا تو اس کے اعضاء بالکل لکڑی کی طرح (بے حس و حرکت) ہو گئے اور ان کے قریب بھی نہ آسکا۔ بس اس نے صرف دیکھنے پر اکتفاء کیا۔ اس کے بعد اس نے ایک خواب دیکھا جس کی تعبیر جادوگروں سے دریافت کی انہوں نے کہا کہ عنقریب تیرے ملک میں ایک بچہ پیدا ہوگا جو تیری اور تیری قوم کی ہلاکت کا باعث ہوگا پس فرعون ملعون نے ہر پیدا ہونے والے لڑکے کو ذبح کرنے کا حکم کر دیا حضرت عمران فرعون کے وزیر تھے جب ان کی بیوی کو حضرت موسیٰؑ کا حمل قرار پا گیا تو ان کے پیدا ہونے تک کسی کو بھی ان کے حمل کا علم نہ ہوا۔ اللہ نے حضرت موسیٰ کی والدہ کے دل میں یہ بات ڈالی کہ اس کو دریا میں ڈال دو۔ ان کی والدہ نے ایک صندوق تیار کر کے حضرت موسیٰ کو اس میں رکھ دیا درآنحالیکہ وہ رو رہی تھیں (اول تو اس لئے کہ ماں کی محبت کا تقاضہ ہی یہ تھا اور زیادہ تر اس لئے کہ اسی زمانہ میں ان کے والد کا انتقال ہو گیا تھا۔ پس ان کی والدہ نے حضرت موسیٰ کی بہن سے کہا کہ اس کو دور سے دیکھتی رہنا اور ان کو دریا میں ڈال دیا دریائی موجوں نے ان کو فرعون کے گھر تک پہنچا دیا۔ فرعون کی لڑکی نے جو کوڑھ کی بیماری میں مبتلا تھی حضرت موسیٰ کو دیکھا اور ان کو چھوتے ہی اس کو شفا ہو گئی تو وہ حضرت موسیٰ کو لے کر حضرت آسیہ کے پاس گئی اور (بیماری سے شفایابی کا) قصہ سنایا تصر

آسیہ کے کوئی اولاد نہ تھی اس نے فرعون سے کہا: اس کو قتل مت کرنا۔ ہم اس کی پرورش اپنے ہاں کریں گے۔ فرعون نے حضرت آسیہ کی بات مان لی اور دودھ پلانے والی عورتوں کو بلوایا، دودھ پلانے والی عورتیں حاضر ہوگئیں مگر حضرت موسیٰ نے کسی کے پستان کو منہ نہ لگایا تو حضرت موسیٰ کی بہن نے ان سے کہا: کیا میں تم کو ایسے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے اس بچہ کی پرورش کریں (ان لوگوں نے ایسی حالت میں کہ دودھ پلانے کی مشکل پڑ رہی تھی اس مشورہ کو غنیمت سمجھا اور ایسے گھرانے کا پتہ پوچھا۔ انہوں نے اپنی والدہ کا پتہ بتایا، چنانچہ وہ بلائی گئیں (اور موسیٰ ان کی گود میں دیئے گئے) آپ نے جاتے ہی دودھ پینا شروع کر دیا۔ آپ کی والدہ مدت رضاعت پوری ہونے تک دودھ پلاتی رہیں (جب مدت رضاعت پوری ہوگئی تو فرعون کے گھرانے نے آپ کی والدہ کو اتنی مقدار کچھ مال دے دیا جو آپ کے لئے کافی تھا حضرت موسیٰ کی والدہ ان کو چھوڑ کر واپس ہوگئیں (اور حضرت موسیٰ فرعون کے ہاں پرورش پاتے رہے) جب آپ کی عمر چالیس سال پورے ہوگئے تو آپ نے لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کا حکم کرنا شروع کیا۔ ایک روز مصر کے شارع عام سے گذر رہے تھے کہ دو آدمیوں کو آپس میں لڑتے ہوئے دیکھا ان میں سے ایک قبطی تھا دوسرا اسرائیلی جو حضرت یعقوبؑ کی نسل سے۔ اسرائیلی نے حضرت موسیٰ کو استغاثہ کیا۔ آپ نے آکر (بغرض تنبیہ) قبطی کے ایک مکا مار دیا تو قبطی مردہ ہو کر زمین پر گر پڑا۔ حضرت موسیٰ کو بہت افسوس ہوا اور اللہ سے مغفرت طلب کی اللہ نے معاف کر دیا۔ دوسرے روز اسی اسرائیلی کو ایک دوسرے قبطی سے لڑتے ہوئے پایا۔ اس نے پھر حضرت موسیٰ سے استغاثہ کیا۔ مگر آپ نے مدد نہیں کی۔ جب فرعون کو اس قصہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے حکم دیا کہ جو شخص موسیٰ کو دیکھے اسے چاہئے کہ ان کو قتل کر دے حضرت موسیٰ بوجہ خوف مصر سے نکل گئے اور ارض مدین پہنچ گئے وہاں پہنچ کر آپ نے ایک کنواں دیکھا جس پر لوگ اپنی بکریوں کو سیراب کرنے کے لئے بھیڑ لگائے ہوئے تھے اور ایک طرف دو عورتیں کو دیکھا جو اپنی بکریوں کو پانی پینے سے روکے ہوئے تھیں (حضرت موسیٰ تھکے ماندے بھوکے پیاسے تھے مگر غیرت آئی کہ میری موجودگی میں یہ صنف ضعیف ہمدردی سے محروم رہے۔ آپ نے فرمایا: بکریوں کو مت روکو، اور کنویں سے پانی نکال کر بکریوں کو سیراب کر دیا ان دونوں عورتوں نے (اپنے باپ) حضرت شعیبؑ کے پاس جا کر حضرت موسیٰ کے پورے قصہ) کی خبر کی۔ ان کے باپ نے کہا جاؤ ان کو میرے پاس لاؤ۔ سو حضرت موسیٰ کے پاس ایک لڑکی آئی جو بہت باحیا تھی۔ اس نے کہا تم کو میرے والد بلا رہے ہیں تا کہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ جب آپ حضرت شعیبؑ کے پاس پہنچے اور ان سے پورا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا (تم کوئی اندیشہ نہ کرو کیونکہ یہاں فرعون کا کوئی عمل دخل نہیں ہے) اس کے بعد حضرت شعیب نے اپنی ایک لڑکی کی آپ سے شادی کر دی اس شرط پر کہ وہ ان کی دس سال بکریاں چرائیں حضرت موسیٰ نے اس شرط کو قبول کر لیا اور بکریاں چراتے رہے یہاں تک کہ دس سال کی مدت پوری ہوگئی پس آپ نے مصر واپس ہونے کی اجازت چاہی حضرت شعیبؑ نے اجازت دیدی۔ حضرت موسیٰ اپنے بیوی بچوں اور بکریوں کو لے کر چل دیئے یہاں تک کہ آپ جبل طور پر پہنچ گئے۔ وہاں پروردگار سے ہمکلامی ہوئی اور خداوند تعالیٰ نے فرمایا "بیشک میں ہی تیرا رب ہوں پھر ارشاد ہوا کہ تم فرعون کے پاس جاؤ اس نے بہت سر ابھار رکھا ہے" حضرت موسیٰ نے پروردگار سے اپنے بھائی ہارونؑ کو بھی ساتھ بھیجنے کا سوال کیا۔ اللہ نے آپ کے سوال کو قبول فرما لیا۔ حضرت ہارونؑ فرعون کے ہاں وزیر تھے اللہ نے انکی طرف وحی کی کہ تمہارے بھائی مصر سے آ رہے ہیں ان کا استقبال کرو حضرت ہارون نے آپکا استقبال کیا، حضرت موسیٰ نے ان کو رسالت میں شریک ہونے کی خوشخبری سنائی۔ پھر دونوں اپنی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس کے بعد فرعون کے پاس گئے اور کہا۔ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور کفر سے باز آ فرعون نے حضرت موسیٰ سے کہا، اگر تو رسول ہے تو کوئی نشانی (معجزہ) پیش کر پس آپ نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اژدہا بن گیا اور جیب سے اپنا ہاتھ نکالا تو وہ آفتاب کی کرن کی طرح روشن ہوگیا۔ اور اس کے علاوہ (وقتاً فوقتاً) طوفان، ٹڈیوں، گھن کیڑوں، مینڈکوں اور خون کے معجزات بھی دکھاتے رہے اور بنی اسرائیل نے ان چیزوں کو اپنے کھانے پینے کی چیزوں میں بھی دیکھ لیا (یہاں تک کہ تمام آدمیوں کے بدن اور کپڑوں میں جوئیں پڑ گئیں۔ ہر چیز میں

مینڈک پھیل گئے ہر پانی خون بن گیا اس کے باوجود نہ مانے) اور فرعون اور اسکی قوم کہنے لگی بیشک یہ تو جادو گر ہے۔ چنانچہ فرعون
نے (مقابلہ کیلئے) جادوگروں کو بلوایا اور ان سے کہا تمہارے پاس جتنا بھی جادو ہو سب موسیٰ کے مقابلہ میں صرف کر ڈالو، انہوں نے
ایسا ہی کیا۔ آپ نے اپنی لاٹھی ڈالدی سو وہ سانپ بن گئی اور جو کچھ انہوں نے دھندا بنایا تھا سب کو نگل گئی۔

ع سحر با معجزہ پہلو نزند ایمن باشد ٭ یہ دیکھ کر تمام جادوگر ایمان لے آئے

اور سجدے میں گر گئے: فرعون نے جادوگروں سے کہا کہ تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ اور اس کے رب پر ایمان لے آئے ضرور یہ تم سب
کا استاد معلوم ہوتا ہے پس فرعون نے ان کے ایک طرف کا ہاتھ اور ایک طرف کے پاؤں کاٹنے اور کھجوروں کے تنوں پر لٹکنے کا حکم کر دیا
تو سب جادوگر راضی ہوگئے (اور صاف کہہ دیا کہ ہم تجھ کو دین کے مقابلہ میں کبھی ترجیح نہ دیں گے) اور ایمان سے نہ ہٹے۔ یہ جادوگر
ستر آدمی تھے۔ اس کے بعد حضرت موسیٰ ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر چل دیئے جو ایمان لائے تھے۔ فرعون نے حضرت موسیٰ اور ان کے
ساتھیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ان کا پیچھا کیا اور دریائے نیل تک پہنچ گئے۔ حضرت موسیٰ نے دریا میں اپنی لاٹھی دے ماری پس دریا
کا پانی پھٹ گیا اور اس میں بارہ راستے ہوگئے اور پانی خشک ہو گیا۔ حضرت موسیٰ اور آپ کی قوم دریا میں داخل ہوگئی۔ فرعون اور
اس کا لشکر بھی یہ دیکھ کر ان کے پیچھے ہولیا۔ حضرت موسیٰ اور آپ کے ساتھی نجات پاگئے

سے مجالست چوں دوست دارد ترا ٭ کہ در دست دشمن گزارد ترا (سعدی)

اور اس کے لشکر پر دریا برابر ہو گیا۔ اور سب غرق ہوگئے۔ پھر اللہ نے حضرت موسیٰ پر توراۃ نازل فرمائی آپ لوگوں کو توراۃ کے احکام
کا حکم کرتے رہے اور منہیات سے روکتے رہے یہاں تک کہ توراۃ پڑھنے کی حالت میں آپ کا وصال ہو گیا۔ صلی اللہ علیہ وسلم

المناظرة بين عمر بن عبد العزيز رحمه الله وبين وفد الخوارج

حضرت عمر بن عبد العزیز اور وفد خوارج کے مابین مناظرہ

قال الهيثم بن عدى قال اخبرنى عوانة بن الحكم عن محمد بن الزبير قال بعثنى عمر بن عبد العزيز مع عون بن عبد الله بن مسعود الى شوذب الخارجى واصحابه اذا خرجوا بالجزيرة، وكتب معنا كتابا، فقدمنا عليهم ودفعنا كتابه اليهم فبعثوا معنا رجلا من بنى شيبان ورجلا فيه حبشية يقال لها شوذب فقدما معنا على عمر وهو بخناصرة فصعدنا اليه، وكان فى غرفة، ومعه ابنه عبد الملك وحاجبه مزاحم، فاخبرناه بمكان الخارجيين، قال عمر: فتشوهما لا يكن معهما حديد وادخلوهما، فلما دخلا قالا السلام عليكم، ثم جلسا، فقال لهما عمر: اخبرانى ما الذى اخرجكم عن حكمى هذا؟ وما نقمتم فتكلم الاسود منهما، فقال: انا والله ما نقمنا عليك فى سيرتك وتحريك العدل والاحسان الى من وليت، ولكن بيننا وبينك امر ان اعطيناه، فنحن منك وانت منا وان منعتناه، فلست منا ولسنا منك قال عمر: ما هو؟ قال رأيناك خالفت اهل بيتك، وسميتها مظالم، وسلكت غير طريقهم، فان زعمت انك على هدى وهم على ضلال

فالعنهم، وابرأ منهم فهذا الذى يجمع بيننا وبينك اويفرق، فتكلم عمر فحمد الله واثنى عليه، ثم قال انى قد علمت
او ظننت انكم لم تخرجوا مخرجكم هذا الطلب دنيا ومتاعها ولكنكم اردتم الآخرة، فاخطأتم سبيلها وانى
سائلكما عن امر فبالله اصدقانى فيه مبلغ علمكما قالا نعم قال اخبرانى عن ابى بكر وعمر اليسا من اسلافكما ومن
تتوليان وتشهدان لهما بالنجاة قالا اللهم نعم قال فهل علمتما ان ابا بكر حين قبض رسول الله صلى الله عليه
وسلم فارتدت العرب قاتلهم فسفك الدماء واخذ الاموال وسبى الذرارى قالا نعم قال فهل علمتم ان عمر
قام بعد ابى بكر فرد تلك السبايا الى عشائرها قالا نعم قال فهل برئ عمر من ابى بكر او تبرؤن انتم من احد منهما
قالا لا قال فاخبرانى عن اهل النهروان اليسوا من صالحى اسلافكما وممن تشهدون له بالنجاة قالا نعم قال:
فهل تعلمون ان اهل الكوفة حين خرجوا، كفوا ايديهم فلم يسفكوا دما، ولم يخيفوا امنا، ولم ياخذوا مالا؟ قالا نعم،
قال: فهل علمتم ان اهل البصرة حين خرجوا مع مسعر بن فديك استعرضوا يقتلونهم، ولقوا عبد الله بن خباب
بن الارت صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقتلوه وقتلوا جاريته ثم قتلوا النساء والاطفال حتى جعلوا يلقونهم فى قدور الاقط
وهى تفور قالا قد كان ذلك قال: فهل برئ اهل الكوفة من اهل البصرة قالا: لا قال: فهل تبرؤن انتم من
احدى الفئتين؟ قالا: لا قال: افرأيتم الدين اليس هو واحدا ام الدين اثنان؟ قالا: بل واحد، قال: فهل يسعكم
منه شئ يعجزنى؟ قالا: لا قال: فكيف يسعكم ان توليتم ابا بكر وعمر، وتولى كل واحد منهما صاحبه وتوليتم
اهل الكوفة والبصرة، وتولى بعضهم بعضا وقد اختلفوا فى اعظم الاشياء، والدماء، والفروج، والاموال، ولا يسعنى
الا لعن اهل بيتى والتبرؤ منهم ورأيت لعن اهل الذنوب فريضة مفروضة لا بد منها فان كان ذلك فمتى عهدك
بلعن فرعون وقد قال: انا ربكم الاعلى قال: ما اذكر انى لعنته، قال: ويحك ايسعك ان لا تلعن وهو اخبث الخلق ولا
يسعنى ان لا العن اهل بيتى والبراءة منهم: ويحكم انكم قوم جهال اردتم امرا فاخطأتموهم فانتم تردون على الناس
ما قبل منهم رسول الله صلى الله عليه وسلم بعثه الله اليهم وهم عبدة اوثان فدعاهم الى ان يخلعوا الاوثان وان يشهدوا ان لا
اله الا الله وان محمدا عبده ورسوله فمن قال ذلك حقن بذلك دمه واحرز ماله ووجبت حرمته، وامن به
عند رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان اسوة المسلمين وكان حسابه على الله، افلستم تلقون من خلع الاوثان ورفض الاديان
وشهد ان لا اله الا الله وان محمدا رسول الله تستحلون دمه وماله ويلعن عندكم، ومن ترك ذلك، واباه من اليهود

والنصارٰی، واَھل الادیان فتحرِمَوْدمَہٗ ومالَہٗ فقالَ الاسودُ ما سمعتُ کالیوم احدًا اَبْیَنَ حُجّۃً ولا اَقْرب مأخذًا اما انّا فاشھدُ انّک علی الحق واَنّی بریٌٔ ممن بریٔ منک فقال عُمَرُ لصاحبہ یا اخا بنی شیبان! ما تقول انتَ قال ما احسن ما قلتَ ووصفتَ غیرَ انّی لا اُفْتاتُ علی الناس بامرٍ حتّی اَلْقاھم بما ذکرتَ واَنظر ما حُجّتھم قال: انتَ وذاک، فاقام الحبشیُّ مع عُمَرَ واَمَرلہ بالعطاء فلم یلبث اَن مات ولحق الشیبانیُّ باصحابہ فقُتِلَ معھم بعدَ وفاۃِ عُمَرَ۔

حل لغات | عمر بن العزیز دیکھو ص۹۱ ہیثم بن عدی دیکھو مقدمہ ص۳۱ عون بن عبداللہ بن مسعود ابو عبداللہ الہذلی الکوفی المتوفی بتل ۱۲۰ھ ثقہ عابد من الرابعۃ شوذب خارجی دیکھو مقدمہ ص۲۶ حاضرۃ بستی، شہر۔ غرفۃ بالاخانہ ج غُرَف تحریک مرکب اضافی ہے۔ تحری بمعنی غور و فکر اور کاف ضمیر خطاب ہے اسلاف جمع سَلَف گذشتہ آباء و اجداد و رشتہ دار، سلف (ن) سَلَفًا گذرنا، آگے ہونا۔ الذراری جمع ذریۃ، السبایا جمع سبیۃ قیدی عورت، النہروان واسط اور بغداد کے درمیان تین دیہات ہیں جہاں خارجیوں کی جماعت مقیم تھی۔ عبداللہ بن خباب بن الارت مدنی، حلیف بنی زہرہ کبار تابعین میں سے ہیں اور بعض نے یہ بھی کہا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے ۳۷ھ میں فرقہ حروریہ نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ ان کے والد حضرت خباب بن الارت مشہور جلیل القدر صحابی ہیں۔ الاَقطع بیر۔ تفور دیکھو ص۹۲ عبد جمع عابد، اوثان جمع وثن بت۔ احرز احرازًا جمع کرنا۔ اُسْوۃ اقتدا، نمونہ وہ چیز جس سے تسلی ہو جاتی۔ خلع (ف) خلعًا۔ فلان ابنہ بری ہونا۔ افتات حکم لگانا۔

تشریح :- ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ مجھ سے عوانہ بن حکم نے بواسطہ محمد بن زبیر بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بمعیت عون بن عبداللہ بن مسعود شوذب خارجی اور اس کے اصحاب کے پاس اس وقت بھیجا جب وہ جزیرہ سے نکل گئے تھے (یعنی حضرت عمر بن عبدالعزیز سے بغاوت کر کے مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے) اور ایک خط بھی لکھ دیا۔ میں نے وہ خط آکر ان کو دیدیا۔ انہوں نے ایک شیبانی کو اور ایک دوسرے شخص کو جس میں حبشیت کے آثار تھے اور شوذب کہلاتا تھا دونوں کو ہمارے ساتھ حضرت عمر کے پاس بھیج دیا۔ آپ اپنی بستی میں تھے ہم ان کے پاس اوپر چلے گئے۔ کیونکہ آپ بالاخانے پر تشریف فرما تھے وہاں صاحبزادہ عبدالملک اور دربان مزاحم بھی تھا۔ ہم نے خارجیوں کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ ان کے پاس لوہا (ہتھیار) تو نہیں۔ اور پھر اندر بلالو جب وہ لوگ داخل ہوئے تو سلام کے بعد دونوں بیٹھ گئے۔ حضرت عمر نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا۔ بتاؤ! میرے حکم سے تم کو کس چیز نے باہر کیا اور کس وجہ سے تم عیب لگاتے ہو۔ حبشی بولا! بخدا ہم آپ کی سیرت کے بارے میں آپ پر عیب نہیں لگاتے۔ بلکہ ہمارے اور آپ کے درمیان ایک بات ہے اگر اس کا جواب مل جائے تو آپ ہمارے ہیں اور ہم آپ کے اور اگر آپ ہم سے اس کو روکتے ہیں تو نہ آپ ہمارے نہ ہم آپ کے۔ حضرت عمر نے کہا، وہ کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا ہم دیکھتے ہیں کہ آپ نے اہل بیت کی مخالفت کی ہے اور (رعایا کے) ان (حقوق) کو جن کو امراء بنو امیہ نے بطور ٹیکس لیا تھا آپ نے مظالم قرار دیا ہے سو اگر آپ اپنے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ میں حق پر ہوں اور وہ باطل پر ہیں تو ان پر لعنت کیجئے اور ان سے بیزاری ظاہر کیجئے۔ بس یہی چیز ہے جو ہمارے اور آپ کے درمیان یا اجتماع (کی صورت) پیدا کرے گی یا جدائی پیدا کرے گی۔ حضرت عمر نے حمد و ثنا کے بعد گفتگو شروع کی اور فرمایا: مجھے یقین ہے یا میرا خیال ہے کہ تم لوگ اس راستے میں دنیا اور اس کے ساز و سامان کو طلب کرنے کیلئے نہیں نکلے بلکہ آخرت ہی چاہتے ہو مگر تم نے اس کا راستہ غلط اختیار کیا ہے۔ میں تم سے ایک بات دریافت کرتا ہوں سو تم اپنے علم کے مطابق صحیح صحیح بتاؤ، انہوں نے کہا: جی ہاں (صحیح بتائیں گے) آپ نے فرمایا: کیا ابوبکر و عمر تمہارے اسلاف اور ان لوگوں میں سے نہیں ہیں

جن کو تم ولی ملتے ہو اور ان کی نجات کی شہادت دیتے ہو؟ انہوں نے کہا: بیشک وہ ہمارے اسلاف میں سے ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد پورا عرب مرتد ہو گیا تو حضرت ابوبکرؓ نے ان سے قتال کیا، خونریزی کی، مال لیا، ان کی ذریت کو قید کیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں معلوم ہے ایسا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ نے خلیفہ ہو کر ان قید شدہ عورتوں کو ان کے قبائل کی طرف واپس کر دیا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں یہ بھی معلوم ہے۔ آپ نے فرمایا: تو کیا حضرت عمرؓ حضرت ابوبکرؓ سے بیزار ہو گئے یا تم ان میں سے کسی ایک سے بری ہو گئے؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں، آپ نے فرمایا: اچھا نہروان والوں کے متعلق بتاؤ کیا وہ تمہارے اسلاف اور ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کی نجات کے تم قائل ہو؟ انہوں نے کہا: بے شک ہمارے اسلاف ہیں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ جب اہل کوفہ نے خروج کیا تھا تو انہوں نے اپنے ہاتھوں کو روکے رکھا لہٰذا نہ انہوں نے خونریزی کی نہ کسی امن والے کو ڈرایا نہ مال لیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: جانتے ہو کہ جب اہل بصرہ مسعر بن فدیک کے ساتھ نکلے تو انہوں نے کس بیدردی کے ساتھ قتل کیا اور حضرت عبداللہ بن خباب بن الارت صاحب رسول اللہ کو پایا تو ان کو بھی اور ان کی کنیز کو بھی عورتوں اور بچوں کو بھی قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ ان بیدردوں نے ان کو جیتی جاگتی ہوئی ہانڈیوں کی نذر کر دیا؟ انہوں نے کہا: جی ہاں یہ سب کچھ ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: تو کیا اہل کوفہ اہل بصرہ سے یا تم ان میں سے کسی ایک سے بری ہو گئے؟ انہوں نے کہا: ہرگز نہیں۔ آپ نے فرمایا: بتاؤ دین ایک ہے یا دو؟ انہوں نے کہا: ایک۔ آپ نے فرمایا: کیا دین میں کوئی بات ایسی بھی ہے جو تمہارے لئے جائز ہو اور میرے لئے حرام؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: تو پھر تمہارے لئے تو اس کی گنجائش ہو گئی کہ تم نے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو ولی مان لیا، اور ان میں سے ہر ایک نے ایک دوسرے کو ولی مان لیا اور تم نے اہل کوفہ و اہل بصرہ کو اور ان میں سے ہر ایک نے دوسرے کو ولی مان لیا اور حالانکہ ان کا جان و مال اور شرمگاہ جیسے بڑے بڑے امور میں اختلاف رہا ہے اور میرے لئے اہل بیت پر لعنت اور ان سے براءت کے سوا گنجائش ہی نہیں۔ مزید براں آنکہ تو گنہگاروں پر لعنت کرنا ایک ضروری فریضہ خیال کرتا ہے۔ اگر یہی ہے تو تو نے فرعون پر کتنی دفعہ لعنت کی ہے جو انا ربکم الاعلیٰ تک کہہ چکا تھا؟ اس نے کہا: مجھے تو یاد نہیں کہ میں نے کبھی اس پر لعنت کی ہو۔ آپ نے فرمایا: بڑے افسوس کی بات ہے کہ تیرے لئے تو فرعون جیسے اخبث الخلائق پر لعنت نہ کرنے کی گنجائش ہو اور میرے لئے اہل بیت پر لعنت کرنے اور ان سے براءت کے بغیر چھٹکارا ہی نہ ہو، افسوس تم لوگ بڑے ہی جاہل اور ناواقف ہو۔ تم نے ایک کام کا ارادہ کیا مگر تم سے چوک ہو گئی تم لوگوں پر ایسی باتوں کا اعتراض کرتے ہو جن کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول کیا ہے جن کی بعثت اس حالت میں ہوئی تھی کہ لوگ بتوں کے پجاری تھے ان کو بتوں سے براءت معبود برحق اور اپنے رسول اور بندہ ہونے کی شہادت کی دعوت دی۔ جس نے اس کو مان لیا اس نے جان و مال کو محفوظ کر لیا اور اس کا احترام لازم ہو گیا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد گرد اشیاء مذکورہ پر ایمان لایا اور مسلمانوں کا پیشوا ہو گیا اور اس کا حساب خدا کے حوالے رہا۔ کیا تم لوگ بتوں سے براءت کرنے والوں، مختلف مذاہب کو چھوڑنے والوں، ایک اللہ کو ماننے والوں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول خدا ماننے والوں سے نہیں ملتے ان کی جان و مال کو حلال سمجھتے ہو وہ تمہارے نزدیک لعنت کے مستحق ہیں اور جو شخص ان تمام کو چھوڑ دے اور یہود و نصاریٰ یا کسی اور مذہب والا تمہارے پاس آئے تو اس کے خون اور مال کو حرام قرار دیتے ہو۔

حضرت عمر کی یہ تقریر سن کر شوذب حبشی بولا کہ میں نے آج جیسا مدلل اور واضح قریب الماخذ بیان کسی سے نہیں سنا، بہرحال میں تو گواہی دیتا ہوں کہ آپ حق پر ہیں اور میں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جو آپ سے بیزار ہو۔ حضرت عمر نے شیبانی سے کہا تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: بات تو آپ کی بہت خوب ہے مگر میں دوسروں کے متعلق اس وقت

تک فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ میں آپ کی یہ باتیں ان تک نہ پہنچا دوں اور یہ نہ دیکھ لوں کہ ان کی دلیل کیا ہے، آپ نے فرمایا: تو جان تیرا کام جانے۔

پس حبشی تو حضرت عمرؓ کے ساتھ رہا اور آپ نے اس کے لئے عطاء کا حکم کیا، مگر اس کے کچھ ہی بعد اس کا انتقال ہو گیا اور شیبانی اپنے ساتھیوں سے جا ملا اور انہیں کے ساتھ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد قتل کیا گیا۔

مرزأ الحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مصیبت حسین رضی اللہ عنہ

ایہا القاتلون جہلا حسینا ❊ ابشروا بالعذاب والتذلیل
قد لعنتم علی لسان ابن داؤد ❊ وموسیٰ وحامل الانجیل

لما مات معاویۃ أرسل إلیہ (إلی سیدنا الحسین) أھل الکوفۃ، إنا قد حبسنا أنفسنا علی بیعتک، وطولب بالمدینۃ أن یبایع یزید، فخرج إلی مکۃ وأرسل ابن عمہ مسلم بن عقیل إلی الکوفۃ، وقال لہ: إن کان حقا ما کتبوا بہ عرفنی حتی ألحق بک، فخرج من مکۃ للنصف من رمضان، قدم لخمس خلون من شوال، وأمیرھا النعمان بن بشیر، فدخل مستترا، فبایعہ من أھلھا ثمانیۃ عشر ألفا، فکاتبہ بذلک، فلما ھم بالخروج، لقیہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنھما فقال لہ: یا ابن عم! إن أھل العراق أھل غدر، وإنما یدعونک للحرب، فقال لہ: یا ابن عم! کتب إلی مسلم باجتماع أھل الکوفۃ علی، فقال لہ: قد جربتھم، وھم أصحاب أبیک وأخیک وقتلتک غدا مع أمیرھم، إذا بلغ ابن زیاد خبرک استفزھم، فکان الذین کتبوا إلیک أشد علیک من عدوک، فإن أبیت إلا الخروج، فلا تخرجن بنسائک وولدک معک، فإنی لخائف أن تقتل کما قتل عثمان ونساؤہ وولدہ ینظرون إلیہ، فرد علیہ: لأن أقتل بموضع کذا أحب إلی من أن أستحل بمکۃ، واتصل الخبر بیزید فکتب إلی عبید اللہ بن زیاد بتولیۃ الکوفۃ، فخرج مسرعا فدخلھا فی حشمہ، وھو ملثم، والناس یتوقعون قدوم الحسین، فجعل عبید اللہ بن زیاد یسلم علی الناس، ویقولون: وعلیک السلام یا ابن رسول اللہ، قدمت خیر مقدم، حتی انتھی إلی القصر، فحسر اللثام ففتح لہ النعمان الباب، ونادی الناس: ابن مرجانۃ، فحصبوہ بالحصباء، ففاتھم، ووضع الرصد فی طلب مسلم، فصاح مسلم: یا منصور! وکان شعارھم، فاجتمع إلیہ فی ساعۃ واحدۃ ثمانیۃ عشر ألفا فأحاطوا بالقصر، فقاتلوا ابن زیاد، فلم یمس المساء ومعہ مائۃ رجل، فلما رأی تفرقھم، سار نحو أبواب کندۃ، فبلغ الباب ومعہ ثلاثۃ، فخرج ولیس معہ أحد، فبقی حائرا لا یدری أین یتوجہ، فنزل عن علی فرسہ، ودخل أزقۃ الکوفۃ، فانتھی إلی باب مولاۃ لمحمد بن الأشعث فاستسقاھا

نسقته، واعلمها حاله فرقت له فأوته، واعلمت محمد بن الاشعث بمكانه، فمشى الى ابن زياد فاعلمه، فوجه معه سبعين رجلاً فاقتحموا عليه، فقاتلهم مسلم، فامنه محمد بن الاشعث وحمله الى ابن زياد فضرب عنقه، وبعث برأسه الى يزيد بن معاوية فصلب جثته وانتهى الامر الى الحسين، وقد بلغ القادسية، فهم بالرجوع فقال اخوة مسلم لا نرجع او نقتل او نأخذ بثارنا، فقال الحسين لا خير في العيش بعدكم، فسار حتى لقي خيلاً لابن زياد وعليها عمرو بن سعد بن ابي وقاص فعدل الى كربلاء وهو في نحو خمسمائة فارس، فلما كثرت العساكر ايقن انه لا محيص له، فقال: اللهم احكم بيننا وبين قوم دعونا لينصرونا، ثم هم يقاتلونا، ثم خطب قومه، فقال: يا عباد الله! اتقوا الله، وكونوا من الدنيا على حذر، فان الدنيا لو بقيت على احد او بقي عليها احد لكان الانبياء احق بها واولى بالبقاء، غير ان الله خلقها للفناء، فجديدها بال، ونعيمها مضمحل، وسرورها مكفهر، والدار قلعة، والمنزل بلغة، فتزودوا، فان خير الزاد التقوى، واتقوا الله لعلكم تفلحون، ثم قاتل حتى قتل رضي الله تعالى عنه، وفيه ثلاث وثلاثون طعنة، واربع، وثلاثون ضربة، وتولى قتله سنان بن انس النخعي، واحتز رأسه، وانطلق به مسرعا الى ابن زياد وهو يقول ؎

اوقر ركابي فضة وذهبا	انى قتلت الملك المحجبا

قتلت خير الناس اماً وابا

وبعث معه الرأس الى يزيد بن معاوية وعنده ابو برزة فجعل ينكت بالقضيب على فيه، وهو يقول ؎

نفلق هاما من رجال اعزة	علينا وهم كانوا اعق واظلما

فقال له ابو برزة: ارفع قضيبك، فلقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يلثمه، وقتل يوم عاشوراء سنة احدى وستين، وقتل معه سبعة وثمانون، منهم علي ابنه الاكبر، ومن ولد اخيه الحسن بن عبد الله والقاسم، وابوبكر، ومن اخوته العباس وعبد الله، وجعفر، ومحمد وعثمان بنو علي ومن بني عمه جعفر، ومحمد، وعون، ابناء عبد الله بن جعفر ومن ولد عقيل عبد الله وعبد الرحمن وجعفر، دفنهم اهل القادسية، بعد قتلهم بيوم، وقتلوا هم من اصحاب عمرو بن سعد ثمانية وثمانين۔

حل لغات

رزء ج ارزاء، رزیۃ ج رزایا بڑی مصیبت، رزا (ف) رزا۔ الرجل مالہ کچھ حاصل کرنا، کم کرنا، الحسین بن علی بن ابی طالب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ کی بہار، سیدہ فاطمہؓ کے جگر گوشہ، نہایت عابد وزاہد، بندہ نواز اور کثرت سے حج کرنے والے تھے، آپ کی ولادت شعبان سنہ ۴ھ میں ہوئی چھ برس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر سایہ پرورش

پاتے رہے اس کے بعد والدہ ماجدہ کے ہمراہ رہے۔ آپ کے فضائل میں بکثرت احادیث مروی ہیں، آپ کی شہادت بقول اصح جمعہ (یا ہفتہ) کے دن یوم عاشورا، (١٠، محرم) کو ٦١ھ میں واقع ہوئی، معاویہ دیکھو ص١٢٩، یزید دیکھو ص١٣٦ اُلحق لحوق سے مضارع متکلم ہے اور جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے، نعمان بن بشیر بن سعد بن ثعلبہ انصاری خزرجی صغار صحابہ میں سے ہیں، صحابی زادہ ہیں ان کی والدہ حضرت عبد اللہ بن رواحہ کی ہمشیرہ بھی صحابیہ تھیں، ہجرت کے چودہ ماہ بعد ٢ھ پیدا ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ احادیث سنیں اولاً دمشق کے قاضی مقرر ہوئے پھر معاویہ نے کوفہ کا پھر حمص کا والی مقرر کردیا تھا۔ آپ مروان کے طرف داروں کے ہاتھ ٦٥ھ یا ٦٦ھ یا ٦٤ھ میں شہید کئے گئے۔ ابن عباس دیکھو ص٥١ ابن زیاد دیکھو ص٥٤ استنفر قتل کرنا گھر سے نکالدینا، ذلیل سمجھنا، ملثّم نقاب ڈالے ہوئے، حسر (ن، ض) حسراً الشیٔ کھولنا، حسور اً البصر نگاہ کا تھک جانا، حصبوہ، حصباً کنکریاں مارنا، الرصد جمع راصد گھات میں بیٹھنے والا، حائراً متحیر، ازقۃ جمع زقاق گلی محمد بن اشعث بن قیس کندی سبط ابی بکر دیکھے از ثمرات عرب مقتول ٦٦ھ، فاتحموا غفلت کی حالت میں اچانک آجانا، بتارنا تار (ف) تأراً۔ تقتیل خون کا مطالبہ کرنا، قاتل کو قتل کرنا تحیص مفر، حاص (ض) حیصا محیصاً الگ ہونا، ہٹ جانا، بال پرانا ہونا، الثوب بوسیدہ ہونا مضمحل نیست و نابود ہونے والا، مکفہر اکفہر اللیل انتہائی تاریک ہونا، قلعۃ ہمیشہ نہ رہنے والا مال، مثنیٰ کا مال قلعۃ میل الماء۔ طعنۃ نیزے کی ضرب، احتز احتزازاً کاٹنا، اوقر ایقاراً۔ الدابۃ چوپایہ پر بھاری بوجھ لادنا، المجب چھپا ہوا، ینکت (ن) نکتاً سوچ کی حالت میں چھڑی یا انگلی سے زمین کو کریدنا، علی فیہ ای علی فمہ، نفلق تفلیقاً فلق (ض) فلقاً۔ الشیٔ پھاڑنا، ہاما جمع ہامۃ کھوپڑی، ابو برزہ دیکھو مقدمہ ص٣٠ قضیب کٹی ہوئی شاخ جمع قضبان شمشیر براں، یلثمہ (ض، س) لثماً الوجہ بوسہ لینا، قادسیہ کوفہ کے قریب ایک شہر ہے جہاں حضرت ابراہیم گذرے تھے یہاں ایک بڑھیا تھی جس نے آپ کے سر کو دھویا تھا فقال قُدِّستِ من ارض فسمیت بالقادسیۃ

تشریح :- جب امیر معاویہؓ کا انتقال ہوگیا تو اہل کوفہ نے حضرت حسینؓ کے پاس تقریباً ڈیڑھ سو خطوط کے ذریعہ اطلاع بھیجی کہ ہم لوگ اپنے آپکو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کے لئے روکے ہوئے ہیں اور مدینہ میں یزید کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لئے آپ مکہ تشریف لے آئے آپ نے اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفہ کی طرف روانہ کردیا اور ان سے کہہ دیا کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے اگر وہ صحیح ہو تو مجھے اطلاع کردینا میں تمہارے پاس آجاؤں گا۔ حضرت مسلم بن عقیل نصف رمضان کو مکہ سے نکلے اور پانچ شوال کو کوفہ میں داخل ہوگئے (اور مختار بن عبید کے ہاں قیام کیا) اس وقت یہاں کے گورنر حضرت نعمان بن بشیرؓ تھے آپ چھپ کر داخل ہوئے اور اٹھارہ ہزار کوفیوں سے بیعت لی اور حضرت حسینؓ سے اس سلسلہ میں خط وکتابت کی، جب حضرت حسینؓ نے کوفہ جانے کا ارادہ کیا تو حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا: بھائی اہل عراق بڑے غدار ہیں وہ تو آپ کو لڑائی کیلئے بلا رہے ہیں۔ حضرت حسینؓ نے فرمایا: بھائی! میرے پاس تو مسلم نے لکھا ہے کہ میرے بارے میں اہل کوفہ سب متفق ہیں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا: میں نے ان کو بہت کچھ آزمایا ہے یہ وہی تو ہیں جو آپ کے والد ماجد حضرت علیؓ اور آپ کے بھائی (حضرت حسن) کے سبب بنے تھے۔ اور یہی لوگ کل آپکے بھی قاتل ہوں گے۔ جب ابن زیاد کو آپ کی خبر پہنچے گی تو وہ ان کو ابھارے گا پس جنہوں نے آپ کے پاس لکھا ہے وہی لوگ آپکے سخت ترین دشمن ہو جائیں گے اور اگر آپ کا ارادہ جانے ہی کا ہے تو عورتوں اور بچوں کو ہمراہ نہ لیجائیے کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا وہ لوگ بھی اسی طرح قتل نہ کئے جائیں جس طرح حضرت عثمانؓ اور ان کے بیوی بچوں کو ان کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا گیا تھا، حضرت حسینؓ نے جواب دیا کہ میرا ایسی جگہ قتل ہو جانا زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں مکہ میں قتل کیا جاؤں (کیونکہ اس میں حرم شریف کی اہانت ہے) یہ شدہ شدہ خبر یزید تک پہنچی اس نے عبید اللہ بن زیاد کو ولایت کوفہ کا پروانہ لکھ بھیجا تو وہ فوراً نکل کھڑا ہوا اور چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے اپنے خدام کے ساتھ کوفہ میں داخل ہوگیا، کوفہ

والے حضرت حسینؓ کی تشریف آوری کے منتظر تھے عبیداللہ کوفہ پہنچا اور لوگوں کو سلام کرنا شروع کردیا لوگوں کا یہی خیال تھا کہ یہ حضرت حسین ہیں اس لئے سب جواب دیتے رہے اور یا ابن رسول کہہ کر پکارتے رہے اور خوش آمدید کہتے رہے یہاں تک کہ وہ قصر خلافت تک پہنچ گیا اور چہرے سے نقاب اٹھادی، حضرت نعمان نے اسکیلئے دروازہ کھولدیا جب لوگوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ ابن زیادہ ہے تو شور مچ گیا کہ یہ تو ابن مرجانہ ہے اور پتھر برسانے شروع کردیئے مگر کامیاب نہ ہوسکے، ادھر اس نے حضرت مسلم کی تلاش میں پہرہ داروں کو مقرر کردیا، حضرت مسلم نے ایک آواز بلند کی، یا منصور! یہ ان کا ایک طریقہ تھا کہ سفر یا لڑائی کیوقت جب جمع کرنا ہوتا تھا تو اس لفظ سے ایک دوسرے کو پکارتے تھے جو لڑائی یا سفر کی علامت ہوتی تھی) آواز سنتے ہی اٹھارہ ہزار آدمی جمع ہوگئے اور قصر خلافت کا احاطہ کرلیا اور ابن زیاد کیساتھ جنگ کرتے رہے مگر شام نہ ہونے پائی تھی کہ آپکے ساتھ ایک سو آدمی رہ گئے جب آپنے ان کے انتشار کو دیکھا تو آپ ابواب کندہ کیطرف چلے گئے باب کندہ پہنچنے تک آپ کے ساتھ مرفتین ہی آدمی رہ گئے اور جب آپ وہاں سے نکلے تو ایک بھی نہ رہا آپ حیران رہ گئے اور بدحواسی کا یہ عالم ہوگیا کہ یہ بھی پتہ نہ رہا کہ میں اب کہاں جاؤں۔ آپ گھوڑے سے اتر پڑے اور کوفہ کی کسی گلی میں گھس گئے، شدہ شدہ محمد بن اشعث کی باندی کے دروازہ تک پہنچے پیاس کی وجہ سے دم ٹوٹ چکا تھا، باندی سے پانی طلب کیا اس نے پانی پلایا آپنے اس کو اپنی حالت بیان کی اس کا دل بھر آیا اور جگہ دیدی نیز محمد بن اشعث کو بھی آپ کی آمد سے باخبر کردیا محمد بن اشعث نے ابن زیاد کے پاس جاکر اطلاع کردی۔ ابن زیاد نے فوراً ستر آدمیوں کو اس کے ساتھ کردیا اور وہ یکایک آپ پر ٹوٹ پڑے حضرت مسلم نے ان سے مقابلہ کیا محمد بن اشعث نے اس وقت آپکی حفاظت کی اور پھر ابن زیاد کے پاس پہنچادیا اس بیدرد نے آپ کی گردن ماردی اور سر مبارک یزید بن معاویہ کے پاس پہنچادیا۔ یزید نے آپکے جسم کو سولی پر لٹکادیا، اب معاملہ حضرت حسین کا رہ گیا جو قادسیہ تک پہنچ چکے تھے آپنے واپسی کا ارادہ کیا تو مسلم بن عقیل کے بھائیوں نے کہا، یا تو ہم یہیں قتل ہوجائیں گے یا ہم اپنے خون کا بدلہ لیں گے، حضرت حسین نے فرمایا! تمہارے بعد زندگی کا کوئی لطف نہیں پس آپ بھی چل پڑے راستہ میں ابن زیاد کا گھوڑا ملا جس پر عمر و بن سعد بن ابی وقاص سوار تھا۔ آپ کربلا کی طرف مڑ گئے اس وقت آپ پانچسو شہسواروں کے درمیان تھے جب لشکر اور زیادہ ہوگیا تو آپ کو یقین ہوگیا کہ اب مفر نہیں۔ اس لئے آپنے دعا کی خدایا! ہمارے اور اس قوم کے درمیان تو ہی فیصلہ کر جنہوں نے ہم کو ہماری مدد کیلئے بلایا تھا اور اب وہی قوم ہم سے برسرپیکار ہے پھر آپ نے قوم کو خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، خدا کے بندو! اللہ سے ڈرو اور دنیا سے بے خوف نہ رہو کیونکہ اگر دنیا کسی کے لئے باقی رہتی یا کوئی دنیا میں باقی رہتا تو انبیاء علیہم السلام دنیا کے اور دنیا میں رہنے کے زیادہ مستحق تھے مگر اللہ نے دنیا کو فانی اور دنیا والوں کو فنا ہونے کیلئے پیدا کیا ہے اور پس دنیا کی نئی چیز بھی پرانی ہے اور اس کی نعمتیں نیست و نابود ہونیوالی ہیں

؎ عیش دنیا را بقائے نیست دیدی غنچہ را ❊ یک تبسم کرد و عمرش در پریشانی گزشت

اور اس کی خوشی گہری تاریکی ہے اور دنیا کوچ کی جگہ ہے جو قابل اعتماد نہیں ہے پس آخرت کیلئے تقویٰ اختیار کرو کیونکہ تقویٰ آخرت کا بہترین توشہ ہے اور اللہ سے ڈرتے رہو تو تم کامیاب ہوگے۔

پھر آپنے مقابلہ کیا یہاں تک کہ آپ شہید ہوگئے درآنحالیکہ آپکے بدن میں نیزے کے ۳۳ گھاؤ تھے اور تلوار کے ۴۴ نشان۔ سنان بن انس نخعی نے آپکو قتل کیا اور آپکا سر مبارک اتار کر بعجلت تمام ابن زیاد کے پاس یہ شعر پڑھتا ہوا لایا ؎ اوقر رکابی ام میری سواری کو چاندی اور سونے سے لاد دے کیونکہ میں نے ایسے بادشاہ کو قتل کیا جس کے پاس رعب کیوجہ سے خواص کے علاوہ اور کوئی نہیں پہنچ سکتا تھا اور نسب پدری و مادری ہر دو اعتبار سے لوگوں میں افضل تھا۔ ابن زیاد نے آپکے سر کو یزید بن معاویہ کے پاس بھیج دیا اس

کے پاس حضرت ابو برزہ تشریف فرما تھے یزید حضرت حسین رض کے لبوں پر چھڑی مارتا ہوا کہنے لگا ؎ نفلق ہاماً ہم قابلِ احترام لوگوں کی کھوپڑیاں چیرتے ہیں جب کہ وہ سخت ظالم اور نافرمان ہوں" حضرت ابو برزہ نے فرمایا، بدنصیب! چھڑی ہٹالے کیونکہ میں نے حضور ﷺ کو ان کا بوسہ لیتے ہوئے دیکھا ہے

بچائے حق تعالے اس یزید رند مشرب سے ✻ کہ خون سید کا جس بے رحم کو خون کبوتر ہو (ذوق)

حضرت حسین رض کو ۶۱ھ میں عاشورہ کے دن (بعمر چھپن سال پانچ مہینے پانچ دن) شہید کیا اور آپ کے ساتھ ستاسی آدمی اور شہید ہوئے جن میں آپ کا بڑا صاحبزادہ علی بھی ہے اور آپ کے بھائی حضرت حسن رض کی اولاد میں عبد اللہ قاسم، ابوبکر اور آپ کے بھائیوں میں عباس، عبد اللہ، جعفر، محمد عثمان (حضرت علی رض کی اولاد میں) اور آپ کے چچازاد بھائیوں میں، جعفر، محمد، عون (عبد اللہ بن جعفر کی اولاد میں) اور حضرت عقیل کی اولاد میں عبد اللہ، عبد الرحمن، جعفر وغیرہ شہید ہوئے

ایں سرخی شفق کہ بریں چرخ بیوفا ست ✻ بر شام عکس خون شہیدان کربلاست
گر چرخ خوں بیارد ازیں غصہ در خورست ✻ ور خاک خوں بگرید ازیں ماجرا رواست

ان حضرات کے قتل ہونے کے ایک روز بعد اہل قادسیہ نے ان کو دفن کیا رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور ان لوگوں نے عمرو بن سعد کے اٹھاسی آدمی قتل کئے

(فائدہ) شعر مذکور نفلق ہاماً "حضرت حصین بن حمام مری صحابی کا ہے جو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تمثیل بدر میں پڑھا ہے، اس سے پہلے یہ شعر ہیں ؎ تأخرت استبقی الحیاۃ فلم اجد ✻ لنفسی حیوۃ مثل ان اتقدما، فلسنا علی الاعقاب تدمی کلومنا ✻ ولکن علی اقدامنا تقطر الدما، میں بامید بقاء حیات میدان جنگ سے پیچھے ہٹا مگر اپنے لئے کوئی عمدہ زندگی مثل پیش قدمی کے نہ پائی، اس لئے ہمارے زخموں کا خون ہماری ایڑیوں پر نہیں گرتا بلکہ ہمارے قدموں پر گرتا ہے

نُبذۃٌ مِنْ ذکاوۃ العرب

ذکاوت عرب کا نمونہ

حکی ابو الفرج الاصفہانی بسندہ الی مجالد بن سعید عن عبد الملک بن عمیر قال لما قدم علینا عمر بن ھبیرۃ الکوفۃ فارسل الی عشرۃ، انا احدھم من وجوہ اھل الکوفۃ، فسمرنا عندہ، ثم قال لیحدثنی کل رجل منکم احدوثۃ، وابدأ انت یا ابا عمرو! فقلت: اصلح اللہ الامیر احدیث الحق ام حدیث الباطل؟ قال بل حدیث الحق قلت: ان امرأ القیس آلی الیۃ ان لا یتزوج امرأۃ حتی یسألہا عن ثمانیۃ واربعۃ واثنین، فجعل یخطب النساء فاذا سألھن عن ھذا، قلن اربعۃ عشر، فبینا ھو یسیر فی جوف، اذا ھو برجل یحمل ابنۃ لہ صغیرۃ، کانھا البدر لیلتہ، فاعجبتہ، فسألھا، یا جاریۃ، ما ثمانیۃ واربعۃ واثنان؟ فقالت: اما ثمانیۃ فاطباء الکلبۃ، واما اربعۃ فاخلاف الناقۃ، واما اثنان فثدیا المرأۃ، فخطبھا الی ابیھا، فزوجہ ایاھا، وشرطت علیہ ان تسألہ لیلۃ بنائھا عن ثلاث

خصالٍ، فجعل لها ذلك، وعلى ان يسوق اليها مائة من الابل وعشرة اَعبُدٍ وعشر وصائف، وثلاثة افراس ففعل ذلك، ثم إنه بعث عبداً له الى المرأة، واهدى لها نِحيًا من سمنٍ، ونِحيًا من عسلٍ، وحلة من قصب فنزل العبدُ على بعض المياه، فنشر الحلة فلبسها فتعلقت بسمرة فانشقت وفتح النحيين فاطعم اهلَ الماء منهما فنقصا ثم قدم على حيّ المرأة وهم خُلوفٌ فسألها عن ابيها، وامها، واخيها، ودفع اليها هديتها فقالت له: اَعلِم مولاك أنّ ابي ذهب يُقرِّبُ بعيدًا، ويُبعِّد قريبًا، وانّ امي ذهبت تشق النفس نفسين، وان اخي ذهب يراعي الشمس، وان سماءكم انشقت وان وعاءيكم نضبا، فقدم الغلام على مولاه فاخبره فقال: اما قولها: انّ ابي ذهب يقرب بعيدًا ويبعّد قريبًا، فان اباها ذهب يحالف قومًا على قومه، واما قولها ذهبت امي تشق النفس نفسين فان امها ذهبت تقبّل امرأة نفساء، واما قولها: ذهب اخي يراعي الشمس: فان اخاها في سرحٍ له يرعاه، فهو ينتظر وجوب الشمس ليروح به، وقولها: انّ سماءكم انشقت: فان البرد الذي بعثت به انشق، واما قولها ان وعاءيكم نضبا، فان النحيين نقصا، فاصدقني، فقال يامولاي انى نزلت بماء من مياه العرب، فسألوني عن نسبي، فاخبرتهم اني ابن عمك ونشرت الحلة، فلبستها، وتجملت بها، فتعلقت بسمرة فانشقت وفتحت النحيين فاطعمت منهما اهل الماء فقال: اولى لك ثم ساق مائة من الابل، وخرج ومعه الغلام ليسقي الابل فعجز، فاعانه امرؤ القيس فرمى به الغلام في البئر وخرج حتى اتى المرأة بالابل، فاخبرهم انه زوجها، فقيل لها، قد جاء زوجك: فقالت والله ما ادري ازوجي هو ام لا، ولكن انحروا له جزورًا واطعموه من كرشها وذنبها، ففعلوا، فاكل ما اطعموه، قالت: اسقوه لبنًا حاذرًا وهو الحامض، فسقوه، فشرب، فقالت افرشوا له عند الفرث والدم ففرشوا له، فنام: فلما اصبحت ارسلت اليه: اريد ان اسالك عن ثلاث، قال: سلي عما بدا لك؟ فقالت: لم تختلج شفتاك؟ قال: من تقبيلي اياك، قالت لم تختلج فخذاك؟ قال لتوركي اياك، قالت فلم يختلج كشحاك؟ قال لالتزامي اياك! قالت عليكم العبد: فشدوا ايديكم به ففعلوا، قال: ومرّ قوم فاستخرجوا امرؤ القيس من البئر فرجع الى حيّه واستاق مائة من الابل، واقبل الى امرأته: فقيل لها: قد جاء زوجك: فقالت: والله ما ادري ازوجي هو ام لا؟ ولكن انحروا له جزورًا، واطعموه من كرشها وذنبها، ففعلوا، فلما اتوه بذلك، قال: واين الكبد والسنام والملحاء؟ فابى ان ياكل، فقالت اسقوه لبنًا حازرًا، فابى به، فابى ان يشربه وقال: اين الصريف والرثيئة؟ فقالت افرشوا له عند الفرث والدم، ففرشوا له، فابى ان ينام وقال: افرشوا لي فوق التلعة الحمراء، واضربوا عليها خباء، ثم ارسلت: هلم شريطتي عليك في المسائل الثلاث، فارسل اليها سليني عما شئت، فقالت

لِوَتختلج سُفتاكَ؟ قال: لشُربِ المشعشَعات، قالت: فلِمَ يختلج كشحاكَ؟ قال للبسِ الحِبَرات، قالت: فلِمَ يختلج فخذاكَ؟ قال: لركضِ المطهّمات، قالت: هٰذا زوجي لعمري! فعليكم بهٖ، واقتلوا العبدَ فقتلوهُ ودخل امرؤ القيس بالجارية، قال ابن هُبيرة حسبكم فلا خيرَ في الحديث في سائرِ الليلة بعد حديثك يا ابا عمرو ولن يأتينا احدٌ باعجب منه، فقمنا فانصرفنا وامر لي بجائزة

حل لغات، نبذة دیکھو ص۱۶۰ ذکاوۃ دیکھو ص۴۰ ابوالفرج اصفہانی دیکھو ص۶۸ مجالد بن سعید بن عمیر ابوعمرو الہمدانی المتوفی ۱۴۴ھ عمر بن ہبیرہ دیکھو ص۱۲۱، فسمر نا (ن) سَمَرًا، سمور آ رات میں قصہ گوئی کرنا، احدوثۃ کہانی افسانہ ج احادیث، امرأ القیس بن حجر ابن الحارث کندی صاحب معلقہ مشہورہ شعراء جاہلیہ میں سے مشہور شاعر تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے تقریبًا چالیس سال قبل گذرا ہے، عاشق مزاج ہونے کی وجہ سے اس کا لقب "ملک ضلیل" ہوگیا تھا۔ اپنی چچازاد بہن "عنیزہ" کا عاشق تھا جسکا واقعہ اپنے مشہور معلقہ " قفا نبک الخ" میں کیا ہے، تمام ادباء کا اتفاق ہے کہ شعرائے عرب میں سے کوئی امرأ القیس سے نہ بڑھ سکا "نہجۃ البلاغۃ" میں حضرت علیؓ کا قول نقل کیا ہے جس میں آپ نے امرأ القیس کو سب شعراء پر ترجیح دی ہے۔ آلیٰ اِیلاءً قسم کھانا، اَلِیَّۃ قسم ج الایا، جرف نرم پست زمین، لَتِمّۃ لام حرف جار ہے اور تم مصدر ہے بمعنی کامل ہونا، اَطْبار جمع طِبی مادہ، درندوں اور گدھی گھوڑی وغیرہ کا تھن الکلبۃ کتیا، اخلاف جمع خِلف اونٹنی کا تھن، لیلۃ بنائہا یعنی شب زفاف، وصائف جمع وصیفہ نابالغ کنیز، افراس جمع فرس گھوڑا، تجیا تھی کا برتن، قصب کتان کا نرم اور باریک کپڑا، سَمُرۃ ببول کا درخت ج اسمر، ملوف جمع خلف غائب، نضب (ن، ض) نضوبا الماءُ پانی کا نیچے اتر جانا، تعبل قبیل کی طرح کام کرنا قبیل دائی، سرح بڑھوتری کا مال، وجب الشمس غروب ہونا، لیرح شام کے وقت آنا جانا، بُرد دھاری دار کپڑا ج ابراد، برود، اولی لک یہ کلمہ ویل لک کی جگہ استعمال ہوتا ہے، جَزُور اونٹ اونٹنی ج جُزُر، کرش کرش جگالی کرنیوالے جانوروں کی اوجھ ج کروش، حازر کھٹا دودھ حزر (ک، ض) حزرا، حزورا، اللبن کھٹا ہونا ص حازر الفرث گوبر جب تک اوجھ میں رہے، تخلیج اختلاج حرکت کرنا، کشحاک، کشح پہلو ج کشوح، کبد جگر، سنام کوہان، المحار پشت کا گوشت کندھے سے سرین تک، صریف دودھ جو اگرم دودھ، رثیئۃ دہی تلعۃ بلند زمین، خباء خیمہ، المشعشعات پانی ملی ہوئی شراب، الحبرات جمع حبرۃ ایک خاص قسم کی یمنی سیاہ چادر ہے جس کو مصری عورتیں باہر جاتے وقت اوڑھتی ہیں، رکض (ن) رکضا ایڑ لگانا، المطہمات جمع مطہم موٹا تازہ (گھوڑی کی صفات میں ذکر کیا جاتا ہے) تشریح

ابوالفرج اصبہانی نے بسند متصل بواسطہ مجالد بن سعید عبدالملک بن عمیر سے حکایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جب عمر بن ہبیرہ ہمارے پاس کوفہ آیا تو اس نے اہل کوفہ کے دس سرداروں کو جنمیں سے ایک میں بھی ہوں بلایا، ہم لوگ اس کے پاس آئے، اور قصہ گوئی میں مشغول ہوگئے ابن ہبیرہ نے کہا تم میں سے ہر ایک شخص کو ایک ایک کہانی سنانی چاہیئے اور ابوعمرو تو ہی شروع کر، میں نے کہا، خدا امیر کا بھلا کرے، سچی کہانی (سناؤں) یا بے اصل؟ ابن ہبیرہ نے کہا، نہیں، بلکہ سچی کہانی، میں نے کہا، امرؤ القیس نے قسم کھائی تھی کہ میں کسی عورت سے اسوقت تک شادی نہیں کروں گا جبتک کہ میں اس سے آٹھ، چار، دو کے بارے میں سوال نہ کرلوں، چنانچہ اس نے عورتوں کو پیغام نکاح دینا شروع کیا پس جس سے بھی سوال کرتا ہے وہی کہتی ہے کہ (آٹھ چار، دو) چودہ ہوتے ہیں؛ ایک مرتبہ وہ نشیبی زمین میں کو جا رہا تھا کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو اپنی چھوٹی سی لڑکی کو لئے ہوئے تھا گویا وہ کمال حسن کیوجہ سے چودھویں کا چاند تھی امرأ القیس کو وہ لڑکی بھا گئی اور اس نے لڑکی سے آٹھ چار دو کے بارے میں سوال کیا، لڑکی نے کہا آٹھ کتیا کے تھن ہیں اور چار اونٹنی کے اور دو عورت کے پستان ہیں امرأ القیس نے اس کے باپ کو نکاح کا پیغام دیا جو اس نے قبول کرلیا اور نکاح کردیا اس لڑکی نے امرأ القیس پر یہ شرط لگائی کہ شب زفاف کو وہ اس سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریگی اسے امرأ القیس نے منظور کرلیا اور یہ بھی شرط لگائی کہ ایک سو اونٹ، دس غلام، دس کنیزیں، تین گھوڑے دینے ہوں گے امرأ القیس نے اس کو بھی منظور کرلیا اور اپنے غلام کو ایک مشک گھی ایک مشک شہد اور ایک کتان کا

جوڑا دیکر عورت کے پاس بطور ہدیہ بھیج دیا، غلام راستے میں کسی جگہ پانی پر اترا تو اس نے جوڑا کھول کر پہن لیا، وہ کہیں لیکر (کانٹے) میں اُلجھ کر پھٹ گیا، نیز غلام نے دو مشکیں کھول کر کچھ گھی اور شہد پانی والوں کو کھلا دیا جس کی وجہ سے وہ دونوں مشکیں کم ہوگئیں اس کے بعد عورت کے محلہ میں آیا تو اہل محلہ سب غائب تھے۔ غلام نے اس عورت کے ماں باپ بھائی کے متعلق دریافت کیا اور وہ ہدیہ عورت کو دے دیا عورت نے کہا: اپنے آقا کو بتا دینا کہ میرا باپ قریب کے بعید اور بعید کو قریب کرنے گیا ہے اور میری ماں ایک کو دو کرنے گئی ہے اور میرا بھائی آفتاب کی نگہبانی کرنے گیا ہے اور تمہارا آسمان پھٹ گیا ہے اور تمہارے برتن خشک ہوگئے ہیں۔ غلام نے آقا کو اطلاع کی۔ آقا نے کہا: "انی ابی ذہب یقرب ا ه" کا مطلب یہ ہے کہ اس کا باپ کسی قوم سے معاہدہ کرنے گیا ہے اور "ذہبت امی ا ه" کا مقصد یہ ہے کہ اس کی ماں ایک لفاس والی عورت کے پاس دایا ہو کر گئی ہے اور "ذہب اخی ا ه" کا منشا یہ ہے کہ اس کا بھائی اپنے مویشیوں کو چرا رہا ہے اور غروب آفتاب کا منتظر ہے تاکہ شام ہونے پر انکو گھر لے آئے اور "ان سمائکم انشقت" میں اس نے یہ بتایا ہے کہ جو چادر بھیجی تھی وہ پھٹی ہوئی ہے اور "ان وعائیکم ا ه" میں اس امر کا اظہار ہے کہ دونوں مشکیں کم دی گئی ہیں اب تو سچ بتا دے کہ ایسا ہوا ہے یا نہیں؟ غلام نے کہا: بیشک میں عرب کے ایک چشمہ پر پہنچا تھا وہاں کے باشندوں نے میرا نسب پوچھا میں نے ان سے کہہ دیا کہ میں آپکا چچازاد بھائی ہوں اور جوڑا کھول کر پہن لیا جس سے میں نے زینت حاصل کی، جوڑا کیکر میں اُلجھ کر پھٹ گیا اور میں نے مشکیں کھول کر شہد اور گھی لوگوں کو کھلا دیا، امرأ القیس نے کہا: تیرا ناس ہو، یہ تو نے کیا حرکت کی، اس کے بعد خود سو اونٹ لے کر چلا، اونٹوں کو پانی پلانے کیلئے غلام ساتھ تھا (ایک جگہ پہنچ کر پانی پلانے لگا) غلام (تنہا پانی پلانے سے) عاجز رہا تو امرأ القیس نے اس کی مدد کی (جب اس کے پاس آیا) تو غلام نے اس کو کنویں میں دھکا دیدیا اور خود اونٹ لیکر عورت کے پاس آیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ میں اسکا شوہر ہوں لوگوں نے عورت سے کہا: تیرا شوہر آگیا، عورت نے کہا: میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے یا نہیں؟ تم اسکو اونٹ ذبح کرکے اوجھ اور دم کھلاؤ، انہوں نے ایسا ہی کیا اور جو کچھ انہوں نے کھلایا غلام نے کھا لیا۔ پھر عورت نے کہا: اسکو کھٹا دودھ پلاؤ، انہوں نے کھٹا دودھ پلایا غلام نے وہ بھی پی لیا، عورت نے کہا: اس کا بستر گوبر اور خون کے پاس بچھا۔ دو انہوں نے بچھا دیا غلام وہیں سو گیا، جب صبح ہوئی تو عورت نے کہلا بھیجا کہ میں تین باتیں پوچھنا چاہتی ہوں غلام نے کہا جو چاہے سو پوچھ لے عورت نے کہا: تیرے ہونٹ کیوں حرکت کرتے ہیں؟ غلام: تیرے بوسہ کے اشتیاق میں عورت: تیری رانیں کیوں پھڑکتی ہیں؟ غلام: تیری سرین پر چڑھ بیٹھنے کیلئے، عورت: تیرے پہلو کیوں کانپتے ہیں؟ غلام: تجھے آغوش میں لینے کیلئے، عورت نے کہا: پکڑ کر اس کے ہاتھ باندھ لو، لوگوں نے اس کے ہاتھ باندھ لئے، راوی کہتا ہے کہ (کنویں پر) ایک قوم کا گذر ہوا تو اس نے امرأ القیس . . . .
کو کنویں سے نکال دیا، امرأ القیس اپنے محلہ میں پہنچا اور سو اونٹ لیکر عورت کے پاس آیا، لوگوں نے عورت سے کہا: تیرا شوہر آگیا عورت نے کہا: میں نہیں جانتی کہ وہ میرا شوہر ہے یا نہیں؟ تم اسکو بھی اونٹ ذبح کرکے اوجھ اور دم کھلاؤ، لوگوں نے ایسا ہی کیا جب اس کے پاس لیکر آئے تو امرأ القیس نے کہا: جگر، کوہان اور پشت کا گوشت کہاں ہے؟ اور اس کے کھانے سے انکار کیا، عورت نے کہا کھٹا دودھ پلاؤ سو کھٹا دودھ پیش کیا گیا، امرأ القیس نے اسکے پی لینے سے انکار کر دیا اور کہا: تازہ تازہ دوہا ہوا گرم اور دہی کہاں ہے؟ عورت نے کہا: خون اور گوبر کے قریب بستر لگا دو لوگوں نے بستر لگا دیا۔ اس نے سونے سے انکار کر دیا اور کہا کہ بلند مقام پر بستر لگا کر خیمہ نصب کر دو، عورت نے اسکے پاس اطلاع بھیجی کہ میری تین شرطیں پوری کر، امرأ القیس نے جواب دیا کہ جو چاہے سو پوچھ لے۔ عورت نے کہا: لم تختلج شفتاک؟ امرأ القیس: پانی ملی ہوئی شراب پینے کیلئے، عورت نے کہا: فلم تختلج کشحاک؟ امرأ القیس: یمنی چادر اوڑھنے کیلئے، عورت نے کہا، فلم تختلج فخذاک امرأ القیس: توانا اور فربہ گھوڑے کے ایڑ لگانے کیلئے۔ عورت نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ ہے میرا شوہر اسکا احترام کرو اور غلام کو قتل کر ڈالو پس غلام کو قتل کر دیا اور امرأ القیس لڑکی سے ہم صحبت ہوا، ابن ہبیرہ نے کہا: بس یہ قصہ کافی ہے ابو عمرو! تیرے افسانہ کے بعد پوری رات قصہ گوئی بیکار ہے اور تجھ جیسا افسانہ تو کوئی بھی نہیں سنا سکتا، پس ہم اٹھ کر واپس ہوگئے اور ابن ہبیرہ نے مجھے انعام دیا۔

العدالة الفاروقية

ف ار دق الصاف

جبلة بن الايهم اخر ملوك غسان، وكان طوله اثنى عشر شبرًا، فاذا ركب مسح الارض بقدميه ولما اراد ان يسلم كتب الى عمر ليستأذنه فى القدوم عليه، فسر بذلك، وكتب اليه ان اقدم، فلك مالنا وعليك ما علينا فخرج فى مائة فارس من عك وجفنة، فلما دنا الى المدينة البسهم ثياب الوشى المنسوجة بالذهب الاحمر والحرير الاصفر وجلل الخيل بجلال الديباج وطوقها اطواق الذهب والفضة، ولبس تاجه، وفيه قرط مارية فلم يبق فى المدينة الا من خرج اليه وفرح المسلمون بقدومه، واسلامه، ثم حضر الموسم مع عمر فبينما هو يطوف بالبيت، اذ وطئ على ازاره رجل من فزارة فحله، فالتفت اليه جبلة مغضبًا فلطمه، فهشم انفه فاستعدى عليه الفزارى عمر، فقال، ما دعاك الى ان لطمت اخاك؟ فقال نعم وطئ ازارى، ولولا حرمة هذا البيت، لاخذت الذى فيه عيناه فقال له عمر اما انت فقد اقررت، فاما ان ترضيه واما ان اقيده منك، قال: أتقيده منى؟ وهو رجل سوقة، قال: قد شملك واياه الاسلام، فما تفضله، الا بالعافية. قال قد رجوت ان اكون فى الاسلام اعز منى فى الجاهلية فقال: هو ذاك، قال، اذا اتنصر، قال: ان تنصرت ضربت عنقك، واجتمع وفد فزارة ووفد جبلة وكادت تكون فتنة، فقال جبلة انظرنى الى غد، يا امير المؤمنين! قال: ذلك اليك، فلما كان فى جنح الليل خرج فى اصحابه الى القسطنطينية، فتنصر، واعظم هرقل قدومه وسر به، واقطعه الاموال، والرباع، فلما بعث عمر رضى الله عنه رسولًا الى هرقل، يدعوه الى الاسلام، فاجاب الى المصالحة ثم قال للرسول أرأيت ابن عمك الذى اتانا راغبًا فى ديننا، يعنى جبلة، قال: لا قال: القه، ثم ائتنى وخذ الجواب فذهب، فوجد على باب جبلة من الجمع، والحجاب، والبهجة مثل ما على باب قيصر، قال: فتلطفت فى الاذن حتى دخلت عليه، فرأيت رجلا اصهب اللحية ذا اسبال وكان عهدى به اسود اللحية، فانكرته، فاذا هو قد دعا بسحالة الذهب، فذرها على لحيته حتى عاد اصهب، وهو قاعد على سرير من قوارير، فلما عرفنى، رفعنى معه على السرير، وجعل يسائلنى عن المسلمين، فقلت: قد اضعفوا اضعافا على ما تعرف، وسال عن عمر رضى الله عنه، فقلت: بخير حال، فاغتم بسلامة عمر، فانحدرت عن السرير، فقال: لم تابى الكرامة فقلت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم نهى عن هذا، قال: نعم صلى الله عليه وسلم ولكن نق قلبك من الدنس، ولا تبال علام قعدت، فطمعت فيه عند صلواته على النبى صلى الله عليه وسلم، فقلت: ويحك، ياجبلة! الا تسلم؟

وقد عرفتَ الاسلامَ، وفضلَهُ، قال: ابعدَ ما كانَ منّي؟ قلتُ: نعم قد فعل رجلٌ من فزارة اكثرَ ممّا فعلتَ ارتدّ، وضربَ اوجهَ المسلمين بالسيف، ثم اسلمَ، وقُبل منه، وخلّفته بالمدينة مُسلمًا، قال زِدني من هذا، ان كنتَ تضمن لي ان يزوّجني عمرُ ابنتَهُ، ويولّيني الامرَ من بعده، رجعتُ الى الاسلام، فضمنتُ له التزويجَ ولم اضمن الخلافةَ، فاومأ الى وصيفٍ بين يديه، فذهب مسرعًا، فاذا موائدُ الذهب قد نُصبت بصحائف الفضّة فقال لي: كُل، فقبضتُ يدَيَّ، وقلتُ: ان رسولَ الله صلّى الله عليه وسلّم نهى عن الاكل في آنية الذهب والفضة، فقال: نعم، صلّى الله عليه وسلّم ولكن نقِّ قلبك وكُل فيما احببتَ فاكل في الذهب، والفضة واكلتُ في الخَلَنْجِ، ثم جئ بطستٍ من الذهب، فغسل فيها، وغسلتُ في الصُفر، ثم اومأ الى خادم عن يمينه، فذهب مُسرعًا، فسمعتُ حسًّا، فاذا خدمٌ معهم كراسي مرصّعة بالجواهر فوُضعت، عشرة عن يمينه، وعشرة عن يساره، واذا عشرُ جوارٍ في الشعور عليهن ثيابُ الوشي مكسرات في الحُلي، فقعدن عن يمينه وقعدن مثلهن عن يساره، واذا بجاريةٍ قد خرجت كالشمس حُسنًا، وعلى رأسها تاجٌ، عليه طائرٌ وفي يدها اليمنى جامة، وفيها مسكٌ وعنبرٌ فتيتٌ، وفي يدها اليسرى جامة، فيها ماء الورد، فصفرتْ بالطائر، فوقع في جامة ماء الورد فاضطرب فيه، ثم وقع في جامة المسك فتمرّغ فيه، ثم طار، فوقع على صليبٍ في تاج جبلة، فرفرف حتى نفض ما في ريشه عليه، وضحك جبلة من شدة السرور، ثم قال للجواري اللاتي عن يمينه، بالله اضحكننا، فاندفعن يُغنّين، تخفق عيدانهن، يقلن، ؎

لله درُّ عصابةٍ نادمتُهم	يومًا بجلّق في الزمان الاوّل
يسقون من وردِ البريص عليهم	بردى يُصفّق بالرحيق السلسل
اولادُ جفنةَ حول قبر ابيهم	قبر ابن مارية الكريم المفضل
يُغشون حتّى ما تهِرّ كلابهم	لا يسألون عن السواد المُقبِل
بيضُ الوجوه نقيّةٌ احسابهم	شمُّ الانوفِ من الطراز الاوّل

فضحك، ثم قال: أتدري من قائل هذا قلتُ لا قال: حسانُ بن ثابتٍ شاعرُ رسول الله صلّى الله عليه وسلّم، ثم قال للاتي عن يساره، بالله، ابكيننا فاندفعن يبكين يُغنّين ؎

لِمن الدارُ أقفرتْ بعمانٍ	بين اعلى اليرموك والصمّانِ
ذاك مغنى لآل جفنةَ في الدهـ	ـر محلًّا لحادثات الزمان

قد اراني هناك دهرًا مكينا	عند ذي التاج مجلسي ومكاني
ثكلت امهم وقد ثكلتهم	يوم حلوا بحادث الجولان
ودنا الفصح فالولائد ينظمن	سراعًا اكلة المرجان

فبكى حتى سالت الدموع على لحيته، ثم قال لي يهذا الحسان ايضًا، ثم انشأ يقول ؎

تنصرت الاشراف من اجل لطمة	وما كان فيها لو صبرت لها ضرر
تكنفني فيها لجاج ونخوة	وبعت بها العين الصحيحة بالعور
فياليت امي لم تلدني وليتني	رجعت الى الامر الذي قال لي عمر
ويا ليتني ارعى المخاض بقفرة	وكنت اسيرًا في ربيعة او مضر
ويا ليت لي بالشام ادنى معيشة	اجالس قومي ذاهب السمع والبصر

ثم سألني عن حسان: أحي هو؟ قلت نعم، ثم امر بمال وكسوة ونوق موقورة برًا، وقال: اقرئه سلامي، وادفع له هذا، وان وجدته ميتًا، فادفعه الى اهله، وانحر الجمال على قبره، فلما قدمت على عمر، اخبرته الخبر، قال فهلا ضمنت له الامر، فاذا اسلم قضى الله علينا بحكمه، ثم بعث الى حسان فاقبل، وقد كف بصره، فلما دخل، قال يا امير المؤمنين اني وجدت ريح آل جفنة قال: نعم، هذا رجل اقبل من عنده، قال هات، يا ابن اخي اما بعث به الى معك، قلت وما علمك قال انه كريم من عصبة رجال كرام مدحتهم في الجاهلية فحلف ان لا يلقى احدًا يعرفني، الا اهدى الى معه شيئًا فدفعته اليه، واخبرته بامره في الابل فقال وددت اني كنت ميتًا فنحرت على قبري

حل لغات غسان ایک چشمہ ہے جس پر قبیلہ ازد کا ایک گروہ وارد ہوا تھا جن میں بنو جفنہ بھی ہیں۔ شبر بالشت جر اشبار عک قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولم نطلع علی قبیلۃ تسمی بہا ولعل النسخ وقع من الناسخین والصحیح عندی عکل (باللام) وعکل بالضم ابو قبیلۃ فیہم غباوۃ اسمہ عوف بن عبد مناۃ حضنتہ امۃ تدعی عکل فلقب بہ، جفنۃ یمنی قبیلہ، ثیاب الوشی نقشین کپڑے، حجل گھوڑے کو جھول پہنانا، جلال، جمع جل جھول، قرط بالی، کان کا زیور جر اقراط، قراط، ماریہ بنت ظالم بن وہب کندی جس کی بالیوں میں کبوتر کے انڈے کی برابر دو عجیب و غریب موتی یا چالیس ہزار اشرفیوں کی قیمت کا ایک جوہر تھا جو بطریق وراثت سلاطین میں منتقل ہوتا چلا آرہا تھا۔ وطی روندیا لطم (ض) لطماً تھپڑ مارنا، ہشم (ض) ہشماً توڑنا، فاستعدی استغاثہ کرنا، اقیدہ اقاد الامیر القاتل بالقتیل قصاص لینا، رجل سوقۃ بازاری، فرومایہ، اتنصر نصرانی ہو جاؤں، ہنیع رات کا کچھ حصہ، الرباع جمع ربع گھر منزل، الحجاب جمع حاجب دربان جبہۃ حسن خوبی، الصہب سفیدی سرخی مائل، صہب (س) صہباً صہبۃ۔ الشعر بالوں کا سرخ یا سفید ہونا کس الصہب، سبال جمع سبلۃ مونچھ کے بال، نحالۃ چاندی سونے کا برادہ، گیہوں جو کی بھوسی، ذر ہا (ن) ذرا بکھیرنا۔ قواریر جمع قارورۃ شراب کا برتن، شیشہ، انحدرت انحدار نیچے اترنا، لق تعقبہ سے امرکا

ہے صاف ستھرا کرنا، الدنس میل کچیل جو اُدْناس (س) دُنساً، دناسۃً میلا ہونا علام حرف جار ہے اور ما استفہامیہ اس کا الف ساقط ہوگیا وصیف خدمت گار ج وصفاء، موائد جمع مائدۃ دسترخوان، صحائف جمع صحیفۃ پیالہ، خلنج خدنگ کا معرب ہے ایک درخت ہے جس کی لکڑی بہت سخت ہوتی ہے اس سے تیر نیزہ وغیرہ تیار کیا جاتا ہے ج خلانج، طست ہاتھ دھونے کا تانبے کا برتن ج طسوت، صفر پیتل، سونا، خدم جمع خادم، کراسی جمع کرسی، مرصعۃ سونے چاندی سے جڑا ہوا۔ جوار جمع جاریۃ کنیز، شعور جمع شعر ای مستورات فی الشعور لکثرتہا، مکسرات اسم فاعل ہے کسرت المرأۃ وتحوہا النور علی کذا فلکسر آئینہ سے فلاں چیز پر روشنی پڑ گئی۔ جامۃ چاندی کا برتن ج جولم، تلیت فعیل بمعنی مفعول چورہ کیا ہوا صفرت (ض) صفراً صفوراً۔ بالفرس عند در ودہ گھوڑے کو پانی پلانے کیلئے بلانا، تمرغ لوٹ پوٹ ہونا، رفرف الطائر بجناحیہ بازو کا پھڑپھڑانا، نفض جھڑ جانا۔ تخفق خفقان سے ہے بمعنی اضطراب، عیدانہن عیدان جمع عود سارنگی۔

للّٰہ درّہ اس کی خوبی اللہ ہی کیلئے ہے۔ لا درّ درّہ "خدا کرے کہ وہ خوش حال نہو، عصابۃ مردوں، گھوڑوں پرندوں کی جماعت دس سے چالیس تک، نادمتہم علی الشراب ہم نشینی کرنا، جلق دمشق یا اطراف دمشق کے مرغزار، البریص ملک شام میں ایک جگہ ہے۔ بردی دمشق کی ایک نہر ہے۔ یصفق صفق۔ الرجل الشراب صفائی کیلئے ایک برتن سے دوسرے برتن میں کرنا، یغشون مضارع مجہول ہے غشاان، وغشی (س) غشواً، غشیاناً۔ فلاناً کسی کے پاس آنا۔ تاتہر (ض) ہریراً۔ الکلب کتے کا بھونکنا (نباح سے کم)، السواد سیاہی۔ اشخاص۔ جمع کثیر مراد ہے۔ شم الانوف ناک کے بانسہ کی بلندی والا، اشم (س، ن) شمماً۔ الانف چوٹی بلند ہونا الطراز نگار جامہ، حسان بن ثابت بن المنذر، عبد الرحمن انصاری خزرجی مشہور صحابی ہیں۔ ایام جاہلیت و اسلام دونوں میں بڑے پایہ کے شاعر سمجھے جاتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے واسطے مسجد میں منبر رکھوا دیتے تھے جس پر کھڑے ہو کر یہ حضور اکرم کے مدحیہ قصائد پڑھتے تھے، ایک بیماری کی وجہ سے ان میں شجاعت نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے کسی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے، آخر میں آپ نابینا ہو گئے تھے ۴۰ھ سے قبل اور ۵۰ھ کے بعد آپ کی وفات ہوئی ان کی اور ان کے باپ اور دادا اور پردادا سب کی عمریں تقریباً ایک سو بیس برس کی ہوئیں لمن کلمہ مَنْ استفہامیہ ہے۔ اقفرت۔ الدار گھاس پانی اور آدمی سے خالی ہونا، عمان، کغراب یمن کا ایک شہر ہے۔ الیرموق قال فی الحاشیۃ ما وجدناہ فی کتب اللغۃ الموجودۃ عندنا وظنی انہا الیرموک الصمان عالج میں ایک جگہ ہے۔ مغنی اسم ظرف ہے۔ غنی یغنی سے بمعنی اقامت کرنا، مغنی منزل، یہ سوال سابق جواب کا ہے۔ ثکلت (س) ثکلاً گم کرنا۔ ثکل موت، ہلاکی، الفصح عید، الولائد جمع ولیدۃ کنیز لجاج جھگڑا لج (س، ض) لجاً، لجاجاً سخت جھگڑا کرنا، نخوۃ تکبر قفرۃ بے آب و گیاہ بیابان ج قفار ربیعۃ، مضر دونوں قبیلہ ہیں، نوق جمع ناقۃ موقورہ بوجھ سے لدی ہوئی، عصبۃ جماعت :۔

تشریح :۔ جبلہ بن ایہم غسان کا آخری شہنشاہ ہے جس کا قد بارہ بالشت اونچا تھا۔ سواری پر ہوتا تھا تو اس کے پاؤں زمین پر لگتے تھے جب اس نے مسلمان ہونے کا ارادہ کیا تو حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضری کی اجازت چاہی آپ بہت خوش ہوئے اور لکھ دیا کہ آجاؤ جو چیز ہمارے لئے نافع ہے وہی تیرے لئے سود مند ہے اور جو چیز ہمارے لئے نقصان دہ ہے وہی تیرے لئے ضرر رساں ہے پس جبلہ ابن ایہم قبیلہ عک (عکل) اور جفنہ کے ایک سو شہسواروں کے ساتھ نکلا اور جب مدینہ کے قریب پہنچا تو اس نے شہسواروں کو سونے کے تار اور ریشم سے بنے ہوئے نقشین کپڑے اور گھوڑوں کو دیباج کی جھولیں اور سونے چاندی کے ہار پہنا دیئے اور خود بھی اس نے اپنا تاج پہن لیا جس میں ماریہ کی بالیں تھیں تمام اہل مدینہ اس کے استقبال کے لئے نکلے اور اس کی آمد سے اور اسلام قبول کرنے سے مسرور ہوئے پھر وہ اشہر حج میں ادائیگی حج کیلئے حضرت عمرؓ کے ساتھ حاضر ہوا پس وہ طواف کر رہا تھا کہ ایک فزاری کا پاؤں اس کے تہبند پر پڑ گیا جسکی وجہ سے اس کا تہبند کھل گیا جبلہ بن ایہم نے غیظ و غضب میں آکر اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ اس کی ناک ٹوٹ گئی۔ اس نے حضرت عمرؓ سے دادرسی چاہی حضرت عمرؓ نے جبلہ سے کہا، تو نے اپنے اسلامی بھائی کے طمانچہ کیوں مارا؟ جبلہ نے کہا، اس نے میرے تہبند پر پاؤں رکھا ہے اگر بیت اللہ کا احترام (پیش نظر) نہ ہوتا تو میں اس کی کھوپڑی پکڑ لیتا جس

میں اس کی آنکھیں لگی ہوئی ہیں (یعنی اس کو قتل کر دیتا) حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو نے خود ہی اقرار کر لیا، سو یا تو اس کو خوش کر ورنہ میں تجھ سے اس کا قصاص (بدلہ) لوں گا۔ اس نے کہا: کیا آپ مجھ سے اس بازاری (ذلیل) آدمی کا بدلہ لیں گے؟ آپ نے فرمایا: تم دونوں کو اسلام شامل ہے (یعنی اسلام کی رو سے دونوں برابر ہو) فضیلت صرف عاقبت (خاتمہ بالخیر) کی وجہ سے ہے جبلہ نے کہا: میرا تو یہ خیال تھا کہ جتنی میری عزت زمانہ جاہلیت یعنی کفر کی حالت میں ہے مسلمان ہونے کے بعد اس سے بھی زیادہ ہوگی۔ آپ نے فرمایا: وہ عزت یہی تو ہے، جبلہ نے کہا: تب تو میں نصرانی ہو جاؤں گا آپ نے فرمایا: اگر تو نصرانی ہو گیا تو میں تیری گردن مار دوں گا (ہوتے ہوتے بات بڑھ گئی) وفد فزارہ اور وفد جبلہ ہر دو جمع ہو گئے اور فتنہ برپا ہونے کے قریب ہو گیا جبلہ نے کہا: امیر المؤمنین! مجھے کل تک مہلت دیجئے، آپ نے فرمایا: تجھے اختیار ہے۔ پس جبلہ رات کی تاریکی میں اپنے ساتھیوں کیساتھ قسطنطنیہ چلا گیا اور نصرانی ہو گیا

گوہر پاک باید کہ شود قابل فیض ❋ ورنہ ہر سنگ و گلے لؤلؤ و مرجان نشود

شمع حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی ❋ بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی (اقبال)

شاہ ہرقل نے اس کی آمد کو بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھا اور بہت خوش ہوا یہاں تک کہ ہر قسم کے اموال اور مکانات بطور جاگیر جبلہ کے نامزد کر دیئے

جب حضرت عمرؓ نے شاہ ہرقل کے پاس اسلام کی دعوت کیلئے اپنا قاصد بھیجا تو اس نے مصالحت کے لئے کہا تم نے جبلہ بن ایہم کو دیکھا ہے جو ہمارے دین کی طرف مائل ہو کر ہمارے پاس آگیا قاصد نے کہا: نہیں،

ہرقل نے کہا: اس سے ملیئے پھر میرے پاس آیئے اور جواب لیجائیے (غالباً اس کا مقصد یہ تھا کہ جبلہ کا ٹھاٹ دیکھ کر یہ بھی نصرانیت اختیار کر لیگا) قاصد جبلہ کے پاس گیا اور جو قیصر کے دروازے پر لوگوں کا اژدہام، دربانوں کا ہجوم، غیر معمولی رونق دیکھی تھی وہی سب کر و فر جبلہ کے ہاں پایا۔ قاصد کہتا ہے کہ میں لطیف تدبیر کیساتھ اجازت طلب کر کے اس کے پاس اندر پہنچ گیا تو میں نے سرخ و سپید ڈاڑھی والا بڑی بڑی مونچھوں والا ایک شخص دیکھا میرے زمانہ میں چونکہ جبلہ سیاہ ڈاڑھی والا تھا اس لئے میں نے اس کو اجنبی جانا۔ اس نے سونے کا برادہ منگوا کر اپنی ڈاڑھی پر چھڑک لیا جس سے وہ پھر سرخ چمکدار ہو گئی وہ شیشہ کے تخت پر بیٹھا ہوا تھا مجھے دیکھتے ہی پہچان گیا اور اپنے ساتھ تخت پر بٹھا لیا اور مسلمانوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگا (کہ ان کا کیا حال ہے؟) میں نے کہا بفضلہ تعالیٰ بڑھتے ہی جا رہے ہیں تجھے تو معلوم ہی ہے پھر اس نے حضرت عمرؓ کے متعلق دریافت کیا میں نے کہا: بحمد اللہ بہت اچھے ہیں وہ حضرت عمرؓ کی عافیت سن کر غمگین ہوا میں تخت سے اتر گیا اس نے کہا اس اعزاز سے کیوں انکار کرتا ہے۔ میں نے کہا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے[۱] اس نے کہا: ٹھیک ہے صلی اللہ علیہ وسلم لیکن اپنے قلب کو گندگی سے پاک رکھ اور کس چیز پر بیٹھ رہا ہے اس کی پرواہ مت کر جب جبلہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا تو مجھے کچھ امید ہوئی میں نے کہا: جبلہ! بڑے افسوس کی بات ہے کہ تو اسلام اور اس کی خوبیاں جاننے کے بعد بھی اسلام قبول نہیں کرتا؟ اس نے کہا: کیا میں اپنی ان سب حرکتوں کے بعد بھی اسلام قبول کر سکتا ہوں؟ میں نے کہا ہاں ایک فزاری نے تو اس سے بھی زیادہ ناشائستہ حرکتیں کیں مرتد ہوا مسلمانوں کو قتل کیا پھر اسلام لایا تو اس کا اسلام قبول ہو گیا اور میں اس کو مدینہ میں مسلمان ہی چھوڑ کر آیا ہوں، اس نے کہا، اس سے زیادہ کا وعدہ کر، اگر تو اس کا ضامن ہو کہ حضرت عمرؓ میرے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی کر دیں گے اور مجھے اپنا ولیعہد بنا دیں گے تو میں دوبارہ اسلام لے آؤں گا پس میں شادی کا تو ضامن ہو گیا لیکن خلافت کا ضامن نہیں ہوا جبلہ نے اپنے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا جو اس کے سامنے کھڑا تھا وہ فوراً (کھانے کا انتظام کرنے کے لئے گیا) دیکھا تو سونے کے دسترخوانوں پر چاندی کی پلیٹیں سجے ہوئے ہیں جبلہ نے کہا، کھایئے، میں نے ہاتھ روک کر کہا، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی اور سونے کے برتنوں میں کھانے سے منع فرمایا ہے اس نے کہا ٹھیک

---

[۱] صحیح بخاری میں حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے "قال نہانا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان نشرب فی آنیۃ الذہب والفضۃ وان ناکل فیہا وعن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیہ" کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشم دیباج کے پہننے اور اس (کے فرشوں) پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے، بخاری و مسلم میں حدیث ام سلمہؓ کے الفاظ ہیں "ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یشرب فی آنیۃ الفضۃ والذہب انما یجرجر فی بطنہ نار جہنم" کہ آپ نے فرمایا جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ انڈیلتا ہے۔

ہے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم لیکن اپنے دل کو صاف رکھ اور جس برتن میں طبیعت چاہے کھا پس جبلہ نے چاندی سونے کے برتنوں میں کھایا اور میں نے (خونگ) کے برتن میں کھایا۔ پھر سونے کا طشت لایا گیا اس نے اس میں ہاتھ دھوئے اور میں نے پیتل (کے برتن) میں ہاتھ دھوئے پھر اس نے ایک خادم کی طرف اشارہ کیا جو اس کی دائیں جانب کھڑا تھا وہ فوراً چلا گیا۔ اتنے ہی میں میں نے ایک آہٹ سنی تو دفعۃً چند خادم آئے جن کے ساتھ جواہرات سے جڑی ہوئی کرسیاں تھیں پس دس کرسیاں اس کی دائیں جانب اور دس بائیں جانب بچھا دی گئیں، اس کے بعد دس کنیزیں آئیں جو (لمبے لمبے) بالوں میں چھپی ہوئی تھیں، منقش کپڑے پہنے ہوئے تھیں۔ زیورات میں لدی ہوئی تھیں۔ پس ان میں سے پانچ اس کی دائیں جانب اور پانچ بائیں جانب بیٹھ گئیں اس کے بعد ایک کنیز آئی جو آفتاب کی طرح حسین وجمیل تھی اس کے سر پر ایک تاج تھا جس میں ایک پرندہ تھا اور اس کے دائیں ہاتھ میں چاندی کا جام تھا جس میں مشک وعنبر کا چورا تھا اور بائیں ہاتھ میں بھی چاندی کا ایک جام تھا جس میں عرق گلاب تھا۔ کنیز نے پرندہ کو چھوڑ دیا وہ گلاب کے پانی والے پیالہ میں آکر پھڑپھڑایا پھر مشک والے پیالہ میں آکر لوٹ پوٹ ہوا اور وہاں سے اُڑکر جبلہ کے تاج کی صلیب پر جا بیٹھا اور اس طرح پھڑپھڑایا کہ مشک وعنبر اور عرق گلاب جو اس کے پروں پر لگا ہوا تھا وہ سب جھڑکر جبلہ کے تاج پر گرگیا۔ اور جبلہ فرطِ مسرت میں ہنسنے لگا اس کے بعد اس نے کنیزوں سے کہا جو اس کی دائیں جانب بیٹھی ہوئی تھیں کہ تم ہمیں ہنساؤ۔ کنیزوں نے سارنگی پر گانا شروع کیا۔

(۱) اللہ ہی کیلئے ہے اس جماعت کی بھلائی جسکے ساتھ میں نے گذشتہ زمانہ میں ایک روز مقام جلق میں شراب نوشی کیلئے ہم نشینی کی ہے۔
(۲) جو شخص بھی انکے پاس مقام بریص میں وارد ہوتا تھا اس کو وہ لوگ خوش گلو شراب کے ساتھ ملا ہوا بردی نہر کا پانی پلاتے تھے۔
(۳) وہ لوگ جفنہ خاندان سے ہیں جن کے باپ کی قبر کے قریب ماریہ جیسے کریم وصاحب فضل عمیم کی قبر ہے۔ (۴) انکے پاس مہمان آتے ہی رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کے کتے (مہمانوں کی کثرت آمد ورفت سے بیگانوں کے دیکھنے کے عادی ہوگئے اس لئے وہ) نہیں بھونکتے اور وہ لوگ آنے والے مہمانوں کے متعلق (ان کی کثرت کے بارے میں) کچھ نہیں پوچھتے (بلکہ ان سب کا اکرام کرتے ہیں)، (۵) وہ روشن چہرے والے، پاکیزہ نسب والے بلند ناک اپنے اسلاف کے نقش قدم پر ہیں۔

یہ اشعار سن کر جبلہ ہنستا ہوا مجھ سے کہنے لگا، جانتے ہو ان اشعار کا قائل کون ہے؟ میں نے کہا نہیں، اس نے کہا؛ شاعر دربار نبی حضرت حسانؓ، اس کے بعد جبلہ نے ان کنیزوں سے کہا جو اس کی بائیں جانب بیٹھی تھیں کہ ہم کو رلاؤ، پس انہوں نے سارنگی پر گانا شروع کیا ۔ لمن الدار اھ (۱) شہر عمان میں یہ کس کا مکان ہے جو (باشندوں سے) خالی ہے اور یرموک اور صمان کے مابین ہے (۲) یہ مکان (جس کے بارے میں تو سوال کررہا ہے) آل جفنہ کا مکان ہے جو گردش ایام کے نزول کا ٹھکانا ہو گیا ہے (۳) مدت ہوئی کہ میں اپنے آپ کو اس جگہ مکین دیکھتا تھا کہ میری نشستگاہ اور میرا مکان صاحب تاج شہنشاہ کے پاس تھا (۴) انکی مائیں ان کو روئیں اور وہ اس سے پہلے بھی رو چکی تھیں جبکہ وہ حوادث زمانہ میں مبتلا ہوئے تھے (۵) عید قریب آگئی پس نوخیز لڑکیاں مونگے والی غذا کے لگانے میں جلدی کر رہی ہیں
یہ اشعار سن کر جبلہ اتنا رویا کہ اس کے آنسو ڈاڑھی پر بہہ پڑے، پھر اس نے کہا کہ یہ اشعار بھی حضرت حسانؓ کے ہیں۔ پھر اس نے یہ اشعار پڑھنے شروع کئے ۔ تنصرت (۱) شرفا ایک طمانچہ کے سبب نصرانی ہو گئے حالانکہ اگر میں صبر کرتا تو اس میں کوئی نقصان نہ تھا

می کشید از حسرت وغم آہ سرد ❋ کانچہ من کردم دریں عالم کہ کرد

(۲) مجھے اس طمانچہ پر کبر ونخوت اور خصومت نے مجبور کیا ہے اور میں نے اسی کیوجہ سے اچھی خاصی آنکھ کو (دین اسلام کو) کانی آنکھ (نصرانیت) کے عوض فروخت کر ڈالا

عنانِ نفس بدستِ ہوا رہا کردم ✕ خلافِ عقل وخرد کردم وخطا کردم

(۳) کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور میں اس بات کی طرف لوٹ آتا جو حضرت عمرؓ نے مجھ سے کہی تھی

تہی دستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ❁ کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را۔

(۴) کاش میں جنگل میں اونٹوں کو چراتا ہوتا اور ربیعہ یا مضر کا قیدی ہوتا۔ (۵) کاش میرے لئے شام میں ادنیٰ درجہ کی معیشت ہوتی اور میں اپنی قوم کے ساتھ اندھا بہرا ہوکر بیٹھا ہوتا

کنوں بدانم و دانستنم ندارد سود ❁ چہ سود گفتن بسیار کیں چرا کردم

——— اس کے بعد جبلہ نے حضرت حسانؓ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ زندہ ہیں؟ میں نے کہا: ہاں، تو انہیں بہت سامال، لباس اور عطیئے لدی ہوئی اونٹنیوں کا حکم کیا اور کہا کہ حضرت حسانؓ کو میرا سلام کہدینا اور یہ مال انکو دیدینا اور اگر تو انکو مردہ پائے تو یہ مال انکے احباب کو دیدینا اور انکی قبر پر اونٹ ذبح کر دینا جب میں حضرت عمرؓ کے پاس واپس آیا تو میں نے پورا قصہ سنایا آپ نے فرمایا، کہ تو اس کیلئے خلافت کا کیوں ضامن بنا جب کہ اسلام لے آتا تو اللہ رب العزت کوئی نہ کوئی صورت پیدا کر دیتا۔ پھر حضرت حسانؓ کو بلایا۔ آپ تشریف لائے اسوقت آپکی بینائی ختم ہوچکی تھی حضرت حسانؓ نے داخل ہوتے ہی فرمایا: امیر المؤمنین! مجھے آل جفنہ کی بو آرہی ہے آپ نے فرمایا: ہاں یہ شخص انکے پاس آیا ہے حضرت حسانؓ نے فرمایا: لاؤ بھائی! جو کچھ انہوں نے تیرے ساتھ میرے لئے بھیجا ہے میں نے کہا: آپکو کیا علم ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ سخی آدمی ہیں سخی لوگوں کی جماعت ہے، از زمانہ جاہلیت میں میں نے انکی تعریف کی ہے پس اس نے قسم کھا رکھی ہے کہ آپکے جس جانکار سے بھی ملاقات ہوگی انکے ساتھ کچھ نہ کچھ ہدیہ بھیجوں گا پس وہ میں نے کل مال آپکو دیدیا اور اونٹوں کے متعلق جو کچھ انہوں نے کہا تھا وہ بھی بتا دیا آپ نے فرمایا مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہے کہ میں مر ہوتا اور تو میری قبر پر اونٹ ذبح کرتا۔

السيرة النبوية المحمدية

سیرت نبویہ

نسبہ صلی اللہ علیہ — آپؐ کا نسب مبارک!

اما من ابيه فهو ابن عبد الله، بن عبد المطلب، بن هاشم بن عبد مناف ابن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لؤي، بن غالب، بن فهر، بن مالك، بن النضر بن كنانة ابن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، واما من امه فهو ابن آمنة بنت وهب، بن عبد مناف، بن زهرة بن كلاب ففي كلاب يجتمع نسبه من الطرفين۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک نسب باپ کی طرف سے یوں ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان، والدہ کی طرف سے آپکا نسب یوں ہے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابن آمنہ بنت وہب بن عبد مناف ابن زہرہ بن کلاب، پس آپ کا نسب طرفین سے کلاب بن مرہ پر جا ملا ہے۔

وفاة ابيه صلی اللہ علیہ — آپؐ کے والد کی وفات

تزوج ابو عبد الله، امه آمنة، فحملت به صلى الله عليه فمات عنه وهو في بطن امه، ولم يورث مالا ولا عرضا الا خمس جمال وام ايمن وقطعة غنم۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والد (ماجد خواجہ) عبد اللہ نے (جو نہایت حسین، خوبصورت جوان، عالی ہمت اور دلیر تھے، آپ کی والدہ (ماجدہ بی بی) آمنہ سے (جو اپنے زمانہ میں قریش کی تمام عورتوں پر شرافت پدری ونجابت مادری میں فوقیت رکھتی تھیں، شادی کی اور بی بی آمنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حمل قرار پا گیا آپ کے والد خواجہ عبد اللہ (پچیس ۲۵ برس اور کئی مہینے کی عین شباب خیز عمر میں) انتقال کر گئے درانحالیکہ آپ بطن مادر ہی میں تھے (اور اس احاطہ میں مدفون ہوئے جہاں آپ کی ننہیال کے لوگ مدفون تھے) آپ نے پانچ اونٹ اور ام ایمن اور چند بکریوں کے سوا وراثت کا کوئی مال اور سامان نہیں چھوڑا۔

ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ کی ولادت باسعادت!

خوش وقت آں پدر کہ چنیں باشدش پسر ✗ شاباش ازاں صدف کہ چنیں پرورد گہر

آباء از و مکرم و ابناء از و عزیز ✗ صلوا علیہ ما طلع الشمس والقمر

وُلِدَ صلی اللہ علیہ وسلم بمکۃ المکرمۃ عامَ الفیل یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ خلت من الربیع الاول علی الاصح من الاقوال وکانت مضت علی میلاد سیدنا المسیح خمس مائۃ واحدی وسبعون سنۃ، وبینہ وبین آدم اربعۃ الاف وستمائۃ سنۃ یُروی انہ صلی اللہ علیہ وسلم کان عند ولادتہ ناظرا ببصرہ الی السماء، وما وجدت امہ ثقل حملہ صلی اللہ علیہ وسلم کما تجد الحوامل۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شہر مکہ میں ہاتھیوں والے سال پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو بقول صحیح، صبح کے وقت پیدا ہوئے، حضرت عیسیٰ مسیح پر پانچ سو اکہتر ۵۷۱ سال گذر چکے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان چار ہزار چھ سو سال کا فصل ہے، مروی ہے کہ آپ بوقت پیدائش آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے آپ کی والدہ بی بی آمنہ کو آپ کے حمل کی مطلق تکلیف نہ ہوئی (اور چھ مہینے تک یہ بھی معلوم نہ ہوا کہ آمنہ حاملہ ہے، جیسا کہ حاملہ عورتوں کو حمل کی وجہ سے تکلیف ہوا کرتی ہے)۔

رضاعتہ صلی اللہ علیہ وسلم

آنحضرت صلعم کی شیر خوارگی

کانت نساء قریش، لایُرضِعن اولادھُنّ فارضعتہ امنۃ ایاما قلائل ثم ارضعتہ ثویبۃ جاریۃ ابی لھب ثم وقع بذا الشرف الاوفر، والحظ الاکبر لحلیمۃ بنت ابی کبشۃ السعدیۃ وبلغ صلی اللہ علیہ وسلم الفطام عندھا وکانت ارضھا ذات جدب بقحط والسماء غیر ماطرۃ، والانعام ھزلی مثل اربابھا، فعادت الارض کانھا روضۃ خضراء، والصحاری القفر کانھا داماء، وطالت الزروع، وامتلأت الضروع۔

حل لغات: قلائل جمع قلیلۃ، اوفر کامل مکمل، الفطام دیکھو صفحہ ۱۶ جدب بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک زمین، ہزلی یہ غالباً ہزیب بمعنی لاغر کی جمع ہے، ناکارہ، داماء سمندر، ضروع جمع ضرع تھن۔

تشریح:۔ قریش کی عورتیں اپنی اولاد کو دودھ نہیں پلاتی تھیں (بلکہ ان کے ہاں صاحب ثروت لوگوں کے شیرخوار بچوں کو دوسری عورتیں اُجرت پر دُودھ پلاتی تھیں) اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آپکی والدہ محترمہ نے چند روز (یعنی صرف سات روز) دُودھ پلایا پھر ابولہب کی (آزاد شدہ) کنیز ثویبہ نے آپ کو (آٹھ دن) دودھ پلایا۔ بعد ازاں یہ عظیم ترین شرافت اور کامل ترین حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے پہلے سال (جب آپکی عمر شریف کم و بیش ۱ ماہ کی تھی) دایہ حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ کو نصیب ہوا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تا مدت فطام آپ ہی کے پاس رہے اس وقت مکہ کی سرزمین قحط ناک اور خشکی والی تھی بارش بالکل بند تھی مویشی اور ان کے مالک بھاگ نکلے تھے پس (آپ کی برکت سے) زمین کی یہ حالت ہوگئی کہ گویا وہ سرسبز شاداب باغ ہے اور جنگل و بیابان گویا سمندر ہے کھیتیاں بڑھ گئیں اور مویشیوں کے تھن (دُودھ سے) بھرپور ہوگئے۔

فائدہ: یہ ثویبہ وہی تھیں جنہوں نے آپکے چچا ابولہب کو آپکی پیدائش کی خوشخبری سنائی تھی اور ابولہب نے خوشی میں اُن کو اُسی وقت آزاد کر دیا تھا۔ ثویبہ ہی نے آپکے دوسرے چچا حضرت حمزہ کو دودھ پلایا تھا۔ اس کے بعد خولہ بنت منذر نے اور پھر ایک دوسری عورت نے جو قبیلہ بنی سعد میں سے تھیں اور اس کے بعد تین اور عورتوں نے آپ کو دُودھ پلایا سب کا نام عاتکہ تھا۔

شق صدرہ صلی اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شق صدر

۵ شق عن صدرہ وشق لہ البدر ✺ ومن شرط کل شرط جزاء

وفی السنۃ الرابعۃ أتاہ ملکان، فاضجعاہ فشقا صدرہ، ثم اخرجا منہ علقۃ سوداء ثم غسلاہ ثم ردّاہ کما کان فرآہ الصبیان الذین کانوا معہ، فاسرعوا الی حلیمۃ السعدیۃ، واخبروھا بما جرٰی علیہ صلی اللہ علیہ، فاسرعت الیھا صلی اللہ علیہ کان خطوۃ تقذفھا الی خطوۃ فوجدتہ صحیحًا، فردّتہ الی عبد المطلب خشیۃ علیہ من أعدائہ، ثم قدمت بعد النبوۃ، وأسلمت مع زوجھا

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے چوتھے سال (جبکہ آپ اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ بکریاں چرانے جنگل میں گئے ہوئے تھے) دو فرشتے آئے اور انہوں نے آپ کو زمین پر لٹا کر آپکے سینہ مبارک کو چاک کیا اور خون کے سیاہ لوتھڑے کو دل سے نکال کر صاف کیا (یعنی وہ سیاہ خون جو بنی آدم میں زمانہ آدم سے پشت در پشت چلا آتا ہے اور درحقیقت گناہ کی وہی اصل و بنیاد ہے نکال پھینکا، پھر آپکے دل کو معرفت و نبوت کا نور بھر کر، اس کی جگہ رکھدیا اور سینہ برابر کر دیا اور ٹانکے لگا دیئے سیون کی سیاہ دھاری آپ کی چنبر گردن سے ناف تک مُدت العمر باقی رہی) جو بچے آپکے ساتھ تھے (جن میں سے حلیمہ کا لڑکا مسرود بھی ہے) وہ یہ کیفیت دیکھ کر لرزتے، کانپتے، دوڑتے، ہانپتے، حلیمہ سعدیہ کے پاس آئے اور سارا ماجرا سنایا پس حلیمہ سعدیہ (یہ وحشت اثر خبر سُن کر اپنے شوہر حارث کو ہمراہ لے کر روتی ہوئی) آپ کی طرف روانہ ہوئیں (رنج و پریشانی کا یہ عالم تھا کہ پیر رکھتی کہیں تھیں اور پڑتا کہیں تھا (رنگ فق تھا اور زبان پر یہ الفاظ تھے" ہائے میں لٹ گئی لوگو! میری چار برس کی کمائی برباد ہوگئی، میں اب آمنہ کو کیا منہ دکھاؤں گی حلیمہ پریشان و سراسیمہ جنگل میں پہنچی) اور آپ کو (ایک ہرے بھرے درخت کے نیچے) صحیح سالم بیٹھے ہوئے پایا تو دَوڑ کر آپکو چھاتی سے لگایا اور اپنی بیقراری بیان کی آپنے تمام قصہ بیان کر کے تسلی دی۔ گو اسوقت حلیمہ کے بے چین دل کو تسکین ہوگئی

لیکن یہ خیال پیدا ہوگیا کہ اس خطرناک حالت میں اس نونہال کو اپنے پاس رکھنا نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق بنتا ہے اس لئے حلیمہ نے آپ کو آپکے دشمنوں کے خوف سے خواجہ عبد المطلب کے پاس مکہ میں پہنچا دیا (آپکے دادا عبد المطلب نے حلیمہ کو ایک ہزار اونٹنیاں اور پچاس حلل سونا حق خدمت گذاری میں بطور انعام دیکر نہایت عزت کیساتھ رخصت کیا) حلیمہ سعدیہ نبوت کے بعد حاضر خدمت ہوکر اپنے شوہر کی معیت میں مشرف باسلام ہوئیں

وفاة امه صلی اللہ علیہ وسلم

ولما بلغ صلی اللہ علیہ وسلم السادسة من عمره، زارت امه آمنة اخوالها من بنی النجار فی المدینة فلما رجعت وهو معها وبلغت الابواء (قرية بين مكة والمدينة) توفيت رونمی ذلك الى ام ايمن فخرجت اليه وقدمت به الى مكة وكانت مولاة له قد ورثها من ابيه، وضمه عبد المطلب، واحبه حبًّا شديدًا و تتابعت على قريش سنون مجدبة، فهتفت امرأة من قومه ان يستشفعوا بهذا النبی فقام عبد المطلب واعتضد به صلی اللہ علیہ وسلم ورفعه على عاتقه، فاستسقى به، فلم يلبثوا اذ مطروا وصاروا فی خصب ورفاهية عيش +

حل لغات سنون جمع سنة سال، مجدبہ قحط ناک سال، ہتفت بمعنی صاحت، اعتضد شانہ پہ لے لیا، خصب فراخ سالی، رفاہیۃ خوش عیشی وارزانی۔

تشریح

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عمر کے چھٹے سال کو پہنچے تو آپکی والدہ محترمہ اپنے قبیلہ بنی بخار کے بھائیوں سے ملاقات کیلئے مدینہ تشریف لے گئیں (اور ایک ماہ ٹھہر کر) جب واپس ہوئیں تو (راستہ میں موضع ودان کے قریب) ابواء کے مقام میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ہے انتقال ہوگیا اور وہیں مدفون ہوگئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ام ایمن لیکر مکہ پہنچیں جو آپکی لونڈی تھیں اور آپ کو ترکہ پدری میں ملی تھیں، آپ کے دادا عبد المطلب نے آپکو محبت و شفقت کیساتھ سینہ سے لگایا۔ ادھر اہل قریش لگاتار قحط سالیوں میں مبتلا تھے (اور کوئی تدبیر نہ بن پڑتی تھی) آپکی قوم کی ایک عورت نے کہا اس نبی کے ذریعہ شفاعت چاہو، چنانچہ عبد المطلب نے آپ کو کندھوں پر اٹھا کر آپ کے واسطے سے پانی طلب کیا تو فوراً بارش ہوئی اور سرسبز و شادابی فراخی عیش نصیب ہوگئی۔

وفاة عبد المطلب
عبد المطلب کا انتقال

ثم كفله ابو طالب بعد ما كفله عبد المطلب سنتين و توفی حين مضت من عمره مائة واربعون سنة

تشریح:- خواجہ عبد المطلب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو سالہ کفالت کے بعد (بی بی آمنہ سے دو سال دو ماہ دس یوم بعد جب کہ آپ کی عمر شریف آٹھ سال کی ہوئی) ایک سو چالیس سال کی عمر میں انتقال کیا اور عبد المطلب کے بعد خواجہ ابو طالب نے آپ کی کفالت کا حق ادا کیا۔

رحلته الاولى الى الشام
ملک شام کی طرف آپکا پہلا سفر

وفی الثالثة عشر تهيأ ابو طالب للخروج الى الشام فاخذ صلى الله عليه وسلم زمام ناقته، وقال: يا عم! الى من تكلنی؟ لا اب لی ولا ام، فرق له فخرج به، وتفرس فيه ابو طالب من علائم النبوة ما لم يره من

قبلُ، من اِظلال الغمامة، وخاتم النبوة، ولم يمض فی هذا السفر الا ایام قلائل، حتی عاد سریعًا الی مکة بعد ما فرغ من تجارته وقد ربح فیها ربحًا کثیرًا

حل لغات زمام مہار، نکیل۔ تکلنی وکل رض، وکلا وکولاً۔ الیہ الامر سپرد کرنا۔ تفرس فی کسی کے اندر علامت سے خیر پہچاننا۔ علائم جمع علامت، اظلال سایہ ڈالنا۔ غمامۃ بادل :۔ تشریح :۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے تیرھویں سال ابوطالب نے ملک شام کے سفر کا قصد کیا، اور مصائب سفر کے خیال سے آپ کو اپنے لڑکوں کے ساتھ مکہ میں چھوڑنا چاہا جب ابوطالب اونٹ پر سوار ہونے لگے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے زانو سے لپٹ کر رونے لگے، اور آپ نے اونٹ کی مہار پکڑ کر فرمایا: چچا! مجھے یہاں کس پر چھوڑے جاتے ہو نہ میرا باپ ہے نہ ماں۔ یہ سن کر ابوطالب کا دل بھر آیا، اور آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ ابوطالب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں (اس سفر کے اندر) بہت سی وہ علامات نبوت معلوم کیں جو اس سے پہلے نہیں دیکھی تھیں مثلاً بادل کا سایہ افگن ہونا۔ مہر نبوت کا ظاہر ہونا، احجار و اشجار کا سلام کرنا اور سربسجود ہونا وغیر ذلک۔ اس سفر میں چند ہی روز گذرے تھے کہ آپ تجارت سے فارغ ہو کر بہت جلد مکہ واپس ہو گئے اور تجارت میں غیر معمولی فائدہ ہوا۔

(**فائدہ**) اس سفر سے ابوطالب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت جلد واپس ہونے کی وجہ یہ تھی کہ جب ابوطالب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ملک شام کی طرف روانہ ہوئے تو سرحد شام پر شہر بصری کے قریب قافلہ ٹھہرا اور اسی جگہ بحیرا راہب سے ملاقات ہوئی جو ابوطالب کا دوست اور اپنے مذہب نصرانیت کا بڑا زبردست عالم تھا۔ بحیرا گرجا میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ آپ پر ابر سایہ کئے ہوئے ہے اور درختوں کی ٹہنیاں آپ پر جھکی پڑتی ہیں اس سے قبل یہ خلوت گزیں راہب کسی آئندہ و روندہ مسافر سے بات بھی نہ کرتا تھا مگر اب کی بار بحیرا نے تمام قافلہ کی دعوت کی اور کہلا بھیجا کہ اے جماعت قریش مناسب ہے کہ بچے بوڑھے، حر اور غلام تم سب ہی آؤ اور میری دعوت میں شریک ہو۔ چنانچہ سب لوگ گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بچہ ہونے کے سبب قافلہ میں درخت کے نیچے بٹھا گئے جب بحیرا نے دیکھا کہ قریش کے لوگ آگئے مگر وہ نور برکت نہیں ہے جس کی توقع میں دعوت ہوئی تھی تو دریافت کیا کہ کس کو چھوڑ آئے چنانچہ حضرت بلائے گئے اور آپ کو بحیرا نے نہایت شوق و عظمت کے ساتھ اپنی گود میں لے لیا، آپ کی پشت پر مہر نبوت دیکھی اور ابوطالب سے آپ کا نام اور بچپن وغیرہ کے کل حالات دریافت کئے اور انجیل کی بشارتوں کے بالکل موافق پاکر آپ کے نبی آخر الزماں ہونے سے ابوطالب کو مطلع کیا اور بڑے زور سے نصیحت کی کہ خبردار ابوطالب! ان کو ملک شام میں نہ لیجانا، یہودی دیکھ پائیں گے تو بری طرح سے پیش آئیں گے اور آئندہ ہر جگہ اور ہر وقت اس لڑکے کی حفاظت کرتے رہنا کیونکہ یہ اپنے ملک کا آزاد کرنیوالا اور اپنے زمانہ میں نبی ہوگا۔ چنانچہ ابوطالب نے اپنا سفر جلد ختم کیا اور سیدنا کو لے کر بعافیت مکہ واپس ہو گئے۔ (تاریخ اسلام تغیر)

رحلتُه الثانيةُ الى الشامِ ملک شام کی طرف آپ کا دوسرا سفر

وفی السنة الخامسة والعشرین خرج صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام للتجارة لما بعثته سیدتنا خدیجة الکبری بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنها وکانت من اهل ثروة من قریش، وکان معه صلی اللہ علیہ وسلم غلامها میسرةُ، فرأی منه خوارق وسمع من نسطورا الراهب شهادته بالنبوة وعاد صلی اللہ علیہ وسلم بارِبح تجارة۔

تشریح، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی عمر کے) پچیسویں سال بغرض تجارت ملک شام کی طرف روانہ ہوئے جب کہ آپ کو سیدہ خدیجۃ الکبریٰ بنت خویلد بن عبد العزی بن قصی نے (اپنے مال بطریق مضاربت برائے تجارت) بھیجا تھا کیونکہ خدیجہ آپ کی

امانت و تدین کے حالات خود بھی سن چکی تھیں اور اپنے بھتیجے خزیمہ کی زبانی آپکے ذاتی اوصاف حمیدہ پورے طور پر ان کے ذہن نشین ہوگئے تھے، سیدہ خدیجہ قوم قریش کی (ایک) مالدار (بیوہ عورت نہایت حسینہ اور عاقلہ تھیں، آپ کے ساتھ اس سفر میں) خدیجہ کا خاص غلام میسرہ (اور ایک عزیز خزیمہ بن حکیم تھا) جس نے آپکے حالات سفر اور آپکی عجیب کرامتیں دیکھیں اور نسطوری راہب سے آپ کی نبوت کی شہادت سنی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (مال تجارت میں) دوچند نفع کے ساتھ (دوپہر کے وقت مکہ) واپس ہوتے (اور خدیجہ کو ان کا مال دے کر اپنا حق جو معاملہ مقررہ میں آپ کو خدیجہ کی طرف سے دیا گیا لے کر اپنے چچا ابوطالب کے پاس آئے اور اپنی کمائی ان کے سامنے رکھ کر اس سعادت مندی کا ثبوت دیا جو ہر شریف النسل کو زیبا ہے)

التزوج بخديجة
خدیجہ سے نکاح

ولما سرد ميسرة على خديجة ما رأى من خوارق النبي صلى الله عليه وسلم ورأت بعضها، رغبت في التزوج به، فتزوجها في هذه السنة على اربعمائة دينار وهي بنت اربعين سنة (وقيل في ذلك) فولدت اولاده كلها إلا ابنه ابراهيم، ولم ينكح صلى الله عليه وسلم امرأة قبلها، ولا بعد نكاحها في حياتها حتى ماتت (وكانت وفاتها في شوال بعد بعثه بثلاث سنين)، وولدت له زينب ورقية وام كلثوم وفاطمة والقاسم والطاهر والطيب وماتوا قبل دعواه صلى الله عليه وسلم النبوة، وادركت الاناث فاسلمن وهاجرن۔

تشریح: جب میسرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام کرامتیں خدیجہ سے بیان کی اور بعض کرامتیں خود خدیجہ نے بھی اپنی آنکھ سے دیکھ لیں تو آپ کے ساتھ نکاح کرنے کی خواہش پیدا ہوگئی (اور ایک عورت نفیسہ نام کی معرفت ابوطالب کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا۔ ابوطالب کو خود بھی خیال تھا کہ آپ کا کسی شریف زادی کیساتھ نکاح کردیا جائے) چنانچہ چار سو اشرفیوں پر آپنے خدیجہ کے ساتھ نکاح کرلیا، خدیجہ کی عمر اسوقت (گو) چالیس برس (یا اس سے بھی زیادہ) کی تھی (لیکن تناسب اعضاء اور قدرتی حسن کے سبب جوان معلوم ہوتی تھیں) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم کے ماسوا (جو ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تمام اولاد انہیں کے بطن سے تولد ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے پہلے اور آپکے بعد آپکی زندگی میں کسی عورت سے نکاح نہیں کیا۔ یہاں تک کہ بی بی خدیجہ کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے تین سال بعد ماہ شوال میں انتقال ہوگیا۔ آپ کے بطن سے چار صاحبزادیاں یعنی زینب، رقیہ، ام کلثوم، فاطمہ اور تین صاحبزادے یعنی قاسم، طاہر، طیب تولد ہوئے، آپکے صاحبزادے تو آپکی دعوت نبوت سے قبل ہی انتقال کرگئے اور صاحبزادیاں مدت بلوغ کو پہنچیں تو سبھوں نے اسلام قبول کیا اور آپکے ساتھ ہجرت کی۔

(تنبیہ) عبارت مذکورہ "وكانت وفاتها في شوال بعد بعثه بثلاث سنين" میں لفظ ثلث غلط ہے کیونکہ حضرت خدیجہؓ کا سنہ وفات ۱۰ نبوی ہے جیسا کہ خود صاحب کتاب نے عنوان "موت ابی طالب و خدیجہ" کے ذیل میں لکھا ہے، نیز یہاں ماہ وفات شوال ہے اور دیگر مورخین نے ماہ وفات رمضان ذکر کیا ہے:۔ (فائدہ اولی) حضرت خدیجہؓ کے بعد جو ازواج مطہرات آپ کے نکاح میں آئیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) حضرت سودہؓ بنت ۱۰ نبوی میں نکاح ہوا اور حضرت عمرؓ کے آخر ایام خلافت میں انتقال ہوا (۲) حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ یہ حضرت صدیق اکبرؓ کی صاحبزادی تھیں سنہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کاشانۂ اقدس میں آئیں، اور رمضان المبارک ۵۷ھ میں انتقال فرمایا اور جنت

البقیع میں مدفون ہوئیں، ان کا حجرہ مبارکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی آرام گاہ ہے (۳) حضرت حفصہؓ
یہ حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھیں ۳ھ میں آپ نے نکاح فرمایا اور ۴۵ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا

(۴) حضرت زینبؓ بنت خزیمہ ۴ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ان کا انتقال ہوا (۵) حضرت ام سلمہؓ ۶۲ھ میں انتقال ہوا اور جنت البقیع آرام گاہ ہے۔ (۶) حضرت زینب بنت جحش ۲۰ھ میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا (۷) حضرت جویریہؓ۔ ماہ ربیع الاول ۵۰ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (۸) حضرت ام حبیبہؓ حضرت ابوسفیان کی صاحبزادی ہیں ۶ھ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح فرمایا اور ۴۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی (۹) حضرت میمونہؓ۔ ۵۱ھ میں مقام سرف میں انتقال ہوا اور وہیں آسودہ خواب ہیں (۱۰) حضرت صفیہؓ۔ ۵۰ھ میں انتقال ہوا (۱۱) حضرت ماریہ قبطیہؓ محرم ۱۶ھ میں وفات پائی:۔

(فائدہ ثانیہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد امجاد میں سب سے پہلے حضرت قاسم پیدا ہوئے جو چار سال کی عمر میں مکہ ہی میں فوت ہو گئے تھے، انھیں کے نام سے آپ کی کنیت "ابو القاسم" ہوئی، ان کے بعد حضرت زینبؓ تولد ہوئیں جنکے شوہر حضرت ابو العاص بن ربیع تھے، ان کے بعد حضرت عبداللہ پیدا ہوئے جنکا لقب طیب وطاہر تھا، (کتاب میں جو ان کو دو فرزند شمار کئے ہیں یہ صحیح روایت کے خلاف ہے) ان کے بعد حضرت رقیہؓ پھر ام کلثومؓ ان دونوں کے سرتاج حضرت عثمان غنیؓ تھے (حضرت رقیہؓ کے انتقال کے بعد حضرت ام کلثومؓ سے نکاح ہوا) انکے بعد حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئیں یہ کل اولاد حضرت خدیجہؓ کے بطن سے ہے، تیسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم ہیں جو ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے، صاحبزادے سب کم سنی ہی میں فوت ہو گئے تھے، ہاں لڑکیاں سب جوان ہوئیں اور ان کی شادیاں بھی ہوئیں لیکن ان سب میں سوائے حضرت فاطمہؓ کے جو سب سے چھوٹی تھیں اور کسی صاحبزادی سے نسل نہیں چلی، حضرت فاطمہؓ کے چار بچے ہوئے دو بیٹے یعنی حضرت حسنؓ و حضرت حسینؓ اور دو بیٹیاں یعنی حضرت زینبؓ اور ام کلثومؓ

بناء الكعبة

خانہ کعبہ کی تعمیر

روبحرم نہ کہ دراں خوش حریم ۞ ہست سیہ پوش نگارے مقیم
قبلۂ خوبان عرب روئے او ۞ سجدۂ شوخان عجم سوئے او

وَفِي سَنَةِ سِتٍّ وَّثَلَاثِيْنَ مِنْ مَّوْلِدِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنَتْ قُرَيْشٌ اِلْكَعْبَةَ وَتَرَاضَتْ بِهٖ، فَوَضَعَ الْحَجَرَ

تشریح:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے چھتیسویں سال قریش نے خانہ کعبہ کی از سر نو تعمیر کی اور سب نے آپ کو اس کام کیلئے بطیب خاطر پسند کیا چنانچہ آپ نے (بہ نفس نفیس) اس پتھر کو (اس جگہ) رکھدیا (جہاں پہلے رکھا ہوا تھا)

تعمیر کعبہ کی تفصیل | آپکی عمر ۳۵ سال کی تھی کہ اہل مکہ میں خانہ کعبہ کو از سر نو تعمیر کرنیکا خیال پیدا ہوا کیونکہ موجودہ خانہ کعبہ بناء ابراہیم پر غیر مسقف

قائم تھا اور اس کی دیواریں چھوٹی تھیں اور بارش کا پانی اندر آجاتا تھا اس کے علاوہ کعبہ میں نذر و نیاز کی بیش قیمت اشیاء کا کچھ حصہ خاندان بنی ملیح بن عمر کے غلام دویک نامی شخص کے پاس پایا گیا جس سے پتہ چلا کر خزانہ بیت اللہ میں چوری ہوئی جس کی حفاظت بھی آئندہ کیلئے ضروری تھی اس لئے کم و بیش ہر شخص تعمیر بیت اللہ کا خواہاں تھا انہی دنوں جدہ کے کنارے کسی بڑے تجارتی جہاز کے ٹوٹ کر تباہ ہو جانے کے سبب لکڑی اور لوہے کا سامان مفت ہاتھ لگ گیا تھا اس لئے اس خیال میں پختگی پیدا ہو گئی لیکن اس کنویں میں جس کے اندر خانہ کعبہ کی نیاز اور نذریں قبولیت کی امید پر ڈالی جاتی تھیں ایک زہریلا خوفناک اژدہا رہتا تھا جس کا معمول تھا کہ ہر روز صبح کو کنویں سے باہر نکل کر کعبہ کی دیوار پر آ بیٹھتا اور جو کوئی اس کے پاس جاتا وہ پھن اٹھاتا اور منہ پھاڑ کر اس پر حملہ آور ہوتا تھا اس لئے کسی نے خانہ کعبہ کے پاس جانے کا نام نہ لیا۔ اللہ کی شان ایک روز صبح کے وقت وہ اژدہا دیوار پر بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتہ ایک پرندہ آسمان سے اترا اور اژدہے کو اپنے سخت پنجوں میں داب کر اڑا لے گیا اس وقت مکہ کے ہر فرد و بشر کا خوف زدہ دل مطمئن تو ہوا تاہم یہ کسی کی ہمت نہ ہوتی تھی کہ محترم گھر کی دیوار پر کھڑا ہو۔ ایک بار ابو وہب بن عمر نامی ایک شخص جرأت کر کے آگے بڑھا اور بیت اللہ کا ایک پتھر اکھاڑ کر زمین پر ڈالنا چاہا مگر کامیاب نہ ہوا کیونکہ پتھر ہاتھ سے چھوٹ کر دوبارہ اپنی جگہ جا چسپاں ہوا یہ دیکھ کر رہی سہی ہمت بھی جاتی رہی چند روز اسی حالت پر گذر گئے آخر ولید بن مغیرہ جوان پھاوڑا لے کر کعبہ کی دیوار پر جا چڑھا اور سب سے پہلے رکن یمانی کے متصل پھاوڑا چلایا اور خانہ کعبہ کو شہید کرنا شروع کر دیا۔ رات بھر باشندگان مکہ اس کے منتظر رہے کہ دیکھو ولید پر کوئی آسمانی آفت نازل ہوتی ہے یا نہیں جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ ولید پھاوڑا لئے ہوئے ہنستا ہوا کعبہ کی طرف جا رہا ہے تو سب کی ہمتیں بڑھ گئیں اور سب نے مل کر بنیادوں تک خانہ کعبہ کو شہید کر دیا اس کے بعد بیت اللہ کی تعمیر شروع ہوئی اور جب وقت آیا کہ حجر اسود کو اس کی جگہ رکھا جائے تو قبائل میں پھوٹ پڑ گئی کیونکہ ہر شخص کی یہی خواہش تھی کہ یہ پاک پتھر میرے ہاتھوں اپنے مقام تک پہنچے یہاں تک کہ بنو عدی اور بنو عبد الدار نے خون سے بھرے پیالہ میں ہاتھ ڈبوئے اور قسم کھائی کہ خون بہا دیں گے مگر حجر اسود کو دوسروں کے ہاتھوں رکھتے ہوئے نہ دیکھ سکیں گے پانچ دن کے بعد مسجد حرام میں کمیٹی ہوئی اور بہتیرے رد و بدل کے بعد چند بوڑھے سرداروں نے مشورہ دیا کہ صبح ہوتے ہی سب سے پہلے جو شخص حرم شریف کے اس دروازے سے ہو کر گذرے اس کو منصف قرار دو جس کو وہ شخص کہے وہ حجر اسود رکھ دے اس پر سب نے اتفاق کیا صبح کو کس جانب سے سب سے پہلے گذرنے والے شخص سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے جن کا حکم ہونا سب نے بطیب خاطر پسند کر لیا چنانچہ آپ نے سر پنچ بن کر اس طرح فیصلہ کیا کہ ایک بڑی چادر میں حجر اسود کو رکھ لیا جائے اور ہر قبیلہ کا صاحب عزت سردار اس چادر کو تھام لے تاکہ تمام قبائل مکہ کے ہاتھوں یہ پتھر اپنی جگہ پہنچے اس عجیب خوش تدبیری پر چاروں طرف سے صدائے آفرین بلند ہوئی اور قبائل کے سرداروں نے اس طرح حجر اسود کو اس کی جگہ پہنچا دیا اس کے بعد سیدنا محمد آگے بڑھے اور بنفس نفیس اس پتھر کو چادر سے نکال کر اس جگہ رکھ دیا جس جگہ وہ پہلے رکھا ہوا تھا (تاریخ اسلام مختصراً)

ابتداءُ الوحی
آغاز وحی

ـــہ واتت علیہ اربعون فاشرقت ☼ شمس النبوۃ منہ فی رمضان

ولما تم لہ اربعون سنۃ، اُوحی الیہ بحراء "باقرأ باسم ربك" وعُلِّم الوضوءَ والصّلوٰۃ رکعتین فعاد الی خدیجۃ، واخبرھا بما جرٰی علیہ فاٰمنت بہ، وتوضّأت، وصلّت یومَ الاثنین لثانی عشر من الربیع الاول واٰمن بہ ابو بکر ــــــــ

تشریح: جب آپ کی عمر شریف چالیس سال کی ہوگئی تو غارِ حرا میں آپکے پاس وحی بھیجی گئی "اقرأ باسم ربک" اور وضو کی اور دو رکعت نماز کی تعلیم دی گئی۔ آپ خدیجہؓ کے پاس واپس آئے اور سارا ماجرا سُنایا، سیدہ خدیجہ آپ پر ایمان لے آئیں اور بارہ ربیع الاوّل کو دوشنبہ کے دن وضو کرکے نماز پڑھی اور حضرت ابوبکر صدیق بھی آپ پر ایمان لے آئے۔

خلعتِ نبوت کا تفصیلی بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابتداء ہی رحم دل انصاف پسند غریب پرور اور قوم کے ہمدرد تھے آپ کو ہر وقت اپنی قوم کا فکر رہتا تھا ہمیشہ دریائے فکر میں غرق رہتے تھے اسی وجہ سے آپ کو تنہائی سے عشق تھا اور ہر سال ماہ رمضان میں مع اہل وعیال کوہ حراء پر جاکر رہتے اور شب و روز دعاء مانگتے تھے، جب آپکی عمر شریف کا چالیسواں سال شروع ہوا تو کفر کی تاریکی کے کافور ہونے صحف سابقہ کی پیشین گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آگیا اور آپ کی قوتِ قدسیہ کے فیضان ظاہر ہونے شروع ہوگئے اور سچے خواب اور اللہ کے نورانی فرشتے نظر آنے لگے۔ ایک مرتبہ آپ حسب عادت کوہ حراء کے غار میں سوچ اور فکر کا کمل اوڑھے کسی گہرے فکر میں مستغرق بیٹھے تھے رمضان المبارک کا مہینہ تھا کہ حضرت جبرئیلؑ نے بصورت بشر سامنے آکر ریشمی کپڑے پر لکھی ہوئی سب سے پہلی وحی "اقرأ باسم ربک الذی خلق" سامنے کی اور کہا: پڑھو، آپ چونکہ اُمّی تھے اس لئے آپنے فرمایا! میں پڑھنا نہیں جانتا۔ جبرئیل نے آپ کو چھاتی سے لگایا اور معانقہ میں خوب بھینچ کر چھوڑ دیا اور کہا کہ پڑھو! آپنے پھر وہی جواب دیا اور پے در پے تین بار ایسا ہونے پر آپنے بسم اللہ کہہ کر وحیٔ ربانی کو پڑھا روح القدسؑ کے دبانے کے سبب آپکے جسم پر کپکپی پیدا ہوگئی گویا آپ کو جاڑا چڑھ آیا اسی خوف زدہ ہوکر گھر واپس آئے اور خدیجہ سے یہ کہہ کر کہ مجھے جلد کچھ اُڑھادو' لیٹ رہے۔ جب کچھ افاقہ ہُوا تو آپنے سارا قصہ بی بی خدیجہ سے بیان کیا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ کو اپنی جان کا اندیشہ ہے بی بی خدیجہ خود سمجھدار تھیں نیز اپنے بھائی ورقہ بن نوفل کی زبانی خرب کی تعبیر سُن کر اس بابرکت زمانہ کی متوقع تھیں اس لئے صورت حال سمجھ گئیں اور آپ کو تسلی دیتے ہوئے عرض کیا: آپ یتیم بچوں پر ترس کھانے بیوہ اور رانڈ عورتوں پر رحم کرنے اور ہمیشہ سچ بولنے والے ہیں، آپ کی نیک عادت آپکے پاکیزہ خصائل آپکی محمودہ صفات ہر شخص جانتا ہے، آپ کی مہمان داری' غرباء نوازی' برادر پروری ضرور اچھا اور بہتر نتیجہ دکھائے گی پس آپ ہرگز خوف نہ کریں خداوند تعالیٰ آپکا بال بھی بیکا نہ ہونے دے گا اس کے بعد بی بی خدیجہ آپکو اپنے چچازاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں اور سارا قصہ آپ سے بیان کیا چونکہ ورقہ بن نوفل مذہب یہودیت و نصرانیت کے بڑے زبردست عالم' علامات نبوت کے ماہر' اصول دین کے شناسے تھے اس لئے یہ مبارک قصہ سُنتے ہی پکار اُٹھے کہ یہ وہی ناموس جبرئیل فرشتہ ہے جو موسیٰ بن عمران کے پاس آیا جایا کرتا تھا۔ ورقہ کا یہ قول سُن کر آپکو تسلی ہوئی پس آپ اُٹھے اور کعبہ کے طواف میں جا مشغول ہوئے۔ آپ طواف کر رہے تھے کہ ورقہ بھی حرم شریف میں داخل ہوئے اور آپسے سارا قصہ آپکی زبانی سُن کر سر مُبارک پر جھک کر بوسہ دیا اور کہا کہ اے محمّد! گھبراؤ نہیں تم کو پیغمبری کا خلعت مرحمت ہوا ہے تم کو مبارک ہو بیشک تم وہی نبی ہو جن کی بشارتیں آسمانی کتابوں میں دی گئیں ہیں افسوس کہ وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ تمہاری قوم تم کو جھٹلائے گی اور مخالف و دشمن ہوکر تم کو جلاوطن کریگی اور تم کو مکہ چھوڑنا پڑے گا اگر میں اس وقت تک زندہ رہا تو دل و جان سے تمہاری مدد کی سعادت حاصل کروں گا۔ ورقہ کی حسرت دل کی دل ہی میں رہی۔ اس لئے کہ چند روز بعد ہی ان کو دُنیا چھوڑنی پڑی اور راہی دار البقاء ہوئے! ایکمرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے باہر پہاڑی وادی میں کھڑے تھے کہ جبرئیل نازل ہوئے اور وادی کی ایک جانب پاؤں مارا جس سے چشمہ نمودار ہوا روح الامینؑ نے اسمیں وضو کیا اور آپ دیکھتے رہے اسکے بعد آپنے بھی اسی طرح وضو کیا پھر جبرئیل نے نماز پڑھائی اور آپنے اقتداء کی۔ آنحضرتؐ پر سب سے پہلے عورتوں میں حضرت خدیجہ اور بالغ مردوں میں ابوبکر صدیق (جنکی عمر کم و بیش اڑتیس سال کی تھی) اور نابالغ لڑکوں میں حضرت علی بن ابی طالب اور آزاد شدہ غلاموں میں زید بن حارث مشرف باسلام ہوئے۔ (تاریخ اسلام بحذف وتغیر)

الدّعوة

دعوة اسلام

سه
نور او چوں اصل موجودات بود ❊ ذات او چوں معطی ہر ذات بود
واجب آمد دعوت ہر دو جہانش ❊ دعوت ذرات پیدا و نہانش (عطار)

وکان یدعوالناس سرًّا ثلاث سنین، الیٰ ان نزلت "فاصدع بما تؤمر" فی السنة الرابعة من نبوته فاظهر الدعوة، ولبّیٰ دعوتهٗ رجالٌ عدیدةٌ ولما سمع اهلُ مكة ما قال صلی الله علیه وسلم فی من مات علی الكفر والشرك من آبائهم واجدادهم وفی اوثانهم، اشتدّ غیظ الكفار علیه، وقالوا لابی طالب انت كبیرنا وسیّدنا فانصفهُ من ابن اخیك، ومُرهُ ان یكفّ من شتمِ الهتنا وذمِّ آبائنا فكلّمه ابوطالب: فقال: یا عمّ! ادعوهم الی كلمةٍ تدین لهم العربُ ویملكون بها العجمَ، قال ابوجهل: ماهی؟ وابیك، لنعطینك وعشرة امثالها، قال: لا اله الا الله، فنفروا، وغضبوا، فقال ابوطالب: یا ابن اخی ان قومك قد جاؤنی، وقالوا لی كذا و كذا، فابق علیّ وعلی نفسك، فظنّ صلی الله علیه انه ضعف عن نصرته، فقال: والله لا اتركُ هذا، ثم استعبر وبكیٰ، وولّیٰ، فناداهُ وقال: یا ابن اخی! افعل ما احببتَ، وقل ما شئتَ، فغضبَ العربُ حینئذ، ووثب كلُّ قبیلةٍ علیٰ من فیها من المسلمین، وعذّبوهم، وفتنوهم ———

حل لغات فاصدع صدع (ف) صَدعًا۔ الشئ اسے پھاڑنا کہ جدا نہو۔ الامر ظاہر کرنا، بالحق حق بات کو کھلم کھلا بیان کرنا۔ عدیدة گنے چنے۔ یکف دیکھو صفحہ، شتم دیکھو صفحہ، تدین دیکھو صفحہ ۶۵ ابق ابقاء سے امر حاضر ہے ابقی علیہ رحم کرنا۔ مہربانی کرنا۔ استعبر آنسو بہانا، غمگین ہونا۔

تشریح:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین سال تک خفیہ طریقے سے لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے یہاں تک کہ نبوت کے چوتھے سال یہ آیت نازل "فاصدع بما تؤمر" آپکو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے، چنانچہ آپنے (حسب حکم خداوندی) کھلم کھلا اسلام کی دعوت دی جس پر گنے چنے لوگوں نے لبیک کہا۔ جب اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے آباء واجداد کی برائی (آبد لیک نادِہم جہنم کیساتھ) اور اپنے بتوں کی برائی (انکم وما تعبدون من دون اللہ حصب جہنم کیساتھ) سُنی تو آپ پر ان کا غصہ بڑھ گیا اور (سرداران مکہ یعنی ربیعہ کے دونوں بیٹے عتبہ، شیبہ اور ابوالبختری ہشام، اسود بن مطلب، ولید بن مغیرہ، ابوجہل عاص بن وائل حجاج کے دونوں بیٹے نبیہ اور منبہ وغیرہم) سب نے ابوطالب کے پاس آکر کہا! ابوطالب! آپ ہمارے بڑے ہیں، سردار ہیں لیکن ہم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ تمہارے بھتیجے سے اپنے معبودوں، باپ داداؤں کی گالیاں سُنتے رہیں) لہٰذا آپ انکو انصاف کیساتھ کہہ دیجئے کہ (یا تو) ہمارے معبودوں کے سب وشتم اور ہمارے باپ داداؤں کی مذمت کرنے سے باز آجائیں (ورنہ ہم اپنا بدلہ لیکر دل کی سوزش رفع کرنے پر مجبور ہیں) ابوطالب نے آپ سے بات چیت کی۔ آپنے فرمایا! میں تو ان کو (صرف) ایک بات کی دعوت دے رہا ہوں (اگر یہ اسکو مان لیں تو) انکے سبب پورا عرب تابع ہو جائیگا اور سارے عجم کے مالک ہو جائیں گے، ابوجہل نے کہا: وہ کیا؟ آپکے پدر بزرگوار کی قسم (ایک نہیں تمہاری دس باتیں ماننے کو تیار ہیں) آپنے فرمایا؛ "لا الٰہ الا اللہ" پس وہ سب ناراض ہوکر چلے گئے۔ ابوطالب نے کہا: برادر زادے! تیری قوم نے مجھے

پریشان کر دیا ہے اور وہ یہ کہہ کر گئے ہیں پس تم (اس سے باز آجاؤ اور) میرے اوپر اور اپنے اوپر رحم کرو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خیال فرمایا کہ چچا میری مدد کرنے سے عاجز ہو گئے لیکن اس سے آپ کے مضبوط ارادے میں ذرا بھی جنبش نہیں آئی اور آپ نے (نہایت استقلال سے) جواب دیا کہ میں اپنا کام نہیں چھوڑ سکتا (تاہم آپ کو اپنے اس مہربان محافظ سے چھوٹنے کا افسوس ہوا جس کے کنار عاطفت میں آپ تیس برس سے کچھ اوپر گذار چکے تھے اس لئے) آپ آنسو بہانے لگے اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے اور چچا کے پاس سے اس طرح اٹھ چلے (کہ گویا یہ محبت بھری نظریں پلٹ گئیں اور یہ دینی خیالات سرسری ملاقات کو آخری ملاقات بنا چکے) ابوطالب کے قلب پر ایک چوٹ لگی اور آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زور سے پکارا اور جب آپ واپس ہوئے تو کہا، برادر زادے! جو کچھ تمہارا جی چاہے کہو اور جو دل میں آئے (بے کھٹکے) کرو، یہ سنکر اہل عرب کا غصہ اور بڑھ گیا اور ہر قبیلہ اپنے قبیلے کے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑا اور طرح طرح کی مصیبتیں ڈھانی شروع کریں (چنانچہ حضرت بلال بن رباح کو امیہ بن خلف جمحی اپنے غلاموں کے ذریعے تپتے ہوئے بالو پر آپ کے بدن پر ببول کے کانٹے چبھو کر کبھی منہ کے بل اور کبھی پیٹ کے بل لٹاتا سینہ پر بھاری جھلستا ہوا پتھر رکھدیتا چاروں طرف آگ رکھ دیتا تھا اور آپکی زبان سے بجز "احد احد" کے دوسرا کلمہ نہ نکلتا تھا عمار بن یاسر کی والدہ حضرت سمیہ مظلومہ کی پیشاب گاہ میں ابوجہل نے برچھی ماری اور حضرت سمیہ نے روح اپنے مولیٰ کے حوالے کی خباب بن الارت صہیب بن سنان رومی، عامر بن فہیرہ، عمار بن یاسر وغیرہ بھی اسی قسم کی مصیبتوں میں گرفتار تھے (رضی اللہ عنہم)

الھجرۃ الی الحبشۃ

ہجرت بسوئے حبشہ ..!

سفر کن چو جائے تو ناخوش بود ❁ کز یں جائے رفتن بداں ننگ نیست
وگر تنگ گردد ترا جائے گاہ ❁ خدائے جہاں را جہاں تنگ نیست

فلما اشتد اذاھم فی من آمن به صلی اللہ علیه وسلم ھاجر قوم الی الحبشة فی السنة الخامسة، فوجدوھا خیر دار فارسل قریش ھدایا الی النجاشی، ووشوا الیه بانھم ترکوا ما کان علیه اباؤھم ولم یدخلوا فی دینك ولا دین الیھود، فارسل الیھم النجاشی واخبرھم بما قالوا، فقال جعفر: کنا علی ما کانوا علیه، نقتل لبنات، ونطوف عراةً ونعبد حجارةً، وذکر غیرھا من الاوصاف الذمیمة، فبعث اللہ الینا رسولًا یامرنا بالمعروف، وینھانا عن الرذائل، فاتبعناہ، فاذونا، فخرجنا الی بلدك ملتجئین من اینائھم، فسمع النجاشی منه کھیعص، وبکی، وبکت اساقفته، وقال: ھذا وما جاء به موسی یخرجان من مشکوٰة واحدة وآمن به صلی اللہ علیه وسلم فلما اسلم عمر حملھم علی الظھور، فخرجوا، وامامھم عمر ینادی بکلمة التوحید، وھم اربعون رجلا مع عمر واعلن صلی اللہ علیه وسلم یوما الدعوة علی الصفا، فاجتمعوا یستمعون الیه، فشتمه اللعین ابوجھل وتبعه المشرکون بالحجارة، فھبط الملائکة یعرضون علیه ان یھلکوھم، فقال (روحی وروح ابی وامی فداہ) ما بعثت الیھم عن وجھه انی بعثت رحمة لا عن ابالھم ٭

حل لغات اذی تکلیف النجاشی اصحمہ بن الجبر بادشاہِ حبشہ مشہور مخضرمی تابعی ہیں ان کا عربی نام عطیہ تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نامہ گرامی پہنچنے پر فوراً ایمان لائے اس سے پہلے بھی اسلام کیطرف مائل اور اسلام کے بڑے طرف داروں میں سے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو "عبد صالح" کے لفظ سے یاد فرمایا ہے۔ انہوں نے بی بی ام حبیبہؓ کا نکاح حضورؐ کیساتھ کیا تھا اور مہر اور دعوت ولیمہ اپنے پاس سے کی تھی انہی کی وجہ سے ہجرت مدینہ کے قبل حبشہ مسلمانوں کی جائے پناہ تھا ان کی وفات پر حضورؐ کا غائبانہ صحابہؓ کیساتھ نماز جنازہ پڑھنا صحیحین میں مروی ہے ان کی وفات ۸ھ یا ۹ھ میں ہوئی ہے۔ دشوا (مں) وشیا۔ وشایۃ چغلوری کرنا جعفر دیکھو مقدمہ ۲۶ عُراۃ جمع عاری برہنہ رذائل جمع رذیلۃ ضد فضیلۃ، اساقفہ جمع اُسقف پیشوائے ترسیان مشکوۃ طاق چراغ داں، شَجَہ شجّاً زخمی کرنا:۔

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں پر جب کافروں کی ایذا رسانی (دن بدن) زیادہ ہوتی رہی تو کچھ لوگ (یعنی حضرت عثمانؓ مع اپنی بیوی حضرت رقیہؓ کے اور ابو حذیفہ بن عتبہ مع اپنی بیوی سہلہ بنت سہیل کے اور زبیر بن عوام وغیرہ قریب پندرہ آدمی بحکم آنحضرتؐ ماہ رجب ۵ھ نبوی میں ملک حبشہ کیطرف چلے گئے اور حبشہ کو بہتر جگہ پایا اور جب سنگدل کافروں نے دیکھا کہ مسلمانوں کو اچھی پناہ گاہ مل گئی تو قریش نے (عمرو بن عاص اور عبداللہ بن ابی کے ذریعہ شاہ حبشہ کے پاس کچھ تحفے تحائف بھیجے اور چغلخوری کی یہ لوگ اپنے آباء واجداد کے دین کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور یہ لوگ نہ آپ ہی کے دین پر اور نہ دین یہود کے متبع ہیں (بلکہ ان کا من گھڑت مذہب ہے) شاہ حبشہ کو جب سفیران قریش کی یہ درخواست موصول ہوئی تو اس نے مسلمانوں کو بلا بھیجا (مسلمان حکم کے بموجب دربار میں آموجود ہوئے) اور شاہ حبشہ نے ان کو وہ سب کچھ کہہ سنایا جو قریش نے کہا تھا پس حضرت جعفرؓ نے (سب کیطرف سے وکیل ہوکر) اس طرح تقریر فرمائی کہ اے منصف بادشاہ ہم بھی اسی جہالت (کے دریا) میں (ڈوبے ہوئے تھے جس میں یہ لوگ ڈوبے ہوئے ہیں۔ ہم بھی لڑکیوں کو زندہ درگور کرتے، برہنہ طواف کرتے اور بتوں کو پوجتے تھے، اسی طرح اور اوصاف قبیحہ کو ذکر کیا پس یکایک اللہ نے ہمارے پاس ایک رسول بھیجا جو ہم کو اچھے کاموں کا حکم کرتا ہے اور بُری باتوں سے روکتا ہے ہم نے انکی باتوں کو مان لیا تو یہ لوگ ہم کو تکلیف پہنچانے لگے پس ہم لوگ (اپنے عزیز وطن کو چھوڑ کر) آپکے ملک میں اذیتوں سے پناہ گزیں ہوکر آگئے ہیں۔ نجاشی نے یہ پُراثر تقریر سُنی تو حیران رہ گیا اور متاثر ہوکر کلام الٰہی کے سُننے کی درخواست کی

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازوں کی ❊ رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا (آتش)

حضرت جعفرؓ نے کہیٰعص کی تلاوت کی تو نجاشی اور اس کے ارکین سلطنت کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے، نجاشی نے کہا کہ یہ کلام اور وہ کلام جو حضرت موسیٰ لیکر آئے تھے دونوں ایک ہی منبع نور سے صادر ہیں اس کے بعد آپ پر ایمان لے آیا۔

پھر حضرت عمرؓ مشرف باسلام ہوئے تو آپکے کھلم کھلا کلمہ حق کی دعوت کیلئے مسلمانوں کی ہمت باندھی، چنانچہ مسلمان نکلے: آگے آگے حضرت عمرؓ تھے سب نے کلمہ توحید کی صدا بلند کی اسوقت مسلمانوں کی تعداد مع حضرت عمرؓ چالیس ۴۰ تھی۔ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر کلمہ توحید کا اعلان کیا قریش کے تمام آدمی آپ کی بات سننے کیلئے جمع ہوئے تو ابوجہل (لعین) نے آپکو زخمی کیا اور مشرکین نے بھی آپ پر پتھر برسائے تو آسمان سے فرشتے نازل ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اگر آپ فرمائیں تو ان کو ہلاک کر دیا جائے آنحضرتؐ (فداہ ابی وامی) نے چہرہ مبارک سے خون پونچھتے ہوئے فرمایا کہ میں ان کیلئے باعث رحمت بناکر بھیجا گیا ہوں نہ کہ باعث عذاب:۔

التقاطعُ فیما بین کفارِ مکۃ والمؤمنین

کفار مکہ اور مومنوں کے درمیان قطع تعلق ...! ۔۔ سوشل بائیکاٹ

فلما عزّ الاسلام، وقوی أمرہ، وعرف قریش ان لا سبیل الی محمد واصحابہ تعاھدوا بعد ما کتبوا صحیفۃ العھد ان لا ینکحوا بنی ھاشم، ولا یبایعوھم وعلقوا الصحیفۃ علی الکعبۃ فدخل ابو طالب، وبنی ابیہ، ومن معھم الشعب فاذوھم وقطعوا عنھم المارۃ من اسواق من الطعام وغیرہ فبقوا علی ھذہ الحالۃ ثلاث سنین، فسلط اللہ علی الصحیفۃ الارضۃ فاکلت کل اسم اللہ، وبقی فیھا الظلم واوحی الیہ بذلک، فاخبر بہ ابا طالب، فاخبرھم ابو طالب، فوجدوھا کذلک، فتبرأ بعضھم منہ، وخرجوا من شعبھم، ـــــــ

حل لغات تقاطع ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا۔ عزّ (ض) عزّاً، عزۃً، عزازۃً عزیز ہونا۔ قوی ہونا۔ وبنی ابیہ واؤ بمعنی مع ہے الشعب درۂ کوہ، پہاڑی کا راستہ۔ المارۃ گذرگاہ، الارضۃ دیمک جو لکڑی کھالیتی ہے:۔ **تشریح**:۔

جب دین اسلام غالب اور اس کا ہر دلعزیز معاملہ قوی ہوگیا اور قریش پر یہ بات واضح ہوگئی کہ محمد اور اس کے اصحاب کو (ان کے مشن میں) ناکام کرنے کی کوئی صورت نہیں تو (یکم محرم ؁ کو ایک بڑا جلسہ کیا جس میں) تمام سرداران قریش نے عہد کیا اور لکھ دیا کہ (بنو ہاشم کے خاندان کو برادری سے گرادیں) نہ کوئی شخص بنو ہاشم سے بیاہ شادی کرے نہ خرید و فروخت اور دستاویز کو خانہ کعبہ (کی دیوار) پر آویزاں کردیا ابو طالب اپنے کنبہ اور اپنے ہم خیال لوگوں کے ساتھ ایک تنگ پہاڑی پر جابسے (جو مکہ کے مشرقی جانب میں واقع تھی جس کا نام شعب ابی طالب ہے) کفار نے یہاں بھی تکلیفیں پہنچائیں اور ان لوگوں کا بیرونی تاجروں سے بھی غلہ خریدنا ختم کردیا۔ کامل تین سال اسی حالت میں رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس صحیفہ پر ایک دیمک کو مسلط کردیا جس نے اللہ کے تمام ناموں کو (جو اثنائے تحریر میں کسی موقعہ پر لکھے ہوئے تھے) کھالیا اور صحیفہ میں صرف ظلم (شرک، قطع رحم وغیرہ) باقی رہ گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی وحی کردی گئی تو آپ نے ابو طالب کو اسکی اطلاع کردی اور ابو طالب نے لوگوں کو بتادیا (صحیفہ منگایا گیا) تو حقیقت میں اس کو ویسا ہی پایا پس کچھ لوگ اس سے بری ہوگئے (اور آنحضرتؐ اور خاندان بنو ہاشم و بنو مطلب کے) سب لوگ گھاٹی سے نکل آئے اور مکہ میں باہمی خرید و فروخت جاری ہوگئی۔

موتُ ابی طالب وخدیجۃ

خدیجہ اور ابو طالب کا انتقال

وفی السنۃ العاشرۃ مات ابو طالب علی الکفر، ولما مضی خمسۃ اشھر، توفیت خدیجۃ رضی اللہ عنھا وھی بنت خمس وستین سنۃ، فاجتمعت علیہ مصیبتان، فلزم بیتہ ونال من قریش ما لم یکن ینال، فبلغ ابا لھب ذلک، فقال: یا محمد، امض لما اردت وما کنت صانعا، لا یصلون الیک حتی اموت، فمکث ایاما، لا یتعرض لہ فقال: ابوجھل بزعم ابن اخیک ان عبد المطلب فی النار فقال: واللہ لا برحت لک عدوا فاشتد علیہ ھو وسائر قریش، ـــــــ

تشریح:۔ نبوت کے دسویں سال (ماہ شوال میں) ابو طالب سخت بیمار ہوئے اور ستاسی سال کی عمر میں اپنے آبائی دین یعنی کفر پر دنیا سے رخصت ہوگئے (اسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف انچاس برس آٹھ مہینے گیارہ روز کا تھا) اور جب پانچ مہینے گذرے

تو بی بی خدیجہ بھی ۶۵ برس کی عمر میں وفات پاگئیں پس آنحضرتؐ پر دو مصیبتیں آپڑیں۔ اور آپ نے (غایت حزن کی وجہ سے چند روز کیلئے) گھر کو لازم کرلیا (اہلِ اسلام میں اس سال کا نام "عام الحزن" یعنی غم کا برس ہے۔ ان کے انتقال کے بعد آپ نے قریش کی وہ مصیبتیں جھیلیں جو اس سے پہلے نہ جھیلی تھیں جب ابولہب کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے (قومی حمیت کا پاس رکھتے ہوئے) کہا: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کا جو ارادہ ہو اور جو کچھ آپ کرنا چاہیں کر گزریئے میری زندگی تک آپ کے پاس کوئی نہیں پھٹک سکتا۔ چنانچہ چند روز تک اس نے کوئی تعارض نہیں کیا۔ ابوجہل نے (یہ دیکھ کر کہ ابولہب محمد کا حامی ہوگیا) کہا تیرے بھائی کا بیٹا تو عبدالمطلب کو دوزخی بتاتا ہے (یہ سن کر) ابولہب نے کہا کہ میں ہمیشہ کیلئے آپ کا جانی دشمن ہوں چنانچہ ابولہب اور سارا قریش آپ سے بیزار (اور کنارہ کش ہی نہیں بلکہ ہر وقت نئی ایذارسانی کے درپے) ہوگیا۔ (تنبیہ) مؤرخین کا اس میں اختلاف ہے کہ ابوطالب نے حضرت خدیجہؓ سے پہلے انتقال کیا یا بعد کو بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت خدیجہؓ کا ابوطالب کے ۳۵ روز بعد انتقال ہوا لیکن کثرت رائے اس جانب ہے کہ اوّل ابوطالب نے قضا کی اور تین روز بعد بی بی خدیجہ کا وصال ہوا حافظ عماد الدین بن کثیر نے یہی قول مشہور قرار دیا ہے:۔

الاسراءُ والبیعۃ

شرف معراج و واقعہ بیعت

سیمرغ فہم ہیچکس از انبیا نہ رفت ❋ آنجا کہ نو بال کرامت پریدہ
ہر یک بقدر خویش بجائے رسیدہ اند ❋ آنجا کہ جائے نیست بجائے رسیدہ

وفی الثانیۃ عشر تشرّف صلی اللہ علیہ بالاسراء الی السموات العلیٰ، وفیہا کانت بیعۃ العقبۃ الاولیٰ حیث قدم من الانصار اثنا عشر، وفی الثالثۃ عشرۃ کانت بیعۃ العقبۃ الثانیۃ فی الموسم، وکان سبعون رجلاً وامرأتان۔

تشریح:۔ نبوت کے بارہویں سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو افلاک عالیہ پر تشریف لے جانے کا شرف حاصل ہوا اور اسی سال بیعت عقبہ اولیٰ عمل میں آئی جب آپ کی خدمت میں بارہ انصاری حاضر ہوئے تھے اور ۱۳ نبوی میں بیعت عقبہ ثانیہ حج کے زمانے میں عمل میں آئی اس بیعت میں ستر مرد اور دو عورتیں تھیں:۔

واقعہ بیعت عقبہ اولیٰ ۱۱ نبوی میں عقبہ پہاڑ کے قریب مدینہ کے رہنے والے چھ خزرجی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ سے متأثر ہو کر آپس میں چپکے چپکے کہنے لگے کہ یہود کا قول پورا ہوتا نظر آتا ہے اور یہ نبی آخر الزماں معلوم ہوتے ہیں کیا اچھا ہو کہ ہم ان سے پہلے ان کا اتباع کرلیں چنانچہ وہ چھ کے چھ آپ پر ایمان لے آئے، یہ واقعہ ۶۲۰ء میں ہوا جب یہ چھ مسلمان اپنے وطن کو واپس گئے تو انہوں نے اس خبر کو کہ ملک عرب میں ایک نبی پیدا ہوئے ہیں جو بت پرستی چھڑا کر اللہ کی طرف بلاتے ہیں" اس طرح مشہور کردیا کہ چند ہی روز میں مدینہ کی گلی گلی میں مذہب اسلام کا چرچا اور آنحضرتؐ کا ذکر ہونے لگا۔ دوسرے سال یہ لوگ یثرب کی چھ مشہور قوموں کی طرف سے چھ آدمی اپنے ساتھ لے کر پھر مکہ میں آئے اور جس جگہ وہ پہلے چھ آدمی ایمان لائے تھے یہ چھ بھی داخل اسلام اور آپ کے

دست مبارک پر بیعت ہوگئے اس بیعت کا نام بیعت عقبہ اولیٰ ہے ان لوگوں نے اس بیعت میں جو اقرار کیا تھا وہ یہ ہے کہ ہم لوگ کسی کو خدا کا شریک نہ بنائیں گے، چوری، زناکاری، اولاد کے قتل سے باز آئیں گے کسی کی چغلی اور شکایت نہ کریں گے اور آپ کی ہر بات کو مانیں گے اور خوشی وغم میں آپکے شریک حال رہیں گے۔ ان بارہ جاں نثار ان اسلام مدنی صحابہ کے نام یہ ہیں۔ اسعدؓ بن زرارہ، حارث بن رفاعہ کے دونوں بیٹے عوفؓ ومعاذؓ، رافعؓ بن مالک (قبیلہ بنی زریق میں سے)، ذکوانؓ بن عبدقیس (بنی عوف بن خزرج میں سے) عبادہؓ بن الصامت، ابوعبدالرحمٰن یزید بن ثعلبہ (بنی سالم میں سے) عباسؓ بن عبادہ، عقبہؓ بن عامر، قطبہ بن عامر اور قبیلہ بنی اوس میں ابوالہیثم یعنی مالکؓ بن تیہان اور عویمؓ بن ساعدہ۔

بیعت عقبہ ثانیہ کا واقعہ چونکہ حضرت مصعب بن عمیر قبیلہ بنو عبدالاشہل کو مذہب کی تعلیم دینے اور اسلام کی مدح سرائی میں شب و روز مصروف تھے اس لئے مسلمانان مدینہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غائبانہ عاشق اور شرف زیارت کے مشتاق تھے چنانچہ ۱۳ نبوی مطابق ۶۲۲ء نبوی کے شروع ماہ ذی الحجہ میں ستر (یا بہتر) مرد اور دو عورتیں کل بہتر یا پچھتر مسلمان یثرب بت پرست قوموں کیساتھ جو قدیم رسم کے مطابق حج کیلئے آرہی تھیں مکہ میں آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس خفیہ پیغام بھیجا کہ ہم جاں نثار خدام کو شب کے آخری حصہ میں قدم بوسی کی عزت بخشئے اور جہاں ہمارے سابق الاسلام بھائی قول و قرار کر چکے ہیں ہمکو بھی بیعت کر لیجئے، آنحضرتؐ اپنے چچا عباسؓ کیساتھ جو اسوقت مسلمان نہیں ہوئے تھے وسط ایام تشریق میں تہائی رات گذرنے کے بعد عقبہ پہاڑی پر تشریف لائے وہ لوگ بھی اپنی بت پرست قوم سے چھپ کر اسی جگہ پہنچ گئے۔ آنحضرتؐ نے اول ان کو محاسن اسلام سمجھائے، کلام مجید کی چند آیتیں سنائیں اسکے بعد فرمایا: اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور جو میں کہوں اس کو سنو اور مانو۔ رنج، خوشی، افلاس، تونگری ہر حال میں میری اطاعت کرو اللہ واسطے خرچ کرو الخ آپکے یہ نصیحت آمیز کلمات سن کر سب سے پہلے سید الانصار حضرت براء بن معرور خزرجی نے ہاتھ بڑھایا اور کہا یا رسول اللہ ہم کو سب منظور ہے دست مبارک بڑھایئے اور بیعت کر لیجیئے۔ اس کے بعد ہر ایک نے نہایت خوشی سے آپکا ہاتھ مانگا اور بڑی تحمل سے اس پر بیعت کی اور عقبہ کا دوسرا معاہدہ اس طور پر ختم ہو گیا (تاریخ اسلام بتغیر)

الھجرۃ
ہجرت

ــہ زشوق وصل می نالم وگر دستم دہد روزے ❁ زبیم ہجر می گریم کہ ناگہ در کمیں باشد
ہجرتی الکل فیک حتی صح لی الاتصال ❁ ہجر ماسوی باید طلب کردن وصال

وفی الرابعۃ عشر اراد ابو بکر الخروج نحو الحبشۃ لشدۃ ایذائہم حتی اذا بلغ برک الغماد لقی ابن الدغنۃ سید القارۃ فقال این ترید! قال اخرجنی قومی، قال: مثلک لا یخرج، انک تکسب المعدوم. فانا لک جار، ارجع. فاعبد ربک ببلدک

فرجع فطاف ابن الدغنۃ فی اشراف قریش طلباً للامان لہ. فاشترطوا ان لا یستعلن بالقران. فانا نخاف فتنۃ نسائنا وابنائنا فابتنی ابو بکر مسجداً بفناء دارہ

وكان يقرأ، فيجتمع عليه نساؤهم وصبيانهم يعجبون منه، وكان بكّاءً اذا قرأ، فأفزع اشرافَ قريش، فقالوا لابن الدغنة: انّ ابا بكر خالف شرطه فمره ان يمضي عليه او يردّ اليك ذمّتك، فبلغه ابنُ الدغنة قولهم، فقال ابو بكر: اردُّ اليك جوارك، وارضى بجوار الله فتجهّز قبل المدينة فقال صلى الله عليه وسلم على رسلك فاني ارجو الإذن فحبس نفسه وعلف راحلتين اربعةَ اشهر، فلما رأت قريش انه صارت له شيعةٌ واصحابٌ بغير بلدهم واصابوا منعةً، حذروا خروجه، وعرفوا عزمَهُ اللحوقَ بهم، فاجتمعوا في دار الندوة يتشاورون في امره، واجتمع ابليسُ في صورة شيخ نجديّ معهم، فقال بعضُ منهم قد صار من امره ماصار وانا لا نأمنه الآن يثب علينا بمن قد تبعه، فاحبسوه في الحديد وتربّصوا موتَه فقال الشيخُ النجديُّ: ماهذا برأي، فانكم ان حبستموه يثبُ اصحابُهُ وينتزعون من ايديكم، فقيل: نخرجه من بلدنا، وننفيه منه، فقال النجديُّ: الم تروا حُسنَ حديثِه وغلبتِه به على القلوب فان نفيتم يحلُّ على حيّ من احياء العرب، ثم يسير به عليكم حتى يطأكم، فقال ابو جهل: نأخذُ من كل قبيلةٍ رجلاً فيقتلونه ضربةَ رجلٍ واحدٍ فيتفرّق دمُهُ في القبائل كلها فلم يقدر بنو عبد مناف على حرب قومهم جميعًا، فقال النجديُّ: القولُ ماقال هذا، فأوحى اليه ان لا يبيتَ الليلةَ على فراشه، فقال لعليّ: نَمْ على فراشي، واتّشح ببردتي، فاجتمعوا على بابه بالعتمة، فخرجَ صلى الله عليه وسلم واخذ بحفنةٍ من ترابٍ ونثر على رؤسهم وهو يقرأ يٰسٓ (الى) وجعلنا من بين ايديهم، وانصرف حتى لحق بالغار، ولم يشعروا، حتى أتاهم آتٍ وقال: ما تنتظرون، فانّ محمدًا قد خرجَ، وانطلق، فاطّلعوا فرأوا عليًّا على فراشه فقالوا: هذا محمدٌ نائم، فلم يبرحوا كذلك حتى اصبحوا، فقام عليٌّ عن الفراش، فضربوه، وحبسوه ساعةً ثم تركوه، واقتصّوا اثره، وكان ذلك الخروجُ ليلةَ الاثنين لاربع خلونَ من الربيع الاول ولحقا النبيُّ صلى الله عليه وسلم وابو بكر بالغار، فلحقهما الكفارُ، ورأوا نسجَ العنكبوت وبيضَ الحمامةِ على فم الغار، فانصرفوا فكانا فيه ثلاثةَ ايام حتى سكنَ الناسُ ثم قدموا الى المدينة، فتلقاه الناسُ وتنازعوا فيمن ينزل عليه، فقال انزلُ الليلةَ على بني النجار اخوال بني عبد المطلب لاكرِمهم به،

فلما اصبح رکب ناقته، وارخی لها الزمام فجعلت لا تمر بدار من دور الانصار الا قالوا: هلم یا رسول اللہ! الی العدد والعدد فیقول خلوا زمامها فانها مامورة حتی انتهی الی موضع مسجد الیوم، فبرکت علی بابه، وهو یومئذ مربد لغلامین فلم ینزل عنها النبی صلی اللہ علیه وسلم، فوثبت، فسارت، غیر بعید، ثم التفتت خلفها، ثم رجعت الی مبرکها الاول، فبرکت فیه، ووضعت جرانها، فنزل صلی اللہ علیه وسلم فاحتمل ابو ایوب رحله، فوضعه فی بیته، فاقام عند ابی ایوب حتی ابتاع المربد فبنی مسجدًا ومساکنه فاقام فی المدینة احدی عشر شهرًا متهیئًا للحرب

حل لغات برک الغماد یمن میں ایک جگہ ہے۔ القارة ایک قبیلہ تھا جس کے تمام لوگ تیرانداز تھے۔ تکسب المعدوم، کسبت (ض) مالًا واکسبته مالًا مال حاصل کرنا۔ کمائی کرنے میں اعانت کرنا۔ انا لک اے انا کفیل لحفظک، بکار کثیر البکاء۔ علی رسلک آہستہ وباوقار رہ، علفت (ض) علفًا۔ الدابة جانور کو چارہ دینا۔ شیعة پیرو، مددگار ج شیع، منعة عزت، قوت، شوکت، دار الندوہ مکہ میں قصی بن کلاب کا مشہور مکان تھا جہاں کفار مشورے کیا کرتے تھے۔ تربصوا تربص انتظار کرنا۔ ننفیه نفیا جلا وطن کرنا۔ حی قبیلہ ج احیاء یطا کم وطأ روندنا۔ الوشح وشاح ہر وہ چیز جس سے زینت حاصل کیجائے، بردة چادر، العتمة رات کی پہلی تہائی۔ خفنة لب بھر اقتفوا اثرہ نشان قدم پر چلنا۔ نسج بمعنی نسیج بنا ہوا۔ عنکبوت مکڑی، بیض جمع بیضة انڈا، ارخی اونٹنی کی مہار کو ڈھیلا چھوڑنا، دور جمع دار گھر، برکت (ن) بروکًا۔ البعیر بیٹھنا۔ مربد اونٹ وغیرہ کا باڑہ، جران اونٹ کی گردن کا اگلا حصہ ج جرن، اجرنة۔

تشریح: ۵ ۱ نبوی میں حضرت ابوبکرؓ نے کافروں کی سختیوں کیوجہ سے حبشہ کیجانب بغرض ہجرت، رخ کیا یہاں تک کہ جب (مکہ سے پانچ میل کی مسافت طے کر کے) مقام برک الغماد پہنچے تو قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ (حارث بن زید) سے ملاقات ہوئی (جو آپ کا پرانا دوست تھا) اس نے کہا، دوست! کہاں کا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا: میری بے رحم برادری نے مجھے نکال دیا۔ ابن الدغنہ نے کہا: آپ جیسا آدمی تو کبھی بھی نہیں نکالا جا سکتا کیونکہ آپ ناداروں کی خبر گیری کرتے ہیں اور ان کو ہر ضرورت کی چیز دیتے ہیں آپ واپس چلئے میں آپکی حفاظت کا ضامن ہوں آپ اپنے رب کی عبادت اپنے شہر میں کیجئے، حضرت ابوبکرؓ مکہ واپس آگئے پس ابن الدغنہ نے اشراف قریش میں حضرت ابوبکرؓ کیلئے امان حاصل کرنے کی غرض سے گشت کی (اور اعلان کر دیا کہ ابوبکرؓ میری پناہ میں ہیں) کفار قریش نے ابن الدغنہ کے امن کا انکار تو نہ کیا مگر یہ شرط لگائی کہ ابوبکر بلند آواز سے قرآن نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں قرآن پر مائل نہ ہو جائیں حضرت ابوبکرؓ نے اپنے صحن خانہ میں ایک مختصر سی مسجد بنالی (جہاں آپ نماز پڑھتے اور خوش الحانی اور ولولہ وجوش کے ساتھ) قرآن پاک کی تلاوت کرتے تھے، جس کی وجہ سے قریش کی عورتیں اور بچے آپکے پاس جمع ہو جاتے اور آپکی تلاوت پر فریفتہ ہو جاتے تھے، حضرت ابوبکرؓ تلاوت کرتے وقت (بعض آیات پر پہنچتے تو اللہ کے عذاب کے خوف سے لرز اٹھتے اور) زور زور سے رو پڑتے تھے کفار قریش اس سے گھبرا گئے اور ابن الدغنہ سے شکایت کی کہ ابوبکر شرط کے خلاف کر رہے ہیں آپ کہہ دیں تو وہ اپنی شرط پر رہیں یا آپ کا ذمہ واپس کر دیں، ابن الدغنہ نے قریش کی یہ گفتگو آپ تک پہنچائی آپ نے فرمایا: میں تمہارا ذمہ تم کو واپس کرتا ہوں اور اللہ کا جوار پسند کرتا ہوں پھر آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت کا قصد کیا، حضورؐ نے فرمایا، توقف کرو کیا عجب ہے کہ اللہ مجھے بھی اجازت دیدے۔

مشتاب ساربان کہ مرا پائے در گلست ❁ در گرد نم ز حلقۂ زلفش سلاسلست
تعجیل می کنی تو و پا یم نمی رود ❁ بیروں شدن ز منزل اصحاب مشکلست

چنانچہ ابوبکرؓ رک گئے اور دو اونٹوں کو (خرید کر اس نیت سے کہ یہ سفر ہجرت میں میرے اور رسول اللہ کے کام آئیں گے) کھلانا پلانا اور تیار کرنا شروع کر دیا۔ جب کفار قریش نے دیکھا کہ

دوسرے شہر میں ان کا اچھا خاصا گروہ ہو گیا اور کچھ لوگ ان کے ہمنوا اور ہمدرد ہو گئے نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یثرب چلے جانے کے ارادہ کا بھی ان کو علم ہو گیا تو اندیشہ کرنے لگے اور دار الندوہ میں (قوم کے کل سردار عتبہؓ، شیبہؓ، ابوسفیان، ابوجہل، جبیبؓ ابن مطعم، طعیمہؓ بن عدی، حارثؓ بن عامر، نضر بن حارث، ربیعہؓ بن اسود، حکیم بن حزام، امیہؓ بن خلف، ہشام بن عمرو، ابوالبختری ابن ہشام، نبیہ منبہ وغیرہم) جمع ہو کر مشورے کرنے لگے اور ابلیس ملعون بھی شیخ نجدی کی صورت میں ان کی مجلس میں آ شریک ہوا۔ گفتگو شروع ہوئی تو قوم میں سے ایک شخص نے کہا (جس کا نام ابوالبختری ہے) کہ محمد کا پادر تو حد سے بڑھ گیا اور ہم اس سے بے خوف نہیں کہ وہ کسی وقت اپنے ہم خیالوں کے ساتھ ہم پر حملہ آور ہو جائے اس لئے اس کو لوہے میں جکڑ کر قید خانہ میں ڈال دو اور اس کی موت کے منتظر رہو، نجدی بوڑھا بولا کہ یہ رائے ٹھیک نہیں کیونکہ اگر تم اس کو قید خانہ میں ڈالو گے تو اس کے ساتھی تمہارے ہاتھوں سے چھڑا لیں گے ہشام بن عمرو نے کہا، اس کو جلا وطن کر دیں۔ نجدی بوڑھے نے کہا، کیا تم اس کی شیریں زبانی اور اس کے ذریعہ لوگوں کے قلوب پر غلبہ پانا نہیں دیکھتے؟ اگر تم اس کو جلا وطن کر دو گے تو وہ یقیناً عرب کے کسی نہ کسی قبیلہ کے پاس جا رہے گا اور پھر وہ انکے ساتھ تم پر ایسی چڑھائی کرے گا کہ تم کو پیس کر رکھ دے گا، ابوجہل بولا: ہم ایسا کریں کہ ہر قبیلہ سے ایک ایک نوجوان منتخب کریں اور وہ سب مل کر قتل کر دیں اس صورت میں اسکا خون سب قبیلوں میں متفرق ہو جائیگا اور بنو عبد مناف سب قبیلوں کے مقابلہ نہ کر سکیں گے، نجدی بوڑھا بولا کہ بات تو یہ ہے پس یہ منصوبہ پختہ ہو گیا، آپکو وحی کر دی گئی کہ آپ کا اپنے بستر پر رات گذارنا مناسب نہیں، آپنے حضرت علیؓ سے کہا کہ تم میری سبز چادر اوڑھ کر میرے بستر پر سو جاؤ، کافر شام ہی سے دروازے پر آ جمع ہوئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورہ یسین کی شروع کی آیتیں وجعلنا من بین ایدیہم سے فہم لا یبصرون تک پڑھتے ہوئے ایک مٹھی خاک انکے سروں پر پھینک کر دشمنوں کے بیچ سے نکل گئے اور راتوں رات ثور پہاڑ کے غار پر جا پہنچے اور کسی نے آپکو نہ پہچانا یہاں تک کہ ایک آنے والے نے ان کے پاس آ کر کہا کس کا انتظار کر رہے ہو؟ محمد تو نکل کر جا بھی چکے! (یہ کہنے والا بھی ابلیس بصورت انسان تھا) کفار قریش بستر کی جانب متوجہ ہوئے حضرت علی کو بستر پر پایا تو سمجھے کہ یہ محمد ہی ہیں اس لئے صبح تک وہیں کھڑے رہے۔ صبح ہونے پر حضرت علی بستر سے اٹھے تو کافروں نے تھوڑی دیر آپکو نظر بند رکھا اور کچھ مار پیٹائی بھی کی اس کے بعد چھوڑ دیا اور آنحضرت کے پیر کی کھوج لیتے ہوئے غار پر آ پہنچے مگر آنحضرت اور ابوبکرؓ پر کسی کی نگاہ نہ پڑ سکی کیونکہ غار کے منہ پر مکڑی کے جالے کا تانا اور کبوتروں کے انڈے دیکھ کر واپس ہو گئے،

؎ شد دو سہ تارے کہ عنکبوت تنید ❁ بر در آں غار پردہ دار محمد

آنحضرت اور ابوبکر صدیقؓ تین دن تک اسی غار میں رہے یہاں تک کہ لوگ ٹھنڈے پڑ گئے پس آپ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے آپکا استقبال کیا اور اس سلسلے میں کہ آپ کس کے ہاں نزول فرمائیں باہمی اختلاف کرنے لگے،

آپنے فرمایا کہ میں آج رات بنی نجار کے ہاں رہوں گا (کیونکہ بنی نجار سے آپکو ننھیال کا تعلق تھا اس لئے کہ ہاشم بن عبد مناف کی بیوی یعنی حضرتؐ کے دادا عبدالمطلب کی ماں سلمٰی بنت عمرو اسی قبیلے سے تھیں) صبح ہونے پر آپ اونٹنی پر سوار ہوئے اور اس کی باگ ڈھیلی کر دی، اونٹنی انصار کے گھر کے سامنے ہو کر گذرتی تو یہی آواز دیتے کہ یا رسول اللہ! ہر قسم کے ساز و سامان سے بھرپور اور کثیر الافراد غریب خانہ

کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشنے آپ یہی فرماتے کہ اسکی باگ چھوڑ دو کیونکہ یہ مامور ہے پس چلتے چلتے عین اسی جگہ جہاں اب مسجد نبوی کا دروازہ ہے اونٹنی بیٹھ گئی، یہ قطعہ ارض (در حقیقت اسعد بن زرارہ کے) دو یتیم غلاموں (رافع بن عمرو کے بیٹوں سہل و سہیل) کا مربد تھا آنحضرت باختیار خود اونٹنی سے نہ اترے اونٹنی اس جگہ سے اٹھی اور چند قدم چل کر پھر اسی جگہ واپس آگئی اور گردن ڈال کر بیٹھ گئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اتر گئے تو حضرت ابو ایوب انصاری کجاوہ اتار اپنے گھر لے گئے اور حضرت ابو ایوبؓ کے ہاں اقامت فرمائی اور مربد کو دس دینار کے عوض میں خرید کر مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی اور گیارہ مہینے مدینہ کے قیام کے دوران لڑائی کی تیاری کرتے رہے

الغزوات والسرايا

غزوات اور سریئے

ایسی کوئی دنیا نہیں افلاک کے نیچے ❊ بے معرکہ ہاتھ آئے جہاں تختِ جم و کے (اقبال)

وفى اقامته فى المدينة وقعت غزوات وسرايا عديدة منها غزوة بدر الكبرى صبيحة سبعة عشر من رمضان وذلك انه سمع بابى سفيان مقبلا من الشام بعيرٍ فيها اموالهم، فندب المسلمين اليها، فخف بعض، وثقل اخرون ظنوا انه لا يلقى حربا، ولما سمع ابو سفيان بخروجه ارسل الى مكة، ليستنفرهم الى اموالهم فخرجوا مسرعين، ونزل وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّائِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ فخرج يوم السبت لاثنى عشر من رمضان واستخلف على المدينة عمرو بن ام مكتوم وكان الابل معه سبعين، والخيل فرسين، والدروع ستة، والسيف ثمانية والمسلمون ثلثمائة وثلث عشرة (من المهاجرين سبعة وسبعون، ومن الانصار مائتان وستة وثلثون)، والمشركون تسعمائة وخمسون مقاتلا وكان خيلهم مائة فدخل صلى الله عليه وسلم مع الصديق العريش، واستنصر ربه، فبشره ربه بالوحى فخرج وحرّض على القتال، واخذ حفنة من الحصباء فاستقبل بها قريشا وقال شاهت الوجوه، وقال شدوا فانهزموا، فقتل منهم سبعون، واسر سبعون واستشهد من الانصار ثمانية ومن غيرهم خمسة

حل لغات غزوات جمع غزوة وہ لڑائی جس میں حضورؐ نے شرکت فرمائی ہو، سرایا جمع سریۃ دستہ فوج، بعیر بار حرف جار ہے اور عیر قبیلہ کا قافلہ، پھر سارے قافلوں پر بولا جانے لگا۔ ندب (ن) ندبا۔ الی الامر بلانا۔ عمرو بن ام مکتوم قریشی جلیل القدر صحابی ہیں بی بی خدیجہؓ کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض عبداللہ کہتے ہیں اور بعض عمرو باپ کے نام میں بھی اختلاف ہے حافظ ابن حجر نے زیادہ صحیح عمرو بن قیس کہا ہے، ام مکتوم انکی ماں کی کنیت ہے حضورؐ نے تیرہ غزوات میں ان کو مدینہ میں اپنا قائم مقام مقرر کیا ہے، انہیں کی وجہ سے سورہ عبس نازل ہوئی تھی، قادسیہ کی لڑائی میں عمرؓ کے زمانہ میں شہید ہو گئے یا اس کے بعد مدینہ میں وفات پائی، دروع جمع درع بمعنی زرہ۔ عریش جھونپڑی، انگور کی ٹٹی۔ حصباء سنگریزہ، کنکری، شاہت، الوجوہ چہرہ کا بدشکل ہونا۔ شدوا امر کا جمع حاضر ہے شد علیہ حملہ کرنا۔

تشریح:- آپ کے مدنی قیام کے دوران میں غزوات وسرایا کا وقوع ہوا جن میں سے ایک جنگ بدر ہے جو، ا ر رمضان میں جمعہ کی

صبح کو ہوئی جسکا واقعہ یہ ہے کہ جب آنحضرتؐ نے سنا کہ ابوسفیان (بن حرب) ایک ہزار اونٹوں کا مال سے لدا ہوا کارواں لیکر ملک شام سے مکہ کو واپس آرہا ہے تو آپنے مسلمانوں کو جمع کرکے قافلہ سے بھڑ جانیکا مشورہ کیا کچھ لوگ تو اس سلسلے میں پست پڑگئے (کیونکہ عجلت کی ضرورت تھی اور وقت تنگ تھا اس لئے فوری انتظام مشکل تھا) اور کچھ لوگ تیار ہو گئے۔ ابوسفیان (ایک جہاندیدہ اور زیرک شخص تھا جب اس) کو معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ (اپنے ساتھیوں کے ساتھ قافلہ لوٹنے کی غرض سے مدینہ سے نکل چکے ہیں تو اس نے ضمضم بن عمر وغفاری شخص کے ذریعہ اس کو معقول اجرت دیکر مکہ میں اطلاع بھیج دی تاکہ اہل مکہ مال کی حفاظت اور ان کی مدد کریں پس سرداران قریش (ساڑھے نوسو سواروں کی جمعیت کے ساتھ) فوراً نکل پڑے اور یہ آیت نازل ہوئی "واذ یعدکم اللہ" اھ جب اللہ تم سے دو گروہوں میں سے ایک گروہ کے متعلق وعدہ فرما رہا تھا کہ وہ تمہارے لئے ہے آنحضرتؐ بارہ رمضان کو سنیچر کے روز مقابلہ کیلئے نکلے اور مدینہ پر عمرو (عبداللہ) بن ام مکتوم کو خلیفہ بنا دیا آپکے ساتھ (سارے لشکر میں) ستر اونٹ تھے (جن پر دو دو اور تین تین مسلمان باری باری سوار ہوتے جاتے تھے) اور صرف زبیر بن عوام اور مقداد بن اسود کے پاس دو گھوڑے اور چھ زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ ✵ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی (اقبال) اور اسلامی لشکر کی تعداد تین سو تیرہ تھی جن میں ستتر مہاجرین اور دو سو چھتیس[۲۳۶] انصار تھے اور مشرکین کی تعداد ساڑھے نوسو نبرد آزما تھی (جو ہتھیار بند، زرہ بکتر، تیر و کمان نیزہ و تلوار غرض جملہ سامان سے آراستہ تھی گویا غنیم کی فوج سہ چند سے بھی زیادہ تھی) ان کے پاس ایک سو گھوڑے اور سات سو اونٹ تھے آنحضرتؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ عریش میں داخل ہو گئے (جو حضرت سعد بن معاذ نے کھجور کے پٹھوں کا ٹانڈ نما ایک سایہ دار تخت بنایا تھا) اور اللہ سے مدد طلب کی اللہ نے بذریعہ وحی خوشخبری بھیجی تو آپ مقابلہ کیلئے نکلے اور لوگوں کو قتال پر ابھارا اور ایک مٹھی کنکریں لیکر لشکر کفار کیطرف رخ کیا اور شاہت الوجوہ کہہ کر انمیں پھونک ماردی (معجزہ نما مٹھی کی خاک بحکم خداوندی تیر کیطرح دشمنوں تک پہنچی اور کوئی کافر نہ بچا جس کی آنکھ میں اس کے ذرہ داخل نہیں ہوئے) اس کے بعد آپنے فرمایا: سختی سے حملہ کرو، مسلمان شیر کیطرح ٹوٹ پڑے یہانتک کہ کفار کو شکست فاش ہو گئی چنانچہ ستر مارے گئے اور ستر قید کئے گئے اور مسلمانوں میں آٹھ انصاری اور چھ غیر انصاری شہید ہوئے

منہا غزوۃ احد لسابع شوال سنۃ ثلث من الھجرۃ خرج صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلاثۃ الاف فیھم سبعمائۃ دارع، ومائتا فرس، وثلاثۃ الاف بعیر، ونزلوا ذا الحلیفۃ فاقاموا یوم الاربعاء والخمیس فصلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم العصر یوم الجمعۃ، فعمّم، ولبس لامتہ وظھر الدرع وحزم بمنطقتہ من ادم، وتقلد السیف، والقی الترس فی ظھرہ، ورکب فرسہ، وتقلد القوس، واخذ قناۃ بیدہ وبات بالشیخین فصلی الصبح، وجعل علی جبل قناۃ خمسین رماۃ، فشد المسلمون، فانھزم المشرکون ونساؤھم یدعون بالویل وتبعھم المسلمون فلما رأی الرماۃ النصرۃ والانتھاب، تجاوزوا، وعصوا ما امروا بہ، فانقلب الامر، وانھزموا، وبقی معہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعۃ عشر فاصیب باعیتہ وطعن صلی اللہ علیہ وسلم بحربۃ ابی بن خلف، فخر صریعا، وقتل سبعون من المہاجرین و الانصار

حل لغات احد دیکھو ضا۲۱۲ دارع زرہ بند ذا الحلیفۃ مدینہ سے چھ میل پر بنو جشم کا ایک چشمہ تھا۔ لامۃ زرہ، ظھر الدرع قال فی الحاشیۃ عندی ہو نسخ من ظاہر، ظاہر بین الدرعین اوپر نیچے پہنا، حزم (ض) حزماً باندھنا منطقۃ پٹکا جو کمر پر باندھا جائے۔

آدم پکایا ہوا چمڑا۔ الترس ڈھال۔ القوس کمان، قناۃ تیر، شیخین ایک جگہ ہے جہاں حضورؐ نے احد جاتے وقت شب کو لشکر ٹھیرایا تھا۔ رُماۃ جمع رام تیرانداز، انتہاب لوٹ مار، رباعیۃ سامنے کے چار دانت اور کچلیوں کے درمیان والا دانت، حَربہ چھوٹا نیزہ ج حراب۔

تشریح:- انہیں میں سے غزوۂ احد ہے جو ساتویں شوال ۳ھ میں واقع ہوا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین ہزار اسلامی لشکر لے کر جن کے ساتھ سات سو زرہیں دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ مدینہ سے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ میں نزول کیا، بدھ اور جمعرات کے روز وہیں قیام کیا۔ جمعہ کے روز عصر کی نماز پڑھ کے ارادہ کیا اور دو زرہیں اوپر نیچے پہنیں، چمڑے کی پیٹی سے کمر کسی، تلوار لٹکائی ڈھال کمر پر ڈالی گھوڑے پر سوار ہوئے، قوس گلے میں ڈالی، نیزہ ہاتھ میں لیا۔ رات شیخین میں گذاری اور صبح کی نماز کے بعد میدان میں اتر آئے اور پچاس تیراندازوں کو جبل قناۃ پر بٹھا دیا، جہاں اندیشہ تھا کہ دشمن کی فوج ادھر سے نکل کر پشت کی جانب حملہ کرسکتی ہے، مسلمانوں نے پورے زور کیساتھ حملہ کیا تو مشرکین کو شکست فاش (اور مسلمانوں کو زوال سے پہلے پہلے فتح) ہوگئی، مشرکین کی عورتیں ہلاکت کو پکار رہی تھیں، مسلمانوں نے بھاگتے کافروں کا پیچھا کیا جب تیراندازوں نے دیکھا کہ فتح حاصل ہوچکی اور کافر کے مال میں لوٹ پڑچکی تو وہ بھی اپنی جگہ سے ہٹ گئے اور جس چیز کا ان کو حکم دیا گیا تھا اس کے خلاف کر بیٹھے تو جنگ کا نقشہ بدل گیا اور مسلمانوں کو شکست ہوگئی اور آنحضورؐ کے ساتھ صرف چودہ آدمی رہ گئے آپ کا دندان مبارک شہید کیا گیا، ابی بن خلف کا ایک تیر آپ کے لگا جس کی وجہ سے آپ نیچے گر گئے اور ستر مہاجرین وانصار شہید کئے گئے۔

غَزْوَۃُ الحُدَیبیّۃ وارسال الرّسل

غزوۂ حدیبیہ اور قاصدوں کی روانگی

وفی السادسۃ الہجریۃ وقعت غزوۃ الحدیبیۃ وبُعث الرسلُ الی الآفاق، وفیہا ماتت امُّ رُومان اُمُّ عائشۃ وعبد الرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہما وعنہم واسلم ابوہریرۃ قَدِم مع الدوسیین المدینۃ وھو صلی اللہ علیہ وسلم بخیبر فتبعھم بھا واسمُہٗ عبد شمس اوغیرہ، مات سنۃ سبع وخمسین۔

تشریح:- ۶ھ ہجری میں غزوہ حدیبیہ واقع ہوا اور اطراف عالم میں قاصد بھیجے گئے اور اسی سال حضرت عائشہؓ اور عبدالرحمٰن کی والدہ ام رومان کا انتقال ہوا اور اسی سال حضرت ابوہریرہؓ اسلام لائے۔ آپ دوسی لوگوں کے ساتھ مدینہ آئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیبر میں تھے اس لئے آپ وہیں حاضر ہوئے آپ کا نام عبد شمس یا کچھ اور، حضورؐ نے بدل کر عبدالرحمٰن رکھ دیا تھا ۵۷ھ میں آپ کا انتقال ہوا ہے۔

(فائدہ) جن غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرکت فرمائی ان کی تعداد بالترتیب ستائیس ہے۔ (۱) غزوہ ودان یا ابواء (۲) غزوہ بواط (۳) غزوہ سفوان (۴) غزوہ ذوالعشیرہ (۵) غزوہ بدر الکبریٰ (۶) غزوہ قینقاع (۷) غزوہ السویق (۸) غزوہ قرقرۃ الکدر (۹) غزوہ غطفان یا انمار (۱۰) غزوہ اُحد (۱۱) غزوہ حمرۃ الاسد (۱۲) غزوہ بنو نضیر (۱۳) غزوہ بدر الاخریٰ (۱۴) غزوہ دومۃ الجندل (۱۵) غزوہ بنو مصطلق (۱۶) غزوہ احزاب یا خندق (۱۷) غزوہ بنو قریظہ (۱۸) غزوہ بنو لحیان (۱۹) غزوہ قردہ یا غابہ (۲۰) غزوہ حدیبیہ (۲۱) غزوہ خیبر (۲۲) غزوہ وادی القریٰ (۲۳) غزوہ ذات الرقاع (۲۴) غزوہ مکہ (۲۵) غزوہ حنین (۲۶) غزوہ طائف (۲۷) غزوہ تبوک۔

۱؎ صحیح روایات میں مسلمانوں کی مجموعی تعداد ایک ہزار آئی ہے جن میں سے ابن ابی اپنی ڈھائی سو کی جمعیت کیساتھ الگ ہوگیا، کفار کی تعداد تین ہزار بھی

وفاته صلی اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات

مرض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھو بالمدینۃ بصداع الراس واشتد مرضہ حینًا فحینًا، فلما اصبح یوم الاثنین خرج الی الناس فراٰہم یصلون الصبح، فتبسم صلی اللہ علیہ وسلم سرورًا بما رأی من اقامتہم الصلوٰۃ ثم رجع الی بیتہ، فانصرف الناس وھم یرون انہ افاق من وجعہ ورجع ابوبکر الی اھلہ بالسنح فتوفی فی نصف نہارہ، وقیل ضحاہ اثنی عشر من ربیع الاول سنۃ احدی عشر من ھجرتہ وکان مدۃ مرضہ اثنی عشر او اربعۃ عشر یومًا، فتشاوروا فی امر الخلافۃ کل الیوم وغسلوہ یوم الثلاثاء فصلوا علیہ فرادی الی اللیل فدفنوہ لیلۃ الاربعاء ودفن عمرہ ثلاث وستون۔

حل لغات: صداع دردِ سر۔ سنح حوالی مدینہ میں ایک جگہ ہے جس میں بنو حارث بن خزرج کے مکانات ہیں۔ ضحی چاشت کا وقت، فرادی تنہا تنہا، تسش یحر۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تھے (اور جنت البقیع سے واپس ہوکر حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ رہے تھے) کہ آپ کے سر مبارک درد ہوگیا اور ساعت بہ ساعت بڑھتا ہی چلا گیا۔ پیر کے دن صبح کو لوگوں کی طرف نکلے اور ان کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ان کے نماز قائم کرنے کی وجہ سے مسرور ہوئی اور آپ نے تبسم فرمایا اور گھر واپس ہوگئے، لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ آپ کو درد سے افاقہ ہوگیا، چنانچہ سب لوگ واپس ہوگئے اور حضرت ابوبکر صدیق بھی مقام سنح میں اپنے اہل وعیال کے پاس چلے گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ یا چودہ روز بیمار رہ کر بارہ ربیع الاول سلہ بروز دوشنبہ چاشت کے وقت یا نصف النہار کے وقت (حضرت عائشہؓ کے حجرے میں) وفات پائی (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون) انتقال والے دن تو صحابہ خلافت کے معاملہ میں مشورے کرتے رہے (کیونکہ مسئلہ خلافت بھی نہایت عظیم تھا) اور منگل کے روز تجہیز وتکفین کی اور غسل دیا اس کے بعد اول مردوں نے پھر عورتوں نے پھر بچوں نے فرادی فرادی نماز جنازہ ادا کی پھر (حضرت علی وعباس اور حضرت عباس کے دو صاحبزادے قثم اور فضل یعنی ایک چچا اور تین چچازاد بھائی کل ان چار حضرات نے) شب چہار شنبہ میں (جب کہ نصف شب گذر چکی تھی) آپ کو قبر شریف میں اتارا اور زیر خاک دفن کردیا آپ کی عمر شریف ترسیٹھ سال کی تھی۔ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

جہاں اے برادر نماند بکس ❁ دل اندر جہاں آفریں بند وبس (سعدی)

حلیتہ المبارکۃ
حلیۂ مبارک

کان صلی اللہ علیہ وسلم یتلألأ وجھہ تلألؤ القمر لیلۃ البدر، وفیہ دیز عظیم الھامۃ رجل الشعر لیس بجعل ولا سبط، واسع الجبین، ادعج العینین، اقنی العرنین لہ نور یعلوہ، سھل الخدین، ازھر اللون، کث اللحیۃ، کان عنقہ جید دمیۃ، طویل الزندین، رحب الراحۃ شثن الکفین، والقدمین، ذو مسربۃ، سواء البطن والصدر، بین کتفیہ خاتم النبوۃ، اجرد، اذا مشی کانما ینحط من صبب اجود الناس صدرًا واصدق الناس، والینھم عریکۃ، واکرمھم عشرۃ من راٰہ بدیھۃ ھابہ، ومن خالطہ معرفۃ احبہ، یبدأ من لقی بالسلام۔

أخلائي إن شط الحبيب وداره	وعز تلاقيه وناءت منازله
وفاتكم أن تبصروه بعينكم	فما فاتكم منه فهذي شمائله

حل لغات: تتلألأ، دمکنا، چہرہ کا دمک اٹھنا، تدویر گولائی، ہامہ سر، ہر چیز کا سر ج ہام، رجل کم گھنگھریالے بال ج ارجال، رجالی، جعد نہایت گھنگھریالے بال، سبط سیدھے بال، ادعج بڑی اور بہت سیاہ آنکھ والا، دعجت (س)، دعجا العین وہ آنکھ کا بہت زیادہ سیاہ اور بڑا ہونا۔ القنی نتھنے تنگ اور درمیان سے بلند ناک والا، العرنین ناک، ہر چیز کا پہلا حصہ ج عرانین، کث اللحیہ گھنی ڈاڑھی والا ج کثاث، کث (ض)، کثاثۃ (س)، کثا گاڑھا ہونا، دمیہ پتلی جو خون کی طرح سرخ اور منقوش ہو بت ج دمی، الزندین زند کا تثنیہ ہے ہاتھ کا گٹا ج زناد، ازند، رحب کشادہ رحب (ک)، رحبا (س) رحبا۔ المکان کشادہ ہونا۔ راحۃ ہتھیلی، خشن موٹا اور سخت، مسربۃ سینہ کے درمیان میں پیٹ تک کے بال، اجرد بے بال، چھوٹے بالوں والا، ینحط نیچے اترنا، صبب نشیب ج اصباب عریکۃ طبیعت، عادت، عشیرۃ قبیلہ ج عشائر، ہابہ ہیبۃ خوف کرنا، اخلائی مرکب اضافی ہے تقدیرہ یا اخلائی۔ اخلاء خلیل کی جمع ہے جیسے اطباء طبیب کی جمع ہے ضرورت شعریہ کی وجہ سے مقصور کر دیا شط (ض ن)، شطا، شطوطا دور ہونا، عز (ض)، عزا۔ الشئ کمیاب ہونا۔ دشوار ہونا۔ تلاقی ملاقات،

تشریح: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رخ مبارک چودھویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا جس میں (قدرے) گولائی تھی

کہ دارد از ہمہ خوباں رخ چنیں کہ تو داری × تبارک اللہ ازیں روئے نازنیں کہ تو داری،

آپ بڑے سر والے (خوش نما) پیچیدہ کم گھونگھریالے (نرم سیاہ) بال والے، کشادہ (اور آئینہ جیسی شفاف) پیشانی والے، سخت سیاہ (اور سخت سفید) بڑی (اور سرمگین) آنکھوں والے تھے

ماہ زیباست ولے روئے تو زیباتر ازوست ✻ چشم نرگس چو کنم چشم تو رعناتر ازوست

(نہایت خوبصورت باریک طویل) درمیان سے بلند ناک والے، نرم ونازک (اور پر گوشت) رخسارے والے، سرخ وسپید نکھرے ہوئے رنگ والے، گنجان ڈاڑھی والے، آپ کی گردن گویا خوشنما گردن کی تصویر تھی آپ طویل گٹوں والے، فراخ ہتھیلی والے، سڈول اور بھرے ہوئے ہاتھ اور قدم والے سینہ گردن سے ناف تک (شق صدر کی علامت) ایک پتلی سی دھاری والے تھے، آپ کا سینہ فراخ اور شکم کے ہموار تھا، شانہ کی غضروف کے قریب مہر نبوت تھی (جس پر کچھ بال مجتمع تھے اور وصال کے وقت غائب ہو گئی تھی) آپکے پورے بدن پر بال نہ تھے جب آپ چلتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ بلندی سے نشیب میں اتر رہے ہیں،

آپ لطیب خاطر فراخ دلی کیساتھ عطا کرنے والے، سب سے بہتر لب ولہجہ والے اور خاندانی شرافت والے تھے، جو شخص آپکو اول دفعہ دیکھتا تو (خداداد ہیبت کیوجہ سے) ڈر جاتا اور جو شخص آپکے ساتھ رہتا سہتا اور آپکے پاکیزہ اخلاق دیکھتا جاتا تو آپ پر فریفتہ ہو جاتا تھا، آپ جس سے بھی ملاقات کرتے تو پہلے سلام کرتے تھے ۔ اخلائی اے دوستو! اگر حبیب اور اس کا مکان دور ہو گیا اسکی ملاقات دشوار اور اس کی منزلیں بعید ہو گئیں اور بچشم خود اسکو دیکھنا فوت ہو گیا تو اس کی سیرت تو فوت نہیں ہوئی، پس یہ ہیں اسکی پاک عادتیں!

لکل نبی فی الانام فضیلۃ × وجملتہا مجموعۃ لمحمد

جانا تو یگانہ ولے ذات تو ہست × مجموعۂ آثار کمالات ہمہ

العَشرَةُ المُبَشَّرَةُ

قرآن وحدیث سے جہاں یہ امر ثابت ہے کہ صحابہ کرام پوری امت سے افضل ہیں وہیں یہ بات بھی ثابت ہے کہ آپس میں ان حضرات کے درجات متفاوت ہیں چنانچہ مہاجرین وانصار کا مرتبہ باقی صحابہ سے اور مہاجرین وانصار میں اہل حدیبیہ یعنی اصحاب بیعت رضوان کا مرتبہ باقی حضرات سے اور اہل حدیبیہ میں شرکاء غزوۂ بدر کا رتبہ باقی صحابہ سے اور اہل بدر میں ان دس حضرات کا رتبہ سب سے افضل ہے جن کو دنیا ہی میں جنت کی بشارت دیدی گئی تھی جو عشرہ مبشرہ کہلاتے ہیں، ان حضرات کے اسماء مبارکہ حافظ ابن حجر کے اس قطعہ میں منظوم ہیں، ؎

لقد بشر الهادی فی الصحب زمرة ❊ بجنات عدن کلهم فضل اشتهر
سعید، زبیر، سعد، طلحة، عامر ❊ ابوبکر، عثمان، ابن عوف، علی، عمر

السيرة الصّديقية

ابو بكرٍ هو عبد الله بن عثمان ابی قحافة بن عامر، وكان اسمه عبد رب الكعبة فسمّاه صلى الله عليه وسلم عبد الله، وامّه ام الخير بنت صخر بن عامر، وماتت هي وابوه مسلمَين، ولابويه وولده وولد ولده صحبةٌ ولم يجتمع لاحدٍ من الصحابة، خُلّف يومَ الثلاثاء ثاني يوم موته صلى الله عليه وسلم، مات لثمانٍ بقين من جمادى الآخرة بين المغرب والعشاء وله ثلاث وستون، غسلته امرأته بوصيته۔

تشریح:۔ آپ کا نام عبد اللہ اور کنیت ابوبکر اور لقب صدیق، آپ کا نسب یوں ہے، ابوبکر عبد اللہ بن عثمان بن ابی قحافہ بن عامر اسلام سے قبل آپ کا نام عبد رب الکعبہ تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر عبد اللہ رکھا تھا۔ آپ کی والدہ ام الخیر بنت صخر بن عامر ہیں آپ کے والدین نے اسلام کی حالت میں انتقال کیا، آپ کے والدین، اولاد، پوتے سب کو حضورؐ کی صحبت حاصل تھی صحابہ میں یہ شرف کسی کو حاصل نہ تھا، حضورؐ کی وفات کے دوسرے روز یعنی منگل کے دن آپ خلیفہ قرار پائے اور ۲۲ جمادی الاخری ۱۳ھ میں عشاء ومغرب کے درمیان ۶۳ سال کی عمر میں انتقال کیا اور آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی اہلیہ نے آپ کو غسل دیا

اَلسِّيرَةُ الْفَارُوقِيَّةُ
سیرت فاروقی،

اَلْفَارُوقُ هُوَ اَبُو حَفْصٍ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَيْلٍ اَسْلَمَ سَنَةَ سِتٍّ اَوْ خَمْسٍ قَبْلَ الْهِجْرَةِ بَعْدَ اَرْبَعِيْنَ رَجُلًا، مَاتَ لِطَعْنِ اَبِي لُؤْلُؤَةَ غُلَامِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ لِاَرْبَعٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْحَجَّةِ سَنَةَ ثَلَاثٍ وَعِشْرِيْنَ وَدُفِنَ غُرَّةَ الْمُحَرَّمِ وَلَهُ ثَلَاثٌ وَسِتُّوْنَ وَمُدَّةُ خِلَافَتِهِ عَشْرُ سِنِيْنَ وَنِصْفٌ۔

تشریح:۔ آپ کا لقب فاروق اور کنیت ابوحفص اور نام عمرؓ پورا نسب یوں ہے عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبد العزی بن

قرط بن رباح بن عبد اللہ بن رباح بن عدی بن کعب، ہجرت سے پانچ یا چھ سال قبل چالیس آدمیوں کے مسلمان ہونے کے بعد اسلام قبول کیا اور مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نامی شخص ابو لؤلؤۃ کے نیزہ مارنے کے سبب ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو آپنے انتقال کیا اور محرم کی چاندرات کو بعمر ۶۳ سال آپکو دفن کیا گیا آپ کی خلافت کا زمانہ ساڑھے دس سال کے قریب ہے :۔

السیرۃ العثمانیۃ | عثمان ھو ابو عبد اللہ بن عفان بن عبد اللہ بن العاص[صحیح] بن امیۃ، اسلم قدیما قبل دخوله دار الارقم، وھاجر الی الحبشۃ الھجرتین سُمّی ذا النورین لجمعه بین بنتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم رُقیۃ وام کلثوم استُخلف غرۃ المحرم سنۃ اربع وعشرین، وقُتل لثانی عشر من ذی الحجۃ سنۃ خمس وثلاثین وله اثنان وثمانون سنۃً، وصلّی علیه حکیمُ بن حزام ومدۃ خلافته اثنا عشر سنۃً ۔

تشریح:۔ آپ کا نام عثمان کنیت ابوعبداللہ اور لقب ذی النورین ہے آپ کا نسب اس طرح ہے عثمان بن عفان بن عبداللہ بن العاص بن امیہ (بن عبد شمس بن عبد مناف) آپ دار الارقم میں داخل ہونے سے قبل ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ آپنے حبشہ کیطرف دو مرتبہ ہجرت کی ہے آپکو ذی النورین کہا جاتا ہے کیونکہ آپکے نکاح میں حضورؐ کی دو صاحبزادیاں تھیں حضرت رقیہ، ام کلثوم، ۲۴ھ میں محرم کی چاندرات کو خلیفہ بنائے گئے اور بارہ ذی الحجہ ۳۵ھ ہجری میں بعمر ۸۲ سال آپکو شہید کر دیا گیا۔ حکیم بن حزام نے آپکے جنازہ کی نماز پڑھائی آپ کی خلافت کا زمانہ بارہ سال ہے :۔

السیرۃ العلویۃ | علیّ ھو ابن ابی طالب ابو الحسن وابو تراب، وامّه فاطمۃ بنت اسد اسلم وله خمس عشر، ضربه عبد الرحمٰن بن ملجم لسبع عشر من رمضان سنۃ اربعین، ومات بعد ثلاث، وله ثلاث وستون سنۃ او غیرہ، ومدۃ خلافته اربع سنین وشھور ۔

تشریح آپکا نام علی کنیت ابو الحسن، ابو تراب ہے سلسلہ نسب یوں ہے علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد ہے۔ اسلام لانے کے وقت آپ کی عمر پندرہ[عہ] سال کی تھی۔ عبد الرحمٰن بن ملجم نے ستر رمضان ۴۰ھ میں آپکے نیزہ مارا اور تین روز بعد بعمر ۶۳ سال آپکا انتقال ہو گیا۔ آپ کی خلافت کا زمانہ چار سال اور چند مہینے ہے

طَلحَۃُ | ھُوَ اَبُو مُحَمَّدِ بنُ عَبدِ اللّٰہِ بنِ عَمرٍو، اَسلَمَ قَدِیمًا قُتِلَ فِی وَقعَۃِ الجَمَلِ لِعِشرِینَ مِن جُمَادَی الاُخرٰی سَنَۃَ ثَلَاثٍ وَثَلَاثِینَ، وَلَہٗ اَربَعٌ وَسِتُّونَ سَنَۃً ۔

تشریح:۔ ابو محمد طلحہ بن عبد اللہ بن عمرو، آپ پہلے ہی اسلام لے آئے تھے۔ بیس جمادی الاخری ۳۳ھ میں جنگ جمل میں بعمر چونسٹھ سال شہید کر دیا گیا

عہ کذا فی مجمع البحار وفی مروج الذہب "ابی العاص" حاشیہ ۱۲ عہ چودہ ۱۴، تیرہ ۱۳، دس ۱۰ اور آٹھ کا قول بھی ہے لیکن دس کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے اس حساب سے آپ کی عمر تریسٹھ ۶۳ سال ہو گی جس کو خود کتاب میں نقل کیا ہے ۱۲ منہ

الزبير | هو ابو عبد الله بن العوّام، وأمّه صفيّة عمّة النبي صلى الله عليه وسلم اسلم قديما، قتل سنة ست وثلاثين، وله اربع وستون او غير ذلك۔

تشریح: آپ کا نام زبیر اور کنیت ابو عبد اللہ اور والد کا نام عوام ہے۔ آپ کی والدہ حضورؐ کی پھوپھی حضرت صفیہ ہیں۔ آپ ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے۔ آپ کو ۳۶ھ میں بعمر ۶۴ سال شہید کر دیا گیا۔

سعد | هو ابو اسحٰق بن ابی وقاص، اسلم قديما، مات سنة خمس وخمسين۔

تشریح: آپ کی کنیت ابو اسحاق ہے اور والد ابو وقاص ہیں ابتداء ہی میں اسلام لے آئے تھے آپ نے ۵۵ھ میں وفات پائی۔

سعيد | هو ابو الاعور بن عبد الرحمٰن، اسلم قديما، مات سنة احدى وخمسين۔

کنیت ابوالاعور ہے عبد الرحمٰن کے صاحبزادے ہیں شروع ہی میں اسلام لے آئے تھے ۵۱ھ میں انتقال ہوا ہے۔

عبد الرحمٰن | هو ابو محمد بن عوف، مات سنة اثنين وثلاثين۔

عبد الرحمٰن نام ابو محمد کنیت عوف کے بیٹے ہیں ۳۲ھ میں وفات پائی ہے۔

ابو عبيدة | هو عامر بن عبد الله بن الجرّاح، مات سنة ثمان عشر۔

ابو عبیدہ کنیت عامر نام عبد اللہ بن الجراح کے بیٹے ہیں ۱۸ھ (کے طاعون عمواس) میں انتقال ہوا ہے۔

ثمرة العلم

(علم کا پھل)

لقي هارون الرشيد الكسائي في بعض طرقه، فوقف عليه، وتحفّى بسؤاله عن حاله، فقال: انا بخير يا امير المؤمنين! ولو لم اجد من ثمرة الادب الا ما وهب الله تعالى لي من وقوف امير المؤمنين عليّ، لكان ذلك كافيا۔

حل لغات | ثمرۃ پھل ج ثمار۔ ہارون الرشید دیکھو ص۔ الکسائی ابو الحسن علی بن حمزہ اسدی کوفی استاد مامون الرشید جس طرح آپ نے کوفیین میں قرارت کا ڈنکا بجایا اسی طرح کوفہ میں نحو کی امامت کا جھنڈا نصب کیا۔ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ جو شخص نحو میں تبحر حاصل کرنا چاہے وہ کسائی کی اولاد ہے۔ آپ فن قرارت میں حمزہ زیات کے شاگرد ہیں۔ کسائی، سیبویہ، یزیدی ابو یوسف محمد میں اکثر مناظرات ہوتے رہتے تھے ایک مرتبہ امام محمد نے کہا: جو شخص سجدہ سہو میں سہو کرے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ آیا اس کو پھر سجدہ کرنا چاہئے یا نہیں کسائی: نہیں، محمد: کیا وجہ؟ کسائی: نحاۃ کا مذہب ہے "المصغر لا یصغر۔

یعنی جس صیغہ کی تصغیر کرلی جائے پھر اس کی تصغیر نہیں ہوتی (خطیب نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے کہ یہ قصہ امام محمد و زفر کا ہے) جب ہارون نے خراسان کا قصد کیا تو امام محمد اور کسائی ان کے ساتھ تھے موضع رنبویہ میں جو علاقہ رَی سے ہے ان دونوں کی حیات کا جام لبریز ہوگیا اور ۱۸۲ھ اور بقول ابن انباری ۱۸۱ھ میں وہیں انتقال ہوگیا۔ ہارون نے حسرت سے کہا، آج میں نے فقہ اور لغت کو رَی میں دفن کیا، تحقق فی الشئ کوشش کرنا۔

تشریح :-

ہارون نے کسائی سے کہیں راستے میں ملاقات کی تو (امام کسائی کے احترام کیوجہ سے) ٹھہر گیا اور بڑے تپاک سے مزاج پرسی کی کسائی نے کہا: امیر المؤمنین! الحمد للہ بخیر ہوں، اگر میری خاطر امیر المؤمنین کے ٹھہر جانے کے علاوہ علم و ادب کا اور کوئی پھل مجھے حاصل نہ ہوتا تو یہ بھی کافی تھا۔

وَدَخَلَ اَبُوْ يُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَهُمَا فِيْ مُذَاكَرَةٍ وَّمُمَازَحَةٍ فَقَالَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اِنَّ هٰذَا الْكُوْفِيَّ قَدْ غَلَبَ عَلَيْكَ، فَقَالَ: يَا اَبَا يُوْسُفَ! اِنَّهٗ لَيَأْتِيْنِيْ بِاَشْيَاءَ يَشْتَمِلُ عَلَيْهَا قَلْبِيْ وَتَاخُذُ بِمَجَامِعِهٖ فَقَالَ الْكِسَائِيُّ: يَا اَبَا يُوْسُفَ! هَلْ لَّكَ فِيْ مَسْئَلَةٍ؟ فَقَالَ: فِيْ نَحْوٍ اَوْ فِيْ فِقْهٍ؟ فَقَالَ: بَلْ فِيْ فِقْهٍ، فَضَحِكَ هَارُوْنُ حَتّٰى فَحَصَ بِرِجْلَيْهِ، فَقَالَ: تُلْقِيْ عَلٰى اَبِيْ يُوْسُفَ الْفِقْهَ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ: يَا اَبَا يُوْسُفَ! فَمَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ قَالَ لِزَوْجَتِهٖ: اَنْتِ طَالِقٌ اِنْ دَخَلْتِ الدَّارَ، قَالَ: اِنْ دَخَلَتِ الدَّارَ طَلُقَتْ، قَالَ: اَخْطَأْتَ يَا اَبَا يُوْسُفَ! فَضَحِكَ الرَّشِيْدُ، ثُمَّ قَالَ: فَكَيْفَ الصَّوَابُ، قَالَ: اِذَا قَالَ: اَنْ، وَجَبَ الْفِعْلُ دَخَلَتْ بَعْدُ اَوْ لَمْ تَدْخُلْ، وَاِذَا قَالَ: اِنْ بِالْكَسْرِ لَمْ يَجِبْ وَلَمْ يَقَعِ الطَّلَاقُ۔

تشریح :۔ ایک مرتبہ امام ابو یوسف تشریف لائے اس وقت ہارون الرشید اور کسائی دونوں خوش گوئی اور باہم گفتگو میں مشغول تھے، ابو یوسف نے کہا: امیر المؤمنین! یہ کوفی تو آپ پر چھا گیا، ہارون نے کہا: ابو یوسف! کسائی کچھ ایسی باتیں کرتا ہے جو دل کو لگتی ہیں کسائی نے کہا: ابو یوسف! تمہارے پاس ایک مسئلہ کا جواب ہے؟ ابو یوسف نحو میں یا فقہ میں؟ کسائی: (نحو میں نہیں) بلکہ فقہ میں (یہ سُن کر) ہارون اتنا ہنسا کہ دونوں پاؤں زمین پر دے مارے اور کہنے لگا کہ ابو یوسف (جیسے شخص) پر (جو فقہ کا امام ہے) فقہ کا مسئلہ پیش کرتے ہو؟ کسائی: ہاں، اس کے بعد کہا: آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جس نے اپنی بیوی سے کہا: انت طالق ان دخلت الدار، ابو یوسف: اگر وہ عورت گھر میں داخل ہوگئی تو طلاق پڑ جائیگی، کسائی: غلط ہے: ہارون پھر ہنس دیا اور کہنے لگا، صحیح کیسے ہے، کسائی اگر وہ شخص اَن دخلت الدار کہے تو وقوع فعل ضروری ہے بعد میں داخل ہو یا نہ ہو اور اگر اِن دخلت کہے تو وقوع فعل ضروری نہیں اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (تنبیہ) امام کسائی کا تخطیہ بے محل ہے کیونکہ امام کسائی نے جو تفصیل ذکر کی ہے وہ تو اِن (بالکسر) اور اَن (بالفتح) کے سلسلے میں ہے حالانکہ امام کسائی کا سوال اِن شرطیہ پر مبنی تھا اگر امام کسائی اُن سے سوال کرتا تو امام ابو یوسف کبھی یہ جواب نہ دیتے فالقول ما قال امام الفقہ و قول امام النحو لیس الا من لطائف النحو۔

اِکْرَامُ الشَّیْبِ

بڑھاپے کی قدر

حدثنا محمد بن مسلم الخواص الرجل الصالح، قال: رأيت يحيى بن اكثم القاضي في المنام، فقلت له: ما فعل الله بك؟ قال: اوقفني بين يديه، وقال: يا شيخ السوء! لولا شيبتك لأحرقتك بالنار، فاخذني ما ياخذ العبد بين يدي مولاه، فلما افقت، قالها ثانية و ثالثة، فلما افقت، قلت: يارب! ماهكذا حدثت عنك، فقال تعالى: ما حدث عني؟ قلت حدثني عبد الرزاق قال حدثني معمر بن راشد عن ابن شهاب الزهري عن انس بن مالك عن نبيك محمد صلى الله عليه وسلم عن جبريل عنك يا عظيم انك قلت: ما شاب لي عبد في الاسلام شيبة الا استحييت منه ان اعذبه بالنار، فقال الله عزوجل: صدق عبد الرزاق، وصدق معمر، و صدق الزهري، وصدق انس، وصدق نبي وصدق جبريل، انا قلت: ذلك انطلقوا به الى الجنة +

حل لغات شیب بڑھاپا۔ شاب (ض)، شیباً بوڑھا ہونا۔ محمد بن مسلم الخواص مشہور عابد وزاہد صوفی اواخر قرن ثالث کے مجذوب صفت صاحب حکایات غریبہ شخص ہیں یحییٰ بن اکثم دیکھو ص۱۶۹ افقت افاقۃ۔ من مرضہ صحت یاب ہونا عبد الرزاق ابن ہمام بن نافع الحمیری مولود ۱۲۶ھ متوفی ۲۱۱ھ صاحب مصنف مشہور حافظ ذہبی نے ان کی کتاب "مصنف" کو علم کا خزانہ لکھا ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر روایت حدیث میں کسی کو نہیں دیکھا، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن معین، علی بن المدینی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں معمر بن راشد الاسدی نزیل الیمن متوفی ۱۵۴ھ، ابن شہاب زہری دیکھو ص۸۵ انس بن مالک دیکھو ص۱۴۲؛

تشریح:۔ محمد بن مسلم خواص نے بیان کیا ہے کہ میں نے یحییٰ بن اکثم کو خواب میں دیکھا اور دریافت کیا کہ اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ آپ نے کہا کہ مجھے اللہ رب العزت نے اپنے سامنے کھڑا کیا اور فرمایا: نالائق بوڑھے! اگر تیرا بڑھاپا نہ ہوتا تو تجھے آگ میں جلا دیتا، پس میری وہ گت بنی جو غلام کی آقا کے سامنے بن جاتی ہے جب مجھے کچھ ہوش آیا تو دوسری مرتبہ اور تیسری مرتبہ بھی یہی فرمایا۔ جب مجھے پھر ہوش آیا تو میں نے عرض کیا: پروردگارا اس طرح تو مجھ سے آپ کی حدیث بیان نہیں کی گئی (یعنی میرے ساتھ حدیث کے خلاف معاملہ کیا جا رہا ہے) حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا: اور کس طرح بیان کی گئی ہے؟ میں نے کہا: مجھ سے عبد الرزاق نے اور ان سے معمر بن راشد نے حدیث بیان کی ہے اور معمر بن راشدؒ نے ابن شہاب زہریؒ سے اور انہوں نے انس بن مالکؓ سے اور انہوں نے آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے اور حضرت جبرئیلؑ نے آپ سے نقل کیا ہے آپ نے فرمایا کہ میرا کوئی بندہ بحالت اسلام بوڑھا نہیں ہوتا مگر یہ کہ میں اس کو آگ کے ذریعہ عذاب دینے سے شرماتا ہوں پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عبد الرزاق، معمر، زہری، انس اور میرے نبی اور جبرئیل سب نے سچ کہا بیشک یہ میرا ارشاد ہے اس کے بعد فرشتوں سے کہا اس کو جنت میں لے جاؤ۔

اِعتوارُ الاِعراب

(دست بدست تبدیلی اعراب)

تعذر على رجل لقاء المامون لي ظلامة، فصاح على بابه: انا احمد النبي المبعوث، فادخل اليه، واعلموا انه تنبأ، فقال له: ما تقول؟ فذكر ظلامته، فقال له: ما تقول فيما حكي عنك؟ فقال ما هو؟ قال: ذكروا انك تقول: انك نبي، فقال: معاذ الله، انما قلت: انا احمد النبي المبعوث، افانت يا امير المؤمنين! ممن لا يحمده فاستظرفه، وامر بانصافه +

حلِ لغات: اعتوار دست بدست لینا، الناموں دیکھو صفحہ ۱ظلامتہ ظلم جو تم اٹھاؤ، تنبا، نبوت کا دعویٰ کرنا:۔

تشریح:۔ ایک شخص کو اپنے حق کی دادرسی کیلئے مامون سے ملاقات کرنا دشوار ہوگیا تو اس نے مامون کے دروازہ پر بآواز بلند کہا، انا احمد النبی المبعوث النبی، اور المبعوث کے رفع کے ساتھ جس کے معنی یہ ہوگئے کہ میں اللہ کی طرف سے بھیجا ہوا احمد نبی ہوں) پس اس کو مامون کے پاس لایا گیا اور مامون کو بتایا گیا کہ اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے مامون نے اس سے کہا: کیا کہتا ہے، اس نے اپنے ظلم کا تذکرہ کیا۔ مامون نے کہا تیرے بارے میں جو خبر دی گئی ہے اس کی بابت کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا: وہ کیا؟ مامون نے کہا: لوگ کہتے ہیں کہ تو نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس نے کہا خدا کی پناہ، میں نے تو صرف یہ کہا تھا۔ احمد النبی المبعوث (النبی اور المبعوث کے فتحہ کیساتھ جس کے معنی یہ ہوگئے کہ میں نبی مبعوث کی تعریف کرتا ہوں)، تو کیا اے امیرالمومنین آپ ان کی تعریف کرنے والوں میں سے نہیں ہیں! بس مامون نے اس کو مرد ظریف (فصیح و بلیغ) شمار کیا اور ظالم سے اس کا حق دلانے کا حکم کیا:۔

صَونُ اللسانِ عمّا یؤولُ الیه

اپنی ذات پر آنے والی بات سے زبان کا بچاؤ

خرج شریحٌ القاضی من عند زیاد، وترکہ یجود بنفسہ، فسأل الناسُ عن حالہ، فقال ترکتہ یامر وینھی، فجزعوا السلامتہ فما راعھم الاصیاحُ النائحاتِ علیہ فسُئِلَ شریحٌ عن قولہ فقال: ترکتہ یامر بالوصیۃ وینھی عن البکاء علیہ ✦

حلِ لغات: صون (ن) بچانا، حفاظت کرنا۔ شریح بن الحارث بن قیس کندی ابوامیہ کبار تابعین میں سے ہیں اور مشہور قاضی ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ان کو کوفہ کا قاضی بنایا تھا۔ چنانچہ آپ پچھتر سال تک امور قضا کو انجام دیتے رہے۔ آپ نے بعمر ایک سو سال یا ایک سو آٹھ یا ایک سو بیس سال ۷۶ھ یا ۸۰ھ یا ۷۸ھ یا ۸۲ھ میں وفات پائی۔ یجود (ن) جُوداً۔ بنفسہ جان دینا۔ راعھم رَوعاً گھبرا دینا۔ صیاح صاح (ض) صَیحاً۔ صیاحاً چیخنا چلانا، النائحات جمع نائحۃ نوحہ اور واویلا کرنے والی عورت۔

تشریح:۔ قاضی شریح زیاد کے پاس اس حالت میں باہر آئے کہ وہ جان دینے کے قریب تھا۔ لوگوں نے آپ سے اس کا حال دریافت کیا آپ نے کہا کہ میں اسکو امر و نہی کرتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں لوگ اسکی سلامتی سے گھبرا گئے، پس نہیں ڈرایا ان کو مگر اس پر نوحہ کرنیوالی عورتوں کی گریہ وزاری نے (یعنی کچھ ہی بعد اسکا انتقال ہوگیا) لوگوں نے شریح سے ان کے قول کے متعلق دریافت کیا کہ آپ تو یہ کہہ رہے تھے کہ میں اسکو امر و نہی کرتا ہوا چھوڑ کر آیا ہوں، قاضی شریح نے کہا کہ میں نے اسکو وصیت کا حکم اور اپنے اوپر رونے سے منع کرتا ہوا چھوڑا تھا

ما الحیلۃُ لمن خُلِقَ قبیحَ الوجہِ؟

کیا تدبیر ہو اس کی جو بد شکل پیدا ہوا

قال الاصمعی رحمہ اللہ: دخلتُ یوماً علی جعفر بن یحییٰ، فقال لی: ھل لکَ یا اصمعی من زوجۃٍ؟ قلتُ: لا، قال: فجاریۃٌ؟ قلتُ: للمھنۃ، قال: فھل لکَ اَن اَھَبَ لکَ جاریۃً نظیفۃً؟ قلتُ: انی لمحتاجٌ الی ذٰلک، فامر بجاریۃ، فاخرجت وھی فی غایۃ الحسنِ و

الجمال، والهيئة، والظرف، فقال لها: قد وهبتك لهذا، وقال لي: خذ هذه فشكرته، وبكت الجارية وقالت: يا سيدي، اتدفعني لهذا الشيخ مع ما أرى من سماجته وقبح منظره وجزعت جزعاً شديداً، فقال لي: يا اصمعي! هل لك ان أعوضك منها ألف دينار؟ فقلت ما اكره ذلك، فامر لي بها، ودخلت الجارية، فقال لي يا اصمعي! انكرت عليها شيئاً، فاردت عقوبتها بك، ثم رحمتها منك، فقلت: ايها الامير افلا اعلمتني قبل ذلك، فاني لو اتيتك حتى سرحت لحيتي، واصلحت وجهي، وعمتي، فلو عرفت الخبر لسرت على هيئتي، وخلقتي، فوالله لو رأتني كذلك لما عاودت شيئاً تنكره ابداً.

حل لغات الحیلۃ تدبیر حیل۔ الاصمعی ابو سعید عبد الملک، جاحظ کی طرح یہ بھی بدصورتی میں ضرب المثل تھے لیکن ادب و لغت اور حفظ دوادین عرب میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے خود اصمعی کا قول ہے کہ مجھے سولہ ہزار اشعار حفظ ہیں۔ ہارون الرشید ان کو سلطان الشعراء کہتا تھا۔ اخفش کہتے ہیں کہ اصمعی وخلف سے بڑھ کر کسی کو اشعار یاد نہ تھے چونکہ اصمعی نحوی بھی تھا اس لئے اس کا علم خلف سے بڑھا ہوا تھا۔ ابو عبیدہ حاتم سجستانی، ضعانی، عبد الرحمٰن بن عبد اللہ، ابو الفضل ریاشی۔ احمد ترمذی وغیرہ ان کے شاگرد ہیں۔ آپنے لگ بھگ اسی سال کی عمر پائی ہے ۲۱۵ھ یا ۲۱۶ھ میں وفات پائی ہے ایک روز ایک شخص نے ان کی مجلس میں کہا کہ زمانہ خراب ہو گیا ہے تو اصمعی نے برجستہ یہ شعر کہا ؎

ان الجدیدین فی طول اختلافہما ❊ لا یفسدان ولکن یفسد الناس

جعفر بن یحییٰ دیکھو ص۔ الہیئۃ کام کی مہارت، خدمت جو ہنر، سماجۃ کرم و بخشش۔ سرحت تسریحا کنگھا کرنا۔ عمتی عمۃ عمامہ باندھنے کی

تشریح :- اصمعی کہتے ہیں کہ میں ایک روز جعفر بن یحییٰ کے پاس گیا اس نے مجھ سے کہا: آپکی بیوی ہے؟ میں نے کہا: نہیں، اس نے کہا: باندی؟ میں نے کہا: میرے پاس چست وچاق باندی ہے جس سے خدمت لیتا ہوں۔ اس نے کہا: اچھا میں آپ کو پاکیزہ کنیز بخشش کردوں؟ میں نے کہا اس کی تو مجھے بہت ضرورت ہے پس جعفر نے ایک کنیز کا حکم کیا چنانچہ ایک نہایت حسین وجمیل خوش حال وخوش وضع کنیز نکل کر سامنے آئی جعفر نے اس سے کہا: میں نے تجھے ان کیلئے ہبہ کر دیا ہے اور مجھ سے کہا۔ اس کو لے جاؤ۔ میں نے شکریہ ادا کیا۔ کنیز روتی ہوئی کہنے لگی کہ اے آقا میں آپ کی انتہائی بخشش اور اس کی انتہائی بدصورتی دیکھ رہی ہوں اس کے باوجود آپ مجھے اس بوڑھے کیلئے ہبہ کر رہے ہیں کنیز سخت پریشان ہو گئی جعفر نے مجھ سے کہا: اصمعی! کیا اس کے بدلے میں تم کو ایک ہزار اشرفیاں دے دوں؟ میں نے کہا: مجھے کوئی دریغ نہیں۔ پس جعفر نے میرے لئے ایک ہزار اشرفیوں کا حکم کر دیا اور کنیز اندر چلی گئی اس کے بعد جعفر نے مجھ سے کہا: اصمعی! مجھے اس کی ایک حرکت بری معلوم ہوئی تھی اور میں آپ کے ذریعہ اس کو سزا دینا چاہتا تھا مگر مجھے اس پر رحم آگیا۔ اصمعی کہتے ہیں میں نے کہا: امیر المؤمنین! مجھے پہلے ہی کیوں نہ بتا دیا میں تو آپ کے پاس اپنی داڑھی میں اچھی طرح کنگھا کر کے شکل وصورت کو، پگڑی کی بندش کو سنوار کر بڑے اہتمام کے ساتھ آیا ہوں اگر مجھے یہ بات پہلے ہی معلوم ہو جاتی تو میں اپنی اصلی شکل وصورت وعادت پر چلا آتا پس اگر وہ مجھے اس حالت میں دیکھتی تو بخدا کبھی بھی کوئی ایسی حرکت نہ کرتی جو آپ کو ناگوار ہو۔

اعلم (هداك الله) ما ذكرته من قبح وجهه مع علمه الذي زينه الله به، واشتهر شرقاً وغرباً، ولكن اينبغي لمن خلق قبيح الصورة ان يتخذ لها الاخلاق الحسان والافعال لئلا يسمح عليها لئلا يكون جامعاً بين قبيحين، ومن ههنا ما روى، كان

الاوبقص المخزومی اقبح الناس خلقةً ومارُءِیَ مثله فی العفاف والزهد، وکان قاضی مکةَ، فقال یوماً لجلسائه: قالت لی امی: یابُنیّ انك خُلِقتَ خلقةً لاتصلح معها لمجالسة الفتیان فی بیوت القیان فعلیك بالدین، فان الله تعالیٰ یرفع به الخسیسةَ ویتم به النقیصةَ، فنفعنی الله بکلامها، فوُلّیتُ القضاءَ، ورُوی ان امام مالك ابن انس اوصته بمثل هٰذه الوصیة حین اراد ان یتعلم الغناء فی حداثته فترکه، وتعلم العلم فذهب به حیث بلغ، وکان عطاء بن ابی رباح اعورَ اسودَ افطسَ اشلّ، اعرجَ، ثم عَمِیَ وامُّه سوداء، تسمّیٰ برکة، وقیل لاهل مکة بعد موته: کیف کان عطاء بن ابی رباح فیکم؟ قالوا: کان مثل العافیة التی لایُعرَف فضلها حتّیٰ تفقد۔

حل لغات یذخر، اذخر بمعنی ذخرف، التیَ وقت ضرورت کیلئے چھپا رکھنا، حِسان جمع حَسَن، العفاف پاک دامنی ازحرام، الفتیان جمع فتی جوان، القیان جمع قین۔ غلام، الخسیسہ فرومائگی، النقیصہ معیوب بات، بری عادت، مالک بن انس دیکھو صفحہ ۱۴۶، حداثتہ اوّل جوانی، عطاء بن ابی رباح اسلم القرشی، انکی کنیت ابو محمد تھی، یمن کے ایک مقام جند میں ۲۷ھ میں پیدا ہوئے حضرت عثمان کی خلافت کا عہد تھا، ابتدائی تربیت مکہ معظمہ میں ہوئی۔ آل میسرہ بن ابی خیثم فہری کے غلام تھے فضل وکمال اور زہد واتقاء کے لحاظ سے بڑے بلند مرتبت تابعی تھے۔ ابن سعد نے لکھا ہے کہ وہ بڑے معتبر فقیہ عالم اور کثیر الحدیث تھے علّامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ وہ مکہ کے مفتی اور مشہور امام تھے بڑے بڑے ائمہ ان کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ آپنے بعمر اٹھاسی سال ۱۱۵ھ میں مکہ معظمہ میں وفات پائی۔ اعور کانا، اسود کالا، افطس چپٹی ناک والا، اشل جس کے بدن میں رعشہ ہو، اعرج لنگڑا۔

تشریح:۔

واضح ہو کہ ہم نے اصمعی کی جو بدصورتی ذکر کی ہے وہ ان کے اس علم کے ہوتے ہوئے ہے جس کے ساتھ اللہ نے انکو مزین کیا ہے، اور وہ مشرق ومغرب میں مشہور ہیں پس ہر بدصورت کو چاہیئے کہ وہ پاکیزہ اخلاق وستودہ افعال کو ذخیرہ بنائے تاکہ وہ دوہری قباحتوں کا جامع نہ بن جائے

زینت دو کی نہ حسن صورت شرط ❊ آدمی کو ہے آدمیت شرط (شاد)

چنانچہ مروی ہے کہ اوبقص مخزومی خلقۃً نہایت بدصورت تھے مگر زہد وتقویٰ اور پاکدامنی میں آپکی نظیر نہیں تھی آپ مکہ کے قاضی تھے، ایک روز آپنے اپنے ہمنشینوں سے کہا: میری ماں نے مجھے نصیحت کی تھی کہ بیٹا تو ایسی خلقت پر پیدا کیا گیا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نوجوان چھوکروں کی مجلس کے قابل نہیں اس لئے دین کو مضبوطی کیساتھ تھامے رکھنا کیونکہ خداوند تعالیٰ دین کی برکت سے رذالت وفرومائگی کو دور اور ہر کمی کو پورا کردے گا۔ پس ماں کی نصیحت نے مجھے نفع پہنچایا یہاں تک کہ میں عہدۂ قضاء سے نوازا گیا، مروی ہے کہ امام مالک بن انس کو جب آغاز جوانی میں گانا بجانا حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا تو آپکی والدہ نے بھی اسی قسم کی نصیحت کی تھی جس سے آپنے اس خیال کو چھوڑ کر علم حاصل کیا اور مراتب عالیہ کو پہنچے۔ حضرت عطاء بن ابی رباح بھی آنکھ کے کانے، کوے کی طرح سیاہ فام، ناک کے چپٹے، ہاتھ کے لنجے، پاؤں کے لنگڑے تھے، آپ کی والدہ بھی سیاہ فام تھی جس کا نام برکہ تھا۔ جب آپکا انتقال ہوا تو اہل مکہ سے دریافت کیا گیا کہ تم لوگوں میں عطاء بن ابی رباح کس درجہ کے آدمی تھے، لوگوں نے کہا آپکا وجود ایسا تھا جیسے عافیت وسلامتی کہ اس کی قدر معدوم ہونے کے بعد ہی ہوتی ہے۔

؎ چہ غم از منقصت صورت اہل معنیٰ را ❊ چوں جاں زردم بود گو تن از حبش می باش (حافظ)

التفكّر في القضاء

فیصلہ میں غور وفکر

۵ چو قاضی بفکرت نویسد سجل ؎ نگردد ز دستار بنداں خجل

من عجائب حِكَمِ سليمان عليه السلام ما رواه مسلم من حديث ابى هريرة رضى الله تعالى عنه عن النبى صلى الله عليه وسلم، بينا امرأتان معهما ابناهما اذ جاء الذئب فذهب بأحدهما، فقالت هذه: انما ذهب بابنكِ، وقالت الاخرى: انما ذهب بابنكِ، فاختصمتا الى داؤد عليه السلام فقضى به للكبرى، فمرّتا على سليمان، فاخبرتاه، فقال عليه السلام ائتيانى بسكين اشقّه بينكما فقالت الصغرى لا، يرحمك الله، هو ابنها فقضى به للصغرى، قال ابو هريرة رضى الله تعالى عنه ان كنت سمعت بالسكين قبل ذلك ما كنت اقول الا المدية

حل لغات عجائب جمع عجیبۃ، حکم جمع حکمۃ، ابو ہریرۃ دیکھو صفحہ، سکین چھری، مدیہ بڑی چھری۔ **تشریح:۔**
حضرت سلیمانؑ کے عجیب حکمت آمیز فیصلوں میں سے ایک فیصلہ امام مسلمؒ نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ دو عورتوں کیساتھ ان کے دو بچے تھے دفعۃً ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو لے بھاگا انہیں سے ایک عورت بولی کہ بھیڑیا تیرے بچے کو لے گیا ہے دوسری نے کہا نہیں بلکہ تیرے بچے کو لے گیا ہے (جب آپس میں کوئی فیصلہ نہ ہوا تو) انہوں نے حضرت داؤدؑ کی کچہری میں جھگڑا پیش کیا، آپ نے بچہ کا فیصلہ بڑی عورت کے حق میں کر دیا (واپس ہوتے وقت) یہ دونوں حضرت سلیمانؑ کے پاس کو گذریں اور واقعہ ان کے بھی گوش گذار کیا آپ نے فرمایا: ایک چھری لاؤ تاکہ بچے کے دو ٹکڑے کر کے تم دونوں کے درمیان تقسیم کردوں یہ سن کر چھوٹی عورت نے کہا: نہیں آپ دو ٹکڑے نہ کریں، یہ بچہ اسی کا ہے۔ پس آپ نے چھوٹی عورت کے حق میں بچے کا فیصلہ کر دیا۔ حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پیشتر چھری کیلئے سکین کا لفظ نہ سُنا تھا میں تو ہمیشہ اس کو مُدیہ ہی کہتا تھا (تا آنکہ حضورؐ سے اس حدیث میں لفظ سکین سنا)

(فائدہ) علماء نے بیان کیا ہے کہ ممکن ہے حضرت داؤدؑ نے سن رسیدہ عورت کے حق میں فیصلہ اس لئے کیا ہو کہ بچہ اس کے ہم شکل معلوم ہوتا تھا یا اس لئے کہ آپ کی شریعت میں کبر سنی کو ترجیح تھی یا اس لئے کہ بچہ اسی کی گود میں تھا اور آپ کی شریعت میں صاحب ید کا قبضہ باعث ترجیح تھا حضرت سلیمانؑ نے بالغ نظری اور لطیف حکمت سے کام لیا اور واقعہ کی تہ تک پہنچنے کی تدبیر اختیار کرتے ہوئے کہا کہ بچے کے دو ٹکڑے کئے جائیں جس سے آپ کا مقصد یہ تھا کہ شفقتِ مادری معلوم کر کے اس سے استدلال کریں چنانچہ جب صغیر عورت یہ سنکر بے چین ہوئی اور کبیر السن عورت اس پر آمادہ ہوگئی تو اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ بچہ صغیر السن کا ہے ؎

بحکمت حل ہر مشکل تواں کرد ؎ بحکمت کام دل حاصل تواں کرد

لیکن یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قضیہ واحدہ میں حضرت داؤدؑ کے فیصلے کے بعد حضرت سلیمان نے کیسے فیصلہ کیا جب کہ ایک مجتہد کیلئے نقض حکم کی گنجائش نہیں ہے۔ علماء نے اس اشکال کا جواب چند وجوہ سے دیا ہے اول یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کا فیصلہ بطریق جزم نہ تھا دوم یہ کہ آپ کا فیصلہ بطریق فتویٰ تھا نہ کہ بطریق حکم سوم

یہ کہ ممکن ہے ان کی شریعت میں حاکم ثانی کے حکم سے حاکم اول کا حکم منسوخ ہو جاتا ہو چہارم یہ کہ حضرت سلیمان کا یہ فعل اظہار حق وصواب کی ایک تدبیر تھی پس جب کبیر السن عورت نے اس کا اقرار کر لیا تو آپ نے اس کے اقرار پر عمل کیا۔ وان کان بعد الحکم کما اذا اعترف المحکوم لہ بعد الحکم ان الحق ھھنا لخصمہ۔

زیر عنوان حدیث مذکور کے ذریعہ سیاست شرعیہ سے متعلق امور ذیل پر روشنی پڑتی ہے (۱) حق کا اقرار کرانے کے لئے گنجائش ہے کہ وہ جس کام کو نہ کرنا چاہتا ہو اسکے بارے میں کہے "ایسا کروں گا" یعنی غلط بات کہکر حق کا اقرار کرانا جائز ہے (۲) جب حاکم پر حق بات ظاہر ہو جائے تو محکوم علیہ کے اقرار کے خلاف بھی فیصلہ کرنا درست ہے، یہ فیصلہ اگرچہ صاحب معاملہ کے اقرار کے خلاف ہوگا لیکن حکام کے لئے اس کی گنجائش ہے (۳) ایک حاکم کو اپنے برابر یا اپنے سے بڑے حاکم کے فیصلہ کو توڑ کر اس کے خلاف فیصلہ دینا درست ہے (۴) حاکم کو قرائن اور شواہد حال کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے (۵) حاکم کو اپنے علم کے مطابق فیصلہ کرنا درست ہے:۔

کیف النجاۃ من الالسنۃ الطامعۃ

لالچی زبانوں سے کیسے نجات ملے

وکان لابی دلامۃ برذون اعجف محطم ھرم، فدخل علی المھدی یوما وبین یدیہ مسلمۃ الوصیف، فقال: یا امیر المؤمنین: انی جلبت ببابك مھرا لیس لاحد مثلہ، واحببت ان اھدیہ لك، فان احببت ان تشرفنی بقبولہ، فامر بادخالہ، فخرج وادخل برذونہ فقال لہ المھدی: ای شئ ھذا؟ ویلك، الم تزعم انہ مھر؟ فقال لہ ابو دلامۃ: او لیس ھذا مسلمۃ الوصیف قائما بین یدیك؛ تسمیہ الوصیف ولہ ثمانون سنۃ، فان کان مسلمۃ وصیفا فھذا مھر فجعل المھدی یضحك، ومسلمۃ یشتمہ، فقال لہ المھدی: ویلك ان لھذا اخوات واللہ لیضحکن بك فی المحافل، فقال: واللہ یا امیر المؤمنین الا فضحتہ، فلیس فی موالیك احد الا وقد وصلنی غیرہ، فما شربت الماء لہ قط فحکم علیہ المھدی ان یشتری نفسہ بثلاثۃ آلاف درھم فقال لہ مسلمۃ: علی ان لا تعاود، فقال ابو دلامۃ: افعل، فحملھا الیہ:۔

حل لغات | الالسنۃ دیکھو ۲۳۳ ابو دلامہ دیکھو ۱۴۵ برذون تاتاری گھوڑا، اعجف کمزور، دبل، محطم ٹوٹے ہوئے بدن والا، ہرم بوڑھا۔ المھدی دیکھو ۵۵ وصیف نابالغ غلام، مہر گھوڑے کا بچہ:۔ **تشریح**:۔

ابو دلامہ کے پاس ایک تاتاری گھوڑا تھا بہت بوڑھا اور نہایت دبلا و شکستہ حال، ایک روز ابو دلامہ مہدی کے پاس آیا اس وقت اس کے سامنے مسلمہ غلام کھڑا ہوا تھا ابو دلامہ نے کہا: امیر المؤمنین! میں آپکے در دولت پر ایک بچھیرا لایا ہوں جس کی نظیر نہیں مل سکتی اور میرا جی چاہتا ہے کہ میں اسے ہدیۃً آپکی خدمت میں پیش کردوں اگر آپ اس کے قبول کرنے کی مجھے عزت دینا پسند فرماتے ہیں تو حکم فرمایئے تاکہ حاضر کیا جائے (مہدی نے اجازت دے دی۔ ابو دلامہ باہر گیا اور اپنا وہی دبل گھوڑا لا کھڑا کیا، مہدی نے کہا: کم بخت

یہ کیا ہے تو تو یہ کہتا تھا کہ وہ مہر ہے (یعنی نو عمر ہے) ، ابو دلامہ نے کہا: کیا آپ کے سامنے یہ مسلمہ غلام نہیں کھڑا ہے جس کو آپ وصیف سے موسوم کرتے ہیں (جس کا اطلاق نابالغ غلام پر ہوتا ہے) حالانکہ اس کی عمر اسی سال کی ہو چکی ہے سو اگر مسلمہ وصیف ہو سکتا ہے تو میرا گھوڑا بھی بچھیرا ہو سکتا ہے مہدی (ابو دلامہ کا یہ لطیفہ سن کر) ہنس دیا اور مسلمہ ابو دلامہ کو گالیاں دینے لگا۔ مہدی نے ابو دلامہ سے کہا: کم بخت: اس کی چند بنیں ہیں بخدا وہ ضرور تجھ پر محلوں میں ہنسوائیں گی۔ ابو دلامہ نے کہا: امیر المؤمنین! میں ضرور اس کو رسوا کروں گا۔ آپ کے غلاموں میں اسکے سوا کوئی نہیں جس نے مجھے کچھ دیا ہو اور اس کے ہاں تو میں نے کبھی پانی بھی نہیں پیا۔ مہدی نے مسلمہ کے خلاف یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ تین ہزار درہم دے کر اپنے کو خرید لے، مسلمہ نے کہا (منظور ہے) اس شرط پر کہ پھر یہ کبھی مجھے کچھ نہ کہے، ابو دلامہ نے کہا: ٹھیک ہے ایسا ہی کروں گا پس تین ہزار درہم مسلمہ نے ابو دلامہ کو نذر کر دیئے۔

الفرحُ علی العلم

علم پر شادمانی

رأیتُ فی بعض الفوائد ان الحجاجَ قال لابی عمرو، ما وجہ قراءتک الا مَنِ اغترفَ غَرفۃ بفتح الغین فقال ابلعنی ریقی، فقال، قد بلعتک الفرات، وقال: قاتل اللہ ابنَ ام الحجاج لئن لو تاتنی بالجواب الی خمسۃَ عشر یومًا لاقتلنّک شرّ قتلۃ، ووکل بہ موکلین فخرج ابو عمرو یطوفُ فی احیاءِ العرب فلو یجد لحجۃً الی یوم وعلہ، فخرّہ الموکلون بہ لیرجعوہ الی الحجاج، فسمع راعیا یُنشد

ربما تجزع النفوسُ عن الامر لہ فرجۃ کحل العقال

فقال لہ ابو عمرو کیف تُنشد ھٰذا البیتَ لہ فَرجۃ او فُرجۃ؟ فقال فُرجۃ وفَرجۃ، وکذٰلک کل ماجاء علی فعلۃ، قلنا، فیہ ثلاثُ لغاتٍ، فقال لہ ابو عمرو فما سببُ انشادک ھٰذا البیتَ فی ھٰذا الوقت؟ فقال انا کنا خائفین من الحجاج وقد بلغنا نعیُہ قال واللہ لا ادری، بایہما کنتُ اشدّ فرحًا بوجدانی الجوابَ والحجۃ لقولی واختیاری ام بموتِ الحجاج

حل لغات الفرائد جمع فریدۃ، اتی بالفرائد یعنی ایسے الفاظ جو فصاحت وبلاغت اور عربی الاصل ہونے پر دال ہوں، الحجاج دیکھو صفحہ ۱۶، ابو عمرو ابن العلاء مولود ۶۸ھ متوفی ۱۵۴ھ قراء سبعہ میں سے مشہور قاری ہیں اور قراءت کیساتھ ساتھ لغت وعربیت میں بھی ان کا بہت اونچا مقام ہے، غَرفۃ چلو ج غراف، ابلعنی ریقی مجھے تھوک نگلنے کی مدت کی مہلت دے، یہ ایک محاورہ ہے جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فوری جواب کا مطالبہ نہ کیجئے بلکہ سوچ کر جواب دینے کا موقعہ دیجئے، راعیا چرواہا، فرجۃ سختی اور غم سے نجات کشادگی، عقال رسی، نعی موت کی اطلاع :-

تشریح:- میں نے بعض نوادرات میں دیکھا ہے کہ حجاج نے ابو عمرو سے کہا: اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غَرْفَۃً، میں آپ کی قراءت بفتح الغین ہونے کی وجہ؟ آپنے فرمایا: مجھے تھوک نگلنے کی مقدار کی مہلت دیجئے۔ حجاج نے کہا نہر فرات پی جانے کی مقدار کی مہلت دیتا ہوں لیکن حجاج کی ماں کے بیٹے کو (یعنی حجاج کو) خدا غارت کرے اگر تو نے پندرہ روز تک جواب نہ دیا تو میں تجھے بری طرح قتل کر دوں گا، چنانچہ حجاج نے کچھ لوگوں کو نگرانی کیلئے آپ پر مقرر کر دیا۔ پس ابو عمرو (مختلف) قبائل

عرب میں چکر لگاتے پھرتے رہے مگر وعدہ کے دن تک کوئی دلیل نہ پاسکے پس برگشتہ لوگ آپکو حجاج کے پاس گھسیٹتے ہوئے لارہے تھے کہ راستہ میں ایک چرواہے کو یہ شعر پڑھتے ہوئے سنا ہے ربما تجزع اه لبسا اوقات گھبرا جاتے ہیں نفوس اس چیز سے کہ اس کیلئے کشادگی ہوتی ہے اونٹ کے گھٹنے کی رسی کھول دینے کی طرح ۔ ابو عمرو نے چرواہے سے دریافت کیا کہ تو یہ شعر کس طرح پڑھتا ہے فرَجہ یا فُرجہ ؟ چرواہے نے کہا: دونوں طرح کیونکہ ہر فعلۃ کے وزن پر آنیوالے لفظ میں ہمارے ہاں تین لغتیں ہیں، ابو عمرو نے اسے کہا، اس وقت اس شعر کے پڑھنے کا کیا مقصد ؟ اس نے کہا، ہم حجاج سے خائف تھے اور ابھی ابھی ہم کو اس کے مرنے کی خبر ملی ہے ابو عمرو کہتے ہیں کہ میں امتیاز نہ کرسکا کہ میں ان میں سے کس سے زیادہ خوش ہوا آیا جواب پالینے اور قول کی دلیل ملجانے سے یا جانی دشمن، حجاج کی خبر وفات سننے سے:۔

جزاءُ الطمع

طمع کی پاداش

كان ابن المغازل رجلاً يتكلم ببغداد على الطرق باخبارٍ ونوادر متنوعة، وكان نهايةً في الحذق لا يستطيع من سمعه ان لا يضحك، قال: وقفتُ يوماً على باب الخاصة، أضحِك الناسَ وأتاذُ بحضرِ خلفي بعضُ خدام المعتضد، فاخذتُ في نوادر الخدم فاعجب بذلك، فانصرف، ثم عاد فاخذ بيدي، وقال: دخلتُ، ثم وقفتُ بين يدي سيدي، فذكرتُ حكايتك، فضحِكَ، فانكر عليّ، وقال، مالك؟ ويلك، فقلتُ: على الباب رجلٌ يعرف بابن المغازل، يتكلم بحكاياتٍ ونوادرَ تضحك الثكولَ، فامر باحضارك، ولي نصفُ جائزتك فطمعتُ في الجائزة، وقلتُ: يا سيدي انا ضعيف وعلى عيلة، فلو اخذتَ سدساً او ربعها، فأبى وأدخلني، فسلمتُ، فردّ السلام وهو ينظر في كتاب، فنظرَ في اكثره وانا واقف، ثم أطبقه ورفع رأسه اليّ، وقال: انتَ ابن المغازل؟ قلتُ نعم، يا مولاي! قال بَلغني انك تحكي وتُضحك بنوادرَ عجيبة، فقلتُ: يا أمير المؤمنين الحاجة تفتق الحيلةَ، اجمع للناس حكاياتٍ اتقرب بها الى قلوبهم، فالتمسُ برّهم، فقال هات ما عندك، فان اضحكتني اجزتك بخمسمائة درهم، وان انا لم اضحك فمالي عليك؟ فقلتُ للحين مامعي الا قفاي، فاسأل ما احببتَ، قال انصفتَ ان لم تُضحكني اصفعك بذلك الجراب عشر صفعات، فقلتُ: ما اخطأني عسى فيه ريح ان اضحكته ربحتُ واخذتُ الجائزةَ والا فعشر صفعات بجراب منفوخ شئٌ هيّن، ثم أخذتُ في النوادر والحكايات والنعاشة والعبارة، فلم أدَع حكايةَ أعرابيّ ولا نحويّ ولا مخنث ولا قاضٍ ولا نبطي ولا سندي ولا زنجي ولا خادم ولا تركي ولا شاطر ولا عيار ولا نادرة ولا حكاية الا واحضرتُها حتى نفِد كل ما عندي، وتصدّع رأسي، وفترتُ وبردتُ، ولم يَبق ورائي خادم ولا غلام الا وقد مات من الضحك وهو مقطب لا يتبسم، فقلتُ قد نفِد ما عندي، ووالله ما رأيتُ مثلك قط، فقال لي: هيه ما عندك، فقلتُ: ما بقي لي سوى نادرة واحدة قال هاتها: قلتُ: وعدتني ان تجعل جائزتي عشرَ صفعات واسألك ان تُضعفها لي، وتضيف اليها عشرَ صفعات أخرى

فاراد ان يضحك، ثم تماسك، وقال: تفعل يا غلام؟ خذ بيده ثم مد دت قفاى، فصُفِعت بالجراب صفعة، فكأنها سقطت على قفاى قطعة من جبل، واذا هو مملوء حصا مدورا، فصُفِعت عشرا، فكادت ان تنفصل رقبتى، وطنّت أذناى وانقدح الشعاع من عينى فصحت يا سيدى! نصيحة، فرفع الصفع بعد ان عزم على العشرين، فقال: قل نصيحتك، فقلت يا سيدى! انه ليس فى الديانة احسن من الامانة، واقبح من الخيانة، وقد ضمنت للخادم الذى ادخلنى نصف الجائزة على قلّها او كثرها، وامير المؤمنين بفضله وكرمه قد اضعفها، وقد استوفيت نصفى، وبقى نصفه، فضحك حتى استلقى واستفزه ما كان سمع، فتحامل له، فما زال يضرب بيديه الارض، ويفحص برجليه، ويمسك بمراق بطنه حتى اذا سكن، قال: علىّ به، فاتى به، وامر بصفعه، وكان طويلا، فقال: وايش جنايتى؟ فقلت له: هذه جائزتى وانت شريكى فيها، وقد استوفيت نصيبى منها، وبقى نصيبك، فلما اخذه الصفع وطرق قفاه الوقع اقبلت الومه، واقول له: قلت لك: انى ضعيف معيل، وشكوت اليك الحاجة والمسكنة، واقول لك: خذ ربعها او سدسها، وانت تقول: لا آخذ الا نصفها، ولو علمت ان امير المؤمنين اطال الله بقاءه، جائزته الصفع وهبتها لك كلها، فعاد الى الضحك من عتابى للخادم، فلما استوفى نصيبه اخرج صرة، فيها خمسمائة درهم، وقال: هذه كنت اعددتها لك فلم يدعك فضولك حتى احضرت شريكا لك، فقلت: واين الامانة؟ فقسمها بيننا، وانصرفت

حل لغات | ابن المغازل علامہ مسعودی نے ذکر کیا ہے کہ یہ بغداد میں ایک پرمزاج وظریف الطبع شخص تھا جس کو بہت سے چٹکلے اور کہانیاں یاد تھیں اور طرح طرح کے افسانے سُنا سُنا کر لوگوں کو ہنساتا رہتا تھا یہ معتضد کے دورِ خلافت میں ہوا ہے ۔ اواخر قرن ثالث یعنی تقریباً ۲۹۰ھ میں وفات پائی ہے ۔ نوادر جمع نادرۃ عجیب کلام، متنوعۃ تنوع سے اسم فاعل ہے طرح طرح کی باتیں، الحذق (ض س) حَذْقاً، حِذاقاً، حَذاقۃً ماہر ودانا ہونا ۔ باب الخاصہ بغداد میں ایک مشہور گیٹ ہے، اتنادر تنادرا نوادر بیان کرنا، الخدم جمع خادم، الثکول کصبور ثکل بالضم سے مشتق ہے بمعنی موت و ہلاکت ثکل (س) ثکلاً ۔ ابنہ گم کرنا ۔ عَیلۃ عال (ض) عَیلاً، عَیلۃً، عُیولاً محتاج ہونا ص عائل مؤنث عائلۃ اسم عَیلۃ، لفتق (ن ض) فتقاً ۔ الشئ پھاڑنا ۔ الثوب سیون ادھیڑنا ۔ ہات اسم فاعل بمعنی بیار یعنی لا، اجز یک متکلم کا صیغہ ہے بمعنی عطاء کرنا ۔ للحین لام بمعنی فی ہے یعنی فوراً، اصفعک صفعہ (ف) صَفعاً تھپڑ مارنا ۔ الجراب تھیلا، ما اخطار کلمہ ما نافیہ ہے، الجائزۃ عطیہ، النعاشۃ قال فی الحاشیۃ کذا فی المنقول عنہ ولعلہ النقاشۃ بالنون والقاف بالکسر حرفۃ النقاش، نبطی نبط کی طرف منسوب ہے نبط ایک پہاڑ ہے جسکی طرف ایک عجمی قوم منسوب ہے جو عراقین کے درمیان آباد ہوئی تھی، شاطر چالاک ج شطار عیار آوارہ گرد، نفد (س) نفادا نیست ونابود ہونا، فترت (ن) فتوراً سُست ہونا، بردت (ن) بَرداً (ک) برودۃ ٹھنڈا ہونا، مقطب قطب (ض) قطباً، قطوباً ترش روئی کرنا، قفا گدی طنّت (ض) طنناً الاذن جھنجھنانا ۔ الناقوس اوالذباب بھنبھنانا، انقدح آگ نکلنا، استفزہ استفزازاً مضطرب کردینا ۔ باوجود مشقت کے برداشت کرنا یفحص (ف) فحصاً برجلہ پاؤں سے کھودنا ۔ مراق پیٹ کا نرم اور پتلا حصہ، ایش ای شئ کا مخفف ہے، الوقع (س) وقعاً ۔ الرجلُ پاؤں کا دردمند ہونا یہاں مطلق درد مراد ہے معیل بکثرت عیال والا، صرۃ تھیلی "

تشریح :- ابن المغازل ایک شخص تھا جو بغداد میں راستوں میں قصے کہانیاں اور طرح طرح کی انوکھی باتیں بیان کیا کرتا تھا ۔ نہایت ہوشیار اور صاحب عقل تھا جو بھی اس سے کوئی بات سنتا تو وہ ہنسے بغیر نہ رہتا ۔ اس نے اپنا ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے، کہا ہے کہ میں ایک روز "باب الخاصہ" پر بیٹھا ہوا لوگوں کو ہنسا رہا تھا انوکھی باتیں سُنا رہا تھا کہ میرے پیچھے معتضد باللہ کا ایک خادم آکھڑا ہوا، میں نے خادموں کے

لطیفے شروع کر دیئے اس کو بہت پسند آئے اور (سن سنا کر) کر چلا گیا (کچھ دیر بعد) پھر واپس آیا اور (آ کر) میرا ہاتھ پکڑ کر کہنے لگا کہ جب میں (یہاں سے جا کر گھر میں) داخل ہوا اور اپنے آقا کے سامنے کھڑا ہوا تو مجھے تیرا قصہ یاد آ گیا اور میں ہنس دیا۔ آقا کو یہ بات بُری معلوم ہوئی اس نے کہا: تجھے کیا ہوا؟ میں نے کہا: حضور دروازہ پر ایک آدمی ہے جو ابن المغازل کے نام سے مشہور ہے ایسے عجیب وغریب قصے اور انوکھی باتیں بیان کرتا ہے کہ مردوں کو بھی ہنسا دیتا ہے پس اس نے تیرے حاضر کرنیکا حکم کیا ہے اور تیرے عطیہ میں سے آدھا میرا ہے میں نے عطیہ میں طمع کی اور کہا: حضور! میں ضعیف اور فاقہ مست آدمی ہوں اگر آپ اس کا چھٹا یا چوتھائی حصہ لے لیں تو بہتر ہوگا وہ نہ مانا اور مجھے آقا کے پاس لے آیا میں نے آ کر سلام کیا تو اس نے جواب دیا، اس وقت وہ کتاب دیکھ رہا تھا میں کھڑا رہا اور وہ کتاب دیکھتا رہا اور جب اکثر کتاب دیکھ ڈالی تو کتاب بند کر کے میری طرف سر اٹھا کر بولا: تو ہی ہے ابن المغازل؟ میں نے کہا: جی ہاں، اس نے کہا: تو ہی حکائتیں بیان کرتا ہے اور لوگوں کو عجیب وغریب قصوں سے ہنساتا ہے؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین! ضرورت حیلہ کا دروازہ کھول دیتی ہے میں نے لوگوں کے لئے کچھ حکائتیں جمع کر لی ہیں جن کے ذریعہ سے میں ان کے قریب جاتا ہوں اور کچھ حاصل کر لیتا ہوں، اس نے کہا جو تیرے پاس ہو سنا اگر تو نے مجھے ہنسا دیا تو میں تجھے پانچ سو درہم دوں گا اور اگر میں نہ ہنسا تو پھر میرے لئے تیرے اوپر کیا ہوگا؟ (یعنی میں نہ ہنسا تو بتا کہ میں تجھے کیا سزا دوں) میں نے فوراً کہا: میری گُدی کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ پس جو آپ کی طبیعت چاہے سو پوچھیئے۔ معتضد نے کہا: بات تو انصاف کی کہی ہے۔ اگر تو نے مجھ کو نہ ہنسایا تو اس تھیلے سے تیرے دس چپت لگاؤں گا۔ میں نے کہا میرا خیال غلط نہیں ہے ہو سکتا ہے اس تھیلے میں ہوا ہو سو اگر میں نے اسے ہنسا دیا تو مجھے فائدہ ہوگا اور عطیہ حاصل کر لوں گا ورنہ ہوا سے بھرے ہوئے تھیلے کے دس چپت کھا لینا آسان ہے۔ اس کے بعد میں نے چٹکلے اور قصے بیان کرنے شروع کئے تو دیہاتی، نحوی، مخنث، قاضی، نبطی، سندی، حبشی، خادم، ترکی، عیار۔ و بدمعاش بے باک وچالاک کسی کا کوئی قصہ بیان کئے بغیر نہ چھوڑا یہاں تک کہ جتنے قصے میرے پاس تھے سب ختم ہو گئے، سر میں درد ہو گیا اور میں بالکل سست اور ٹھنڈا پڑ گیا میرے پاس جتنے نوکر چاکر تھے سب ہنستے ہنستے مر گئے مگر معتضد وہ ہے کہ منہ چڑھائے بیٹھا رہا اور ذرا بھی ہنس کے نہ دیا۔ میں نے کہا: میرے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہو گیا بخدا میں نے تجھ سا آدمی نہیں دیکھا۔ اس نے کہا: اور جو کچھ ہو وہ بھی سنا ڈال: میں نے کہا: ایک لطیفہ کے علاوہ اور کوئی چیز باقی نہیں، اس نے کہا: وہ بھی سنا دے، میں نے کہا: آپ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرا عطیہ دس چپت ہیں سو میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ دس چپت بڑھا کر دوچند کر دیجئے (یہ سن کر) اس نے ہنسنا چاہا مگر پھر رک گیا اور کہنے لگا (اچھا) ایسا ہی کر دوں گا، غلام سے کہا: اس کا ہاتھ پکڑ لے میں نے گُدی سامنے کر دی تو اس نے اتنے زور سے تھیلے کا چپت لگایا کہ گویا میری گدی پر پہاڑ ٹوٹ پڑا (معلوم ہوا کہ) وہ تھیلا چھوٹی چھوٹی گول گول پتھریوں سے بھرا ہوا تھا، پس میری گدی جدا ہونے کے قریب ہو گئی، کان جھنجھنانے لگے آنکھوں سے آگ نکلنے لگی تب میں نے چلا کر کہا: حضور! صرف ایک نصیحت ہے، پس اس نے چپت بازی ختم کر دی جب کہ وہ بیس چپت ہی مارنے کا ارادہ کر چکا تھا اس نے کہا: نصیحت بھی کہہ لے میں نے کہا: حضور! امانت سے بہتر خیانت سے بدتر دنیا میں کوئی چیز نہیں اور میں اس خادم کیلئے جو مجھے آپ کے پاس لایا ہے نصف عطیہ کا ضامن ہو چکا ہوں زائد ہو یا کم اور امیر المؤمنین نے اپنے فضل وکرم سے عطیہ دوچند کر دیا ہے اور میں نصف پورا ابھی کر چکا ہوں اب خادم کا نصف باقی رہ گیا ہے (یہ سن کر تو) معتضد ہنستا ہنستا چت لیٹ گیا اور اچھل اچھل گیا اور جب بمشکل تمام سنبھالا لیا تب بھی زمین پر ہاتھ پاؤں مارتا رہا اور پیٹ تھامے رہا یہاں تک کہ جب اس کو سکون ہو گیا تو اس نے کہا: خادم کو میرے پاس لاؤ، خادم کو لایا گیا تو اس نے چپت لگانے کا حکم کیا، خادم تھا بہت لمبا اس نے کہا: میرا کیا قصور؟ میں نے کہا: میرا عطیہ یہی تو ہے جس میں تو بھی شریک ہے میں تو اپنا حصہ پورا لے چکا ہوں اب تیرا حصہ باقی ہے، پس جب اس کے چپت لگا اور دو دنے اس کی گدی جھکا دی تو میں نے اس کو ملامت شروع کی کہ میں نے تو تجھے پہلے ہی کہا تھا کہ میں کمزور ہوں کثیر العیال ہوں اور میں نے اپنی ضرورت وغربت کی شکایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ تو اس کا چھٹا یا چوتھا حصہ لے لے، مگر تو یہی کہتا رہا کہ نہیں آدھا ہی لوں گا۔ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ امیر المؤمنین کا عطیہ اللہ اس کی عمر دراز کرے، چپت ہے تو میں سارا عطیہ تجھ ہی کو ہبہ کر دیتا۔ خادم کو میرے عتاب کرنیکی وجہ سے معتضد پھر ہنسنے لگا اور جب خادم بھی اپنا حصہ پورا لے چکا تو معتضد نے پانچسو درہم کی ایک تھیلی نکال کر کہا کہ میں نے تیرے لئے یہی تیار کی تھی پس تجھ کو تیری عبث گوئی نے نہیں چھوڑا تا آنکہ تو نے اپنا شریک بلا لیا، میں نے کہا: امانت کہاں ہے؟ پس اس نے ہمارے درمیان تقسیم کر دیا اور میں واپس ہو گیا۔

سترالعیوب والمجاملۃ مع من یؤذیہ

عیب پوشی اور اذیت رساں کے ساتھ اچھا سلوک

مسند امام احمد میں حضرت عقبہ بن عامرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "من ستر علی مؤمن فی الدنیا سترہ اللہ یوم القیامۃ" کہ جو شخص دنیا میں مؤمن کی پردہ پوشی کرے گا حق تعالٰے شانہٗ قیامت کے روز اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے ؎ قدم از رائے عمازی بدر نہ × کہ باشد پردہ پوشی لذیردہ درپہ

اراد مولی لقمان بیعہ، فقال، یا مولای! ان لی علیك حقا، فلا تبعنی الا ممن احب قال: لك ذلك، فکان الرجل اذا جاء یستامہ، قال لای شیئ تریدنی؟ فقال احدھم تحفظ علی بابی قال اشترنی، فلما جنہ اللیل اغلق الباب وقام یصلی فی الدھلیز، وکان لبنات الرجل اخلاء یجیئوا فضربوا الباب، فقلن: یالقمان! افتح الباب فقال: بابی انتن وامی، لیس لھذا اشترانی ابوکن، فضربنہ ضربا کدن ان یاتین منہ علی نفسہ، فلما اصبح لم یخبر اباھن، فلما کانت اللیلۃ الثانیۃ عاودنہ بمثل ذلك فلما اصبح لم یخبر اباھن، فلما کانت اللیلۃ الثالثۃ، عاودنہ بمثل ذلك، فلما اصبح لم یخبر اباھن، فاقبل بعضھن علی بعض، فقلن: ما جعل اللہ ھذا العبد الاسود اولی بھذا الخیر منا، قال الراوی فنسکن نسکا لم یکن فی بنی اسرائیل افضل منھن

حل لغات: المجاملۃ اچھا معاملہ کرنا، لقمان دیکھو صفحہ ۱۴۱ یستامہ استیاما بھاؤ لگانا۔ قیمت کی تعیین کرنا، جنہ (ن) جنا پوشیدہ ہونا۔ اخلاء جمع خلیل، نسکن (ن، ک، نسکا عابد وزاہد ہونا۔

تشریح :۔

حضرت لقمان کو ان کے آقا نے فروخت کرنا چاہا آپنے فرمایا: آقا! آپ پر میرا ایک حق ہے پس آپ مجھے اسکے ہاتھ فروخت کریں جسکو میں پسند کروں، آقا نے کہا: اسکا تجھے اختیار ہے پس جو شخص بھی آکر بھاؤ لگاتا اسی سے آپ دریافت کرتے کس کام کیلئے لینا چاہتا ہے؟ آنے والوں میں سے ایک نے کہا: اپنے گیٹ کی حفاظت کیلئے، آپنے فرمایا خرید لے، پس جب اس کو رات کی تاریکی نے چھپالیا (یعنی رات ہوگئی)، تو آپنے دروازہ بند کرکے دہلیز میں نماز پڑھنی شروع کردی، اس شخص کی لڑکیوں کے کچھ یار لگے ہوئے تھے انہوں نے آکر دروازہ کھٹکھٹایا۔ لڑکیوں نے کہا: لقمان! دروازہ کھول دے۔ آپنے فرمایا میرے ماں باپ تم پر قربان، تمہارے والد نے مجھے اس لئے نہیں خریدا۔ پس لڑکیوں نے آپ کو اتنا مارا کہ قریب تھا کہ وہ آپ کو ختم کردیں۔ جب صبح ہوئی تو آپنے ان کے والد کو اطلاع نہیں کی دوسری رات انہوں نے پھر ایسا ہی کیا آپنے پھر بھی ان کے باپ کو خبر نہیں کی۔ تیسری رات پھر ایسا ہی کیا آپنے پھر بھی خبر نہیں کی تو لڑکیاں آپس میں کہنے لگیں: اللہ نے اس حبشی غلام کو اس خیر کے متعلق ہم سے بہتر نہیں بنایا۔ راوی کہتا ہے کہ وہ لڑکیاں ایسی پارسا ہوئیں کہ بنی اسرائیل میں ان سے بہتر کوئی نہیں تھی "

٭ ٭ ٭ ٭

اَلـدَّنَاءَةُ

کمینگی

مَرَّ بِالْحُطَيْئَةِ ابْنُ حَمَامَةَ، وَهُوَ جَالِسٌ بِفِنَاءِ بَيْتِهِ، فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ، فَقَالَ: قَدْ قُلْتَ مَا لَا يُنْكَرُ، قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ أَهْلِي بِغَيْرِ زَادٍ، قَالَ: مَا ضَمِنْتُ لِأَهْلِكَ قِرَاكَ، قَالَ: أَفَتَأْذَنُ لِي أَنْ آتِيَ ظِلَّ بَيْتِكَ؟ قَالَ: دُونَكَ الْجَبَلَ يَفِيءُ عَلَيْكَ، قَالَ: أَنَا ابْنُ حَمَامَةَ، قَالَ: انْصَرِفْ، وَكُنِ ابْنَ أَيِّ طَائِرٍ شِئْتَ۔

حل لغات: الدناءة کمینگی دیکھو صفحہ الحطیئۃ (بالتصغیر) بصورت پستہ قد یہاں ابو ملیکہ جرول بن اوس بن مالک شاعر کا لقب ہے جو بڑا فصیح و بلیغ شاعر تھا مگر بڑا شریر اور نہایت بد خلق تھا اسلام قبول کرنے کے بعد مرتد ہو گیا تھا ایک مرتبہ اس کے دل میں آیا کسی کی ہجو کرے مگر کوئی نہ ملا تو دل ہی دل میں کہنے لگا ۔ ابت شفتای الیوم الا تکلما ؛ بشر فما ادری لمن انا قائلہ ؛
کچھ دیر کے بعد پانی کے حوض پر پہنچا اور اس میں اپنا چہرہ نظر آیا تو اس نے اپنی ہجو میں یہ شعر کہا ۔ اری لی وجھا قبح اللہ خلقہ ؛ فقبح من وجہ وقبح حاملہ ؛ وفات کے وقت اس سے کہا گیا کہ کچھ وصیت کر جا اس نے کہا کہ میرا کل مال میرے لڑکوں کے لئے ہے لوگوں نے کہا کہ اللہ نے اس کا حکم نہیں کیا اس نے جواب دیا کہ میں تو حکم کر رہا ہوں، ابن حمامہ ایک اعرابی تھا جس کو نظم سے الفت تھی اور شعر و شاعری پر گذر کرتا تھا اور آخر قرن ثانی میں وفات پائی، دونک اسم فعل بمعنی امر ہے لے خذہ، یفیئ (ض) فیئا۔ الظل سایہ کا ہٹ جانا۔

تشریح: ایک مرتبہ ابن حمام حطیئہ شاعر کے پاس کو گذرا وہ اپنے صحن خانہ میں بیٹھا ہوا تھا ابن حمام نے سلام کیا حطیئہ نے جواب میں کہا، تو نے ایسی بات کہی ہے جس کا انکار ہی نہیں کیا جا سکتا۔ ابن حمامہ نے کہا: میں اپنے گھر والوں کے پاس کو بلا توشہ نکل آیا (کچھ کھانے کیلئے دیدے) حطیئہ نے کہا: میں تیرے گھر والوں کیلئے تیری مہمانداری کا ٹھیکہ دار نہیں ہوں، ابن حمامہ نے کہا: اتنی اجازت ہے کہ میں تیرے گھر کے سایہ میں آجاؤں! حطیئہ نے کہا: پہاڑ کو اختیار کر وہ تیرے اوپر سایہ کرے گا۔ ابن حمامہ نے کہا: میں ابن حمامہ ہوں، حطیئہ نے کہا: تو یہاں سے چلا جا اور جس پرند کا چاہے بیٹا ہو جا۔ **توضیح:** حمامہ اس کے باپ کا نام ہے۔ اس لئے اس نے "انا ابن حمامہ" کہا تاکہ وہ کچھ نرم پڑ جائے مگر حطیئہ نے اس کے معنی کو بدل کر کبوتر مراد لیا جس سے اس کا مقصد یہ تھا کہ کبوتر تو بہت کمزور جانور ہے اگر تو کسی قوی سے قوی پرند کا بھی بیٹا ہو تب بھی تجھے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا کیونکہ میں تو پتھر ہوں جس کو چونک نہیں لگتی۔

اَلْعِلْمُ لَا يُعْطِيكَ بَعْضَهُ حَتّٰى تُعْطِيَهُ كُلَّكَ

علم تجھ کو اپنا تھوڑا حصہ بھی نہیں دیگا تا آنکہ تو اپنا سب کچھ اس کے حوالے نہ کر دے

قَالَ عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ، حَدَّثَنِي أَبُو يُوسُفَ قَالَ تُوُفِّيَ أَبِي إِبْرَاهِيمُ، وَخَلَّفَنِي صَغِيرًا فِي حِجْرِ أُمِّي فَأَسْلَمَتْنِي إِلَى قَصَّارٍ أَخْدِمُهُ، فَكُنْتُ أَدَعُ الْقَصَّارَ، وَأَمُرُّ عَلَى حَلْقَةِ أَبِي حَنِيفَةَ. فَأَجْلِسُ وَأَسْتَمِعُ، فَتَجِيءُ أُمِّي فَتَأْخُذُ بِيَدِي، وَتَذْهَبُ بِي إِلَى الْقَصَّارِ، وَكَانَ أَبُو حَنِيفَةَ يَعْنِي بِي لِمَا كَانَ يَرَى مِنْ حِرْصِي عَلَى التَّعَلُّمِ فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَى أُمِّي، وَكَثُرَ عَلَيْهَا هَرْبِي قَالَتْ لِأَبِي حَنِيفَةَ مَا

لِهٰذَا الصَّبِيِّ فَسَادُ غَيْرِكَ، هٰذَا صَبِيٌّ يَتِيْمٌ لَا شَيْءَ لَهُ، وَاِنَّمَا اُطْعِمُهُ مِنْ مِغْزَلِيْ، وَاٰمُلُ اَنْ يَكْتَسِبَ دَانِقًا يَعُوْدُ بِهٖ عَلٰى نَفْسِهٖ، فَقَالَ لَهَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ: مُرِّيْ يَا رَعْنَاءُ! هَا هُوَ ذَا يَتَعَلَّمُ اَكْلَ الْفَالُوْذَجِ بِدُهْنِ الْفُسْتُقِ، فَانْصَرَفَتْ عَنْهُ وَهِيَ تَقُوْلُ: اَنْتَ شَيْخٌ قَدْ خَرِفْتَ وَذَهَبَ عَقْلُكَ، قَالَ: ثُمَّ لَزِمْتُهُ، وَنَفَعَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالْعِلْمِ، وَرَفَعَنِيْ حَتّٰى تَقَلَّدْتُ الْقَضَاءَ فَكُنْتُ اُجَالِسُ الرَّشِيْدَ، وَاٰكُلُ مَعَهٗ عَلٰى مَائِدَتِهٖ فَلَمَّا كَانَ فِيْ بَعْضِ الْاَيَّامِ، قُدِّمَ اِلَيْهِ فَالُوْذَجَةٌ، فَقَالَ لِيْ، كُلْ يَا يَعْقُوْبُ! فَلَيْسَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ يُعْمَلُ لَنَا مِثْلُهَا، فَقُلْتُ: وَمَا هٰذِهٖ؟ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! فَقَالَ: هٰذِهٖ فَالُوْذَجَةٌ بِدُهْنِ الْفُسْتُقِ فَضَحِكْتُ، فَقَالَ لِيْ: مِمَّ تَضْحَكُ؟ فَقُلْتُ خَيْرًا، اَبْقَى اللّٰهُ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ: لَتُخْبِرَنِّيْ وَاَلَحَّ عَلَيَّ، فَحَدَّثْتُهٗ بِالْقِصَّةِ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰى اٰخِرِهَا، فَعَجِبَ مِنْ ذٰلِكَ۔

حل لغات علی بن الجعد بن عبید ابو الحسن جوہری بغدادی مولود ۱۳۳ھ متوفی ۲۳۰ھ بخاری و ابو داؤد کے رواۃ میں سے مشہور محدث و فقیہ ہیں، عبدوس اور موسیٰ بن داؤد کا قول ہے کہ ہم نے ان سے بڑھ کر حافظ حدیث نہیں دیکھا۔ امام ابو یوسفؒ کے خاص اصحاب میں سے ہیں، امام ابو حنیفہؒ کو بھی دیکھا ہے اور آپ کے جنازہ پر حاضر ہوئے ہیں حجر گود ج حجور، قصار دھوبی، ابو حنیفہ دیکھو ص۔ مغزلی مغزل تکلہ ج مغازل، آمل، املاً آرزو کرنا، دانق درہم کے چھٹے حصہ کا ایک سکہ ج دوانق (یہ لفظ فارسی ہے) مری مرور سے امر حاضر ہے، رعناء احمق، رعن (ک، س، ف) رعونۃ احمق بیوقوف ہونا، فالوذج فالودہ دہن، دہن، الفستق پستہ، خرفت (س ک) خرفا بڑھاپے کیوجہ سے فاسد العقل ہونا۔ الرشید دیکھو ص۵۵ مائدۃ دستر خوان، الح۔ فی السوال اصرار کرنا۔

تشریح:۔ علی بن جعد کہتے ہیں کہ مجھ سے امام ابو یوسف نے بیان کیا ہے کہ مجھ کو چھوڑ کر والد ابراہیم صغر سنی میں ماں کی گود میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے، میری والدہ نے مجھ کو ایک دھوبی کے سپرد کر دیا تاکہ میں اسکی خدمت کرتا رہوں (مگر مجھے یہ چیز ناپسند تھی اسلئے) میں دھوبی کو چھوڑ کر امام ابو حنیفہ کے حلقۂ درس میں آبیٹھتا اور آپ سے حدیثیں سنتا رہتا۔ والدہ آتیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر دھوبی کے پاس لیجاتیں امام ابو حنیفہ میرے علمی شوق کو دیکھ کر بہت زیادہ خیال فرماتے تھے جب میری والدہ پر (قصہ) گراں ہو گیا اور والدہ کا مجھ کو واپس کرنا، اور میرا بھاگنا حد سے زائد ہو گیا تو ایک روز، والدہ نے امام ابو حنیفہ سے کہا: اس بچہ کی بیکاری کا سبب آپ ہی ہیں، یہ بچہ تو یتیم ہے جس کے پاس کچھ نہیں ہے میں اسکو اپنے تکلے کی کمائی سے کھلاتی ہوں اور یہ آرزو رکھتی ہوں کہ یہ ایک آدھ درہم کمائے جس سے اپنی ذات کو فائدہ پہنچائے۔ امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا: اری جا پاگل، یہ تو روغن پستہ کے ساتھ فالودہ کھانا سیکھ رہا ہے، والدہ ان کے پاس سے بڑبڑاتی ہوئی اور یہ کہتی ہوئی واپس ہو گئی، بڈھے تیرا تو دماغ خراب ہو گیا تیری تو عقل جاتی رہی، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے امام ابو حنیفہؒ کے حلقۂ درس میں حاضر ہونے) کو لازم کر لیا اور اللہ نے مجھے علم سے بہت کچھ نفع بخشا یہانتک کہ میں قاضی القضاۃ ہو گیا اور ہارون الرشید کیساتھ اٹھنے بیٹھنے ایک دستر خوان پر کھانے پینے لگا۔ ایک روز ہارون الرشید کیلئے فالودہ مذکورہ پیش کیا گیا۔ خلیفہ نے کہا یعقوب! کھاؤ، کیونکہ یہ ہر روز تیار نہیں ہوتا۔ میں نے پوچھا: امیر المؤمنین! یہ کیا ہے؟ اس نے کہا: روغن پستہ کے ساتھ فالودہ ہے اس پر میں مسکرا دیا خلیفہ نے کہا: آپ کس لئے مسکرائے؟ میں نے کہا: امیر المؤمنین! کوئی بات نہیں، خلیفہ نے اصرار کیا تب میں نے (امام صاحب کا)

قصہ اوّل سے آخر تک بیان کیا خلیفہ نے سن کر تعجب کیا اور کہا بیشک علم دین و دنیا میں عزت دیتا ہے اللہ تعالیٰ ابو حنیفہ پر رحم فرمائے وہ عقل کی آنکھوں سے وہ کچھ دیکھتے تھے جو ظاہری آنکھوں سے نظر نہیں آتا۔

اَلْعَفْوُ عَنِ الْمُذْنِبِيْنَ

(قصور وار سے درگذر)

وَكَانَ رَجُلٌ شِرِّيْبٌ، جَمَعَ قَوْمًا مِنْ نُدَمَائِهِ، وَدَفَعَ إِلَى غُلَامٍ لَهُ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ أَنْ يَشْتَرِيَ بِهَا مِنَ الْفَوَاكِهِ لِلْمَجْلِسِ، فَمَرَّ الْغُلَامُ بِبَابِ مَجْلِسِ

منصور بن عمّار وهو يسأل لفقير شيئًا. ويقول: مَنْ دفع له أربعة دراهم، دعوتُ له أربع دعوات، فدفع له الغلام الدراهم فقال له منصور: ما الذي تريد أن أدعو لك؟ قال: أن يعتقني الله من رق العبودية، فدعا منصور وأمّن الناس، قال: والثانية؟ قال: أن يخلف الله عليّ الدراهم، فدعا له وأمّن الناس، قال: والثالثة؟ يا غلام! قال: أن يتوب الله على مولاي، فدعا له وأمّن الناس، قال: والرابعة؟ يا غلام! قال: أن يغفر الله لي ولمولاي ولك يا منصور وللحاضرين، فدعا منصور وأمّن الناس، فرجع الغلام فقال له مولاه: لِمَ أبطأت؟ فقصّ عليه القصة قال: وبِمَ دعا؟ قال: سألت لنفسي العتق، قال: اذهب فأنت حر، قال: والثانية؟ قال: أن يخلف الله عليّ الدراهم، قال: لك أربعة آلاف درهم، قال: والثالثة؟ قال: أن يتوب الله عليك، قال: تبت إلى الله عزوجل، قال: والرابعة؟ قال: أن يغفر لي ولك وللواعظ وللحاضرين، قال: هذه الواحدة ليست إليّ، فلما بات رأى في المنام كأن قائلا يقول: أنت فعلت ما كان إليك أترانى لا أفعل ما كان إليّ، قد غفرت لك وللغلام وللمنصور وللحاضرين

حل لغات: المذنبين جمع مذنب گناہ گار، شرّیب، بہت زیادہ شراب پینے والا۔ ندمار جمع ندیم مجلس شراب کا ساتھی۔ الفواکہ جمع فاکہۃ میوہ، منصور بن عمار شیخ ابو السری، واقف طریقت، کاشف حقیقت اور ایسے بے مثل واعظ تھے کہ اس زمانہ میں آپکا مثل نہ تھا، آپ خراسان کے رہنے والے تھے اور بعض لوگ مرو اور بعض بصرہ کو آپ کا مسکن بتاتے ہیں بعد میں آپ عراق چلے گئے تھے، آپ صاحب علم و حکمت اور فصیح و بلیغ شخص تھے آپنے ۲۲۵ھ میں وفات پائی ہے۔ وفات کے بعد حضرت ابوالحسن شعرانی نے آپکو خواب میں دیکھا، پوچھا اللہ نے آپکے ساتھ کیا کیا؟ فرمایا، بخش دیا اور مجھے حکم کیا کہ جس طرح تو دنیا میں ہماری تعریف انسانوں کے سامنے بیان کرتا تھا اسی طرح ملائکہ کے سامنے ہماری حمد و ثنا کر۔ رق غلامی، پتلی چیز، البطارت بطور تاخیر کرنا۔

تشریح:۔ ایک شرابی نے اپنے مجلس شراب کے ساتھیوں کو جمع کیا اور غلام کو چار درہم دیئے تاکہ وہ مجلس شراب کیلئے میوہ جات خرید لائے۔ غلام شیخ منصور بن عمار کی مجلس کے قریب ہو کر گزرا آپ کسی فقیر کیلئے سوال کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اس فقیر کو چار درہم دیگا میں اس کیلئے چار دعائیں کردوں گا۔ غلام نے وہ چار درہم فقیر کو دے دیئے۔ شیخ نے کہا: کیا دعا چاہتا ہے؟ غلام نے کہا: یہ کہ خدا مجھے غلامی سے آزاد کر دے، شیخ نے دعا کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: دوسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ مجھے میرے چار درہم

دیدے۔ شیخ نے دعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: تیسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ رب العزت میرے آقا کو توبہ کی توفیق دے شیخ نے دُعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پھر شیخ نے کہا: چوتھی؟ غلام نے کہا: یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ میری اور میرے آقا کی اور آپ کی اور تمام حاضرین کی مغفرت فرمائے۔ شیخ نے دعاء کی لوگوں نے آمین کہی، پس غلام واپس ہوا تو آقا نے کہا: اتنی دیر کیوں کی؟ غلام نے پورا قصہ بیان کردیا؛ آقا نے کہا: کیا کیا دُعاء کرائی ہے؟ غلام نے کہا اپنے لئے غلامی سے آزادی کی آقا نے کہا: جا تو آزاد ہے، اچھا دُوسری، غلام نے کہا: یہ کہ اللہ مجھے چار درہم دیدے، آقا نے کہا: تیرے لیے چار ہزار درہم ہیں، اچھا تیسری؟ غلام نے کہا: یہ کہ خدا آپ کو توبہ کی توفیق مرحمت فرمائے، آقا نے کہا: میں توبہ کرتا ہوں۔ اچھا چوتھی؟ غلام نے کہا: یہ کہ اللہ میری اور آپکی اور شیخ کی اور جملہ حاضرین کی مغفرت فرمائے، آقا نے کہا: یہ میرے اختیار میں نہیں ہے، پس جب اس نے شب خوابی کی تو خواب میں دیکھا کہ ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ جو تیرے اختیار میں تھا تو نے کرلیا تو کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ جو میرے اختیار میں ہے وہ میں نہ کروں گا میں نے تیری اور غلام کی اور منصور کی اور جملہ حاضرین کی مغفرت کی دی۔

اَحْسِنْ اِلیٰ مَنْ اَسَاءَ اِلَیْكَ

جو تیرے ساتھ بُرائی سے پیش آئے تو اس کیساتھ بھی احسان کر

وَيُحْكٰى اَنَّ زُبَيْدَةَ الْعَبَّاسِيَّةَ كَانَتْ جَالِسَةً ذَاتَ يَوْمٍ فِيْ قَصْرِهَا وَقَدْ دَخَلَتْ عَلَيْهَا حَاجِبَتُهَا تَقُوْلُ لَهَا، اِنَّ امْرَأَةً جَمِيْلَةً عَلَيْهَا اَطْمَارٌ رَثَّةٌ تُرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَيْكِ وَتَذْكُرُ اَنَّ لَهَا مَعْرِفَةً قَدِيْمَةً تَامَّةً بِهَا، فَاَنْكَرَتْ زُبَيْدَةُ ذٰلِكَ، وَتَوَقَّفَتْ فِيْهِ، ثُمَّ سَاَلَهَا مَنْ حَضَرَهَا مِنْ نِسَائِهَا وَجَوَارِيْهَا فِي الْاِذْنِ لَهَا، فَاَذِنَتْ، فَدَخَلَتْ اِمْرَأَةٌ تَامَّةُ الْقَامَةِ مُعْتَدِلَةُ الْخِلْقَةِ جَمِيْلَةُ الصُّوْرَةِ، عَلَيْهَا اَطْمَارٌ بَالِيَةٌ وَرِدَاءٌ مُرَقَّعٌ، فَجَعَلَتْ تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَاءٍ تُلَاصِقُ حِيْطَانَ الْاَرْوِقَةِ حَتّٰى انْتَهَتْ اِلٰى بَابِ الْمَجْلِسِ، فَسَلَّمَتْ، فَقَالَتْ زُبَيْدَةُ حُيِّيْتِ مَنْ اَنْتِ؟ قَالَتْ: اَنَا جَرِيْحَةُ الزَّمَانِ وَطَرِيْحَةُ الْحَدَثَانِ، ذَهَبَتِ الرِّجَالُ، وَاخْتَلَّتِ الْاَحْوَالُ، وَجَفَانَا الصَّدِيْقُ وَكِدْنَا اَنْ نُلْقٰى عَلَى الطَّرِيْقِ فَقَالَتْ لَهَا: اِنْتَسِبِيْ، فَقَالَتْ، اَنَا رَبِيْبَةُ ابْنَةُ مَرْوَانَ بْنِ مُحَمَّدٍ فَقَالَتْ، لَا حَيَّاكِ اللّٰهُ وَلَا سَلَّمَ عَلَيْكِ وَيْلَكِ اَتَذْكُرِيْنَ؟ وَقَدْ دَخَلَ عَجَائِزُنَا وَاَنْتِ فِيْ مُلْكِكِ وَجَبَرُوْتِكِ، يَسْاَلْنَكِ، وَيَرْغَبْنَ اَنْ تَسْاَلِيْ صَاحِبَكِ اَنْ يَاْذَنَ فِيْ اِنْزَالِ اِبْرَاهِيْمَ مِنْ خَشَبَتِهٖ، فَمَا فَعَلْتِ، فَتَغَرْغَرَتْ عَيْنَاهَا بِالدُّمُوْعِ، وَقَالَتْ، يَا ابْنَةَ الْعَمِّ وَاَيُّ شَيْءٍ اَعْجَبَكِ مِنْ ثَمَرَةِ الْعُقُوْقِ وَقَطْعِ الرَّحِمِ وَكُفْرِ النِّعْمَةِ حَتّٰى تَتَاَسَّيْنَ، اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ، ثُمَّ وَلَّتْ مُنْصَرِفَةً، فَنَدِمَتْ زُبَيْدَةُ عَلٰى بَادِرَتِهَا، وَاَدْرَكَهَا رِقَّةٌ، وَبَعَثَتْ جَوَارِيَهَا اِلَيْهَا، فَلَمْ تَرْجِعْ، فَقَامَتْ تَعْدُوْ خَلْفَهَا حَتّٰى اَدْرَكَتْهَا فِي الدِّهْلِيْزِ، وَرَدَّتْهَا وَاعْتَذَرَتْ اِلَيْهَا، فَرَجَعَتْ فَاَمَرَتْ جَوَارِيَهَا اَنْ يُدْخِلْنَهَا الْحَمَّامَ، وَاَحْضَرَتْ لَهَا اَصْنَافًا مِنَ الثِّيَابِ وَالْجِبَابِ، فَاخْتَارَتْ مِنْهَا

مَا لَبِسَتْ، وَتَطَيَّبَتْ وَاَقْبَلَتْ كَاَنَّهَا فِلْقَةُ قَمَرٍ، فَقَامَتْ اِلَيْهَا، وَاعْتَنَقَتْهَا، وَنَعَتَتْ مَجْلِسَهَا وَاَكَلَتْهَا، فَلَمَّا دَخَلَ الْخَلِيْفَةُ، قَصَّتْ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ، فَشَكَرَهَا عَلٰى تَدَارُكِ فَارِطِهَا، وَاَمَرَهَا اَنْ تَفْرِضَ لَهَا مَقْصُوْرَةً وَجَوَارِيَ يَخْدُمْنَهَا وَتَسْاَلُهَا، هَلْ بَقِيَ لَهَا مَنْ تَعْنِيْ بِاَمْرِهِ. فَفَعَلَتْ مَعَهَا ذٰلِكَ۔

حلِ لغات

زبیدہ زوجہ امیر المؤمنین ہارون الرشید و بنت جعفر بن منصور مشہور پارسا و نیک خصلت بی بی تھی، قصر محل، اطمار جمع طمر پرانی چادر، رثۃ بوسیدہ کپڑے، بالیہ پرانے اردا، چادر امرقع پیوند اخیطان جمع حائط (قیاس الحوطان) دیوار، اروقۃ جمع رواق سائبان، برآمدہ، اجریحۃ بمعنی مجروحہ، طریحۃ بمعنی مطروحہ انداختہ شدہ، الحدثان مصائب زمانہ، اختلت، اختلالاً خراب ہونا، بننا ارن، جفاۃ ظلم کرنا، ربیبہ دایہ، پرورش کرنے والی، وقد دخل جملہ حالیہ مفعول کے قائم مقام ہے، عجائز جمع عجوز بوڑھی عورت، تجبر تکبر، سرکشی، امرۃ دھاری دار چادر، اُون کی چادر جس میں سیاہ و سفید دھاریاں ہوں جو بہار العقوق نافرمانی۔ ترک شفقت، رقۃ، مہربانی، نرم دلی، جباب جمع جبۃ نوعے از پیرہن، فلقۃ ٹکڑا، اعتنقتہا اعتناقاً ایک دوسرے کی گردن میں ہاتھ ڈالنا، فارط چیز کا مقصورۃ چھوٹا حجرہ دلہن کیلئے آراستہ کیا ہوا مکان۔

تشریح:

منقول ہے کہ ایک روز زبیدہ عباسیہ اپنے محل میں بیٹھی ہوئی تھی کہ یکایک اس کی حاجبہ یہ کہتی ہوئی آئی کہ ایک خوبصورت عورت جس پر پھٹے پرانے کپڑے ہیں آپکے پاس آنا چاہتی ہے اور یہ بھی بتاتی ہے کہ وہ آپکو خوب اچھی طرح جانتی ہے زبیدہ نے اس کا انکار کیا اور اس کو داخلہ کی اجازت دینے میں بھی توقف کیا تاہم اپنے پاس والی عورتوں اور کنیزوں سے مشورہ کیا انہوں نے کہا: کوئی حرج نہیں، پس زبیدہ نے داخلہ کی اجازت دیدی، سو ایک عورت داخل ہوئی پورے قد والی، مناسب اعضاء والی حسین شکل و صورت والی جس پر پھٹے پرانے کپڑے اور پیوند در پیوند چادر تھی وہ برآمدوں کی دیوار وں سے لگی لگی شرماتی ہوئی مجلس کے دروازہ تک پہنچی اور سلام کیا، زبیدہ نے کہا، زندہ باش تو کون ہے؟ اس نے کہا، میں زخم رسیدہ روزگار اور انداختہ حوادثات زمانہ ہوں اپنے تمام آدمی ختم اور حالات دگرگوں ہوگئے۔ دوستوں نے ہمارے ساتھ ستم ظریفی کی بہ قریب تھے کہ ہم بر سر راہ ڈالدیئے جائیں:

کیوں سنگ حوادث سے نہ ٹوٹے دل نازک ؎ آئینہ ہے کچھ سد سکندری تو نہیں ہے (رشاد)

زبیدہ نے کہا، ذرا اپنا نسب تو بیان کر اس نے کہا: میں مروان بن محمد کی صاحبزادی کی دایہ ہوں،

زبیدہ نے کہا: خدا کرے تیری موت آجائے اور تجھے چین نصیب نہ ہو تجھے یاد ہے کہ جب کچھ بوڑھی عورتیں تیرے ہاں گئی تھیں اور تو اس وقت اپنے ملک ودولت سلطنت، کبر، و نخوت کے نشہ میں سرشار تھی وہ تجھ سے بخواہش تمام یہ درخواست کر رہی تھیں کہ تو اپنے صاحب الیعنی مروان سے اتنی سفارش کر دے کہ وہ ابراہیم کو سولی سے اتار دے مگر تو نے اتنا بھی نہیں کیا، یہ سن کر اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا آئیں اور کہا، اے بھتیجی! تجھ کو نافرمانی قطع رحمی اور ناشکری کے مقابلہ میں کون سی چیز بھائی کہ تو اس کو اختیار کر رہی ہے، اور السلام علیکم کہہ کر واپس ہوگئی، زبیدہ اپنی جلد بازی اور تیزی خشم پر شرمندہ ہوئی اور اس پر رقت طاری ہوگئی

مسکن دوست زجاں می طلبیدم گفتا ؎ مسکن دوست اگر ہست دل مسکین ست (مغربی)

چنانچہ اس نے اپنی کنیزوں کو اس کے پاس بھیجا مگر وہ واپس نہ ہوئی زبیدہ اٹھ کر خود اس کے پیچھے دوڑی یہاں تک کہ اس کو دہلیز میں پا لیا اور عذر معذرت

کرکے لوٹنے کی درخواست کی وہ واپس ہوگئی، زبیدہ نے کنیزوں کو حکم دیا کہ وہ اس کو گرمابہ میں لیجائیں اور قسم قسم کے کپڑے بجنے پیش کردیئے۔ جو کپڑا اس کو پسند آیا وہ اس نے پہن لیا اور خوشبو لگا کر جو باہر آئی تو معلوم ہوتا تھا کہ گویا چاند کا ٹکڑا ہے پس زبیدہ نے اُٹھ کر (غایت محبت سے) اس کے گلے میں ہاتھ ڈالے اور اس کے مقام کو بلند کیا اس کے ساتھ کھایا پیا۔

بروزگار سلامت شکستگان دریاب ۞ کہ جبر خاطر مسکیں بلا بگرداند

جب خلیفہ ہارون الرشید آیا تو زبیدہ نے پورا قصہ بیان کیا۔ ہارون نے زبیدہ کی پیش دستی کے تدارک پر شکر ادا کیا اور حکم کیا کہ اس کیلئے ایک کمرہ اور خدمت کیلئے کچھ لونڈیاں مقرر کردی جائیں اور اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا کوئی آدمی باقی ہے جس کے بارے میں وہ کچھ چاہتی ہو؟ زبیدہ نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔ باحسانے آسودہ کردن دلے × بہ از الف رکعت بہر منزلے

مدح الجبن
بزدلی کی تعریف

وقال سلم بن زرعة: وكان وجهه عبيد الله بن زياد لحرب ابى بلال الخارجى فى الفين، وابو بلال فى اربعين رجلا، فشد واعليه شدة رجل واحد، فانهزم هو واصحابه، فلما دخل على ابن زياد عنفه فى ذلك، وقال: أتمضى فى الفين وتنهزم عن اربعين؟ فخرج عنه وهو يقول: لأن يذمنى ابن زياد حيا خير من ان يمدحنى وانا ميت، (و) فى رواية أخرى ان يشتمنى الامير وانا حى احب الى من ان يثنى على وانا ميت، فقال شاعر الخوارج: ۵

االفا مؤمن لستم كذا كم	ولكن الخوارج مؤمنونا
هم الفئة القليلة قد علمتم	على الفئة الكثيرة ينصرونا

حل لغات الجبن (ن، ک) جُبْنًا بزدل ہونا۔ عبیداللہ بن زیاد دیکھو ص۸۔ ابوبلال دیکھو مقدمہ ص۳۰۔ عنف جھڑکنا، عتاب کرنا۔ الفئة جماعت، گروہ۔

تشریح:۔ اسلم بن زرعہ نے بیان کیا ہے جس کو عبیداللہ بن زیاد نے ابوبلال خارجی کیساتھ لڑائی کیلئے دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اور ابوبلال صرف چالیس آدمیوں کیساتھ تھا ابوبلال اور اس کے ساتھیوں نے شخص واحد کی طرح ایسا زوردار حملہ کیا کہ اسلم اور اس کے ساتھی شکست کھاگئے، جب اسلم ابن زیاد کے پاس آیا تو اس نے اسلم کو ملامت کی اور غیرت دلاتے ہوئے کہا کہ تو دو ہزار آدمیوں کے لشکر کے ساتھ گیا پھر بھی صرف چالیس آدمیوں سے شکست کھاگیا۔ اسلم ابن زیاد کے پاس سے یہ کہتا ہوا چلا آیا کہ ابن زیاد کا میری زندگی میں مجھ کو ملامت کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ میرے مرنے کے بعد میری تعریف کرے اور ایک روایت میں ہے کہ مجھ کو میری زندگی میں امیرالمؤمنین کا گالی دینا زیادہ پسند ہے اس سے کہ وہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے دعا کرے۔ پس ایک خارجی شاعر نے کہا ہے: الفا مؤمن الخ کیا دو ہزار آدمیوں کا مؤمن ہونا مستبعد ہے؟ تم تو ایسے ہو بھی نہیں، لیکن خوارج ہی ایمان والے ہیں۔ وہ چھوٹی جماعت ہے تمہیں معلوم ہے لیکن بڑی جماعت پر کامیاب ہوگئے۔

الحذاقة في الرمي

تیر اندازی میں مہارت

حدثت العتبي عن بعض اشياخه، قال: كنت عند المهاجر بن عبد الله والي اليمامة، فأتى باعرابي كان معروفا بالسرف، فقال له: اخبرني عن بعض عجائبك، قال: عجائبي كثيرة، ومن اعجبها انه كان لي بعير لا يُسبق، وكانت لي خيل لا تلحق، فكنتُ اخرج فلا ارجع خائبا، فخرجتُ، فاحترشتُ ضبا، فعلّقته على قتبي، ثم مررتُ بخباء ليس فيه الا عجوز، فقلتُ: يجب ان يكون لهذا الخباء غنم وابل، فلما امسيتُ اذا بابل، واذا شيخٌ عظيمُ البطن شثنُ الكفين، ومعه عبد اسود، فلما رآني رحّب بي ثم قام الى ناقة فاحتلبها، وناولني العلبة، فشربتُ ما يشرب الرجل فتناول الباقي، فضرب بها جبهته، ثم احتلب تسع اينق، فشرب البانهن، ثم نحر حوارا، فطبخه، فاكلتُ شيئا واكل الجميع حتى القى عظامه بيضا، وجثى على كومة، ولتوسّدها، ثم غطّ غطيط البكر، فقلتُ: هذه والله الغنيمة، ثم قمتُ الى فحل ابله فخطمته، ثم قرنته ببعيري، وصحت به، فاتبعني واتبعت الابل اربابا اربابا في قطار، فصارت خلفي كانها حبل ممدود، فمضيتُ ابادر ثنيّةً، بيني وبينها مسيرة ليلة للمسرع، ولم ازل اضرب بعيري مرة بيدي، ومرة برجلي حتى طلع الفجر، فابصرتُ الثنيّة، واذا عليها سواد، فلما دنوتُ منه، اذا الشيخ قاعد، وقوسه في حجره، فقال: أضيفنا؟ قلتُ: نعم، قال: اتسخي نفسك عن هذه الابل، قلتُ: لا، فاخرج سهما، كانه لسانُ كلب، ثم قال: انظر بين أذني الضبِّ المعلق في القتب، ثم رماه، فصدع عظمه عن دماغه، فقال لي: ما تقول؟ قلتُ: انا على رأيي الاول، قال: انظر هذا السهم الثاني في فقرة ظهره الوسطى، ثم رمى به، فكانما قدّره بيده، ثم قال: رأيك؟ فقلتُ: اني احب ان استثبت، قال: انظر هذا السهم في عكوة ذنبه والرابع والله في بطنك، ثم رماه، فلم يخطئ العكوة، قلتُ: أنزل آمنا، قال: نعم، فدفعت اليه خطام فحله، وقلتُ: هذه ابلك، لم تذهب منها وبرة، وانا انظر متى يرميني بسهم يقصد به قلبي، فلما تباعدتُ قال: أقبل، فاقبلتُ والله فرقا من شرّه، لا طمعا في خيره، فقال: ما احسبك تجشّمت الليلة ما تجشّمت الا من حاجة، قلتُ: نعم، قال: فاقرن من هذه الابل بعيرين، وامض لطيّتك، قال: قلتُ: اما والله لا امضي حتى اخبرك عن نفسك فلا والله ما رأيتُ اعرابيا اشد ضرسا، ولا اعدى رجلا، ولا ارمى يدا، ولا اكرم عفوا، ولا اسخى نفسا منك، فصرف وجهه عني حياءً، وقال: خذ الابل برمتها، مباركا لك فيها

حل لغات الحذاقة دیکھو ص ۲۶۸، العتبی دیکھو ص ۱۴۴، اشیاخ جمع شیخ، سرف تنعیم کے قریب ایک جگہ ہے، فاحترشتُ، حرش (ض) حرشا و احترش، الضب شکار کرنا، ضبا گوہ ج اضُب، ضُبان، ضِباب، ضبّ (ض)، ضبا چپ ہونا، قتب پالان ج

آذت۔ قتب (ن) قتبا۔ و مجنی آنت کھلانا، اقتب، البعیر اونٹ پر پالان باندھنا، رائحہ یقال مالہ سارحۃ ولا رائحۃ یعنی اس کے پاس ذرہ برابر بھی کچھ نہیں، شثن سخت، رحب مرحبا کہنا۔ العلبۃ چمڑے یا لکڑی کا برتن ج علاب، علب (ن، س) علبا سخت ہونا، اینق جمع ناقہ، حوار اونٹنی کا بچہ جس کا دودھ ابھی نہ چھڑایا گیا ہو ج احورۃ، جثی (ن) جثوا، جثی (ض) جثیا زانو پر بیٹھنا ص جاث ج جثی مونث جاثیۃ کو ہ مٹی کا ڈھیر ج اکوام، توسد الوسادۃ سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔ غط (ض) غطیطا۔ النائم سونے والے کا خراٹے لینا۔ البکر جوان اونٹ۔ فحل سانڈ، ہر حیوان کا نر ج فحول خطمہ (ض) خطما نکیل لگانا، ارب عضو یہاں جماعت مراد ہے، ارب (س) اربا باہر آنا۔ قطار ککتاب یک رشتہ شتر ج قطر، ثنیۃ گھاٹی، سواد وجود یقال رأیت سوادا میں نے وجود کو دیکھا ج اسودہ، صدع (ف) صدعا اس طرح پھاڑنا کہ جدا نہ ہو، فقرہ ریڑھ کی ہڈی ج فقر، عکوہ دم کی جڑ عکا (ن) عکوا جانور کی دم کو اس کی جڑ کی طرف موڑنا، ذروۃ اونٹ کی اون، فرق (س) منہ کھولنا تجشمت مصیبت جھیلنا، طلبۃ ارادہ، خواہش، ضرس داڑھ ج اضراس، رمۃ اعطاہ الشیٔ برمتہ اس نے اس کو کچھ دے دیا۔ تفشیجر

—— فاضل عتبی نے اپنے بعض شیوخ سے بیان کیا ہے اس نے کہا کہ میں مہاجر بن عبد اللہ حاکم یمامہ کے پاس تھا کہ ایک دیہاتی کو لایا گیا جو مقام اسر میں مشہور و معروف تھا، مہاجر نے اس سے کہا اپنا کوئی عجیب قصہ سنا۔ اس نے کہا: واقعات عجیبہ تو بہت ہیں مگر سب سے عجیب واقعہ یہ ہے کہ میرے پاس ایک اونٹ تھا جس سے آگے کوئی (اونٹ) نہیں بڑھ سکتا تھا اور ایک گھوڑا تھا جس کے ساتھ کوئی (گھوڑا) نہیں لگ سکتا تھا میں جب بھی (شکار کیلئے) باہر گیا کبھی ناکام نہیں لوٹا۔ ایک مرتبہ میں باہر گیا اور گوہ کا شکار کرکے پالان کی لکڑی میں لٹکا کر ایک خیمہ کے قریب کو گذرا جس میں ایک بڑھیا کے سوا کوئی نہ تھا میں نے اپنے دل میں کہا: ضرور اس کے ہاں مویشی یعنی اونٹ بکری وغیرہ ہوں گے، جب میں نے شام کی تو یکا یک کچھ اونٹ اور ایک بوڑھا آیا بڑی توند والا سخت اور بھری ہوئی ہتھیلیوں والا جس کے ساتھ ایک حبشی غلام تھا اس نے مجھے دیکھ کر مرحبا کہا اور فوراً اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ کر دودھ سے بھرا ہوا ایک برتن میری طرف بڑھایا سو جتنا ایک آدمی پی سکتا ہے اتنا میں نے پیا اور باقی بہنے کر پی لیا اس کے بعد اس نے نو اونٹنیوں کا دودھ دوہا اور سب پی گیا اور بعدہ ایک اونٹنی کا بچہ ذبح کرکے پکایا جس میں سے کچھ میں نے کھایا اور باقی سب وہ کھا گیا اور ہڈیاں تک صفا کر پھینکیں پھر مٹی کے تودہ کا تکیہ بنا کر زانو پر بیٹھ گیا اور اونٹ کی طرح خرخر کرنے لگا یعنی خراٹے لیتا ہوا سو گیا، میں نے اپنے دل میں کہا: موقعہ تو بہت غنیمت ہے چنانچہ میں نے اٹھ کر اس کے اونٹ کی ناک میں نکیل ڈالی اور اپنے اونٹ کیساتھ باندھ دیا اور اس کو ٹھوکی دی پس وہ میرے پیچھے ہو لیا اور باقی اونٹ بھی ایک ایک کرکے سب قطار میں لگ گئے جیسے گویا ایک رسی پھیلا دی گئی، پس میں گھاٹی پار ہونیکے قصد سے چل پڑا جس کے درمیان ایک رات کی مسافت تھی اور میں اپنے اونٹ کو کبھی ہاتھ سے کبھی پاؤں سے مارتا رہا یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور گھاٹی بھی نظر آنے لگی، دور سے ایک وجود سا معلوم ہو رہا تھا جب میں قریب آیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ وہی بوڑھا گود میں تیر کمان لئے ہوئے بیٹھا ہے اس نے مجھے دیکھ کر کہا: کیا ہمارا مہمان ہے؟ میں نے کہا: ہاں اس نے کہا: ان میں سے کوئی ایک اونٹ لے لے اور باقی واپس کر دے، میں نے کہا: ہرگز نہیں، پس اس نے کتے کی زبان کی مانند ایک تیر نکال کر کہا: پالان میں لٹکی ہوئی گوہ کے دونوں کانوں کے درمیان دیکھ یہ کہہ کر تیر چلایا اور اس کے بھیجے کی ہڈی کو پچکا دیا اور کہنے لگا: کہہ کیا کہتا ہے؟ میں نے کہا: میری تو وہی رائے ہے، اس نے کہا: یہ دوسرا تیر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں دیکھ، یہ کہہ کر پھر تیر چلایا تیر ٹھیک نشانہ پر ایسا لگا جیسے گویا اس نے اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اس کے بعد اس نے پھر پوچھا: کہہ کیا خیال ہے؟ میں نے کہا: سوچ لوں: اس نے کہا: یہ تیر اس کی دم کی جڑ میں دیکھ اور بخدا چوتھا تیرے پیٹ میں ہوگا یہ کہہ کر پھر تیر چلایا پس تیر نے بال برابر بھی تو خطا نہیں کی میں نے کہا: امن کیساتھ اترتا ہوں پس میں نے اونٹ کی نکیل اس کی طرف کر دی اور کہہ دیا کہ یہ ہی تیرا اونٹ جس کا ایک بال بھی ضائع نہیں ہوا اب میں اس کا منتظر تھا کہ دیکھئے کب میرے دل میں تیر مارتا ہے، جب میں کچھ دور پہنچ گیا تو اس نے کہا: ذرا ادھر تو آ، میں صرف اس کے خوف کی وجہ سے پھر آیا۔ اس نے کہا: تو نے یہ ساری مصیبت کس

فرزدق کیوجہ سے بڑی حیلی ہے ؟ میں نے کہا: ہاں ۔ اس نے کہا: اچھا ان میں سے دو اونٹ لے لے اور جہاں جانا ہو جا ۔ میں نے کہا: بخدا میں جاؤں گا یہاں تک کہ تجھے یہ بتادوں کہ میں نے تجھ سے زیادہ کوئی مضبوط، اڑ لگانے والا تیر انداز، درگذر کرنیوالا اور سخی تر نہیں دیکھا، پس اس نے ازراہ حیلہ اپنا چہرہ مجھ سے ہٹا کر کہا: اچھا یہ سب اونٹ لے لے، تجھے مبارک ہوں :۔

الباحث عن حتفه بظلفه

خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کرنے والا

یہ ایک کہاوت ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص کو بکری ملی اس نے اس کو ذبح کرنا چاہا مگر اسکے پاس چھری وغیرہ نہیں تھی، بکری نے زمین پر کھر مارنا شروع کیا تو زمین سے ایک چھری نمودار ہوئی اور اس نے چھری نکال کر بکری کو ذبح کر دیا پس یہ ہر اس شخص کے لئے کہاوت ہو گئی جو اپنی ہلاکت اور بربادی کا سامان خود پیدا کرے قال حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ

دلاتک کالشاة التی کان حتفها ۞ بحفر ذراعیها فلم ترض محفرا

کان رجل من اهل الکوفة، قد بلغه عن رجل من اهل السلطان انه یعرض له ضیعة بواسط فی مغرم، لزمه للخلیفة، فحمل وکیلاً له علی بغل، واتزع له خرجا بن نانیر، وقال له: اذهب الی واسط فاشترلی هذه الضیعة المعروضة، فان کفاک مافی هذا الخرج، والا فاکتب الی اُمِدّك بالمال فخرج فلما اصحر من البیوت لحق به اعرابی راکب علی حمار، معه قوس، وکنانة، فقال له: الی این متوجه؟ فقال: الی واسط، قال فهل لك فی الصحبة؟ قال نعم، فسارا حتی فوزا، نعنت لهما ظباء، فقال له الاعرابی: ای هذه الظباء احب الیك؟ المتقدم منها ام المتاخر، فاذکیه لك، قال له: المتقدم فرماه، فخرمه بالسهم، فاشتویا واکلا فاغتبط الرجل بصحبة الاعرابی، ثم عن لهم زفة قطا، فقال ایها ترین؟ فاصرعها لك، فاشار الی واحدة منها، فرماها فاقصدها، ثم اشتویا واکلا، فلما انقضی طعامهما، فوق له الاعرابی سهما، ثم قال: این ترید ان اصیبك؟ فقال له: اتق الله واحفظ ذمام الصحبة، قال: لابد منه، قال، اتق الله ربك واستبقنی، ودونك البغل والخرج، فانه مترع مالا، قال: فاخلع ثیابك، فانسلخ من ثیابه ثوبا ثوبا، حتی بقی مجردا، قال له: اخلع امواتك وکان لابسا خفین، فقال له: اتق الله فی ودع لی الخفین، اتبلغ بهما من الحر، فان الرمضاء تحرق قدمی، قال: لابد منه، قال: فدونك الخف، فاخلعه، فلما تناول الخف، ذکر الرجل خنجرا کان معه فی الخف، فاستخرجه، ثم ضرب به صدره، فشقه الی عانته، وقال له: الاستقصاء خرقة، فذهبت مثلا، وکان هذا الاعرابی من رماة الحدق،

حل لغات الباحث بحث (ف) بحثا۔ فی الارض کھودنا: مٹی کے نیچے کسی چیز کو تلاش کرنا، حتف موت یقال مات حتف انفہ (اپنی موت مرا) قال السموئل بن عادیا ۔ وما مات منا سید حتف انفه × ولا طل منا حیث کان قتیل

ہمارا کوئی سردار بچھو کے پر پڑ کر نہیں بلکہ جو مرا سو لڑائی میں مرا اور ہمارا کوئی ایسا مقتول نہیں ہے جس کا قصاص نہ لیا گیا ہو علامہ سبکی نے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ شعر کی نسبت سموأل کی طرف صحیح نہیں کیونکہ اس بات پر اجماع ہے کہ "مات حتف انفہ" کے متلفظ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور سموأل دورِ جاہلیت کا شاعر ہے جس کا انتقال بعثت قبل ہی ہو چکا تھا ظلف ناخون، پھٹے ہوئے کھر "الباحث عن حتفہ بظلفہ" ایک مثل ہے جس کا قصہ یہ ہے کہ ایک شخص کو ایک بکری ملی اس نے بکری کو ذبح کرنا چاہا اس کے پاس چھری وغیرہ نہ تھی بکری نے زمین پر کھر مارنا شروع کیا تو زمین سے ایک چھری برآمد ہوئی اس نے چھری اٹھا کر بکری کو ذبح کر دیا پس یہ ہر اس شخص کیلئے کہاوت ہوگئی جو اپنی ہلاکت و بربادی کا سامان خود پیدا کرے ضیعۃ زمین، مغرم تاوان، اترع الاناء برتن بھرنا خرجا خرجی خرجین جمع خرجۃ، اضحیٰ جنگل میں چلا جانا۔ کنانۃ، ترکش جمع کنائن فوزا تثنیہ کا صیغہ ہے فوز الطریق بیابان طے کرنا۔ عنت عنا ظاہر ہونا۔ خرمۃ خرم (ن) سوراخ کرنا، ناک کی درمیان والی ہڈی پھاڑنا، اغتبط اغتباطا خوش ہونا۔ زفۃ گروہ، قطا ایک پرند ہے جس کو سنگخوارش کہتے ہیں۔ فوق۔ لہ سہما سوفار لگانا۔ ذمام حق، واجب، حرمت، مترع بھرا ہوا، امواق جمع موق موزہ جو بار یک موزہ پر پہنا جائے، رمضاء دھوپ کی تیزی کیوجہ سے گرم زمین رمض (س) رمضا۔ النہار سخت گرم ہونا عانۃ موئے زیر ناف، الاستقصاء پوری کوشش کرنا، خرقۃ نادانی، بیوقوفی، الحدق جمع حذقۃ یتلی یہاں ماہر تیر انداز مراد ہے:

تشریح:۔ ایک کوفی بادشاہ کے ایک قریبی آدمی کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ وہ شخص اپنی زمین کو جو واسط میں تھی ظلیفہ کے قرض کے سلسلہ میں جو اس پر لازم ہوگیا تھا اس کوفی شخص پر (برائے فروخت) پیش کر رہا ہے کوفی نے اپنے ایک وکیل کو خچر پر سوار کرکے اور ایک خرجین اشرفیوں سے بھر کے کہا: تو واسط جاکر پیش کردہ زمین کو میرے لئے خرید لے اگر اس خرجین میں بھری ہوئی اشرفیں کافی ہوگئیں تو بہتر ورنہ میرے پاس خط لکھدینا اور مال بھیج دوں گا جب وکیل شہر سے نکل کر جنگل میں پہنچا تو ایک دیہاتی گدھے پر سوار تیر و ترکش لئے ہوئے اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، کہاں جا رہا ہے؟ وکیل نے کہا، واسط، دیہاتی نے کہا، ایک ساتھ چلنے کا ارادہ ہے؟ وکیل نے کہا، ہاں اچنانچہ وہ دونوں چلدئیے۔ اور جب مسافت طے کرتے ہوئے ایک بیابان میں پہنچے تو کچھ ہرنیں سامنے آگئیں دیہاتی نے کہا ان میں سے کونسی پسند ہے اگلی یا پچھلی تاکہ میں اس کو تیرے لئے ذبح کروں، وکیل نے کہا۔ اگلی، دیہاتی نے اس کے ایسا تیر مارا کہ اس کی ناک کی ہڈی کو پھاڑ ڈالا اور دونوں نے بھون کر کھالیا، وکیل اس دیہاتی کے ساتھ ہوجانے سے بہت خوش ہوا کچھ دیر بعد قطا کی ایک ڈار ظاہر ہوئی دیہاتی نے کہا، انمیں سے کس کو چاہتا ہے؟ تاکہ تیرے لئے اس کو بھی پچھاڑ ڈالوں، وکیل نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کردیا پس دیہاتی نے اس کے ایسا تیر مارا کہ اس کو وہیں ختم کردیا اور اس کو بھی بھون کر کھا گئے اور جب کھانا ختم ہوگیا تو دیہاتی نے وکیل پر تیر تان کر کہا: بتا کس جگہ لگاؤں؟ وکیل نے کہا، خدا سے ڈر اور صحبت کی حرمت کا پاس رکھ دیہاتی نے کہا، یہ تو ضروری ہے۔ وکیل نے کہا: خدا سے ڈر مجھے زندہ چھوڑ اور یہ خچر و خرجین جو مال سے بھرا ہوا ہے سب لے لے۔ دیہاتی نے کہا: کپڑے بھی نکال دے۔ وکیل نے ایک ایک کرکے کپڑے بھی اتار دیئے اور بالکل ننگا رہ گیا دیہاتی نے کہا، موزے بھی اتار وہ موزے پہنے ہوئے تھا اس نے کہا، خدا سے ڈر کم از کم موزے تو رہنے دے تاکہ میں ان کے ذریعہ گرمی سے کفایت کرسکوں کیونکہ دھوپ سے تپتی ہوئی زمین میرے پاؤں جھلس دیگی دیہاتی نے کہا: یہ بھی ضروری ہے وکیل نے کہا اچھا تو موزے بھی لے لے جب اس نے موزے اتارنے شروع کئے تو وکیل کو اپنا خنجر یاد آیا جو موزے میں تھا پس اس نے خنجر نکال کر دیہاتی کے سینہ پر مارا اور ناف تک پھاڑ ڈالا اور کہنے لگا یہ تمام کوشش حماقت تھی پس الباحث آہ ایک کہاوت ہوگئی۔ یہ دیہاتی بڑا ہی ماہر تیر انداز تھا۔

ع: ہر کہ او بد می کند بے شبہ با خود می کند:

اخلاف الوعد

وعدہ خلافی

قالوا: الخلف الأم من البخل، لانه من لم يفعل المعروف، لزمه ذم اللوم وحده، ومن وعد، واخلف، لزمه ثلاث مذمات ذم اللوم، وذم الخلف، وذم الكذب۔

تشریح:۔ اہل علم نے کہا ہے کہ وعدہ خلافی بخل سے بھی بدتر ہے کیونکہ جو شخص احسان نہ کرے اس کیلئے تو صرف ایک برائی ہے یعنی بخل، اور جو شخص وعدہ خلافی کرے اس کیلئے تین برائیاں ہیں ملامت کی برائی، وعدہ خلافی کی برائی، جھوٹ بولنے کی برائی۔

حسن الجوار

بھلا پڑوس

وذكروا ان جاراً لابی دلف ببغداد لزمه كبير دين فادح، حتی احتاج الی بیع داره فساوموه بها فسألهم الفی دینار، فقالوا: له ان دارك تساوی خمسمائة، قال: و جواری من ابی دلف بالف وخمسمائة، فبلغ ابا دلف، فامر بقضاء دینه، وقال له: لا تبع دارك ولا تنتقل من جوارنا

حل لغات: الجوار پڑوس۔ فادح گرانبار فدح (ف) فدحاً، گرانبار بنا دینا۔ ساوموه مساومة بھاؤ تاؤ کرنا۔

تشریح:۔ لوگوں نے بیان کیا ہے کہ بغداد میں ابودلف شاعر کے ایک پڑوسی پر گراں بار قرض آپڑا اس کی وجہ سے وہ اپنے گھر کو بیچنے پر مجبور ہوگیا لوگوں نے اس سے مکان کا بھاؤ کیا تو اس نے دو ہزار اشرفیاں مانگی لوگوں نے اس سے کہا کہ تیرا مکان صرف پانچسو کی قیمت کا ہے اس نے کہا، ابودلف کا پڑوس ایک ہزار پانچسو اشرفیوں کے برابر ہے، ابودلف کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اس کے قرض چکا دینے کا حکم دیا اور کہا کہ نہ تو اپنا گھر فروخت کر اور نہ ہمارے پڑوس سے منتقل ہو۔

حلم الحجاج

حجاج کی بردباری

قال الهیثم بن عدی: اُتی الحجاج بحروریة، فقال لاصحابه: ماتقولون فی هؤلاء؟ قالوا: اقتلهم اصلح الله الامیر، ونكل بها غيرها، فتبسمت الحرورية، فقال لها: لم تبسمت؟ فقالت: لقد كان وزراء اخيك فرعون خيرا من وزرائك يا حجاج! استشارهم فی قتل موسی، فقالوا: ارجه واخاه، وهؤلاء يامرونك بتعجيل قتلی، فضحك الحجاج وامر باطلاقها

تشریح:۔ ہیثم بن عدی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حجاج کے پاس خارجیوں کی ایک جماعت لائی گئی حجاج نے اپنے اصحاب سے کہا، اس جماعت کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ان سب کو قتل کر دیجئے اور ان کے قتل کے ذریعے سے دوسروں کو عبرت دیجئے، یہ سن کر سب خارجی ہنسنے لگے، حجاج نے ان سے پوچھا، تم ہنسے کیوں؟ انہوں نے کہا، حجاج! ان وزیروں سے بہتر تو تیرے بھائی فرعون ہی کے وزیر تھے، جب فرعون نے حضرت موسیٰؑ کے بارے میں ان سے مشورہ لیا تو انہوں نے کہا، ارجه واخاه، اس کو یعنی حضرت موسیٰ کو، اور ان

بھائی ہارون کو مہلت دے، اور یہ لوگ انکو ہمارے فوری قتل کیلئے کہہ رہے ہیں،

چو خشم آیدت برگناہ کسے ٭ تأمل کنش در عقوبت بسے ٭ کہ سہلست لعل بدخشاں شکست ٭ شکستہ نشاید گرباره بست

حجاج یہ سن کر ہنسنے لگا اور سب کو رہا کردینے کا حکم کردیا۔

(فائدہ) حدیث میں ہے کہ "المؤمن وثاب" مومن سمجھ بوجھ کر اقدام کرنے والا ہے، اور منافق جلد باز ہے، حضرت آدم علیہ السلام نے اپنی اولاد کو وصیت کی تھی کہ جو کام کرنا چاہو اس میں قدرے توقف کرو کیونکہ اگر میں توقف سے کام لیتا تو ندامت نہ اٹھانی پڑتی۔ ایک اعرابی کہتا ہے کہ عجلت سے احتراز کرو کیونکہ اہل عرب کے یہاں عجلت کی کنیت ام الندامات ہے ؂

پیش سگ چوں لقمۂ ناں افگنی ٭ بو کند آنگہ خورد ای معتنی

علماء نے لکھا ہے کہ جلد بازی شیطانی اثر ہے مگر چھ مواقع میں عجلت بہتر ہے (۱) دخول وقت کے بعد ادائیگی نماز میں (۲) حضور میت کے بعد تدفین میں (۳) لڑکی بالغ ہوجائے تو اس کی شادی میں (۴) قرض کی ادائیگی میں (۵) مہمان آجائے تو اس کی ضیافت میں (۶) گناہ ہوجائے تو توبہ کرنے میں:۔

البَارُّ بِاُمِّہٖ[ع۵]

ماں کا تابعدار

وکان حیوة بن شریح، یقعد للناس، فتقول له امه: قم یا حیوة! الق الشعیر للدجاج، فیقوم[ع۶] ـــــــــ

حیوۃ بن شریح ابن صفوان بن مالک البزرہ متوفی ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ مشہور عابد و زاہد، فقیہ اور مستجاب الدعوات تھے، امام احمد ابن معین، ابن یونس وغیرہ نے آپ کی توثیق کی ہے ابن وضاح نے بیان کیا ہے کہ ایک شخص طواف کرتے ہوئے دعا کر رہا تھا کہ خدایا مجھے قرضہ کے بارے سبکدوش کردے، اس نے خواب میں ایک شخص سے سنا کہ اگر تو قرضہ سے سبکدوش چاہتا ہے تو حیوۃ بن شریح کے پاس جا وہ تیرے لئے دعا کرے گا یہ شخص جمعہ کے روز عصر کے بعد اسکندریہ آیا اور آپ کے پاس اقامت کی دیکھتا کیا ہے کہ آپکے ارد گرد جو کنکریں وغیرہ پڑی تھیں سب اشرفیاں بن گئیں اور آپ نے فرمایا خدا سے ڈر اور جتنا تیرا قرضہ ہے اتنی اشرفیاں لے لے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں نے تین سو اشرفیاں لے لیں اور قرض چکا دیا:۔ **تشریح** حیوۃ بن شریح لوگوں کے (فیصلوں کے) لئے بیٹھے ہوتے تھے آپکی والدہ آکر کہتیں حیوۃ! مرغی کو جو ڈال دے، آپ فوراً اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

(فائدہ) امام احمد، امام نسائی اور حافظ بیہقی نے معاویہ بن جاہمہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت جاہمہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میرا ارادہ جہاد میں شرکت کا ہے آپ سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: تیری ماں زندہ ہے؟ انھوں نے کہا: جی ہاں، آپ نے فرمایا ماں کی خدمت کر کیونکہ جنت ماں کے قدموں میں ہے؂

جنت کہ سرائے مادرانست ٭ زیر قدمات مادرانست:۔

ع۵ البار- فرمانبردار، نیک شعار ۱۲ ع۶ شعیر جو، دجاج مرغی ۱۲

تعظيمُ الصّحبةِ النبويّة

صحبتِ نبوی کی عظمت

قال: خرج عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ويده على المعلّىٰ بن الجارود العبدی فلقيته امرأة من قريش، فقالت له: يا عمر! فوقف لها فقالت: كنا نعرفك مدة عُميرا، ثم صرت من بعد عُميرٍ عمر، ثم صرت من بعد عمر امير المؤمنين فاتقِ اللهَ يا ابن الخطاب! وانظر في امور الناس فانه من خاف الوعيدَ، قرب عليه البعيدُ، ومن خاف الموتَ خشى الفوتَ، فقال المعلّى: ايهًا يا امةَ الله فقد ابكيتِ امير المؤمنين، فقال له عمر: اسكت أتدرى من هذه؟ هذه خولةُ بنت حكيم التى سمعَ اللهُ قولَها من سمائه، فعمر أحرىٰ ان يسمعَ قولها ويقتدىَ به

حل لغات | عُمیر تصغیر عمر، خولہ بنت حکیم بن امیہ، ام شریک مشہور صحابیہ ہیں حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھیں عابدہ زاہدہ بی بی تھیں اور ان صحابیات میں سے تھیں جنہوں نے اپنی ذات کے متعلق تمام اختیارات حضور انور کو ہبہ کر دیئے تھے۔ **تشریح**:۔ راوی نے بیان کیا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ تشریف لیجا رہے تھے اور آپ کا ہاتھ معلی بن جارود کے کندھے پر تھا، راستہ میں ایک قریشی عورت ملی اور اس نے آواز دی، اے عمر! آپ فوراً ٹھہر گئے، عورت نے کہا: ہم تجھے ایک مدت تک عمیر جانتے رہے پھر تو عمیر سے عمر ہو گیا اس کے بعد اب عمر سے امیر المؤمنین ہو گیا سو اے خطاب کے بیٹے اللہ سے ڈرتا رہ اور لوگوں کے معاملات میں غور کرتا رہ کیونکہ جو شخص وعید سے خائف ہوتا ہے اس پر بعید قریب ہو جاتا ہے اور جو موت سے خائف ہوتا ہے اسکو ہمیشہ ہلاکت کا اندیشہ ہے، معلی نے کہا: اللہ کی بندی! بس کر تو نے امیر المؤمنین کو رلا ڈالا۔ حضرت عمرؓ نے معلی سے کہا: خاموش جانتا ہے یہ کون ہے؟ یہ خولہ بنت حکیم ہے جس کی بات کو اللہ نے آسمان پر سنا تھا پس عمر تو کہیں زیادہ لائق ہے کہ اس کی بات کو سنے اور اس پر عمل کرے:۔

ثمرةُ السَّبّ

گالی کا نتیجہ

قال رجل لابى بكر رضى الله عنه، والله لاسُبَّنَّكَ سَبًّا، يدخل القبرَ معك، قال معك يدخل لا معى، وقيل لعمرو بن عبيد لقد وقع فيك اليومَ ابو ايوب السجستانى حتى رحمناك، قال: اياه فارحموا، وشتم رجل الشعبى، فقال له: ان كنتَ صادقا فغفر الله لى، وان كنتَ كاذبا، فغفر الله لك،

حل لغات | ثمرة پھل، نتیجہ۔ السب گالی۔ عمرو بن عبید تمیمی بصری معتزلی، الشعبی دیکھو ص ۵۹ **تشریح**

ایک شخص نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا: میں آپ کو ایسی گالی دونگا جو قبر میں بھی آپ کے ساتھ جائیگی اپنے فرمایا: میرے ساتھ نہیں بلکہ تیرے ہی ساتھ جائیگی عمرو بن عبید سے کہا گیا کہ آج آپ کے بارے میں ابوایوب سجستانی نے وہ کچھ کہا کہ ہم کو آپ پر رحم آگیا، عمرو نے کہا: اسی پر رحم کھاؤ، ایک شخص نے امام شعبیؒ کو گالی دی آپنے فرمایا: اگر تو سچا ہے تو اللہ میری مغفرت فرمائے اور اگر تو جھوٹا ہے تو اللہ تیری مغفرت کرے۔

دشنام خلق را ندہم جز دعا جواب ۞ ابرم کہ تلخ گیرم و شیریں عوض دہم

الحسودُ لا یرضی بشیءٍ

حاسد تو کسی طرح بھی راضی نہیں ہوتا

توانم آنکہ نیازارم اندرون کسے ۞ حسود را چہ کنم کوز خود برنج درست

بمیر تا برہی اے حسود کیں رنجیست ۞ کہ از مشقت اُں جز بمرگ نتواں رست (سعدی)

قال الاصمعی، کان رجل من اھل البصرۃ بذیًّا شریرًا، یؤذی جیرانہ، ویشتم اعراضھم فاتاہ رجل، فوعظہ، فقال لہ ما بالُ جیرانك یشکونك، قال انھم یحسدونی، قال لہ: علی ای شیٔ یحسدونك؟ قال، علی الصلب، قال: وکیف ذاك؟ قال اَقبِل معی، فاقبل معہ الی جیرانہ فقعد متحازنًا، فقالوا لہ، مالك؟ قال: طرق اللیلۃ کتابُ معاویۃ ان اُصلبَ انا ومالك بن المنذر وفلان وفلان، فذکر رجالًا من اَشرافِ اھل البصرۃ، فوثبوا علیہ، وقالوا: یا عدو اللہ! انت تُصلب مع ھؤلاء، ولا کرامۃ لك، فالتفت الی الرجل، فقال: اماتراھم؟ قد حسدونی علی الصلب، فکیف لو کان خیرًا!

حل لغات | الحسود وہ شخص جو طبعاً حاسد ہو ج حُسُدٌ الاصمعی دیکھو ص۲۶ بذیًّا بدزبان فحش گو بذاءۃ (ف، بذی (س) بذُو (ک) بذاءۃ فاحش گو ہونا، اعراض جمع عرض، آبرو، الصلب سولی پر چڑھانا، متحازنًا اسم فاعل ہے تحازن اپنے آپ کو غمگین ظاہر کرنا، معاویہ دیکھو ص۱۲۹۔

تشریح:۔ اصمعی نے بیان کیا ہے کہ ایک بصری بڑا ہی شریر اور بدزبان تھا جو اپنے ہمسایوں کو تکلیف پہنچاتا اور انکی آبروریزی کرتا رہتا تھا ایک شخص نے اس کو سمجھایا اور کہا کیا بات ہے تیرے پڑوسی تیری شکایت کرتے رہتے ہیں، اس نے کہا وہ مجھ سے جلتے ہیں اس نے پوچھا: کس بات پر؟ اس نے کہا: اس بات پر یہانتک کہ میرے سولی دیئے جانے پر، اس نے پوچھا: یہ کیسے؟ اس نے کہا: میرے ساتھ آ، پس وہ اس کے ساتھ اپنے پڑوسیوں کے ہاں جاکر غمگین ہوکر بیٹھ گیا لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہوا؟ اس نے کہا آج رات معاویہ کا خط آیا ہے جسمیں لکھا ہے کہ مجھ کو اور مالک بن منذر اور فلاں فلاں اشراف اہل بصرہ کو سولی دی جائیگی پس سب لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور کہنے لگے، او دشمن خدا! تو ان کے ساتھ سولی دیا جائیگا حالانکہ تجھ میں کوئی شرافت و بزرگی نہیں ہے پس وہ واعظ کی طرف متوجہ ہوکر بولا: دیکھا آپنے! سولی دیئے جانے پر بھی مجھ سے جلتے ہیں اگر کوئی بھلائی کی بات ہوتی تو نہ معلوم ان کا کیا حال ہوتا۔

کلُّ العداوۃِ قد تُرجی ازالتُہا ۞ الا عداوۃ من عاداك من حسد

حُبُّ الجهاد فی سبیل اللہ تعالیٰ

راہ خدا میں شوقِ جہاد

یارب اِنّ جہادی غیر منقطع ❊ فکل ارضک لی ثغر و طرطوس

عن اشیاخ من بنی سلمۃ ان عمرو بن الجموح کان رجلا اعرج شدید العرج، وکان له بنون اربعة مثل الاسد، یشهدون مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المشاهد، فلما کان یوم احد ارادوا حبسه وقالوا له: ان اللہ عزوجل قد عذرك، فاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: ان بنیّ یریدون ان یحبسونی عن هذا الوجه والخروج معك فیه، فواللہ انی لارجوان اطأ بعرجتی هذه فی الجنة، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: اما انت، فقد عذرك اللہ، فلا جهاد علیك، وقال لبنیه: ما علیکم ان لا تمنعوه، لعل اللہ ان یرزقه الشهادة، فخرج معه، فقتل یوم احد

حل لغات | العرج ملزاہٹ۔ بنون ج ابن۔ المشاهد میدانِ جنگ۔ الوجه بزرگی و منزلت۔ اطأ۔ وطئ پیر سے روندنا۔ **تشریح**

بنی سلمہ کے شیوخ سے مروی ہے کہ حضرت عمرو بن جموح ایک غیر معمولی لنگڑے شخص تھے اور ان کے چار بیٹے شیر ببر (بہادر) تھے جو اکثر حضورؐ کیساتھ لڑائیوں میں شرکت کرتے تھے۔ غزوۂ احد میں (عمرو بن جموح کو شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں مگر ان کے بیٹوں نے ان کو روکنا چاہا اور کہنے لگے کہ (لنگڑے پن کی وجہ سے) اللہ نے آپکو معذور قرار دیا ہے پس تب حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا! یا رسول اللہ میرے بیٹے مجھے اس منزلت عظمیٰ یعنی آپکے ساتھ غزوۂ احد میں جانے سے روکنا چاہتے ہیں اور میری آرزو ہے کہ اپنے لنگڑے پاؤں سے جنت میں چلوں پھروں۔

چوں شہید عشق در دنیا و عقبیٰ سرخروست ❊ اے خوش آں ساعت کہ ما را کشتہ زیں میداں برند

حضورؐ نے ارشاد فرمایا: اللہ نے تم کو معذور کیا ہے اس لئے تم پر جہاد ضروری نہیں اور ان کے بیٹوں سے فرمایا کہ تم کو روکنے کی بھی ضرورت نہیں ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ انکو شہادت نصیب فرمادے۔ چنانچہ عمرو جنگ احد میں تشریف لے گئے اور شہید ہوگئے۔

از عشق دم مزن چوں نگشتی شہید عشق ❊ دعوائے ایں مقام درست از شہادت است

العقوق

والدین کی نافرمانی

عن عبد اللہ بن ابی اوفیٰ قال جاء رجل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ: ان ههنا غلاما قد احتضر، فیقال له: قل لا اله الا اللہ، فلا یستطیع ان یقولها، قال الیس کان یقولها فی حیاته، قالوا: بلی، قال: فما منعه منها عند موته؟ فنهض

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ونھضنا معہ، حتی اتی الغلام فقال: یا غلام! قل: لا الٰہ الا اللہ، قال: لا استطیع ان اقولہ، قال: لِمَ؟ قال: لعقوق والدتی، قال: اھی حیۃ؟ قال: نعم، قال: ارسلوا الیھا، فجاءتہ، فقال لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ابنک ھو؟ قالت: نعم، قال: ارأیتِ لو انّ نارا اُجّجت، فقیل لک: ان لم تشفعی فیہ قذفناہ فی ھذہ النار، فقالت: اذا کنت اشفع لہ، قال: فاشھدی اللہ، واشھدینا بانک رضیت عنہ، فقالت: قد رضیت عن ابنی، قال یا غلام! قل لا الٰہ الا اللہ، فقال: لا الٰہ الا اللہ، فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الحمد للہ الذی انقذہ بی من النار

حل لغات العقوق والدین کی نافرمانی، عاق نافرمان، عبداللہ بن ابی اوفی علقمہ بن حارث اسلمی صحابی ہیں اور صحابی زادہ ہیں غزوہ حنین، فتح خیبر، حدیبیہ، بیعت الرضوان وغیرہ میں حضورؐ کیساتھ شریک رہے، حضورؐ کی وفات کے بعد کوفہ میں سکونت اختیار کرلی تھی وہیں ۸۶ھ یا ۸۷ھ میں وفات ہوئی آپ آخر عمر میں نابینا ہوگئے تھے کوفہ کے رہنے والے صحابہ میں سب کے بعد انہی کی وفات ہوئی ہے۔ احتضر المریضُ قریب المرگ ہونا، اُجّجت اَجّج۔ النار بھڑکانا، قذفناہ (ض) قذفاً پھینکنا، ڈالنا، انقذہ وتنقذہ (ن) نقذاً نجات دینا:۔ **تشریح**:۔ عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ! ایک نوجوان (علقمہ) قریب المرگ ہے اس سے کہا جاتا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ پڑھ تو وہ نہیں پڑھ پاتا، آپنے فرمایا کیا وہ اس کلمہ کو اپنی زندگی میں نہیں پڑھتا تھا؟ لوگوں نے عرض کیا پڑھتا تھا۔ آپنے فرمایا: پھر موت کے وقت اس کے پڑھنے سے کونسی چیز مانع ہے پس آنحضرتؐ اٹھے اور ہم بھی آپکے ساتھ اٹھے، آپنے (اس نوجوان کے پاس تشریف لاکر) فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، اس نے کہا: میں نہیں سکتا (یعنی زبان سے نہیں نکلتا)، آپنے فرمایا: کیوں نہیں نکلتا؟ اس نے کہا والدہ کی نافرمانی کیوجہ سے، آپنے دریافت کیا: اس کی ماں زندہ ہے؟ لوگوں نے کہا: زندہ ہے، آپنے فرمایا: کسی کو اس کے پاس بھیجو، پس اسکی ماں حاضر خدمت ہوئی، آپنے فرمایا: یہ تیرا بیٹا ہے؟ اس نے کہا: ہاں، آپنے فرمایا: بتا اگر آگ دہکائی جائے اور تجھ سے کہا جائے کہ اگر تو سفارش نہ کرے گی تو ہم اس کو آگ میں ڈال دینگے (ایسی حالت میں تو سفارش کریگی یا نہیں؟) اس نے کہا ضرور سفارش کروں گی۔ آپنے فرمایا، تو اللہ کو اور مجھ کو گواہ بناکہ تو اس سے راضی ہوگئی، اس نے کہا: میں اپنے بیٹے سے راضی ہوں، تب آپنے اس نے سے فرمایا: کہہ لا الٰہ الا اللہ، اس نے فوراً کہا: لا الٰہ الا اللہ، آپ نے فرمایا: شکر ہے خدا کا جس نے اس کو میری وجہ سے آگ سے نجات دے دی

خِتَامُہٗ مِسْک

اس کا خاتمہ مشک (جیسا) ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۱) مَا تَعُدُّوْنَ الصُّرَعَۃَ فِیْکُمْ؟ قَالُوْا: اَلَّذِیْ لَا یَصْرَعُہُ الرِّجَالُ، قَالَ: لَا وَلٰکِنَّہُ الَّذِیْ یَمْلِکُ نَفْسَہٗ عِنْدَ الْغَضَبِ (۲) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ الْجَوَّاظُ وَلَا الْجَعْظَرِیُّ (۳) اَلرَّجُلُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ ۔

حل لغات ختام ہر وہ چیز جس سے مہر لگائی جائے ج ختم، الصرعۃ بہت پچھاڑنے والا، جواظ متکبر، اجڈ، کھدرا، الجعظری

بدخلق۔ ؎ الجواظ المختال وقیل الجموع المنوع وقیل الضیاع المہذار والجعظری الفظ الغلیظ وقیل القصیر المتنفع بما لیس عندہ ۱۲ سیبی

تشریح:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے دریافت کیا! تم پہلوان کس کو سمجھتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا! یا رسول اللہ جس کو لوگ نہ پچھاڑ سکیں۔ آپ نے فرمایا! نہیں بلکہ پہلوان وہی شخص ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے (صحیحین عن ابی ہریرہؓ) (۲) متکبر اور بد خلق جنت میں نہیں جائے گا (ابو داؤد، بیہقی، صاحب جامع اصول عن حارثہ بن وہبؓ) (۳) آدمی اپنے دوست کے طریقہ پر ہوتا ہے پس غور سے دیکھ لینا چاہیئے کہ کس سے دوستی کرے اور کس سے نہ کرے (احمد، ترمذی، ابو داؤد، بیہقی عن ابی ہریرۃ)

---

(۴) مِن أشرِّ الناس ذوالوجهين الذی یأتی هٰؤلاء بوجه وهٰؤلاء بوجهٍ (۵) إنّ من أربی الربی الاستطالة فی عرض المسلم بغیر حق (۶) ایاکم والحسدَ فانّ الحسدَ یاکل الحسنات کما تاکل النارُ الحطبَ. (۷) کبرت خیانة ان تحدث اخاك حدیثا هولك به مصدق وانتَ له به کاذب (۸) ویلٌ للذی یحدّثُ فیکذب لیضحك به القومُ ویلٌ له ویلٌ له. (۹) قال اذا وعد الرجلُ اخاه ومن نیته ان یفی له فلم یف ولم یجئ للمیعاد فلا اثم علیه. (۱۰) اذا تثاءب احدُکم فلیُمسك علی فیه فان الشیطانَ یدخلُ (۱۱) خمسٌ تجبُ للمسلم علی اخیه ردُّ السلام وتشمیتُ العاطسِ واجابةُ الدعوةِ وعیادةُ المریضِ واتباعُ الجنازةِ

حل لغات: ذوالوجہین دورُخا، دوغلا۔ ربی زیادتی، سود۔ الاستطالۃ بدنامی کی شہرت دینا۔ الحطب لکڑی۔ ویل ہلاکت، بربادی۔ یفی (مص) وفاء۔ بالعہد وعدہ پورا کرنا۔ اثم گناہ۔ تثاءب جمائی لینا۔ تشمیت چھینک کا جواب دینا۔ **تشریح:**

(۴) قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے بڑا شخص دورُخا (دوغلا) ہوگا جو اس کے منہ پر اس کی اور اس کے منہ پر اس کی کہنے والا ہو۔ (ترمذی عن ابی ہریرۃ) (۵) بدترین سود مسلمان کی عزّت و آبرو میں ناحق بدزبانی کرنا ہے (ابو داؤد، بیہقی)

(۶) حسد سے بچو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھالیتا ہے جیسے آگ لکڑی کو (ابو داؤد عن ابی ہریرۃ)

(۷) بڑی خیانت ہے یہ کہ تو اپنے بھائی سے ایسی بات کہے کہ وہ تجھے اس میں سچا سمجھتا ہے اور تو اس میں جھوٹا ہے (مسلم عن ابی سعید الخدری)

(۸) ہلاکت ہے اس کیلئے جو لوگوں کو ہنسانے کیلئے بات کرتا ہے اور اس میں جھوٹ بولتا ہے اس کیلئے ہلاکت ہے اس کیلئے ہلاکت ہے (ترمذی، ابو داؤد، احمد، دارمی عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ)

(۹) جب کوئی آدمی وعدہ کرے اور اس کی نیت وعدہ پورا کرنے کی ہو مگر وہ (کسی وجہ سے) پورا نہ کر سکے تو اس پر کچھ گناہ نہیں (ترمذی، ابو داؤد عن زید بن ارقم)

(۱۰) جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو اسے چاہیئے کہ منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے (مسلم عن ابی سعید الخدری)

(۱۱) ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں ۱ سلام کا جواب دینا ۲ بیمار کی عیادت کرنا ۳ جنازہ کے پیچھے چلنا ۴ اس کی دعوت کو قبول کرنا ۵ چھینک کا جواب دینا۔ (صحیحین عن ابی ہریرۃ)

---

(۱۲) مَن بَات علی ظهر بیت لیس علیه حجارٌ فقد برئت منه الذمة۔ (۱۳) قال مَن استعاذ

عـــہ قال النووی: ریاض الصالحین، اسنادہ صحیح ۱۲

باللہ فاعیذوہ ومن سألکم بوجہ اللہ فاعطوہ

(۱۴) والذی نفسی بیدہ لا تدخلوا الجنۃ حتی تؤمنوا ولا تؤمنوا حتی تحابّوا افلا ادلکم علی امر اذا فعلتموہ تحاببتم افشوا السلام بینکم۔ (۱۵) من احب ان یمثل لہ الرجال قیاما فلیتبوأ مقعدہ من النار (۱۶) لا تترکوا النار فی بیوتکم حین تنامون (۱۷) ان اولی الناس باللہ تعالی من بدأھم بالسلام (۱۸) الایمن فالایمن (۱۹) اکرموا الخبز (۲۰) الصبر رضا (۲۱) الصوم جنۃ (۲۲) الفخذ عورۃ (۲۳) لا تتمنوا الموت (۲۴) الزم بیتک (۲۵) العدۃ دین (۲۶) الدین النصیحۃ (۲۷) قیّد وتوکّل (۲۸) ید اللہ مع الجماعۃ (۲۹) المرء مع من احب (۳۰) الید العلیا خیر من الید السفلی (۳۱) لا تکذبوا علیّ فانہ من کذب علیّ یلج النار (۳۲) من تعلم علما لغیر اللہ او اراد بہ غیر اللہ فلیتبوأ مقعدہ من النار۔

حل لغات: یمثل (ک، ن) مثولاً بین یدی فلان کسی کے سامنے کھڑا ہونا۔ فلیتبوأ تبوّأ۔ المکان اقامت کرنا۔ مقعد بیٹھنے کی جگہ ج مقاعد۔ جنۃ ڈھال۔ الفخذ ران۔ العدۃ وعدہ۔ یلج ولوجاً داخل ہونا۔

تشریح: (۱۲) جو شخص بے منڈیر کی چھت پر سوئے اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ (۱۳) جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر پناہ چاہے اس کو پناہ دو اور جو شخص اللہ کا واسطہ دے کر سوال کرے اس کا سوال پورا کرو (ابوداؤد، نسائی، احمد عن ابن عمر)

(۱۴) اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک کہ مؤمن نہ ہو اور مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپس میں محبت نہ رکھو، تو کیا میں تمہیں وہ بات نہ بتادوں جس پر عمل کرنے سے ایک دوسرے کے دوست بن جاؤ گے، آپس میں سلام کو رواج دو۔ (مسلم، ترمذی عن ابی ہریرۃ)

سلامت من دل خستہ در سلام تو باشد ❊ زہے سعادت اگر دولت سلام تو یابم

(۱۵) جس کو اس بات سے خوشی ہو کہ لوگ بت کی طرح اس کیلئے کھڑے رہیں اسے اپنی دوزخ کی نشست گاہ ٹھیک کر لینی چاہیئے (ترمذی، ابوداؤد عن معاویہ بن ابی سفیان بلفظ من سرّہ الخ) (۱۶) سوتے وقت گھروں میں آگ جلتی مت چھوڑو۔ (صحیحین عن ابن عمر) (۱۷) لوگوں میں دوسروں کی بہ نسبت اللہ کے نزدیک زیادہ مقرب وہ ہے جو پہلے سلام کرے (ترمذی، ابوداؤد، احمد عن ابی امامہ) (۱۸) ابتداء دائیں جانب سے ہونی چاہیئے (قطعۃ من حدیث الصحیحین عن انس بن مالک) (۱۹) روٹی کا احترام کرو (طبرانی) (۲۰) صبر خوشنودی ہے۔ (۲۱) روزہ ڈھال ہے (قطعۃ من حدیث طویل للشیخین عن ابی ہریرۃ) (۲۲) ران ستر ہے، یعنی شرمگاہ میں داخل ہے کہ جس طرح شرمگاہ کا ڈھکنا ضروری ہے اور واجب ہے اسی طرح ران کا ڈھکنا ضروری ہے (ترمذی، ابوداؤد عن جرہد بن خویلد) (۲۳) موت کی تمنا نہ کرو (احمد عن جابرؓ) (۲۴) اپنے گھر کو لازم پکڑ (قطعۃ من حدیث للترمذی عن عبداللہ بن عمرو بن العاص) (۲۵) وعدہ قرضہ ہے یعنی قرضہ کی طرح وعدہ کا پورا کرنا ضروری ہے (ابونعیم فی الحلیہ) (۲۶) دین خیر خواہی

ہے (مسلم عن تمیم الداری) (۲۷) باندھ اور بھروسہ کر (یعنی اسباب مہیا کر کے نتیجہ میں اللہ پر اعتماد چاہیئے (۲۸) اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے (ترمذی عن ابن عباس) (۲۹) آدمی اس کے ساتھ ہے جس سے اس نے محبت کی (ترمذی عن انس و صفوان) (۳۰) اوپر کا ہاتھ نچلے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے یعنی دینے والا ہاتھ مانگنے والے ہاتھ سے اچھا ہوتا ہے (قطعة من حديث الشيخين عن حكيم بن حزام) (۳۱) مجھ پر جھوٹ مت لگاؤ (یعنی بلا سوچے سمجھے اور تحقیق کے بغیر کسی قول و فعل کو میری طرف منسوب نہ کرو) اس لئے کہ جس نے مجھ پر جھوٹ کہا اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے (ترمذی عن علی ابن طالب) (۳۲) جس نے اللہ تعالیٰ (کی رضا جوئی) کے علاوہ کسی اور غرض سے علم حاصل کیا یا اس سے اللہ (کی رضا جوئی) کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ کیا تو اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیئے (ترمذی عن ابن عمر)

---

(۳۳) مَن خرجَ فی طلبِ العلمِ فھو فی سبیلِ اللہ حتی یَرجع (۳۴) بینَ الکفرِ والایمانِ ترکُ الصلوٰۃ[ع] (۳۵) لا یؤمن احدُکم حتی یحبَّ لاخیہ ما یحب لنفسہ (۳۶) لیس الغنیٰ عن کثرۃِ العرضِ ولٰکن الغنیٰ غنی النفس (۳۷) نعمتان مغبون فیھما کثیرٌ من الناسِ الصحۃ والفراغ (۳۸) مَن اَھانَ سلطانَ اللہ فی الارضِ اَھانہ اللہ۔ (۳۹) الدالُّ علی الخیرِ کفاعِلہ (۴۰) کان رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللھم بردْ قلبی بالثلجِ والبَرَدِ والماءِ البارِدِ اللھم نَقِّ قلبی من الخطایا کما نقیت الثوب الابیض من الدنس۔

حلِ لغات: العرض سامان، مغبون دھوکا دیا ہوا، الثلج برف، الدنس میل کچیل :۔

تشریح:۔

(۳۳) جو شخص علم کی طلب میں نکلا وہ واپس ہونے تک اللہ کیلئے جہاد میں ہے (ترمذی، دارمی عن انس بن مالک)

(۳۴) کفر اور ایمان کے درمیان (حد فاصل) نماز کا ترک کرنا ہے (ترمذی عن جابر) (۳۵) تم میں سے کوئی مومن نہ ہوگا جب تک کہ اپنے بھائی کیلئے بھی وہ نہ چاہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (ترمذی عن انس)

(۳۶) امیری مال و دولت کی زیادتی کا نام نہیں بلکہ اصل امیری دل کی امیری ہے "تونگری بدل است نہ بمال" غنا کہتے ہیں بے نیازی کو اگر کسی کے پاس کثیر مال و دولت ہو لیکن دل چین سے نہ ہو تو وہ غنی نہیں ہے غنی وہ ہے جس کا دل غنی ہو۔ (صحیحین، ترمذی عن ابی ہریرۃ) (۳۷) دو نعمتیں ایسی ہیں جن سے لوگ گھاٹے میں ہیں تندرستی اور فارغ البالی، یعنی بہت کم لوگ ان نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (بخاری، ترمذی عن ابن عباس) (۳۸) جس نے اللہ کے زمین والے بادشاہ کی توہین کی اللہ نے اس کی توہین کی (قطعة حديث للترمذی عن ابی بکرۃ) (۳۹) بھلائی کا پتہ دینے والا ایسا ہے جیسا کہ بھلائی کرنے والا، یعنی جس نے کسی مسلمان کی دوسرے مسلمان سے کہہ کر مدد کرادی وہ ایسا ہے جیسے خود مدد کی (قطعة حديث للترمذی عن انس بن مالک) (۴۰) اے اللہ! تو میرا دل برف، اولے اور ٹھنڈے پانی سے ٹھنڈا کر دے، اے اللہ تو میرا دل گناہوں سے پاک صاف کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا ہے (ترمذی عن عبداللہ بن ابی اوفی)

محمد حنیف گنگوہی

[ع] رواہ الترمذی عن جابر و رواہ احمد و مسلم بلفظ "بین الرجل و بین الشرک اھ" ابوداؤد والنسائی ولفظہما لیس بین العبد و بین الکفر الا ترک الصلوٰۃ وابن ماجہ و لفظہ بین العبد و بین الکفر ترک الصلوٰۃ ۱۲

الباب الثانی فی النظم

الشیخ عمر بن الوردی رحمہ اللہ تعالیٰ

اتق اللہَ فتقوی اللہِ ما | جاورتْ قلبَ امرئٍ الا وصلْ | لیس مَن یقطع طرقاً بطلاً
انما مَن یتقی اللہَ البطلْ | صدّقِ الشرعَ ولا ترکنْ الیٰ | رجلٍ یرصدُ فی اللیل زحلْ
حارت الافکارُ فی قدرۃِ مَن | قد ھدانا سُبلنا عزوجلْ | کتبَ الموتَ علی الخلق فکم
فلّ من جیشٍ افنی من دُولْ | این نمرودُ وکنعانُ ومَن | مَلَکَ الارضَ وولّی وعزلْ
این عادٌ این فرعونُ ومَن | رفعَ الاھرامَ مَن یسمع یخلْ | این مَن سادوا وشادوا وبنوا
ھلکَ الکلُّ ولم تغنِ الحیلْ | این اربابُ الحجا اھل التقیٰ | این اھلُ العلمِ والقومُ الاولْ

سیُعید اللہُ کلاً منھمْ | وسیجزی فاعلاً ما قد فعلْ

حل لغات البَطَل بہادر، پہلوان ج ابطالٌ لاترکن (ن س) رکونا۔ الیہ مائل ہونا، بھروسہ کرنا۔ یرصُدُ (ن) رَصْدًا، گھات میں بیٹھنا، زُحل ایک سیارہ ہے حارتْ (س) حَیَرًا حیرۃً حیران ہونا۔ فلّ (ن) فلًّا۔ القومَ شکست دینا، دُوَل جمع دولۃ الاہرام ج ہرم مخروطی شکل کی عمارت جس کی کرسی مثلث یا مربع یا بہت اضلاع والی ہو، اسی سے اہرام مصر ہے جو اس لئے بنائے گئے تھے تاکہ بادشاہوں کے مدفن کا کام دیں،

نہایت سنگین اور مضبوط عمارتیں ہیں علامہ ابوالفرج جوزی نے کتاب "سلوۃ الاحزان" میں لکھا ہے کہ ان میں سے ہر ایک کی بلندی چار سو ذراع ہے جو رخام و مرمر سے بنائی گئی ہیں ان میں لکھا ہے کہ یہ ہم نے اپنی طاقت سے بنائی ہیں سو جس شخص کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو وہ ان کو توڑ کر ہی دکھا دے حالانکہ بنانے کی نسبت توڑنا آسان ہے، ابن المنادی کہتے ہیں کہ ہم کو یہ بات پہنچی ہے کہ لوگوں نے کئی بار پوری دنیا کی آمدنی کا اندازہ لگایا لیکن یہی ظاہر ہوا کہ ان عمارتوں کے منہدم کرنے کے لئے پوری دنیا کی آمدنی بھی ناکافی ہے، کہتے ہیں کہ جب مامون الرشید مصر پہنچا تو اس نے ایک ہرم میں سوراخ کرنے کا حکم کیا۔ اور انتہائی جانفشانی اور زر کثیر صرف کرنے کے بعد سوراخ کیا گیا دیکھا تو اس کے اندر بہت بڑی مسافت ہے جس کو طے کرنا دشوار ہے نیز اس کے دہانہ پر ایک مکان دیکھا جس کی ہر ضلع کی پیمائش آٹھ ذراع تھی اور اس کے درمیان میں ایک نہایت مضبوط حوض تھی یہ دیکھ کر مامون باقی اہرام کھدوانے سے عاجز رہ گیا، یہ بھی منقول ہے کہ ہرمس اول اخنوخ یعنی حضرت ادریسؑ نے کواکب کے

حالات سے وقوع طوفان پر استدلال کیا اور اہرام کی تعمیر کا حکم کیا تھا مدت تعمیر کل چھ ماہ تھی اور اس کے اندر مکتوب تھا کہ ہمارے بعد میں آنے والوں سے کہو کہ کوئی ان کو چھ سو سال کے عرصہ میں منہدم ہی کر دکھائے، حالانکہ بنانے کے مقابلہ میں گرانا آسان تر ہے، اہرام مصر کی بابت اقبال نے کہا تھا ؎

اہرام کی عظمت سے نگوں سار ہیں افلاک ؎ کس ہاتھ نے کھینچی ابدیت کی یہ تصویر

سادوا (ن) سیدودۃ، سیادۃً شریف ہونا، شادوا (ض) شیدا۔ البناءَ عمارت کو بلند کرنا، الحجا عقل ج احجاء

تشریح

(۱) اللہ سے ڈر کیونکہ اللہ کا خوف جس کے دل میں پیدا ہو گیا وہی اپنے ہر مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔

(۲) راہزن (ڈاکو) بہادر نہیں بہادر وہ ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے (۳) شریعت کی ہر بات کی تصدیق کر اور کسی ایسے شخص کی جانب مائل نہ ہو جو رات میں زحل ستارہ کی گھات میں رہتا ہے۔ (۴) عقلیں حیران ہیں اس ذات عالی کی قدرت میں جس نے ہماری رہنمائی کی ہے (۵) اس نے مخلوق کی موت کا فیصلہ کر دیا پس کتنے ہی لشکروں کو شکست دیدی اور کتنی ہی سلطنتوں کو ختم کر دیا ہے۔

(۶) نمرود و کنعان اور ہر وہ شخص کہاں ہے جو روئے زمین پر حکومت کرتا اور کسی کو حاکم بناتا اور کسیکو معزول کرتا تھا۔

(۷) عاد اور فرعون اور ہر وہ لوگ کہاں گئے جنہوں نے "اہرام مصر" تعمیر کئے تھے جو ان کے متعلق سننے کا بس خیال ہی قائم کرے گا۔

(۸) سرداران قوم اور اونچی اونچی تعمیریں کرنیوالے کہاں گئے سب ختم ہو گئے اور کوئی تدبیر ان کے کام نہیں آئی۔

(۹) ارباب عقل اور اصحاب فضل اہل علم اور پہلے لوگ کہاں ہیں؟

(۱۰) خداوند تعالیٰ ان سب کو دوبارہ زندہ کرے گا اور جس نے جو کچھ کیا ہے اس کا بدلہ دیگا!

الشیخ تقی الدین ابی بکر علی الحموی

مَن عرفَ اللهَ أزالَ التهمه	وقالَ كلُّ فعلِه للحكمه	مَن أنكرَ القضاءَ فهو مُشركُ
انَّ القضاءَ بالعبادِ أملكُ	ونحن لا نشركُ باللهِ ولا	نقنطُ من رحمتِه اذ نبتلىٰ
عارٌ علينا وقبيحُ ذكرِ	ان نجعلَ الكفرَ مكانَ الشكرِ	وليس في العالمِ ظلمٌ جارٍ
اذ كانَ ما يجري بامرِ الباري	واسعدُ العالمِ عندَ اللهِ	مَن ساعدَ الناسَ بفضلِ الجاهِ
ومَن اغاثَ البائسَ الملهوفا	أغاثه اللهُ اذا أخيفا	انَّ العظيمَ يدفعُ العظيمِ
كما الجسيمُ يحملُ الجسيمِ	فانَّ مِن خلائقِ الكرامِ رحمةً ذي البلاءِ والاسفِ	
وانَّ مِن شرائطِ العلوِّ	العطفَ في البؤسِ على العدوِّ	قد قضتِ العقولُ انَّ الشفقة
على العدوِّ والصديقِ صدقه	وقد علمتَ واللبيبُ يعلمُ	بالطبعِ لا يُرحمُ مَن لا يَرحمُ

فالمرءُ لایدرِی متی یُمتحن　فانه فی دهره مرتهن　وان نجا الیوم فما ینجو غدا

لا یامن الآفات الاذو الردی　لاتغتر بالحفظ والسلامة　فانما الحیٰوۃ کالمدامۃ

وان من خصّ اللئیم بالندی　وجدته کمن یُربّی اسدا　ولیس فی طبع اللئیم شکرٌ

ولیس فی اصل الدنی نصرٌ　وان من الزمه و کلّفه　ضدّ الذی فی طبعه ما انصفه

حل لغات: لا تقنط (س) قنطا (ض ن) قنوطا (ک) قناطۃ مایوس ہونا ص قانط، قنوط، الکفر ناشکری، اغاث، اغاثۃ مدد کرنا، الباس سخت ضرورت مند، الملھوف غمگین جس کا مال ضائع ہوگیا ہو، فریاد کرنیوالا مظلوم، اسقام ج سقم بیماری، لاتغتر اغترار ادھوکا کھانا، المدام شراب، الدنی کمینہ۔ **تشریح:**

(۱) جس نے اللہ کی معرفت حاصل کر لی وہ الزام سے باز آیا اور اس کے ہر فعل کے مبنی بر حکمت ہونیکا اقرار کر لیا (۲) منکر قضاء و قدر کافر ہے بیشک اللہ کی قضاء وقدر سب بندوں پر حاوی ہے (۳) ہم کسی کو اللہ کا شریک نہیں مانتے اور نہ مصیبت کے وقت اس کی رحمت سے ناامید ہوتے ہیں (۴) بڑی شرم کی بات ہے اور ناقابل ذکر ہے کہ ہم بجائے شکر کے ناشکری کریں۔ (۵) دنیا میں ظلم برپا نہیں ہے کیونکہ جو کچھ ہو رہا ہے اللہ کے حکم سے ہو رہا ہے (۶) عنداللہ سب سے زیادہ سعید وہ شخص ہے جو ترقی جاہ کے ذریعہ لوگوں کا معاون ہو۔ (۷) جو شخص محتاج اور مظلوم کی اعانت کریگا اللہ گھبراہٹ کیوقت یعنی قیامت کے دن اس کی مدد کرے گا۔ (۸) بیشک بڑا آدمی بڑی بڑی مصیبتیں دور کرتا ہے جیسے طاقتور آدمی بھاری سے بھاری بوجھ اٹھاتا ہے (۹) بیشک مصیبت زدہ اور بیمار دل پر رحم کرنا اور شریف لوگوں کا شیوہ ہے (۱۰) بوقت ضرورت دشمن کیساتھ مہربانی کرنا علو ہمت کیلئے شرط ہے۔ (۱۱) عقل کا فیصلہ ہے کہ دوست اور دشمن ہر دو پر شفقت کرنا صدقہ جیسا ہے۔ (۱۲) یاد رکھ ہر صاحب عقل فطرۃً جانتا ہے کہ جو دوسرے پر رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا (۱۳) آدمی کو کیا خبر کہ وہ کب مبتلائے آزمائش ہو جائے کیونکہ وہ تو گردش زمانہ میں مقید ہے (۱۴) اگر آج بچ گیا تو کل نہیں بچ سکتا، بیشک ہلاک ہونیوالا ہی ہلاکت سے مطمئن ہوتا ہے۔

(۱۵) عافیت اور سلامتی سے دھوکہ نہ کھا کیونکہ زندگی مثل شراب ہے۔

(۱۶) جو شخص کمینہ کو سخاوت کے ساتھ مخصوص کرلے وہ ایسا ہے جیسے کوئی شیر کی پرورش کر رہا ہے۔

(۱۷) کمینہ کی طبیعت میں شکرگذاری اور خسیس کی ذات میں ہمدردی نہیں ہوتی۔

(۱۸) پس جس شخص نے کمینہ کو اس کی طبیعت کے خلاف شئی پر مجبور کیا اس نے اس کے ساتھ ناانصافی کی۔

ولبعضهم

یاربِّ خُذ بیدی ما قد دُفعتُ له　فلستُ منه علی وِرد ولا صَدَر

الامرُ ما انت رائیه وعامله　وقد عتبتُ ولا عتبٌ علی القدر

من یکشفُ السوءَ الا انت بارئنا　ومن یزیل لصفو حالة الکدر

تشریح (۱-۱) پروردگار! دستگیری فرما اس امر میں جس سے باز رکھا گیا ہوں کیونکہ میرے پاس اس کی کوئی تدبیر نہیں (۲) امر وہی ہے جس کا تو دیکھنے والا اور بنانے والا ہے اور میں مبتلائے عتاب ہوں لیکن قضاء و قدر پر نہیں۔

(۳) اے ہمارے خالق! تیرے سوا کون برائی دور کر سکتا ہے اور کون بری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔

لبعض الاکابر

جميعُ الكُتبِ يُدرِكُ مَن قرأها ... مَلالٌ او فتورٌ او سآمه

سوى هذا الكتاب فان فيه ... بدائعَ لا تُملُّ الى القيامه

حل لغات: سآمة ملول ہونا، اکتا جانا۔ بدائع جمع بدیعة انوکھی چیز۔

تشریح: (۱) جو شخص تمام کتابیں پڑھے گا تو اکتاہٹ اور نقصان پائے گا۔

(۲) سوائے اس کتاب عزیز کے بیشک اسمیں بے شمار عجائبات ہیں جس سے قیامت تک نہ اکتائے گا۔

مدح النبیّ المختار ﷺ

نور الدّین ابو الحسن علیّ بن احمد

فؤادٌ بأيدي النائبات مُصابُ ... وجفنٌ لفيض الدمع فيه مَصابُ

تناءت ديارٌ قد ألفت وجيرةٌ

ودونَ مرادي أبحرٌ وهضابُ

اذا امرَّ عمرُ المرء ليس براجع

وقد طارعنها للشباب غرابُ

فدع شهوات النفس عنك بمعزل

وازعم صدقًا والمقالُ كذابُ

وقلبيَ معمورٌ بحبّ محمّد

فقدِّس منها منزلٌ وجنابُ

بجسمي في مصرٍ وروحي بطيبةٍ

تُشَوِّقُ قلوبٌ لا تُشوِّقُ ثيابُ

به أخمدت من قبل نيرانُ فارسٍ

وكم قد شفى منه العيونَ رُضابُ

وفارقتُ أوطاني ولم أبلغ المُنىٰ

وابعدُ شيءٍ ان يُردَّ شبابُ

فحلَّ حمامُ الشيبِ في فرقِ لِمّتي

وبين فؤادي والقبولِ حجابُ

اُطهِّرُ اثوابي وقلبي مدنّس

وما سار بي نحوَ الرسول ركابُ

يَحِنُّ الى اوطانه كلُّ مسلمٍ

منازلُ من وادي الحمىٰ قبابُ

على مثل هذا العجز والعمرُ منقضٍ

وما كلُّ مُثنٍ في الزمان يُثابُ

وكم قد سُقي من كفه الجيش فارتوىٰ

فهل لي الى عهد الوصال إيابُ

مضى زمني والشيبُ حلَّ بمفرقي

وان حلَّ شيبٌ لم يُفِدهُ خضابُ

وكم عِظةٍ لي في الزمان واهله

تعذبُ الليالي مقتضاه عذابُ

واخشى سهامَ الموت تفجأ غفلةً

فما لِيَ في غير الحجاز طلابُ

فاسعدُ ايامي اذا قيل هذه

فللروح عن جسمي هناك ذهابُ

وارجو ثوابًا بامتداحي محمّدًا

وحقق من ظبي الفلاةِ خطابُ

فلم تُلهِهِ دنیاہ عن خوفِ ربہ	ولاشغلتہ عن رِضاہِ کعابُ	محمدُ نِ المختار اعلی الوری ندی
واکرمُ مبعوثٍ اتاہ کتابُ	الیکَ رسول اللہ اُنہی مدائحی	وان رجائی راحۃ وثوابُ
اذاقیل مَن تعنی بمدحك کلہ	فانتَ اذا اخبرتُ عنہ جوابُ	فلیتك تحلو والحیوۃ مریرۃ
ولیتك ترضی والانا مِ غضابُ	فانتَ اجَلُّ العالمین مکانۃ	واکرم مدفون حواہ ترابُ

حَلِّ لُغات: فُؤاد دل ج افئدۃ النائبات ج نائبۃ مصیبت مُصاب مصیبت زدہ، جفن پلک ج اجفان، مَصاب مصدر میمی بمعنی بہنا، تنا رت بمعنی تباعدت، الفت الفۃ السیت، جیرۃ ج جار پڑوسی، ایاب لوٹنا، اوطان جمع وطن، المنی ج منیۃ مراد، ہضاب ج ہضبۃ زمین پر پھیلا ہوا پہاڑ مَفرق یا نگ ج مفارق، لِمّۃ بالوں کی زلف جو کانوں کی لَو سے متجاوز ہو ج لِمَم، لمام، مدلس میلا کچیلا، سہام تیر سہم کی جمع ہے، تفجا، فجاءۃ اچانک آجانا، طلاب مطالبہ، یحن حنینا مشتاق ہونا، قباب ج قبۃ، الفلاۃ جنگل، ارتوا سیراب ہونا، رُضاب چوسا ہوا تھوک، کعاب ابھری ہوئی پستان والی لڑکی، مریرۃ بمعنی تلخ، غضاب جمع غضبان۔ **تشریح:**

(۱) میرا دل حوادث زمانہ کی دست درازی سے دردمند ہے اور میری غمناک آنکھ سے آنسو جاری ہیں

(۲) وہ آبادیاں اور پڑوسی بعید ہوگئے جن سے میں مانوس تھا سو کیا زمانۂ وصال کی جانب میری واپسی ہوسکے گی۔

(۳) میں آرزوؤں تک نہ پہنچ پایا تھا کہ وطن سے جدا ہوگیا اور میرے مقصد کے درمیان سمندر اور پہاڑ حائل ہوگئے۔

(۴) میرا زمانہ گذر گیا اور بڑھاپا سر پر چھا گیا اور بعید ترین شئ جوانی کی واپسی ہے۔

(۵) آدمی کی عمر گذر جانے کے بعد واپس نہیں آتی اور جب بڑھاپا آجائے تو خضاب کوئی فائدہ نہیں دیتا۔

(۶) میری زلف دراز میں بڑھاپے کا کبوتر آگیا اور جوانی کا کوا اڑ گیا۔

(۷) میرے لئے زمانہ اور اہل زمانہ میں بہت سی نصیحتیں موجود ہیں مگر میرے قلب اور قبول نصیحت کے درمیان پردہ حائل ہے۔

(۸) پس خواہشات نفسانی سے کنارہ کش ہوکر رہ کیونکہ حلاوتِ شب کا انجام عذاب ہے۔

(۹) میں اپنے کپڑوں کی صفائی میں لگا ہوا ہوں حالانکہ میرا دل گندگی آلود ہے اور میں اس کو حق سمجھ رہا ہوں حالانکہ بات بالکل جھوٹ ہے۔

(۱۰) اور موت کے تیروں سے اندیشناک ہوں کہ وہ یک غفلت کی حالت میں مجھے نشانہ بنالیں حالانکہ سواریاں مجھ کو حضورؐ کی جانب لیکر بھی نہیں چلیں۔

(۱۱) میرا دل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت سے معمور ہے پس حجاز کے علاوہ میرا کوئی مطلوب نہیں ہے۔

(۱۲) ہر مسلمان منازل حجاز کا مشتاق ہے کیونکہ حجاز کے مکانات اور ان کے صحن متقدس اور بابرکت ہیں (۱۳) میری سعادت کا زمانہ وہ ہوگا جب کہا جائیگا کہ یہ ہیں مدینہ طیبہ کے مکانات اور گنبد خضرا۔ (۱۴) میرا جسم مصر میں ہے اور روح مدینہ طیبہ میں ہے پس میری روح کے لئے بجائے جسم کے وہیں اقامت گاہ ہے۔ (۱۵) اس میں عاجزی و نارسائی پر ایسی حالت میں کہ عمر ختم ہورہی ہے کپڑے ہی نہیں پھاڑے جاتے بلکہ دل شق ہورہے ہیں (۱۶) میں حضورؐ کی مدح سرائی سے ثواب کا اُمیدوار ہوں اور ہر تعریف کرنیوالا زمانہ میں ثواب نہیں دیا جاتا (۱۷) قبل ازیں آپ کی برکت سے فارس کی آگ بجھ گئی اور جنگلی ہرنیوں سے گویائی کا تحقق ہوا (۱۸) بارہا آپ کے دست مبارک سے لشکر کو پانی پلایا گیا یہاں تک کہ وہ سیراب ہوگئے اور کتنی ہی مرتبہ آپ کے لعاب دہن نے آنکھوں کو شفا بخشی (۱۹) پس آپ کو

دنیا نے اللہ کے خوف سے غافل بنایا اور زندوں نے اکل نے رضائے باری سے باز رکھا۔ (۲۰) محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے برگزیدہ اور جود سخا میں تمام مخلوق سے عالی تر اور ہر صاحب کتاب نبی سے اعلیٰ واشرف ہیں (۲۱) اے اللہ کے رسولؐ! آپ ہی کی جناب میں اپنی تعریفیں پہنچا رہا ہوں اور اس کے ذریعے سکون خاطر اور حصول ثواب میری آرزو ہے۔ (۲۲) جب مجھ کو دریافت کیا جائیگا کہ اپنی تمام تعریفات سے تیری کون ذات مراد ہے تو آپ ہی اس کا جواب ہونگے (۲۳) پس کاش کہ آپ شیریں ہیں حالانکہ زندگی کتنی ہی تلخ ہو اور کاش آپ خوش رہیں چاہے دنیا ناخوش رہے (۲۴) آپ سارے جہاں میں سب سے بلند مرتبہ اور قبروں میں مدفون ہونیوالوں میں جنکو مٹی نے اپنے اندر لیا ہے سب سے بزرگ ہیں

وقال حسّان بمدح النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

وَاَحسنَ منكَ لم ترقطُّ عيني ۔۔۔ واَحسنَ منكَ لم تلد النساءُ
خُلِقتَ مُبرّأً من كلِّ عيبٍ ۔۔۔ كأنكَ قد خُلقتَ كما تشاءُ

(۱) آپؐ سے زیادہ حسین نہ کبھی میری آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی عورت نے جنا (۲) آپ جملہ عیوب سے پاک صاف گویا اپنی منشاء کے مطابق پیدا کئے گئے ہیں

ولبعضهم

المرتمى فی دجًی والمبتلی بعمًی ۔۔۔ والملتظی بصدًی والمحتوی دینًا
یاتون سُدّتَه من کلِّ ناحیةٍ ۔۔۔ ویستفیدونَ من نعمائه عینًا

حل لغات: المرتمی ارتماء سے مفعول ہے پھینکا جانا، دجی تاریکی، الملتظی التظاء سے مفعول ہے بھڑکنا، صدی پیاس، المحتوی احتواء سے مفعول ہو جمع کرنا، سدہ، چوکھٹ، عین آنکھ آفتاب چشمہ، نقدی (سونا چاندی) تشریح:۔
(۱) تاریکی میں پڑے ہوئے، نابینائی میں مبتلا، پیاس کی آگ میں جلے ہوئے، قرض میں گھرے ہوئے۔
(۲) چاروں طرف سے آپ ہی کی چوکھٹ پر آتے ہیں اور آپکی نعمتوں سے مستفیض ہوتے ہیں۔

الاقتداء بالنبیؐ (فداه ابی وامی)

ابو حیّان

اما انّه لولا ثلاثٌ اُحبُّها ۔۔۔ تمنّیتُ انّی لا اُعدُّ من الاحیا
فمنها رجائی ان افوز بتوبةٍ ۔۔۔ تکفّرُ لی ذنبًا وتُنجحُ لی سعیا
ومنهن صونی النفسَ عن کلِّ جاهلٍ ۔۔۔ لئیمٍ فلا امشی الی بابه مشیا
ومنهن اخذی بالحدیث اذا الوریٰ ۔۔۔ نسوا سنّةَ المختارِ واتّبعوا الرأیا

بشخص لقد بدلت بالرشد الغيا	اتترك نصا للرسول وتقتدي

تشریح (۱) اگر تین چیزیں نہ ہوتیں جو مجھے محبوب ہیں تو میں اسکی تمنا کرتا کہ میں زندوں میں سے شمار نہ کیا جاؤں یعنی مرجاؤں۔
(۲) میری آرزو ہے کہ توبہ میں ایسا کامیاب ہوں کہ جو میرے گناہوں کا کفارہ اور اعمال صالحہ کی سعی میں میری معاون ہو۔
(۳) اپنے نفس کو ہر جاہل کمینہ سے بچائے رکھنا کہ میں اس کے دروازہ پر بھی ہرگز نہیں جاتا۔
(۴) میرا حدیث کی تابعداری کرنا جب کہ لوگ سنت نبویہ کو چھوڑ کر اپنی اپنی رائے پر چلنے لگے
(۵) کیا تو ذرا ان ہی چھوڑ کر کسی دوسرے کی پیروی اختیار کرنا چاہتا ہے بلا شبہ تو نے ہدایت کے بدلے گمراہی قبول کرلی۔

لبعضهم	رضا بر قضا	الرضاء بالقضاء

على نائبات الدهر وهي فواجع	يقولون لي صبرا وانى لصابر
وان انا لم اصبر فما انا صانع	ساصبر حتى يقضى الله ما قضى

تشریح :- (۱) لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ صبر کر، بیشک میں گردش ایام اور اسکی سختیوں پر صابر ہوں۔ (۲) میں صبر کرتا رہوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ظاہر فرمائے جو اس نے مقدر کردیا ہے اور اگر میں صبر نہ کرسکا تو کچھ بھی نہ کرسکوں گا۔

وقال اخر	الشكر

على له في مثلها يجب الشكر	اذا كان شكري نعمة الله نعمة
وان طالت الايام واتصل العمر	فليس بلوغ الشكر الا بفضله

تشریح (۱) جب میرا اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرنا بھی ایک مستقل نعمت ہے تو اس کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے۔
(۲) پس ادائیگی شکر اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتی اگرچہ عمر طویل گذر جائے اور صبر مسلسل قائم رہے۔

ابن نباته

تركتني اصحب الدنيا بلا امل	لم يبق جودك لي شيئا أؤمله

تیرے جود وسخا نے میرے لئے کوئی چیز باقی نہیں چھوڑی جس کی میں آرزو کروں پس تو نے مجھے اس حال میں چھوڑا ہے کہ میں دنیا میں رہتا ہوں اور میری کوئی امید باقی نہیں ہے۔

وله

فنثر العطا منه ونظم الثنا منا	لنا ملك قد قاسمتنا هباته
فننشي له لفظا وينشي لنا معنى	يذكرنا اخبار معن بجوده

تشریح (۱) ہمارا بادشاہ ایسا ہے کہ اس کی بخششوں نے ہم سے حصہ بانٹ لیا پس اسکی جانب سے عطار ریزی ہے اور ہماری طرف سے مدح سرائی (۲) وہ ہمیں اپنی داد و دہش سے معن کی خبریں یاد دلاتا ہے پس ہم اس کے لئے تعریفی الفاظ سنواتے ہیں اور وہ ہمارے سامنے حقیقت کا نمایاں کرتا ہے۔

الدنیا — ابن حبیش

قالوا تصبر عن الدنيا الدنية او	كن عبدها واصطبر للذل واحتمل
لا بد من احد الصبرين قلت نعم	الصبر عنها بعون الله اوفق لي

حل لغات تصبر بتکلف صبر ظاہر کرنا، علیہ صبر کرنا، الدنیۃ خسیسہ، ذل ذلت وخواری۔ **تشریح**:

(۱) لوگ مجھ سے کہتے ہیں کہ یا تو کمینی دنیا کو بالکل چھوڑ دے یا اس کا غلام ہوجا اور ذلت برداشت کرتا رہ۔

(۲) ان دو صبروں میں سے ایک ضروری ہے میں نے کہا ہاں! باعانت خداوندی دنیا کو چھوڑ دینا ہی میرے لئے مناسب ہے۔

ابو محمد القرطبی

لعمرك ما الدنيا وسرعة سيرها	لسكانها الا طريق مجاز
حقيقتها ان المجاز بغيرها	ولكنهم قد اوسعوا بمجاز

تشریح (۱) تیری زندگی کی قسم دنیا اور اس کی تیز رفتاری اہل دنیا کے لئے صرف ایک راہ گذر ہے۔
(۲) جس کی حقیقت صرف یہ ہے کہ مجاز بلا حقیقت ہے مگر لوگوں نے مجاز میں توسیع کر ڈالی (اور اس کو حقیقت سمجھ بیٹھے)

ولہ

لعمرك ما حصلت على خطير	من الدنيا ولا ادركت شيئا	وها انا خارج منها سليبا
اقلب نادما كلتا يديا	وابكي ثم اعلم ان مبكا	ئي لا يجدي فامسح مقلتيا
ولم اجزع لهول الموت لكن	بكيت لقلة الباكي عليا	وان الدهر لم يعلم مكاني
ولا عرفت بنوه ما لديا	زمان سوف انشر فيه نشرا	اذا انا بالحمام طويت طيا
اسر بانني ساعيش ميتا	به ويسوءني ان مت حيا	

حل لغات خطیر عظیم ج خطر اک، خطرا عالی مرتبہ ہونا۔ سلیب عقل یا حال کھویا ہوا، لا یجدی لا ینفع۔ **تشریح**

(۱) تیری زندگی کی قسم میں نہ تو دنیا کے معتد بہ حصہ کا مالک ہو سکا نہ اس کے تھوڑے ہی حصہ کو پا سکا۔

(۲) آگاہ رہ کہ میں دنیا سے ہوش و حواس کھو کر ندامت کیساتھ دونوں ہاتھ ملتا ہوا جا رہا ہوں۔

(۳) میں روتا ہوں پھر خیال کرتا ہوں کہ میرا رونا بے سود ہے اس لئے آنکھیں پونچھ پانچھ کر صاف کر لیتا ہوں۔

(۴) میں موت کے ڈر سے نہیں گھبراتا بلکہ اس لئے روتا ہوں کہ مجھ پر رونے والوں کی کمی ہے۔
(۵) نہ زمانے نے میرے مرتبہ کو جانا اور نہ اہل زمانہ نے اس کمال کو پہچانا کہ جو میرے پاس ہے۔
(۶) اس زمانہ کا انتظار کر جس میں اپنے کمال کی اشاعت کروں گا جب کہ موت سے اپنی کتاب زندگی کو تہ کروں گا۔
(۷) میں اس سے خوش ہوں کہ مرنے کے بعد زندہ رہوں یعنی میرا ذکر خیر باقی رہے اور میرے لئے یہ رنج دہ ہے کہ زندہ رہنے کے باوجود مُردے کی طرح گمنام رہوں۔

اَلْاَضْبَطُ

قَدْ یَجْمَعُ الْمَالَ غَیْرُ اٰکِلِہٖ	وَیَاکُلُ الْمَالَ غَیْرُ مَنْ جَمَعَہٗ
وَیَقْطَعُ الثَّوْبَ غَیْرُ لَابِسِہٖ	وَیَلْبَسُ الثَّوْبَ غَیْرُ مَنْ قَطَعَہٗ

تشریح:۔ (۱) بسا اوقات مال وہ جمع کرتا ہے جو کھاتا نہیں اور جس نے مال جمع نہیں کیا وہ کھاتا ہے (۲) پہننے والا کپڑا بونتا ہے اور جس نے کپڑا بونتا نہیں وہ پہنتا ہے۔

زِیَادُ بْنُ زَیْدٍ

هَلِ الدَّهْرُ وَالْاَیَّامُ اِلَّا کَمَا تَرٰی	رَزِیَّۃُ مَالٍ اَوْ فِرَاقُ حَبِیْبٍ

تشریح:۔ (۱) زمانہ جیسا کہ تم دیکھتے ہو مالی مصیبت اور دوست کی جدائی کے سوا اور کیا ہے؟

اَلْاَخْطَلُ

اَلنَّاسُ هَمُّهُمُ الْحَیٰوۃُ وَلَا اَرٰی	طُوْلَ الْحَیٰوۃِ یَزِیْدُ غَیْرَ خَبَالٍ
وَاِذَا افْتَقَرْتَ اِلَی الذَّخَائِرِ لَمْ تَجِدْ	ذُخْرًا یَکُوْنُ کَصَالِحِ الْاَعْمَالِ

تشریح:۔ (۱) لوگوں کی اہم فکر زندگی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ درازی عمر پراگندہ خیالات کے علاوہ کسی اور چیز کا اضافہ کرتی ہو۔
(۲) جب تو خزانوں کا محتاج ہوگا تو اعمال صالحہ سے بہتر کوئی خزانہ نہیں پائے گا۔

اَلْاِمَامُ الشَّافِعِیُّ

اِنَّ لِلّٰہِ عِبَادًا فُطُنَا	طَلَّقُوا الدُّنْیَا وَخَافُوا الْفِتَنَا	نَظَرُوْا فِیْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا
اَنَّهَا لَیْسَتْ لِحَیٍّ وَطَنَا	جَعَلُوْهَا لُجَّۃً وَاتَّخَذُوْا	صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِیْهَا سُفُنَا

تشریح:۔ اللہ کے کچھ دانا بندے ہیں جنہوں نے دنیا کے فتنوں سے اندیشہ کیا اور اس کو چھوڑ دیا۔
(۲) انہوں نے غور کر کے دیکھا کہ دنیا کسی زندہ کیلئے جائے وطن نہیں ہے۔
(۳) اس لئے انہوں نے دنیا کو مثل سمندر قرار دے کر نیک اعمال کو اس کی کشتی بنا لیا۔

وَلِبَعْضِ الزُّهَّادِ

دُنْیَا تُخَادِعُنِیْ کَاَ	نِّیْ لَسْتُ اَعْرِفُ حَالَهَا	مَدَّتْ اِلَیَّ یَمِیْنَهَا	فَقَطَعْتُهَا وَشِمَالَهَا
مَنَعَ الْاِلٰہُ حَرَامَهَا	وَاَنَا اجْتَنَبْتُ حَلَالَهَا	وَرَاَیْتُهَا مُحْتَاجَۃً	فَوَهَبْتُ جُمْلَتَهَا لَهَا

تشریح (۱) دنیا مجھے فریب دیتی ہے گویا میں اس کی حالت نہیں جانتا اس نے میری طرف دایاں ہاتھ بڑھایا تو میں نے اس کا دائیں کے ساتھ بایاں بھی توڑ دیا۔
(۲) اللہ نے دنیا کی حرام چیزوں سے روکا اور میں اس کی حلال چیزوں سے بھی محتاط ہوں میں نے دنیا کو محتاج پایا اس لئے دنیا کو اس کا سب کچھ بخش دیا

التہامی

حکمُ المنیۃِ فی البریۃِ جارِ ... ماھٰذہ الدنیا بدارِ قرارِ
ومکلفُ الایامِ ضدَّ طباعِہا ... متطلبٌ فی الماءِ جذوۃَ نارِ
جُبِلت علی کدرٍ وانت تریدھا ... صفواً من الاقذاءِ والاکدارِ
واذا رجوتَ المستحیلَ فانما ... تبنی الرجاءَ علی شفیرٍ ھارِ
فالعیشُ نومٌ والمنیۃُ یقظۃٌ ... والمرءُ بینہما خیالٌ سارِ

حل لغات: المنیۃ موت، البریۃ مخلوق، جذوۃ چنگاری، کدر تیرگی، اقذاء ج قذی خس وخاشاک، اکدار جمع قذر پلیدی شفیر ہر چیز کا کنارہ، ہار بمعنی ہائر ہار (ن) ہونا۔ البناء منہدم ہونا شکستہ و ویران ہونا۔ تشریح:
(۱) موت کی حکومت ساری مخلوق پر جاری ہے یہ دنیا کسی کی قرارگاہ نہیں ہے
(۲) زمانہ کو اس کی طبیعت کے خلاف مکلف بنانے والا گویا پانی میں آگ کا انگارہ تلاش کرنے والا ہے۔
(۳) اس کی تو تخلیق ہی تیرگی پر ہے اور تو اس کو پلیدی اور خس وخاشاک سے پاک صاف چاہتا ہے
(۴) جب تو نے محال کی امید کرلی تو گویا تو نے اپنی امید کو منہدم ہونے والے کنارہ پر قائم کرلیا۔
(۵) زندگی نیند ہے اور موت بیداری اور آدمی ان دونوں کے درمیان گزرنے والا خیال ہے جو رات میں چلنے والا ہے۔

انقلابُ الزمان — ابو حیّان

اریٰ الدھرَ سادَ بہ الارذلونَ ... کالسیل یطفو علیہ الغثاءُ
وماتَ الکرامُ وفاتَ المدیحُ ... فلم یبقَ للقولِ الا الرثاءُ

حل لغات: سادَ (ن) سودد اشریف ہونا، سیل سیلاب، یطفو (ن) طفوا پانی پر آجانا اور تہ نشین نہ ہونا، الغثاء جھاگ، کوڑا کرکٹ جو سیلاب کی جھاگ سے ملا ہوا ہو۔

تشریح
(۱) میں دیکھتا ہوں کہ زمانہ میں رذیل لوگ سردار ہوگئے جیسے کوڑا کرکٹ اور جھاگ پانی کے دھارے پر آجاتا ہے۔
(۲) شریف لوگ رخصت ہوگئے اور تعریف فوت ہوگئی اور بس کلام میں مرثیہ باقی رہ گیا۔

ولبعضھم

وَلَا غَرْوَ بَعْدِیْ اَنْ یُسَوَّدَ مَعْشَرٌ ... فَیُضْحِیْ لَهُمْ یَوْمٌ وَلَیْسَ لَهُمْ اَمْسٌ
كَذَاكَ نُجُوْمُ الدَّهْرِ تَبْدُوْ زَوَاهِرًا ... اِذَا مَا تَوَارَتْ فِیْ مَغَارِبِهَا الشَّمْسُ

حل لغات غرو تعجب۔ یسوّد سردار بنانا، معشر گروہ، زواہر جمع زاہرۃ چمکدار، توارت توارياً پوشیدہ ہونا۔
تشریح:۔ (۱) کوئی تعجب نہیں کہ میرے بعد کچھ لوگ سردار بنا دیئے جائیں پس حال ان کے حق میں مفید ہو جائے حالانکہ ماضی مفید نہ تھا (۲) اسی طرح ستارے چمکتے دمکتے ظاہر ہوتے ہیں جب کہ آفتاب مغرب میں چھپ جاتا ہے۔

وَلِلّٰهِ دَرُّ الْقَائِلِ لَا فُضَّ فُوْهُ

اللہ ہی کیلئے ہے قائل کی بھلائی ہمیشہ رہے اس کی خوش بیانی

وَاِخْوَانٍ تَخِذْتُهُمْ دُرُوْعًا ... فَكَانُوْهَا وَلٰكِنْ لِلْاَعَادِیْ
وَخِلْتُهُمْ سِهَامًا صَائِبَاتٍ ... فَكَانُوْهَا وَلٰكِنْ فِیْ فُؤَادِیْ
وَقَالُوْا قَدْ صَفَتْ مِنَّا قُلُوْبٌ ... لَقَدْ صَدَقُوْا وَلٰكِنْ مِنْ وِدَادِیْ

حل لغات دَرّ بھلائی، لا یفضض، نفض (ن) فضاً۔ اللہ فاہ دانتوں کو گرا دینا" لا فض فاک" دعا ہے اس شخص کیلئے جو بہترین گفتگو کرے، اخوان جمع اخ، دروع جمع درع زرہ، اعادی جمع عدو، سہام جمع سہم تیر، صائبات نشانہ پر لگنے والے، فؤادی دل، صفت (ن) صفواً صاف ہونا، وداد محبت۔ **تشریح:۔**
(۱) کچھ بھائی ایسے بھی ہیں جن کو میں نے ڈھال سمجھا اور وہ ڈھال ہی ثابت ہوئے مگر دشمنوں کیلئے
(۲) اور میں نے ان کو نشانہ پر پیوست ہونیوالے تیر خیال کیا اور وہ ایسے ہی ثابت ہوئے مگر میرے ... میں۔
(۳) انہوں نے کہا: ہمارے دل صاف ہیں اور ٹھیک کہا مگر محبت سے۔

مَعْنُ بْنُ اَوْسٍ

اُعَلِّمُهُ الرِّمَايَةَ كُلَّ يَوْمٍ ... فَلَمَّا اشْتَدَّ سَاعِدُهٗ رَمَانِیْ

تشریح:۔ میں اسکو ہر روز تیر اندازی سکھاتا رہا اور جب اس کا بازو مضبوط ہو گیا تو اس نے مجھ ہی کو نشانہ بنایا **قال السعدی**
کس نیاموخت علم تیر از من ... کہ مرا عاقبت نشانہ نہ کرد

اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَخْزُوْمِیُّ

وَكَمْ رَاَيْنَا الدَّهْرَ مِنْ اَسَدٍ ... بَالَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ ثَعَالِبُهٗ

تشریح:۔ ہم نے دنیا میں بارہا ایسے شیر بھی دیکھے ہیں جن کے سروں پر لومڑیوں نے پیشاب کیا ہے۔ وہذا کما قال الشیخ فی الہندیۃ
صاحب طبل وعلم نان جویں کے محتاج ... ٹھوکریں کھاتے جو پھرتے تھے وہ لیتے ہیں خراج

وَلِاَبِی الْفَتْحِ عَلِیِّ بْنِ مُحَمَّدٍ الْعُتْبِیِّ

اِذَا حَيَوَانٌ كَانَ طُعْمَةَ ضِدِّهٖ ... تَوَقَّاهُ كَالْفَارِ الَّذِیْ يَتَّقِی الْهِرَّا

وَلَاشَكَّ اَنَّ الْمَرْءَ طُعْمَةُ دَهْرِهٖ ۔۔۔ فَمَا بَالُهٗ يَا وَيْحَهٗ يَامَنُ الدَّهْرَا

حل لغات طعمۃ خوراک، توقاہ توقیا خوف کرنا، پرہیز کرنا، الفار چوہا واحد فارۃ، الہر بلا ج ہررۃ مؤنث ہرۃ ج ہرر اور بقول بعض ہر کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں کیلئے ہے اور ہرۃ صرف مؤنث کیلئے ہے:۔ **تشریح**

(۱) جب کوئی حیوان اپنی ضد کی خوراک ہوتا ہے تو وہ اس سے بچتا ہے جیسے چوہا کہ بلی سے ڈرتا ہے۔

(۲) اور اس میں کوئی شک نہیں کہ انسان زمانہ کی خوراک ہے تو پھر اس کو کیا ہوا کہ وہ زمانہ سے بے خوف ہے!

اِسْتَنْشَدَ الْمُتَوَكِّلُ اَبَا الْحَسَنِ عَلِيَّ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ فَقَالَ اِنِّيْ لَقَلِيْلُ الرِّوَايَةِ فِي الشِّعْرِ، فَقَالَ، لَابُدَّ فَاَنْشَدَهٗ

خلیفہ متوکل نے ابوالحسن علی بن محمد بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین سے شعر گوئی کی فرمائش کی، آپ نے کہا، میں شعر کے سلسلہ میں قلیل الروایۃ ہوں متوکل نے کہا کہنا ہی پڑے گا تو آپ نے یہ اشعار پڑھے!

بَاتُوْا عَلٰى قُلَلِ الْجِبَالِ تَحْرُسُهُمْ	غُلْبُ الرِّجَالِ فَلَمْ تَنْفَعْهُمُ الْقُلَلُ	وَاسْتُنْزِلُوْا بَعْدَ عِزٍّ عَنْ مَعَاقِلِهِمْ
وَاُوْدِعُوْا حُفَرًا يَا بِئْسَ مَا نَزَلُوْا	نَادَاهُمْ صَارِخٌ مِنْ بَعْدِ مَا دُفِنُوْا	اَيْنَ الْاَسِرَّةُ وَالتِّيْجَانُ وَالْحُلَلُ
اَيْنَ الْوُجُوْهُ الَّتِيْ كَانَتْ مُنَعَّمَةً	مِنْ دُوْنِهَا تُضْرَبُ الْاَسْتَارُ وَالْكِلَلُ	فَاَفْصَحَ الْقَبْرُ عَنْهُمْ حِيْنَ سِيْلَ بِهِمْ
تِلْكَ الْوُجُوْهُ عَلَيْهَا الدُّوْدُ يَقْتَتِلُ	قَدْ طَالَ مَا اَكَلُوْا دَهْرًا وَمَا شَرِبُوْا	فَاَصْبَحُوْا بَعْدَ طُوْلِ الْاَكْلِ قَدْ اُكِلُوْا

حل لغات باتوا (ض) بیتوتۃ شب گذاری، قلل ج قلۃ پہاڑ کی چوٹی، جبال ج جبل پہاڑ، تحرس (ن ض) حرساً، حفاظت کرنا، غلب ج اغلب شیر دلاور معاقل ج معقل جائے پناہ، حفر ج حفرۃ گڑھا، صارخ چیخنے والا، اسرۃ ج سریر، تیجان ج تاج حلل جمع حلۃ پوشاک، استار جمع ستر پردہ، کلل جمع کلۃ مچھر دانی سیل بھم سختی میں مبتلا ہونا، الدود جمع دودۃ کیڑا:۔ **تشریح**:۔

(۱) لوگوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس حال میں شب گزاری کہ بہادر لوگ ان کی حفاظت کر رہے تھے لیکن اس کے باوجود چوٹیاں ان کے کام نہ آسکیں (۲) عزت و وقار کے بعد انکو پناہ گاہوں سے اتار اگیا اور گڑھوں میں ڈالدیا گیا سوائے میری قوم ان کا یہ اترنا نہایت بدترین ہے (۳) ان کے دفنائے جانے کے بعد ایک چیخنے والے نے آواز دی کہ تخت شاہی تاج اور پوشاک کہاں ہیں (۴) خوشحال اور عیش و طرب والے لوگ کہاں ہیں جن پر پردے اور مچھر دانیاں لگائی جاتی تھیں۔ (۵) پس قبر نے ان کی طرف سے جواب دیا جب کہ وہ سختی میں مبتلا کر دیئے گئے تھے کہ وہ لوگ یہ ہیں جن پر کیڑے باہم جنگ کر رہے ہیں (۶) وہ ایک عرصہ تک کھاتے پیتے رہے اور خورد و نوش کے بعد وہ خود کھالئے گئے۔

اَبُوالْعَتَاهِيَة

وَلَقَدْ سَأَلْتُ الدَّارَ عَنْ أَخْبَارِهِمْ | فَتَبَسَّمَتْ عَجَبًا وَلَمْ تُبْدِ
حَتّٰى مَرَرْتُ عَلَى الْكَنِيفِ فَقَالَ لِي | أَمْوَالُهُمْ وَنَوَالُهُمْ عِنْدِي

حل لغات: لم تبد، جواب نہیں دیا، الکنیف پاخانہ، نوال داد و دہش۔ تشریح:۔
(۱) میں نے ان کے حالات ان کے گھروں سے دریافت کئے تو وہ تعجب سے مسکرا دیئے اور کچھ اظہار نہیں کیا۔
(۲) یہاں تک کہ میں پاخانہ کے قریب کو گذرا تو اس نے مجھ سے کہا کہ ان کے مال اور داد و دہش سب میرے پاس ہیں،

وَقَالَ بَعْضُهُمْ وَأَجَادَ

إِنَّ اللَّيَالِيَ لِلْأَنَامِ مَطِيَّةٌ | تُطْوٰى وَتُنْشَرُ بَيْنَهَا الْأَعْمَارُ
فَقِصَارُهُنَّ مَعَ الْهُمُومِ طَوِيلَةٌ | وَطِوَالُهُنَّ مَعَ السُّرُورِ قِصَارُ

(۱) شب و روز مخلوق کی سواریاں ہیں جن میں ان کی عمریں کھولی اور لپیٹی جاتی ہیں۔
(۲) پس رنج و غم کی حالت میں چھوٹی سے چھوٹی رات بھی بڑی ہو جاتی ہے اور مسرت و سرور کی حالت میں بڑی سے بڑی بھی چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے ✻ دن عیش کے گھڑیوں میں گذر جاتے ہیں کیسے

عُلُوُّ الْهِمَّةِ

القاضي هبة الله بن سناء الملك رحمه الله تعالى

سواي يخاف الدهر ويرهب الردى | وغيري يهوى أن يكون مخلدا | ولكنني لا أرهب الدهر إن سطا
ولا أحذر الموت الزؤام إذا عدا | ولو مد نحوي حادث الدهر طرفه | لحدثت نفسي أن أمد له يدا
توقد عزمي يترك الماء جمرة | وحلية حلمي تترك السيف مبردا | وأظمأ إن أبدى لي الماء منة
ولو كان لي نهر المجرة موردا | ولو كان إدراك الهدى بتذلل | رأيت الهدى أن لا أميل إلى الهدى
وقدما بغيري أصبح الدهر أشيبا | وبي بل بفضلي أصبح الدهر أمردا | وإنك عبدي يا زمان وإنني
على الكره مني أن أرى لك سيدا | وما أنا راض أنني واطئ الثرى | ولي همة لا ترتضي الأفق مقعدا
ولو علمت زهر النجوم مكانتي | لخرت جميعا نحو وجهي سجدا | وبذل نوالي زاد حتى لقد غدا
من الغيظ منه ساكن البحر مزبدا | ولي قلم في أنملي إن هززته | فما ضرني أن لا أهز المهندا
إذا جال فوق الطرس وقع صريره | فإن صليل المشرفي له صدى

حل لغات الردی ہلاکت، یھوی ہُوِیّ خواہش کرنا، سطا (ن) سطوۃ علیہ حملہ کرنا، الزؤام مکروہ، طرف نظر، جمرۃ، چنگاری، مبرد سوہان، اظما (س) ظما پیاسا ہونا، المجرۃ کہکشاں، عوام اس کو درب التبانہ کہتے ہیں قدما پُرانا زمانہ، اشیب سفید سر والا، بوڑھا، امرد بے ریش نوجوان، داس دطی پر جلیہ رَوندنا، الثری نمناک مٹی، زہر النجوم ازقبیل اضافت صفت الی الموصوف ہے چمکدار ستارے خرت (ن ض) ساجدا سجدہ میں گر پڑنا، مزبد، جھاگ پھینکنے والا سمندر، انمل پوروے، ہزہزۃ ہزا حرکت دینا، المہند ہندی تلوار، جال (ن) جولانا گھومنا، الطرس، صحیفہ جس کو مٹا کر پھر لکھا جائے جو اطراس، صریر لکھتے وقت قلم کی آواز، صلیل تلوار کی جھنکار، صدی گونج۔ **تشریح۔**

(۱) دوسرے لوگ حوادث زمانہ کے اندیشہ ناک یا ہلاکت سے لرزہ براندام رہتے ہیں اور دنیا میں ہمیشہ رہنے کے مشتاق ہیں۔

(۲) لیکن میں گردش زمانہ سے خائف نہیں اگر وہ مجھ پر پل پڑے (حملہ آور ہو) اور نہ کریہ موت سے ڈرتا ہوں جب وہ آجائے۔

(۳) اگر میری طرف گردش زمانہ نظر اٹھائے تو میرے جی میں آتا ہے کہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں۔ (۴) ارادہ کا اشتعال پانی کو انگارہ اور بردباری کی تدبیر شمشیر کو سوہان بنا دیتا ہے (۵) اور پیاسا رہ جاؤں گا اگر پانی مجھ پر اپنے احسان کا اظہار کرنے لگے اگرچہ روشن ستاروں کی نہر میری سیرابی کا گھاٹ ہو۔ (۶) اگر ہدایت یابی ذلت وخواری سے ہوتی تو میں ہدایت کی طرف بھی مائل نہ ہوتا۔

(۷) سابق میں دوسرے لوگوں کی وجہ سے زمانہ بوڑھا تھا اور اب میری ذات اور میرے فضل کی بدولت زمانہ جوان ہوگیا۔

(۸) اے زمانہ تو میرا غلام ہے اور میں گرانی کے ساتھ اپنے متعلق تیرا آقا ہونے کا خیال کرتا ہوں۔

(۹) میں زمانہ کو روندنے اور اس پر چلنے سے، راضی نہیں ہوں کیونکہ میری ہمت توافق کو بھی نشستگاہ بنانے پر راضی نہیں۔

(۱۰) اگر روشن ستارے میرے مرتبہ کو پہچان لیتے تو سب میرے سامنے سجدہ میں گر جاتے۔

(۱۱) میری عطا حد سے بڑھ گئی یہاں تک کہ غصہ سے خاموش سمندر بھی جھاگ پھینکنے والا ہوگیا۔

(۱۲) میری انگلیوں میں قلم ہے اگر میں اس کو حرکت دوں تو ہندی تلوار کو حرکت دینے کی ضرورت نہیں۔

(۱۳) جب صحیفہ پر اس کی سرسراہٹ واقع ہوتی ہے تو مشرقی تلوار کی جھنکار بھی اس کے سامنے ایک گونج سی محسوس ہوتی ہے۔

حَسَّانُ بْنُ ثَابِتٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ

أَصُونُ عِرْضِي بِمَالٍ لَا أُدَنِّسُهُ ۔۔۔ لَا بَارَكَ اللهُ بَعْدَ الْعِرْضِ فِي الْمَالِ
أَحْتَالُ لِلْمَالِ إِنْ أُودِي فَأَكْسِبُهُ ۔۔۔ وَلَسْتُ لِلْعِرْضِ إِنْ أُودِي بِمُحْتَالِ

حل لغات اصون (ن) صونا، حفاظت کرنا، عرض، آبرو، لا ادنسہ عیب دار نہیں بناتا، اودی ایداءً ہلاک کرنا۔

تشریح:۔ میں اپنی آبرو کو مال کے ذریعہ بچاتا ہوں، عیب دار نہیں ہونے دیتا آبروریزی کے بعد خدا مال میں برکت نہ کرے۔

(۲) میں مال کیلئے تدبیریں کرتا ہوں اگر برباد ہوجائے تو کما لیتا ہوں اور عزت افزائی کیلئے حیلہ گری نہیں کرتا اگر نہ رہے۔

أَبُو ذُؤَيْبٍ الْهُذَلِيُّ

وَتَجَلُّدِیْ لِلشَّامِتِیْنَ اُرِیْهِمُ	اَنِّیْ لِرَیْبِ الدَّهْرِ لَا اَتَضَعْضَعُ
وَاِذَا الْمَنِیَّةُ اَنْشَبَتْ اَظْفَارَهَا	اَلْفَیْتَ کُلَّ تَمِیْمَةٍ لَا تَنْفَعُ
وَالنَّفْسُ رَاغِبَةٌ اِذَا رَغَّبْتَهَا	وَاِذَا تُرَدُّ اِلٰی قَلِیْلٍ تَقْنَعُ

حل لغات تجلد صبر و استقلال ظاہر کرنا تضعضع فروتنی کرنا، انشبت چمٹانا چسپاں کرنا، اظفار ج ظفر ناخن، تمیمہ، تعویذ، تقنع قناعت کرنا، **تشریح**:۔

(۱) دشمنوں کے سامنے میرا اظہار شجاعت اس لئے ہے کہ میں دکھلاتا ہوں کہ حوادث زمانہ سے میں ہمت نہیں ہارتا۔

(۲) جب موت اپنے ناخن گاڑدے گی تو تو ہر تعویذ کو بے سود پائے گا۔

(۳) جب تو نفس کو زائد دے گا تو وہ اور زیادہ چاہے گا اور اگر کم کا عادی بنایا جائے تو قانع ہو جائیگا۔

بَشَّارُبْنُ بُرْدٍ

اِذَا کُنْتَ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ مُعَاتِبًا	صَدِیْقَكَ لَمْ تَلْقَ الَّذِیْ لَا تُعَاتِبُهٗ
فَعِشْ وَاحِدًا اَوْصِلْ اَخَاكَ فَاِنَّهٗ	مُقَارِفُ ذَنْبٍ مَرَّةً وَمُجَانِبُهٗ
اِذَا اَنْتَ لَمْ تَشْرَبْ مِرَارًا عَلَی الْقَذٰی	ظَمِئْتَ وَاَیُّ النَّاسِ تَصْفُوْ مَشَارِبُهٗ

تشریح:۔(۱) جب تو ہر کام میں اپنے دوست کو سرزنش کرتا رہے گا تو پھر کوئی شخص ایسا نہ ملے گا جس پر تیرا عتاب نہ ہو۔

(۲) پس اکیلا زندگی گذار یا اپنے بھائی کے ساتھ اچھا سلوک کر کیونکہ وہ ایک بار قصور وار ہوگا اور دوبارہ قصور سے گریزاں۔

(۳) جب تو تنکے کی وجہ سے بار بار پانی نہیں پئے گا تو پیاسا رہ جائیگا اور ہے بھی کون آدمی کہ اس کا پانی پاک صاف ہو۔

اَبُوالْفَرَجِ الْبَبَّغَا

مَا الذُّلُّ اِلَّا تَحَمُّلُ الْمِنَنْ	فَکُنْ عَزِیْزًا اِنْ شِئْتَ اَوْ فَهُنْ

حل لغات ذل ذلت، المنن جمع منۃ احسان، ہن امر حاضر ہے ہان (ن) ہونا ذلیل و حقیر ہونا۔ **تشریح**

دوسروں کا بار احسان اٹھانا ہی ذلت ہے اب تو چاہے تو باوقار رہ اور چاہے تو ذلیل و خوار رہ،

اَبُوالْحَسَنِ الْمُوْسَوِیُّ النَّقِیْبُ

اِشْتَرِ الْعِزَّ بِمَا یُبَاعُ فَمَا الْعِزُّ بِغَالٍ	بِالْقِصَارِ الْبِیْضِ اِنْ شِئْتَ اَوِ السُّمْرِ الطِّوَالِ
لَیْسَ بِالْمَغْبُوْنِ عَقْلًا مُشْتَرٍ عِزًّا بِمَالٍ	اِنَّمَا یُدَّخَرُ الْمَالُ لِحَاجَاتِ الرِّجَالِ

وَالْفَتٰی مَنْ جَعَلَ الْاَقْوَالَ اَثْمَانَ الْمَعَالِیْ

حل لغات غال گراں قیمت، القصار جمع قصیر، البیض جمع ابیض مراد چمکتی ہوئی تلواریں، السمر جمع اسمر نیزہ، المغبون

دھوکا دیا ہوا، اثمان جمع ثمن قیمت :۔ تشریح

(۱) عزت جتنے میں بھی بکتی ہو خرید لے کیوں کہ عزت گراں نہیں چاہے صیقل شدہ تلواروں کے عوض خرید لے یا لمبے لمبے تیروں کے عوض
(۲) مال کے عوض میں عزت خریدنے والا ٹوٹے میں نہیں ہے کیونکہ مال تو لوگوں کی ضروریات ہی کے لئے جمع کیا جاتا ہے۔
(۳) اور کامل جوان وہی شخص ہے جس نے اپنے اقوال کو مراتب عالیہ کا ثمن بنالیا۔

أبو الفتح علي بن محمد البستي

إذا مرّ بي يومٌ ولم أتّخذ يدًا	ولم أستفد علمًا فما ذاك من عمري

جب مجھ پر کوئی ایسا دن گذرے جس میں جاہ و مرتبہ اور علم حاصل نہ کر سکوں تو وہ دن میری عمر کا نہیں ہے

وقال آخر

كم من أخٍ لك لم يلده أبوكا	وأخٍ أبوك أبوه قد يجفوكا	صافِ الكرام إذا أردت إخاءهم
واعلم بأنّ أخا الحفاظ أخوكا	والناس ما استغنيت كنت أخاهم	وإذا افتقرت إليهم رفضوكا

حل لغات: یجفو (ن) جفوًا جفاءً بدسلوکی سے پیش آنا، اخا الحفاظ خود دار، رفضوا (ن ض) رفضًا چھوڑنا، تشریح :۔

(۱) بہت سے تیرے وہ بھائی جو تیرے باپ سے پیدا نہیں تجھے نفع رساں ہیں اور تیرے حقیقی بھائی تجھے ضرر رساں ہیں۔
(۲) شریفوں سے اخلاص کے ساتھ مل اگر ان سے بھائی بندی چاہتا ہو اور جان لے کہ عزت نفس رکھنے والا تیرا بھائی ہو سکتا ہے۔
(۳) جب تک تو لوگوں سے مستغنی ہے ان کا بھائی ہے اور جب تو ان کا محتاج ہوگا تو وہ تجھے چھوڑ دیں گے۔

اكرام النفس (لبعضهم)

إذا أنت لم تعرف لنفسك حقّها	هوانًا بها كانت على الناس أهونا	فنفسك أكرمها وإن ضاق مسكن
عليك بها فاطلب لنفسك مسكنا	وإياك والسكنى بدار مذلّة	تُعَدّ مسيئًا بعد ما كنت محسنا

(۱) جب تو خود کو حقیر سمجھ کر اپنی شرافت نہ پہچانے گا تو لوگوں کے نزدیک اور زیادہ بے وقعت ہو جائے گا
(۲) اپنے نفس کی عزت کر اور اگر کوئی مقام تجھ پر بسبب عزت نفس کے تنگ ہو جائے تو اپنے نفس کے واسطے دوسرا مقام تلاش کر۔
(۳) اور رسوا کن گھر میں اقامت کرنے سے دور رہنا ورنہ تو نیک ہونے کے باوجود بد شمار ہوگا۔

عبد المطلب جد النبي صلى الله عليه وسلم

لنا نفوسٌ لنيل المجد عاشقةٌ	ولو تسلّت أسلناها على الأسل
لا ينزل المجد إلا في منازلنا	كالنوم ليس له مأوى سوى المقل

حل لغات الْمجد بزرگی، تسلت، تسلّا بتکلف تسلی ظاہر کرنا مُراد بھول جانا، الاسل تلوار، چھری الْمقل جمع مقلۃ۔
تشریح (۱) ہمارے نفوس بزرگی حاصل کرنے پر عاشق ہیں اور اگر بھُلا دیتے تو ہم انہیں نیزوں پر بہا دیتے،
(۲) ہمارے گھر دیکھ علاوہ بزرگی اور کہیں نہیں ٹھہرتی جیسے نیند کہ آنکھوں کے علاوہ اس کی اور کوئی جگہ نہیں۔

اَلشِّبْلِیُّ

يَعِزُّ عَلٰى حَاسِدِي إِنَّنِي	إِذَا أَطْرَقَ الْخَطْبُ لَمْ أَخْرَقِ
وَإِنِّي طَوْدٌ إِذَا صَادَمَتْ	رِيَاحُ الْحَوَادِثِ لَمْ يَغْلَقِ

حل لغات اطرق خاموش ہونا، لم اخرق (س) خرقا خوف یا شرم سے دہشت زدہ ہونا، طود پہاڑ۔ **تشریح**
(۱) میرے حاسد پر یہ چیز گراں گزرتی ہے کہ میں پے بہ پے مصائب سے بھی دہشت زدہ نہیں ہوتا۔
(۲) اور یہ کہ میں ایسا پہاڑ ہوں کہ جب حوادثات کی آندھیاں ٹکراتی ہیں تو شق نہیں ہوتا

اَلسَّعْيُ — اَبُوْ رَكْوَةَ

عَلَى الْمَرْءِ أَنْ يَسْعَى لِمَا فِيهِ نَفْعُهُ	وَلَيْسَ عَلَيْهِ أَنْ يُسَاعِدَهُ الدَّهْرُ

انسان کو لازم ہے کہ وہ اس چیز کیلئے کوشش کرتا رہے جسمیں اس کا نفع ہے اس کیلئے زمانہ کا سازگار ہونا ضروری نہیں ہے۔

اَلْكَاتِبُ اَبُوْ بَكْرٍ

سَأَبْغِي الْمَجْدَ فِي شَرْقٍ وَغَرْبٍ	فَمَا سَاءَ الْفَتٰى دُونَ اغْتِرَابِ
فَإِنْ بُلِّغْتُ مَا مُولًا فَإِنِّي	جَهَدْتُ وَلَمْ أُقَصِّرْ فِي الطِّلَابِ
وَإِنْ أَنَا لَمْ أَفُزْ بِمُرَادِ سَعْيِي	فَكَمْ مِنْ حَسْرَةٍ تَحْتَ التُّرَابِ

حل لغات سابغی (ض) بغاء طلب کرنا، اغتراب وطن سے جُدا ہونا، ماٰمول مطلوب، جہدت (ف) جہدا کوشش کرنا
طلاب طلب کرنا: **تشریح**:۔ (۱) میں مشرق سے مغرب تک بزرگی تلاش کرتا رہوں گا کیونکہ جوان کو کچھ تکلیف نہیں سوائے
پردیس کے (۲)، پس اگر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا (تو بہت خوب کیونکہ) میں نے جدوجہد اور کوشش میں کمی نہیں کی
(۳)، اور اگر میں اپنی سعی میں ناکام رہا تو (کوئی غم نہیں کیونکہ) بہت سی حسرتیں آدمی اپنے ساتھ مٹی میں لے جاتا ہے۔

ابو محمد القاسم بن الفتح

ايامُ عمرِك تذهبُ	وجميعُ سعيك يُكتبُ
ثم الشهيدُ عليك منك	فاين اين المهربُ

(۱) تیری زندگی کے دن گذرے جارہے ہیں اور تیری ساری تگ و دو لکھی جارہی ہے۔
(۲) پھر تیرے خلاف تجھ ہی سے ایک گواہ ہوگا سو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ ہوگی۔

الشیخ صفی الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

فلا یخاف للدغ النحل من الم	من کان یعلم ان الشھد مطلبہ

جو شخص یہ جانتا ہے کہ میرا مقصد شہد ہے تو وہ شہد کی مکھیوں کی نیش زنی کے الم کی پرواہ نہیں کرتا!

وقال ابن رشیق

ما لم ینل بالکد والتعب	یعطی الفتی فینال فی دعۃ
اذ لیست الاشیاء بالطلب	فاطلب لنفسک فضل راحتھا
فرجاء ربک اعظم السبب	ان کان لا رزق بلا سبب

حل لغات دعۃ راحت اس کے شروع میں واؤ محذوف ہے کدو تعب مشقت رجاء امید: **تشریح**
(۱) آدمی کو رزق دیا جاتا ہے پس تو راحت میں وہ پالیتا ہے جس کو وہ تعب و مشقت کے ساتھ حاصل نہیں کر سکتا تھا، (۲) پس تو اپنے لئے راحت طلب کر کیونکہ اشیا کا حصول طلب پر موقوف نہیں،
(۳) اور اگر یہی ہے کہ رزق بلا سبب نہیں ملتا تو اللہ سے امید رکھنا سب سے بڑا سبب ہے۔

سمعت المولی السید حسین احمد المدنی ینشد بھذین البیتین

میں نے حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ کو بارہا یہ اشعار پڑھتے ہوئے سنا ہے

من البریۃ مسکین ابن مسکین	ان الذی انت ترجوہ وتأملہ
فانما الامر بین الکاف والنون	فاسترزق اللہ عما فی خزانتہ

(۱) بے شک مخلوق میں وہ شخص جس سے تو آس لگائے ہوئے اور امید باندھے ہوئے ہے وہ تو مسکین ابن مسکین ہے،
(۲) پس اللہ کے خزانہ میں سے روزی مانگ کیوں کہ اس کے ہاں تو معاملہ کن فیکون کا ہے،

وایضاً

ویرزق فی غشاوتہ جنین	جنون منک ان السعی رزق
فسیان التحرک والسکون	جری قلم القضاء بما یکون

(۱) یہ تیری نادانی ہے کہ رزق سعی سے ملتا ہے حالانکہ رزق بچے کو ماں کے پیٹ میں بھی دیا جاتا ہے۔
(۲) قلم چل چکا اس پر جو ہونا ہے لہٰذا حرکت و سکون دونوں برابر ہیں۔

اَلْاِغْتِرَابُ — دوری وطن ! — اَبُوالعَرَب

اَلَامَ اتِّبَاعِیْ بِالْاَمَانِی الْكَوَاذِبِ	وَهٰذَا طَرِيْقُ الْمَجْدِ بَادِی الْمَذَاهِبِ
اَهُمُّ وَلِیْ عَزْمَانِ عَزْمٌ مُّشَرِّقٌ	وَاٰخَرُ يَثْنِيْنِیْ هِمَّتِیْ لِلْمَغَارِبِ
وَلَا بُدَّ لِیْ اَنْ اَسْئَلَ الْعِيْسَ حَاجَةً	تَشُقُّ عَلٰى اَخْفَافِهَا وَالْغَوَارِبِ
اِذَا كَانَ اَصْلِیْ مِنْ تُرَابٍ فَكُلُّهَا	بِلَادِیْ وَكُلُّ الْعَالَمِيْنَ اَقَارِبِیْ

حل لغات اغتراب وطن سے جدا ہونا، الام الی حرف جا ہے اور مَ استفہامیہ اس کے آخر سے الف حذف کردیا گیا امانی جمع امنیہ آرزو، کواذب جمع کاذبہ، بادی بدأ یبدو ظاہر ہونا، اھم ہم یہم سے مضارع متکلم ہے بمعنی ارادہ کرنا، یثنی (ض) ثنیًا پھرانا، العیس بھورے رنگ کا اونٹ، اخفاف جمع خف اونٹ کی ٹاپ، الغوارب جمع غارب پیٹھ اور گردن یا کوہان اور گردن کے درمیان کا حصہ :

تشریح

(۱) کب تک رہیگا میرا جھوٹی آرزوؤں کا پیچھا کرنا، بزرگی حاصل کرنے کی یہ روش تو ظاہر بینوں کی ہے (۲) میں ارادہ کرتا ہوں اور میرے دو پختہ ارادے ہیں ایک جانب مشرق کا اور دوسرا میری توجہ جانب مغرب کو پلٹتا ہے (۳) اور میرے لئے ضروری ہے کہ سفید اونٹوں پر سوار ہو کر حاجت کا طالب بنوں جو ان کے پیروں اور کاندھوں پر بھاری ہو۔ (۴) جب میری اصل مٹی ہے تو کل روئے زمین میرا وطن ہے اور سارا جہاں میرے عزیز واقارب ہیں۔

فَخْرُ الدِّيْنِ الْوَرْكَانِیْ

اَاَحْبَابَنَا اَمَّا حَيَاتِیْ بَعْدَكُمْ	فَمَوْتٌ وَاَمَّا مَشْرَبِیْ فَمُنَغَّصٌ
وَاَسْعَدُ شَیْءٍ فِیْ قَلْبِیْ لِاَنَّهٗ	لَدَيْكُمْ وَجِسْمِیْ بِالْبِعَادِ مُخَصَّصٌ

(۱) دوستو! تمہارے بعد میری زندگی موت اور خوشی مکدر ہے،

(۲) مجھ میں عمدہ ترین شئ میرا دل ہے کیونکہ یہ تمہارے پاس ہے اور میرا جسم دُوری کے ساتھ مخصوص ہے،

اَلنَّابِغَةُ الْجَعْدِیْ

اِذَا الْمَرْءُ لَمْ يَطْلُبْ مَعَاشًا لِنَفْسِهٖ	شَكَى الْفَقْرَ اَوْلَامَ الصَّدِيْقَ فَاَكْثَرَا
فَسِرْ فِیْ بِلَادِ اللّٰهِ وَالْتَمِسِ الْغِنٰى	تَعِيْشُ ذَا يَسَارٍ اَوْ تَمُوْتُ فَتُعْذَرَا

(۱) جب آدمی اپنے لئے معاش کی فکر نہیں کرتا تو وہ فقر وفاقہ کی شکایت کرتا ہے یا دوستوں کو برا بھلا کہتا ہے۔

(۲) سو تو اللہ کی زمین میں چل پھر اور غنی تلاش کر کہ مالداری میں زندگی گزارے گا یا مر جائے گا اور معذور سمجھا جائے گا

ابو العتاھیۃ

شیأن لو بکت الدماء علیھما	عیناي حتی تؤذنا بذھاب
لو ابلغ المعشار من حقیھما	فقد الشباب وفرقۃ الاحباب

(۱) دو چیزیں ہیں اگر میری آنکھیں ان پر خون روتی روتی ختم بھی ہو جائیں،
(۲) تب بھی میں ان کے حق کے دسویں حصہ کو نہ پہنچوں گا ایک جوانی کا ختم ہونا دوسرے احباب کی جدائی۔

وللآخر

شخوص الفتیٰ عن منزل الضیم واجب	وان کان فیہ اھلہ والاقارب
وللحر اھل ان تنأی عنہ اھلہ	وجانب عز ان تنأی عنہ جانب
ومن یرض دار الضیم دار النفسہ	فذلک فی دعوی التوکل کاذب

حل لغات شخوص (ف) کوچ کرنا، الضیم ظلم، تنأی دور ہونا۔ **تشریح**:۔
(۱) ظلم کی جگہ سے آدمی کا کوچ کر جانا ضروری ہے اگرچہ وہاں اس کے اہل وعیال اور عزیز واقارب ہوں،
(۲) اگر شریف آدمی کے اہل وعیال اس سے دور ہوں تو اس کے لئے اور بہت سے اہل ہیں اور اگر عزت کی ایک جانب دور ہو تو دوسری جانب ہے۔ (۳) جو شخص ظلم کی جگہ اپنا گھر بنانے سے راضی ہو تو وہ توکل کے دعوے میں جھوٹا ہے۔

وقال بعضھم

أحیباب قلبی ھل سواکم لعلتی	طبیب بداء العاشقین خبیر
وانی لمستغن عن الکون دونکم	ومالیکم ساداتی فقیر
فجودوا بوصل فالزمان مفرق	واکثر عمر العاشقین قصیر

حل لغات احیباب تصغیر احباب منادیٰ ہے۔ داء بیماری، الکون عالم، جودوا امر حاضر ہے:۔ **تشریح**:۔
(۱) اے میرے جگری دوستو! میرے دل کی بیماری کا تمہارے سوا کوئی طبیب ہے جو عاشقوں کی بیماری سے واقف ہو (۲) میں تمہارے سوا سارے عالم سے بے نیاز ہوں اور اے میرے بزرگو! میں تمہارا محتاج ہوں۔
(۳) سو مجھے نعمت وصل سے نوازو کیونکہ زمانہ جدا کرنے والا ہے اور عاشقوں کی عمر زیادہ تر قلیل ہی ہوتی ہے۔

لیس الغنیٰ من العقل	مالداری عقلمندی پر موقوف نہیں،	لبعضھم

الرزق یخطی باب عاقل قومہ	ویبیت بوابا بباب الاحمق

رزق اپنی قوم کے دانشوروں کے دروازے سے خطا کر کے احمقوں کے دروازے پر دربانوں کی طرح رات گذارتا ہے۔

وقال رجل من بني قريع

مَتٰى مَا يَرَى النَّاسُ الْغَنِيَّ وَجَارُهٗ ۔ فَقِيْرٌ يَقُوْلُوْا عَاجِزٌ وَجَلِيْدٌ
وَلَيْسَ الْغِنٰى وَالْفَقْرُ مِنْ حِيْلَةِ الْفَتٰى ۔ وَلٰكِنْ اَحَاظٍ قُسِّمَتْ وَجُدُوْدٌ

حل لغات: جلید قوی، احاظ جمع حظوۃ (خلاف قیاس) حصہ، یا حظی کی جمع الجمع ہے جدود جمع جد نصیب تشریح

(۱) جب لوگ کسی مالدار کو دیکھتے ہیں درانحالیکہ اس کا ہمسایہ فقیر ہو تو کہتے ہیں کہ یہ قوت دکھائی کیوجہ سے مالدار ہے اور یہ عجز کیوجہ سے نادار (۲) حالانکہ مالداری اور ناداری آدمی کی تدبیر سے متعلق نہیں بلکہ یہ تو نصیبے اور حصے ہیں جو مقسوم ہو چکے۔

اَلْمَشْوَرَةُ ۔ قَالَ الشَّاعِرُ

اَلرَّاْیُ کَاللَّیْلِ مُسْوَدٌّ جَوَانِبُہٗ ۔ وَاللَّیْلُ لَا یَنْجَلِیْ اِلَّا بِاِصْبَاحٖ
فَاضْمُمْ مَصَابِیْحَ اٰرَاءِ الرِّجَالِ اِلٰی ۔ مِصْبَاحِ رَاْیِکَ تَزْدَدْ ضَوْءَ مِصْبَاحٖ

حل لغات: مسود تاریک لاینجلی انجلاء روشن ہونا مصابیح جمع مصباح چراغ :۔ تشریح :۔

(۱) رات کیطرح رائے کا ہر پہلو تاریک ہے اور رات چراغ جلائے بغیر روشن نہیں ہوتی،

(۲) پس تو اپنی رائے کے چراغ کیساتھ دوسروں کی رائے کے چراغوں کو شامل کر لے تاکہ تیرے چراغ کی روشنی بڑھ جائے۔

ولبعضهم

اِقْرِنْ بِرَاْیِکَ رَاْیَ غَیْرِکَ وَاسْتَشِرْ ۔ فَالْحَقُّ لَا یَخْفٰی عَلَی اثْنَیْنِ
فَالْمَرْءُ مِرْاٰۃٌ تُرِیْہِ وَجْہَہٗ ۔ وَیَرٰی قَفَاہُ بِجَمْعِ مِرْاٰتَیْنِ

حل لغات: اقرن امر حاضر ہے قرن (ض) قرنا ملانا، مرآۃ آئینہ، قفا گدی :۔ تشریح :۔

(۱) اپنی رائے کے ساتھ دوسرے کی رائے ملا اور مشورہ کر کیونکہ حق دو پر مخفی نہیں رہتا،

(۲) آدمی آئینہ کی طرح ہے کہ ایک آئینہ صرف چہرہ دکھلاتا ہے اور دو ہونے سے اپنا پچھلا حصہ بھی دیکھ لیتا ہے

اَلْعِبْرَةُ لِلْعَمَلِ لَا لِلْقَوْلِ ۔ اعتبار عمل کا ہے نہ کہ صرف کہنے کا، ۔ لبعضهم

یَقُوْلُ لِیَ السَّجَّانُ وَھُوَ یَقُوْدُنِیْ ۔ اِلَی السِّجْنِ لَا تَفْزَعْ فَمَا بِکَ مِنْ بَاْسٍ

داروغہ جیل مجھے قید خانہ کی طرف لے جاتا ہوا کہہ رہا تھا کہ گھبرا مت کیونکہ تجھے کچھ اذیت نہ پہنچے گی!

ضِیَاعُ الْعَمَلِ ۔ عمل کی بربادی! ۔ صَالِحُ بْنُ عَبْدِ الْقُدُّوْسِ

وَاِنَّ عَنَاءً اَنْ تُفَهِّمَ جَاھِلًا ۔ فَیَحْسَبُ جَھْلًا اَنَّہٗ مِنْکَ اَفْھَمُ
مَتٰی یَبْلُغُ الْبُنْیَانُ یَوْمًا تَمَامَہٗ ۔ اِذَا کُنْتَ تَبْنِیْہِ وَغَیْرُکَ یَھْدِمُ

حل لغات عنا مشقت، بنیان عمارت، یہدم گرانا **تشریح:**

(۱) مشقت یہ ہے کہ تو کسی جاہل کو سمجھائے اور وہ نادانی سے خود کو تجھ سے زیادہ سمجھدار سمجھے۔

(۲) وہ دیوار کب پوری ہو سکتی ہے جس کو تو بناتا جائے اور دوسرا گراتا جائے۔

وله ایضاً

لَا تَجُدْ بِالْعَطَاءِ فِيْ غَيْرِ حَقٍّ	لَيْسَ فِيْ مَنْعِ ذِي الْحَقِّ بُخْلٌ
إِنَّمَا الْجُوْدُ أَنْ تَجُوْدَ عَلٰى مَنْ	هُوَ لِلْجُوْدِ مِنْكَ وَالْبَذْلِ أَهْلٌ

(۱) بے محل سخاوت مت کر کیونکہ غیر مستحق کو نہ دینے میں بخل نہیں ہے۔

(۲) سخاوت تو یہ ہے کہ تو اس شخص کو عطا کرے جو مستحق عطاء ہے۔

اَلْمُرُّ لَكَ وَالْحُلْوُ لِغَيْرِكَ

تیرے لئے تلخی دوسروں کیلئے شیرینی — لبعضہم

يَا ضَمْرُ أَخْبِرْنِيْ وَلَسْتَ بِكَاذِبٍ	وَأَخُوْكَ نَافِعُكَ الَّذِيْ لَا يَكْذِبُ
أَمِنَ السَّوِيَّةِ أَنْ إِذَا اسْتَغْنَيْتُمُ	وَأَمِنْتُمُ فَأَنَا الْبَعِيْدُ الْأَجْنَبُ
وَإِذَا الشَّدَائِدُ بِالشَّدَائِدِ مَرَّةً	أَشْجَتْكُمُ فَأَنَا الْحَبِيْبُ الْأَقْرَبُ
وَلِجُنْدُبٍ سَهْلُ الْبِلَادِ وَعَذْبُهَا	وَلِيَ الْمِلَاحُ وَحَزْنُهُنَّ الْمُجْدِبُ
وَإِذَا تَكُوْنُ كَرِيْهَةٌ أُدْعٰى لَهَا	وَإِذَا يُحَاسُ الْحَيْسُ يُدْعٰى جُنْدُبُ
هٰذَا لَعَمْرُكُمُ الصَّغَارُ بِعَيْنِهٖ	لَا أُمَّ لِيْ إِنْ كَانَ ذَاكَ وَلَا أَبُ
عَجَبًا لِتِلْكَ قَضِيَّةً وَإِقَامَتِيْ	فِيْكُمْ عَلٰى تِلْكَ الْقَضِيَّةِ أَعْجَبُ

حل لغات المر تلخ، الحلو شیریں، ضمر ایک شخص کا نام ہے، اشجتکم اشجاء غمگین کرنا، جندب ایک شخص کا نام ہے۔ الملاح زمین شور، حزن سخت زمین، المجدب بنجر زمین، یحاس۔ الحیس (ن) حیس بنانا حیس ایک قسم کا کھانا جو کھجور اور گھی اور ستو سے تیار کیا جاتا ہے، الصغار ذلت و رسوائی **تشریح:**

(۱) اے ضمر! مجھے بتلا میں جھوٹا نہیں ہوں، اور تیرا بھائی وہی ہے جو تجھے نفع پہنچائے اور جھوٹ نہ بولے،

(۲) کیا یہ انصاف ہے کہ جب تم مستغنی اور مطمئن ہوتے ہو تو میں اجنبی شمار ہوتا ہوں (۳) اور جب پے بہ پے سختیں تم کو غمگین کرتی ہیں تو میں عزیز دوست بن جاتا ہوں (۴) نرم اور ہموار اور خوشگوار زمین تو جندب کیلئے اور شور، سخت اور بنجر زمین میرے لئے۔

(۵) سخت لڑائی اور مصیبت کیلئے تو میں پکارا جاتا ہوں اور جب حیس بنایا جاتا ہے تو جندب کو پکارا جاتا ہے،

(۶) تمہاری عمر کی قسم یہ تو سراسر ذلت ہے اگر ایسا ہو تو خدا کرے کہ نہ میری ماں رہے اور نہ باپ۔

(۷) یہ معاملہ عجیب ہے اور اس معاملے کے باوجود میرا تمہارے ساتھ رہنا اس سے زیادہ عجیب ہے۔

رِفعَۃُ الأَرذَالِ سِیمَا ھَلاکِھِم

رذیلوں کا صاحبِ جاہ ہونا انکی ہلاکت کی نشانی ہے۔

إذَا مَا أرَادَ اللهُ إهْلاکَ نَمْلَةٍ	سَمَتْ بِجَنَاحَیْھَا إلَی الجَوِّ تَصْعَدُ

حل لغات: رفعۃ بلندی ارذال جمع رذیل ذلیل درسوا، سیما علامت نملۃ چیونٹی، سمت (ن) سموا بلند ہونا،

تشریح:۔ خدا جب کسی چیونٹی کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو وہ چیونٹی پروں کے ذریعہ بلند ہوتی اور اُوپر کو چڑھنے لگتی ہے۔

الفخرُ بالآباء

آباء واجداد پر فخر

أیُّھَا الفَاخِرُ جَھْلاً بِالحَسَبْ	إنَّمَا النَّاسُ لأُمٍّ وَلأَبْ	وقال آخر: إنَّمَا الفَخْرُ بِعَقْلٍ رَاجِحٍ
وَبِأخْلاقٍ حِسَانٍ وَأدَبْ	ذَاکَ مَنْ قَدْ فَاخَرَ النَّاسَ بِهِ	فَاقَ مَنْ فَاخَرَھُمْ وَغَلَبْ

(۱) اے حسب نسب پر فخر کرنیوالے سب لوگ ایک ہی ماں اور ایک ہی باپ سے پیدا ہیں (۲) فخر تو عقل صحیح، پاکیزہ اخلاق اور ادب پر ہی صحیح ہے (۳) یہ وہ چیزیں ہیں جن پر لوگوں نے فخر کیا ہے، اور جنہوں نے ان پر فخر کیا وہ فائق اور غالب رہے۔

وقال الحکیم بن قنبر

لا خَیْرَ فِیمَنْ لَهُ أصْلٌ بِلا أدَبٍ	حَتّٰی یَکُونَ عَلٰی مَا نَابَهُ حَدَبَا
کَمْ رَاغِبٍ مِنْ أخِ عِیٍّ وَطُمْطُمَةٍ	فَدْمٍ لَدَی القَوْمِ مَعْرُوفٍ إذَا انْتَسَبَا
فِی بَیْتِ مَکْرُمَةٍ آبَاؤُهُ نُجُبٌ	کَانُوا الرُّؤُوسَ فَأمْسٰی بَعْدَھُمْ ذَنَبَا

حل لغات: نابہ (ن) نوبۃ، امر پیش آنا، حدب کبڑا پن راغ (ن) روغا، منہ کھیرانا عی درماندہ، الطمطمۃ عجمی زبان میں گفتگو کرنا، فدم (ک) فدامۃ بیوقوف ہونا، گفتگو میں عاجز ہونا، نجب جمع نجیب شریف۔ تشریح:۔

(۱) جس شخص کی اصل بلا ادب ہو اسمیں کوئی خوبی نہیں، یہاں تک کہ وہ مصائب کیوجہ سے کوزہ پشت ہوجائے۔

(۲) بہت سے درماندہ اور نہ بات کرسکنے والے قوم میں معروف النسب مجھے بہت پسند آئے،

(۳) عزت والے مکان میں جن کے آباؤ اجداد شریف تھے جو تھے سردار (آقا) اور ہوگئے دُم (تابع) بلا ادب رہ جانے کی بنا پر۔

وقال آخر

أبُوکَ أبٌ حُرٌّ وَأمُّکَ حُرَّةٌ	وَقَدْ یَلِدُ الحُرَّانِ غَیْرَ نَجِیبِ

تیرے ماں باپ دونوں شریف ہیں — لیکن — کبھی شریفوں کے یہاں رذیل پیدا ہوجاتا ہے

أطیبُ الحالات

بہترین حالت

ولآخر

الا لیتنی ما کنتُ یو ما معظما ‏ ‏ ‏ ‏ ولا عرفوا شخصی ولا علموا قصری

اکلف فی حال المشیب بمثلها ‏ ‏ ‏ ‏ تحملتهُ والغصنُ فی ورق نضر

فما عاش فی الایام فی حر عیشۃ ‏ ‏ ‏ ‏ سوی رجل ناءٍ عن النہی والامر

(۱) کاش کہ میں کسی روز بھی صاحب وقار نہ ہوتا، نہ لوگ میری ذات سے واقف ہوتے اور نہ میرا گھر جانتے۔

(۲) مجھ کو بڑھاپے میں ان امور پر مجبور کیا جاتا ہے جن میں اسوقت کرتا تھا جبکہ شاخ تر و تازہ پتوں میں تھی (جوانی میں)

(۳) دنیا میں خوشگوار زندگی اس کے سوا کسی نے نہیں گذاری جو لوگوں کے امر و نہی سے دور رہا۔

لِمُؤَلِّفِ الْكِتَابِ غَفَرَ اللّٰهُ لَـهُ

اَبْيَاتٌ اَنْشَدْتُهَا فِی نَادِيَةِ الْاَدَبِ الْمُتَعَلِّقَةِ بِدَارِ الْعُلُومِ الدِّيُوبَنْدِيَةِ حِيْنَ اُمِرُوْا بِاِجَازَةِ قَوْلِ الشَّاعِرِ

چند اشعار ہیں جو میں نے دار العلوم دیوبند کی مجلس ادب میں اس وقت پڑھے تھے جبکہ شاعر کے شعر تمتع الخ پر گرہ لگانے کا حکم دیا گیا تھا

تَمَتَّعْ مِنْ شَمِيْمِ عَرَارِ نَجْدٍ ‏ ‏ ‏ ‏ فَمَا بَعْدَ الْعَشِيَّةِ مِنْ عَرَارٍ

الامُ علی التجنب والتخلی
وجبتُ القفر والبید الصحاری
فانی لم اجد احداً نصوحاً
ولا یوذی اذا ھو فی جواری
ولکنّ الکتاب کتاب علمٍ
ویونسنی اذا انا فی الدیار
طریقی تالدی وولیّ امری
ویھدأنی اذا انا فی السھار
فھلا ایھا اللوام لمتم
وتقریب لما یدریه داری

فقلتُ اجیبھم ھذا شعاری
وجربتُ البلاد ومن علیھا
یقینی من وقوعی فی عوار
رأیتھم عدوی فی البلایا
سمیری فی اللیالی والنھار
خلیلی فی الھواجس والرزایا
احبُ ذخائری وکذا ضماری
بہ سکری اذا ما شئتُ خمراً
خلیّ القلب من قطف الثمار
خمولی طیبُ الحالات عندی

لقد طوّفتُ فی الآفاق دھراً
ومیّزتُ الصغار من الکبار
ولا یغتابنی ان غبتُ عنہ
واحبابی اذا انا ذو یسار
یواسینی اذا ھجمت ھمومی
انیسی مونسی حامی الذمار
یدافع عسکر الاحزان عنی
ومنہ افاقتی وبہ خماری
ثمار فنون علمٍ باجتھادٍ
واعزازی لدیھم فیہ عاری

حل لغات | شمیم عمدہ خوشبو، عرار ایک خوشبودار پھول جسکا نام گاؤ چشم ہے۔ تجنب دکھلی خلوت گزینی، جبت ان جو باطے کرنا

بیدار، صحاری جنگل، نصوح نصیحت کرنیوالا، عوار عیب، کپڑے کی پھٹن، سمیر رات کا قصہ گو، دمار، ہلاک ہونا، ہواجس جمع ہاجس وسوسہ، رزایا جمع رزیۃ مصیبت، حامی الذمار، نگہداشت کرنیوالا، طریف نیا مال، تالد پرانا مال، ضمار غیر متوقع مال، یہدا (ف) ہدأ بچہ کو سلانے کیلئے تھپکی دینا، سہاد بیداری، لوام جمع لائم ملامت گر، قطف الثمار پھل چننا۔ **تشریح**

(۱) نجد کے پھول سونگھ کر نفع حاصل کرے کیونکہ شام کے بعد پھول نہ ہوں گے۔

(۲) مجھ کو علیٰحدگی پسندی اور خلوت گزینی پر ملامت کی جاتی ہے تو میں جواب دیتا ہوں کہ میرا شیوہ یہی ہے۔

(۳) میں ایک عرصہ تک دنیا کے گوشہ گوشہ میں پھرا ہوں اور میں نے بیابان جنگل طے کئے ہیں،

(۴) بستیوں کو اور وہاں کے باشندوں کو آزمایا ہے، چھوٹے بڑے میں امتیاز کیا ہے۔

(۵) لیکن میں نے کوئی ایسا خیر خواہ نہیں پایا جو مجھے عیب میں پڑنے سے بچائے۔

(۶) اور میری عدم موجودگی میں غیبت نہ کرے اور موجودگی میں تکلیف نہ دے۔

(۷) میں نے لوگوں کو مصیبتوں کے زمانہ میں اپنا دشمن اور مالداری میں دوست پایا ہے۔

(۸) لیکن علمی کتاب میرا شب وروز کا دم ساز وہمراز ہے۔

(۹) جب مجھ پر اچانک رنج وغم آپڑیں تو میری غمخواری کرتی ہے اور جب میں ہلاکت میں پھنس جاؤں تو تسلی دیتی ہے۔

(۱۰) وساوس ومصائب میں خالص دوست غم خوار۔ مونس، محافظ ضروریات ہے۔

(۱۱) کتاب میرا نیا اور پرانا سرمایہ، منتظم امور، محبوب ترین ذخیرہ اور غیر متوقع مال ہے۔

(۱۲) مجھ سے غم کے لشکر کو دور کرتی ہے اور جب مجھ کو نیند نہیں آتی تو لوریاں دے کر سلاتی ہے۔ (۱۳) جب مجھے شراب کی خواہش ہوتی ہے تو میرا نشہ اسی سے ہوتا ہے اور اسی سے مجھے افاقہ ہوتا ہے اور اسی سے میرا خمار ہے۔ (۱۴) سوائے ملامت گرو! تم نے کیوں نہ ملامت کی ثمرات کے حاصل کرنے سے بے فکرے آدمی کو، (۱۵) یعنی علم کے مختلف ثمرات سے محنت اور دوڑ دھوپ کیساتھ جس کو اہل علم جانتے ہیں (۱۶) میرے نزدیک سب سے اچھی حالت اپنی گمنامی ہے اور لوگوں میں میرا اعزاز واکرام باعث عار ہے۔

يَزِيْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْمُهَلَّبِيُّ

وَمَنْ ذَا الَّذِيْ تُرْضٰى سَجَايَاهُ كُلُّهَا ۔ كَفَى الْمَرْءُ نُبْلًا اَنْ تُعَدَّ مَعَايِبُهٗ

ایسا کون شخص ہے جسکی ساری عادتیں پسندیدہ ہوں آدمی کی شرافت کیلئے یہی کافی ہے کہ اس کے عیب شمار کئے جائیں۔

اَلْفَقِيْهُ الْبَاهِرُ

اِذَا كُنْتُ اَعْلَمُ عِلْمًا يَقِيْنًا ۔ بِاَنَّ جَمِيْعَ حَيَاتِيْ كَسَاعَهْ

فَلِمَ لَا اَكُوْنُ ضَنِيْنًا بِهَا ۔ وَاَجْعَلُهَا فِيْ صَلَاحٍ وَّطَاعَهْ

(۱) جب میں یقین کیساتھ جانتا ہوں کہ میری پوری زندگی مثل ایک ساعت کے ہے۔

(۲) تو پھر میں اسمیں بخیل کیوں نہ ہوں اور اسکو اللہ کی اطاعت اور خیر وصلاح میں کیوں نہ صرف کروں،

ولبعضهم

والاحنظلا تذاق فترمي	لا تكن سكرا فتاكلك الناس

نہ تو بالکل شکر ہی بن کر لوگ تجھے چپٹ کر جائیں اور نہ ایلوا بن کر چکھتے ہی پھینک دیا جائے۔

المدائح

وللمؤلف غفر له في مدح دار العلوم الديوبندية

مؤلف کے یہ اشعار دار العلوم دیوبند کی تعریف میں ہیں۔!

دَارُ الْعُلُوْمِ بِفَيْضِهَا الْمِدْرَارِ
مِنْ فَيْضِهَا الْهَطَّالِ بَحْرٌ جَارٍ
زَادَتْ عَلٰى شَمْسِ السَّمَاءِ وَبَدْرِهَا
وَتَمَيُّزُ الْاَبْرَارِ مِنْ فُجَّارٍ
شَهِدَتْ مَلٰئِكَةُ الْاِلٰهِ بِفَضْلِهَا
الْاَنْهَارُ لِلْاَخْيَارِ وَالْاَشْرَارِ
وَتَضَوَّعَ الْاَكْوَانُ مِنْ نَوْحَاتِهَا
كَانَتْ سُهُوْلًا اَوْ مِنَ الْاَوْعَارِ
يُتْلٰى كِتَابُ اللّٰهِ فِيْهَا دَائِمًا
الْاِسْلَامِ وَالْاِيْمَانِ لِلزُّوَّارِ
شَاهَدْتُهَا فَرَاَيْتُهَا مَمْلُوْءَةً
اَجْرَتْ عَلَى الْاَوْعَارِ مِنْ اَنْهَارٍ
فَاغْفِرْ اِلٰهِيْ مَنْ بَنَاهَا مُخْلِصًا
مِثْلُ النُّجُوْمِ هِدَايَةً لِلسَّارِيْ
وَالْعِلْمُ عِلْمُ الدِّيْنِ دِيْنِ مُحَمَّدٍ
وَلَا يَبْعُ عَنِ الْاِسْتِغْفَارِ
جَافَتْ جُنُوْبُهُمُ الْمَضَاجِعَ لَيْلَهُمْ

فَاقَتْ ضِيَاءَ الشَّمْسِ نِصْفَ نَهَارٍ
مَنْ جَاءَ يَسْتَسْقِيْ بِحَارَ فُيُوْضِهَا
نُوْرًا فَلَيْسَ مُعَارِضٌ وَمُبَارٍ
تَدْعُوْا اِلٰى غُفْرَانِ رَبٍّ غَافِرٍ
وَدَعَتْ لَهَا الْحِيْتَانُ تَحْتَ بِحَارٍ
رَيًّا فَرَنْفَلُهَا يَفُوْقُ هُبُوْبُهَا
فَكَاَنَّمَا زُهْرٌ مِنَ الْاَزْهَارِ
اِنْ زُرْتَهَا مَا زُرْتَ اِلَّا رَوْضَةً
وَحَدِيْثُ اَحْمَدَ سَيِّدِ الْاَبْرَارِ
اِنْ زُرْتَهَا مَا زُرْتَ اِلَّا مَعْدِنًا
مِنْ كَاطِعٍ خَاشٍ مِنَ الْقَهَّارِ
اِنْ زُرْتَهَا مَا زُرْتَ اِلَّا كَوْكَبًا
تَاْسِيْسُهَا كَبِنَاءِ بَيْتِ الْبَارِيْ
شُبَّانُهَا شُبَّانُ زُهْدٍ وَالتُّقٰى
مَقْصُوْدُهُمْ بِاللَّيْلِ اَوْ بِنَهَارٍ
ذِكْرُ الْاِلٰهِ طَعَامُهُمْ وَشَرَابُهُمْ
وَتَرَاهُمْ يَبْكُوْنَ بِالْاَسْحَارِ

بَاقٍ عَلٰى مَرِّ الزَّمَانِ لِاَهْلِهٖ
يُسْقٰى بِهَا عَلَلًا بِفَتْحِ الْبَارِيْ
عَادَتْ تُضِيْءُ وَلَيْلُهَا كَنَهَارِهَا
وَتَصِيْرُ تُرْسًا مِنْ عَذَابِ النَّارِ
رَوْضٌ حَكَتْ جَنَّاتِ عَدْنٍ نَجْمُهَا
هَبَّ النَّسَائِمِ اَوَّلَ الْاَبْكَارِ
يُحْيِي الْاَرَاضِيَ كُلَّهَا تَهْتَانُهَا
اَنْفًا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالْاٰثَارِ
اِنْ زُرْتَهَا مَا زُرْتَ اِلَّا رَايَةً
لِلْعِلْمِ عِلْمِ نَبِيِّنَا الْمُخْتَارِ
اِنْ زُرْتَهَا مَا زُرْتَ اِلَّا مُزْنَةً
يَهْدِيْ اِلَى الْجَنَّاتِ لِلْاَخْيَارِ
وَمُدَرِّسُوْهَا كُلُّهُمْ اِلَّا اَنَا
وَشُيُوْخُهَا غُرٌّ مِنَ الْاَنْوَارِ
فِيْهَا رِجَالٌ لَيْسَ تُلْهِيْهِمْ تِجَارَةٌ
يَتَضَوَّعُوْنَ بِكَثْرَةِ الْاَذْكَارِ
طَمَعًا اِلٰى رِضْوَانِ رَبِّهِمْ وَخَوْفًا

مِنْ عَذَابِ القَادِرِ الجَبَّارِ | مَثْوَاهُمْ حُجْرَاتُهُمْ لٰكِنَّهُمْ | يَسْعَوْنَ مَهْمَا قِيلَ مَنْ أَنْصَارِي

شَهِدَتْ بِفَضْلِهِمُ النُّجُومُ عَلَى السَّمَاءِ | مَا إِنْ لَهُمْ مِنْ عَائِبٍ أَوْ زَارِ | قَصُرَتْ مَدَائِحُ الْأَلْسُنِ عَنْ فَضْلِهِمْ

وَحُسُودُهُمْ مُتَكَبِّرٌ أَخْبَارِي | وَلَهُمْ فَضَائِلُ لَا تُعَدُّ وَكَيْفَ لَا | بَذَلُوا نُفُوسَهُمُ اتِّقَاءُ الْبَارِي

يَا رَبِّ أَصْلِحْ حَالَنَا وَمَا لَنَا | وَامْحَقْ بِسَيْفِكَ صَوْلَةَ الْكُفَّارِ | أَنْزِلْ بِهِمْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ شَرَرَهُ

وَاخْذُلْهُمْ خِذْلَانَ ذِي الْأَوْزَارِ | أَوْقِدْ لَهُمْ نَارًا تُحَرِّقُ كُلَّهُمْ | وَتُحِيطُهُمْ كَإِحَاطَةِ التَّيَّارِ

وَامْحُ الذُّنُوبَ صَغِيرَهَا وَكَبِيرَهَا | مِمَّا جَنَاهَا الْعَبْدُ يَا سَتَّارُ | وَارْحَمْ إِلٰهِي الْعَبْدَ إِعْزَازَ الْعَلِي

حَمَّالَ ذَنْبٍ حَامِلَ الْأَوْزَارِ | وَتَزَوُّدِي حُبُّ النَّبِيِّ مُحَمَّدٍ | وَرَجَاءُ رَبٍّ قَادِرٍ غَفَّارِ

حل لغات مدرار بہت بہنے والا، ہطال بڑی بوندوں والی لگاتار بارش، علل دوسری مرتبہ پینا، مبار مقابل، ترس ڈھال جمع اتراس، حیتان جمع حوت مچھلی، روض جمع روضۃ باغ، ریا عمدہ خوشبو، قرنفل لونگ، ہبوب ہوا کا چلنا، تضوع۔ المسک خوشبو کا مہکنا، زہر جمع ازہار کلی، اوعار جمع وعر سخت زمین، انف سرسبز و شاداب حصۂ زمین جس کو کسی جانور نے نہ چرا ہو، مزنۃ، پانی سے بھرا ہوا بادل کا ٹکڑا، شبان جمع شاب جوان، جافت مجافات دور رہنا، المضاجع۔ جمع مضجع خوابگاہ، مثوی ٹھکانا، زار اسم فاعل ہے زری (ض) علیہ عیب لگانا، صولۃ دبدبہ، اوزار جمع وزر گناہ۔ تیار سمندر کی موج:۔ **تشریح**

(۱) دارالعلوم (دیوبند) اپنے عام فیض کی وجہ سے دوپہر کے وقت آفتاب کی روشنی پر بھی فائق ہے۔

(۲) اس کے فیض عام کا بہتا سمندر رہتی دنیا تک دنیا والوں کے لئے باقی رہے گا (انشاء اللہ تعالیٰ)

(۳) جو شخص اس کے دریائے فیض سے سیراب ہونے کیلئے آتا ہے تو اس کو بعون باری مکرر سہ کرر سیراب کیا جاتا ہے۔

(۴) اپنی آب و تاب میں شمس و قمر سے بھی بڑھ گیا پس نہ کوئی اس کا مد مقابل ہے اور نہ کوئی مماثل ہے۔

(۵) اتنا روشن ہے کہ اس کی رات بھی دن کی طرح منور ہے اور یہ اچھوں کو بروں سے ممتاز کر لیتا ہے۔

(۶) دنیا میں تو یہ اللہ کی مغفرت کی طرف بلا رہا ہے اور آخرت میں عذاب دوزخ سے لوگوں کیلئے ڈھال ہوگا۔

(۷) ملائکہ رحمٰن اس کے فضل کے شاہد اور سمندروں میں مچھلیاں اس کے لئے دعاء گو ہیں۔

(۸) یہ نیک و بد سبھی کیلئے ایک چمن ہے جو چمن ہائے بہشت کے مشابہ ہے، جنکے نیچے نہریں بہتی ہونگی۔

(۹) اس کی پھولوں کی خوشبو کا پھیلنا صبح کی ٹھنڈی ہوا پر فائق ہے۔

(۱۰) اس کی خوشبوؤں سے تمام جہان معطر ہے گویا عمدہ خوشبودار کلیوں میں سے ایک کلی ہے۔

(۱۱) اس کی لگاتار بارش تمام زمینوں کو خواہ نرم ہوں یا بنجر زندگی بخش رہی ہے۔

(۱۲) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو حدیث و قرآن سے لبریز باغ پائے گا۔

(۱۳) جسمیں دائما اللہ کی کتاب اور سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث پڑھی جاتی ہیں۔

(۱۴) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو زیارت کنندگان کیلئے ایمان اور اسلام کی نشانی پائے گا۔

(۱۵) اگر تو اس کی زیارت کریگا تو سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علوم کا مرکز پائے گا۔

(۱۶) تو یہاں آئے گا تو اللہ کی اطاعت کرنیوالوں اور اللہ سے ڈرنے والوں سے اسکو بھرا ہوا پائے گا۔

(۱۷) اگر تو اس کی زیارت کرے گا تو اس کو برسا دینے والا بادل پائے گا جس نے بنجر زمینوں میں بھی نہریں بہا دی ہیں۔

(۱۸) اگر تو اسکی زیارت کرے گا تو کوکب ہدایت پائے گا جو جنت کی راہ بتاتا ہے۔

(۱۹) سو بار الہا! جس نے خلوص کیساتھ خانہ کعبہ کی طرح اس کی بناء قائم کی ہے اس کی مغفرت فرما۔

(۲۰) میرے علاوہ اس کے تمام مدرسین ستاروں کی طرح ہر راہرو کیلئے باعث ہدایت ہیں۔

(۲۱) اس کے نوجوان صاحب زہد و تقویٰ ہیں اور اس کے شیوخ چمکتی روشن پیشانیوں والے ہیں،

(۲۲) جن کا مقصد رات دن صرف دین محمدی کا علم حاصل کرنا ہے (۲۳) اسمیں ایسے لوگ ہیں جنکو استغفار سے نہ خرید غفلت میں ڈال پاتی ہے نہ فروخت (۲۴) اللہ کا ذکر ان کا کھانا پینا ہے اور وہ کثرت ذکر کی وجہ سے ہر وقت مہکتے رہتے ہیں۔

(۲۵) ان کے پہلو رات بھر خواب گاہوں سے علیحدہ ہوتے ہیں اور وہ پچھلے پہر گریہ و زاری میں مشغول رہتے ہیں۔

(۲۶) باری تعالیٰ کی خوشنودی کی امید اور اس کے عذاب کے خوف کی وجہ سے۔

(۲۷) انکی قیام گاہیں حجرے ہیں لیکن یہ کہا جائے "مَن انصاری" تو فوراً دوڑ پڑتے ہیں۔

(۲۸) ستارے آسمان پر ان کے فضل کے شاہد ہیں ان کو کوئی عیب لگانے والا نہیں ہے۔

(۲۹) لوگوں کی زبانیں ان کے فضائل بیان کرنے سے قاصر ہیں اور میں نے جو ان کے حالات بیان کئے ہیں حاسد لوگ اس کو مدح زیادہ سمجھتے ہیں

(۳۰) ان کے فضائل بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ انہوں نے زہد و تقویٰ میں اپنی جانیں صرف کر دیں۔

(۳۱) بار الہا! ہماری دنیا اور آخرت بہتر بنا اور اپنی شمشیر غضب سے کفار کے دبدبہ کو مٹا دے،

(۳۲) ان پر طرح طرح کی مصیبتیں نازل فرما اور ان کو اس طرح رسوا کر جیسے تو گنہگاروں کو قیامت کے روز رسوا کرے گا۔

(۳۳) ان کے لئے ایسی آگ بھڑکا دے جسمیں یہ سب جل کر خاک ہو جائیں اور سمندر کی لہروں کی طرح ان سب کو گھیر لے،

(۳۴) اے ستار! تیرے بندہ نے جو گناہ کئے ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے سبکو معاف کر دے۔

(۳۵) اور بار الہا! اپنے گنہگار اور قصور وار بندہ اعزاز علی پر رحم فرما۔

(۳۶) میرا توشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور پروردگار قادر و غفار کی رحمت کی امید ہے!

وَلِبَعْضِهِمْ

يَا اَيُّهَا الْمَلِكُ الرَّفِيعُ جَنَابُهٗ	لَمْ يُلْفَ فِيْ كُلِّ الْوَرٰى لَكَ ثَانٍ
ظِلٌّ لِرَبِّ الْعَرْشِ اَنْتَ وَظَاهِرٌ	اَنْ لَا يَكُوْنَ لِوَاحِدٍ ظِلَّانِ

(۱) اے عظیم الشان دربار والے بادشاہ تیرا ثانی پوری مخلوق میں بھی نہیں پایا جاتا۔

(۲) تو مالک عرش کا سایہ ہے اور ظاہر ہے کہ ایک شئے کے دو سائے نہیں ہوتے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

وَالنَّجْمُ تَسْتَصْغِرُ الْاَبْصَارُ طَلْعَتَهٗ	وَالذَّنْبُ لِلْعَيْنِ لَا لِلنَّجْمِ فِي الصِّغَرِ

ستارہ نگاہوں میں چھوٹا معلوم ہوتا ہے اور چھوٹا دیکھنے میں قصور آنکھ کا ہے نہ کہ ستارے کا۔

لمؤلفہ غفر لہٗ

(یہ قصیدہ مؤلف کا ہے)

لی مدح من عم جوده کما عم فضل وجوده، وسبی احسانه العمیم، وبره الکریم اکناف العالم من سهول المعمور ونجوده ن المستغنی عن التلقیب والتکنیه والغانی عن التوصیف والتسمیه، اعنی الملك الجلیل الشهم النبیل عثمان علیخان سلطان الدولة الآصفیه لازال جوده ینزل الرعایا من الامن فی حصن حصین، ویستخلص الدعاء لدولته الغراء من الافاق، فلا احد الا وهو من المخلصین، خلد الله ملکه وسلطنته، وعظم نصرته آمین؂

اس کی تعریف میں جسکی سخا اس کے ذاتی فضل کی طرح عام ہے اور اسکی نیکی اور احسانِ عمیم نے آباد وغیر آباد تمام اطراف عالم کو حلقہ بگوش بنا رکھا ہے جو القاب وکنی سے مستغنی اور تسمیہ وتوصیف سے بے نیاز ہے یعنی عظیم الشان، تیز خاطر، شریف الاصل، صاحب رائے عثمان علیخاں سلطان دولت آصفیہ خدا کرے کہ اس کی سخاوت رعایا کو امن کے محفوظ قلعوں میں جگہ دیتی رہے اور اس کی سلطنت کیلئے اطراف عالم سے خالص دُعا حاصل ہوتی رہے اور تمام لوگ اس کے مخلص ہو جائیں اللہ اس کے ملک وسلطنت کو قائم دائم رکھے اور اسکی بھرپور مدد فرمائے۔ آمین۔

عثمان عثمان قد ضاءت به الدکن کالدر بل اضاء الارض والزمن زال المخاوف والاهوال من دکن

وعنها الروح والریحان والامن عثمان مأوى لقوم ما لهم سکن وملجا الغریب ماله وطن

غوث الارامل اذ باتت تسهرها الصروف من دهرها والذل والفتن من فی العوالم ماربته دولته

ومن علی الارض ما فی عنقه منن فهذه الدولة الغراء ما طرة علی البریة جودًا ماله ثمن

حلو لمختبط شوس لمضطغن ولیس یرضی بما یلقی به درن شعائر الدین فی ایامه عظمت

ومن طغی وبغی فی عهده وهنوا اذا استغاثك یا عثمان! مختبط ألباه جودك لا منٌّ ولا محن

ضعفی القلوب اذا قویتهم شجعوا فرسان خیل اذا ارعتهم جبنوا انت الملاذ لقوم قد اتوك علی

انضاء فقر وجدب للهی اذ نوا احییت کل ملوك الارض قاطبة جودًا وعدلاً فما ماتوا ولا دفنوا

فلا تخف مکر حساد اذا مکروا فلیس یاکل الا اهله الضغن اعلیت دین رسول فاق من سبقوا

وقد تزری علی من بالعلی قمن یبیت عثمان مولاهم اذا رقدوا یرعی رعایاه لا نوم ولا وسن

يدعوا الورى لمليكٍ عادلٍ يقظٍ | قومٌ اذا اغتربوا فى ظله قطنوا | اظلك الله فى اظلالِ رأفتهِ
كما تركتهم فى دهرهم اٰمنوا | وخلد الله ملكًا انت مالكه | يامن عزائمه فى الدهر لا تهن

ومن يعاديك يا عثمانُ! مِن سفهٍ | فى الهمِ والغمِ والاحزانِ مُرتهنٌ
اَعزك الله من بين الملوكِ كما | اعززتَ ما نطق القراٰنُ والسنن

حل لغات | غوث مدد، ارامل جمع ارمل محتاج، منن جمع منت احسان، ماطرۃ برسنے والی، مختبط سائل بلا وسیلہ، شوس جمع اشوس غصہ یا تکبر کی بنا پر ترچھی نظر سے دیکھنے والا، دلادر، مضطغن، کینہ رکھنے والا، درن میل کچیل، دھنوا (ض، س، ک) ضعیف وکمزور ہونا۔ ملاذ جائے پناہ، انضاء جمع نضو کمزور جانور، لہی جمع لہوۃ چلتے ہوئے چکی میں ایکمرتبہ جتنی مقدار میں غلہ ڈالیں، لپ بھر مال، ضغن کینہ، تزری عیب لگانا، قمن، لائق، وسن غنودگی، قطنوا (ن)، اقامت پذیر ہونا۔

تشریح۔

(۱) صرف عثمان علیخاں کی ذات سے دکن منور ہوگیا، نہیں بلکہ تمام روئے زمین اورکل جہان روشن ہوگیا۔
(۲) دکن سے تمام خوف وخطرات کو دور کرکے عدل وانصاف راحت وآرام اور امن وامان کو عام کردیا۔
(۳) عثمان بے گھروں کا ٹھکانا اور بے وطن مسافر کیلئے جائے پناہ ہے۔
(۴) فقراء ومساکین کا فریاد رس ہے جب کہ ان کو فتنے اور حوادث بیدار رکھیں اور وہ نہ سوسکیں۔
(۵) دُنیا میں ایسا کون ہے جسکو اسکی دولت نے پرورش نہ کیا ہو اور روئے زمین پر ایسا کون ہے جس کی گردن میں اس کے احسان کا طوق نہ ہو۔
(۶) پس یہ سلطنت مخلوق پر جود وسخا کی ایسی بارش برسانے والی ہے جس کی کوئی قیمت نہیں دیجاسکتی۔
(۷) سائلین کے حق میں بڑا میٹھا ہے اور کینہ وروں کیلئے بہت غضب ناک ہے اور معیوب کن چیزوں سے ہمیشہ ناخوش رہتا ہے۔
(۸) اس کے زمانہ میں اللہ کے احکام نے وقعت پائی اور جس نے بغاوت وسرکشی کی وہ ذلیل وکمزور ہوا۔
(۹) اے عثمان! جب تجھ سے کوئی مدد مانگتا ہے تو تیری عطا بغیر احسان جتائے اور بغیر مشقت میں ڈالے لبیک کہتی ہے۔
(۱۰) جب تُونے کمزور دلوں کو قوت بخشی تو وہ بہادر ہوگئے اور جب شہسواروں کو مرعوب کیا تو وہ بزدل ہوگئے۔
(۱۱) تُو پناہ گاہ ہے اُن لوگوں کی جو تنگی وبدحالی کی لاغر سواریوں پر تیرے پاس آئے جنہوں نے کہ بڑی عطاؤں کو پسِ پشت رکھا تھا۔
(۱۲) عدل وانصاف اور جود وسخا سے تونے تمام بادشاہوں کو زندہ کردیا پس نہ وہ مرے اور نہ وہ دفن کئے گئے۔
(۱۳) تو حاسدوں کی مکاریوں سے اندیشہ نہ کر کیونکہ حسد حاسد ہی کو کھا جاتا ہے۔
(۱۴) تونے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کو بلند کیا جو تمام انبیاء سابقین میں افضل ہیں اور مستحق مراتب عالیہ کو ہیچ کردیا گیا۔
(۱۵) جب رعایا سوجاتی ہے تب انکا آقا عثمان ان کی پاسبانی کرتاہے اور نیند تو کیا غنودگی تک نہیں ہوتی۔
(۱۶) ساری مخلوق منصف وبیدار بادشاہ کی دعا گو ہے، لوگ جب پردیس میں ہوتے ہیں تو اس کے سایۂ عاطفت میں قیام پذیر ہوتے ہیں۔
(۱۷) خداوند تعالیٰ تجھ کو اپنی خاص رحمت کا سایہ عطا کرے کیونکہ تونے رعایا کو مامون ومطمئن کردیا ہے۔ (۱۸) اور اس ملک کو ہمیشہ رکھے جسکا تو مالک ہے اے وہ شخص جس کے ارادے کبھی کمزور نہیں ہوتے (۱۹) اور جو شخص اپنی نادانی سے تیرے ساتھ دشمنی کرے وہ رنج وغم میں پھنسا رہے (۲۰) باری تعالیٰ تجھے بادشاہوں کے درمیان عزت بخشے جیسا کہ تُو نے قرآن وحدیث کے احکام کی تعظیم وتوقیر کی ہے۔

الهجاء ولبعضهم

اَبُوْجَعْفَرٍ رَجُلٌ عَالِمٌ	بِمَا يُصْلِحُ الْمِعْدَةَ الْفَاسِدَةْ	تَخَوَّفَ تُخْمَةَ اَضْيَافِهِ	فَعَوَّدَهُمْ اَكْلَةً وَاحِدَةْ

(۱) ابوجعفر ایسا نسخہ جانتا ہے جو فاسد معدہ کو درست کر دیتا ہے۔
(۲) مہمانوں کی بدہضمی سے ڈرتا ہے اس لئے ان کو ایک لقمہ کا عادی بنا دیا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

رَغِيْفُ اَبِيْ عَلِيٍّ حَلَّ خَوْفًا	مِنَ الْاَضْيَافِ مَنْزِلَةَ السِّمَاكِ	اِذَا كَسَرُوْا رَغِيْفَ اَبِيْ عَلِيٍّ	بَكَىٰ يَبْكِيْ بُكَاءً فَهُوَ بَاكِ

(۱) ابو علی کی روٹی مہمانوں کے خوف سے (بدقت حاصل ہونے میں) بمنزلہ سماک ستاروں کے ہے۔
(۲) جب مہمان ابو علی کی روٹی توڑتے ہیں تو وہ رونا روتا ہے اور روتا ہی رہتا ہے۔

اِبْنُ بَسَّامٍ

اَتَانَا بِخُبْزٍ لَهُ يَابِسٍ	كَمِثْلِ الدَّرَاهِمِ فِيْ خِلْقَتِهْ	اِذَا مَا تَنَفَّسْتَ عِنْدَ الْخِوَانِ	تَطَايَرَ فِي الْبَيْتِ مِنْ خِيْفَتِهْ

(۱) وہ ہمارے پاس ایک سوکھی ہوئی روٹی لے کر آیا جو صورت میں بالکل درہم کی طرح تھی۔
(۲) اگر تو دسترخوان کے پاس سانس بھی لے تو وہ اس کے خوف سے گھر میں اڑی پھرے۔

وَقَالَ عَبَّاسُ الْخَيَّاطُ

رَغِيْفَةُ النَّجْمِ لِمَنْ رَامَهُ	يَرَىٰ وَلَا يَطْمَعُ فِيْ لَمْسِهِ	كَاَنَّهُ فِيْ جَوْفِ مِرْاٰتِهِ	يَبْدُوْ وَلَا يُطْمَعُ فِيْ جَسِّهِ
وَفَلْسُهُ الْاَمْسُ الَّذِيْ قَدْ مَضَىٰ	بَلْ اَمْسُهُ اَوْجَدُ مِنْ فَلْسِهِ		

(۱) جو شخص نجم کے پاس آئے وہ اسکی روٹی کو بس دیکھتا ہی رہے چھونے کی خواہش نہ کرے۔
(۲) گویا اس کی روٹی آئینہ کے اندر ہے کہ ظاہر نظر آتی ہے دکھائی دیتی ہے لیکن ہاتھ سے چھوئی نہیں جاتی
(۳) اور اس کا پیسہ کل گذشتہ کی طرح ہے بلکہ اس کے پیسے کی بہ نسبت کل گذشتہ کا پایا جانا ممکن تر ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

لَا تَعْذِلُوْنِيْ اِنْ هَجَرْتُ طَعَامَهُ	خَوْفًا عَلَىٰ نَفْسِيْ مِنَ الْمَاْكُوْلِ
فَمَتَىٰ اَكَلْتُ قَتَلْتُهُ مِنْ بُخْلِهِ	وَمَتَىٰ قَتَلْتُ قُتِلْتُ بِالْمَقْتُوْلِ

(۱) اگر میں نے اپنی جان کے اندیشہ سے اسکا کھانا چھوڑ دیا تو مجھے ملامت نہ کرو (۲) کیونکہ میں جب اس کا کھانا کھاؤں گا تو اس کے

بخل کیوجہ سے میں اس کو قتل کرونگا اور جب میں قتل کرونگا تو مقتول کے عوض میں مجھے قتل کیا جائے گا۔

اَلتَّهْنِئَةُ بِالْعِيْدِ السَّعِيْدِ

(عید سعید پر مبارک باد)

لِلْاُسْتَاذِ الْفَاضِلِ الْعَلَّامَةِ الْمُفْتِيْ مُحَمَّدْ كِفَايَتُ اللّٰهِ الدِّهْلَوِيِّ (حِيْنَ كَانَ مَسْجُوْنًا فِي الْمُلْتَانِ) اِلٰى مَرْكَزِ دَائِرَةِ الْمُرُوَّةِ، وَاِنْسَانِ نَاظِرَةِ الْفُتُوَّةِ، صَاحِبِ الرَّأْيِ الْمَتِيْنِ اَلشَّيْخِ فَضْلِ الدِّيْنِ مُدِيْرِ السِّجْنِ الْمَرْكَزِيِّ الْجَدِيْدِ بِمُلْتَانَ

أُهنيك، يا مَن فاز بالخير وارتوى
باخلاقك الزهراء طيبة الشذى
بعيدٍ اذا وافى أتى بمسرة
لحرٍّ كريمٍ فاز بالعيش والمنى
يعود اليكم مثل حبٍّ يزوركم
من العمر بالخيرات والرشد والهدى
اذا العيد يأتي المرء والمرء محتظٍ
على المرء لم يورث سوى الحزن والشجى
وكم بين حرٍّ قرَّ عيناه بالهوى
ونقلى ظباءً اذ تداعت الى لوى
ابينا اباء الليث ذلّ تعبسٍ
فما ذنبنا الا الدفاع عن الحمى
وان خاننا الدهر الغشوم فلا تكن
كريمًا معينًا للذى جار واعتدى
وما السجن للمظلوم الا عطيةً

بكاسٍ دهاقٍ من مكارم واشتفى
أُهنيك يا مَن فاق بالفضل والندى
تدبُّ الى اعماق افئدة الورى
يعود لكم عودًا حميدًا مباركًا
فيأتي بما يأتي الحبيب اذا أتى
يزور المحبون الاحبة بكرةً
باهلٍ ومغنًى اورث اللطف والهنا
وكم بين حرٍّ اذ يناغي غزالةً
وبين اسيرٍ يصطلي ضرمة النوى
ونحن كرامٌ نملك الخير في الندى
فلا سبة اخزى من الذل للعذى
وان غاشمٌ عدَّ الدفاع جريمةً
يد الخؤون واقفٌ حقًّا اذا انجلى
نرى الاسر للحرّ الوفيّ كرامةً
يمنُّ بها المولى على عبدٍ اصطفى

أُهنيك، يا مَن صاد افئدة الورى
على كلِّ مَن اعطى وانفق ما حوى
أُهنيكم بالعيد والعيد مُعجِبٌ
عليكم وفيكم جالبًا لكم الهنا
يعود الى ما تشتهيه وترتضى
ويلتذّ كلٌّ بالعناق وباللقا
ولكنه ان حلّ والسجن موصدٌ
وبين المعاني محنة السجن والعنا
ولكننا قومٌ نلاعب بالظبى
ونحن ليوثٌ نحسم الشر في الوغى
حُبسنا واُوذينا بغير جريمةٍ
فانا نرى هذا من سودد الفتى
فانت كريمٌ ابن الكريم ولم نجد
وان كان رجزًا للمواقع في الخنا
فيا ربّ تثبيتا وصبرا على البلا

ويا ربّ عونا وانتصارا من العدى | وبوركت فضل الدين وازددت رفعةً | ووفقت بالطاعات والخير والتقى

ليهنك عيد الفطر هذا وبعده | تمتعت بالاعياد ما شرق الذكا

حل لغات | اهنیک تہنیۃ مبارکباد پیش کرنا، ارتوی ارتواء سیراب ہونا، کاس دھاق لبریز جام، اشتفی، شفا پانا، شذی بو کی تیزی، تدرب الستقم بیماری کا جسم میں سرایت کرنا، اعماق جمع عمق گہرائی، الہنا خوشی، مسرت، العناق، معانقہ، محتند نصیب الاملا منی گھر، السجن قیدخانہ، موصد اوصد الباب دروزاہ بند کرنا، حشیجی وہ ہڈی جو حلق میں لگ جائے مراد رنج وغم، ینائی، مناغاۃ الرجل مقابلہ کرنا، قریب ہونا، معانی اسم فاعل ہے معاناۃ مشقت برداشت کرنا، یصطلی اصطلاء آگ تاپنا، شرر،

چنگاری، نوای فراق، بعد، ظبی جمع ظبۃ تلوار وغیرہ کی دھار، نقلی قلاء بغض رکھنا، ظباء جمع ظبی ہرن، دنی پستی، لیوث جمع لیث شیر، تحسم رض، حسما جڑ سے کاٹنا، دغی شور، لڑائی، سبۃ گالی، عار، عدی جمع عدو دشمن، احمی ہر وہ چیز جس کی حفاظت ضروری ہو، غاشم ظالم، سودد سرداری، غشوم ظالم، خوون خیانت کرنیوالا، جار جور ظلم کرنا، رجز عذاب الخنا فحش کلامی۔

تشریح:۔ (۱) مبارک باد پیش کرتا ہوں آپ کو اے وہ ذات کہ ہر قسم کی خیر سے بہرہ اندوز اور بزرگی و شرافت کے لبریز جام سے سیراب و شفایاب ہے۔

(۲) اور اے وہ ذات کہ تو نے عمدہ اور پاکیزہ اخلاق کے ساتھ مخلوق کے دلوں کو شکار کر لیا ہے۔

(۳) اور اے وہ شخص کہ تو فضل و سخاوت کی وجہ سے ہر عطاء کرنیوالے اور جمع کردہ کو خرچ کرنیوالے پر فائق ہے۔

(۴) عید پر کہ جب وہ آتی ہے تو مخلوق کے دلوں کی گہرائیوں میں سرایت کر جانیوالی مسرت لے کر آتی ہے۔

(۵) میں آپ کو عید کی مبارک باد پیش کرتا ہوں اور عید خوش کن ہے ہر ایسے بزرگ شریف انسان کیلئے جو خوش عیش اور آرزوں میں کامیاب ہے۔ (۶) عید قابل تعریف اور بابرکت ہو کر نیز تمہارے لئے فرح و سرور کا سامان لے کر بار بار آپکے سامنے آئے۔

(۷) عید تمہارے پاس زیارت کنندہ دوست کیطرح بار بار آتی رہے اور جو خوشی محبوب لے کر آتا ہے وہ عید لے کر آتی رہے۔

(۸) عید ان چیزوں کو لے کر آتی رہے جنکو تو چاہتا ہے اور جن سے خوش ہوتا ہے یعنی خیر و صلاح، رشد و ہدایت،

(۹) احباب صبح ہی صبح ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور معانقہ و ملاقات کر کے لطف اندوز ہوتے ہیں۔

(۱۰) جب آدمی پہلے ہی سے اپنے اہل و عیال میں مسرور ہوتا ہے تو عید آکر مزید فرح و سرور کا باعث ہوتی ہے۔

(۱۱) لیکن جب عید اس حالت میں آئے کہ آدمی پر جیل خانہ کا دروازہ بند ہو تو رنج و غم کے سوا کچھ نہیں لاتی۔

(۱۲) فرق عظیم ہے بیوی بچوں کے ساتھ مسرور شریف آدمی کے درمیان اور جیل خانہ کی سختی و مشقت برداشت کرنیوالے کے درمیان

(۱۳) اور فرق عظیم ہے درمیان شریف آدمی کے جس کی آنکھیں اپنی ہر خواہش حاصل کرنیکی وجہ سے ٹھنڈی ہوں اور قیدی کے جو جدائی کی آگ میں جل رہا ہو۔

(۱۴) لیکن ہم لوگ تلواروں کے ساتھ کھیلتے ہیں اور ہرنیوں کو ناپسند کرتے ہیں جب کہ وہ پستی اور ذلت کا باعث ہوں۔

(۱۵) اور ہم شریف ہیں کہ عطاء کے وقت خیر کے مالک ہوتے ہیں اور بہادر شیر ہیں کہ لڑائی کے وقت شر کی بیخ کنی کرتے ہیں۔

(۱۶) ہم شیروں کی طرح غلامی کی ذلت برداشت نہیں کر سکتے کیونکہ دشمنوں کے غلام ہونے کی ذلت سے بڑھ کر کوئی عار نہیں ہے۔

(۱۷) ہم کو بلا جرم قید کیا گیا اور طرح طرح سے ستایا گیا ہمارا جرم اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہم ممالک اسلامیہ کی حفاظت چاہتے ہیں۔

(۱۸) اگر کوئی ظالم دفاع کو بھی جرم سمجھا کرے ہم تو اسکو سرداری سمجھتے ہیں۔

(۱۹) اور اگر ظالم زمانہ ہم سے خیانت کرے تو خائنوں کا معاون مت ہو بلکہ جب حق آشکارا ہو جائے تو اس کا اتباع کر۔

مدح المذموم

حسن الجهل — جہالت کی خوبی — وقال آخر

لئن کنت محتاجا الی الحلم اننی — الی الجهل فی بعض الاحایین احوج

وما کنت ارضی الجهل خدنا وصاحبا — ولکننی ارضی به حین احرج

فان قال قوم ان فیه سماجة — فقد صدقوا والذل بالحر اسمج

ولی فرس للحلم بالحلم ملجم — ولی فرس للجهل بالجهل مسرج

فمن شاء تقویمی فانی مقوم — ومن شاء تعویجی فانی معوج

حل لغات الحلم عقل ودانش، احایین جمع احیان، خدن دوست، ساقی جمع اخدان، سماجة قباحت ملجم الجم الدابة لگام ڈالنا:۔

تشریح:

(۱) بیشک میں عقل ودانش کا محتاج ہوں لیکن بعض اوقات اس سے کہیں زیادہ جہل کا محتاج ہوتا ہوں (۲) میں جہل سے رفیق اور دوست ہونے کی رُو سے راضی نہیں بلکہ میں اس سے اس وقت راضی ہوتا ہوں جب میں تنگ دل ہوتا ہوں (۳) اگر کوئی یہ کہے کہ اسمیں تو قباحت ہے تو ٹھیک ہے مگر ذلت وخواری شریف آدمی کیلئے اس سے بھی زیادہ قبیح ہے۔ (۴) میرے پاس ایک گھوڑا تو عقل کا ہے جس کو عقل کی لگام پہنائی گئی ہے اور ایک گھوڑا جہل کا ہے جس پر جہل کی کاٹھی لگی ہوئی ہے (۵) پس جو شخص مجھے سیدھا دیکھنا چاہے تو میں سیدھا ہوں اور جو مجھے ٹیڑھا دیکھنا چاہے تو میں ٹیڑھا ہوں۔ ؎ پھول میں پھول نہیں ہوں کانٹا ہوں کانٹوں میں امیر
یار ہیں یار نہیں ہوں عیار عیاروں میں ہوں

مدح الشیب — بڑھاپے کی تعریف — مسلم بن الولید

الشیب کرہ وکرہ ان یفارقنی — اعجب بشیء علی البغضاء مودود

بڑھاپا ناگوار ہے اور اسکا مجھ سے جدا ہونا بھی ناگوار ہے اے مخاطب! اس شئی پر تعجب کر کہ ناگواری کے باوجود گوارا ہے۔

ابو الفتح البستی

یا شیبتی دومی ولا تترحلی — وتیقنی انی بوصلك مولع

قد کنت اجزع من حلولك مرة — فالآن من خوف ارتحالك اجزع

(۱) اے بڑھاپے ہمیشہ رہ، جا مت اور یقین کر کہ میں تیرے وصال کا بڑا ہی عاشق ہوں۔

(۲) اس سے پیشتر تو میں تیرے آنے سے گھبراتا تھا اور اب تیرے چلے جانے کے خوف سے زیادہ گھبرا رہا ہوں

اٰخر

فَاَمَّا الْمَشِیْبُ فَصُبْحٌ بَدَا ۔۔۔ وَاَمَّا الشَّبَابُ قَلِیْلٌ اَفَلْ

سَقَی اللہُ ھٰذَا وَھٰذَا مَعًا ۔۔۔ فَنِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْبَدَلْ

(۱) بڑھاپا صبح ہے جو طلوع ہوگئی اور جوانی رات تھی جو غروب ہوگئی۔

(۲) اللہ دونوں کو خوش رکھے جو غروب ہوا وہ بھی بہتر ہے اور جو بدل ملا وہ بھی بہتر ہے۔

ابو الفتح کشاجم

تَفَکَّرْتُ فِیْ شَیْبِ الْفَتٰی وَشَبَابِہٖ ۔۔۔ فَاَیْقَنْتُ اَنَّ الْحَقَّ لِلشَّیْبِ وَاجِبُ

یُصَاحِبُنِیْ شَرْخُ الشَّبَابِ فَیَنْقَضِیْ ۔۔۔ وَشَیْبِیْ لِیْ حَتَّی الْمَمَاتِ مُصَاحِبُ

(۱) میں نے انسان کی جوانی اور بڑھاپے میں غور کیا تو مجھے یقین ہوگیا کہ بڑھاپے کا حق واجب ہے۔

(۲) جوانی کا آغاز میرے ساتھ کچھ دن تک رہ کر ختم ہوجاتا ہے اور بڑھاپا میرے ساتھ مرنے تک جائے گا۔

ابو عبد اللہ الاسباطی

لَا یُرْعِکِ الْمَشِیْبُ یَا ابْنَۃَ عَبْدِ اللہِ ۔۔۔ فَالشَّیْبُ زِیْنَۃٌ وَّوَقَارُ

اِنَّمَا تَحْسُنُ الرِّیَاضُ اِذَا مَا ۔۔۔ ضَحِکَتْ فِیْ خِلَالِہَا الْاَنْوَارُ

حل لغات: راعک ردعا گھبرادینا، خلال جمع خلل سایہ، انوار جمع نور کلی، شگوفہ۔ تشریح

(۱) اے عبد اللہ کی بیٹی! بڑھاپا تجھے خوف زدہ نہ کرے کیونکہ بڑھاپا زینت و وقار ہے۔

(۲) چمن کی بہار اسی وقت ہے جب اس کے سایہ میں کلیاں کھل کھلا اٹھیں۔

زیاد بن زید

وَلَا اَتَمَنَّی الشَّرَّ وَالشَّرُّ تَارِکِیْ ۔۔۔ وَلٰکِنْ مَتٰی اُحْمَلْ عَلَی الشَّرِّ اَرْکَبُ

میں شر نہیں چاہتا جبکہ وہ مجھے چھوڑنے والا ہو لیکن میں مجبور کردیا جاتا ہوں تو سوار ہوجاتا ہوں۔

وقال اٰخر

تَحَامَقْ مَعَ الْحَمْقٰی اِذَا مَا لَقِیْتَہُمْ ۔۔۔ وَلَاقِہِمْ بِالْجَہْلِ فِعْلَ ذَوِی الْجَہْلِ

وَخَلِّطْ اِذَا لَاقَیْتَ یَوْمًا مُخَلِّطًا ۔۔۔ یُخَلِّطُ فِیْ قَوْلٍ صَحِیْحٍ وَفِی الْہَزْلِ

فَاِنِّیْ رَاَیْتُ الْمَرْءَ یَشْقٰی بِعَقْلِہٖ ۔۔۔ کَمَا کَانَ قَبْلَ الْیَوْمِ یَسْعَدُ بِالْعَقْلِ

(۱) جب تو احمقوں سے ملاقات کرے تو احمق بن اور جاہلانہ افعال کے ساتھ ان سے مل۔
(۲) اور جب تو بکواس کرنیوالے سے ملے جو صحیح بات کو غلط بات کیساتھ ملائے تو تو بھی بکواس کر۔
(۳) کیونکہ میں نے دیکھا ہے کہ (اس قسم کے مواقع میں) آدمی اپنی عقلمندی کے باوجود بدنصیب بن کر رہ جاتا ہے جیسا کہ اس سے قبل بربنائے عقل نیک نصیب تھا۔

الجبن — لبعضہم

قَامَتْ تُشَجِّعُنِیْ هِنْدٌ فَقُلْتُ لَهَا	اِنَّ الشَّجَاعَةَ مَقْرُوْنٌ بِهَا الْعَطَبُ
لَا وَالَّذِیْ مَنَعَ الْاَبْصَارَ رُؤْيَتَهٗ	مَا يَشْتَهِی الْمَوْتَ عِنْدِیْ مَنْ لَّهٗ اَرَبُ
لِلْحَرْبِ قَوْمٌ اَضَلَّ اللّٰهُ سَعْيَهُمْ	اِذَا دَعَتْهُمْ اِلٰی نِيْرَانِهَا وَثَبُوْا
وَلَسْتُ مِنْهُمْ وَلَا اَهْوٰی فِعَالَهُمْ	لَا الْقَتْلُ يُعْجِبُنِیْ مِنْهُمْ وَلَا سَلَبُ

حل لغات: الجبن بزدلی، تشجعنی جرأت دلانا، العطب ہلاکت، ارب عقل، نیران جمع نار آگ، سلب مقتول کا ساز و سامان جو چھین لیا جائے۔ تشریح

(۱) ہند مجھے جرأت مند بنانا چاہتی تھی میں نے اس سے کہا کہ شجاعت کے ساتھ ہلاکت وابستہ ہے (۲) قسم ہے اس ذات کی جس کے دیدار نے آنکھوں کو روک دیا (لگا ہیں جس کے دیدار سے عاجز ہیں) میرے نزدیک دانشمند موت کی تمنا نہیں کرتا۔
(۳) لڑائی کیلئے وہ لوگ جنکو اللہ نے ناکام کردیا ہو کہ جب لڑائی نے انکو اپنی آگ کی طرف بلایا تو فوراً کود پڑے۔
(۴) اور میں نہ انہیں سے ہوں اور نہ ان کے افعال کو پسند کرتا ہوں نہ مجھے انکا مقتول ہونا پسند ہے اور نہ ان کا مال و متاع۔

ذم المذموم — ذم الحسد

حُكِيَ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ قَالَ تَتَبَّعْتُ مَا عَرَفْتُهٗ مِنْ دَوَاوِيْنِ الشُّعَرَاءِ قَدِيْمِهِمْ وَمُحْدَثِهِمْ فَوَجَدْتُ اَبَا تَمَامٍ مُنْفَرِدًا بِمَعْنٰی قَوْلِهٖ ؎

بعض سے منقول ہے کہ متقدمین و متاخرین شعراء کے جن دیوانوں سے میں واقف ہوں ان میں بہت چھان بین کی ابو تمام کو اس مضمون کے ادا کرنے میں منفرد پایا۔

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيْلَةٍ	طُوِيَتْ اَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حَسُوْدٍ
لَوْلَا التَّخَوُّفُ لِلْعَوَاقِبِ لَمْ يَزَلْ	لِلْحَاسِدِ النُّعْمٰی عَلَی الْمَحْسُوْدِ

(۱) جب اللہ رب العزت کسی مخفی فضیلت کو شہرت دینا چاہتا ہے تو حاسدوں کی زبان کو اس کے مشہور کرنیکا ذریعہ بنا دیتا ہے۔
(۲) اگر انجام کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہمیشہ حاسدوں کو مقابلہ محسود کے نعمت حاصل رہتی۔

تَفَكَّرُوْا فِيْ اَحْسَنِ مِنْ بَيْنِ هٰذِهِ الْاَبْيَاتِ

ان اشعار میں بہترین شعر کا سوچکر انتخاب کر د!

اَلنَّابِغَةُ الذُّبْيَانِيُّ

وَلَا عَيْبَ فِيْهِمْ غَيْرَ اَنَّ سُيُوْفَهُمْ ... بِهِنَّ فُلُوْلٌ مِنْ قِرَاعِ الْكَتَائِبِ

انہیں اس کے سوا اور کوئی عیب نہیں کہ ان کی تلواروں میں اُن گنت لشکروں کو مارنے کی وجہ سے دندانے پڑ گئے ہیں

وَلِبَعْضِهِمْ

وَلَا عَيْبَ فِيْكُمْ غَيْرَ اَنَّ ضُيُوْفَكُمْ ... تُعَابُ بِنِسْيَانِ الْاَحِبَّةِ وَالْوَطَنِ

تم میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ تمہارے مہمانوں کو احباب اور وطن بھول جانے کا عیب لگایا جاتا ہے

اَلشَّيْخُ صَفِيُّ الدِّيْنِ الْحِلِّيْ

لَا عَيْبَ فِيْهِمْ سِوٰى اَنَّ النَّزِيْلَ بِهِمْ ... يَسْلُوْ عَنِ الْاَهْلِ وَالْاَوْطَانِ وَالْحَشَمِ

ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ ان کا مہمان اہل و عیال، وطن عزیز اور حشم و خدم سب کو بھول جاتا ہے۔

لِبَعْضِهِمْ (لَمْ اَطَّلِعْ عَلٰى اِسْمِهٖ)

لَا عَيْبَ فِيْهِمْ سِوٰى اَنْ لَا تَرٰى لَهُمْ ... ضَيْفًا يَجُوْعُ وَلَا جَارًا بِمُهْتَضِمِ

ان میں اس کے سوا کوئی عیب نہیں کہ تو ان کے مہمان کو بھوکا اور ہمسایہ کو مظلوم نہیں دیکھتا۔

عَدَمُ الْاِكْتِرَاثِ بِمَا تَقُوْهُ بِهِ النَّاسُ

لوگوں کی بکواس سے لاپرواہی

لِبَعْضِهِمْ

وَمَا اَحَدٌ مِنْ اَلْسُنِ النَّاسِ سَالِمًا ... وَلَوْ اَنَّهٗ ذَاكَ النَّبِيُّ الْمُطَهَّرُ

فَاِنْ كَانَ مِقْدَامًا يَقُوْلُوْنَ اَهْوَجٌ ... وَاِنْ كَانَ مِفْضَالًا يَقُوْلُوْنَ مُبَذِّرٌ

وَاِنْ كَانَ سِكِّيْتًا يَقُوْلُوْنَ اَبْكَمُ	وَاِنْ كَانَ مِنْطِيْقًا يَقُوْلُوْنَ مِهْذَرُ
وَاِنْ كَانَ صَوَّامًا وَبِاللَّيْلِ قَائِمًا	يَقُوْلُوْنَ زَوَّارًا يُرَائِيْ وَيَمْكُرُ
فَلَا تَكْتَرِثْ بِالنَّاسِ فِي الْمَدْحِ وَالثَّنَا	وَلَا تَخْشَ غَيْرَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

حل لغات اکتراث، پرواہ کرنا، تفوہ، بہ بولنا، السن جمع لسان زبان، مقدام بہت پیش قدمی کرنیوالا، اهوج لمبا بیوقوف۔ مفضال، فیاض۔ مبذر فضول خرچی کرنیوالا، سکیت بہت خاموش، ابکم گونگا، مھذر بکواس کرنیوالا، زوار، بڑا پاپی۔

تشریح (۱) لوگوں کی زبان سے تو کوئی شخص بھی محفوظ نہیں رہا اگرچہ وہ نبی پاک ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲) پس اگر کوئی پیش قدمی کرنیوالا ہو تو کہتے ہیں کہ احمق ہے اور اگر کوئی سخی ہو تو کہتے ہیں کہ فضول خرچ ہے۔

(۳) اگر کوئی زیادہ خاموش ہو تو کہتے ہیں کہ گونگا ہے اور اگر کوئی بلیغ و زباں آور ہو تو کہتے ہیں کہ فضول گو اور بکّو ہے۔

(۴) اور اگر کوئی روزہ دار تہجد گذار ہو تو کہتے ہیں کہ جھوٹا مکار ریاکار ہے۔

(۵) پس تو بُرائی بھلائی میں لوگوں کی پرواہ نہ کر بلکہ اللہ سے ڈرتا رہ، اللہ سب سے بڑا ہے۔

وَقَالَ الشَّاعِرُ

اِنْ عَابَ نَاسٌ عَلٰى مَقَالِيْ	فَلَيْسَ بِيْ قَوْلُهُمْ يُضِيْرُ	قَدْ قِيْلَ اِنَّ الْقُرْاٰنَ سِحْرٌ	وَمَا يَقُوْلُ الرَّسُوْلُ زُوْرٌ

حل لغات یضیر ضیرًا نقصان دینا، زور جھوٹ ؛ **تشریح**

(۱) اگر کوئی میری بات پر عیب لگائے تو یہ میرے لئے نقصان دہ نہیں۔

(۲) کیونکہ کہنے والوں نے تو یہاں تک کہدیا ہے (العیاذ باللہ) کہ قرآن جادو ہے اور نبی کا فرمان فریب ہے (نستغفر اللہ)

كِتْمَانُ الْاَسْرَارِ — راز داری! — لِبَعْضِهِمْ

اِذَا الْمَرْءُ اَفْشٰى سِرَّهٗ بِلِسَانِهٖ	وَلَامَ عَلَيْهِ غَيْرَهٗ فَهُوَ اَحْمَقُ
اِذَا ضَاقَ صَدْرُ الْمَرْءِ عَنْ سِرِّ نَفْسِهٖ	فَصَدْرُ الَّذِيْ يَسْتَوْدِعُ السِّرَّ اَضْيَقُ

(۱) جب آدمی خود اپنی زبان سے اپنا راز ظاہر کرے اور افشاء پر دوسرے کو ملامت کرے تو وہ خود احمق ہے۔

(۲) جب راز دار کا سینہ اپنے راز سے تنگ ہوگا تو جس کے پاس وہ راز کو رکھ رہا ہے اس کا سینہ اس سے زیادہ تنگ ہوگا۔

اَلشَّدَائِدُ — عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ عُتْبَةَ الْمُهْبِیْ

كُلُّ الْمَصَائِبِ قَدْ تَمُرُّ عَلَى الْفَتٰى	فَتَهُوْنُ غَيْرَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ

انسان پر ہر طرح کی مصیبتیں گذرتی ہیں اور وہ سب آسان ہوجاتی ہیں سوائے دشمنوں کی خوشی کے۔

العَبَّاسُ بنُ الاَحنَفِ

صِرتُ کَاَنّی ذُبَالَۃٌ نُصِبَت ۔۔۔ تُضِیٔ لِلنَّاسِ وَھِیَ تَحتَرِقُ

میں تو ایسا ہو گیا جیسے چراغ کی بتی کہ وہ دوسروں کیلئے روشنی کرتی ہے اور خود جلتی رہتی ہے۔

وَلَہٗ اَیضًا

کَفٰی حَزَنًا اَنَّ التَّبَاعُدَ بَینَنَا ۔۔۔ وَقَد جَمَعَتنَا وَالاَحِبَّۃَ دَارٌ

رنج و غم کیلئے یہ کافی ہے کہ ہمارے درمیان بعد ہے جب کہ ہم کو اور دوستوں کو گھر جمع کر چکا ہے۔

اَلبَحلَاجُ الحَارِثِیُّ

اِذَا مَا اَھَانَ امرُؤٌ نَفسَہٗ ۔۔۔ فَلَا اَکرَمَ اللہُ مَن مُکرِمُہٗ

جب آدمی خود کو بے وقعت کرلے تو خدا اس کی عزت کرنیوالے کو باعزت نہ کرے گا۔

وَقَالَ اٰخَرُ

صَبَرتُ عَلٰی مَالَو تَحَمَّلَ بَعضَہٗ ۔۔۔ جِبَالُ شَرَاۃٍ اَصبَحَت تَتَصَدَّعُ
مَلَکتُ دُمُوعَ العَینِ حَتّٰی رَدَدتُّھَا ۔۔۔ اِلٰی بَاطِنٍ فَالعَینُ فِی القَلبِ تَدمَعُ

(۱) میں نے ایسی ایسی مصیبتوں پر صبر کیا ہے کہ اگر مقام شراۃ کے پہاڑ ان میں سے بعض کو اٹھائیں تو وہ پھٹ پڑیں۔
(۲) میں نے آنکھ کے آنسوؤں پر کنٹرول کر لیا اور ان کو باطن کی طرف لوٹا دیا پس اب آنکھ دل میں آنسو بہا رہی ہے۔

وَقَالَ الفَقِیہُ الحَافِظُ اَبُو مُحَمَّدٍ بنُ حَزمٍ

لَا یَشمَتَنَّ حَاسِدٌ اِن نَکبَۃٌ عَرَضَت ۔۔۔ فَالدَّھرُ لَیسَ عَلٰی حَالٍ بِمُتَّرِکٍ
فَالحُرُّ کَالتِّبرِ یُلقٰی تَحتَ مِنفَخَۃٍ ۔۔۔ طَورًا وَطَورًا یُرٰی تَاجًا عَلٰی مَلِکٍ

(۱) اگر کوئی مصیبت پیش آجائے تو حاسد کو خوش نہیں ہونا چاہئے کیونکہ زمانہ ایک حالت پر چھوڑنے والا نہیں ہے۔
(۲) پس شریف آدمی سونے کی طرح ہے کہ کبھی دھونکنی کے نیچے ڈالا جاتا ہے اور کبھی بادشاہ کے سر پر تاج نظر آتا ہے۔

حُسنُ المُخَاصَمَۃِ ۔۔۔ خوبیٔ اختلاف ۔۔۔ اِبنُ جَابِرٍ

اِن شِئتَ اَن تَجِدَ العَدُوَّ وَقَد غَدَا ۔۔۔ لَکَ صَاحِبًا یُولِی الجَمِیلَ وَیُحسِنُ
فَاعمَل کَمَا قَالَ الخَبِیرُ بِخَلقِہٖ ۔۔۔ فِی قَولِہٖ اِدفَع بِالَّتِی ھِیَ اَحسَنُ

(۱) اگر تو اپنے دشمن کو اپنے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہوا دیکھنا چاہتا ہے
(۲) تو وہ کام کر جس کا حکم اللہ نے اس آیت میں کیا ہے: بدی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کر جو بہت ہی اچھا ہو۔

قِلَّۃُ المَالِ	قلت مال (کم مائیگی)	لِبَعضِهِم
اَلنَّفسُ مَلأَى مِنَ المَعَالِى	وَالكِيسُ صِفرُ الجَنَانِ خَالِ	
فَلَيتَ مَالِى كَمِثلِ فَضلِى	وَلَيتَ فَضلِى كَمِثلِ مَالِى	

(۱) میرا نفس شرافتوں کر بھرا ہوا ہے اور تھیلی بالکل خالی ہے (۲) سو کاش میرا مال میرے فضل کے مثل اور میرا فضل میرے مال کے مثل ہوتا۔

وَقَالَ بَعضُهُم

دَعِ الاَيَّامَ تَفعَلُ مَا تَشَاءُ	وَطِب نَفسًا اِذَا نَزَلَ البَلَاءُ
وَلَا تَجزَع لِحَادِثَةِ اللَّيَالِى	فَمَا لِحَوَادِثِ الدُّنيَا بَقَاءُ
اِذَا مَا كُنتَ ذَا قَلبٍ قَنُوعٍ	فَاَنتَ وَمَالِكُ الدُّنيَا سَوَاءُ

(۱) زمانہ کو چھوڑ وہ جو چاہے کرے تو زول بلا کے وقت ہشاش بشاش رہ (۲) حوادث زمانہ سے مت گھبرا کیونکہ حوادث زمانہ کیلئے بقا نہیں ہے۔ (۳) جب تو قانع دل والا ہے تو تو اور مالک دنیا دونوں برابر ہیں۔

اَبُو اِسحَاقَ الصَّابِى

اَلضَّبُّ وَالنُّونُ قَد يُرجَى لِقَاءُهُمَا	وَلَيسَ يُرجَى اِلتِقَاءُ اللُّبِّ وَالذَّهَبِ

حل لغات: ضب گوہ جمع اضب نون مچھلی جمع نینان، انوان، لب عقل، ذہب سونا۔ **تشریح**: گوہ اور مچھلی کا اجتماع تو ممکن ہو سکتا ہے لیکن عقل اور سونے کا جمع ہونا ممکن نہیں۔

وَقَالَ مَالِكُ بنُ حَرِيمٍ الهَمدَانِىُّ

اُنَبِّئتُ وَالاَيَّامُ ذَاتُ تَجَارِبٍ	وَتُبدِى لَكَ الاَيَّامُ مَا لَستَ تَعلَمُ
بِاَنَّ ثَرَاءَ المَالِ يَنفَعُ رَبَّهُ	وَيُثنِى عَلَيهِ الحَمدَ وَهُوَ مُذَمَّمُ
وَاَنَّ قَلِيلَ المَالِ لِلمَرءِ مُفسِدٌ	يُحَزُّ كَمَا حُزَّ القَطِيعُ المُحَرَّمُ
يَرَى دَرَجَاتِ المَجدِ لَا يَستَطِيعُهَا	وَيَقعُدُ وَسطَ القَومِ لَا يَتَكَلَّمُ

حل لغات: ثراء زیادتی مال، یحز ان، حز کاٹنا، القطیع چھڑی، المحرم مراد غیر مدبوغ چمڑا **تشریح**:
(۱) مجھے بتایا گیا ہے اور زمانہ بہت تجربہ کار ہے ایسی ایسی چیزیں ظاہر کرتا ہے جن سے تو بالکل نا آشنا ہے۔
(۲) یہ کہ مالدار کو اس کی مالداری نفع دیتی ہے اور اس کی تعریف کراتی ہے حالانکہ وہ برا ہے۔

(۲) اور یہ کہ تھوڑا مال آدمی کیلئے باعث فساد ہے ایسے ہی کاٹ دیا جاتا ہے جیسے کچا چمڑا،
(۴) بزرگی کے درجے کو دیکھتا ہے یا نہیں سکتا اور لوگوں کے درمیان بیٹھتا ہے بول نہیں سکتا۔

اَلشَّكْوٰى اِلَى الْاَصْدِقَاءِ	دوستوں سے شکوہ	وَقَالَ بَعْضُهُمْ

يَا غَائِبِيْنَ تَعَلَّلْنَا بِغَيْبَتِهِمْ ۔۔۔ بِطِيْبِ دَهْرٍ وَلَا وَاللّٰهِ لَمْ يَطِبِ
ذَكَرْتُ وَالْكَاسُ فِيْ كَفِّيْ لَيَالِيْكُمْ ۔۔۔ فَالْكَاسُ فِيْ رَاحَةٍ وَالْقَلْبُ فِيْ تَعَبِ

(۱) اے دور جانیوالو! ہم خوشگوار زمانہ کے سبب تمہاری یاد سے غافل ہوگئے لیکن زمانہ بھی خوشگوار نہ ہوا۔
(۲) میرے ہاتھ میں جام ہے اسی حالت میں تمہاری راتیں یاد آگئیں پس جام ہاتھ میں ہے اور دل بے چینی میں ہے۔

كَتَبَ اَبُوْدُلَفٍ اِلَى ابْنِ طَاهِرٍ يُعَاتِبُهٗ	ابودلف نے ابن طاہر کو سرزنش کرتے ہوئے لکھا۔

اِخَاءُكُمْ كَالْوَرْدِ لَيْسَ بِدَائِمٍ ۔۔۔ وَلَا خَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَدُوْمُ لَهٗ عَهْدُ
وَعَهْدِيْ لَكُمْ كَالْاٰسِ حُسْنًا وَبَهْجَةً ۔۔۔ لَهٗ وَرَقٌ خُضْرٌ اِذَا فَنِيَ الْوَرْدُ

حل لغات | اخاء۔ مصدر ہے بھائی یا دوست بننا، الورد گلاب، آس ایک درخت ہے جو ریحان کے نام سے مشہور ہے
بہجۃ رونق، ورق پتا، خضر سبز۔ تشریح۔
(۱) تمہاری دوستی گلاب کی طرح ہے کہ دوام پذیر نہیں اور جو چیز دوام پذیر نہ ہو اسمیں کوئی خوبی نہیں ہوتی (۲) اور میری دوستی ریحان کی طرح ہے کہ ہمیشہ تر و تازہ رہتا ہے اور اس کے پتے اسوقت بھی سرسبز رہتے ہیں جب کہ گلاب فنا ہو چکا ہوتا ہے

فَاَجَابَهُ ابْنُ طَاهِرٍ	ابن طاہر نے ابودلف کو جواب دیا۔

اَشْبَهْتَ عَهْدَ الْوَرْدِ فِيْمَا ذَمَمْتَهٗ ۔۔۔ وَهَلْ زَهْرَةٌ اِلَّا وَسَيِّدُهَا الْوَرْدُ
اِخَاءُكُمْ كَالْاٰسِ مُرٌّ مَذَاقُهٗ ۔۔۔ وَلَيْسَ لَهٗ فِي الرِّيْحِ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ

حل لغات | زہرۃ کلی، مرّ تلخ، مذاق مزہ۔ تشریح۔
(۱) تو نے گلاب کو اس کی مذمت کرتے ہوئے تشبیہ دی ہے حالانکہ کوئی کلی نہیں جس کا سردار گلاب نہ ہو
(۲) تمہاری دوستی ریحان کی طرح ہے جو بدمزہ ہوتا ہے مزید برآں اسمیں خوشبو نہیں ہوتی نہ اول نہ آخر

لِلْاِمَامِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ

اِذَا بُلِيْتَ بِعَثْرَةٍ فَاصْبِرْ لَهَا ۔۔۔ صَبْرَ الْكَرِيْمِ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَحْزَمُ
لَا تَشْكُوَنَّ اِلَى الْخَلَائِقِ اِنَّمَا ۔۔۔ تَشْكُو الرَّحِيْمَ اِلَى الَّذِيْ لَا يَرْحَمُ

(۱) جب تو حیرانی میں مبتلا ہو جائے تو شریفوں کی طرح صبر کر کیونکہ سب سے بڑی دانائی اور ہوشیاری یہی ہے۔
(۲) مخلوق سے ہرگز شکایت نہ کرنا کیونکہ اس صورت میں تو رحیم کی شکایت اس سے کرے گا جو رحم نہیں کر سکتا۔

اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِہِمْ	لوگ اپنے بادشاہوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔

اِذَا کَانَ رَبُّ الْبَیْتِ بِالدَّفِّ مُوْلِعًا	فَشِیْمَۃُ اَہْلِ الْبَیْتِ کُلِّہِمْ رَقْصٗ

جب صاحب خانہ دف کا دلدادہ ہو تو گھر والوں کی عادت ناچنے گانے کی ہوگی۔

لَابُدَّ لِلْمَلِکِ مِنَ الْاِعْطَاءِ	بادشاہوں کیلئے سخاوت ضروری ہے۔

اِذَا لَمْ یَکُنْ مَلِکٌ وَّاہِبَۃً	فَدَعْہُ فَدَوْلَتُہٗ ذَاہِبَۃٌ

جب بادشاہ بخشش کرنیوالا نہ ہو تو اسے چھوڑ اس کی دولت فنا ہونے والی ہے

اَلظَّرَافَۃُ	خوش طبعی !	اِبْنُ تَمِیْمٍ رَحِمَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی

قَالُوْا رَاَیْنَاکَ کُلَّ وَقْتٍ	تَہِیْمُ بِالشُّرْبِ وَالْغِنَاءِ	فَقُلْتُ اِنِّیْ فَتًی قَنُوْعٌ	اَعِیْشُ بِالْمَاءِ وَالْہَوَاءِ

لوگوں نے مجھ سے کہا، ہم تجھے ہمہ وقت شراب نوشی اور گانے میں آوارہ پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں میں نے کہا میں قانع آدمی ہوں صرف پانی اور ہوا پر گزر کرتا ہوں

حُسْنُ الْاِسْتِیْذَانِ	اجازت طلبی کا بہترین انداز	وَلِبَعْضِہِمْ

یَا مَعْدِنَ الْفَضْلِ وَطَوْدَ السَّخَا	لَا زِلْتَ مِنْ بَحْرِ السَّخَا تَغْتَرِفُ
عَبْدُکَ بِالْبَابِ فَقُلْ مُنْعِمًا	یَدْخُلُ اَوْ یَصْبِرُ اَوْ یَنْصَرِفُ

(۱) اے معدن فضل وکوہ سخا، تو ہمیشہ دریائے سخاوت سے سیراب ہوتا ہے۔
(۲) تیرا غلام دروازہ پر حاضر ہے پس مرحبا کہہ تاکہ وہ اندر آجائے یا صبر کرے یا واپس ہو جائے۔

اَلشَّیْبُ	بڑھاپا !	وَلِاٰخَرَ

وَلِیْ خَطٌّ وَلِلْاَیَّامِ خَطٌّ	وَبَیْنَہُمَا مُخَالَفَۃُ الْمِدَادِ	فَاَکْتُبُہٗ سَوَادًا فِیْ بَیَاضٍ	وَتَکْتُبُہٗ بَیَاضًا فِیْ سَوَادٍ

(۱) میرا بھی ایک خط ہے اور زمانہ کا بھی ایک خط ہے مگر ان دونوں میں روشنائی مختلف ہے۔
(۲) میں سفید سیاہ (کاغذ) میں لکھتا ہوں اور وہ سیاہ (بالوں میں) سفید لکھتا ہے۔

وَلِبَعْضِہِمْ

وَلَمَّا رَاَیْتُ الشَّیْبَ اَیْقَنْتُ اَنَّہٗ	نَذِیْرٌ لِجِسْمِیْ بِاِنْہِدَامِ بِنَائِہٖ
اِذَا ابْیَضَّ خُضْرُ النَّبَاتِ فَاِنَّہٗ	دَلِیْلٌ عَلٰی اسْتِحْصَادِہٖ وَفَنَائِہٖ

میں نے بڑھاپے کو دیکھ کر یقین کر لیا کہ یہ میرے جسم کو اس [illegible] کے منہدم ہونے کا [illegible] ہے۔

کیونکہ جب سبز گھاس سفید ہونے لگے تو یہ اس کے کٹنے اور فنا ہونے کی دلیل ہے۔

وَقَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ حَزْمٍ

ثَلَاثٌ وَسِتُّوْنَ قَدْ جُزْتَهَا ... فَمَاذَا تُؤَمِّلُ اَوْ تَنْتَظِرْ

وَحَلَّ عَلَيْكَ نَذِيْرُ الْمَشِيْبِ ... فَمَا تَرْعَوِيْ اَوْ فَمَا تَزْدَجِرْ

تَمُرُّ لَيَالِيْكَ مَرًّا حَثِيْثًا ... وَاَنْتَ عَلٰى مَا اَرٰى مُسْتَمِرْ

فَلَوْ كُنْتَ تَعْقِلُ مَا يَنْقَضِيْ ... مِنَ الْعُمْرِ لَاعْتَضْتَ خَيْرًا بِشَرْ

فَمَا لَكَ لَا تَسْتَعِدُّ اِذَنْ ... لِدَارِ الْمُقَامِ وَدَارِ الْمَقَرْ

اَتَرْغَبُ عَنْ فُجَاءَةِ الْمَنُوْنِ ... وَتَعْلَمُ اَنْ لَيْسَ مِنْهَا مَفَرْ

فَاَمَّا اِلٰى جَنَّةٍ اُزْلِفَتْ ... وَاَمَّا اِلٰى سَقَرٍ تُسْتَعَرْ

حل لغات جُزْتَ (ن) جوزاً گزر جانا، تؤمل امید کرنا، حثیث تیز رفتار، منون موت، مفر جائے فرار، اُزلفت (ن) زلفاً قریب ہونا، تستعر النار بھڑکنا۔

تشریح

(۱) تیری عمر کے ترسٹھ ۶۳ سال گذر گئے اب کاہے کی امید اور انتظار کرتا ہے۔

(۲) تیرے پاس بڑھاپے کا قاصد پہنچ چکا ہے پس تو اب بھی نہیں رُکتا اور باز نہیں آتا۔

(۳) تیری راتیں بڑی تیزی سے گذر رہی ہیں اور میں تجھے ایک ہی حالت پر اتی دیکھ رہا ہوں۔

(۴) تیری عمر کا جو حصہ گذر گیا اگر تو اس کو سمجھتا تو بُرائی کے بدلے نیکی کماتا۔

(۵) سو تجھے کیا ہوا کہ تو اب بھی دائمی قیام گاہ (آخرت) کیلئے تیاری نہیں کرتا۔

(۶) کیا تو موت کے اچانک آجانے سے اعراض کرتا ہے حالانکہ تو جانتا ہے کہ اس سے مفر نہیں ہو سکتا۔

(۷) پس یا تو جنت کی طرف جانا ہوگا جو مؤمنین کے لئے نزدیک کردی جائیگی اور یا جہنم کی طرف جو دھکتی ہوگی۔

وَقَالَ الْاٰخَرُ

سَاَلْتُ مِنَ الْاَطِبَّا ذَاتَ يَوْمٍ ... خَبِيْرًا اِمَّ شَيْبِيْ؟ قَالَ: بَلْغَمْ

فَقُلْتُ لَهٗ عَلٰى غَيْرِ احْتِشَامٍ ... لَقَدْ اَخْطَاْتَ فِيْمَا قُلْتَ بَلْ غَمْ

(۱) میں نے ایک روز حاذق طبیب سے دریافت کیا کہ میرا بڑھاپا کس سبب سے ہے؟ اس نے کہا: بلغم سے!

(۲) میں نے اس سے بلا جھجک کہدیا کہ آپ نے غلط کہا ہے بلکہ بڑھاپا غم کی وجہ سے آیا ہے۔

ذَمَّهٗ

قَالَتْ وَقَدْ رَاعَهَا مَشِيْبِيْ ... كُنْتَ ابْنَ عَمٍّ فَصِرْتَ عَمًّا

وَسْتَهْزَاَتْ بِيْ فَقُلْتُ اَيْضًا ... قَدْ كُنْتِ بِنْتًا فَصِرْتِ اُمًّا

(۱) ایک عورت نے میرے بڑھاپے سے خائف ہو کر مجھ سے کہا تو چچازاد بھائی تھا اب تو خود ہی چچا ہو گیا۔
(۲) اس نے میرے ساتھ دل لگی کی سو میں نے بھی کہدیا کہ پہلے تو لڑکی تھی اب ماں ہو گئی۔

اَلنَّظَرُ فِی الْعَوَاقِبِ — انجام بینی! — لِاَبِیْ عِمْرَانَ مُوْسٰی بْنِ عِمْرَانَ

لَا تَبْلُ ثَوْبَكَ اِنْ اَبْلَيْتَ جِدَّتَهٗ	وَاَبْلِ الَّذِیْ اَبْلَتِ الْاَیَّامُ مِنْ بَدَنِكَ
وَلَا تَكُوْنَنَّ مُخْتَالًا بِجِدَّتِهٖ	فَرُبَّمَا كَانَ هٰذَا الثَّوْبُ مِنْ كَفَنِكَ
وَلَا تَعَفْهُ اِذَا اَبْصَرْتَهٗ دَنِسًا	فَاِنَّمَا اكْتَسَبَ الْاَوْسَاخَ مِنْ دَنَسِكَ

(۱) اپنے کپڑے پر مت رو اگر (پہنتے پہنتے) پرانا کر دیا ہے تو نیا بنا لے گا، اس پر رو کہ مرورِ ایام (درازیٔ عمر) نے تیرا بدن پرانا کر دیا۔
(۲) کپڑا نیا ہونے پر مت اکڑ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہی کپڑا تیرا کفن بنے۔
(۳) کپڑے کو میلا کچیلا دیکھ کر منہ مت بسور کیونکہ یہ تیرے ہی میل کچیل سے میلا ہوا ہے۔

اَبُوْ وَهْبٍ الْقُرْطُبِیُّ

تَنَامُ وَقَدْ اُعِدَّ لَكَ السُّهَادُ	وَتُوْقِنُ بِالرَّحِيْلِ وَلَيْسَ زَادُ
وَتُصْبِحُ مِثْلَ مَا تُمْسِیْ مُضِيْعًا	كَاَنَّكَ لَسْتَ تَدْرِیْ مَا الْمُرَادُ
اَتَطْمَعُ اَنْ تَفُوْزَ غَدًا هَنِيْئًا	وَلَمْ يَكُ مِنْكَ فِی الدُّنْيَا اجْتِهَادُ
اِذَا فَرَّطْتَ فِیْ تَقْدِيْمِ زَرْعٍ	فَكَيْفَ يَكُوْنُ مِنْ عَدَمٍ حَصَادُ

حل لغات: سُہاد بے خوابی، زاد توشہ، فرّطت کوتاہی، حصاد درانتی سے کھیتی کاٹنا۔ **تشریح**

(۱) تو سوتا ہے حالانکہ تیرے لئے بے خوابی تیار کی گئی ہے اور تجھے کوچ کرنے کا یقین ہے حالانکہ تیرے پاس کچھ توشہ نہیں ہے۔
(۲) تو شام کی طرح صبح بھی بیکاری میں گنواتا ہے گویا کہ تو مقصد اور مراد کو جانتا ہی نہیں۔
(۳) دنیا میں کوشش کئے بغیر قیامت کے روز کامیاب ہونا چاہتا ہے۔
(۴) جب تو نے پہلے کھیتی بونے میں کوتاہی کی ہے تو پھر بغیر بوئے کھیتی کیسے کاٹی جا سکتی ہے۔

عَلِیُّ بْنُ الْجَهْمِ

سَرَّ مَنْ عَاشَ مَالُهٗ فَاِذَا	حَاسَبَهُ اللّٰهُ سَرَّهُ الْاِعْدَامُ

آدمی کو زندگی میں اس کا مال خوش کن ہوتا ہے اور جب خدا حساب لیگا تو اس کو ناداری خوش کن ہو گی۔

شِهَابُ الدِّيْنِ الْاَنْدَلُسِیُّ

يَا مَنْ تَجَلَّدَ لِلزَّمَانِ	اَمَا زَمَانُكَ مِنْكَ اَجْلَدُ	سَلَّطْتَ هَمَّكَ عَلٰی هَوَاكَ

وَعَدٌ یَوْمُکَ لَیْسَ مِنْ غَدٍ | اِنَّ الْحَیٰوۃَ مَزَارِعٌ | فَازْرَعْ بِمَا قَدْ شِئْتَ تَحْصُدُ
وَالنَّاسُ لَا یَبْقٰی سِوٰی | اٰثَارِھِمْ وَالْعَیْنُ تَفْقَدُ | اَوَمَا سَمِعْتَ بِمَنْ مَضٰی
ھٰذَا یُذَمُّ وَذَاکَ یُحْمَدُ | اَلْمَالُ اِنْ اَصْلَحْتَہٗ | یُصْلِحْ وَاِنْ اَفْسَدْتَ یُفْسِدُ

(۱) اے وہ شخص کہ تو زمانہ کو زور دکھلاتا ہے یاد رکھ کہ زمانہ تجھ سے زیادہ طاقت ور ہے (۲) اپنی عقل کو اپنی خواہشات پر غالب کر اور یہ سمجھ کہ تیرا آج کا دن کل سے وابستہ ہی نہیں (۳) بیشک زندگی کھیتی ہے پس جو تو کاٹنا چاہے وہی بو۔
(۴) لوگوں کے صرف آثار باقی رہ جائیں گے ذات سب کی فنا ہو جائیگی۔
(۵) کیا تو نے گذشتہ لوگوں کے متعلق نہیں سنا کہ کسی کو برا کہا جاتا ہے اور کسی کی تعریف کی جاتی ہے
(۶) اگر تو مال کو اچھا بنائے گا تو اچھا ہو جائے گا اور خراب کرے گا تو خراب ہو جائیگا۔

اَلشَّیْخُ بَھَاءُ الدِّیْنِ الْاٰمِلِیُّ

اَلَا یَا خَائِضًا بَحْرَ الْاَمَانِیْ | ھَدَاکَ اللہُ مِنْ ھٰذَا التَّوَانِیْ | اَضَعْتَ الْعُمْرَ عِصْیَانًا وَّجَھْلًا
فَمَھْلًا اَیُّھَا الْمَغْرُوْرُ مَھْلًا | مَضٰی عَھْدُ الشَّبَابِ وَاَنْتَ غَافِلٌ | وَفِیْ ثَوْبِ الْعَمٰی وَالْغَیِّ رَافِلٌ
اِلٰی کَمْ کَالْبَھَائِمِ اَنْتَ ھَائِمٌ | وَفِیْ وَقْتِ الْغَنَائِمِ اَنْتَ نَائِمٌ | وَطَرْفُکَ لَا یَرٰی اِلَّا طُمُوْحًا
وَنَفْسُکَ لَمْ تَزَلْ اَبَدًا جَمُوْحًا | وَقَلْبُکَ لَا یُفِیْقُ عَنِ الْمَعَاصِیْ | فَوَیْلُکَ یَوْمَ یُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ

حل لغات | خائض خاض (ن) خوضاً داخل ہونا، امانی جمع امنیۃ آرزو، التوانی سستی، فتور، الغی گمراہی، رافل رفل (ن) رفلاً دامن گھسیٹتے ہوئے نازسے چلنا، ہائم حیران، غنائم جمع غنیمۃ، طرف آنکھ، طموحاً طمح (ن) طمحاً طماحاً بصرہٗ نگاہ اٹھانا جموحاً (ف) الفرس سرکشی کرنا، سوار کے قابو میں نہ آنا، نواصی جمع ناصیۃ پیشانی :۔ **تشریح**۔

(۱) اے امیدوں کے دریا میں ڈوبے ہوئے اس کوتاہی سے اللہ تیری ہدایت کرے۔
(۲) تو نے نافرمانی اور نادانی میں ساری عمر برباد کر دی سو باز آ اے فریب خوردہ باز آ۔
(۳) جوانی کا زمانہ گذر گیا اور تو غافل ہے اور اندھے پن اور گمراہی کے لباس میں اکڑتا پھرتا ہے۔
(۴) تو چوپاؤں کی طرح کب تک مارا مارا پھرتا رہے گا اور اوقاتِ غنیمت میں کب تک سوتا رہے گا۔
(۵) تیری نگاہ ہمیشہ اوپر ہی اٹھی رہی اور تیرا نفس ہمیشہ سرکش ہی رہا۔
(۶) اور تیرا دل معاصی سے کبھی ہوش میں نہیں آتا سو اس دن تیرے لئے ہلاکت ہو گی جس دن پیشانیں پکڑی جائیں گی۔

وَقَالَ اٰخَرُ

وَمَا اَھْلُ الْحَیٰوۃِ لَنَا بِاَھْلٍ | وَلَا دَارُ الْفَنَاءِ لَنَا بِدَارٍ
وَمَا اَمْوَالُنَا اِلَّا عَوَارٍ | سَیَاْخُذُھَا الْمُعِیْرُ مِنَ الْمُعَارِ

(۱) نہ دُنیا والے ہمارے ہیں اور نہ فانی دنیا ہمارا گھر ہے (۲) ہمارا مال عاریت ہے۔ عاریت پر دینے والا پھیرلے لیگا۔

لِاَبِی الطَّیِّبِ الْمُتَنَبِّی

اَلظُّلْمُ مِنْ شِیَمِ النُّفُوْسِ فَاِنْ تَجِدْ ۔۔۔ ذَا عِفَّۃٍ فَلِعِلَّۃٍ لَا یَظْلِمُ

وَمِنَ الْبَلِیَّۃِ عَذْلُ مَنْ لَا یَرْعَوِیْ ۔۔۔ عَنْ جَہْلِہٖ وَخِطَابُ مَنْ لَا یَفْہَمُ

وَالذُّلُّ یُظْہِرُ فِی الذَّلِیْلِ مَوَدَّۃً ۔۔۔ وَاَوَدُّ مِنْہُ لِمَنْ یَّوَدُّ الْاَرْقَمُ

وَمِنَ الْعَدَاوَۃِ مَا یَنَالُکَ نَفْعُہٗ ۔۔۔ وَمِنَ الصَّدَاقَۃِ مَا یَضُرُّ وَیُؤْلِمُ

حل لغات شیم جمع شیمۃ عادت، عفۃ، پاکدامنی، پرہیزگاری، البلیۃ مصیبت، عذل ملامت کرنا، لا یرعوی، ارعواء باز رہنا، رجوع کرنا، الارقم کوڑیالا سانپ۔

تشریح

(۱) ستمگاری نفوس کی سرشت میں داخل ہے سو اگر تو ایسے شخص کو پا دے جو ظلم سے بچتا ہو تو وہ کسی وجہ خاص کی وجہ سے ظلم نہیں کرتا۔

(۲) منجملہ مصائب کے ہے اس شخص کا ملامت کرنا جو اپنی نادانی سے باز نہ آئے اور اس شخص کا خطاب کرنا جو نا سمجھ ہو۔

عجیب بات تو دیکھو کہ کلچڑی گنجی ❊ حضور بلبل بستاں کرے نواسنجی

(۳) ذلت حقیر میں دوستی کو ظاہر کراتی ہے حالانکہ ذلیل جس سے اپنی دوستی کا اظہار کرے اس کے حق میں ذلیل کی نسبت کوڑیالا سانپ زیادہ قابل دوستی ہے

بر تملقہائے دشمن تکیہ کردن ابلہی ست ❊ پائے بوس سیل از پا افگند دیوار را

(۴) بعض دشمنی ایسی ہوتی ہے کہ تجھ کو اس کا فائدہ پہنچتا ہے اور بعض دوستی ایسی ہوتی ہے کہ تجھ کو اور درد پہنچاتی ہے۔

اِنِّیْ اُصَاحِبُ حِلْمِیْ وَہُوَ بِیْ کَرَمٌ ۔۔۔ وَلَا اُصَاحِبُ حِلْمِیْ وَہُوَ بِیْ جُبُنٌ

وَلَا اُقِیْمُ عَلٰی مَالٍ اَذِلُّ بِہٖ ۔۔۔ وَلَا اَلَذُّ بِمَا عِرْضِیْ بِہٖ دَرِنٌ

(۱) میں اپنے حلم کو اس وقت تک ساتھ رکھتا ہوں جب تک وہ میرے لئے باعث عزت ہو اور جب وہ بزدلی شمار ہونے لگے تو میں اس کو ساتھ نہیں رکھتا۔

(۲) میں ایسے مال پر نہیں جمتا جس سے کہ میں ذلیل ہوں اور مجھے اس چیز میں مزہ نہیں آتا جس سے میری آبرو میلی ہو۔

مَنِ اقْتَضٰی بِسِوَی الْہِنْدِیِّ حَاجَتَہٗ ۔۔۔ اَجَابَ کُلَّ سُؤَالٍ عَنْ ہَلْ بِلَمْ

جو شخص ہندی تلوار کے بغیر اپنی حاجت طلب کریگا تو وہ ہر سائل کو جواب نفی میں دیگا یعنی تلوار کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ہے۔

وَمَا کُلُّ ہَاوٍ لِلْجَمِیْلِ بِفَاعِلٍ ۔۔۔ وَلَا کُلُّ فَعَّالٍ لَہٗ بِمُتَمِّمٍ

ہر نیک کام کا قصد کرنیوالا کر گذرنیوالا نہیں ہوتا اور نہ ہر کام کرنیوالا اس کو کماحقہٗ تمام کرتا ہے۔

ذُو الْعَقْلِ یَشْقٰی فِی النَّعِیْمِ بِعَقْلِہٖ ۔۔۔ وَاَخُو الْجَہَالَۃِ فِی الشَّقَاوَۃِ یَنْعَمُ

وَالْہَمُّ یَخْتَرِمُ الْجَسِیْمَ نَحَافَۃً ۔۔۔ وَیُشِیْبُ نَاصِیَۃَ الصَّبِیِّ وَیُہْرِمُ

فَلَا غَبَرَتْ بِیْ سَاعَۃٌ لَا تُعِزُّنِیْ ۔۔۔ وَلَا صَحِبَتْنِیْ مُہْجَۃٌ تَقْبَلُ الظُّلْمَا

(۱) عقلمند ناز و نعمت میں شقی اور بدنصیب رہتا ہے اور جاہل بدنصیبی کے باوجود چین اڑاتا ہے کیونکہ اس کو فکر مال نہیں ہوتا ؎

دیوانہ باشش تا غم تو دیگران خورند ❊ عاقل مباش تا تو غم دیگراں خوری

(۲) غم شخص جسیم کو بسبب لاغری کے ہلاک اور موئے پیشانی نوعمر کو سفید اور بیوقوف بوڑھا کر دیتا ہے (۳) سو مجھ پر ایسی ساعت نہ گذرے جو میری عزت کا باعث نہ ہو اور ایسی جان مبارک باس نہ رہے جو لوگوں کا ظلم قبول کرے۔

سِوَى وَجَعِ الحُسَّادِ دَاوِ فَإِنَّهُ	إِذَا حَلَّ فِي قَلْبٍ فَلَيْسَ يَحُولُ
وَلَا تَطْمَعَنْ فِي حَاسِدٍ فِي مَوَدَّةٍ	وَإِنْ كُنْتَ تُبْدِيهَا لَهُ وَتُنِيلُ
يَهُونُ عَلَيْنَا أَنْ تُصَابَ جُسُومُنَا	وَتَسْلَمَ أَعْرَاضٌ لَنَا وَعُقُولُ

(۱) حاسدوں کے درد کے علاوہ دیگر امراض کا علاج کر کیونکہ مرض حسد جب کسی دل میں ٹھہر جاتا ہے تو پھر زائل نہیں ہوتا۔

(۲) حاسد سے محبت کی طمع مت کر اگرچہ تو اس سے محبت ظاہر کرے اور اس کو عطا بخشے۔

(۳) ہم کو یہ آسان ہے کہ ہمارے جسم لڑائی میں زخموں وغیرہ کی مصیبت پہنچائے جائیں اور ہماری آبرو میں اور عقلیں سلامت رہیں۔

وَمَنْ كَانَ عَزْمِي بَيْنَ جَنْبَيْهِ حَثَّهُ	وَخَيَّلَ طُولُ الأَرْضِ فِي عَيْنِهِ شِبْرًا
إِذَا اعْتَادَ الفَتَى خَوْضَ المَنَايَا	فَأَهْوَنُ مَا تَمُرُّ بِهِ الوُحُولُ
رَمَانِي الدَّهْرُ بِالأَرْزَاءِ حَتَّى	فُؤَادِي فِي غِشَاءٍ مِنْ نِبَالٍ
نَصُرْتُ إِذَا أَصَابَتْنِي سِهَامٌ	تَكَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَى نِصَالٍ

(۱) جس شخص کے پہلوؤں میں میرا سا بلند قصد ہوگا تو وہ اسکو سفر دائمی پر برانگیختہ کرے گا اور زمین کے طول کو اسکی آنکھ میں بقدر بالشت نمایاں کریگا۔

(۲) جب جوان مرد موتوں کے درمیان میں گھسنے کا عادی ہو تو کیچڑوں میں اس کو چلنا نہایت آسان ہے

(۳) زمانہ نے میرے مصائب کے تیر مارے یہانتک کہ میرا دل اس کے تیروں سے پردے میں ہے۔

(۴) سو میں اس حال میں ہو گیا کہ جب بھی تیر لگتے تھے تو تیروں کی بھالیں تیروں کی بھالوں پر لگ کر ٹوٹتی تھیں، ؏ مشکلیں ہم پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

لَيْسَ الجَمَالُ لِوَجْهٍ صَحَّ مَارِنُهُ	أَنْفُ العَزِيزِ بِقَطْعِ العِزِّ يُجْتَدَعُ	مَنْ كَانَ فَوْقَ مَحَلِّ الشَّمْسِ مَوْضِعُهُ
فَلَيْسَ يَرْفَعُهُ شَيْءٌ وَلَا يَضَعُ	إِنَّ السِّلَاحَ جَمِيعُ النَّاسِ تَحْمِلُهُ	وَلَيْسَ كُلُّ ذَوَاتِ المِخْلَبِ السَّبُعُ
إِذَا رَأَيْتَ نُيُوبَ اللَّيْثِ بَارِزَةً	فَلَا تَظُنَّنَّ أَنَّ اللَّيْثَ يَبْتَسِمُ	إِنْ كَانَ سَرَّكُمُ مَا قَالَ حَاسِدُنَا
فَمَا لِجُرْحٍ إِذَا أَرْضَاكُمُ أَلَمُ	إِذَا تَرَحَّلْتَ عَنْ قَوْمٍ وَقَدْ قَدَرُوا	أَنْ لَا تُفَارِقَهُمْ فَالرَّاحِلُونَ هُمُ

شَرُّ البِلَادِ بِلَادٌ لَا صَدِيقَ بِهِ ۔۔۔ وَشَرُّ مَا يَكْسِبُ الإِنْسَانُ مَا يَصِمُ

حل لغات مارن ناک کا نرم حصہ جمع موارن، یجتدع کان ناک کا کٹ جانا، المخلب چنگل جمع مخالب، نیوب جمع ناب کچلی کے دانت۔ بارزۃ ظاہر، جرح زخم، الم تکلیف، یصم عیب لگانا۔

تشریح

(۱) حقیقی جمال اس چہرہ کو حاصل نہیں جسکی ناک سالم ہو کیونکہ صاحب عزت شخص کی ناک بے عزتی سے کٹ جاتی ہے۔

(۲) جس شخص کا مرتبہ آفتاب کے مرتبہ سے اونچا ہو تو اس کو کوئی چیز گھٹا بڑھا نہیں سکتی۔

(۳) بیشک ہتھیار سب لوگ اٹھاتے ہیں مگر بہادر کوئی ہی ہوتا ہے دیکھو ہر پنجہ دار درندہ نہیں ہوتا۔

(۴) جب تو شیر کے دانت کھلے ہوئے دیکھے تو یہ مت سمجھ کر شیر تبسم کرنیوالا ہے (بلکہ وہ تیرے ہلاک کرنے کا قاصد ہے)
(۵) اگر تم کو ہمارے حاسدوں کے قول نے خوش کیا ہے تو اس زخم کا جس نے تم کو خوش کیا ہے ہمیں درد معلوم نہیں ہوگا۔
(۶) جب تو کسی قوم سے چلا ہو درآنحالیکہ انکو تیرے جدا نہ ہونے کی قدرت تھی تو اس صورت میں کوچ کرنیوالی درحقیقت وہ قوم ہے نہ کہ تو۔
(۷) بدترین شہر وہ ہیں جن میں کوئی دوست نہ ہو اور انسان کی بدتر کمائی وہ ہے جو اس کو عیب لگائے۔

لَاتَشْكُوَنَّ اِلٰى خَلْقٍ فَتُشْمِتَهُمْ	شِكْوَى الْجَرِيْحِ اِلَى الْعُقْبَانِ وَالرَّخَمِ

تو مخلوق سے ایسا شکوہ نہ کر جیسا مجروح شخص کوؤں اور مُردار خوار پرندوں سے کرتا ہے۔

وَيُطْرِبُنِيْ قَوْلُ الْمُتَنَبِّيْ	مجھے متنبی کا قول مست بناتا ہے

لَا يَخْدَعَنْكَ مِنْ عَدُوٍّ دَمْعُهٗ	وَارْحَمْ شَبَابَكَ مِنْ عَدُوٍّ تَرْحَمُ
لَا يَسْلَمُ الشَّرَفُ الرَّفِيْعُ مِنَ الْاَذٰى	حَتّٰى يُرَاقَ عَلٰى جَوَانِبِهِ الدَّمُ
يُؤْذِى الْقَلِيْلُ مِنَ اللِّئَامِ بِطَبْعِهٖ	مَنْ لَا يَقِلُّ كَمَا يَقِلُّ وَيَلُؤُمُ

(۱) تجھ کو دشمن کا رونا دھوکے میں نہ ڈالے اور اس دشمن کے ضرر سے کہ جس پر تو رحم کرتا ہے اپنی جوانی پر رحم کر
(۲) شریف کے شرف رفیع اعداء، وحساد کی تکلیف سے نہیں بچتے جب تک اس کے اطراف میں خون دشمنان نہ گرایا جائے۔
(۳) ناکسوں میں سے ذلیل شخص بتقاضائے اپنی بدسرشتی کے اس شخص کو ستاتا اور ملامت کرتا ہے جو اس کی مانند ذلیل نہ ہو۔

دِيْوَانُ الْحَمَاسَةِ	قَالَ حَاتِمٌ

وَعَاذِلَةٍ قَامَتْ عَلَيَّ تَلُوْمُنِيْ	كَاَنِّيْ اِذَا اَعْطَيْتُ مَالِيْ اُضِيْمُهَا
اَعَاذِلَ اِنَّ الْجُوْدَ لَيْسَ بِمُهْلِكِيْ	وَلَا مُخْلِدُ النَّفْسِ الشَّحِيْحَةِ لُؤْمُهَا
وَتُذْكَرُ اَخْلَاقُ الْفَتٰى وَعِظَامُهٗ	مُغَيَّبَةٌ فِي اللَّحْدِ بَالٍ رَمِيْمُهَا

حل لغات | عاذلۃ ملامت کرنیوالی، اضیم (ض) ضیماً ظلم کرنا، اعاذل ہمزہ ندائیہ ہے اور عاذل مرخم ہے، شحیحۃ بخیل عظام جمع عظم ہڈی، بال پرانا، رمیم بوسیدہ،

تشریح:—— (۱) اور بہت سی ملامت گر عورتیں ملامت کرتے ہوئے مجھ پر ایسی چڑھ آئیں کہ گویا جب میں اپنا مال کسی کو بخشتا ہوں تو اس پر ظلم کرتا ہوں (۲) اے ملامت گر مجھ کو میری بخشش ہلاک نہیں کرے گی اور نہ بخیل طبیعت کو ان کا بخل مدام رکھے گا (۳) سخی آدمی کی عمدہ عادتوں کا تذکرہ برابر رہتا ہے حالانکہ اس کے استخوان قبر میں بوسیدہ اور اس کی پرانی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہوجاتی ہیں

وَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْفَزَارِيِّيْنَ

اِلَّا یَکُن عَظمِی طَوِیلاً فَاِنَّنِی	لَهٗ بِالخِصَالِ الصَّالِحَاتِ وَصُولُ
وَلَا خَیرَ فِی حُسنِ الجُسُومِ وَنُبلِهَا	اِذَا لَم تَزِن حُسنَ الجُسُومِ عُقُولُ
اِذَا کُنتُ فِی القَومِ الطِّوَالِ عَلَوتُهُم	بِعَارِفَةٍ حَتّٰی یُقَالَ طَوِیلُ
وَکَم قَد رَأَینَا مِن فُرُوعٍ کَثِیرَةٍ	تَمُوتُ اِذَا لَم یُحیِهِنَّ اُصُولُ
وَلَم اَرَ کَالمَعرُوفِ اَمَّا مَذَاقُهٗ	فَحُلوٌ وَاَمَّا وَجهُهٗ فَجَمِیلُ

حل لغات وصول واصل کا مبالغہ ہے جسوم جمع جسم، نبل کمال، لم تزن بروزن لم یعد بمعنی برابر ہونا اور بروزن لم یبع بمعنی خوبصورت ہونا۔ **تشریح۔**

(۱) اگرچہ میری ہڈی لمبی نہیں یعنی میں طویل قد والا نہیں ہوں لیکن عمدہ خصلتوں کے ذریعہ طول قامت کا کام بخوبی حاصل کرسکتا ہوں۔
(۲) جسموں کی خوبصورتی اور ان کے کمال میں کچھ بھلائی نہیں ہے جبکہ جسم کی خوبصورتی کے موافق ان کی عقلیں نہ ہوں۔
(۳) جب میں عمدہ قوم میں ہوتا ہوں تو ان پر احسان کرنے میں غالب ہوتا ہوں تاکہ یہ کہا جائے کہ میں نہایت عمدہ ہوں۔
(۴) بارہا ہم نے بہت سی شاخیں دیکھیں ہیں کہ وہ خشک ہوگئیں جب کہ انکو انکی جڑوں نے زندہ نہیں رکھا۔
(۵) میں نے احسان کی مانند کوئی چیز نہیں دیکھی ذکر کیوقت اس کا مزہ شیریں ہے اور دیکھنے میں اس کا منہ خوبصورت ہے۔

وَقَالَ مُحَمَّدُ بنُ بَشِیرٍ

مَا ذَا یُکَلِّفُ الرَّوحَاتِ وَالدُّلَجَا	اَلبَرَّ طَوراً وَطَوراً تَرکَبُ اللُّجَجَا
کَم مِن فَتًی قَصُرَت فِی الرِّزقِ خُطوَتُهٗ	اَلفَیتَهٗ بِسِهَامِ الرِّزقِ قَد فَلَجَا
اِنَّ الاُمُورَ اِذَا انسَدَّت مَسَالِکُهَا	فَالصَّبرُ یُفتِقُ مِنهَا کُلَّ مَا ارتَتَجَا
لَا تَیأَسَنَّ وَاِن طَالَت مُطَالَبَةٌ	اِذَا استَعَنتَ بِصَبرٍ اَن تَرٰی فَرَجَا
اَخلِق بِذِی الصَّبرِ اَن یَّحظٰی بِحَاجَتِهٖ	وَمُدمِنِ القَرعِ لِلاَبوَابِ اَن یَّلِجَا
قَدِّر لِرِجلِکَ قَبلَ الخَطوِ مَوضِعَهَا	فَمَن عَلَا زَلَقًا عَن غِرَّةٍ زَلِجَا
وَلَا یَغُرَّنَّکَ صَفوٌ اَنتَ شَارِبُهٗ	فَرُبَّمَا کَانَ بِالتَّکدِیرِ مُمتَزِجَا

حل لغات الروحات جمع روحۃ شام کے وقت آنا یا جانا، دُلج جمع دلجۃ رات کے آخری حصہ کا وقت، البر خشکی طور باری جمع اطوار، لجج جمع لجۃ پانی کا بڑا حصہ، خطوۃ دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ عوام اسے فشخہ کہتے ہیں۔ سہام جمع سہم حصہ، فلج (ن ض) فلجا۔ القوم کامیاب ہونا۔ انسدت انسدادًا بند ہونا، مسالک جمع مسلک راستہ یفتق فتق پھاڑنا، کھولنا، ارتتج رتج (ن) رتجاً۔ الباب دروازہ بند کرنا، لاتیأسن ایس ناامید ہونا، فرج کشادگی۔ اخلق صیغہ تعجب

یحظی حظیا کامیاب ہونا، مدمن اسم فاعل ہے ادمن ہمیشہ کرنا، قرع دروازہ کھٹکھٹانا۔ الخطو قدم رکھنا، علی (ن) علوا بلند ہونا، زلق پھسلن کی جگہ، غرۃ غفلت، زلج (س) زلوجا پھسلنا، صفو صاف پانی، تکدر گدلا پن، ممتزج، مخلوط:۔

تشریح: (۱) تجھ کو آخر کون چیز رات دن کے سفر کی تکلیف دیتی ہے کہ تو کبھی خشکی کا سفر کرتا ہے اور کبھی گہرے دریاؤں کا۔
(۲) بہت سے جوانوں کو جن کے قدم طلب رزق میں کوتاہ ہیں تو دیکھے گا کہ وہ رزق کے حصول پر بخوبی کامیاب ہوئے ہیں۔
(۳) جب تمام کاموں کی راہیں بند ہو جاتی ہیں تو صبر تمام بند راہوں کو کھول دیتا ہے۔
(۴) جب تو صبر سے حصول مطلوب کی مدد مانگے تو حال مشکل اور کشادگی دیکھنے سے نا امید مت ہو اگرچہ کامیابی میں دیر ہو جائے۔
(۵) کس قدر سزاوار ہے صابر آدمی اپنی کامیابی کا اور ہمیشہ دروازہ کھٹکھٹانے والا گھر میں داخل ہونے کا۔
(۶) قدم رکھنے سے پہلے پاؤں رکھنے کی جگہ تجویز کرلے کیونکہ جو شخص براہ غفلت پھسلنے کی جگہ پر چڑھ جائیگا بیشک وہ پھسل جائیگا۔
(۷) صاف پانی جس کو تو پیتا ہے تجھے دھوکا نہ دے کیونکہ وہ بسا اوقات مکدر کرنیوالی چیز سے ملا ہوتا ہے۔

وَقَالَ اٰخَرُ

وَاُعْرِضُ عَنْ مَطَاعِمَ قَدْ اَرَاهَا	فَاَتْرُكُهَا وَفِیْ بَطْنِیْ انْطِوَاءُ
فَلَا وَاَبِیْكَ مَا فِی الْعَیْشِ خَیْرٌ	وَلَا الدُّنْیَا اِذَا ذَهَبَ الْحَیَاءُ
یَعِیْشُ الْمَرْءُ مَا اسْتَحْیٰی بِخَیْرٍ	وَیَبْقَی الْعُوْدُ مَا بَقِیَ اللِّحَاءُ

حل لغات مطاعم جمع مطعم خوراک، البطن شکم، انطواء لپٹنا، العود، لکڑی، لحاء چھال:۔ **تشریح**
(۱) جن کھانوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کے کھانے میں عار ہے ان سے منہ پھیر لیتا ہوں اور ان کو چھوڑ دیتا ہوں، حالانکہ پیٹ میں آنتیں پیچ و تاب کھاتی ہیں۔
(۲) سو میں ایسا کھانا نہ کھاؤں گا کیونکہ تیرے باپ کی قسم نہ زندگی میں اور نہ دنیا میں جب کہ حیاء جاتی رہے۔
(۳) جبتک آدمی میں حیاء ہے وہ اچھی زندگی جیتا ہے اور لکڑی اسی وقت تک باقی رہتی ہے جب تک اس کی چھال اس پر ہے۔

وَقَالَ الْمُؤَمَّلُ بْنُ اَمِیْلِ الْمُحَارِبِیُّ

وَكَمْ مِنْ لَئِیْمٍ وَدَّ اَنِّیْ شَتَمْتُهٗ	وَاِنْ كَانَ شَتْمِیْ فِیْهِ صَابٌ وَعَلْقَمٌ
وَلَلْكَفُّ عَنْ شَتْمِ اللَّئِیْمِ تَكَرُّمًا	اَضَرُّ لَهٗ مِنْ شَتْمِهٖ حِیْنَ یُشْتَمُ

حل لغات لئیم کمینہ، شتم گالی، صاب، علقم دو کڑوے درخت ہیں۔ **تشریح۔**
(۱) بہت سے کمینے دوست رکھتے ہیں کہ میں ان کو گالی دوں، اگرچہ میری گالی ان کے حق میں مثل صاب و علقم تلخ ہو۔
(۲) براہ کرم کمینہ کو گالی دینے سے بچنا اس کو زیادہ ضرر پہنچاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ جب وہ گالی دیا جائے۔

نادرة

صَدِيقُ الصِّدْقِ فِي الدُّنْيَا قَلِيلُ ... فَمَنْ لَكَ إِنْ ظَفِرْتَ بِذَاكَ مَنْ لَكْ
لِحَاجَتِهٖ يَوَدُّكَ كُلُّ شَخْصٍ ... وَذَاكَ إِذَا اقْضَاهَا مِنْكَ مَلَّكْ
صَدِيقُكَ مَنْ إِذَا مَا أَنْتَ مِنْهُ ... طَلَبْتَ الرُّوحَ بِالتَّمْلِيكِ مَلَّكْ

(۱) دُنیا میں سچے دوست بہت کم ہوتے ہیں اگر تو ایسے دوست پر کامیابی چاہتا ہے تو تیرا ذمہ کون لے۔
(۲) اپنی ضرورت ہی کی خاطر تجھ کو ہر شخص چاہتا ہے اور جب ضرورت پوری کر لیتا ہے تو تجھ سے اُکتانے لگتا ہے۔
(۳) درحقیقت دوست تو وہ ہے کہ اگر تو اس سے جان مانگے تو جان بھی تیرے حوالے کر دے۔

اَلتَّوْدِيعُ — روانگی! — اَبُو اِسْحٰق اِبْرَاهِيْم

عَلَيْكُمْ سَلَامُ اللهِ إِنِّيْ رَاحِلٌ ... وَعَيْنَايَ مِنْ خَوْفِ التَّفَرُّقِ تَدْمَعُ
فَإِنْ نَحْنُ عِشْنَا فَهُوَ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ... وَإِنْ نَحْنُ مُتْنَا فَالْقِيَامَةُ تَجْمَعُ

(۱) تم پر اللہ کی جانب سے سلامتی نازل ہو میں جا تو رہا ہوں لیکن اس حالت میں کہ میری آنکھیں جُدائی کے خوف سے آنسو بہا رہی ہیں۔
(۲) اگر ہم زندہ رہے تو خدا ہم کو یکجائی نصیب کرے گا اور اگر مر گئے تو قیامت جمع کرے گی۔

اَلْقَاضِيْ مُحْيِي الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ الظَّاهِرِ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى

يَا سَيِّدِيْ إِنْ جَرٰى مِنْ مَدْمَعِيْ وَدَمِيْ ... لِلْعَيْنِ وَالْقَلْبِ مَسْفُوحٌ وَمَسْفُوكُ
لَا تَخْشَ مِنْ قَوَدٍ يُقْتَصُّ مِنْكَ بِهٖ ... فَالْعَيْنُ جَارِيَةٌ وَالْقَلْبُ مَمْلُوكُ

(۱) اے میرے آقا! اگر میری آنکھ سے بہتے آنسو اور میرے دل سے بہنے والا خون جاری ہے۔
(۲) تو یہ خوف نہ کر کہ تجھ سے قصاص لیا جائے گا کیونکہ میری آنکھ باندی اور میرا دل غلام ہے۔

جَمَالُ الدِّيْنِ بْنُ نُبَاتَةَ رَحِمَهُ اللهُ تَعَالٰى

بِرُوحِيْ جِيْرَةً أَبْقَوْا دُمُوعِيْ ... وَقَدْ رَحَلُوا بِقَلْبِيْ وَاصْطِبَارِيْ
كَأَنَّا لِلْمُجَاوَرَةِ اقْتَسَمْنَا ... فَقَلْبِيْ جَارُهُمْ وَالدَّمْعُ جَارِيْ

(۱) ان ہمسایوں پر میری جان قربان جنہوں نے میرے آنسو تو میرے پاس چھوڑ دیئے اور خود میرا دل اور صبر لے کر چل دیئے۔

(۲) گویا ہم نے ہمسائیگی کیواسطے تقسیم کرلی کہ میرا دل ان کا ہمسایہ اور آنسو میرا ہمسایہ ہوگا۔

وَقَالَ بَعْضُهُمْ

رَحَلُوْا فَاَفْنَيْتُ الدُّمُوْعَ تَحَرُّقًا ... مِنْ بَعْدِهِمْ وَعَجِبْتُ اِذْ اَنَا بَاقِ

وَعَلِمْتُ اَنَّ الْعُوْدَ يَقْطُرُ مَاءُهٗ ... عِنْدَ الْوُقُوْدِ لِفُرْقَةِ الْاَوْرَاقِ

(۱) میرے احباب کوچ کرگئے اور میرے آنسو ان کے فراق کی آگ میں جلتے جلتے ختم ہوگئے اور میں خود اپنی بقاء وحیات پر متعجب ہوں۔
(۲) میں جان گیا کہ جلتے وقت لکڑی سے جو پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں وہ پتوں کی جدائی کیوجہ سے ٹپکتے ہیں۔

اَلْمَوْتُ

اِبْنُ اَبِیْ زَمَنِیْنٍ

اَلْمَوْتُ فِیْ كُلِّ حِیْنٍ یَنْشُرُ الْكَفَنَا ... وَنَحْنُ فِیْ غَفْلَةٍ عَمَّا یُرَادُ بِنَا

لَا تَطْمَئِنَّ اِلَی الدُّنْیَا وَبَهْجَتِهَا ... وَاِنْ تَوَشَّحْتَ مِنْ اَثْوَابِهَا الْحَسَنَا

اَیْنَ الْاَحِبَّةُ وَالْجِیْرَانُ؟ مَا فَعَلُوْا؟ ... اَیْنَ الَّذِیْنَ هُمْ كَانُوْا لَنَا سَكَنَا

سَقَاهُمُ الْمَوْتُ كَاْسًا غَیْرَ صَافِیَةٍ ... فَصَیَّرَهُمْ لِاَطْبَاقِ الثَّرٰی رَهَنَا

(۱) موت ہر وقت کفن پھیلائے رہتی ہے اور ہم اس امر سے غفلت میں پڑے ہیں جو ہمارے متعلق چاہا جارہا ہے۔
(۲) دُنیا اور اس کی رونق پر اطمینان نہ کر اگرچہ تو اس کے حسین کپڑوں سے آراستہ ہوجائے۔
(۳) دوست احباب اور ہمسائے کہاں گئے؟ انہوں نے کیا کیا اور وہ کہاں ہیں جو ہمارے لئے باعث سکون تھے۔
(۴) ان سب کو موت نے ایک مکدر جام پلاکر خاک کے سپرد کردیا۔

اَبُوالْعَتَاهِیَهْ

تَعَلَّقْتُ بِاٰمَالٍ طِوَالٍ اَیِّ اٰمَالِ ... فَاَقْبَلْتُ عَلَی الدَّهْرِ مُلِحًّا اَیَّ اِقْبَالِ

اَیَا هٰذَا تَجَهَّزْ لِفِرَاقِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ ... فَلَا بُدَّ مِنَ الْمَوْتِ عَلٰی حَالٍ مِنَ الْحَالِ

(۱) میں کتنی ہی لمبی چوڑی آرزوؤں میں لٹکا رہا پھر اصرار کرتا ہوا پورے طور پر زمانہ کی طرف متوجہ ہوا۔
(۲) اے مخاطب! اہل وعیال، مال ومنال کے فراق کا سامان کر کیونکہ کسی نہ کسی حالت پر موت کا آنا ضروری ہے۔

وَلِبَعْضِهِمْ

اِذَا قَلَّ مَالُ الْمَرْءِ قَلَّ بَهَاءُهٗ ... وَضَاقَتْ عَلَیْهِ اَرْضُهٗ وَسَمَاءُهٗ

وَاَصْبَحَ لَا یَدْرِیْ وَاِنْ كَانَ حَازِمًا ... اَقُدَّامُهٗ خَیْرٌ لَّهٗ اَمْ وَرَاءُهٗ

وَاِنْ غَابَ لَمْ يَشْتَقْ اِلَيْهِ خَلِيْلُهٗ	وَاِنْ عَاشَ لَمْ يَسْرُرْ صَدِيْقًا لِقَاءُهٗ
وَالْمَوْتُ خَيْرٌ لِامْرِئٍ ذِیْ خَصَاصَةٍ	مِنَ الْعَيْشِ فِیْ ذُلٍّ كَثِيْرٍ عَنَاؤُهٗ

(۱) جب آدمی کا مال کم ہو جاتا ہے تو اس کی عزت کم اور زمین و آسمان اس پر تنگ ہو جاتے ہیں۔

(۲) اور وہ کتنا ہی عاقل اور پختہ کار ہو لیکن نہیں سمجھ پاتا کہ آئندہ زمانہ اس کے لئے بہتر ہے یا وہ جو گذر گیا۔

(۳) وہ نظروں سے اوجھل ہو جائے تو اس کے دوست کو اس کا اشتیاق نہیں ہوتا اور اگر وہ زندہ رہے تو اس کا دیدار دوست کو نہیں بھاتا۔

(۴) ایسے ننگے بھوکے آدمی کیلئے ذلت اور پر مشقت زندگی سے موت بہتر ہے۔

اَلرِّثَاءُ

وَلِلْمُؤَلِّفِ (غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ) فِیْ رِثَاءِ الْمَوْلَى الْهُمَامِ الْحَبْرِ الْعَلَّامِ مَوْلَانَا الْحَاجِّ الْحَافِظِ مُحَمَّدٍ اَحْمَدَ نَاظِمِ دَارِ الْعُلُوْمِ الدِّيُوْبَنْدِيَّةِ وَمُدِيْرِهَا وَمَاتَ (قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ) غَرِيْبًا وَكَانَ ارْتَحَلَ لِبَعْضِ حَوَائِجِ دَارِ الْعُلُوْمِ الْمَذْكُوْرَةِ فَمَرِضَ فِیْ (حَيْدَرْ آبَادْ) فَتَعَجَّلَ فِی الْعَوْدِ اِلٰی وَطَنِهٖ وَلَبّٰی دَاعِیَ الْمَوْتِ وَلَمْ يَفُزْ بِالْوُصُوْلِ اِلَى الْوَطَنِ۔

مؤلف کے مذکورہ ذیل اشعار عالی ہمت حضرت علامہ الحاج الحافظ محمد احمد صاحب ناظم و مہتمم دار العلوم دیوبند کے مرثیہ میں ہیں موصوف نے بحالت سفر انتقال کیا، دار العلوم کی کسی ضرورت سے سفر میں گئے تھے حیدرآباد جا کر بیمار ہو گئے اور وہاں سے بعجلت تمام وطن کی طرف واپس ہوئے لیکن وطن تک نہ پہنچ پائے تھے کہ داعی اجل کو لبیک کہا اور دنیا سے رخصت ہو گئے۔

نعی الناعون شیخًا ذا حفاظٍ	جليلًا ماجدًا بالفضل حرّیٰ	نبيلًا فاضلًا شهمًا ذكيًّا
مطيعًا ربّه نهيًا وامرًا	سُلالة قاسم الخيرات ندبًا	وفيًّا حائزًا اجرًا وذُخرًا
صبورًا فی المصائب والرزايا	وفی السرّاء كان يزيدُ شكرًا	لعطشیٰ العلم كالعسل المصفّٰی
وللعلماء كان اجلَّ بحرًا	واعتق علمه اُسراءَ جهلٍ	سبیٰ احسانهٗ عبدًا وحُرًّا
شهيدًا مات مغتربًا غريبًا	فكلّهم بجود الله مع اجرٍی	فكم من اعيُنٍ قد بيّضتها
دموعٌ قد جرت بيضًا وحُمرًا	فقدنا قاسم الخيرات علمًا	وزهدًا ثم تقوىً ثم فقرًا
وكنّا آملين بان نراه	يُخجّل وجههٗ شمسًا وبدرًا	ويُسمعنا ورود نظام ملكٍ
سميّ خليفتين اضاء دهرًا	مليكٍ عادلٍ يقظٍ ابیٍّ	خُبعثنةٍ شجيعٍ فاق عصرًا

لہ جود حکاہ الغیث طورًا — اذا استمطرتہ والبحر اُخریٰ — یُحِبُّ الناس ما شاؤا ولکن

لہٗ قلبٌ بِبِیض المجد مُغرَیٰ — ولکنا سمعنا ان قد رًا — من اللہ العظیم لسدّ مجری

ولبّیٰ داعیَ اللہ الذی لا — مَرَدّ لہ وآن خدعًا ومکرًا — لہٗ خُلدٌ وللخُلّام حزنٌ

رأینا موتہ خیرًا وشرًّا — فیامن ھَمُّہ دارُ العلوم التی اَجریتَہا بحرًا ونہرًا

سعیتَ لما بناہ ابوک سعیًا — فحزت الاجر ثم حویتَ برًّا — ولم ندفِنک کلّا بل دفنّا

علومَ ھُدًی فدفنک ما اُمرّا — حییت مُجِلًّا وبقیت فردًا — وقد تربتَ شرکًا ثم کفرًا

بعدتَ عن الذی ما فیہ نصٌّ — وعُمّا جاء ما فارقتَ شبرًا — وقد اَجریتَ بحرَ الدمع منا

وقد اودعتَ فی الاکباد جمرا — بقیناھا ثمین بلا انیسٍ — کانا لم نجد خلًّا وخمرا

تُعزّینا اذا خَطب دَھانا — بفقدک قد فقدنا الا صبرا — تداوینا اذا جئناک مرضیٰ

حیارٰی فی المسائل مثل سکرٰی — فیعطی ربُّنا جناتِ عدنٍ — لاحمدَ فائقِ الاقران طُرًّا

وقُدّس سِرُّہٗ من فضل ربٍّ — رءوفٍ واسعٍ للعبد سِترًا — الٰہی فاسقِ من انہار خلد

دفینَ اللحد احمدَ حازقدرًا — وعفوًا عن ذنوبٍ قد جناھا — وصفحًا عنہ جاھرًا واسرًّا

وابن حبیب رحمان قرونًا | او قرنًا بعدھا وھلم جرّا

حل لغات | ارثا، میت پر رونا اور محاسن شمار کرنا نعی ینعی نعیًا۔ موت کی اطلاع دینا، احری، لائق۔ نبیل نجیب وشریف شہم تیز خاطر، سلالۃ خلاصہ نسل وولد، ندب فضائل کی طرف سبقت کرنیوالا، دانا، وفی کثیر الوفا، حاز جامع رزایا جمع رزیۃ مصیبت عطشی جمع عطشان پیاسا، اسرا، جمع اسیر قیدی، خبعثنۃ شیر، مغری اسم مفعول ہے۔ اغری الرجل بکذا برانگیختہ کرنا، ھدع، دھکا دینا، حزت ازن، حوزا۔ جمع کرنا، ترب خاک ڈالنا شبرا بالشت اکباد جمع کبد جگر، جمرا چنگاری، ایمے حیران، انیس غمخوار۔ خل سرکہ، تعزینا تعزیۃ تسلی دینا، خطب امر عظیم، دھاد ف، دھیا آفت وبلا پہنچنا، حیاری جمع حیران، سکری جمع سکران بے ہوش جنی امن، جنایۃ گناہ کرنا۔

تشریح :-

(۱) مخبرین مرگ نے خود دار وبا وقار شریف وبزرگ اور لائق فضل شیخ کے انتقال کی خبردی۔

(۲) جو فاضل وشریف، تیز خاطر وذکی اور امر ونواہی باری کے فرماں بردار۔

(۳) قدوۃ العلما، حضرت مولانا محمد قاسم صاحب کے شریف با وفا صاحبزادے اجر وثواب اور ذخیرہ اُخروی جمع کرنیوالے۔

(۴) بلا ومصائب میں صبر شعار اور خوشحالی میں بیش از بیش شکر گزار۔

(۵) تشنگانِ علم کیلئے مثل شہد خالص اور علماء کیلئے بہت بڑے سمندر تھے۔

(۶) جن کے علم نے جہالت کے قیدیوں کو رہائی بخشی اور احسان عمیم نے غلام و آزاد سبھی کو حلقہ بگوش بنا لیا۔
(۷) سفر کی حالت میں شہادت کی موت پائی تو سب نے آنسوؤں کے دریا بہا دیئے۔
(۸) سو کتنی ہی آنکھیں ہیں کہ ان کو خون آلود اور سفید آنسوؤں نے بہتے بہتے سفید کر دیا ہے۔
(۹) ہم نے علم و زہد و فقر و تقویٰ میں قاسم خیرات کے شبیہ کو گم کیا ہے۔
(۱۰) حالانکہ ہم متوقع تھے کہ ان کو اس حال میں دیکھیں گے کہ وہ اپنے چہرہ سے آفتاب و ماہتاب کو شرمندہ کرتے ہوں گے۔
(۱۱) اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے ہمنام شاہ نظام الملک کے ورود مسعود کی خبر سنائیں گے جس نے زمانہ کو روشن کر دیا ہے۔
(۱۲) یعنی ایسے بادشاہ کی آمد کی خبر سنائیں گے جو انصاف پسند بیدار مغز، خود دار، شیر مرد، بہادر اور زمانہ میں سب پر فوقیت رکھتا ہو۔
(۱۳) انہیں ایسی سخاوت ہے کہ جب تو اس سے سخا کی بارش کا طالب ہو تو کبھی اس کے مشابہ سماوی بارش ہوگی اور کبھی سمندر۔
(۱۴) لوگ جو چاہیں پسند کریں لیکن اس کا دل تو بزرگی کے خوبصورت چہروں پر فریفتہ ہے۔
(۱۵) سختی و آسانی ہر حال میں مخلوق اس کی اطاعت کرتی ہے اور اس کا فرمان خشکی و تری سب میں جاری ہے۔
(۱۶) اس کی ذات سے علوم دینیہ نے فروغ پایا ہے اسی لئے اس کو نظام الملک کہتے ہیں
(۱۷) مگر ہم نے نظام الملک کی تشریف آوری کی اطلاع کے بجائے یہ سنا کہ اللہ کی قضا و قدر نے ان مرحوم کا راستہ بند کر دیا۔
(۱۸) اور انہوں نے اللہ کے داعی کو لبیک کہا، جس کو کوئی رد کر کے انکار نہیں کر سکتا اگرچہ وہ مکر و فریب سے کام لے۔
(۱۹) ان کیلئے خلد بریں ہے اور خدام کیلئے حزن و ملال ہے پس ان کی موت باعث خیر بھی ہے اور باعث شر بھی۔
(۲۰) سوائے وہ ذات کہ جس کا واحد مقصد دار العلوم ہے جسکو آپ نے نہر اور دریا کی طرح جاری کر دیا ہے
(۲۱) جس کو آپکے پدر بزرگوار نے قائم کیا تھا، اس کیلئے آپنے ان تھک کوشش کی ہے اور اس کے صلے میں آپنے اجر عظیم اور نیکی جمع کی ہے
(۲۲) ہم نے آپ کو دفن نہیں کیا بلکہ علوم ہدایت کے پیکر کو دفن کیا ہے پس آپ کا دفن بڑا ہی تلخ ہے۔
(۲۳) تو آپنے مجرد بن کر زندگی بسر کی اور یکتا ہو کر باقی رہے اور آپ نے شرک و کفر کو خاک میں ملا دیا۔
(۲۴) جس جزئیہ میں شارع سے کوئی نص وارد نہیں ہوئی اس سے آپ دور رہے اور جسمیں نص وارد ہو اس سے آپ ایک بالشت نہیں ہٹے
(۲۵) آپنے ہمارے آنسوؤں کا دریا بہا دیا اور دلوں میں آگ کی چنگاری لگا دی۔
(۲۶) ہم بلا انیس حیران و سرگردان رہ گئے گویا ہم سرکہ اور شراب کچھ بھی نہیں پاتے۔
(۲۷) جب ہم کو کوئی مصیبت پہنچتی تھی تو آپ تسلی دیتے تھے پس آپ کے فقدان سے ہمارا صبر جاتا رہا۔
(۲۸) جب ہم کسی مسئلہ میں حیران و پریشان ہو کر آپ کے پاس آتے تھے تو آپ ہماری دوا دارو کرتے تھے،
(۲۹) خداوند تعالیٰ جنت عدن عطا کرے شیخ احمد کو جو تمام ہم عصروں پر فائق تھے۔
(۳۰) اور آپ کا باطن پاک ہو نہایت مہربان اور بڑے پردہ پوش رب کے فضل سے۔
(۳۱) بار الٰہا! مدفون لحد شیخ احمد صاحب عز و وقار کو نہر بہشت سے سیراب فرما، (۳۲) اور ان کے تمام گناہ معاف فرما پوشیدہ طور پر کئے ہوں یا علانیہ (۳۳) اور حضرت مولانا حبیب الرحمان صاحب کو ابد الآباد تک قائم رکھ۔